عید میلاد مبارک باد

رسالہ

عام مسلمانون کی ہر قسم کی اصلاح

اصلاح

فرقۂ حقہ شیعہ کی حمایت و ترقی

نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ | جلد ۱۴

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

مراسلات بنام منیجر اصلاح

کہ ابوبکر موقع ماجرا سے دور تھے۔ حالانکہ حضرت عباس سمجھا رہے ہیں چنانچہ کنز العمال میں خود عمر سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے انتقال کیا تو عمر نے کہا حضرت کی روح کو اوسیطرح آسمان پر لیگئے ہیں جس طرح روح حضرت موسیٰ کو لیگئے تھے۔ پھر عمر نے خطبہ دینا شروع کیا اور [illegible] کو ڈرانے لگے اور کہتے تھے کہ حضرت جبتک منافقوں کے ہاتھ اور زبان کو نہ قطع کرینگے انتقال نہ فرمائینگے فلم یزل عمر یتکلم حتی ازبد شدقاہ اسوقت عمر کلام کرتے تھے ا دونو لب مین اونکے کف بھر آیا۔

حضرت عباس نے کہا کہ رسول اللہ نے انتقال کیا تم لوگ [illegible] حضرت کی شان اس سے ارفع ہے کہ دو مرتبہ آپکو موت طاری ہو وعمر بن ام مکتوم [illegible] فی موخر المسجد یقرء وما محمد الا رسول الی قولہ وسیجزی اللہ الشاکرین یعنی عمر بن ام مکتوم آیہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افئن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم کی تلاوت کرتے تھے کہ محمد تو ایک رسول ہیں جنکے قبل بہت سے رسول گذر گئے تو کیا اگر وہ مرجائیں یا قتل ہوں تو تم سب مرتد ہو جاؤگے۔

حضرت عباس عم رسول اور عمر بن ام مکتوم جو سمجھا رہے تھے لوگوں پر اثر ہوا فاقبل ابوبکر مسرعا حتی علی دابتہ حتی نزل بباب المسجد اتنے میں ابوبکر اپنی سواری پر سوار موضع سنخ سے آئے ثم خرج مسرعا الی المسجد یتوطأ رقاب الناس حتی اتی المنبر و جلس عمر حین رای ابابکر مقبلا الیہ۔ پھر وہ جلدی سے مسجد کی طرف آئے لوگون کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے منبر کے پاس جب عمر نے اونکو دیکھا بیٹھ گئے۔ اسکے بعد ابوبکر نے بھی اوسی آیہ کو پڑھا جو عمر ابن مکتوم پہلے سے پڑھ رہے تھے وما محمد الا رسول جسپر عمر نے کہا ہم تو آجتک جانتے بھی نہ تھے کہ یہ آیہ قرآن میں نازل ہوا ہے۔

ان مضمون دو روایتون کا بالاختصار بیان کیا گیا ہے جس سے اہل فہم خود سمجھ سکتے ہیں کہ عمر نے وفات رسول سے کیوں انکار کیا تھا اور ابوبکر کے بعد وہ جوش و خروش کیوں فرو ہو گیا۔

استیعاب میں ہے فاتیت بیت رسول اللہ فاصبت مسجی وقیل ھو مسجی وقد خلی بہ اھلہ فقلت این الناس فقیل فی سقیفہ بنی ساعدہ صاروا الی الانصار فجئت الی السقیفہ فاصبت ابابکر و عمر و ابا عبیدہ ابن الجراح و سالما و جماعہ من قریش منہم ۲۲۶

پھر خلاف حکم رسول روضہ انور میں دفن کئے گئے تو اسپر کیوں تعجب ہوتا ہے حالانکہ خود ابن القیم لکھتے

ہیں وان السنۃ وھدیہ الصلاۃ علی الجنازۃ خارج المسجد الا لعذر ص۱۴۱

یعنی حضرت کی سنت یہی تھی کہ نماز جنازہ بیرون مسجد پڑھا کرتے تھے مگر کسی عذر سے

تاریخ خمیس میں ہے وصلی علیہ عمر بن الخطاب فی مسجد رسول اللہ بین القبر والمنبر

وحمل علی السریر الذی حمل علیہ رسول اللہ ونزل فی قبرہ عمر وعثمان وطلحہ وابنہ

عبد الرحمان بن ابی بکر ودفن لیلا فی بیت عائشۃ مع النبی ص۲۷۲ جلد ۲

یعنی ابوبکر پر عمر نے نماز پڑھی مسجد رسول اللہ میں درمیان قبر ومنبر اور اسی سریر پر اٹھائے گئے

جس پر رسول اللہ کا جنازہ اٹھایا گیا تھا اور قبر میں اترے عمر عثمان طلحہ عبد الرحمان بن ابی بکر اور

رات ہی کے وقت دفن ہوئے

وفات ابوبکر بھی رات ہی کو ہوئی تھی انہ مات عشیۃ یوم الاثنین یعنی دوشنبہ کی شب کو بعد

عشاء انتقال کیا اور اسی وقت دفن ہوئے ۔ مگر رسول اللہ تیسرے روز دفن ہوئے ببین تفاوت رہ از

کجا است تا بکجا

اب تو تصدیق آیہ کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل

انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین

میں عذر نہ ہوگا کیونکہ خدا فرماتا ہے محمد تو ایک رسول ہیں جنکے قبل بہت سے رسول گذر چکے تو کیا اگر وہ

مریں یا قتل ہوں تو تم سب الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو پھر جائیگا وہ خدا کو کچھ ضرر نہ پہونچا سکیگا اور قریب

ہے کہ خدا جزا دے شاکرین کو

کیونکہ اب اس سے بڑھکر کیا انقلاب ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ انتقال کریں اور صحابہ شریک دفن

وکفن نہ ہوں ۔

خوش پوشاکی عمر

زاد المعاد ابن القیم میں ہے اعطی النبی عمر حلۃ من حریر فلما لبسہا انکر علیہ وقال

لم اعطکہا لتلبسہا فکساہا اخا لہ مشرکا بمکہ ص۴۸

یعنی حضرت عمر کو ایک حلہ ریشمی عنایت کیا جب عمر پہنکر آئے تو حضرت نے ناپسند کیا اور فرمایا

کہ ہمنے اسلئے نہین دیا تہا کہ تم پہنو اسکو۔ تو عمر نے وہ حلہ اپنے بہائی کو دیا جو مشرک تہا۔ مکہ مین۔
یہان ہمکو خلیفہ دوم کا بیلے وہ فوٹو یاد پڑتا ہے جو اصلاح سے جلد ۱۲ مین دکھایا گیا تھا کہ اوسپر یہ حلہ کتنا زیب دیتا ہوگا عہد رسول اللہ تھا۔ در حقیقت مین ہوگا نہین یہ بغیر عصا کے اوچھتے ہونگے۔
پھر یہ بغور طلب ہے کہ اتنی مدت سے وہ رسول اللہ کی ساتھ تھے اور ہنوز انکو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ ریشمی لباس مردونکی لیے حرام ہے۔ جو ایسی جرات کی کہ حضرت کے عطیہ سے جواز حریر کا قیاس قایم کیا۔
پھر اسپر بھی تعجب ہوتا ہے کہ اتنے بڑے جوشیلے دین کا بہائی حقیقی کیونکر اب تک مشرک رہا حالانکہ ان کے اسلام لانے پر تو سب میان اہلسنت اذان کا آواز بلند ہونے لگی تہی۔
ایسے ہی واقعات نے شاہ ولی اللہ صاحب کو اسپر مجبور کیا کہ لکھتے ہین " در تہذیب و تربیت حضرت فاروق چندین دفعہ عنف و تہدید از آنحضرت ظاہر شدہ است چنانکہ در قراءت او نسخہ تورات در واقع شدہ۔" فقط۔
اگر تعلیم و تربیت خلیفہ دوم مین حضرت کو چند مرتبہ نہایت سختی اور تشدد سے کام لینا پڑا یہانتک کہ شراب پینے پر حضرت نے ڈنڈہ بھی چلایا ہو جسکا ذکر تاریخ کے بارہ مین سینہ پر مارا بھی تھا تو اس واقعہ کو بھی اسی مین داخل کرنا چاہیے کیونکہ کسی سے کپڑا واپس لے لینا بھی کچھ کم سزا نہین ہے۔
ہان ازالۃ الخفا سے اس ریشمی حلہ پہنے کی دوسری وجہ بھی معلوم ہوتی ہے قال لعن اللہ یوماً ست فیہ والیاہ ابن الخطاب و اللہ لقد رایتہ درایت اباہ اس علی کل واحد منہما عمامۃ اقصر ایتہ موموتہ بہما اسلتہ ما اصن رکبتیہ وعلی عنق کل واحد منہ حزمۃ من حطب۔ مقصد ۲
یعنی عمرو عاص کہتا ہے خدا لعنت کرے اوس روز پر جسدن عمر بن الخطاب کا نوکر ہوا قسم خدا کی ہمنے عمر اور ان کے باپ کو دیکھا تھا کہ دونو ایک چھوٹی سی عبا قطرانی سے لپٹے ہوئے تھے جس سے دونو گھٹنے نہ چھپتے تھے اور دونو کی گردن پر لکڑیونکا بوجہا تھا۔
تو اب وجہ ظاہر ہے کہ اسقدر عمر کا ابتدائی حصہ بوریا اور ٹاٹ کے پہننے میں بسر ہوا تو ہوا اور ملکو ا ریشمی حلہ ملجاے تو پھر کیونکر نہ پہننے کے اگرچہ حرام ہی کیون نہ ہو اسیلئے کہا گیا ہے الغذر گنجے کو ناخن نہ دے۔
بقول مولوی شبلی صاحب موجد قیاس حضرت عمر ہین تو معلوم ہوا انکے قیاسات ایسے ہی ہوتے تھے کہ حضرت ریشمی حلہ دیا تو قیاس کیا پہننا بھی حلال ہے۔

مقرر کرنے کے بعد صرف ایک رضانامہ بزرگوں سے حاصل کرتے یعنی رؤسا قوم سے

جناب امیر کو خلیفہ مانین اور بعد حضرت علی کے امام حسن کی بیعت کی ۔ اسلئے معویہ جو کسی قاعدہ سے خلیفہ نہین تھا ۔ اوس سئے سب قاعدہ کو توڑ کر خلافت کا ناقاعدہ نکالا کر فریب و دغا سے کام لیا ۔ ابتدا اسکی ۵۶ھ مین ہوئی جسکی وجہ یہ ہوئی کہ معویہ نے مغیرہ کو کوفہ سے معزول کرنا چاہا اوس نے یہ تدبیر کی کہ اس خیرخواہی مین معزول ہوسکے ۵۱ تاریخ کامل جلد ۳

کوفہ بصرہ شام وغیرہ کے معاملہ کو طے کرکے روانہ مدینہ ہوا فلما دنا المدینۃ لقیہ الحسین بن علی اول الناس فلما نظر الیہ قال لا مرحبا ولا اھلا بدنۃ یترقرق دمھا واللہ مھریقۃ قال مھلاً فانی واللہ لست باھل لھذہ المقالۃ قال بلی ولشر منھا ۵۳ جلد ۳

تو سب سے پہلے امام حسین سے ملاقات ہوئی حضرت کو دیکھا [illegible] بدنہ ہو جسکو خون بہا [illegible] کا [illegible] کلمات نہین سن سکتے معاویہ [illegible]

ثم لقیہ عبد الرحمن بن ابی بکر فقال لا معویۃ لا اھلا ولا مرحبا شیخ قد خرف وذھب عقلہ ثم امر فضرب وجہ راحلتہ ثم فعل [illegible] ثم ابن عمر [illegible] فاقبلوا معہ لا یلتفت الیھم حتی دخل المدینۃ فحضروا بابہ فلم یؤذن لھم علی منازلھم ولم یروا منہ [illegible] یحبون فخرجوا الی مکۃ فاقاموا بھا وخطب معویۃ بالمدینۃ فذکر یزید فمدحہ وقال من احق منہ بالخلافۃ فی فضلہ و عقلہ و موضعہ [illegible] عن قوم لا ینتھین حتی تصیبھم بوائق تجتث اصولھم

اسکے بعد عبد الرحمن بن ابی بکر آئے اوس سے بھی یہی کلام کہا کہ شیخ خرف ہو عقل اوسکی جاتی رہی اور حکم دیا کہ انکی سواری کے جانور کو مارین یہی برتاؤ ابن عمر کے ساتھ کیا یہانتک کہ وہ لوگ راہ سے واپس ہوئے اور معویہ کسی کی طرف التفات نہین کرتا تھا یہانتک کہ داخل مدینہ ہوا یہ لوگ آئے گر کسی سے ملاقات نہین کی لہذا یہ لوگ سب کے سب مدینہ چھوڑ کر مکہ چلے گئے معویہ نے یہان خوب خطبے کہے اور یزید کی ہر جگہ تعریف کی اور کہا اس سے بڑھکر کون شخص مستحق خلافت ہے ہم جانتے ہین وہ لوگ راضی نہ ہونگے جبتک اونپر تلوارین نہ پڑین جڑ اوکی نیست و نابود کردین

بیعت لیتے تھے (امام حسینؑ نے ایک جانب تو یہ دیکھا کہ بنی امیہ کی حرکتیں جنہیں

معویہ مدینہ سے فارغ ہو کر مکہ گیا جہاں امام حسینؑ عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، عبدالرحمن بن ابوبکر سب جمع تھے۔

فاتفقوا على ان يكون المخاطب له ابن الزبير فاحضرهم معاوية وقال قد علمتم سيرتي فيكم وصلتي لارحامكم وحملي ما كان منكم ويزيد اخوكم وابن عمكم واردت ان تقدموه باسم الخلافة وتكونوا انتم تعزلون وتومرون وتجبون المال وتقسمونه لا يعارضكم في شيء من ذلك فسكتوا فقال الا تجيبون مرتين ثم اقبل على ابن الزبير فقال هات لعمري انك خطيبهم فقال نعم نخيرك بين ثلاث خصال قال اعرضهن قال تصنع كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يستخلف احداً فارتضى الناس ابابكر قال ليس فيكم مثل ابي بكر واخاف الاختلاف قالوا صدقت، فاصنع كما صنع ابوبكر فانه عهد الى رجل من قاصية قريش ليس من بني ابيه فاستخلفه وان شئت، فاصنع كما صنع عمر جعل الامر شورى في ستة نفر ليس فيهم احد من ولده ولا من بني ابيه قال معاوية هل عندك غير هذا قال لا ثم قال فانتم قالوا قولنا قوله قال فاني احببت ان اتقدم اليكم انه قد اعذر من انذر اني كنت اخطب منكم فيقوم الي القائم منكم فيكذبني على رؤس الناس واحمل ذلك واصفح واني قائم بمقالة فاقسم بالله لئن رد على احدكم كلمة في مقامي هذا لا ترجع اليه كلمة غيرها حتى يسبقها السيف الى راسه فلا يبقين رجل الا على نفسه ثم دعا صاحب حرسه بحضرتهم فقال اقم على راس كل رجل من هؤلاء رجلين ومع كل واحد سيف فان ذهب رجل يرد على كلمة بتصديق او تكذيب فليضرباه بسيفيهما ثم خرج وخرجوا معه حتى رقى المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان هؤلاء الرهط سادة المسلمين وخيارهم لا يبتز امر دونهم ولا يقضى الا عن مشورتهم وانهم قد رضوا وبايعوا ليزيد فبايعوا على اسم الله فبايع الناس، وكانوا يتربصون بيعة هؤلاء النفر ثم ركب رواحله وانصرف

(۲۰)

تمام سلطنت حاصل ہو چکی تھی اور ریاست روحانی پر بھی وہ مسلط ہو چکے تھے

الی المدینۃ فلقی الناس اولئک النفر فقالوا الحسین زعمتم انکم لا تبایعون فلم رضیتم واعطیتم وبایعتم قالوا واللہ ما فعلنا فقالوا ما منعکم ان تردوا علی الرجل قالوا کادنا وخفنا القتل وبایعہ اھل المدینۃ ۔

یعنی چار دن نے اوپر اتفاق کیا کہ جواب و سوال ابن الزبیر کرے اور یہ لوگ اوس رائے سے متفق رہیں چنانچہ معویہ نے سبکو بلایا اور کہا کہ ہمارا جو برتاؤ تملوگون کے ساتھ رہا اوس سے تم واقف ہو یزید تملوگون کا بھائی و ابن العم ہے ہماری صرف یہی خواہش ہو کہ برائے نام اوسکو خلیفہ بنا دو اور کل امور اپنے ہاتھ مین رکھو حاکم تمہارا مال وغیرہ وصول کرنا اور خرچ کرنا تمہارے ہاتھہ مین رہے ہر طرح کا اختیار تمکو ہو کوئی خلاف تمسے نہ کرے۔ اسکے جواب مین سب ساکت رہے دو مرتبہ معویہ نے کہا جواب دو۔ پھر ابن الزبیر کی طرف متوجہ ہوا کہ تو خطیب مقرر ہے کہو کیا کہتے ہو۔ ابن الزبیر نے کہا تین بات سے ایک اختیار کرو یا تو سیرت رسول اللہ کو اختیار کرو کہ حضرت نے کسی کو خلیفہ نہین کیا (یہی اصول قدیم سے صحابہ نے اختیار کیا تھا) یا سیرت ابوبکر کو اختیار کرو کہ ایک غیر شخص کو جو قرابت سند نہ تھا خلیفہ بنایا۔ یا سیرت عمر کو اختیار کرو کہ چھ آدمیون مین خلافت کو چھوڑا جسمین کوئی عمر کا خاص قرابت مند نہ تھا۔

(۴۴)

معویہ نے کہا اور کوئی صورت ہے کہا نہین پھر اور لوگون سے پوچھا سب نے کہا ہم بھی ابن الزبیر کی رائے سے متفق ہین معویہ تو جو شخص انکار کر دیتا ہے وہ بری الذمہ ہو جاتا ہے ہم پہلے تم لوگون سے بات کرتے تھے اور تم لوگ بر سر عام ہماری تکذیب کر دیتے تھے جسکو ہم برداشت کرتے اور درگذر کرتے اب ہم ایک ایسا کلام کہنے والے ہین کہ اگر کسی نے رد کیا تو دوسرا کلمہ منہ سے نہ نکلیگا کہ اوسکا لوٹنا پھر یگا اسکے بعد اپنے افسر پولس کو بلا کر کہا کہ ان لوگون سے ہر آدمی کے سر پر دو آدمی کو برہنہ تلوار لیکر معین کرتا کہ اگر ان مین سے کوئی بھی ایک کلمہ منہ سے نکالے خواہ وہ کلمہ تصدیق ہو یا تکذیب ہو تو فوراً اسکا سر اوڑا دے۔ یہ کہکر معویہ دربار مین آیا اور منبر پر چڑھ گیا تمام مجمع بھرا ہوا تھا۔ بعد حمد و نعت کہا۔ یہ لوگ (اشارہ کرکے امام حسین و عبداللہ بن زبیر وغیرہم کی طرف کہا) مسلمانون کے سردار اور منتخب ہین جنکی صلاح و مشورہ کے بغیر کوئی کام نہین ہو سکتا۔ یہ سب راضی ہوے اور

عنقریب مسلمانون کے عقیدہ کو اونکے حد تک دین سے متزلزل کرینگے اور دوسری

سب نے بیعت کی یزید کی اب تم لوگ بھی خدا کا نام لیکر یزید کی بیعت کرو سب نے بیعت شروع کردی کیونکہ

اون لوگون کو معلوم نہ تھا اسی کا انتظار تھا کہ یہ لوگ بیعت کرتے ہیں۔ اسکے بعد معویہ سوار ہوا اور جانب

مدینہ روانہ ہوا اور وہان بھی حاضرین سے بیعت لی۔

اہل مکہ نے جب جناب امام حسن اور ان لوگون سے ملاقات کی تو اونہون نے کہا آپنے کہا تھا کہ ہم

بیعت یزید نہ کرینگے حضرت نے اور ان لوگون نے کہا قسم خدا کی ہم لوگون نے ہرگز بیعت نہین

کی۔ تو اون لوگون نے کہا پھر آپنے معویہ کے کلام کا رد کیون بیان کیا کہا اوسکی فوج والے تلوار لئے

ہمارے سر پر کھڑے تھے۔

(۹) اسکا ثبوت اون بدعتون سے پوری طور پر ہوتا ہے جو معویہ نے اپنے عہد حکومت مین جاری

کیا تھا۔ تاریخ الخلفا سیوطی مین ہے۔

(۱) معویہ پہلا شخص ہے جسنے خطبہ بیٹھکر پڑھا کیونکہ فربہ ہوگیا تھا حالانکہ رسول اللہ ہمیشہ کھڑے

ہوکر خطبہ فرماتے تھے۔

(۲) عیدین کے لئے اذان مقرر کی حالانکہ عہد رسول سے نماز عید بلا اذان ہوتی تھی۔

(۳) اول وہ شخص جسنے خانہ کعبہ کو برہنہ کیا یعنی اوسکی پوشش اتروا دی معویہ ہے۔

(۴) مسجد مین مقصورہ سب سے پہلے معویہ نے بنوایا جسکی غرض یہ تھی کہ امام اوسمین پوشیدہ رہے۔

(۵) نماز جنازہ کی تکبیرین اصل مین پانچ تھین معویہ پہلا شخص ہے جسنے تکبیر کو کم کردیا۔

(۶) سب سے پہلے جسنے بیعت خلافت مین حلف دیا وہ معویہ ہے یزید کی بیعت پر حلف لیا تھا۔

(۷) سب سے پہلے جس نے خواجہ سراؤن کو گھرون مین داخل کیا وہ معویہ ہے حالانکہ یہ بھی اوسی طرح نامحرم ہین

جس طرح مرد نامحرم ہین۔

(۸) سب سے پہلے جسنے خطبہ کو عیدین کی نماز پر مقدم کیا معویہ ہے حالانکہ سنت رسول خطبہ بعد نماز

عید ہے صفحہ ۱۳۱

(۹) زیاد کو اس نے فرزند ابوسفیان قرار دیا حالانکہ زیاد نا معلوم الولد حرامزادہ ہے اور حدیث رسول اللہ

ہے الولد للفراش۔

جانب انہیں اس بات پر یقین ہو گیا کہ چاہے وہ یزید کی اطاعت اختیار کر لیں یا نہ کریں بنی امیہ اپنی دیرینہ عداوت اور انجام اندیشی کے خیال سے بنی ہاشم کے نابود کر دینے میں کسی قسم کی فروگذاشت نہ کرینگے - اور اگر تھوڑے دنوں بھی

(۱۰) حدود کو اس نے ساقط کیا۔

(۱۱) اوقات نماز کو اس نے بدل دیا۔

(۱۲) بسم اللہ کو آواز بلند سے کہنا نماز میں اس نے موقوف کیا۔

(۱۳) حالت احرام حج میں عطر لگانا اسکی بدعتوں سے ہے۔ نصائح کافیہ صد ۹

ایسی صدہا بلکہ ہزارہا باتیں ہیں جنکو معویہ نے اپنے عہد خلافت میں جاری کیا اور بہت سی باتیں اہلسنت میں رائج ہیں۔ انہیں باتوں کی طرف جناب امام حسینؑ اپنے اوس خطبے میں اشارہ کرتے ہیں جو بزرگان اہل بصرہ لکھا تھا وکان الحسینؑ قد کتب الی اهل البصرة نسخة واحدة ، لا یدعوهم الی کتاب اللہ وسنة رسوله وان السنة قد ماتت والبدعة احییت تاریخ کامل صد جلد ۴

(۳۰۱)

یعنی بزرگان بصرہ کے نام حضرت نے ایک خط لکھا جس میں دعوت دی تھی سب کی کتاب خدا و رسول کی طرف اور لکھا تھا کہ سنتیں مرگئیں اور بدعتیں زندہ ہی گئیں۔

(۲۰) تاریخ کامل میں ہے وکان الحسینؑ یقول واللہ لا یدعونی حتی یستخرجوا هذه العلقه من جوفی فاذا فعلوا سلط اللہ علیهم من یذلهم حتی یکونوا اذل من فرام قال والفرام خرقة تجعلها المرءة فی قبلها اذا حاضت صد۔ جلد ۴

وایم اللہ لو کنت فی جحر هامة من هذه الهوام لا ستخرجونی حتی یقضوا بی حاجتهم واللہ لیعتدی علی کما اعتدت الیهود فی السبت صد

یعنی امام حسینؑ فرماتے تھے قسم خدا کی وہ ہمکو نہ چھوڑینگے جب تک اس علقہ (یعنی قلب) کو ہمارے جسم سے نکالیں جب ایسا کرینگے تو خدا اون پر ایسوں کو مسلط کریگا جو اسدرجہ انکو ذلیل کریگا کہ یہ لوگ فرام سے بھی زیادہ ذلیل ہوں فرام اوس لتہ کو کہتے ہیں جو عورتیں حیض میں اندر رکھتی ہیں ابن الزبیر سے حضرت امام حسینؑ نے کہا کہ اگر ہم کسی حشرات الارض کے سوراخ میں بھی چھپ جائیں تو یہ مجھے نکالکر اپنا مطلب پورا کرینگے اور جسطرح یہود نے سبت پر تعدی کی یہ لوگ مجھ پر تعدی کریں

یہ حالت باقی رہی تو دنیا مین بنی ہاشم کا نام و نشان تک باقی نہ رہیگا یہی وجہ تھی کہ
آپنے بنی امیہ کے برخلاف اسلام مین ایک ریولیوشن قائم کرنیکا مصمم قصد فرما لیا تھا
چنانچہ جسوقت ۶۰ھ سے یزید معاویہ کا جانشین ہوا۔ اُس وقت سے آپ نے

کرلیجئے۔

اہل فہم غور کرلین کہ اسوقت اہل اسلام کی کیا حالت ہو رہی ہے نتیجہ ہو اونہین اعمال کا کہ حق کو نہ پہچانا باطل کے
دبے ہوئے۔ اب بھی اگر حق کو قبول کرین جس سے اتحاد حاصل ہو تو پھر وہی عزت مل سکتی ہے۔

(۲۱) معویہ نے یزید کو ۵۶ھ مین اپنا جانشین کیا جسکی ابتدائی حالت مذکور ہو چکی۔ حالانکہ جناب امام حسن
سے جب مصالحہ ہوا تھا تو اوسمین یہ بھی طے پایا تھا کہ معویہ اپنے بعد کسی کو نامزد خلافت نہ کرے۔ معویہ نے اسکی بالکل
خلاف ورزی کی اور اس عہد کو توڑ دیا۔ ہر مسلمان کو لازم تھا کہ اس غداری پر معویہ سے
جہاد کرے۔ مگر ایمان تھے مسلمان؟

جناب امام حسین گو اوس معاہدہ مین شریک نہ تھے مگر جیسا کہ منصب [illegible] امام حسن کے تابع مطیع
تھے حضرت نے اوسوقت جائز نہ سمجھا کہ جہاد کرین۔ کیونکہ اصلی غیت ان حضرات کی ابتدا سے یہی تھی کہ مسلمانو (۳۰)
کی جمعیت مین اختلاف نہو۔ چنانچہ اسی خیال سے جناب امیر ۲۵ برس خلافت تک ساکت رہے اور جناب
امام حسن نے تو خلافت ہی کو دیدیا۔ مگر نتیجہ ان سب کا جو ہونا تھا اور شاید نکلتا کیا یہ انکہ معویہ جو
کارروائیاں محو اسلام مین کین اونکو آپ دیکھ چکے کہ کوئی دقیقہ [illegible] سے اٹھا رکھا لہذا جناب امام حسین
نے پہلا کام جو اپنے مقصد کا کیا وہ یہ تھا کہ دو برس قبل موت معویہ ملعون یعنی ۵۸ھ مین جناب امام
حسین نے ایک مختصر سی کانفرنس قایم کی جیسا کہ [illegible] مین ہے جو کتب احادیث شیعہ سے ہے۔

فلما مات الحسن بن علی ازداد البلاء و الفتنه
فلم یبق لله ولی الا خائف علی نفسه او
المقتول او طریدا او شریدا فلما کان
قبل موت معویه بسنتین حج الحسین بن
علی و عبد الله بن جعفر و عبد الله بن عباس
معه وقد جمع الحسین بن علی بنی هاشم

جب شہادت امام حسن کے بعد بلا و فتنہ مین اسقدر
ترقی ہوئی کہ جو شخص ولی خدا تھا وہ اس خوف
مین رہتا کہ قتل ہو یا گھر سے نکالا جائے۔ جب معویہ
کو دو برس باقی رہے تو امام حسین بغرض حج تشریف
لے گئے عبد اللہ بن جعفر عبد اللہ بن عباس بھی
آپکے ساتھ تھے امام حسین نے کل بنی ہاشم

قرآن کا استغاثہ مسلمان اڈیٹرون سے

(اللہ و للرسول اس مضمون کو بغور پڑہیے اور اپنے اسلامی اخبارون مین درج فرمائیے)

ہمارا یہ استغاثہ کل مدعیان اسلام کے علما کی خدمات عالیہ مین ہے خواہ وہ سنی ہون یا حنفی یا
وہابی یا مرزائی یا چکڑالوی یا دیوبندی یا اور فرقہ سے مدعی اسلام۔

یہ استغاثہ کل اڈیٹران اخبار کی خدمت مین ہے عموماً وکیل۔ البشیر وطن۔ پیسہ اخبار سراج الاخبار
کرزن گزٹ۔ اہلحدیث۔ الحق۔ بدر۔ الحکم قادیانی۔

استغاثہ یہ ہے کہ قرآن عظیم فرقان مجید پر تمامی اہل اسلام کا ایمان ہے کہ یہ منزل من اللہ و معجزہ و مصدق
رسول اللہ ہے جسکے ارشاد و ہدایت کو احادیث اجماع قیاس سب پر تقدم ہے اسکی حفاظت
صیانت سب پر لازم ہے خواہ وہ کسی قسم کا مسلمان ہو۔

اسی لئے جناب امیر المومنین نے دفن رسول اللہ کے بعد پہلا کام یہی کیا کہ قرآن کو مطابق وصیت
رسول مرتب کیا اگرچہ صحابہ نے اوس قرآن کو نہین لیا۔

جب صحابہ نے خلافت جناب امیر کو چوتھے درجہ مین مانا تو اوس وقت بھی جناب امیر نے محض
بغرض صیانت و حفاظت قرآن مجید اسی قرآن مجید کو رائج رہنے دیا جسپر ہمارے مخالفین اعتراض
بھی کرتے ہین جسکا جواب تفصیلی ضمیمہ الشمس جلد چہارم مین نہایت بسط سے مذکور ہے۔

فریقین شیعہ و سنی کے مناظرہ بالخصوص امامت مین اگرچہ اسکی بحث ضرور آئی ہے مگر اسپر کسی نے زیادہ
طول نہین دیا اور اپنی طبع آزمائی کو محدود دائرہ مین رکھا ملاحظہ ہو تحفہ کا باب چہارم اور
اوسکا جواب تنزیہہ اثنا عشریہ جلد چہارم مین۔

یہ سب اوس زمانہ کی بات ہے کہ جب تک نادریہ فرقہ پیدا ہوا تہا نہ اونکا وجود تھا بلکہ اسلامی
سلطنت بھی اور اسلامی حکومت۔

سنہ ۱۳۲۱ھ مین مولوی احتشام الدین نے مذہبی مناظرہ کو اخباری صورت پہنا کر نصیحۃ
الشیعہ نکالا جسکا جواب روشنی اور انتصار الشریعہ مین دیا گیا مگر یہ دونو پرچے بھی صرف
علمی رسالہ کی حالت مین تھے جو محض کتابی حیثیت سے شایع ہوتے تھے اخباری حیثیت مگر

اسقدر تھی کہ موقت الشیوع تھے ورنہ مطبوعہ کتابی صورت تھی کہ غیرونکو زیادہ موقع اسکے دیکھنے کا نہین ملتا تھا۔ کیونکہ تفسیر الشیعہ اور روشنی دونو کتابی صورت مین تھے جس سے پھر بھی یہ اسرار مخالفین اسلام سے بہت کچھ مستور تھا۔

سنہ ۱۳۲۲ھ سے بلاوجہ و بلاسبب مولوی عبد الشکور صاحب نے اخبار النجم نکالا جو بالکل اخبار تھا مثل پیسہ اخبار وطن وغیرہ۔ جسکو سنی شیعہ۔ آریہ۔ عیسائی سب ہی دیکھتے اور سب ہی سے تبادلہ بھی تھا۔ اسمین چار صفحہ خاص اسی بحث تحریف قرآن مین ہوتا تھا جسکی غرض اصلی تو یہ تھی کہ شیعونکو ملزم کرین کہ یہ تحریف قرآن کے قائل ہین۔ مگر افسوس اونہون نے یہ عقلمندی بھی نہ کی روایتین بھی کچھ لکھتے تھے کہ بزور تاویل اونکو نکال لے جاوین۔ مگر تاویل ایسی چیز ہے کہ ہر شخص پر اصلی راز کھل ہی جاتا ہے۔

ہمارا حافظہ جہانتک کام دیتا ہے مولوی انشاء اللہ خانصاحب اور مسٹر عبد الحلیم صاحب شرر نے دبی دبی آواز سے فہمایش بھی کی تھی جسپر اڈیٹر صاحب النجم خوب برسے بھی گرجے بھی اور اخبار نویس کو اسکا احساس بھی نہ ہوا کہ یہ کیسی آگ مشتعل ہو رہی ہے جس سے روسیاہی اسلام پیدا ہوتی ہے

چونکہ شیعون پر اعتقاد تحریف قرآن کا الزام تھا لہذا عقلی طور پر مدافعت اسکی شیعون پر واجب تھی لہذا اسکے مقابلہ مین ماہ محرم ۱۳۲۵ھ سے الشمس طلوع ہوئے جسمین سال بھر بلکہ ڈیڑھ سال تو صرف اسمین بسر ہوا کہ انکی فہمایش کی گئی کہ بحث تحریف قرآن کو چھوڑکر دوسری بحث شروع کیجئے مگر نہ ماننا تھا نہ مانا۔ بلکہ آپنے ایک ایک مضمون کو تین تین چار چار مرتبہ چھاپ ڈالا اور وہ سب سرقہ تھا تفسیر الشیعہ کا جسپر خود فخریہ طور پر لکھتے ہین۔

"یہ مضامین النجم کے عام و خاص سب کی نظر سے گذر چکے ہین ہندوستان کا گوشہ گوشہ ان مضامین سے گونج رہا ہے"

اس اشاعت کا پہلا نتیجہ تو یہ ہوا کہ مسٹر اکبر مسیح عیسائی مختار باندہ نے ایک رسالہ تالیف کیا جسکا نام **تالیف القرآن** رکھا جسمین یہ دکھایا ہے کہ قرآن منزل من اللہ نہین ہے بلکہ رسول اللہ صلعم نے اپنے زمانہ کے عابدون زاہدون یہود و نصاریٰ سے عمدہ عمدہ باتین سنکر درج قرآن کیا۔ یہ رسالہ اڈیٹر صاحب النجم کے پاس بھی پہونچا جسکے نسبت خود اپنے اخبار مورخہ ۷ جمادی الاولیٰ مین لکھتے ہین "بجواب مولوی عبد الرحیم صاحب مختار باندہ آپنے جو تحریر کے ساتھ دو رسالہ

آپ جانتے ہیں اصلاح ایک ماہانہ رسالہ ہے۔ ناظرین اصلاح جانتے ہیں وہ خیمہ ہے انکو ان ذلیات سے
مطلب نہیں لہذا اگر کم سے کم وہ سوسنی بھی الشمس کی خریداری منظور کریں تو جہاں النجم کا جواب
دیا جاتا ہے وہاں مسافر کا جواب بھی شروع کیا جائے۔
ہم تمامی سنی اڈیٹروں سے ملتمس ہیں کہ وہ اپنی خانہ جنگیاں موقوف کرکے حمایت قرآن پر آمادہ ہو جائیں
کہ یہ آریہ غضب ڈھا رہے ہیں۔ الڈیٹر

الوان قادیانی

جسطرح رسول اللہ کا سارا زمانہ نبوت منافقین۔ کافرین۔ یہود۔ نصاریٰ مجوس دہریین سے
مناظرہ و مباحثہ میں صرف ہوا وما امنوا منہم الا قلیل۔ اوسی طرح فرقہ رشیدہ بھی یہی مجاہدات
پیش رہتے ہیں جس سے روز بروز ترقی واضح ہو رہا ہے اگرچہ بمفاد قلیل من عبادی الشکور سے
تعداد انکی قلیل ہے مگر بمفاد وکم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ ہی غالب ہیں
شیعوں کو جو مناظرے مخالفین سے رہتے تھے اوسمیں ایک یا اضافہ ہوا کہ مرزائی لوگ بھی مد مقابل
آ موجود ہونے لگے۔ جو کچھ تو اصول قدیمہ اہلسنت کے یا ہیں کچھ جدید اصول کا اختراع کرتے ہیں جس سے
مناظرہ کا لطف اور بھی بدتر ہوتا جاتا ہے
قادیان کا ایک اخبار بدر ہے جو تیز زبانی میں اہلحدیث سے بھی زیادہ تیز ہے اوسمیں ایک مضمون
بعنوان حقیقت مذہب شیعہ شائع ہوا ہے جو اپنی سخافت سے تو محتاج جواب نہیں تھا ملاحظہ ہو
بدر جلد ۹ مورخہ ۱۳ نومبر ۱۹۰۹ء کیونکہ فضول باتوں سے اسقدر طول دیا ہے کہ ناظرین گھبرا جائیں
مگر چونکہ مکرمی سید ایوب حسین صاحب صیغہ دار مال دیودرگ ضلع رائچور دکن کا اصرار ہے لہذا
مناسب معلوم ہوا کہ پوری عبارت بھی بلا کم و کاست مضمون کی درج کی جائے جو نمبر وار درج ہے۔
(۱) اکثر علمائے شیعہ جب وعظ کرنے کو منبر پر جلوہ گری کرتے ہیں تو اہل مجلس کے سامنے یہ حدیث پڑھتے
ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ستفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ الناجیۃ
منہا واحدۃ یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امت میری ۷۳ فرقے ہو جاوینگے اور ناجی
ان سب میں ایک ہی فرقہ ہے اور بڑے وثوق سے حاضرین کو یقین دلاتے ہیں کہ ناجی فرقہ سے

بیان ہے کہ حضرت نے طریق حج کو قریش سے لیا بیت المقدس کا استقبال اور صوم یوم عاشورہ یہود سے تو جب دین اسلام کی باتین مشترک ہین دیگر اقوام مین بھی تو ہم اس سے کب انکار کرسکتے ہین۔

امامیہ جعفریہ کے القاب کو اوسی طرح سمجھو جیسے سنی۔ اہلسنت بھی کہلاتے ہین۔ اشعری بھی حنفی شب معراج کے متعلق "ہم پردے کے اندر تھے علیؑ پردے کے باہر تھے بنیؐ" تو خود قرآن سے ثابت ہے آیہ انفسنا سے کہ نفس حضرت علی کو نفس نبی کہا ہے اور ظاہر ہے کہ نفس اندر ہوتا ہے اور جسم باہر تاریخ خمیس مین ہے قال قال رسول اللہ لما اسری بی الی السماء و اذا علی العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ۔

اب آپ ہی فرمائے شاعر کا کلام درست ہوا یا نہین۔ کیونکہ عرش اعظم جیسے کہ لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی کہ رسول اللہؐ کی تائید ہے علیؑ سے کہ حجاب قدرت کے اندر ہے۔

اس شخص کو یہ بھی نہین معلوم کہ معراج کے بارہ مین اہلسنت کے یہان کسقدر اختلاف ہے کوئی تو حالت نوم مین قایل ہے کہ حضرت نے خواب دیکھا تھا چنانچہ معویہ کا یہی قول ہے اور عائشہ بھی اسی کے قائل ہین شفا صفحہ ۱۲۵

کوئی کہتا ہے معراج روحانی ہوئی تھی کوئی کہتا ہے صرف بیت المقدس تک معراج ہوئی تھی تو جس شخص کے مذہبی خیالات ایسے ہون وہ شیعہ پر کیا اعتراض کرسکتے ہین۔ حالانکہ یہ مصرع ایک شاعر کا ہے نہ کسی محقق کا کلام ہے یا کوئی حدیث جسپر کچھ گفتگو ہوسکے۔

اس شخص کو مناسب ہے کہ مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ ۱۸۰ دیکھے چون حضرت باسمان ششم رسید و موسی را دریافت و از آنجا برفت موسی گریست و گفت غلامے را بعد از من فرستادند کہ می آیند از امت وے بہشت لا بیشتر از انچہ می در آیند از امت من و گفتند کہ این بکا موسی علیہ السلام معاذ اللہ بر وجہ حسد بود۔

پس جس مذہب کا یہ حال ہو کہ وہ حضرت موسیؑ کو معاذ اللہ حاسد جانتا ہو اوس سے کیا تخاطب کیا جائے کیونکہ اس حدیث معراج مین قول عائشہ مشہور ہے ما فقدت جسد رسول اللہ کہ ہمارے پاس سے حضرت کا جسم مبارک غائب نہین ہوا تھا جسکا مطلب یہ ہے کہ حضرت نے خواب

دیکھا تھا کہ خفیفہ معراج ہوئی ہو جیسا کیا خوب لکھا ہے شیخ عبدالحق دہلوی نے و بہمچنین حدیث عائشہ کہ ما فقد جسم محمد کہ متمسک آن طائفہ است کہ میگویند اسرا در نوم بود از روئے معائنہ و مشاہدہ است زیرا کہ عائشہ در آن زمان نہ زوجہ آنحضرت نبود و در سن ضبط و حفظ ہم نبود بلکہ شاید کہ متولد نشدہ باشد مدارج جلد اول

پس جب عائشہ ایسی جھوٹی حدیث بیان کریں کہ اپنی ولادت کے قبل کے حالات کو اس طرح چشم دید بتلائیں۔ تو ایک شاعر نے اگر یہ لکھدیا کہ پردے کے اندر تھے علی پردے کے باہر تھے نبی " تو آپ کیوں چڑتے ہیں۔

مدارج النبوۃ ملاحظہ ہو در بعض روایات آمدہ کہ استفادہ کردہ شد بر رخصت از درختان بہشت کہ نبود در بہشت درختے احسن و اطیب از ان پس برخورد از ثمرہ وے و گشت نطفہ در صلب وے کہ چون فرود آمد بر زمین موافقت کرد خدیجہ را پس باردار شد بفاطمہ صفحہ ۱۹۲

ان دونوں روایتوں سے آپکو معلوم ہوگا کہ خاندان رسالت کو کس درجہ کا تعلق ہے معراج سے کہ رسول اللہ تو خود معراج کیلئے تشریف لیگئے۔ وہاں جا کر عرش اعظم پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی دیکھا۔ پھر حضرت نے میوہ جنت تناول فرمایا جس سے جناب سیدہ کی ولادت ہوئی۔

اوسی کے ساتھ آپکو عائشہ کا کذب و دروغ بھی معلوم ہو کہ اوسوقت پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں مگر فرماتی ہیں کہ حضرت کا جسم ہمارے پہلو سے نہیں غائب ہوا تھا یہ کہا ہم سب جھوٹ ہے ان کو بخار بھی نہ آیا۔

اسی واقعہ سے آپکو اسکی بھی اصلیت معلوم ہوگی جو مشہور کیا جاتا ہے کہ حضرت کے اس کلام کی تصدیق ابوبکر نے کی جس سے وہ صدیق کہلائے حالانکہ وسوقت عائشہ ہی نہ پیدا ہوئی تھیں جو یہ درباری بنے اسی وجہ سے شاہ اہلسنت اسکے قائل ہوئے کہ حضرت کو معراج ہی نہیں ہوئی اگر ہوئی کہ حدیث عائشہ صحیح ہو ملاحظہ ہو تاریخ خمیس صفحہ ۳۰۳۔

شاعر نے جو کہا ہے پردے کے اندر تھے علی باہر تھے نبی اگرچہ شاعرانہ کلام ہے مگر اوسکی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ اہلسنت نے اوسکے مقابلہ میں اپنی جلا تی کے جو عجب دکھانے ہیں کہ صدیق ہونے

صحابہ کو عام حکم دیا تھا جس قسم کی حدیث فضائل جناب امیرؑ مین لوگ بیان کرتے مین اوسی قسم کی حدیثین خلفائے ثلثہ کیلئے بھی بنی چاہیئے پھر کیا تھا۔ حدیث پر حدیث ڈھلنے لگی چنانچہ رسول اللہؐ کی اس حدیث کا پورا انتقام لے لیا گیا جو حضرت نے فرمایا تھا عرش پر حضرت علیؑ کا نام دیکھا ملاحظہ ہو مدارج النبوۃ صـ۱۹۳

و آمدہ است کہ سطبرے ہر حجاب پانصد سالہ راہ بود در پیش ماند وجہ راہ امداد و اعانت صمدیت جاں و علی قطع کرد حیرتے و دہشتے وجلال درخت و کبر یامش آمد منادی ملعت ابی بکر الصدیق ندا در داد کہ قف یا محمد خان ربک یصلی پہ تفکر در رفت کہ این آواز ابی بکر از کجا آمد

چہ گفتہ این ناگاہ ندای شنیدم بلغتے کہ مشابہ لغت ابی بکر است کہ میگوید قف خان ربک یصلی پس تعجب کردم از اینکہ ابی بکر اینجا از کجا آمد صـ۱۹۳

لیوں صاحب جب آپکے ابوبکر منادی بنکر حجاب قدرت کے پاس پہونچ گئے جنہون نے خدا کو بھی نمازی بنا دیا کہ خدا دوسرے خدا کی عبادت کرتا ہے تو جناب امیرؑ کے اندرون پردہ ہونے پر آپکو کیون تعجب ہوتا ہے حالانکہ اس مضمون کی جو روایت ہوگی وہ ضرور صحیح ہوگی کیونکہ موضوعیت روایت وجود ابوبکر کا پردہ تو اسی سے کھل گیا کہ خدا کو اس نے نمازی بنا دیا۔

آپنے جو اس معراج پر تعریض کی ہے اوسکی حقیقت تو پوری طور پر کھل گئی اب اپنے صحابہ کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ اس معراج نے اونپر کیا اثر کیا تاریخ خمیس مین ہے وارتد ناس ممن کان امن بہ وصدقہ یعنی جو لوگ حضرت پر ایمان لاچکے تھے اکثر اون مین سے مرتد ہوگئے۔ یہ صفحہ ۳۰۵ مین ہے عن عائشۃ انہا لما قالت اسری بالنبی اصبح یحدث بذلک فارتد ناس ممن کان امن بہ وضعف ایمانہم والیہ اشار قولہ تعالیٰ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس یعنی حضرت نے جب صبح معراج حالات بیان کرنے شروع کئے تو بہت سے لوگ جو ایمان لائے تھے وہ مرتد ہوگئے اور ایمان اونکا ضعیف ہوگیا جس کی طرف خدا اشارہ کرتا ہے کہ جو خواب ہمنے تجھے دکھایا وہ فتنہ ہے آدمیونکے لئے۔

اس حدیث مین بھی بی بی عائشہ اپنے اوسی خیال کو ظاہر کر رہی ہین کہ معراج نہین ہوئی تھی۔ بلکہ حضرت نے خواب دیکھا تھا حالانکہ سبکو معلوم ہے یہ آیت سلطنت بنی امیہ کے بارے مین ہے۔

مگر ہمکو اوس سے بحث نہین کیونکہ ابو بکر کا ارتداد تو بخوبی ثابت ہوا جسکو اہلسنت سابق الایمان
کہتے ہین کیونکہ بیٹی جتنا اپنے باپ کا حال جان سکتی ہے اوتنا کسی دوسرے کا حال کیا جان سکتی ہے
نہ معلوم مصحح نام خدا خدا کے بھی ہمنام ہین علی ؑ" کیونکر مورد عتاب قرار پایا جبکہ قرآن مین
آجتک انہ علی حکیم موجود ہے تو پھر جناب امیر کے ہمنام جناب احدیت ہونے مین کیا عذر
ہے۔ (باقی آیندہ)

اسلامی یونیورسٹی کے پروگرام پر تنقیدی نظر

مجوزہ اسلامی یونیورسٹی کے پروگرام کا خاکہ جو ۲۰ فروری انڈین ڈیلی میل مین کھینچا گیا ہے اور رائٹ
انریبل سید امیر علی کی عالی دماغی کا ایک عمدہ نتیجہ ہے مین نے اوسے دیکھا اور بہت غور سے دیکھا اگرچہ
اوسپر ابھی سے رائے زنی شاید قبل از وقت سمجھی جاوے کیونکہ ابھی وہ بالکل ناممل اور ایک
جسم کے پرتو یا ایک روشنی کی شعاع سے زیادہ وقعت نہین رکھتا مگر پھر بھی چونکہ خاکہ بھی اوسیطرح
دھونڈ سے آگ اور آہ سے درد دل کا پتہ لگتا ہے سالہا سال کی کوشش اور بار بار کی چھان بین سے کچھ
نہ کچھ جھلک ابھی سے معلوم ہوتی ہے اور روشنی مین لانے سے قبل اوسکے تصفیہ کی ضرورت ابھی
سے محسوس ہوتی ہے۔

اسلامی یونیورسٹی کے قائم کرنے کی خوبیون سے بحث کرنیکی تو ضرورت نہین یہ بالکل واضح ہے کہ اس سے
اسلامی دنیا کو چار چاند لگ جاوینگے اور جو لوگ اسمین سعی کر رہے ہین اونکے نام نامی خصوصا
ہز ہائنیس سر آغا خان کا نام ہندوستانی اسلامی تاریخ کے صفحات پر آب زر سے بہت موٹے حروف
مین لکھا جائیگا مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ جو خاکہ رائٹ انریبل سید امیر علی نے کھینچکر دکھایا ہے وہ کسطرح
اسلامی یونیورسٹی کہلانیکا مستحق ہو سکتا اور جو نقشہ اس معرکہ کا پیش کیا ہے وہ کہانتک اسلام
کی فتح و شکست کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ جو اصول موضوعہ داخل علوم متعارفہ مین شامل ہے کہ مذہب کی
ترقی اوسی وقت تک ترقی کہلا سکتی ہے جب تک اوسکے اصول اصلی پیمانہ پر برتے جائین اور مادی ہیئت
ارکان کی پوری پابندی کیجائے ورنہ وہ ترقی ہرگز اوس مذہب کی ترقی نہین کہلا سکتی۔ مثلاً اگر

زمانہ کے قواعد کا لحاظ کرکے علم کلام کی جدید تصنیف شدہ کتابین بھی ضرور داخل کی جائین اور بعض علوم قدیمہ کی تعلیم اسوقت اسلام کیلئے چندان مفید نہوگی ان دونون فنون کی تعلیم علوم قدیمہ کا احتم اسلام کے واسطے جسقدر ضروری ہے بیان کی ضرورت نہین اور مین امید کرتا ہون کہ رائٹ آنریبل انکو پسند کرینگے

علوم جدیدہ کے شعبہ مین جتنی چیزین رکھی گئی ہین بہت مناسب ہین لیکن مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ رائٹ آنریبل نے باوجودیکہ ترکی و فرانسیسی و جرمن و اطالی و روسی زبان کو اسمین شامل کیا ہے فارسی زبان کو کیون بالکل نظرانداز کر دیا حالانکہ اسکو اسلام سے ایک خاص تعلق ہے کیا فارسی زبان جرمنی و اطالی و فرانسیسی سے بھی گئی گذری ہوگئی۔

مین دعوے سے کہسکتا ہون کہ جسطرح رائٹ آنریبل نے عربی زبان کی تعلیم کو شعبہ قدیم متبرک ہونیکی نسبت سے مین ضروری طور پر شامل کیا ہے فارسی زبان کو بھی دو ثلث حق قریب قریب عربی کے حاصل ہے کیونکہ اوسکی قدامت سے قطع نظر کرکے جو ایک مانی ہوئی بات ہے عربی کے بعد جتنی اسلامی علوم فارسی زبان مین ہین ہرگز کسی دوسری زبان مین نہین اور اسی سبب سے وہ اسلامی زبان کہلا سکتی ہے اسکے علاوہ فارسی زبان مین بعض وہ باتین بھی پائی جاتی ہین جو عربی یا کسی دوسری زبان مین ابتک نہین پائی گئین پھر کوئی وجہ نہین کہ فارسی زبان سے بالکلیہ چشم پوشی کیجاے اور اگر ان تعلیماتون سے صرف نظر بھی کیا جاے تو کم از کم اتنا خیال ایک قابل بات ہے کہ جسطرح جرمنی اطالی فرانسیسی دنیا کے ایک ایک ٹکڑے کی زبان ہے اوسی طرح فارسی بھی زمین کے ایک بڑے حصہ کی زبان ہے بہرحال مین رائٹ آنریبل سے سفارش کرتا ہون کہ اس شاخ مین فارسی زبان کو بھی ضرور شامل کرلین۔

آخر مین یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ اس شاخ مین دینیات کی تعلیم بھی ایک غیر منفک چیز قرار دیجاے کیونکہ اسکے بغیر طلبہ کے اخلاق درست ہونگے اور نہ اونکا اسلام ہی ٹھیک مرکز پر قائم رہ سکتا ہے بلکہ سچ تو یون ہے کہ سلطنت کے ساتھ وفاداری اور دوستانہ حرکت کا ترک بغیر دینیات کی تعلیم کے ناممکن نہین تو دشوار ضرور ہے۔

تیسری شاخ طبعیات و صنعت کی ہے اسکا مفید ہونا تو بالکل ظاہر بالشمس ہے خصوصاً انکا

آنریبل کی یہ راے کہ شاخ ادنی کی تعلیم اردو مین ہوگی۔ گویا سوکھی زرد کھیتی مین پانی دینا ہے
کہ اوسکے پودے ایکبارگی لہلہا اوٹھین کیونکہ اس مین اس نفع سے قطع نظر کرکے کہ ہماری مفلس و
محتاج قوم چندہی روز مین انشاءاللہ مالدار ہو جائیگی ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اردو
زبان مین نئے سرے سے ایک تازہ جان آجائیگی اور پھر یہ کسی کے مٹائے نہ مٹے گی۔

آخر مین رائٹ آنریبل کا یہ فرمانا کہ نماز جماعت شامل ہو مثل کالج کے واجبی ولازمی ہوگی نہایت باوقعت
جملہ ہے کیونکہ اس سے اسلامی یونیورسٹی کی شان دوبالا نظر آئیگی اور ہر شخص نہایت خندہ پیشانی سے
یہ کہتا ہوا دکھائی دیگا کہ یہ اسلامی یونیورسٹی ہے مگر اوسکے بعد ہی رائٹ آنریبل کی یہ تجویز کہ زمانہ رمضان
مین روزہ پر اصرار ضروری نہین ہے نہایت افسوسناک جملہ ہے کیا رائٹ آنریبل کو یہ معلوم نہین کہ
اسلام کے پانچ ارکان مین جسطرح نماز داخل ہے اوسی طرح روزہ بھی ایک رکن اعظم ہے پھر نماز کیواسطے
یہ تاکید اور روزہ کی طرف سے یہ بے پروائی کسقدر اسلام کی شان سے بعید ہے یہی وہ باتین ہین
جن سے علیگڈہ پارٹی ہمیشہ بدنام رہی اور مذہبی پیشواؤن نے اوسے اچھی نظر سے کبھی نہین دیکھا
مین دعوی سے کہہ سکتا ہون کہ اگر اس یونیورسٹی نے خدانخواستہ اسکا التزام کرلیا تو ہرگز یہ یونیورسٹی
اسلامی یونیورسٹی کہلانے کی مستحق نہین ہوگی بلکہ اوسکا لقب مخرب اسلام رکھنا بہت زیبا ہوگا۔ رائٹ
آنریبل کو کم از کم اتنا خیال کرلینا تھا کہ ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ کی توجہ پر جو اہل اسلام اسطرح جی کھولکر
اتنے روپے دیرہے ہین یہ فقط ہز ہائینس کی کوشش کا نتیجہ نہین بلکہ یہ اوس غریب اسلام کے نام کا صدقہ
ہے جس نے ایک نہ رکنے والا جوش اہل اسلام مین پھیلا دیا ہے اور اس سرگرمی سے لوگ اسمین شرکت
کررہے ہین پھر کسقدر حسرتناک یہ بات ہوگی کہ جس اسلام کی بدولت اس یونیورسٹی کا قیام ہو جس اسلام
کے سایہ مین یہ یونیورسٹی پروان چڑھے جسکے ہاتھون اوسکی عمارت قائم کیجاے اوسکے ایک اعلی رکن سے
بے پروائی کرکے اوسکے خون سے یونیورسٹی کا گارا بنایا جاتا ہے۔ افسوس صد افسوس مین نہایت لجاجت
سے رائٹ آنریبل سے اسکی امید کرتا ہون کہ وہ اپنے اس آخری جملہ کو واپس لینگے اور اسکے عوض یہ تجویز
کرینگے کہ زمانہ رمضان مین روزہ پر اصرار ضروری سمجھا جائیگا بلکہ مجھے خوف ہے کہ اگر یہ بات مشتہر ہوگئی
تو ایسا نہو کہ جن اہل اسلام نے روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے اونکو اسلام کے ایک اعلی رکن کو مٹتے دیکھ کر
غیرت مین آئین اور روپیہ دینے سے دست کش ہوجائین۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم — تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

والسلام علی من اتبع الہدی۔ — راقم آثم فرمان علی مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ

اصلاح۔ اصل اسلامی یونیورسٹی سے تو کسیکو اختلاف نہیں کل مسلمان اس رائے سے متفق ہیں مگر اصل وجہ یہی اختلاف ہے کہ امور شرعی میں مداخلت کیجاتی ہے لہذا جو لوگ اہل ایمان ہیں وہ اون تدبیروں کے خلاف ہیں جس سے اسلام محو ہو جائے اگرچہ دنیوی ترقی کسیقدر بڑھ جائے شکر خدا کہ دوسرے مسلمانوں نے بھی اسپر توجہ کی اشرق میں بھی اسکی بحث شروع کر دی گئی ہے خدا ہم سبکی ہدایت کرے (ایڈیٹر)

ایک غریب شیعہ کی فریاد

فرشتو بہشت کے بیٹھو گنبد گردوں ہلاتے ہیں — ہمارے نالۂ دل آسمان سر پر اوٹھاتے ہیں

تمام ہندوستان میں علیگڈھ کالج جسمیں لاکھوں روپیہ شیعہ قوم کا ہے کہ کی تربیت وتعلیم کا نتیجہ خصوصاً متعلق دینیات اظہر من الشمس ہے کہ جس سے اخباری دنیا شاہد ہے کوئی صاحب فارغ التحصیل نماز ہی کو واجب نہیں جانتے کوئی صوم کو (جب خدا کہانیکو دے تو کیوں بھوکھوں مریں) سے تعبیر کرتے ہیں کوئی صاحب معرکہ کربلا کی نسبت یہکر دلکو سمجھا لیتے ہیں کہ دو بادشاہ آپسمیں لڑے ایک کو فتح دوسرے کو شکست ہوئی اور نیچرل اصول ہے کہ جب دو لڑینگے تو ایک جیتیگا دوسرا ہاریگا پھر اسمیں نہ حسین قاصر ہیں نہ یزید۔ غرضکہ بعض بعض تو بالکل کامل الایمان ہو کر فارغ التحصیل ہوتے ہیں اب سمجھ ہی میں آسکتا ہے کہ محمڈن یونیورسٹی میں کیا تعلیم ہوگی اور کیا نتیجہ ہوگا کچھ دنوں بعد اسی یونیورسٹی میں کتب المعاویہ۔ الیزید عمر بن سعد۔ آل ابن ملجم اور آل جمیع خلفاء بنی عباس و بنی امیہ کی تعلیم ہوگی۔ اسکی ضرورت نہیں کہ تفصیل بیجا کیجاوے زمانہ شاہد ہے۔ شیعہ قوم بھی کیا بھولی بھالی قوم ہے خدا اسکو سلامت رکھے اور روز دونی رات چوگنی ترقی دے ذرا بھی کسیوقت حضرت یوسف و برادران یوسف کا قصہ نہیں یاد کرتی۔ قاعدہ ہے کہ قلت کو کثرت دبا دیتی ہے اور صحبت کا اثر بھی مسلم الثبوت ہے۔ اگر یونیورسٹی میں شیعہ طلبا کا داخلہ بھی ہوا تو یہ غیر ممکن ہے مگر قدرے مشکل ضرور ہے تو فیصدی پانچ وہی مذکورہ بالا اوصاف تعلیم سے آراستہ ہونگے بس شیعہ صاحبان اولوالعزم چندہ دہندگان سے عرض ہے کہ عاصی گاڑھی کمائی کا روپیہ دیتے وقت صرف اسقدر زبان مبارک سے فرمادیا کریں کہ اس مظلوم فرقہ کے مذہب کا خیال ولحاظ رکھا جاوے تاکہ تیاری دستور

ہے کہ اہل جاہلیت بروز عاشورا روزہ رکھتے تھے تو ابن حجر لکھتے ہیں وھذا الاخیر لا دلالۃ فیہ علی رد ما قال ابن درید۔ یعنی اس حدیث کے ذریعہ سے قول ابن درید نہیں باطل ہو سکتا۔ جس سے اچھی طرح معلوم ہوا کہ اصل روایت موضوع ہے۔

تیسری روایت بخاری کی یہ ہے عن حمید بن عبدالرحمن انہ سمع معویہ بن ابی سفیان یوم عاشورا عام حج علی المنبر یقول یا اہل المدینۃ این علماء کم سمعت رسول اللہ صلعم یقول ھذا یوم عاشورا و لم یکتب اللہ علیکم صیامہ وانا صائم فمن شاء فلیصم ومن شاء فلیفطر۔

یعنی جس سال معویہ نے حج کیا تو منبر رسول پر جا کر بروز عاشورا کہا اے اہل مدینہ کہاں ہیں تمہارے علما کہ رسول اللہ صلعم سے ہمنے سنا ہے یہ روز عاشورا ہے خدا نے اسکا روزہ واجب نہیں کیا اور ہم روزہ سے ہیں جسکا جی چاہے روزہ رکھے جسکا جی چاہے افطار کرے۔

اس حدیث نے پہلی سب حدیثوں کو خاک میں ملا دیا کیونکہ راوی اسکے معویہ خلیفہ اہلسنت ہیں جو منبر رسول پر جا کر اس اعلان سے یہ حدیث بیان کر رہے ہیں کہ حضرت نے فرمایا روزہ عاشورا واجب نہیں ہے جسکا جی چاہے روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

ابن حجر لکھتے ہیں ھو کلہ من کلام النبی صلعم کما بینہ النسائی فی روایتہ وقد استدل بہ علی انہ لم یکن فرضا قط

یعنی پوری حدیث کلام رسول اللہ صلعم ہے جیسا کہ نسائی نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے اور استدلال کیا ہے اس سے کہ کبھی بھی یہ روزہ فرض نہ تھا۔

تو اب کل حدیثیں اس سے ماقبل کی دفعی ٹھہریں کیونکہ ان سب سے فرضیت صوم عاشورا ظاہر ہے اور یہاں حضرت بصراحت فرماتے ہیں کہ یہ واجب نہیں ہے۔

ابن حجر نے یہاں بہت کچھ ہاتھ پیر مارا ہے اور چاہا ہے کہ اس حدیث کو رد کریں لکہ لن یصلح العطار ما افسدہ الدھر پہلا جواب یہ دیا ہے ولا دلالۃ فیہ لاحتمال ان یرید ولم یکتب اللہ علیکم صیامہ علی الدوام کـ... صحیح بیان و غایتہ انہ عارض بالادلۃ الدالۃ علی ... اور بیہودہ

یعنی اسمین یہ احتمال ہو کہ حضرت کا مطلب یہ ہو کہ خدا نے اس روزہ کو بطور دوام نہین واجب کیا جیسا کہ رمضان کا روزہ واجب ہے - غایۃ الامر - یہ کہ حدیث عام ہے جو خاص کر دی گئی ہے اون دلیلون سے جو دلالت کرتی ہین تقدم وجوب پر

نا یہ ورنی آپ عقلمند سے پوچھتا کہ رسول اللہ ہلتو اس تہ احت سے فرماتے ہین کہ اسکا روزہ واجب ہی نہیں کیا - تو آپ یہ معنی یہان سے خال رہے ہین کہ مثل روزہ رمضان نہین واجب ہے کیونکہ کلام رسول اللہ تو صاف ہے واجب ہی نہین کیا گیا - پھر استمرار وغیرہ استمرار کو اسمین کیا دخل

یہان تو بجز اسکے کوئی چارہ نہین کہ اس حدیث کو صحیح مانئے تو پہلی روایتون کو باطل مانئے جسمین حکم وجوب ہو - پھر عام وخاص کی یہان کہان گنجایش ہے یہان تو تناقض ہے اور اگر اسکو باطل جانتے ہین تو صحت صحیح بخاری سے دست بردار ہو جایئے - اور اسپر بھی آپکو کوئی نفع نہین کیونکہ پہلے آپ تحقیق کر چکے ہین ایک ہی سال مین دونو واجب ہوا شہر محرم مین صوم عاشورا اور رمضان مین روزہ رمضان جو اوسکا ناسخ ٹھہرا پس اگر عام وخاص ملتے ہین تو دونوکے وجوب ۔ قائل ہونا پڑیگا وہو محال -

اسیوجہ سے تو امام نسائی نے نہایت وضاحت سے کہدیا انہ لم یکن فرضا کہ کبھی بھی یہ واجب ہی نہین ہوا

دوسری تاویل یہ کی او المراد انہ لم یدخل فی قولہ تعالی کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم ثم فسرہ بانہ شہر رمضان ولا ینافض ھذا الامر السابق بصیامہ الذی صار منسوخاً ویوید ذلک ان معویہ انما صحب النبیؐ من سنۃ الفتح والذین شہدوا امرہ بصیام عاشورا والنداء بذلک شہدوہ فی السنۃ الاولی اوائل العام الثانی -

یعنی یہ مراد ہے کہ روزہ عاشورہ حکم کتب علیکم الصیام مین نہین داخل ہے جسکی تفسیر کی کہ وہ روزہ ماہ رمضان ہے اور یہ منافی ... جسمین حکم روزہ دیا اور وہ منسوخ ہو گیا جسکی تائید اس سے بھی ہو ... سے صحبت نبی مین داخل ہوا

... اشاعت اصلاح کا ...

فالذی یظهر ان المراد بها فی هذا الحدیث الحجة الاخیرة۔

کہ دوسرا حج معویہ کا سنہ ۵۰ھ مین ہوا اور بظاہر اسی حج مین معویہ نے اس حدیث کو بیان کیا۔

مگر اہل علم جانتے ہین کہ معویہ اس سفر مین پہلے مدینہ آیا اور وہان سے مکہ گیا جہان اوس سے جناب امام حسین اور عبداللہ بن الزبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر کے سر پر ایک ایک سپاہی کو معین کیا کہ اگر بوقت خطبہ یہ لوگ کسی طرح کلام کرین تو بے تامل قتل کر دینا اور سکے بعد معویہ نے ان سب سامنے کہا کہ یہ لوگ بیعت یزید کر چکے وسار معویہ الی الشام من لیلته ملاحظہ ہو تاریخ خمیس یعنی اوسی رات کو معویہ مکہ سے شام کی طرف روانہ ہوا۔ پھر وہ مدینہ کہان آیا جو منبر پر جا کر اس حدیث کو بیان کیا کیونکہ صحیح بخاری مین ہے کہ معویہ نے بروز عاشورہ منبر پر اس حدیث کو بیان کیا یہ تو یہ اوسی وقت ممکن ہو کہ بعد حج معویہ مدینہ پھر آیا ہو جو کسی طرح ثابت نہین کیونکہ تاریخ خمیس سے معلوم ہوا کہ وہ سیدھا مکہ سے شام کو چلا گیا۔

اسیوجہ سے ابن حجر کو یہ تاویل کرنی پڑی وکان متاخرا بمکة او المدینة فی حجته الی یوم عاشوراء یعنی گویا کہ معویہ نے مکہ مین یا مدینہ مین اسقدر توقف کیا کہ روز عاشورہ آ گیا یہ کی غلطی اس سے ظاہر ہے کہ وہ تاویل مین توقف مکہ یا مدینہ کو بیان کرتے ہین حالانکہ قول معویہ مین یا اہل المدینہ موجود ہے تو اگر مکہ مین اوتنے دن قیام بھی کیا تو کیا فائدہ واقعہ تو مدینہ کا ہے اسکو ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ مدینہ مین آیا اور روز عاشورہ تک ٹھہرا رہا۔

این حجر صاحب معویہ کے اس قول سے این علماءکم کہ اہل مدینہ کے علما کہان ہین۔ یہ نتیجہ نکالتے ہین فی سیاق هذه القصة اشعار بان معویة لم یرلهم اهتماما بصیام عاشوراء فلذلک سال عن علمائهم او بلغه عمن یکره صیامه او یوجبه یعنی اس روایت مین اسکا اشعار ہے کہ معویہ نے ان لوگونکو روزہ عاشورہ مین کسی قسم کا اہتمام نہین کرتے دیکھا اسوجہ سے معویہ نے علماء اہل مدینہ سے سوال کیا یا اوسکو یہ خبر ہو گئی تھی کہ لوگ اسکو مکروہ جانتے ہین یا واجب اس تاویل سے بھی معلوم ہوا کہ اصل روزہ عاشورہ کا

اسکی اصلیت ہوتی تو کب ممکن تھا کہ اہل مدینہ اوسکی فضیلت امر مین نہین داخل ہے جسکی تفسیر اونکو ٹوکتا جیسا تمامی اہلسنت کا اجماع ہے کہ بعد ۔۔۔ ہمین حکم روزہ دیا اور روزہ ۔۔۔ سے صحبت نبی مین داخل ہوا

وقت اسلام کا [illegible]

تھا ۔ چنانچہ خود ابن حجر نے بھی لکھا کہ وہ سنہ ۵ مین صحبت رسول مین داخل ہوا

دوسری دلیل اس خرافت کی یہ ہو کہ اگر یہ وجہ بیان حدیث قرار دیجائے تو حدیث سے اوسکی بھی اوسی کی تائید ہوتی کہ یہ کوئی شئی قابل اہتمام نہین ہو کیونکہ اوسنے بھی حدیث رسول بیان کیا ہے کہ یہ روزہ بہت واجب نہ تھا ۔ تو پھر کس عقل سے وہ عدم اہتمام ابدیہ پر اعتراض کرسکتا تھا اور اوسکے ثبوت مین اس حدیث کو پیش کرتا جس سے اور بھی بے اصلیت اس روزہ کی ثابت ہو ۔

چوتھی روایت یہ ہو عن ابن عباس قال قدم النبیؐ المدینۃ فرای الیہود تصوم یوم عاشورا فقال ما ھذا قالوا ھذا یوم صالح ھذا یوم نجی اللہ بنی اسرائیل من عدوھم فصامہ موسی قال فانا احق بموسی منکم فصامہ وامر بصیامہ

یعنی ابن عباس سے روایت ہو کہ جب حضرت مدینہ مین تشریف لائے تو یہود کو روزہ رکھتے دیکھا پوچھا کیا ہو تو سب نے کہا یہ روز صالح ہے اسروز خدا نے نجات دی بنی اسرائیل کو اونکے دشمن سے لہذا حضرت موسیٰ نے روزہ رکھا تو حضرت نے فرمایا ہم زیادہ احق ہین موسیٰ کے ساتھ لہذا خود بھی روزہ رکھا اور حکم بھی دیا ۔

اس حدیث کو غالبًا اڈیٹر صاحب نے بھی لیا ہے مگر الفاظ مین اختلاف ہے ۔

مگر افسوس خود ابن حجر نے اس حدیث پر چند اعتراض لکھا ہے (۱) وقد استشکل ظاہر الخبر لاقتضائہ انہ حین قدوم المدینۃ وجد الیہود صیاما یوم عاشورا وانما قدم المدینۃ فی ربیع الاول

یعنی ظاہر حدیث تو کہتی ہو کہ حضرت نے مدینہ آکر دنکو بروز عاشور روزہ رکھتے پایا حالانکہ حضرت بماہ ربیع الاول تشریف لائے ۔ پھر کیونکر ممکن ہو کہ حضرت نے اونکو روزہ رکھتے پایا ہو

والجواب عن ذلک ان المراد ان اول علمہ بذلک وسوالہ عنہ کان بعد ان قدم المدینۃ ... علم ذلک وغایتہ ان فی الکلام حذفا تقدیرہ قدم النبی المدینۃ فاقام الی یوم عاشورا فوجد الیہود فیہ

... سی ہو تا نہ ہلال ... کرتے ۔

مگر افسوس اسکا خیال نہ کیا کہ پوشش خانہ کعبہ کی اسرقت کہان تھے جنکے پاس یہ لوگ بعد موت ادس ... ہو دے ...

دوسرا اعتراض اس حدیث پر ابن حجر لکھتے ہین واستشکل رجوعه الیہم فی ذلک یعنی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہود سے اسکو دریافت کیا تھا۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ حضرت اون کی طرف رجوع کرتے۔

اسی کو ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ حضرت یہود کی تقلید کرین حالانکہ خدا اس سے منع کرتا ہے۔

اسکے جواب مین لکھتے ہین واجاب المازری باحتمال ان یکون اوحی بصدقہم او تواتر عنده الخبر بذلک زاد عیاض او اخبره من اسلم منہم کابن سلام ثم قال لیس فی الخبر انه ابتداء الامر بصیامه بل فی حدیث عائشة التصریح بانه کان یصومه قبل ذلک فغایة ما فی القصة انه لم یحدث له بقول الیهود تجدید حکم وانما هی صفة حال وجواب سوال ولم تختلف الروایة عن ابن عباس فی ذلک ولا مخالفة بینه وبین حدیث عائشة ان الجاهلیة کانوا یصومونه کما تقدم اذ لا مانع من توارد الفریقین علی صیامه مع اختلاف السبب فی ذلک قال القرطبی لعل قریشا کانوا یستندون فی صومه الی شرع من مضی کابراهیم وصوم رسول الله یحتمل ان یکون بحکم الموافقة لهم کما فی الحج واذن الله فی صیامه علی انه فعل خیر فلما هاجر ووجد الیهود یصومونه وسالهم وصامه وامر بصیامه احتمل ذلک ان یکون استئلافا للیهود کما استالفهم باستقبال قبلتهم ویحتمل غیر ذلک علی کل حال فلم یصمه اقتداء بهم فانه کان یصومه قبل ذلک وکان ذلک فی الوقت الذی یحب فیه موافقة اهل الکتاب فیما لم ینه عنه صفحہ ۲۱۲ جلد ۴ فتح الباری

مازری نے یہ جواب دیا ہے کہ ممکن ہے خدا نے وحی کی ہو اسکی کہ یہود کی اس خبر مین تصدیق (مگر افسوس حدیث میں کوئی اسکا ذکر نہین) اور ممکن ہے کہ حضرت کو تواتر اسکی خبر پہنچی ہو (یہود کی خبر دینے سے حضرت نے نہین یاد کیا۔ بلکہ تواتر سے (مگر حدیث کا لفظ اسکے موافق نہین)۔

قاضی عیاض نے یہ احتمال پیدا کیا ہے کہ ممکن ہے اوس یہود نے خبر دی ہو جو اسلام لا چکے ہوں
مثل ابن سلام کے مگر ابن سلام کا اسلام اسکے بعد ہے نہ اوسوقت جب حضرت تشریف لائے
تھے ۔ اور یہ واقعہ اوسیوقت کا ہی)

پھر کہا قاضی نے کہ حدیث میں یہ نہیں مذکور ہے کہ حضرت نے اس روزہ کا آج حکم پہلے پہل دیا۔
بلکہ حدیث عائشہ سے معلوم ہوا کہ حضرت پہلے سے روزہ رکھتے تھے ۔ مگر افسوس جو شخص کچھ بھی عقل
رکھتا ہے الفاظ حدیث سے یہی نتیجہ نکالتا ہے کہ حضرت نے یہود کو چونکہ روزہ رکھتے دیکھا تو اون سے
وجہ پوچھی جب وجہ بتائی تو حضرت نے بھی روزہ رکھا اور حکم بھی دیا تو پھر یہ کہنا کہ حضرت نے
ابتدائی حکم نہیں دیا کیسے صحیح ہوسکتا ہے ۔ رہی حدیث عائشہ تو وہ سب سے اسکی معارض ہے
چہ جائیکہ اس سے استناد کیونکر ہوسکتا ہے ۔ اوسکو صحیح مانو تو اس سے دست بردار ہوجاؤ کیونکہ وہاں
بیان ہے حضرت پہلے سے زمانہ جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے ۔ اور یہاں یہ بیان ہے کہ جب
حضرت نے یہود سے دریافت کیا تب روزہ رکھا جس سے صریحی تناقض نمایاں ہے ۔

قاضی عیاض کہتے ہیں تو غایۃ الامر اس قصہ میں یہ ہے کہ حضرت نے قول یہود سے حکم جدید نہیں دیا
بلکہ یہ صرف حال و جواب سوال ہے اگرچہ تقریر ایسی مہمل ہے کہ جواب کی ضرورت نہیں لیکن خود حدیث
کا لفظ اسکو رد کر رہا ہے فقال ما ہذا حضرت نے پوچھا یہ روزہ کیسا ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضرت
اسکو نہ جانتے تھے ۔ قالوا ہذا یوم صالح یہود نے بتایا یہ روز نیک ہے کہ خدا نے موسیٰ کو نجات دی
قال فانا احق بموسیٰ منکم فصامہ حضرت نے فرمایا تو ہم زیادہ احق ہیں موسیٰ کے ساتھ اسکے بعد
روزہ رکھا اور حکم صیام دیا ۔ تو اس سے کون احمق یہ سمجھ سکتا ہے کہ حضرت نے یہود کے بیان
پر نہیں حکم روزہ دیا ۔ بلکہ یہ تو وہی ہے جسمیں کسی بچہ کو بھی عذر نہیں ہوسکتا کہ اگر یہ حدیث مانی
جائے تو حضرت مقلد یہود ٹھہرتے ہیں)

پھر لکھتے ہیں کہ ابن عباس کی روایتیں اس بارہ میں مختلف نہیں ہیں جس سے مخالفت
حدیث عائشہ لازم آتی ہو کیونکہ ممکن ہے دونو فریق روزہ رکھتے ہوں الا یہ سبب جن اسبابکے
ہو ۔ کہا قرطبی نے ممکن ہے کہ قریش شریعت سابقہ حضرت ابراہیم
روزہ رسول اللہ کا ممکن ہے بموافقت اونکے بوجہ

یعنی یہود و نصاریٰ تو اوسی وقت تجھ سے خوش ہو سکتے ہیں کہ تم اونکے مذہب کی پیروی کرو کہو
کہ ہدایت تو وہی ہے جو خدا کی ہدایت ہو۔ اگر تو ان کی پیروی کریگا تو پھر خدا سے بچانے والا کوئی
ولی ہے نہ نصیر۔
یہ تو فرمان الٰہی ہے۔ اور حضرات اہلسنت کہتے ہیں کہ رسول اللہ بہت دوست رکھتے تھے اونکی
پیروی اور اتباع کو۔ خدا رحم کرے۔

ان سب کے بعد ابن حجر یہ روایت لکھتے ہیں صحیح مسلم سے سمعت ابن عباس یقول
صام رسول اللہ عاشوراء وامر بصیامہ قالوا انہ یوم یعظمہ الیہود والنصاریٰ
یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت نے بروز عاشورا روزہ رکھا اور حکم
دیا اوسکا۔ تو کہا یہ روز ہے کہ اوسکی تعظیم یہود و نصاریٰ کرتے تھے۔
اسپر یہ اعتراض لکھتے ہیں بان التعلیل بنجاۃ موسیٰ و غرق فرعون یختص بموسیٰ
والیہود واجیب باحتمال ان یکون عیسیٰ کان یصومہ وھو مما لم ینسخ من شریعۃ
موسیٰ لان کثیرا منہا ما نسخ بشریعۃ عیسیٰ لقولہ تعالیٰ ولاحل لکم بعض الذی
حرم علیکم۔
یعنی نجات حضرت موسیٰ اور غرق فرعون تو خاص حضرت موسیٰ و یہود سے متعلق ہے پھر حضرت عیسیٰ
کا ذکر یہاں کیسا تو اسکا یہ جواب دیا ہے کہ ممکن ہے حضرت عیسیٰ بھی اس روز روزہ رکھتے ہوں
اور یہ حکم اون کی شریعت میں منسوخ ہوا ہو کیونکہ حضرت موسیٰ کی اکثر شریعت حضرت عیسیٰ کے
اس قول سے منسوخ ہوئی ہے تاکہ حلال کریں بعض اوس چیز کو کہ حرام کی گئی ہے۔ پھر جس
معلوم ہوا کہ بعض شریعت منسوخ ہوئی تھی اور اکثر احکام فرقہ نصاریٰ کے ماخوذ ہیں توراۃ سے۔
امام احمد نے ایک دوسری روایت نکالی ہے۔ ابن عباس سے صوم رکھنا بروز عاشورا
کہ اسدن حضرت نوح نے سفینہ کو مستقر کیا کوہ جودی پر اسکے شکریہ میں حضرت نوح و موسیٰ نے
روزہ رکھا اور ذکر حضرت موسیٰ کا اس طرح اچھا ہوا ہے کہ وہ شریک ہیں حضرت نوح کے
یعنی وہ غرق [illegible] سامنے [illegible] اس روز عاشورا کے بعد
ذکر [illegible] زیادہ [illegible] کی ضرورت نہیں۔

سنانے کا حکم ہوا کہ اس روز تم روزہ رکھو۔ تو یہ سب روایتیں خود وضعی ثابت ہوئیں خواہ بسبب نجاۃ
حضرت موسیٰ ہو یا بوجہ نجاۃ حضرت نوح کیونکہ اصل حکم تو ختم ہو گیا ہے)

پانچویں حدیث بخاری کی یہ ہے عن ابی موسیٰ قال کان یوم عاشوراء تعدہ الیہود
عیدا قال النبی صوموہ انتم یعنی ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ روز عاشورہ کو یہود روز عید
قرار دیتے تھے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ اس روز روزہ رکھو۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ سبب حکم روزہ یہی تھا کہ حضرت نے یہود کو اس روز عید کرتے دیکھا
جس سے روایت ابن عباس کی تائید ہوئی۔

اس حدیث کی شرح میں ابن حجر لکھتے ہیں فظاہرہ ان الباعث علی الامر بصومہ محبۃ
مخالفۃ الیہود حتی یصام ما یفطرون فیہ لان یوم العید لا یصام و حدیث ابن
عباس یدل ان الباعث علی صیامہ موافقتہم علی السبب وہو شکر اللہ علی
نجاۃ موسیٰ لکن لا یلزم من تعظیمہم لہ واعتقادہم بانہ عید انہم کانوا یصومونہ
فلعلہم کان من جملۃ شرعہم ان یصوموہ وقد ورد صریحا فی حدیث ابی
موسیٰ ہذا فیما اخرجہ المصنف فی الہجرۃ بلفظ واذا اناس من الیہود یعظمون
عاشوراء ویصومونہ ولمسلم من وجہ آخر عن قیس بن مسلم باسنادہ
قال کان اہل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونہ عیدا ویلبسون نساءہم
فیہ حلیہم وشارتہم وہو بالشین المعجمۃ ای ہیئتہم الحسنۃ وقولہ ہذا
یوم کالاشارۃ الی نوع الیوم لا الی شخصہ۔ مثلہ قولہ تعالیٰ ولا تقربا ہذہ الشجرۃ
فیما ذکرہ الفخر الرازی فی تفسیرہ صہ ۳۱۲

یعنی ظاہر یہ ہے کہ حضرت نے حکم صوم بمخالفت یہود دیا تھا کیونکہ حضرت اسکو دوست رکھتے
تھے کہ اون کی مخالفت کی جائے لہٰذا چونکہ وہ روز عید یہود تھا اس لئے حضرت نے حکم روزہ دیا
دیگر افسوس کہ یہ روز روزہ نہیں ہے اور حدیث ابن عباس بتاتی ہے کہ حکم روزہ بموافقت یہود
سری تا دلیل ہے ... دی خبر ... کو نجاۃ دی تھی اور اختلاف بیانی بھی قابل قدر ہے کہ
حدیث کا ... ہیں کہ حضرت خود اون کی خاطر سے مقصد منظور تھی

احکام شرعیہ مین بھی آپ اون کی اقتدا کرتے۔ دوسری جگہ یہ بیان ہوتا ہے کہ حضرت کو اس
درجہ اونکا خلاف منظور تھا کہ جس روز وہ عید کرتے آپ روزہ کا حکم دیتے۔ اس اختلاف
کی بھی کوئی حد ہے۔ خود روایات سابقہ مین تو یہ بیان ہے کہ حضرت نے اونکو روزہ دار پایا
اسلئے آپ نے بھی روزہ رکھا۔ اور یہان یہ بیان ہوتا ہے کہ حضرت نے اون کی مخالفت مین
روزہ رکھا کس دلیل سے کہ اس حدیث مین مذکور ہے کہ وہ روز عید تھا۔ اور روز عید
روزہ نہین رکھا جاتا لہذا اسکی تاویل مین فرماتے ہین،
لیکن دن کے عید جاننے اور تعظیم کرنے کو یہ نہین لازم ہے کہ وہ روزہ نہ رکھتے ہون کیونکہ ممکن
ہے اون کی شریعت مین بھی حکم ہو کہ روز عید روزہ رکھے۔ چنانچہ خود بخاری نے جو کتاب
ہجرت مین روایت کی ہے ابی موسی سے۔ روایت ہے کہ یہود کو دیکھا کہ وہ اس روز
عاشورا کی تعظیم کرتے ہین اور روزہ رکھتے ہین۔ اور صحیح مسلم مین ہے کہ اہل خیبر روز
عاشورا روزہ رکھتے اور اوسکو عید بناتے اور اپنی عورتون کو لباس و زیور پہناتے تو
اب حدیث مین جو نہ ادھم بر قوم ادا اس سے اشارہ خلاف نوع یوم کی طرف نہ خاص
او سیر و زکے جیسا کہ لا اقرب بوجود الشہوة مین بھی تاویل کی ہے فخر رازی نے اپنی تفسیر مین
اس عبارت نے اچھی طرح بتا دیا کہ کس طرح کا اختلاف ہے کوئی تاویل بنی نہین
اور ان سب کی غرض صرف اسیقدر ہے کہ روز عاشور کو کسی طرح حضرت کا روزہ ثابت
کرتے جو ایک خیال محال ہے۔
چھٹی حدیث صحیح بخاری کی یہ ہے عن ابن عباس قال ما رایت النبی یتحری
صیام یوم فضلہ علی غیرہ الا ہذا الیوم یوم عاشوراء وہذا الشہر یعنی
شہر رمضان کہ یعنی ابن عباس کہتے ہین کہ نہ دیکھا رسول اللہ کو کسی روز مین یہ نہین دیکھا
جو بروز عاشور قصد کرتے یا روزہ ماہ رمضان مین۔
جس سے معلوم ہوا کہ مثل روزہ ماہ رمضان روزہ عاشورا بھی واجب کیا ہے
ان دونون روزونکو ایک ساتھ بیان کرتے ہین جسمین
ہے کہ روزہ عاشور بھی واجب ہوا حالانکہ کل روایتونمین

روانہ کریں گے" جو ملک میں دورہ کرکے جس کی بنا پر دنیا کے کاروبار چلتے ہیں یعنی روپیہ اسکو بھی فراہم کرے ۔ ۱۰ر نومبر

اب یہاں شیعوں کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ غور کریں کس خطرہ کا سامنا ہے کیونکہ صرف اشتہار بازی سے تو اس قدر تعزیہ داری میں کمی ہو گئی ہے جب یہ وفد روانہ ہو گا تو کیا کچھ نہ کریگا۔ لہذا سب سے زیادہ ضروری اسکی حفاظت ہے کہ امام مظلوم شہید کی یادگار نہ مٹے۔

دوسرا فرض عام اہل سنت کا یہ ہے کہ وہ غور کریں محبت اہلبیت طاہرین اونپر فرض ہے یا نہیں خدا اور رسول کو منہ دکھانا ہے یا نہیں۔

تیسرا فرض اہلحدیث کا یہ ہے کہ وہ اپنے علماء دین سے دریافت کریں مولوی ثناء اللہ صاحب اہلحدیث ہیں یا معتزلی اور یہ تحریری پرچہ چھپا ہے۔ نمونہ مشاہدات کا فتویٰ انکی بیعت پر موجود ہے

اعانت ایران

ملک ایران ان دنوں جن مصیبتوں میں گرفتار ہے وسکے اظہار کی ضرورت نہیں سلطنت بدل گئی بجائے شخصی حکومت کے قومی حکومت ہے یعنی مجلس و پارلیمنٹ کے ہاتھوں انجام پا رہے ہیں روس کی فوج تبریز اور آذربائیجان و قزوین میں پھیلی ہوئی ہے۔ انگریزی جنگی جہازات گردش کر رہے ہیں ابھی بوشہر میں بھی لنگر میں فوج اتاری جاتی ہے جہازوں میں سوار کی جاتی ہے ایران کو کہیں سے قرض نہیں ملتے مقصد یہ ہے کہ شمالی ایران روس اور انگلستان سے لیکر وہی بعد تقسیم ہمیشہ کے لئے آزادی و استقلال ایران سے دستبردار ہو جاؤ۔

غرض جس طرح بھی دیکھا جائے ایران ایک ایسی مصیبت میں مبتلا ہے کہ شاید کسی ملک پر مصیبت نہ گذری ہو۔ آذربائیجان تبریز کی لڑائیوں میں ہزاروں خون ناحق ہو چکے بیوہ یتیم درد مند ہیں جو بچے ہیں وہ فاقہ سے مر رہے ہیں اہل ترکی نے ایک زمانہ میں کچھ جوش بھی دکھایا تھا جو قومی چندہ جمع کرتے تھے مگر اب وہاں بھی سکوت سا معلوم ہوتا ہے۔

یہ وقت تھا کہ ہندوستان کے اہل اسلام متفق قوت سے کام لیتے اور اپنے مصیبت زدہ بھائیوں کی مدد کرتے۔ مگر خدا برا کرے تعصب کا جو اس طرح تمام ہندوستان کو محیط ہے کہ مسلمان ہندو کا جھگڑا۔ ایک طرف شیعہ سنی کا قضیہ ایک طرف۔ وہابی مقلد کا قضیہ ایک طرف۔

مزداری - چڑا گوی کا قصہ ایک طرف قوم کو ملک کو تباہ کر رہا ہے۔

ابھی چند روز کی بات ہے کہ حجاز ریلوے کیلئے وطن سے سرگرمی سے کوشش شروع کی تو مجموعہ قوم کا اس فنڈ مین روانہ کیا جسمین شیعہ سنی سب شریک تھے۔ علیگڑھ کی انجمن حمایت اسلام لاہور سے بڑا نالا کہ اسمین شیعونکا داخل ہو - مگر جب شیعو پر مصیبت پڑی جو شیعہ سنی سب کے لئے مساوی ہے کیونکہ ایران ایک اسلامی سلطنت ہے جسمین سنی بھی اسی امن و امان سے بسر کرتے ہین جس طرح شیعہ - مگر اب کسیکو جوش نہین آتا کہ ایرانیون کی امداد کر کے اسلامی ہمدردی کا ثبوت دین - وطن نے ایک دفعہ تحریک بھی کی تو شیعون کی تخصیص کے ساتھ حالانکہ وہ خوب جانتے ہین شیعون کی فیاضی جب ہوگی تو غیرون کیلئے نہ اپنے لئے۔

اصلاح کی تحریک پر اگر آواز آئی تو صرف دو غریب کی ایک جناب مرزا محمد رضا صاحب منیب رامپور منڈیری جنہون نے ۱۰ عنایت کیا دوسرے جناب سید علی نقی صاحب لاہوری جنہون نے للعہ اس فنڈ مین مرحمت کیا بس یہی لے دے آگے اللہ اللہ خیر صلاح۔

اب نہین سمجھتے ہماری قوم کس طرح قومیت کا دعوی کر سکتی ہے اور کس منہ سے خدا و رسول کا سامنا کریگی جبکہ ادنے ادنے کامون مین ہزارون روپیہ خرچ کر ڈالتی ہے اور دشمنان دین کو ہزارون بلکہ لاکھون دیدیتے ہین - مگر ایسے ضروری کام تک نہین ہے۔

ہمنے تو مدت ہوئی اسکا تصفیہ کر لیا ہے کہ ہماری قوم ہماری بلکہ اپنے کام کیلئے نہین ہے۔ اس سے جو کچھ فیض پہونچیگا غیرونکو لہذا ہم نہ کبھی ان سے تخاطب کرتے ہین نہ انکے آگے ہاتھ پھیلاتے ہین۔ ہان ہمارا روئے خطاب تمامتر اپنے غریب نادار ضعفائے قوم سے ہے کہ عصمۃ ۱۰ رجو جس سے ممکن ہو اس کام مین ہمت کرے اور براہ راست دفتر اخبار حبل المتین ۵۰ نمبر اسٹریٹ کلکتہ مین روانہ کرے یا بنام دفتر اصلاح کہ انشاء اللہ رسید بھی بھیج ہوگی اور وہ رقم دفتر حبل المتین میں بھیجدی جائیگی یہ زمانہ عشرہ محرم کا ہے جسمین سبکی ہمتین بڑھی رہتی ہین - ولائے اہلبیت کا جوش ہوتا ہے اگر ہر شخص قوی گدا بنکر فقیرانہ جھولی لیکر قوم سے بھیک مانگے تو کوئی دشوار نہین۔

ہم زیادہ کی تو تمنا نہین کرتے - مگر صرف اسقدر آرزو ہے کہ دس ہزار روپیہ دفتر اصلاح کے تحریک سے اس فنڈ مین روانہ کیا جائے کہ ہم بھی خدا و رسول سے سرخرو ہون اور تمام ناظرین اصلاح

اپنا حق اہلبیت رسول پر قائم کریں۔

ہم ان تمام جناب سے عموماً اور ناشر اہلحدیث، وطن، پیسہ اخبار، مشرق گورکھپور، البشیر سے
خصوصاً امید رکھتے ہیں کہ اس بارہ میں کوشش کرینگے کیونکہ ان لوگوں کا عام مقولہ ہے مسلمانوں کے
مشترکہ کام میں قوت مجموعی سے کام لینا چاہئے۔ اب اس سے بڑھکر کونسی قومی ضرورت ہو سکتی ہے
کیونکہ رعایائے ایران میں شیعہ سنی دونوں شریک ہیں۔ اور ایران کی حمایت محض اسلام کی حمایت ہے
بمقابلہ نصاریٰ جو ایک اسلامی سلطنت کو تباہ و برباد کرکے ہضم کیا چاہتے ہیں۔

گائے کی قربانی

وطن، پیسہ اخبار، مشرق۔ تمام اخباروں میں پڑھا ہوگا کہ بقر عید کے
موقع پر کلکتہ میں مارواڑیوں اور مسلمانوں میں گائے کی قربانی پر کیسا عظیم فساد ہوا ۱۰ دسمبر سے
تا ۱۴ دسمبر سرکاری فوج کو فوجی قوت سے کام لینا پڑا الہ آباد میں بھی ۲۰۰ آدمی گرفتار
ہوئے جو پانچ پانچ سو کے مچلکہ پر رہا ہوئے۔ اسی طرح بریلی، لکھنؤ، بنارس میں بھی۔
کیا اس موقع پر ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کا وہ فقرہ جو سال گذشتہ بہار کے فساد سنی و شیعہ پر بابت محرم لکھا تھا
چسپاں نہ ہوگا جو حسب ذیل ہے "بہار میں محرم کے موقع پر جو فساد شیعہ اور سنیوں کے درمیان میں ہوا
تھا اسمیں حیثیت مجموعی کی تازہ خبروں کے روسے سات سو ہلاک ہوئے اور اتنے ہی زخمی ہوئے۔
کیا اب بھی تعزیوں کی بربادی کے مسلمان قائل نہ ہونگے" (اہلحدیث ضمیمہ فروری ۱۹۱۱ء)
کیونکہ بہار تو قدیم الایام سے فساد کا گھر ہے بخلاف کلکتہ لہذا کیا اب بھی وہابی گائے کی قربانی کی
خرابی کے قائل نہ ہونگے۔

اصل مسئلہ کے متعلق ایڈیٹر صاحب مشرق گورکھپور کی یہ رائے آب زر سے لکھنے کے قابل ہے:
"مسلمانوں پر گائے کی قربانی لازم اور فرض نہیں ہے اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ گائے کے گوشت کو
ہمارے ہادی برحق نے بیماری کا پیدا کرنے والا فرمایا ہے اور اسکے دودھ میں شفا کی تاثیر بتائی ہے اور
یہ بھی سچ ہے کہ اگر مسلمان محض ہندوؤں کے دل دکھانے کی غرض سے گائے کی قربانی کرتے ہیں تو
یہ قربانی جائز نہیں ہے خدا و رسول خدا نے کسی قوم کی دلشکنی کو روا نہیں رکھا ہے۔ جب یہ حکم ہے کہ ایک
جانور کے سامنے دوسرا جانور ذبح نہ کیا جائے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ جائز ہو کہ ایک آدمی کے دل دکھانے
کے لئے کوئی قابل پرستش جانور ذبح ہو مگر جب جھگڑا اس نوبت پر پہنچ گیا ہے تو اب بات ۲۹

معاملہ رہ گیا ہے بات کیلئے ہندوستان میں ہزاروں گھرتباہ ہوگئے ہیں ہزاروں بستیاں برباد ہوگئی ہیں۔"

یہی رائے اڈیٹر اصلاح نے بھی پیش کی تھی جسپر وہابی اخباروں نے اس گندہ دہانی سے اعتراضات کئے تھے کہ کوئی شریف اوسکا دیکھنا بھی گوارا نہیں کرسکتا جس میں تو تبرا ہی کے ایک بھی سال نو مسلم کے اشعار اس رذالت سے بھرے ہوئے تھے کہ شیطان بھی اوس سے شرماتا ہوگا۔ آخر میں جناب حکیم برہم صاحب اڈیٹر مشرق لکھتے ہیں۔

"یہ توقع فضول ہے کہ لڑنے جھگڑنے اور دست بشمشیر ہونے سے فیصلہ ہو جائیگا اخلاقی باتوں کا فیصلہ اخلاق سے ہوتا ہے۔ تلوار سے نہیں ہوسکتا۔ ہندو زبردست ہیں تو مسلمان بھی کمزور نہیں ہیں۔ اسکا نتیجہ ہوگا کہ ہر سال اور ہر مہینے میں سیکڑوں آدمی ہندو مسلمانوں کے قتل ہوتے جائینگے نہ قربانی رک سکیگی نہ گائے کا ذبیحہ موقوف ہوگا۔

گورنمنٹ کبھی ان ہنگامہ آرائیوں سے ڈرنے کی نہیں۔ غلط وعظ بالکل روک دیاجائے اور جو اہمیت فریقین کی گاؤکشی اور ذبیحہ گاؤ کیلئے دے رہے ہیں وہ قانوناً روکی جائے پچاس سال پہلے جو حالت تھی اُسی حالت پر ہر جگہ عملدرآمد ہو اور جب سکون ہو جائے اور مذہبی جذبات دب جائیں۔ اسوقت ہندو مسلمان بر غنائل کر اس مسئلہ پر غور کریں ہم بذات خود اور ہمارے ساتھ بہت سے مسلمان اس بات سے متفق ہیں کہ ذبیحہ گاؤ سے ہمکو کوئی فائدہ نہیں ہے مگر نقصان عظیم ہے"۔ اصلاح بھی لعظ بہ لعظ اس سے متفق ہے

طالب العلمان شیعہ کو مبارکباد ۔ جب ہم علیگڈہ کالج کے چند سال گذشتہ کو یاد کرتے ہیں اور پھر لکھنؤ کے ندوۃ العلماء کے اسٹرائک کو دیکھتے ہیں جو ابھی اسی ماہ دسمبر میں ہوا بے اختیار زبان سے کلمات شکریہ و تعریف شیعہ طالب العلموں کے حق میں نکلتے ہیں جو ہزاروں کی تعداد میں خود اسی لکھنؤ کے تین مدرسوں میں تعلیم پاتے ہیں اور آجتک کوئی شکایت اون کی اس قسم کی نہیں سنی گئی۔

حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے خاندان رسالت کے حقوق کا خیال نہیں کیا اون سے کسی امر پر تعجب ہی نہ کرنا چاہئیے کیونکہ دنیا ہی کی طرح وہاں بھی تھی۔ یہاں بھی۔ وہاں اگر ہزاروں

ملک کے فتوحات تھے تو یہان دو ہی چار ہزار رسول کا معاملہ ہو جسکا حال انجمن حمایت الاسلام لاہور سے آپکو معلوم ہو چکا ۔

ندوۃ العلما کو سب جانتے ہین یہ انہین کا خاص ایجاد کردہ ہے جس سے ہمکو ہمیشہ مکہ معظمہ کا وہ دار الندوہ یاد پڑتا ہے جسمین رسول اللہ کے قتل کا معاہدہ کیا گیا تھا جس سے رسول اللہ کو اسلئے مدینہ جانا پڑا کہ اپنی جگہ حضرت علی کو اپنی سبز چادر اوڑھا کر سلایا تھا اور کافرات بھر ڈھیلے پتھر برسا رہے تھے ۔

ندوۃ العلما کے خلیفہ کہو یا رسول یا امام مولوی شبلی صاحب ہین جو الفاروق کے ذریعے بہت نامور ہین اب انکے قبضہ اوٹھانے کیلئے یہ سامان ہو رہے ہین ۔

اخبار مشرق راقم ہے "ہمارا ذاتی علم جو ہے وہ یہ ہو کہ ایک پرانے مولوی صاحب کا ندوہ سے ہٹ جانا ۔ ان فسادونکا سبب ہے وہ مولوی صاحب ابتک ایک فریق کے سرغنا ہین اور انکی وجہ سے الحاد اور دہریت کا الزام علامہ شبلی پر لگایا جا رہا ہو (۲۰ دسمبر)

اسی تقریر مین یہ بھی لکھا ہے "لیاقت قابلیت فضیلت اور چیز ہے ۔ غلط فہمی کا شکار ہو جانا اور بات ہے صحابہ مین غلط فہمیون سے بڑے بڑے ہنگامے ہو گئے ہین "۔

اس سے بھی اون تحقیقات کی حقیقت بخوبی منکشف ہو گئی ہوگی کہ عہد خلیفہ اول مین جنلوگونپر ارتداد ۔ کفر شرک کا الزام قایم کیا گیا تھا اور وہ سب تہ تیغ کئے گئے زندہ آگ مین جلوائے گئے وہ سب اصل مین مسلمان تھے اور سب کے سب صحابی رسول تھے خود حضرت نے اکثرونکو حکومت عطا فرمائی تھی ۔ وہ سب اس خلافت کو جو خلاف حکم خدا و رسول تھی محض ناجائز سمجھتے تھے ۔ اسلئے وہ اس بیرحمی سے قتل کئے گئے جیسا کہ تفصیل اس کی تنقید بخاری حصہ دوم مین نہایت تفصیل سے درج ہو جزی اللہ مصنفہ عن الاسلام و اہلہ خیر الجزا ۔

ج مغیرہ بن شعبہ ۔ مغیرہ بن شعبہ صحابی ہو جو خلیفہ دوم کا نہایت دوست تھا خلیفہ کے زمانہ مین یہ کوفہ کا گورنر تھا وہان اسنے ایک عورت سے زنا کیا چار آدمیون نے متفق اللفظ گواہی دی جنمین سے تین صحابی تھے عمر صاحب نے ہم تھکو اوہ کو کچھ تلقین کر دیا جس سے عمداً وہ گواہی سے پھر گیا اور ...

اونہین مین صحابی ہی آتی -

جب جناب امیر خلیفہ ہوے تو معویہ نے دہوکا دیا ہمہ شعبہ کو کہ جانتا تہا حضرت علی پہر چند روز والی ہونگے اس مغیرہ نے سنہ ۴۰ ہجری مین جعلی خط بنا کر معویہ کے نام سے امارت حج حاصل کی اور مکان مین پہنچ دیا کہ یوم ترویہ ذیحجہ کو روز عرفہ بنایا اور یوم عرفہ کو نحر کیا جیسا تاریخ کامل مین ہے ملاحظہ جلد ۳

حج بالناس هذه السنة المغيرة بن شعبة وافتعل كتابا على لسان معوية فقال انه عرف يوم التروية ونحر يوم عرفة خوفا ان يفطن بفعله وقيل فعل ذلك لانه بلغه ان عتبة بن ابي سفيان مصبحه واليا على الموسم

یعنی ۔ سنہ ۴۰ مین مغیرہ بن شعبہ نے حج کیا اور ایک خط جانب معویہ جعل کیا ۔ روز ترویہ (۸ ذیحجہ جس سے حج شروع ہوتا ہی) کو اوسنے روز عرفہ بنایا (۹ ذیحجہ) اور یوم عرفہ (۹ ذیحجہ) اوسے نحر کیا (یعنی قربانی اسی پر حج تمام ہوتا ہے) اس خوف سے کہ کہین لوگ اوسکی جعل سازی کو سمجھ نہ جائین ایک روایت مین یہ ہے کہ مغیرہ نے یہ کام اسلئے کیا کہ اوسکو خبر معلوم ہوئی تہی کہ کل عتبہ بن ابو سفیان امیر حج ہوکر آنے والا ہے ۔ اسلئے ایک روز پہلے ہی حج کو تمام کیا ۔

یہ ہین اہلسنت کے صحابی جنکو نہ خدا کا خوف ہو نہ رسول سے حیا نہ مسلمانون سے شرم کہ جعلی خط بنا کر امیر حج بنے اور ۸ ذیحجہ کو حج تمام کیا حالانکہ ہمیشہ حج ۱۰ کو تمام ہوتا ہے مسرور منی مین کرتے ہین اوسکے بعد دو تین روز تک منی مین رہنا ہوتا ہے ۔

اس سے آپکو یہ بہی معلوم ہوگا کہ اوس زمانہ کے مسلمان کیسے تھے جو اسطرح کے جعل و فریب مین آکر اپنا دین و ایمان تباہ کرتے ۔ پہر ایسے مسلمان یا صحابہ سے کون شخص امید خیر رکھ سکتا ہے جعل ۔ فریب دغا خیانت ۔ غدر ۔ سبکا مرکز ہین پاؤگے ۔

اگرچہ اس واقعہ کو کتاب اس حکایت کا علاقہ نہین مگر مناسبت مقام سے ضروری ہے کہ معویہ نے تو یہانتک ترقی کی کہ نماز جمعہ روز چہار شنبہ پڑہ دی اور سب صحابہ وغیرہ صحابہ نے اقتدا بہی کرلی تاریخ مروج الذہب مسعودی جلد ۲ صفحہ ۷۲ حاشیہ تاریخ کامل جلد ۶

ولقد بلغ من امرهم في طاعتهم له انه صلى بهم عند مسيرهم الى صفين الجمعة في يوم الاربعاء

یعنی اہل شام امیر کی اطاعت مین ایسے تھے کہ معویہ نے چہار شنبہ کو نماز جمعہ پڑہ دی جب وہ جنگ صفین مین جاتا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

فلسفہ شہادت

حبل المتین نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ محرم ۱۳۲۴ھ نے فارسی میں ڈاکٹر مسیو ماربین جرمنی کی ایک تحریر
شایع کی تھی جو اوس نے اپنے رسالہ سیاست اسلامیہ میں لکھا تھا چونکہ حکیم ماربن
ایک مشہور اور نامور مورخ ہے اور اوس نے نہایت غائر نظر سے اس شہادت کو
دیکھا ہے۔ لہذا ہم کو بھی ضرورت معلوم ہوئی کہ اس تحریر سے اصلاح کو زینت دیں۔
چونکہ اوس تحریر کا ترجمہ اخبار اثنا عشری مورخہ ۱ صفر ۱۳۲۴ھ میں شایع ہو چکا ہے لہذا
ہم اصل ترجمہ کو اثنا عشری سے لیتے ہیں اور اوس پر ایک نوٹ بھی دیتے ہیں جس سے
امید ہے کہ ناظرین بہت کچھ مستفید ہوں نوٹ میں نمبر کا خیال رہے وہ نمبر
حسب ذیل ہے۔ اڈیٹر

(۱)

ساتوین فصل فلسفہ مذہب شیعہ کے بیان میں

حسین ابن علی بن ابی طالب ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف نواسہ
پیغمبر محمدؐ کے جو شکم اقدس سے انکی پیاری صاحبزادی فاطمہؑ کے پیدا ہوئے ان کے حق میں
یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ تمام اخلاق اور صفات جو اوس وقت عرب میں اچھے سمجھے
جاتے تھے ان میں موجود تھے آنحضرت نے شجاعت (بہادری) ورثہ اپنے پدر
بزرگوار سے حاصل کی تھی (آنجناب) اپنے جد بزرگوار کے احکام کو تمام مسلمانوں
سے زیادہ جانتے تھے۔ آپ میں صفت سخاوت جو عجیب ترین صفات میں سے ہے
اعلیٰ درجہ پر پائی جاتی تھی۔ آپ نہایت خوش بیان و طلیق اللسان شخص تھے
بالاتفاق تمام مسلمان حسین کو اچھا سمجھتے تھے یہانتک کہ وہ گروہ بھی جو اونکے پدر
بزرگوار اور برادر عالی مقدار کو ناسزا کلمات کے ساتھ یاد کرتے ہیں یعنی خوارج
آپکے مداح و ثنا خوان ہیں(۱) اور ان کی کتابیں آپکے محاسن صفات اور مناقب

(۱) اگرچہ [illegible] زمانہ کے مسلمانوں [illegible] سب سے زیادہ آپ کی [illegible] حسین کو شانہ میں

سے ملوّ ہیں آپ غیرت دار راستگو اور شدید شخص تھے۔

حسینؑ کے حق میں مسلمانوں کے اکثر گروہ بڑے بڑے اعتقادات رکھتے ہیں لیکن بخوف معارضہ (اعتراض) کے نہایت اطمینان سے جو بات ہم اپنی کتاب میں لکھ سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ علی الخصوص (یعنی شیعہ) حسینؑ کے بارے میں نصاریٰ سے زیادہ عقیدت کیش ہیں کہ جتنا مسیح کے (اطاعت گذار) نصاریٰ اُن کے حق میں عقیدہ رکھتے ہیں جس طرح سے وہ قائل ہیں کہ مسیح نے تمام آدمیوں کے گناہوں کے بخشوانے کے واسطے گوارا کیا اسی طرح شیعہ حسینؑ کے حق میں اعتقاد رکھتے ہیں (۳) اور آنحضرت کو قیامت کے روز گنہگاروں کے واسطے شفیع مطلق جانتے ہیں (۳) اما حسینؑ کے حق میں اگر ہم ایسی بات کے قائل ہونا چاہیں جو ہرگز قابل انکار نہ ہو سکے تو وہ یہ ہے کہ حسینؑ اپنے زمانہ میں سیاست میں اعلیٰ درجہ

---

(۳) تاہم کچھ فرق اسقدر ہے کہ حضرت عیسیٰؑ مطابق انجیل اس شہادت کو ناپسند کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ یہ بلا ٹل جائے۔ مگر امام حسینؑ نے اسکو نہایت خوشی سے قبول کیا۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ نصاریٰ نے اس صلیب کو اسقدر ذریعہ قرار دیا کہ عمل سے دست بردار ہوئے ہر طرح کی عبادت کو چھوڑ دیا حالانکہ خود حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں کہ ایمان بغیر عمل کے مردہ ہے عہد جدید باب ورس ۱۸-۱۹ اور شیعوں نے اس شہادت کو اسکا ذریعہ سمجھا کہ عمل میں اور زیادہ کوشش کرنا چاہیے چنانچہ جناب امام زین العابدینؑ نے جو شیعوں کے چوتھے امام ہیں اس شہادت کے بعد اپنا شغل صرف عبادت کو قرار دیا کہ شب و روز عبادت کرتے۔ اور شیعوں نے بھی اسکے عمل کو ضروری سمجھا کہ سب پر عمل کو مقدم کیا جس سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح کے اس قول کو کہ سب بنی آدم گنہگار ہیں شیعوں کے امام ایسے ذریعہ شفاعت نے ... [illegible] ... اور کوشش کی کیونکہ عمل کرنے پر بھی انسان گنہگار ہے جسکے لئے شفیع کی ضرورت ہے کیونکہ ... [illegible] ... ہو سکتی ہے جسے عمل شفاعت تک پہونچائیں مگر افسوس نصاریٰ نے ... [illegible] ... حضرت مسیح کی ... [illegible]

... [illegible] ... کو عوض شہادت ... [illegible]

سکتے تھے بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ابا ب دیانت مین سے کسی شخص نے ایسی
موثر سیاست اختیار نہین کی جیسی آنحضرت نے اختیار فرمائی۔ اور باوجودیکہ
انکے والد بزرگوار علی حکیم الاسلام تھے۔ اور نیز اون کی ذاتی حکمت اور
اون کے مخصوص کلیات مشہور زمانہ حکما سے ہرگز کم نہ تھے لیکن پھر بھی حسین
کی ایسی سیاست آن سے ظاہر نہین ہوئی (۵) اس بات کے ثبوت کیواسطے

(۴) کیونکہ شیعون کے عقیدہ مین امام کو معصوم اور جملہ صفات کمالیہ مین تمامی انسان سے افضل ہونا ضروری
ہے ورنہ وہ امام ہی نہین اسی لئے رسول اللہ نے اور جناب امیر و حسنین علیہم السلام نے کسی
غزوہ یا جہاد کو بلا اپنی شرکت خاص کے نہین ہونے دیا (بہ استثنا سرایا) کیونکہ جہاد کے وقت ضرورت
کو رسول یا امام ہی سمجھ سکتا ہے۔ اسی لئے غیبت امام مین شیعون کے یہان جہاد حرام ہے۔
(۵) مگر اوس وقت مین اسی سیاست کی ضرورت تھی کہ حضرت علی تلوار سے نہ فیصلہ کرین کیونکہ
اگر اوس وقت اس فیصلے سے کام لیا جاتا تو اسلام یقیناً تباہ و برباد ہو جاتا۔ جس طرح اگر معرکہ کربلا
مین امام حسین شہادت نہ قبول کرتے تو اسلام تباہ ہوتا اوسی طرح اگر جناب امیر اوس روز تلوار
سے فیصلہ کرنا چاہتے تو اسلام تباہ ہو جاتا چنانچہ خود حضرت فرماتے ہین لما قبض رسول اللہ ص
قلنا نحن اهله و اولیاءه لا ینازعنا سلطانه احد فابی علینا قومنا فولوا غیرنا و
ایم اللہ لولا مخافة الفرقة وان یعودوا الکفر ویبور الدین لغیرنا ضعیفا علی
مضمض استیعاب ص ۱۸۳ جلد اول مطبوعہ حیدر آباد دکن
کہ جب رسول اللہ نے انتقال کیا تو ہم نے کہا ہم حضرت کے اہل اور اولیا ہین۔ حضرت کی اس
سلطنت مین کوئی منازعت نہین کر سکتا مگر جب ہماری قوم (قریش) نے انکار کیا اور غیر کو خلیفہ
بنایا قسم خدا کی اگر خوف افتراق نہ ہوتا اور ما سلف کا اندیشہ آ[illegible] اور دین ہمارے
غیرون کا ہو جائے (تو ہم دکھا دیتے) لہٰذا جو کچھ [illegible] پر
یہ کیونکر [illegible] [illegible] اور کفر [illegible] ہو جاتا [illegible]
تو [illegible] کی بیعت کرنے [illegible]
[illegible] نے دو [illegible]

(۳)

عرب جاہلیت کی تاریخ کی طرف تھوڑی توجہ کرنا ضروری ہے جس سے واضح
ہوگا کہ بنی امیّہ اور بنی ہاشم کے مابین سلسلہ قرابت تھا۔ یعنی یہ دونون آپس
مین ایک دوسرے کے چچا کے بیٹے تھے کیونکہ ہاشم اور امیہ دونون عبدمناف
کے فرزند ہین اسلام کے پیشتر ان دونون چچازاد بھائیون مین باہم اعلیٰ درجہ
کی عداوت اور رکدورت تھی۔ متواتر جنگ وجدل ہوا کرتی تھی۔ عرب
کی اصطلاح کے موافق ایک دوسرے کا خون خواہ تھا۔ عرب مین (یہ دونون
قبیلے) بنی امیہ اور بنی ہاشم عزیز اور محترم اور صاحب سیادت تھے۔ بنی امیہ
باعتبار ثروت اور ریاست کے اور بنی ہاشم بلحاظ علم اور روحانیت کے اور ریاست
روحانی سے مراد خدمت خانہ کعبہ ہے اور اب تک یہ ریاست بنی ہاشم ہی کے اختیار
مین ہے شریف مکہ کے واسطے بنی ہاشم مین سے ہونا لازم ہے (۴) ابتدائے اسلام

نبوت کیا اون سے تو چندان سختی نہین کی گئی کیونکہ اوسوقت مین چار آدمی مدعی نبوت ہوئے
تھے جنمین سے اسود عنسی خود حضرت کے عہد مین مارا گیا تھا اور مسیلمہ جنگ یمامہ مین مارا گیا۔ مگر
طلیحہ بن خالد اور سجاح [illegible] مدعی نبوت [illegible] زندہ رہ گئے۔ کہ طلیحہ کو پھر اتنی قوت
ہوئی کہ جناب امیر نے اوس [illegible] کو قتل کیا تھا۔ بخلاف اسکے ان مسلمانون نے کہ خاندان
رسالت کے [illegible] اونکے ساتھ یہ سلوک کیا گیا کہ زندہ آگ مین جلوا دئے گئے
پہاڑون سے زندہ گرائے گئے [illegible] کنوون مین زندہ گرائے گئے حالانکہ وہ سب
مسلمان تھے جبکہ صحابہ کا اجماع ہو چکا تھا کہ ان سے نہ لڑنا چاہیے۔ [illegible] بخاری حصہ دوم
تو اگر جناب امیر اوسوقت جہاد کرتے تو یقیناً اسلام مٹ جاتا کیونکہ خلفا ان سب مدعیان نبوت سے
سازش کرکے اسلام کو تباہ و برباد کرتے جسکے بعد پھر اسلام روئے زمین پر باقی نہ رہتا۔ تو اگر غور کیجیے جناب
امیر کی ریاست [illegible] چونکہ جان دیدینا سہل ہے بہ نسبت اسکے کہ زندہ رہکر مصائب جھیلے پھر
اگر اسلام زندہ نہ بچتا تو یقینی اون فیوض سے محروم ہوتا جو حضرت کی بدولت حاصل ہوئے۔
(۴) قریش کی سند قصی بن کلاب سے ہوئی [illegible] قصی قبل [illegible] قریش [illegible]
یہ پہلے شخص ہین جو قریش مین بادشاہ ہوئے [illegible] ولد کعب بن لوی اصحاب [illegible]

(۴)

مین بنی امیہ اور بنی ہاشم کے مابین نفاق اور کدورت ایک اصلی پیمانہ پر

بقومہ فکان الیہ الحجابۃ والسقایۃ والرفادۃ والندوۃ واللواء فحوی شرف قریش کلہ کامل جلد ۲ صفحہ

یعنی پہلے شخص مین اولاد کعب بن لوی کے جو صاحب ملک ہوئے اور اس وجہ سے اونکی قوم نے اطاعت کی حجابۃ (کلید داری خانہ کعبہ) سقایہ (حاجیون کو پانی پلانا) رفادہ (کھانا کھلانا) ندوہ (مشورہ کا گھر) لوا نشان جنگ قایم کرنا سب انہین سے متعلق تھا جس سے قریش کی کل بزرگیان ان مین اگئین۔

ان کے چار بیٹے تھے عبد مناف عبد العزی عبد الدار عبد ابن قصی۔ عبد مناف کے بھی چار بیٹے ہوئے۔ ہاشم۔ عبد الشمس۔ انہین کی اولاد سے عثمان تھے مطلب۔ نوفل۔ ان لوگون نے اوس منصب کو جو قصی نے اپنے بڑے بیٹے عبد الدار کو دیا تھا اس طرح تقسیم کیا کہ ندوہ۔ اور لوا تو عبد الدار کو اور سقایہ و رفادہ حضرت ہاشم کو ما بعد حضرت عبد المطلب کو پھر حضرت ابوطالب کو ملی (تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۵) عبد الشمس جو عثمان کے مورث اعلی تھے اور نوفل و مطلب کو اس عہدہ سے کوئی حصہ نہین ملا حضرت ہاشم کے صرف یک فرزند ہوئے عبد المطلب جنکا نام اصل مین شیبۃ الحمد تھا انکی ولادت مدینہ مین ہوئی اور حضرت ہاشم نے سفر شام مین انتقال کیا۔

عبد المطلب ابھی چھ سات برس کے تھے اپنی ماں کے ساتھ رہتے تھے جو مدینہ مین رہتی تھین کہ آپکے چچا مطلب آئے اور انکو اپنے ساتھ مکہ لیگئے چونکہ حضرت کی بعثت کی خبر پہلے سے گرم تھی اور سب جانتے تھے اس خاندان سے نبی ہونیوالا ہے مطلب نے اس لڑکے کو چھپانا چاہا اگر کوئی پوچھتا تو کہتے یہ ہمارا غلام ہے جس سے آگے چلکر عبد المطلب نام ہوا یہانتک کہ دارنکہ ہوئے اور قوم و قبیلہ کو اس لڑکے سے روشناس کیا تو حضرت عبد المطلب مکہ کی گلیون مین نکلتے تو لوگ انکو عبد المطلب کہتے کیونکہ مطلب نے انکو اپنا عبد کہا تھا۔

مطلب نے اپنے بھتیجے کو لاکر مکہ مین رکھا اور جو کچھ املاک حضرت ہاشم کی تھی وہ سب انکو دیا اور چند روز بعد خود در گزرے اسکے مالک عبد ہوئے۔

حضرت عبد المطلب تو ایک کمسن مین دوسرے قوم و قبیلے علیحدہ رہنے سے اجنبی۔ اسلئے انکے دوسرے

پہنچ گئی تھی۔ یہانتک کہ حضور نے مکہ کو فتح فرمایا اور تمام قریش اور بنی امیہ کو لیا

چچا نوفل نے حصہ زمین انکی دبالی جبکہ یہ دو چند بزرگان قریش کے پاس دوڑے مگر سب نے کہا کہ بھتیجے
چچا کا معاملہ ہے ہم تمہیں نہ دخل دینگے تب انہوں نے اپنے ماموں کو لکھا جو مدینہ مین تھے چنانچہ اسی آدمی
اونٹ لیکر آئے انہوں نے عبد المطلب کا حق نوفل سے وصول کیا۔ مث کامل جلد ۲

یہ پہلا واقعہ ہے جو قریش نے خاندان رسالت سے صرف اس وجہ سے عداوت کی کہ نوفل ایک سن رسیدہ
اور بزرگ شخص تھا جسکی بیجا طرفداری سے کوئی بول نہین سکتا تھا۔

اس واقعہ کا نتیجہ یہ ہوا حضرت عبد المطلب کے ماموں لوگ تو مدینہ واپس گئے۔ اور یہان قریش نے
آپسے مخالفت شروع کی فدعا ذلک عبد المطلب الی الحلف فدعا نفرا بن عمرو و ورقا بن فلان
و منہم من رجالات خزاعۃ فحالفہم فی الکعبۃ وکتبوا کتابا معہ
کہ حضرت عبد المطلب مجبور ہوئے اسپر کہ قریش کو چھوڑ کر بنی خزاعہ سے عہد و پیمان کرین چنانچہ اون
لوگون سے عہد و پیمان ہوا اور خانہ کعبہ مین یہ معاہدہ لکھا گیا۔

یہ مجمع قریش کا جو بمخالفت حضرت عبد المطلب۔ نوفل کے ساتھ ہوا اوس سے نوفل نے کوئی فائدہ
تو نہین اوٹھایا کیونکہ اوسکی اولاد کا نہ سلسلہ قایم رہا نہ اون مین کوئی ذی وجاہت تھا۔ مگر وہ سب
مجمع عبد شمس کے ساتھ ہوا جسکی اولاد مین بنی امیہ ہوئے۔ اسلئے قریش کو ہمیشہ بنی ہاشم سے دلی عداوت
رہی۔

عبد المطلب تو اس قومی مجمع سے علحدہ ہوگئے مگر خدا نے اونکو یہ عزت دی کہ چاہ زمزم اونکو ملا جسکا
قصہ طولانی ہے خانہ کعبہ پر سب سے پہلے انہین نے طلائی در لگایا۔

حضرت عبد المطلب کے جوار مین ایک یہودی رہتا تھا جو بہت مالدار تھا اوسکو امیہ کے بیٹے حرب نے بطمع
مال قتل کرادیا فقتلہ عامر بن عبد مناف بن عبد الدار۔ وصخر بن عمرو بن کعب التیمی جد ابی بکر
یعنی حرب بن امیہ کے اغوا سے عامر اور صخر جد خلیفہ اول نے اوس یہودی کو قتل کردیا جسکی مدتون حضرت
عبد المطلب کو تلاش رہی آخر کو معلوم ہوا کہ عامر و صخر جد ابوبکر اوس یہودی کے قاتل ہین۔ وہ دونو
حرب بن امیہ کی پناہ مین داخل ہوئے اور حرب نے اون دونون کو چھپا رکھا جسکا ہمیشہ عبد المطلب کو رنج
رہا۔ [illegible] حبشہ کے بیان [illegible] بھی ملے ہوا۔ [illegible]

اور بنی امیہ بھی مطیع اونکے ہو گئے یہ واقعہ بنی امیہ کے دلون مین حسد کی آگ

بجبہۃ صاحبہ فنحیت فسال الدم فقیل یکون بینھما دم وولی ھاشم بعد ابیہ عبد
مناف ماکان الیہ من السقایۃ والرفادۃ فحسدہ امیہ بن عبد شمس علی ریاستہ
واطعامہ فتکلف ان یصنع صنیع ھاشم فعجز عنہ فشمت بہ ناس من قریش فغضب
ونال من ھاشم ودعاہ الی المنافرۃ فکرہ ھاشم ذلک لسنہ وقدرہ فلم تدعہ قریش
حتی نافرہ علی خمسین ناقۃ والجلاء من مکۃ عشر سنین فرضی امیہ وجعلا بینھما
الکاھن الخزاعی وھو جد عمرو بن الحمق ومنزلہ بعسفان وکان مع امیہ ھمھمۃ بن
بن عبد العزی الفہری وکانت ابنتہ عند امیہ فقال الکاھن والقمر الباھر و
الکوکب الزاھر والغمام الماطر وما بالجو من طائر وما اھتدی بعلم مسافر من منجد
وغائر لقد سبق ھاشم امیہ الی المآثر اول منہ واخر وابو ھمھمۃ بذلک خابر
فقضی لھاشم بالغلبۃ واخذ ھاشم الابل فنحرھا واطعمھا وغاب امیہ عن مکۃ بالشام
عشر سنین فکانت ھذہ اول عداوۃ وقعت بین ھاشم وامیہ وکان یقال انہ
والمطلب البدران لجمالھما۔ کامل جلد ۲

اور کہا گیا ہے کہ ہاشم و عبد الشمس (پدر امیہ بنا بر مشہور) دونو توام پیدا ہوے تھے کہ ایک کی
انگلی دوسرے کی پیشانی سے چسپان تھی چھوڑانے سے خون جاری ہوا تو کہا گیا کہ ان دونون مین جنگ
ہو گی عبد مناف کے بعد ہاشم اونکے قائم مقام ہوے سقایۃ۔ رفادہ انہین سے متعلق تھا۔
(عبد الشمس کو اس سے کوئی واسطہ نتھا) کہ حاجیون کی دعوت کرتے اور پانی پلواتے۔ اس ریاست
اطعام سے انکے امیہ بن عبد الشمس کو حسد ہوا جسپر اوسنے بھی چاہا کہ اسی طرح لوگون کی دعوت کرے
مگر عاجز آیا۔ قوم نے اسپر شماتت کی تو غصہ مین آکر۔ ہاشم کو برا بھلا کہا اور گالیان دین۔ اور کہا
کہ ہاشم مجھسے منافرہ کرین (یعنی مقابلہ کہ وہ اپنی کارگذاریون کو دکھائین اور ہم اپنی) حضرت
ہاشم نے بسبب اپنی بزرگی (کہ امیہ کے چچا تھے) اور اوس قدر و منزلت کے جو انکو قریش مین
تھی۔ انکار کیا۔ مگر قریش نے مجبور کیا کہ منافرہ ہو جانا چاہیے۔ چنانچہ اسطرح یہ معاملہ طے ہوا کہ جس کے
خلاف فیصلہ ہو وہ پچاس اونٹ دے اور دس برس تک جلا وطن رہے کاہن خزاعی کے

بھڑکائے رکھتا تھا اور بنی ہاشم سے اس کینہ دیرینہ کے سبب سے انتقام لینے
کی تاک میں رہتے تھے تا اینکہ محمد صلعم کی رحلت کے بعد موقع پاکر انہوں نے

فیصلہ پر یہ معاملہ چھوڑا گیا جو عسفان میں رہتا تھا۔ وہاں دونوں فریق گئے۔ امیہ کے ساتھ اوسکا سسر
ہمہمہ بن عبد العزی فہری بھی تھا۔ کاہن نے یہ الفاظ کہے۔ قمر درخشان۔ کوکب تابان ابر باران کی
قسم اور ان چڑیوں کی جو جو آسمان میں ہیں اور جبتک مسافر ہدایت پائے نشان سے۔ ہاشم
نے کل ماثر میں سبقت کی امیہ پر۔ ان سے اول و آخر ہیں اور ابو ہمہمہ خابر ہے۔ اس فیصلہ
پر امیہ نے پچاس اونٹ دیا اور دس برس کے لئے مکہ سے جلاوطن ہوا ملک شام کی طرف چلا گیا
حضرت ہاشم نے اون اونٹوں کو نحر کرکے قوم کی دعوت کی۔ یہ پہلی عداوت ہے بنی ہاشم و امیہ میں
ہاشم و مطلب بوجہ جمال کے ماہ درخشان کہے جاتے تھے۔

مگر نہ معلوم امیہ کی نسبت یہ دعوی کس وجہ سے کیا جاتا ہے بنی امیہ با اعتبار ثروت اور ریاست
کے محترم تھے۔ کیونکہ تاریخی واقعات سے کوئی عزت اس خاندان کی نہیں معلوم ہوتی نہ خانہ کعبہ
کا کوئی عہدہ اس سے متعلق تھا کیونکہ سقایۃ و رفادۃ کی خدمتیں تو بنی ہاشم سے متعلق تھیں بعد
عبد المطلب کے بھی ابو طالب سے جسکو یہ لازم تھا کہ بالعادۃ ہوں کیونکہ ہر سال بالکموں حاجیوں
کی دعوت کرنا کوئی آسان کام نہ تھا چنانچہ حال ابو طالب میں لکھا ہے ولکن لہ مال فادان
من اخیہ العباس بن عبد المطلب سے یعنی اسی وجہ سے حضرت ابو طالب کو قرض لینا پڑا
اپنے بھائی عباس سے۔

(۵) اسکا ثبوت آپکو اس واقعہ سے بھی مل سکتا ہے لیا و صفیکہ ابو سفیان فتح مکہ کے وقت ظاہر [illegible]
اسلام لایا تھا اور مسلمان ہو چکا تھا مگر جب جنگ حنین میں لشکر اسلام کو پہلے ہزیمت ہوئی تو قال
ابو سفیان بن الحرب لا تنتہی ہزیمتہم دون [illegible]
[illegible]
تو کہا ابو سفیان نے لشکر کی شکست [illegible] ختم ہوتی۔ [illegible]
تھا کہ [illegible] میں [illegible] اسکا اسلام ابھی [illegible] مسلمان تھا اور [illegible]
تھی۔ حالانکہ رسول اللہ نے اس جنگ میں [illegible] اونٹ دیا [illegible]

اپنے مراتب و مناصب بڑھا بڑھا کر سلطنت اسلام کے امور میں خود بھی رکن رکین
بن گئے۔ یہانتک کہ تیسری[۲] جانشینی محمدؐ کی بنی امیہ میں مسلم ہو گئی اور ہر مقام میں اور
ہر کام میں بنی امیہ عام طور پر نظم و نسق کے محتاج ہو گئے۔ اور آیندہ کے لئے بھی انہوں
نے اپنی جگہ کو محکم کر لیا۔ یہ لوگ اس دیرینہ عداوت و کدورت کے سبب اور ان
خونوں کی معاوضہ طلبی میں جو رسم عرب کے موافق تھی امیہ بنی ہاشم کے ذمہ
رکھتے تھے۔ پاک نیت اور خلوص عقیدت اسلام کے ساتھ بہت کم غالباً برتتے تھے۔
اور باطن میں انہیں بار معلوم ہوتی تھی۔ کہ دین پر تو سکہ بنی ہاشم کا ہو اور یہ
اس کی پیروی کریں۔ لیکن اسوقت چونکہ مسلمان بنتے تھے۔ اور یہ لوگ بھی اس
دنیا کی پیروی کے سایہ میں حصول مطلب کو نصر سمجھے ہوئے تھے۔ بظاہر بظاہر
مخالفت نہ کرتے تھے۔ بلکہ اسی دین کی پیروی کرتے رہتے تھے۔ یہانتک کہ جب

حضرت علیؑ نے اوسکو ڈانٹ دیا اور کہا کہ تو ہمیشہ اسلام سے باغی رہا تجھکو تیری خیر خواہی کی ضرورت نہیں
دیکھئے جو حقیقی خلیفہ اسلام تھا اوس نے اس موذی کو کس طرح جھڑک کر نکال دیا اور خلفا (۱۹)
نے [illegible] اسکو [illegible] لیا جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ خلفا بھی اسی طرح دشمن اسلام
تھے کیونکہ قدیمی عداوت تو انکو بھی تھی جبکے ہو [illegible] ایسے دشمن اسلام کو اپنا ہمراز بنا لیا
(۲) یہ نتیجہ فقط عمرؓ کی اس کارروائی سے پیدا ہوا اونہوں نے خلافت کو چھ قبیلہ کے
شوریٰ پر رکھا چنانچہ خود معویہ کہتا ہے عقد الفرید ابن عبد ربہ صفحہ ۲۰۳ جلد ۲
قال فانا اخبرك انه لم يتشتت بين المسلمين ولا فرق اهواءهم الا الشورى التي
جعلها عمر الى ستة نفر [illegible] فلم يكن رجل منهم الا رجاها لنفسه ورجاها له
قومه وتطلعت الى ذلك نفسه ولو ان عمر استخلف عليهم كما استخلف ابوبكر
ما كان في ذلك اختلاف
یعنی معاویہ نے کہا کہ مسلمانوں میں جو اختلاف پیدا ہو [illegible] عمر نے چھ آدمیوں کو خلافت
کے لئے نامزد کیا [illegible] جس سے ہر قبیلہ کے لوگوں کو خلافت کی خواہش پیدا ہوئی اگر عمر بھی مثل ابوبکر
خلیفہ کر جاتے تو کوئی خرابی نہ ہوتی۔

انہون نے دیکھا کہ عزت کا علی زینہ اور ترقی کا بلند مقام اُنکے ہاتھ آگیا اور اپنے جاہ وجلال کو مستحکم کر چکے فوراً کھلم کھلا احکام سے تمرد اور سرکشی شروع کر دی اور عام دربار مین اُس دین پر جسے بنی ہاشم لائے تھے۔ تمسخر اور استہزا کے کلمات کہنے لگے (۱۳) بنی ہاشم نے بھی جب یہ رنگ دیکھا اور بنی امیہ کے خیالات اُن کی

(۱۳) اگرچہ اسکی ابتدا عمر نے کی جو ان الرجل لیہجر کہا کہ معاذاللہ آنحضرتؐ ہذیان کہہ رہے ہین مگر عثمان مین تو کھلم کھلا اسکا اظہار ہوا استیعاب مین ہے وروی عن الحسن ان ابا سفیان دخل علی عثمان حین صارت الخلافۃ الیہ فقال قد صارت الیك بعد تیم و عدی فادرها کالکرۃ واجعل اوتادها بنی امیہ فانما هو الملك ولا ادری ما جنۃ ولا نار فصاح بہ عثمان قم عنی فعل اللہ بك وفعل منك استیعاب جلد ثانی۔

یعنی جب عثمان کو خلافت ملی تو ابوسفیان نے آکر کہا کہ تیم و عدی کے بعد تجھے خلافت ملی ہے اسکو گیند بنالے کہ بنی امیہ کے ہاتھ مین پھرا کرے۔ یہ سب ملک کا سامان تھا جنت بھی نہ نار عثمان نے چلا کر کہا دور ہو جا خدا تیرا برا کرے۔

(۲۰) دیکھیے یہ کیسا صریح کلمۂ کفر ہے کہ یقینی مرتد ہو گیا جسکا علاج اسلام مین صرف قتل ہے مگر خلیفہ نے نہ اوسکو قتل کیا نہ قید کیا نہ کسی طرح کی سزا دی۔ بلکہ بقول مصنف چونکہ اسوقت مسلمان بہت تھے اور یہ لوگ بھی اس دنیا کی پیروی کے سایہ مین حصول مطلب کو منحصر سمجھے ہوئے تھے بظاہر مخالفت نہ کرتے تھے۔ بلکہ اسی دین کی پیروی کرتے رہتے تھے" اسی لئے اسقدر رجلہ عثمان نے کہدیا ورنہ انکا بھی وہی عقیدہ تھا جو ابوسفیان کا عقیدہ تہا۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمانو نپر کیا اثر پڑا ہوگا اور دین اسلام پر کیا کیا اہتمام کیا گیا ہوگا۔ کیونکہ جب سب نے دیکھ لیا کہ ایسا مرتد علی الاعلان معزز کیا جارہا ہے اور یہی لوگ مالک ملک ہو رہے ہین تو اور بھی لوگون نے دین اسلام کی تخفیف و توہین پر کمر باندہی ہوگی۔

دوسرا واقعہ آپ تاریخ الاذان میں دیکھ چکے ہین کہ معاویہ نے کلمۂ اشہد ان محمدا رسول اللہ پر کیا کہا کہ اس سے بڑھکر کیا فخر ہو سکتا ہے کہ حضرت نے اپنا نام خدا کے ساتھ ضم کر دیا جو دن میں پانچ مرتبہ پکارا جاتا ہے جبھی اس زمانہ کے وہابی بھی اب آمادہ ہین کہ اذان سے یہ نام نکال دیا جائے معاذ

سمجھ مین آنے لگے تو بیکار نہین بیٹھے محمدؐ کے تیسرے خلیفہ کی حرکتون کو عجیب وغریب
پیرایہ مین لوگون کو سمجھانے لگے اور مسلمانون کو مخالفت خلیفہ سوم پر برانگیختہ کر دیا
یہانتک کہ مسلمانون کے مختلف طبقات کے جو رئیس و سردار تھے سبنے شرکت
کرکے محمدؐ کے تیسرے خلیفہ کو جس کا نام عثمان تھا اور وہ بنی امیہ سے تھے قتل کر ڈالا
اور کثرت آراکے اصول کے موافق علیؓ چوتھے خلیفہ و جانشین بنائے گئے۔ (۴۰)

تیسرا واقعہ اپنے ابو دردا کا سنا ہو گا کہ بیع بالمثل مین جب ابو دردا نے کہا کہ رسول اللہ نے
اسکو ناجائز کہا ہے تو معاویہ نے کہا ہماری رای مین کوئی مضائقہ نہین معلوم ہوتا
ابن تیمیہ نے ہمارے رسول [illegible] کی تحقیق [illegible] معاویہ [illegible] رسول اللہ
نے غدر کیا ابن اشرف کے ساتھ [illegible] مسلم خدری [illegible]
سامنے رسول اللہ پر غدر کا الزام لگایا جاتا ہے [illegible]
اڈیٹر صاحب حبل المتین نے نہ معلوم مصنف کے اس قول کو یزید کے دربار سے کیون تعلق لیا
حالانکہ کل خلفا کے دربار کا یہی حال تھا کم و بیش
(۱۴) بنی ہاشم کی یہ سمجھ کسی خاص زمانہ سے مخصوص نہین ہے ابتدا سے خلافت [illegible]
کرتے تھے اور اپنا حق ظاہر کرتے تھے مگر ہان [illegible] مصلحت کبھی تلوار [illegible]
کیا کیونکہ انکو اسکا خوف تھا اسلام مٹ جائیگا جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا
جناب امیر کا استدلال بمقابلہ ابوبکر رضہ تبا اخذ تو ھذا الامر من الانصار و احتججتم
علیهم بالقرابۃ من النبی و تاخذ ونہ منا اھل البیت غصباً مثلہ کتاب الامامۃ
یعنی انصار سے تو تمنے قرابت رسول سے خلافت کو لیا اور ہم اہلبیت سے ازراہ غصب لیتے ہو۔
فقال علی کرم اللہ وجہہ اللہ اللہ یا معشر المهاجرین لا تخرجوا سلطان محمد فی العرب
من دارہ و قعر بیتہ الی دورکم و قعور بیوتکم و تدفعون اھلہ عن مقامہ
فی الناس وحقہ فو اللہ یا معشر المهاجرین لنحن احق الناس بہ لانا اھل البیت
و نحن احق بھذا الامر منکم ما کان فینا القاری لکتاب اللہ الفقیہ فی دین
اللہ العالم بسنن اللہ المتطلع لامر الرعیۃ المدافع عنهم سوء السیئۃ

(۲۱)

یہ دیکھکر بنی امیہ نے یقین کر لیا کہ بنی ہاشم پھر اوسی عظمت و سیاست کے پایہ پر

القاسمین بینھم بالسویۃ واللہ انہ لفینا فلا تتبعوا الھوی فتضلوا عن سبیل اللہ فتزدادوا من الحق بعداً کتاب الامامۃ ص

حضرت نے کہا اے گروہ مہاجرین۔ محمد کی سلطنت کو اون کے گھر سے نکالکر اپنے گھر مین نہ لیجاؤ۔ اہل بیت رسول کو اون کے مقام سے نہ علیحدہ کرو۔ قسم خدا کی اے مہاجرین ہم اسکے احق ہین کیونکہ ہم اہلبیت رسول ہین اور ہملوگون سے بڑھکر کوئی مستحق نہین ہم کتاب خدا کے عارف سنت رسول کے واقف امور رعیت کے نگران اون کے حقوق کے محافظ ہین جو اون مین تقسیم بالسویہ کرتے ہین۔ اپنی خواہشون کی پیروی نہ کرو کہ گمراہ ہوگے اور راہ حق سے دور ہوتے جاؤ گے۔

استدلال جناب سیدہ۔ فوقفت فاطمۃ علی بابھا فقالت لا عھد لی بقوم حضروا اسوء محضر منکم ترکتم رسول اللہ جنازۃ بین ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم تردوا لنا حقا ص الامامہ

یعنی جناب سیدہ نے اپنے دولتسرا کے دروازہ پر کھڑی ہو کر فرمایا ہم جن لوگون کو جانتے ہین تم سے بدتر کوئی قوم نہ ہوگی جس نے رسول اللہ کا جنازہ ہمارے سامنے چھوڑ دیا اور جا کر باخود خلافت کا فیصلہ کر لیا جسمین کسی طرح ہمارے حقوق کی رعایت نہین کی۔

استدلال حضرت عباس۔ اسکا اصلی واقعہ یہ ہے کہ جس زمانہ مین جناب امیر اس خلافت کے مخالف تھے شیخین نے چاہا کہ جا کر حضرت عباس کو ملا لین اور کچھ حصہ اونکا مقرر کرین تو حضرت عباس نے کہا فاما ما بذلت لنا فان یکن حقا لک فلا حاجۃ لنا فیہ وان یکن حقا للمومنین فلیس لک ان تحکم علیھم وان کان حقنا لم نرض علیک فیہ ببعض دون بعض ص الامامۃ

یعنی اے ابو بکر جو کچھ دیتے ہو اگر یہ حق تمہارا ہے تو ہمکو اوسکی حاجت نہین۔ اور اگر حق مومنین ہے تو تمکو اوپر حکومت کا حق نہین کہ اونکا حق ہمکو دیدو۔ اور اگر ہمارا حق ہے تو ہم پوراکیون نہ لین جو بعض کو لیں بعض کو چھوڑ دین۔

(۲۴)

جو مدت سے پہلے جانشینوں کی طرف سے شامات کا حاکم اور ہیبت مقتدر اور

القائلون ما قلتم واللہ لا تمابوا
حتی یتجاب الّلھبۃ الانسان والشیطان
یغویہ وھو یلعنہ والنار والماء یطفیھا
وھی حرقۃ ولو یان لکم بعد وقد ان
میعادکم میعاد المسیح متی ھو
خارج قال فتفرقوا ھنالک کل واحد
منھم طریقا قال المغیرۃ قال لی
ابن ابی طالب فاحبہ علی فقلت
لا یفعل امیر المومنین فواللہ ما
غا [illegible] الا
قلت لک یا ابن ابی طالب [illegible]
فقلت لہ [illegible] لامامک و
[illegible]
قال فاقبل عمر فقال واللہ [illegible]
ھذا الامر [illegible] قال
[illegible] اللذی نطیعک
[illegible] قال [illegible] ان تکون
[illegible] الذی
[illegible]
[illegible]
[illegible]
الاخشیۃ ان [illegible] فاکون

(۱۴)

لی اور سمجھ گئے کیون آئے ہین۔ عمر نے کہا تم
لوگ ایسی ایسی باتین کہتے ہو حالانکہ تم لوگون
مین اتفاق ممکن نہین جبتک انسان و
شیطان مین اتحاد نہ ہو کہ شیطان اوسے
بھکائے او وہ لعنت کرے۔ اور جبتک آگ
پانی مین اتفاق نہ ہو کہ پانی بجھاتا ہے اور
آگ جلاتی ہے ابھی تمھارا وقت نہین آیا
تمھارا زمانہ اور زمانہ مسیح ایک ہے جسکے
نسبت نہین معلوم کب وہ خارج ہوگا ۔
عمر کے اس کلام سے ہر شخص متفرق ہو گیا اور
ایک ایک طرف چلا گیا۔ عمر نے کہا اے مغیرہ
جلد پہنچو علی ابن ابی طالب کے پاس اور اوسکو
روکو۔ مین نے (مغیرہ) کہا جانے دیجیے کہ آن
شہر کے صاحب بغض ہم کسی کو نہین جانتے
عمر نے کہا جا کر علی کو ٹہراؤ نہین تو تجھکو ہم
کھدیڑینگے یا ابن [illegible] مغیرہ گیا اور حضرت
علی سے کہا کہ خلیفہ کا انتظار کیجیے وہ بادشاہ
ہین حلم سے کام لیجیے قریب ہے کہ وہ بھی نادم
ہون اور آپ بھی نادم ہون حضرت علی ٹھہر
رہے کہ عمر بھی آگئے۔ اور کہا قسم خدا کی یہ سب
[illegible] تمہارے ہی صلاح و مشورہ سے پیدا ہوا
حضرت علی نے کہا تم پرہیز کرو اس سے کہ تم

شہادت امام حسین علیہ السلام

یہ عجب اتفاق ہے کہ ایک طرف تو اس زمانہ کے مسلمان جنکے دل نور ایمان سے خالی ہین اوس مظلوم کو جس نے محض بقائے اسلام کیواسطے تین دن تک بھوک اور پیاس کی تکلیف گوارا کرکے اپنے عزیزون بیٹون۔ بھائیون۔ بھتیجون۔ بھانجون اور سب سے بالاتر اپنے شش ماہہ شیرخوار کو اسلام سے عزیز نہ کرکے اور ان سب کے داغ اوٹھا کر جو قوت بشری سے ناممکن تھا خود کو اپنے جد کی امت پر فدا کر دیا وہ وہ ظلم کرنا شروع کر دئے ہین جو بنی امیہ و بنی عباس کے ہاتھون سے اوٹھا رہے تھے کوئی بڑے شد و مد سے اعلان کر رہا ہے کہ آپ شہید ہی نہین ہوئے اور صرف یہی نہین بلکہ یہ بھی کہ مخدرات عصمت کو کربلا مین چھوڑ کر قسطنطنیہ چلے گئے!

ایک گروہ ہے کہ اس مظلوم کی عزاداری کو بدعت اور نہین معلوم کیا کیا بتلا رہا ہے۔ محرم کا مہینہ قریب پہونچا نہین کہ انکار و بیزاری کے ہزارون تدبیرین ہر سال کی جاتی ہین کہ کوئی حسین مظلوم کا نام بھی نہ لے عزاداری کا کیا ذکر۔ واہ رے مسلمانو اور تمہاری حمیت!!

اور دوسری طرف یہ خون ناحق اپنا جلوہ یون دکھا رہا ہے کہ ابھی تھوڑا زمانہ گذرا ایک ترکی فاضل اپنی تازہ تصنیف "سیاست اسلامیہ" مین ایک خاص باب بعنوان "فلسفہ مذہب شیعہ" قائم کرکے ایک بسیط مضمون اس مظلوم کی شہادت پر لکھتا ہے اور ایسے دلائل سے عزاداری کا مستحسن ہونا ثابت کرتا ہے کہ جو ان منکرین کے شرم دلانے کے واسطے کافی ہین۔

ایک اور تازہ شہادت لیجئے۔ لندن کے ایک ہفتہ وار رسالہ موسومہ "جرنل آف دی رائل سوسائٹی آف آرٹس" کی اشاعت نمبری ۲۲۰۰ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۱۳ء مین ایک مضمون محرم بمبئی کے عنوان سے سرجارج برڈ اوڈ کے۔ سی۔ آئی۔ اے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایم۔ ڈی۔ ایل ایل۔ ڈی کے قلم سے نکلا ہے۔ اس مضمون مین فاضل مضمون نگار نے تین جداگانہ فصلین قائم کی ہین

(۱) بنائے شیعیت (۲) واقعہ کربلا (۳) محرم بمبئی۔

ہم یہان صرف واقعہ کربلا کا ترجمہ پیش کرتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ شہادت فرزند رسول کی ایسی عظیم شہادت ہے کہ جسپر اقوام غیر بھی آج دور دراز مقامات سے رو رہے ہین اور تحریرات کے ذریعہ

ہے اور اسکا اعلان ساری دنیا پر کر رہی ہیں [illegible] بہت قریب ہے کہ جرمنی فلاسفہ کو یہ قابل قدر
[illegible] دن اصلاح میں شائع ہوتے ہیں اسی کے اتصال میں یہ مضمون بھی خالی از دلچسپی ہوگا

استاں بوستان آل رسول الثقلین سید ظہیر حسین

واقعہ صحرائے کربلا

یزید کے خلیفہ ہونے تھوڑے ہی دنوں بعد مسلم [illegible] کے پاس خفیہ خطوط آیا بیان کوفہ کی جانب سے کہ ہم
اس التجا کے ساتھ آپ کو یہاں آکر اس نواح کے مسلمین کو اپنی بیعت میں لیجئے۔ لیکن یزید کو اس
مخالفت کی پوری اطلاع تھی اور قبل اسکے کہ حسین کوفہ پہونچیں وہاں کا بے شرم حاکم اپنی
جگہ سے معزول کر دیا گیا اور بجائے اوسکے عبید اللہ بن زیاد جو بصرہ کا [illegible] کوفہ میں مقرر کیا گیا۔ اسنے
فوری تدابیر عمل میں لاکر سازش کرنیوالوں کی کل تجاویز کو تہ و بالا کر دیا اور اونکے سردار مسلم کو
قید کر لیا مسلم نے اوس تباہی پر جو [illegible] آپڑی تھی اپنے قید ہونے پر بیعت کر لیا [illegible]
قید سے یزید کے پاس بھیجدیا گیا۔ حسین جب [illegible] عراق میں پہونچے تو حر جسکو عبید اللہ نے
[illegible] دستہ سواران [illegible] روکنے کے واسطے [illegible] کیا تھا آ رہا تھا۔ حسین نے ان لوگوں سے
مخاطب ہو کر اپنا استحقاق خلافت [illegible] حق کی طرف انکو دعوت کی حر نے جواب دیا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ جہاں کہیں آپ ملیں [illegible] سیدھا عبید اللہ ابن زیاد کے پاس لیجاؤں اسکے
جواب میں [illegible] میں مرجانا اولیٰ ہے۔ یہ کہکر اپنے ہمراہیوں کو آگے بڑھنے
کا حکم [illegible] لیکن حر نے [illegible] راستہ روکدیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ مجھے آپ سے
جنگ کرنیکا حکم نہیں [illegible] انہوں نے [illegible] آپ کوفہ نہ پہونچیں [illegible]
کوفہ جانیکا آپکو [illegible] یزید جیسے سخت [illegible]
میں بھی عبید اللہ کو [illegible] صورت نکل سکے کہ میں آپکے ساتھ کسی قسم
کی سختی کرنے سے بچ جاؤں۔ یہ کہکر حر نے [illegible] فوج کو راستہ سے ہٹا لیا کہ حسین کوفہ کی
جانب روانہ ہوں حسین نے [illegible] محرم کی جو تاریخ [illegible] ہے۔ یہ [illegible] محرم
(جو اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے) سنہ [illegible] مطابق [illegible] کا ہے۔

سلہ یہ غلط ہے کیونکہ حضرت مسلم سے جنگ ہوئی [illegible] حضرت شہید کئے گئے [illegible]

ہو جانے یا (جیسا کہ بعض کا قول ہے اور بعض اس سے انکار کرتے ہیں) ترکون سے جنگ کرنے کی خواہش کی۔

عبید اللہ ان شرائط کو منظور کرنے پر تھا کہ شمر اٹھ کھڑا ہوا اور قسم کھائی کہ حسینؑ کی کوئی شرط منظور نہ کی جائیگی اور اسکے ساتھ ہی اشارۃً یہ بھی کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ حسینؑ اور عمر کے درمیان بہت دیر تک صحبت رہی ہے۔ اسپر عبید اللہ نے شمر کو عمر کے پاس اس حکم کے ساتھ روانہ کیا کہ اگر حسینؑ بلا کسی شرط کے اپنے تئین حوالہ کر دین تو بہتر ہے ورنہ عمر کو لازم ہے کہ وہ نیز اور ان کے ہمراہیون پر حملہ کرکے اونکو قتل کر ڈالے اور اگر ایسا کرنے مین عمر کو کچھ پس و پیش ہو تو شمر کو چاہیئے کہ اوسکا سر تن سے جدا کرکے خود حسینؑ سے مقابلہ کرے۔ اس طریق پر یکشنبہ دوشنبہ۔ سہ شنبہ۔ چہارشنبہ۔ پنجشنبہ و جمعہ یعنی ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، محرم کے دن گذرے۔ ۹ کی شام کو عمر نے اپنی افواج کو خیمہ گاہ حسینؑ کے قریب صف بستہ کیا اور خود گھوڑا بڑھا کر حسینؑ کے پاس گیا جو اوس وقت نماز شام سے فراغت کرکے در خیمہ پر کرسی نشین تھے اور عبید اللہ کے شرائط اونپر ظاہر کئے۔ حسینؑ نے اسکے جواب کے واسطے ایک رات کی مہلت عمر سے مانگی۔ شب مین آپ کی خواہر آپکے بستر استراحت کے قریب گریان آئین اور آپ کو بیدار کرکے بانالہ و بکا عرض کیا۔ ہائے اس خاندان کی تباہی و بربادی۔ فاطمہؑ علیؑ اور حسنؑ یہ سب تو رحلت کر چکے۔ واویلا اوس تباہی پر جو گذر چکی اور اوس تباہی پر جو آنیوالی ہے۔

حسینؑ نے فرمایا۔ خواہر۔ خدا پر نظر رکھو اور سمجھ لو کہ انسان مرنے کے واسطے پیدا ہوا ہے۔ یہ افلاک بھی باقی نہ رہینگے۔ خدا کی ذات واحد کے سوا جس نے اپنی قدرت کاملہ سے ہر شی خلق کی اور اپنی قدرت سے اونکو فنا کر دیگا کچھ باقی نہ رہیگا۔ میرے پدر عالی مقدار مجھسے بہتر تھے۔ میری مادر گرامی اور میرے بھائی حسن مجھسے بہتر تھے اور وہ اور ہم اور کل مسلمین سب کے واسطے ذات جناب رسالتمآب اعلیٰ مثال تھی۔

اب آپنے ہمراہیون سے فرمایا کہ عبید اللہ کو صرف میری ذات سے غرض ہے لہذا تم لوگ اپنے اپنے گھرونکو چلے جاؤ۔ لیکن اون لوگون نے اسکے جواب مین عرض کیا کہ خدا ہمین اوس ساعت کے واسطے زندہ نہ رکھے کہ جسمین ہم آپکو اس حالت مین چھوڑ کر چلے جاوین۔ اسپر آپنے حکم دیا کہ سب

خیمے ایک دوسرے سے منسلک کردیئے جاوین تاکہ سواران غنیم خیمہ گاہ مین دگھس سکین اور پشت
خیمہ گاہ پر کھدواکر اوس مین آگ روشن کرادی تاکہ صرف روبرو سے حملہ ہوسکے۔ بقیہ رات آپنے
تسبیح و تہلیل عجز و الحاح مین بسر کی اور فوج شام خیمہ گاہ کے گرد حصار کئے رہی۔

صبح کو ہر دو جانب سے سامان قتال ہونے لگا حسینؑ نے پہلے غسل کیا اور مشک سے خوشبو لگایا اور
خاص خاص ہمراہیون نے بھی ایسا ہی کیا اور ایک کے دریافت کرنے پر حسینؑ نے بشاشت
سے جواب دیا کہ ہمارے اور سیاہ چشم حوران بہشت کے درمیان کوئی شئی حائل نہین ہے بجز اسکے
کہ یہ فوج ہمپر حملہ آور ہو اور ہمکو قتل کر ڈالے۔ یہ کہکر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور قرآن سامنے رکھکر
درگاہ احدیت مین یون عرض کیا کہ باری تعالی تجھہی پر ہر مصیبت مین میری نظر ہے اور ہر رنج مین تجھی
سے میری امیدین وابستہ ہین۔ بعد اسکے اس پاک نفس نے کھلے ہوئے صفو نپر اپنے ہمراہیون سے
اپنی بیگناہی کا تصفیہ چاہا۔ اسپر آپ کی بہنون اور بیٹیون نے بیتاب ہوکر رونا شروع کیا اور یہہ
دیکھکر حالت رنج و غم مین آپ کی زبان سے یہ نکلا کہ خدا ابن عباس کو جزائے خیر دے۔ یہ اشارہ
تھا اوس فہمایش کی طرف جو عبداللہ ابن عباس نے عورات کو مکہ مین چھوڑ جانیکے متعلق آپ کو
کی تھی۔ اس وقت چند سوار فوج مخالف سے گھوڑے بھگاتے ہوئے حسینؑ کے پاس آئے جنکی نسبت
یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ لڑنے کی غرض سے آرہے ہین لیکن یہ حر تھا جو فوج شام سے نکل کر حسینؑ کے ساتھ
شہید ہونے اور رضائے رسول و خدا کے ساتھ اپنی توبہ کا ثبوت دینے آیا تھا۔ حر جب قریب خیمہ گاہ پہونچا
تو مڑکر فوج شام کو للکارا کہ دست بردار ہو۔ اسپر عمر نے نشان کھولدینے کا حکم دیا جب نشان فوج کے سامنے علم ہوگیا
تو شمر نے خیمہ گاہ کی طرف ایک تیر چلایا اور کہا کہ شاہد رہنا کہ پہلا تیر مین نے چلایا ہے۔ اسکے بعد جنگ
شروع ہوگئی۔ یہ لڑائی فرداً فرداً سلسلہ وار دوپہر تک جاری رہی کہ جب دونون طرف لوگ نماز
مین مشغول ہوئے حسینؑ نے اس موقع پر علاوہ معمولی نماز کے نماز خوف ادا کی جو انتہائی مجبوری کی
حالت مین ادا کی جاتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد لڑائی پھر شروع ہوئی اور حسینؑ کے سر پر تلوار و زخم ہوگیا
خون کے بہہ جانے سے کمزور ہوکر آپ اپنے خیمہ کے قریب بیٹھ گئے اور اپنی گود مین اپنے صغیر السن
صاحبزادے عبداللہ کو اوٹھا لیا جو اوسیوقت تیر سے شہید ہوگئے۔ بچہ کی نعش آپنے زمین پر رکھدی
اور روکر فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ بار خدایا ان صدمات کے تحمل کی قوت مجھے عطا فرما۔

اس واقعہ کو بلکہ اصلاح کی پوری تحریر کو اڈیٹر صاحب النجم نے نقل کیا ہے جسکے ہم شکرگذار ہین۔ مگر اپنے خریدارون کی مزید تسکین کے لیے لکھتے ہین۔

" اڈیٹر اصلاح کی قطع نظر کر کے تب بھی کسی درخت پر ایسی عبارت کا لکھا ہونا دلیل شرعی نہین ہو سکتا ممکن ہے کہ یہ کسی جن کا تصرف ہو جیسا کہ اس قسم کے تصرفات جنون کے زمانہ ماضیہ مین ظاہر ہو چکے ہین۔ ملاحظہ ہو نمبر ۲۲ مورخہ ۲۱ و ۲۸ رمضان ۱۳۳۲ھ "

اب تو غالباً کسی سنی کو بھی اسکی تصدیق مین عذر نہوگا کیونکہ اڈیٹر صاحب اسکو تصرفات جن سے مانتے ہین جسکے امثال زمانہ ماضیہ مین بھی ہو چکے یعنی یہ واقعہ کچھ نیا نہین ہے بلکہ پہلے زمانہ مین ہمیشہ ہوا کیا۔

مگر کیا ہم یہ سوال کر سکتے ہین کہ اسکو اگر قدرت خدا مانین تو کیا خرابی لازم آتی ہے کیونکہ خدا کو تو اڈیٹر صاحب بہ نسبت جنون کے زیادہ قادر مانتے ہونگے۔

رہا یہ امر کہ یہ دلیل شرعی ہے یا نہین۔ اس سے کوئی بحث ہی نہین کیونکہ دلیل شرعی تو باتفاق فریقین قرآن و حدیث مین منحصر ہے اور اڈیٹر صاحب کے نزدیک تو صرف اجماع و قیاس دلیل شرعی ہے۔

ہان جب بقول اڈیٹر صاحب [illegible] اس فعل کی حرمت کس دلیل سے ثابت ہے"
تو وہ اس دلیل کو دلیل شرعی مان لیتے ہین۔

یہان آپ خاصہ [illegible] اجماع اہلحدیث [illegible] لکھتے ہین۔

"بیس پچیس سال کا عرصہ ہوا [illegible] ہندوستان مین ایک درخت تھا [illegible] موجود تھی اب نہین ہے [illegible] حبشی ہوئی [illegible] دیکھنے والے بہت سے آدمی [illegible] موجود ہین [illegible] التنویر

اب ملاحظہ کیجیے کہ قدرت [illegible] دونون کے ایمان مین تفرقہ کر دیتی ہے [illegible] اڈیٹر [illegible] مشہور [illegible] تصرف [illegible] شخص صوفی [illegible] اہلبیت طاہرین [illegible] کہ وحدت مقاصد کے مطلب [illegible] چار و ناچار [illegible] مگر یہان کے پھلواری شریف کے۔

افسوس کہ جناب مولوی شاہ سلیمان صاحب کس مراقبہ مین رہتے ہین یا ہمیشہ مرادآباد مین
دورہ کرتے ہین جو ایسون کی خبر نہین لیتے اور نہین سمجھاتے کہ بیٹا پچاس گواہ تو صدر اول مین
آپ کے باپ پر بیگئے تھے تنے چار پانچ گواہ بھی بنالیا تو کیا کمال کیا یہ تو ترقی کا زمانہ ہے۔

کیا آریہ سماج پنچایتی مذہب ہے۔ اس عنوان سے اڈیٹر اخبار مسلمان مولوی ثناءاللہ صاحب
نے ایک طولانی مضمون لکھا ہے اور نہایت مفصل جسمین لاہور آریہ سماج کے جلسہ کے ہر ہر
مقرر کی تقریر کو اخبار ہندوستان سے نقل کیا ہے۔ اور ہر تقریر کے بعد اپنا یہ مقولہ بطور ٹیپ جڑا
ہے "ناظرین غور کرین کہ اس مقرر نے کوئی دلیل وید کے کسی منتر سے دی ہے و نہین بلکہ صرف
اپنا خیال اور رائے پیش کی ہے اور بس"

اسی فقرہ کو کہین مختصر کہین مطول گیارہ مرتبہ لکھا۔ جس سے چار صفحہ بھر گیا۔ بارھوین
مرتبہ فرماتے ہین "مختصر یہ کہ جو اہل مذہب اپنے اختلاف کے وقت اپنی الہامی اور مذہبی کتاب
سے سند نہ لاوین۔ بلکہ محض اپنی اپنی آراء پیش کرکے کثرت رائے یا تالیون سے فیصلہ کرنا چاہین تو
مذہب پنچایتی مذہب ہے کتابی نہین ہے۔ ایسے ہی واقعات کی نسبت کہا گیا ہے ؎
نہ رکھ تقلید کی کچھ بھی سند پھر اسپہ اڑتے ہین عجب عاقل مقلد ہین کہ بے ہتھیار لڑتے ہین ۔ ۱۴ دسمبر

اب گذارش یہ ہے کہ اس تحریر کے بعد مذہب اہلسنت کیا ہوا۔ کیونکہ اڈیٹر صاحب نے یہ اصول قائم
کیا ہے "کہ جو اہل مذہب اپنے اختلاف کے وقت اپنی الہامی اور مذہبی کتاب سے سند نہ لاوین
وہ مذہب پنچایتی مذہب ہے کتابی نہیں ہے"

جس کے بعد پورب پچھم اوتر دکھن کے کسی سنی کی یہ مجال نہین ہے کہ اپنا مذہب قائم
کرسکے کیونکہ رسول اللہ کے انتقال کے بعد جو سنی صحابہ نے حضرت کے جنازہ کو تنہا چھوڑکر سقیفہ
بنی ساعدہ مین داخل ہوا یا تھا اوس مین نہ ابوبکر نے نہ عمر نے نہ ابو عبیدہ نے اپنی الہامی
اور مذہبی کتاب سے سند لیا نہ دختر رسول کے گھر جلانے کے لئے کوئی آیت لائی گئی پھر
یہ مذہب کیا ہوا۔

بلکہ جب دختر رسول نے اپنے دعوی میراث پدری پر الہامی اور مذہبی کتاب سے ایک
نہین کئی سندین ظاہر فرمائین تو وہ سب سندین صرف ایک جعلی حدیث کی بدولت

رد کردی گئیں جسکے واضع بانی خود ابوبکر صاحب تھے ۔ تو انصافاً فرمائے آپکا مذہب کتابی ٹھہرایا پنچایتی ۔

یہ جلسہ اور یہ تقریر آریون کی صرف اس بارہ مین تھی کہ مسلمان وغیرہ جو آریہ بن رہے ہین انکے ساتھ کھانا پینا چاہیئے یا نہین جسکو ہر شخص سمجھتا ہے اسکا تعلق قومی اغراض سے ہے نہ مذہبی امور سے ۔ اس سے آپنے یہ نتیجہ نکالا کہ چونکہ ان لوگون نے وید سے استدلال نہین کیا ہو لہذا یہ مذہب پنچایتی ہو نہ کتابی ۔ حالانکہ اسمین کوئی معقول یا تصریح اسکی نہین ہے کہ وہ پنچایتی کی راء کو جزو مذہب قرار دیتے ہون ۔ بخلاف اہلسنت جو قرآن و حدیث سے بڑھکر اجماع و قیاس کو داخل اصول مذہب کرتے ہین ۔ پھر بتایئے پنچایتی مذہب آپکا ہوا یا آریونکا ۔ حالانکہ آپ اقرار کرتے ہین "ان مہاشہ جی کی تقریر مین وید کا نام آیا مگر اتنا کہ تمام آدمی یکسان ہین یہ نہین ہوسکا کہ اصل مسئلہ کا حکم کہ غیر قومون کے ساتھ کھاؤ یا نہ کھاؤ" کہا سکتے ہین" ص

اب آپ اپنا اقرار دیکھئے کہ کس طرح پنچایتی (اجماع) کو داخل اصول مذہب کر رہے ہین ۔ مولوی شبلی صاحب الفاروق مین لکھتے ہین حضرت ابوبکر کا معمول تھا کہ جب کوئی مسئلہ پیش آتا تو قرآن مجید کی طرف رجوع کرتے ۔ قرآن مین وہ صورت مذکور نہ ہوتی تو حدیث سے جواب دیتے ۔ حدیث بھی نہ ہوتی تو اکابر صحابہ کو جمع کرتے اور رائے کے اتفاق سے جو امر قرار پاتا اسکے مطابق فیصلہ کرتے ۔ اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کے زمانہ تک مسائل کے جواب مین قرآن مجید ۔ حدیث اور اجماع سے کام لیا جاتا تھا قیاس کا وجود نہ تھا حضرت عمر نے ابوموسی اشعری کو قضا کے متعلق جو تحریر بھیجی اسمین قیاس کی صاف ہدایت کی ص ۲ مین لکھتے ہین لیکن قیاس کی بنیاد دراصل انہی نے ڈالی وہ حضرت عمر فاروق ہین"

اب براہ کرم ڈیٹر صاحب فرمائین کہ مذہب اہلسنت کیا ہوا کیونکہ خود لکھ چکے ہین "جو اہل مذہب اپنے اختلاف کے وقت اپنی مذہبی الہامی کتاب سے سند نہ لاوین بلکہ محض اپنی اپنی آراء پیش کرکے کثرت آراء یا تالیون سے فیصلہ کرنا چاہین وہ مذہب پنچایتی مذہب ہے کتابی نہین ہے"

اڈیٹر صاحب پنچایتی (اجماع) آپکے بیان وہ چیز ہے کہ حالانکہ آپنے قرآن سے اپنی دادی

کو بھی حلال کر دیا تھا مگر جب نواب وقار نواز جنگ بہادر نے اجماع یاد دلایا تو آپ بھی قائل ہوئے مگر اسی شرط پر کہ قرآن سے حرمت نہین ثابت ہے پھر فرمائیے اچھے ہین یا آریہ جنکا ابھی تک آپنے کوئی ایسا دعوی نہین دکھایا کہ وہ وید کے ساتھ پنچایتی کو بھی اصول سے مانتے ہون نہ دیکھے یہان شاید ایسا کوئی حکم ہے کہ اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء کہ تم صرف انہین باتون کی متابعت کرو جو خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اور دوسرے لوگون کو اولیا اور سرپرست نہ بناؤ جسمین صریحی مخالفت اجماع باطل کی ہے۔

پھر صریحی ممانعت موجود ہے ولا تتبعوا اھواءکم کہ اپنی خواہشون کی پیروی نہ کر۔ وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون۔

یعنی اگر تو زیادہ لوگون کی اطاعت کریگا تو تجھے گمراہ کرینگے راہ خدا سے وہ تو اپنے گمان کی پیروی کرتے ہین اور اٹکل پچو چلتے ہین۔

مسئلہ خلافت یا غصب فدک مین تو آپ کہہ سکتے ہین دنیا ہاتھ آتی تھی اسوجہ سے قرآن پر نہین عمل کیا گیا مگر وضو کے بارہ مین کیا ارشاد ہوگا کہ صریحی حکم مسح رجلین موجود ہے مگر یہ لوگ اوسپر عمل نہین کرتے تفسیر در منثور سیوطی مین ہے۔

عن ابن عباس قال ابی الناس الا الغسل ولا اجد فی کتاب اللہ الا المسح ص ۲۶۲ جلد دوم

یعنی لوگون نے انکار کیا [illegible] مگر غسل (کو جاری کیا) حالانکہ کتاب خدا مین نہین پاتا ہون مگر مسح۔

پھر بتائیے آپکا مذہب [illegible] حکم صریح خدا سے انکار کرتے ہین اور آدمیون کے کہے پر چلتے ہین یا آریہ جنکا کوئی دعوی ایسا نہین دکھایا کہ وہ وید کے خلاف پنچایتی کو ضروری سمجھتے ہین۔

مرزا حیرت کی قرآنی شہادت پر

[illegible] حضرت امام حسین سے تو مرزا حیرت صاحب اپنے ممدوح کے خوش کرنیکو کا [illegible] ہین اوسکا ایک جواب ملاحظہ ہو کہ خود مرزا صاحب اپنی تفسیر مین جو انکے ترجمہ قرآن [illegible] حسین نے طمع [illegible] لکھتے ہین "دیکھو بنی اسرائیل کو انبیاء کے قتل کا کیا نتیجہ ملا آنحضرت کے اصحاب کی شہادت کو ذرا دیکھ برکیا [illegible] حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

غم حسینؑ کی نسبت ایڈیٹر وکیل کا منشا

(گذشتہ سے پیوستہ) صفحہ ۲۸

رسول کا منبر مدینہ منورہ میں لکڑی کا تھا یہاں تم بھی مسجدوں میں اینٹ یا لکڑی کا منبر بناتے ہو اور اوسکی تعظیم کرتے ہو۔

مدارج النبوۃ میں ہے۔ اما زیارت قبر شریف و مسجد منیف از اعظم قربات و اعلی درجات است بعضی برآنند واجب است بر کسیکہ وسعت دارد چنانکہ امام عبد الحق کہ از اعاظم علما حدیث است ذکر کردہ وگفتہ اندکہ ادوے از واجب سنت موکدہ است کہ در مرتبہ واجب است و ثبوت پیوستہ است کہ آنحضرت فرمود من زار قبری وجبت لہ شفاعتی و مروی است کہ من وجد وسعہ ولم یزرنی فقد جفانی صاحب مواہب گفتہ این حدیث ظاہر در حرمت ترک زیارت است زیرا کہ درین جفا و اذی اوست و جفا و ایذاے آنحضرت حرام است پس واجب شد ازالہ جفا و آن بہ زیارت خواہد بود پس زیارت واجب شد و فرمود آنحضرت من زار نی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی و احادیث درین باب بسیار است۔

فضائل قبر شریف و مسجد منیف و آداب آن و سائر احوال آن مقام کرامت و احتشام در کتاب جذب القلوب الی دیار محبوب کہ تاریخ مدینہ طیبہ است و در رسالہ در مناسک حج و آداب زیارت تالیف یافتہ مصحح و مبین شدہ است۔ اور ظاہر ہے کہ روضہ جناب رسولخدا بھی خشت اور چونہ وغیرہ کا بنا ہوا ہے اور قبر شریف پر بھی ضریح جو ایک زائد شی ہے علحدہ سے بنا کر بعد رکھی گئی ہے۔ جسکو تو نہ کوئی چھوسکتا ہے اور نہ اوسکو دیکھتا ہے اوسی ضریح کو بوسہ دیتے ہیں اور اوسی کی زیارت کرتے ہیں۔ تب قول رسول حسین منی وانا من حسین کو پیش نظر رکھکر کوئی مسلمان تو حسینؑ کی ضریح کی زیارت و تعظیم کو برا نہیں سمجھ سکتا ہے بلکہ جب اس حدیث کے روسے جناب رسولخدا اور حسینؑ کی ذات لازم و ملزوم قرار پائی تو حسینؑ کی قبر مطہر اور ضریح اور اوسکے سارا احوال کے وہی فضائل و آداب قرار پائینگے اور اوسکی زیارت بھی اوسی درجہ کی یا سنت موکدہ قرار پائیگی جیسا کہ رسول کی قبر شریف اور اوسکے مانند وال کی ہے اور بلکہ

زیارت قبر حسین سے وہی جفا و ایذاے رسول لازم آتی ہے جو ترک زیارت قبر رسول سے ہے
اور چونکہ جفا و ایذاے آنحضرت حرام ہے پس اوسکا ازالہ زیارت سے کرنا ویساہی واجب ہوگا۔
کتاب دلائل الخیرات میں شبیہ قبر جناب رسولخدا بنی ہے اور شارح دلائل الخیرات نے لکھاہے
کہ نقل شکل شریف سے یہ فایدہ ہے کہ جو شخص زیارت کو نہ جاوے وہ اس شکل کی زیارت کرے اور
وہ مشتاق کمال محبت اس شکل کو بوسہ دے۔ یہی حال اور یہی فائدہ تعزیہ کا بھی ہے۔
روضۃ الاحباب میں شکل نعل مبارک کی بنی ہے اور بہت سے خواص و فوائد اوس شکل کے
لکھے ہیں اور وہ نعل پاے کا ہے کہ چمڑے کی تھی جب اوسکا بوسہ لینے میں ثواب ہو تو حسین
تو جنکی ضریح اقدس کی شکل تعزیہ ہے گوشت پوست بلکہ روح و جان رسول ہیں۔
کتاب کنز العباد فی شرح الاوراد و خزانۃ الروایات و مطالب المومنین و کفایۃ الشعبی و فتاوا
عالمگیری میں ایسے ہیں صورت قبر و الدین بنانا اور اوسکو بوسہ دینا مذکور ہے اور وہ حدیث اس
طور پر ہے۔ ان رجلا من الاصحاب جاء الی النبی فقال یا رسول اللہ انی حلفت
ان اقبل عتبۃ باب الجنۃ والحور العین فامرہ النبی صلعم ان نقبل رجل الام
وجبہۃ الاب و روی انہ قال یا رسول اللہ ان لم یکن ابوان فقال قبل قبرھما
فقال ان لم اعلم قبرھما قال خط خطین وجعلھما قبر الامر والآخر قبر الاب فقبلھما
ولا تحنث فی یمینک
پس جبکہ عوام الناس کی قبر کا نشان بنانا اور اوسکو بوسہ دینا جائز ہے تو حضرت امام حسین
کی ضریح اقدس کی شبیہ بنانا اور اوسکو بوسہ دینا بدرجہ اولی مطابق حکم رسول ہے
حضرت عائشہ کی محمل و اقعہ جنگ جمل کی یاد کا رقایم رکھنے کے لیے ہر سال مصر سے بازار معظمہ
مین لائی جاتی ہے نہ حضرت عائشہ خود موجود ہین اور نہ اون کی اصل محمل ہے صرف ایک
محمل کی نقل ہے گر اون سے منسوب ہونیکی وجہ سے اسقدر اوسکی تعظیم و تکریم کی جاتی ہے جب
وہ جائز ہے اور اوس سے رو جہ نبی کی بیحرمتی نہین ہوتی ہے تو تعزیہ جو واقعہ جنگ کربلا
کی یادگار قایم رکھنے کے لئے بنایا جاتا ہے کیون نہین جائز ہوگا اور اوس سے کیونکر بیحرمتی
خاندان رسالت کی ہوگی؟

تعزیہ کی نسبت ایاک نعبد وایاک نستعین سے استدلال کرنا محض غلط بلکہ مغالطہ
دہی ہے کیونکہ واقعی نہ کوئی خانہ کعبہ کو پوجتا ہے نہ حجر اسود کو نہ مسجد کو نہ ضریح رسول کو نہ شبیہ
ضریح ونعل رسولؐ کو نہ ضریح حسینؑ کو جسکی شبیہ تعزیہ ہے۔ بوجہ خدا و رسولؐ و حسینؑ سے منسوب
ہونیکے ان چیزون کی تعظیم البتہ کی جاتی ہے۔ پرستش تو صرف اوسی خدائے وحدہ لاشریک
کی ہوتی ہے جسکی بڑائی اور جلال وکبریائی کی منادی کرنے وہ رسول آیا تھا جسکا مقولہ
تھا کہ حسین منی وانا من حسین۔ چنانچہ اوسی حسینؑ نے اسکی تصدیق مین جان دیکر ثابت
کردیا تھا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ۔ ابن خطیب نے ابو حنیفہ کا قول لکھا ہے کہ قال

لو ان رجلا عبد ہذہ النعل یتقرب بہ الی اللہ تعالی لم ار بذالک باسا۔

یعنی کہا ابو حنیفہ نے کہ اگر کوئی پرستش کرے اس جوتہ کی واسطے تقرب خدا کے تو ہم اسمین
کوئی برائی نہین دیکھتے ہین۔ شرم چاہیے اون لوگون کو جو باوجود دعوی اسلام جوتہ
پرستی کرین اور بوجہ عناد نواسہ رسولؐ کی تعزیہ داری کے مانع ہون حالانکہ آنکھون سے
دیکھتے ہین کہ یہ وہ عزا ہے جسکو خدا محبوب رکھتا ہے اور ترقی دیرہا ہے بقول مسٹر سیل صاحب
آج سے سو برس پہلے حسینؑ کے تعزیہ دارون کی تعداد انگلیون پر شمار کرنیکے قابل تھی اور
آج یہ تعزیہ داری از شرق تا غرب پھیلی ہوئی ہے بلکہ دیگر قومین بھی اس عمل خاص مین
شریک ہو گئی ہین۔ حالانکہ جو لوگ مخالف اس تعزیہ داری کے ہین وہ ہر سال اسکی ممانعت
کا اشتہار دیتے ہین اور لکھ لکھ جابجا بھیجتے ہین جان توڑ کر اسکے مٹانیکی کوشش کرتے ہین۔

علی ہذا مجالس عزا کی بھی یہی حالت ہے مخالفین تو اسکے مسدود کرنیکی فکر مین رہتے ہین
جو موافق ہین اون مین بھی بہت کم ایسے ہین جو قربۃ الی اللہ شریک مجالس ہوتے ہین خصوصا
فاضل ترین جو ہین صرف چیدہ چیدہ مجالس مین اپنے دنیاوی مصالح پر لحاظ رکھکر شریک ہوتے
ہین الغرض انسان ہر طرح اسکے مٹانیکی فکر مین ہے۔

مگر پھر بھی خدا کے فضل سے اسکو دن دونی ترقی ہے۔ یہ ترقی کسکی جانب سے ہے کیا ہماری اپنی
جانب سے؟ ہرگز نہین بلکہ منجانب اللہ ہے۔ کیونکہ ہم ہی شیعہ وہ پہلے بندے خدا کے ایسے
ہون جو بغیر اپنی مراد حاصل ہوئے تعزیہ رکھتے ہون

عام طور پر بھی دیکھنے مین آتا ہے کہ جب انسان ہر طرح مجبور ہو جاتا ہے اور دیکھتا ہے کہ خدا اپنے رسولؐ
کے نواسہ حسینؑ کی (جسنے اپنے کو راہ خدا مین نثار کیا ہے اور اپنی جان دیکر دین برحق کو زندہ
کیا ہے) تعزیہ داری کو عزیز رکھتا ہے تو نذر کرتا ہے کہ اے خدا ہماری حاجت برآئے تو ہم بھی تیرے
پیارے حسینؑ کا تعزیہ رکھینگے جب اوسکی حاجت برآتی ہے تو تعزیہ رکھتا ہے۔ اب ذرا انصاف
فرمائے کہ یہ تعزیہ پرستی ہوئی یا خدا پرستی اور ذرا چشم بصیرت سے ملاحظہ فرمائے کہ اس تعزیہ کی وجہ سے
کتنے لوگون کی حاجتین برآئین اور برآتی ہین اور کتنے لوگون نے اسکی وجہ سے خدا کو پہچانا ہے
اور پہچانتے جاتے ہین۔ لاکھون ہندو اسی کی بدولت مسلمان ہو گئے ہین۔

ایڈیٹر صاحب اس تعزیہ داری کو بند کرنا عوام الناس پر معرفت خدا کی راہ کا بند کرنا ہے۔ یہ تمہ
خلاف واقع باتین لکھکر عوام الناس کو مغالطہ مین نہ ڈالئے اور جس طرح (بقول آپہی کے)
دراندازون نے اہلبیت کے خلاف متوکل کے دل مین بغض و نفرت کی اسٹیم بھر کر اوسکو خاص
طور پر آمادہ کر کے جناب امام حسینؑ کا روضہ منہدم کرا دیا اوسی طرح براے خدا آپ اس تعزیہ
کے حق مین نہ کیجئے۔ اسکا بند کرنا اور روضۂ اقدس کا منہدم کرنا یکسان ہے اور اسکے بند کرنیوالے
کا اور متوکل کا حشر ایک ساتھ ہوگا کیونکہ تعزیہ بھی اوسی مظلوم کے روضۂ اقدس کی شبیہ ہے
جس طرح کربلا مین روضۂ اقدس سے اوس مظلوم کی یادگار قایم ہے اوسی طرح ممالک بعیدہ
مین تعزیہ داری سے اوس فدیۂ راہ خدا کی قایم ہے۔ اور واضح رہے کہ جس طرح متوکل
کے مٹانے سے روضۂ اقدس نہ مٹ سکا چنانچہ دیکھ لیجئے آج بھی کس شان و شوکت سے
موجود ہے اور کسقدر قافلہ دن رات دنیا کے ہر حصہ سے زیارت کیلئے آتا جاتا ہے اوسی طرح
کسی کے مٹانے سے یہ تعزیہ داری بھی نہین مٹ سکتی (واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون)

ایڈیٹر صاحب! کسی مظلوم کی مظلومیت پر اوسکے عزیزون اور دوستون کو روتے پیٹتے دیکھکر ہنسنا
انسان کا کام نہین ہے اس پر ہنسنے والے خارج از انسانیت ہین اونکے قول و فعل پر اعتنا کرنا نہین
چاہیئے۔ اور نہ کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ مجلس عزا قایم کرنے سے توہین مذہب یا بے حرمتی خاندان
رسالت کی ہوتی ہے یا تعزیہ داری شرک ہے۔ ہان اون عقاید باطلہ کو جو واقعی ظالمانہ اور
مشرکانہ ہین اور جنھین مخربین اسلام نے عقاید اسلام کے نام سے شایع کر رکھا ہے۔ اور راہ ان

روایات کاذبہ کو جن سے پیغمبر اسلام کو متہم کرکے توہین اور ہجو مستی آنحضرتؐ اور ازواج
آنحضرت کی کیا ہے جس پر مہذب دنیا کے عقلا اور ہندوستان کے آریہ سماج والے اسلام
کی ہنسی اوڑا رہے ہین دفع فرمائے تو البتہ اسلام پر آپکا بڑا احسان ہوگا۔ مثلاً خیر و شر دونو
خدا ہی کی جانب سے ہے بندہ بالکل مجبور ہے خود خدا ہی گناہ کراتا ہے اور خود ہی سزا دیتا ہے
یعنی (نعوذ باللہ) ظالم ہے۔ مسٹر ویری صاحب کا رسالہ دین اسلام ملاحظہ فرمائے تو آپکو معلوم ہوجائیگا
کہ آغاز رسالہ مین اونہون نے لکھا ہے کہ بیشک ابتدا سے خدا نے ایک ہی دین برحق دنیا مین
بھیجا اور اوسی کی اشاعت کے لئے یکے بعد دیگرے انبیا مبعوث ہوتے آئے جیسا کہ قرآن سے ثابت
ہے پس اگر اسلام وہی دین برحق ہے تو تمامی اہل کتاب پر لازم ہے کہ پیغمبر اسلام کو خاتم النبیین
مانکر دین اسلام کو قبول کرین لیکن جب عقاید اسلام کو جانچنا شروع کیا تو بدقسمتی سے اونہین
کتابون کی جانب رجوع کیا جنمین مخربان اسلام نے عقاید باطلہ کو عقاید اسلام کے نام سے شایع
کیا ہے اور اسی بنا پر کہ معاذ اللہ بموجب عقیدۂ اسلام خدا ظالم ہے ویری صاحب نے فیصلہ
کیا کہ ہرگز اہل کتاب ایسے دین کو قبول نہین کرسکتے ہین یا یہ کہ معاذ اللہ خدا کے جسمانی ہاتھ پیر
کان آنکھ ہے جس طرح ہم ممبر سے اوترتے چڑھتے ہیں اوسی طرح وہ بھی عرش سے آسمان پر
اوترتا چڑھتا ہے جب خدا اوترتا ہے تو عرش خالی پڑا رہتا ہے پھر جب عرش پر جاتا ہے تو عرش
آباد ہوتا ہے۔ بہت خوبصورت ہے بیٹھتا ہے ہنستا ہے اوترتا ہے چڑھتا ہے چلتا ہے دیکھتا ہے
سانس لیتا ہے۔ تعجب کرتا ہے۔ [illegible] آنکھوں سے دیکھتا ہے دونون ہاتھونکو بلند کرتا ہے خاک اوڑاتا
ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور مکان اوس کا [illegible] پر جب بیٹھتا ہے تو عرش بھر آتا ہے اور چار انگل
رانو نکالو تو بڑا عرش سے باہر نکلا رہتا ہے انتہا یہ کہ ایک ٹانگ اوسکی جہنم مین بھی جلے گی۔
(ملاحظہ ہو کتاب ہدیۃ المہدی مصنفہ مولوی وحید الزمان صاحب حیدرآبادی مطبوعہ پریس
دہلی صفحہ وغیرہ) باعث استدعا یہ [illegible] سے قرآن کا معنی اوڑانا اور آیات محکمات
و متشابہات مین جنکی نسبت جناب باری نے فرمایا ہے وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون
فی العلم) فرق نہ کرنا حالانکہ [illegible] انی تارک فیکم الثقلین
کتاب اللہ وعترتی تاکہ لوگون کو معلوم ہوجائے کہ وہ راسخون فی العلم ہین آنحضرت کی

عترت ہین اور یہ بھی صاف فرمادیا تھا کہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا لیکن کون سنتا ہو
حسبنا کتاب اللہ سمجھکر اپنی راے سے ایسے ایسے معنی نکالے اور ایسے ایسے عقاید باطلہ بناکر
اسلام کو بجاے ستون کا ایک ایسا انبار بنایا کہ سب نفرت کرنے لگے اور اسی سے اس کو دروازہ سمجھکر
سب وہین سے پلٹ جاتے ہین اور اسلام کی ہنسی اوڑاتے ہین۔ کیا ہے کسی کی مجال جو توحید
ائمہ اہلبیت پر یا اون کے بتائے ہوئے اصول دین توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ معاد پر اعتراض
معقول کرکے اسلام کی ہنسی اوڑا سکے ؟

آپ اون روایات کاذبہ کو بھی ملاحظہ فرمائے جنہین غرض اسلام نے وضع کرکے پیغمبر اسلام کو بدنام
کیا ہے اور جن سے توہین مذہب و حضرت رسول اللہؐ اور زوجہ رسول اللہؐ کی ہوتی ہے اور پیغمبر
اسلام کی ہنسی اوڑائی جاتی ہے ۔ مثلاً دوسرونکو بت بنانے یا گھرون مین بت رکھنے کی ممانعت
کرنا حتی کہ خود اپنی بیٹی کے مکان مین نقشدار کپڑے کا پردہ رکھنا بھی پسند نہ کرنا اور اپنی پیاری
بی بی عائشہ کو گوڑیان کھیلتے دیکھکر خوش ہونا اور اون سے مذاق کی باتین کرنا۔ گانے
بجانے کو اپنے بقول آپ ہی کے قرآن صریح لفظون مین من عمل الشیطان قرار دیتا ہے، دوسرون
کے لئے جائز نہ رکھنا لیکن عید کے روز اپنی پیاری بی بی عائشہ کے گھر مین لڑکیون کا گانا بجانا جائز رکھنا
شادی مین خود گانے بجانے کی فرمایش کرنا۔ فتح کی خوشی مین سیاہ فام لونڈی کا گانا بجانا سننا۔
بنت معوذ کی مجلس مین جسمین انصار کی چھوکریان دف بجا کر مدح کرتی تھین شریک ہونا اور
پرائی عورتون کے ساتھ ایک ہی فرش پر بیٹھنا اور خلاف حکم آیہ وقل للمومنات یغضضن
من ابصارھن (پ ۱۸ ع ۱۰) وخلاف آیہ ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احدا
(پ ۲۹ ع) مسجد مین حضرت عائشہ کو اپنے پس پشت کھڑا کرکے حبشیونکے لہو ولعب کا تماشا دکھانا
(نعوذ باللہ من ذلک آجکل اپنی عورتون کے تماشہ دیکھنے پر کسقدر غیظ و غضب ہو رہا ہے اور
خدا کے برگزیدہ نبی پر جو سید المرسلین فخر النبیین ہے ایسا الزام لگایا جاتا ہے) پھر حضرت عائشہ کا
حیض کی حالت مین ہونا اور رسول اللہؐ کا اون کی بدن سے بدن ملاکر بیٹھنا اور اسی حالت
مین اون کی گود مین تکیہ کرکے قرآن بھی پڑھ لینا حالانکہ اللہ تعالی حکم دیتا ہے کہ حائضہ عورتون
سے جدا رہو۔ یا حضرت عائشہ کی زبانی فحش روایتین کرنا مثلاً جب مرد بیٹھا عورتکے چوشاخے مین

اصحاب ثلاثہ کے اشتہارات ثلاثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسری مجالس میں اور تعزیہ داری میں شریک رہتے
کیونکہ آخر وہ مسلمان ہیں خدا و رسول کو منہ دکھانا ہے پھر کیونکر ممکن تھا کہ وہ ان خود غرضوں کے دام فریب میں آتے
دوسری کارروائی یہ کی کہ داتا گنج بخش کی قبر پر ایک میلہ لگایا جس سے معلوم ہوتا ہے یہ
یزیدی فرقہ کی یادگاروں سے ہے جسنے اس روز عید لیا تھا۔ ایک ملا کو منبر پر وعظ کیلئے بھی چڑھایا جس
پر شیعوں کو بھی جوش آیا مگر معززین کی فہمائش سے قصہ بڑھنے نہ پایا اور یہیں تک ہو کر رہ گیا
اور ہر طرح محرم بخیر گذرا۔

منٹگمری وزیرآباد کی نسبت جناب فضل الٰہی صاحب گارڈ ریلوے لکھتے ہیں "خداوند عالم کے فضل
وکرم سے امسال کا محرم بہ نسبت گذشتہ سال کے دوگنی رونق سے ہوا ہے۔ قاضی غالب شاہ صاحب
اور سید غلام علی شاہ صاحب او تکیہ شاہ مدد صاحب میں مجالس سید الشہدا برپا ہوتی رہیں۔
سامعین کے اژدہام سے امام باڑوں میں تل پھینکنے کی جگہ باقی نہ تھی۔ اہل سنت صاحبان نے
بھی غم حسین علیہ السلام میں شریک ہونے سے دریغ نہیں فرمایا ذاکر صاحبان علاوہ مرثیہ خوانی کے
نقرے میں بھی جواز گریہ و ماتم و تعزیہ داری میں فرماتے رہے ہیں۔ سید خادم علی شاہ بی اے
وکیل کی طرز تقریر و مرثیہ خوانی بالخصوص قابل قدر تھی شاہ صاحب موصوف کے دلائل منقول
اور معقول فلسفیانہ رنگ میں رنگے تھے اور ایسے دندان شکن تھے کہ مخالفین کو سوائے
مہر بزبان رہنے کے کچھ چارہ ہی نہ تھا۔ بلکہ کئی ایک انصاف پسند حضرات اہل سنت اپنے ملانوں
سے جواب طلب کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ ملانوں کی جانب سے شافی اور تسلی بخش جواب نہ
پانے کی صورت میں مذہب حقہ امامیہ قبول کرینگے۔ خاص بروز عشرہ دو بڑے اور دو چھوٹے
تعزیے نکالے گئے۔ اور دو ذوالجناح بھی تھے۔ دونوں تعزیوں کا ماتم الگ الگ تھا۔
ماتمیوں کی تعداد قریب نوسو تھی۔ ماتم خوب زور شور سے ہوا گویا حشر بپا کا نظارہ تھا۔
چونکہ عشرہ محرم اور لوہڑی (اہل ہنود کا ایک تہوار ہے) امسال ایک ہی دن تھے اسلئے
حکام بالادست نے بطور حفظ ماتقدم اہل تشیع صاحبان اور اہل ہنود صاحبان کے بارسوخ
اور معتبر اشخاص سے حفظ امن پر کاربند رہنے کی تحریریں لے لی تھیں۔ اور حکم تھا کہ صبح
سے بارہ بجے تک لوہڑی کے رسومات ادا کر لئے جاویں اور بعد ازاں بارہ بجے سے پچھلے بجے

شام تک تعزیہ داری برپا رہے۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے ایک زائد گارڈ سپاہیوں کی یہاں بھیج کر اپنی بیدار مغزی کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ اہل ہنود صاحبان کی طرف سے جس شرافت اور حسن سلوک کا اظہار ہوا اس کے ہم جتنے بھی شکر گذار ہوں کم ہے۔ کیونکہ اہل ہنود صاحبان خوب سمجھتے ہیں کہ اس مظلوم فرقہ کا دھڑا بندیوں اور دل آزاریوں سے کچھ سروکار نہیں خانصاحب راجہ جناب محمد اکرام اللہ خان بہادر آنریری مجسٹریٹ درجہ اول سول جج وزیرآباد اور رائے صاحب لالہ رام چند فرسٹ کلاس مجسٹریٹ گوجرانوالہ کا حسن سلوک اور خوش اخلاقی درحقیقت اس قابل ہے کہ ہم پھر آئندہ سال صاحبان موصوف کے منتظم و مہتمم ہونے کی دلی آرزو کریں۔ سردار مہر سنگھ صاحب آنریری مجسٹریٹ اور جناب پنڈت کرم کشن تحصیلدار صاحب وزیرآباد کے بھی ہم ممنون ہیں جنہوں نے انتظام تعزیہ داری میں کوشش بلیغ سے کام فرمایا چودہری حیات محمد صاحب ذیلدار و آنریری مجسٹریٹ اور انسپکٹر پولیس جناب حافظ غلام کبریا صاحب کی تعیین گارد اور تدبر کچھ نہیں صاحبان کے دماغ کا حصہ تھا۔ سپاہی اس قرینہ اور فراست سے مقرر کئے گئے تھے کہ بے اختیار زبان سے کلمہ تحسین و آفرین نکلا پڑتا تھا سب انسپکٹر جناب لالہ نانک چند صاحب اور سب انسپکٹر جناب شیخ مشتاق احمد صاحب اور سب انسپکٹر جناب شیخ جلال الدین صاحب نے ماتمیوں کی دلجوئی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ ماتمی لوگ ان کے تہ دل سے مشکور ہیں اور دعا ہے کہ ایسی مہربان گورنمنٹ جسکے ایسے رحم دل اور منصف مزاج عمال ہوں خداوند دوجہان ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے مسٹر ظہیر الدین صاحب نائب کورٹ انسپکٹر نے بھی مومنین کی امداد کی اور حسب استدعا ماتمیان انکی دستگیری میں تساہل سے کام نہ لیا۔

اصلاح۔ جناب سید خادم علی شاہ صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر نے بھی [illegible] حالات تعزیہ داری [illegible] جناب سید [illegible] علی شاہ صاحب [illegible] تصدیق ہوتی ہے۔ [illegible] ہندو صاحبان [illegible] مظلوم کی [illegible]

تحریر سے ہندو صاحبان کے حسن سلوک کی [illegible]

امرتسر۔ جناب مولوی بادشاہ علی شاہ صاحب [illegible] سنگھ پورہ کی تحریر سے

جسکے ساتھ قریب پانچسو کے ماتمی ہونگے۔ یہ تعداد مضافات سے آئے ہوئے مومنین کی ہوتی ہے۔ ورنہ مومنین وزیرآباد تو شاید تعداد مین ایک سو سے کچھ ہی زیادہ ہونگے۔ ماسوائے اس تعداد ماتم کنندگان کے تماشائی مرد وعورات کا جو ہجوم بازارون اور دکانون کی چھتون پر ہوتا ہے اسکا شمار کرنا مشکل ہے۔ جنمین سے عورات تو کئی روتی بھی ہین خواہ اپنے گذشتگان کو یاد کرکے ہی کیون نہ روتی ہون مگر دون کی روش کچھ ایسی ہوتی ہے کہ ایک اجنبی ناظریہ راے قائم کرسکتا ہے کہ انہین امور محرم سے کوئی تعلق نہین

امسال منٹگمری مین راقم کی کوشش اور دیگر ذرایع سے چند کسان مومن ہوئے ہین۔ فی الحال آپ عنوان ترقی مذہب مین منشی رجب علی صاحب ولد میان لال خان صاحب قوم بلوچ ساکن دادموچ ضلع منٹگمری ایجنٹ لالہ بہادون رام پلیڈر منٹگمری سابق مرید محمد فاروق چشتی رام پوری۔ اور منشی نذر محمد ولد عمردین گکھڑ ساکن منٹگمری ایجنٹ شیخ عبدالعزیز صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ اور منشی امیر علی ساکن منٹگمری اور ... ولد احمد قوم ککے زئی خشت ساز ساکن منٹگمری کے اسما درج فرماوین۔

جناب مرزا امداد حسین صاحب ماچھی واڑہ ضلع لودھیانہ سے لکھتے ہین۔

امسال تازہ مہمان جنہون نے بخوشی و رغبت دین حق قبول کیا اونکے نام نامی یہ ہین۔

نام	قوم	محلہ	مقام	ضلع
(۱) ابراہیم پسر سیدا قوم	رائین	محلہ رائین	ماچھی واڑہ	ضلع لودھیانہ
(۲) اللہ دتا پسر منیا		"	"	"
(۳) علیا پسر گلی	"	"	"	
(۴) ساون پسر نبا	"	"	"	"
(۵) نتھو پسر گڑکو	"	"		"
(۶) گاما پسر نتھ	جٹ	محلہ ...	"	"
(۷) نتھو پسر سکھا	تیلی	دونو "	"	"
(۸) فتو پسر سکھا	تیلی		"	"

انہون نے تمام رسوم محرم مطابق مومنین سابقین ادا کئے۔ سوم محرم ماچھی واڑہ میں بھی

میلان ہو رہا ہے صبر ہے امید ہے کہ اگر مسجد طیار ہو گئی جو مومنین کا ایک قلعہ مستحکم ہے تو پھر پوری امید ہے
کہ دین حق کو وہان رواج ہو۔

افسوس ہمارے مخالفین تو اس طرح امید موہوم کامیابی پر ہزارون روپیہ خرچ کرین اور مادونکے عملا شہر بشہر
دورہ کرین۔ مگر ہم ایسے غافل ہون کہ کچھ مالی امداد بھی نہ کرین۔ افسوس۔ مراسلات بنام سید عنایت علی
شاہ صاحب عنایت وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ ہونا چاہیئے۔

ضرورت توجہ مومنین تحصیل پنڈدادنخان ضلع جہلم مین بہت کم تعداد مین مومنین ہین جنکی اقامت
مجالس عزا پر وہان کے مخالفین نے فوجداری و دیوانی مین نالش دائر کی ہے جس سے وہ لوگ بیحد
پریشان ہین اجمالی حالات کچھ پہلے معلوم ہوے تھے۔ مگر چونکہ رسالہ نکل چکا تھا اسلئے موقع نہ ملا۔ اب
وہان ضرورت بڑہتی جاتی ہے۔ مومنین کی تعداد کم ہے مخالفین زیادہ حکام بھی کچھ زیادہ معلومات کے
نہین معلوم ہوتے لہذا خوف ہے کہ مقدمہ خلاف ہو اسلئے امید ہے کہ ہماری قوم کے معزز وکلا اپنی قانونی
معلومات سے اونکی امداد کرین۔ اور رؤسا قوم مالی امداد فرمائین کچھ زیادہ خرچ نہین درکار ہوگا
مگر توجہ کی سخت ضرورت ہے۔ حکیم محمد علی خان صاحب پنڈدادنخان ضلع جہلم سے مراسلات فرمائین۔
ہمدردان قوم سے امید ہے کہ اسمین تغافل نہ کرینگے ورنہ نتیجہ بد کا سخت خوف ہے۔

فسادات محرم۔ کلکتہ مٹیابرج مین فساد ہوتے ہوتے رک گیا پیسہ اخبار لکھتا ہے "امام باڑہ سبطین آباد
کے قریب سنا ماے ایک سنی نے ایک قطعہ زمین دوکان لگانے کیلئے کرایہ لیا مگر شیعوں کو کسی طرح اسکا
شبہہ پیدا ہوا کہ سنا صاحب ان دوکانون مین رنڈیون کا ناچ کرائیگا جس سے اون مجالس عزا مین
جو امام باڑہ کے اندر منعقد ہونگی خلل پڑیگا اسلئے وہ سخت برہم ہوئے اور انہون نے سنا صاحب کو جبرا
نکال دینے کا ارادہ کیا مگر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے خبر پاکر۔ ایک انسپکٹر صاحب پولیس کی معرفت سنا صاحب
کو ناچ سے باز رہنے کی ہدایت کی"

اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار لکھتے ہین مگر سمجھ مین نہین آتا کہ سنا صاحب محرم کے سلسلہ ایام عزاداری
مین رنڈیون کا ناچ کس طرح کرا سکتا تھا اور لوگ کیونکر اسے دیکھنے پر آمادہ ہو سکتے تھے۔

اصلاح۔ اسکی وجہ آپ اڈیٹر اہلحدیث سے دریافت کرسکتے ہین جنہون نے ۲ پائی بردہ دی کو
حلال کیا تھا۔

بمبئی کا فساد سنی شیعہ مین نہ تھا۔ بلکہ سنیون نے سرکاری حکم سے عدول کرکے یہ فساد مچایا جسمین ۱۴
جان سے مارے گئے اور ۸۰ مجروح ہوئے پیسہ اخبار لکہتا ہے کہ چونکہ ڈاکٹر مسٹریٹ نے امسال گذشتہ
کے فسادون سے امسال بند کردیا گیا تھا۔ اسلئے سنی تعزیہ دار اسپر ناراض ہوئے اور تابوت کے اوٹھانا
بند کر نیکا ارادہ کیا شب نہم کو جب پولیس نے بعض طاقت ور محلو مونکو تعزیہ اوٹھانے پر آمادہ کیا تو ان
تعزیون سے پولیس نے بہہ براے عشرہ کو یہ فساد ہوا گو کہ بانی نے فوج کے آنے پر خوف زدہ تو ہو
مگر بدمعاشون کی ترغیب پر سخت ہلڑ مچا اگرچہ گورنر خود روز کے ساتھ ملنے ٹیپ رکھا گیا گیا
ورنیپ مجسٹریٹ بھی بلالیا گیا۔ مگر فہمایش کا کوئی اثر نہ ہوا آخر فیر کا حکم دیا گیا جس سے سب ہلکے
۱۴ مقتول ۸۰ زخمی چھوڑ گئے۔
دہلی کا محرم بخیر وخوبی گذرا خود ڈپٹی کمشنر بہادر تعزیون کے جلوس کے ہمراہ تھے
بدراس مین عشرہ کی رات کو مسلمانون اور ہندوون مین فساد ہوا۔ پولیس سٹیشن میں آگ لگا دی
رنگون مین بھی ہندو مسلمانون مین فساد ہوا اور آدمی زخمی ہوئے۔
الہ آباد میں ۹ محرم کو سکھون نے اپنے گروہ جلوس نکالا جس سے مسلمانون مین جوش پیدا ہوا الاقید
ہے آدمی زخمی ہوئے۔
آگرہ مین بھی کچھہ زیادہ فساد نہیں ہوا
بنارس مین سنیون نے تعزیہ دارونسے چھیڑ کی گراونہون نے صبر کیا پولیس نے چونکہ بند وبست کیا تھا اسلئے خیریت گذری
اب سیوالہ محلہ کے سنیون نے دلدل نکالے اور بھوسہ اوڑایا پر استغاثہ دائر ہے۔
لکھنؤ مین ہر طرح امن رہا مگر وکیل سے معلوم ہوا کہ سنیون نے تعزیہ داری ایکدم موقوف کی یہ بھی سچ
ہے کیونکہ سنیون مین بھی کچھہ لوگ مسلمان ہین!
اخبار غم ماہ محرم کا زمانہ تو عموماً غم کا زمانہ ہے مگر نہایت ہی مولم ہے کہ جناب حاجی حکیم مرزا عبدالعلی صاحب
مرحوم رئیس پٹنہ نے اپنے داغ مفارقت سے وہ صدمہ دیا کہ بیان نہیں ہوسکتا جناب ممدوح نامی اطبا
پٹنہ سے تھے جنکی مسیحائی کا وہان ڈنکا تھا اخلاق تواضع شفقت مین بےمثل تھے جو علوی تھانہ مہدوف
خداوند عالم انکے فرزندار جمند ذاکر حکیم مرزا معشوق علی صاحب و ڈاکٹر مرزا عابد علی صاحب کو اس
مصیبت مین صبر جمیل عنایت کرے۔ او یادگار مرحوم قرار دے تمامی مومنین سے التماس دعا ہے

النار المو...

لمن احرق بیت...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد
وآله الطاهرین ولعنة علی اعدائهم اجمعین اما بعد چونکہ یہ زمانہ
واقعات صحیحہ کے ہر گزشتہ واقعہ سے جو نہ مطلب نکال لیا جاتا ہے اور انکار کیا
جاتا ہے یہانتک کہ واقعہ کربلا سے بھی اب انکار ہے
لہذا یہ رسالہ صرف اس بحث مین لکھا جاتا ہے کہ خلیفہ دوم نے خانہ جناب سیدہ
صلوات اللہ وسلامہ علیہا کے جلانے کا قصد کیا یا جلایا جس سے امید ہے کہ اہل
اسلام سمجھیں اہلبیت رسول پر بعد وفات رسول اللہ کیا کیا مصائب ان پر گزرے
اور ہمکو کہانتک اون حضرات سے ہمدردی کرنا چاہیے کیونکہ ہر فرد بشر پر اپنے
محسن اور محسن زادون کی محبت ومودت فرض ہے
اور اون کے دشمنون سے مخالفت [illegible] لازم ہے وان ارید الا الاصلاح
ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیه توکلت والیه انیب

سید [illegible]

قصد احراق خانۂ جناب سیدہ

علامہ حلی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب کشف الحق میں طبری - و اقدی اور ابن عبدہ وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ بسبب ترک بیعت جناب ابوبکر کے جناب عمر نے خانۂ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کو پھونکدینے کا قصد کیا جسمین اُسوقت جناب امیرالمومنین اور جناب سیدہ اور اونکے دونو بیٹے اور ایک جماعت بنی ہاشم کی تھی اور ابن خرابہ کی کتاب غرر سے لکھا ہے قال زید بن اسلم کنت ممن حمل الحطب مع عمر الی باب فاطمۃ حین امتنع علی و اصحابہ عن البیعۃ ان یبایعوا فقال عمر لفاطمۃ اخرجی من البیت والا احرقتہ ومن فیہ قال وفی البیت علی وفاطمۃ والحسن والحسین و جماعۃ من اصحاب النبی فقالت فاطمۃ تحرق علی ولدی قال ای واللہ او لیخرجن و لیبایعن (یعنی نقل کیا ہے ابن خرابہ نے اپنی کتاب غرر میں کہ کہا زید ابن اسلم نے کہ تھا میں اون لوگوں میں جو دروازہ فاطمہ پر عمر کے ساتھ لکڑیاں لے گئے جبکہ علی اور انکے اصحاب نے بیعت سے انکار کیا تھا پس کہا جناب عمر نے جناب فاطمہ سے نکل آؤ گھر میں سے ورنہ پھونکدونگا اُسکو اور اُنکو جو اسمیں ہیں - اور تھے گھر میں علی اور فاطمہ اور حسن اور حسین اور ایک جماعت اصحاب نبی کی - پس کہا جناب فاطمہ نے تو مجھے بچوں کو پھونکدیگا کہا جناب عمر نے قسم خدا کی ضرور پھونکدونگا ورنہ وہ نکل آئیں اور بیعت کرلیں) علامہ حلی کی اس تحریر کے جواب میں فضل بن روزبہان اپنی کتاب ابطال الباطل[1] میں لکھتے ہیں من اقبح ما افتراہ الروافض ھذا الخبر وھو احراق عمر بیت فاطمۃ وماذکر ان الطبری ذکرہ فی التاریخ فالطبری من الروافض مشھور بالتشیع حتی ان علماء بغداد ھجروہ لغلوہ فی الرفض والتعصب وھجروا کتبہ وروایاتہ واخبارہ وکل من نقل ھذا الخبر فلا شک انہ رافضی متعصب یرید ابداء القدح و

[1] جسکو شہید ثالث علامہ شوشتری علیہ الرحمہ کی کتاب احقاق الحق نے باطل کردیا ہے - ۱۲ منہ

والطعن علی الاصحاب ومارایناا حدا روی ھذا الا الروافض ینسبونہ
الی الطبری ومنھن مارایناھذا فی تاریخہ (یعنی جو کچھ روافض نے افترا باندھا ہے
اُسمیں سے بدتر اور قبیح تر یہ ہے جب عمر کی خانہ فاطمہ مین آگ لگانے کی اور طعن
علی ایہ جو لکھا ہے الطبری نے اپنی تاریخ مین اسے ذکر کیا ہے - پس طبری رافضیون
میں سے ہے تشیع کے ساتھ مشہور ہے یہانتک علمای بغداد نے ترک کیا اسے اسکے
غلو رفض اور تعصب کی وجہ سے اور اسکی کتابون اور روایتون اور اخبار
کو ترک کردیا اور جس کسی نے اس خبر کو نقل کیا پس بیشک وہ رافضی ہے متعصب
اصحاب پر طعن اور قدح کرنا چاہتا ہے اور ہمنے اسکو نہین دیکھا - اسے روایت
ہو سواے رافضیون کے جو اس واقعہ کو طبری کی طرف منسوب کرتے ہین ا
اسے طبری کی تاریخ مین لکھا ہوا نہیں دیکھا) ابن روزبہان کی
یہ قابل ہے - دیدہ و دانستہ ناحق کوشی اور باطل فروشی اور جمیع علما کی تضلیل
پر کمر باندھی ہے نہایت عناد و تعصب اور عجز و حیرانی و پریشانی سے سوا اسکے چارہ
نہ دیکھا کہ اصل واقعہ ہی سے صاف انکار کردے اور بالخصوص طبری کی روایت
مین کلام اپنی جہالت کو ظاہر کیا ہے دوسری روایتون کو بالکل نظرانداز کردیا ہے
اول طبری کو رافضی بنایا پھر لکھدیا کہ سواے رافضیون کے کوئی اس روایت
کو طبری سے منسوب نہین کرتا اور پھر صاف انکار کردیا کہ تاریخ طبری مین یہ مضمون
ہے ہی نہین تعجب یہ ہے کہ صرف طبری ہی کے رافضی بنانے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عام
حکم دیدیا کہ جو کوئی اس خبر کو روایت کرے وہ رافضی ہے اور اس حکم باطل سے
اُسنے اپنے علماے اعلام کو جنہون نے اس خبر کو روایت کیا ہے رافضی یعنی بدتر از
یہود و نصاری قرار دیا ہے - اور مقدوح مجروح اور بے اعتماد کردیا ہے - حالانکہ
اگر ان علما کی توثیق کتب اہلسنت سے درج کیجاے تو ایک خاصی ضخیم کتاب تیار ہوتی
مثلاً ان ہی ابوجعفر طبری کو لیجئے جنپر ابن روزبہان نے ایسی بیدردی سے حملہ کیا ہے
قاضی ابن خلکان اپنی تاریخ مین لکھتے ہین " ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید الطبری -

صاحب تفسیر الکبیر والتاریخ الشہیر فنون کثیرہ مین امام تھا ان مین سے تفسیر و حدیث و فقہ و تاریخ وغیرہ ہین اور فنون عدیدہ مین اُسکی تصانیف ملیحہ ہین جو اُسکی وسعت علم اور غزارت فضل ظاہر کرتی ہین - ائمہ مجتہدین مین سے تھا کسی کا مقلد نہ تھا وہ نقل مین ثقہ تھا اور تاریخ اُسکی تمام تاریخون سے صحیح تر اور ثابت تر ہے "

صاحب مدینۃ العلوم و کشف الظنون نے بھی ایسا ہی کچھ لکھا ہے - اور تاج الدین سبکی نے طبقات فقہای شافعیہ مین لکھا ہے کہ " ابو جعفر محمد بن جریر طبری امام الجلیل مجتہد المطلق علم اور دین کی روسے ایک امام ہے دنیا کا " صاحب کشف الظنون نے اور مولوی عبد العزیز دہلوی نے اپنے تحفہ کے کید پنجاہ و دوم مین طبری کی کو اصح والا تاریخ لکھا ہے -

[illegible] کا حسن عظمت و جلالت و [illegible] و اعتبار نزدیک اہلسنت کے کا [illegible] [illegible] و [illegible] ہویدا او آشکارا ہے اور کتب دین و ایمان اہلسنت اُسکے اقوال اور روایات کی نقل سے بھری پڑی ہین کوئی عالم اسکا انکار نہین کرسکتا ابن روزبہان نے ایسے جلیل القدر امام کو رافضی یعنی منکر از یہود و نصاری بنایا اور اسکے ساتھ ہی ان تمام علما کو لیلیا جو اس روایت کو نقل کرین - اب ذرا ان بڑے بڑے علمائے اہلسنت کی روایتین جو [illegible] واقعہ کی نسبت اُنہون نے درج کی ہین اور [illegible] فونگ کی تحریرون کو بنظر غور ملاحظہ کیجئے اور ابن روزبہان کی جہالت و حماقت کی داد دیجئے -

(۱) امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری (المتوفی ۳۱۰ھ) کی تاریخ الامم و الملوک مطبوعہ مصر جلد سوم صفحہ ۱۹۸

ؔ البتہ ایک موقع پر کہ خود طبری نے اپنی کتاب اختلاف الفقہا مین امام احمد بن حنبل کو فقیہون مین شمار کرنے سے انکار کیا تھا تو حنبلیون نے بڑی شورش مچائی تھی اور لوگون کو ان سے برگشتہ کرنیکی غرض سے خواہ مخواہ اونکو رافضی مشہور کر دیا تھا - ورنہ طبری کو تو تشیع سے ایسی نفرت تھی کہ مورخین لکھتے ہین کہ [illegible] بغداد سے اپنے وطن طبرستان کو واپس گئے ہین اور وہان دیکھا تشیع [illegible] [illegible] تو آپ نے بہت جلد اپنے وطن کو ترک [illegible]

حدثنا ابن حمید قال حدثنا
جریر عن مغیرہ عن زیاد بن
کلیب قال اتی عمر بن الخطاب
منزل علی وفیہ طلحہ و الزبیر
و رجال من المهاجرین فقال
واللہ لاحرقن علیکم او لتخرجن
الی البیعۃ فخرج علیہ الزبیر مصلتا
بالسیف فعثر فسقط السیف
من یدہ فوثبوا علیہ فاخذوہ

ابن حمید کہتا ہے کہ عمر بن الخطاب علی
اور اُسمیں طلحہ اور زبیر اور کچھ
پس کہا عمر نے واللہ میں تمہیں جلا
ہم ان کو ورنہ باہر نکل آؤ اور
زبیر تلوار کھینچے ہوئے ...
گر پڑے۔ پس تلوار اُن سے
گئی۔ اور لوگون نے دو
پکڑ لیا۔

(۲) امام شہاب الدین احمد المعروف با بن عبد ربہ اندلسی المتوفی سنہ ... فی
عقد الفرید مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ ا

الذین تخلفوا عن بیعۃ ابی بکر
علیؑ و العباس والزبیر و سعد
بن عبادہ فاما علیؑ والعباس
والزبیر فقعدوا فی بیت فاطمہ
حتی بعث الیہم ابوبکر عمر بن
الخطاب لیخرجوہم من بیت فاطمہ
وقال لہ ان ابوا فقاتلہم فاقبل
بقبس من نار علی ان یضرم
علیہم الدار فلقیتہ فاطمہ فقالت
یا ابن الخطاب اجئت لتحرق
دارنا قال نعم او تدخلوا فیما
دخلت فیہ الامۃ فخرج علی حتی

جن لوگون نے ابوبکر کی بیعت سے تخلف کیا وہ
علیؑ عباس۔ زبیر سعد بن عبادہ تھے۔ پس
علیؑ اور عباس اور زبیر جناب فاطمہ کے گھر مین
آن بیٹھے یہانتک کہ ابوبکر نے عمر ابن الخطاب کو
اُن کی طرف بھیجا کہ اُنکو فاطمہ کے گھر سے نکالدیں
اور حکم دیدیا کہ اگر وہ انکار کرین تو اُن سے
قتال کرنا۔ پس آئے عمر آگ کی چنگاری لئے ہوئے
کہ اُن لوگون پر مکان کو جلا دین۔ پس ملاقات
کی فاطمہ نے (پس دروازے) عمر سے اور فرمایا
اے ابن الخطاب آیا تو اسلئے آیا ہے کہ ہمارے گھر کو
پھونکدے۔ عمر نے کہا ہان اسی لئے آیا ہون ورنہ
جسطرح امت کے اور لوگون نے بیعت کی تم لوگ

لہ فی العقل والکفن من فیہ ما
فیہم ایمترون بہ ۔ ولیس فی
القوم مافیہ من الحسن
وکذلک تخلف عن بیعۃ ابی بکر
ابو سفیان من بنی امیہ ثم
ان ابا بکر بعث عمر بن الخطاب
الی علی ومن معہ لیخرجہم من
بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا وقال
ان ابوا علیک فقاتلہم فاقبل
عمر بشیء من نار علی ان یضرم
الدار فلقیتہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
وقالت الی این یا ابن الخطاب
اجئت لتحرق دارنا قال نعم او
تدخلوا فیما دخل فیہ الامۃ فخرج
علی حتی اتی ابا بکر فبایعہ کذا
نقلہ القاضی جمال الدین بن
واصل وروی الزہری عن
عائشۃ قالت لم یبایع علی ابا بکر
حتی ماتت فاطمہ وذلک بعد
ستۃ اشہر لموت ابیہا صلی
اللہ علیہ وسلم ۔

خوبیاں ہیں جو اور
اس میں ہیں وہ ا
تو خلافت نہ ملیگی
یہ بات میرے وہم
اصحاب جیب ال
کی طرف منسوب
نہ اتم خلافت چہ
از بو الحسن

اعلم بعرض وسخن ونہ اقرب بعہد نبی بود بودہ
معین چہ گلش عقل وکفن ونہ او مجمع حسن و تمام
گشت ونہ قدر علیؓ ونہ خلق حسن

اور اسی نے تخلف کیا ابوبکر کی بیعت سے ابو سفیان
نے بنی امیہ میں سے ... بعد ابو بکر نے عمر کو علیؓ
کے پاس بھیجا اور ان لوگوں کے پاس جو علیؓ کے
ساتھ تھے ۔ کہ انکو فاطمہؓ کے گھر سے نکالدے اور
حکم دیا کہ اگر تجھ سے انکار کریں تو ان سے قتال کیجو
پس آئے عمر کسیقدر آگ لئے ہوئے کہ گھر کو پھونک دیں
پس ملیں عمر سے جناب فاطمہؓ اور فرمایا اے ابن
خطاب کدھر کو آئے ۔ آیا ہمارا گھر پھونکنے آئے ہو
کہا عمر نے ہاں اسی لئے آیا ہوں ورنہ جس امر میں
امت داخل ہوئی ہے تم لوگ بھی داخل ہو یعنی
ابوبکر کی بیعت کرلو ۔ پس نکل آئے علیؓ یہانتک کہ ابوبکر کے پاس آکر بیعت کرلی ۔ نقل کیا ہے
اسطرح قاضی جمال الدین بن واصل نے ۔ اور زہری نے عائشہ سے یہ روایت کی ہے

کہ جبتک جناب فاطمہؑ کا انتقال نہیں ہو گیا علیؑ نے بیعت ابوبکر کی نہیں کی - اور فاطمہؑ کا انتقال رسول اللہ صلعم کی وفات کے چھ مہینے بعد ہوا ہے -

(نہم) علامہ ابو الولید محمد بن شحنہ المتوفی ۸۱۵ھ کی روضۃ المناظر برحاشیہ جلد یازدہم تاریخ کامل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۱۳

اس کتاب میں بھی احراق خانۂ جناب سیدہؑ سے متعلق بالکل یہی روایت جو ابو الفدا نے لکھی ہے کسیقدر اختصار کے ساتھ درج ہے بالکل یہی مطلب ہے باندیشہ طول ہمنے یہاں نقل نہیں کیا -

(۵) امام ابو محمد عبد اللہ بن مسلم ابن قتیبہ المتوفی ۲۷۶ھ کی کتاب الامامۃ والسیاسۃ[1] مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۱۲

ان ابا بکر رضی اللہ عنہ تفقد قوما تخلفوا عن بیعتہ عند علی کرم اللہ وجہہ فبعث الیہم عمر فجاء فناداہم وہم فی دار علی فابوا ان یخرجوا - فدعا بالحطب وقال والذی نفس عمر بیدہ لتخرجن او لاحرقنہا علی من فیہا فقیل لہ یا ابا حفص ان فیہا فاطمہ فقال وان فخرجوا فبایعوا الا علیا فانہ زعم انہ قال حلفت ان لا اخرج ولا اضع

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُن لوگوں کی خبر دریافت کی جو اُن کی بیعت سے تخلف کر کے حضرت علیؑ کے پاس جمع ہوے تھے اور اُنکے پاس عمر بن الخطاب کو بھیجا جبکہ وہ حضرت علیؑ کے گھر میں تھے عمر آئے اور اُنکو آواز دی اُنہوں نے باہر آنے سے انکار کیا تو عمر نے لکڑیاں منگائیں اور کہا قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں عمر کی جان ہے نکل آؤ ورنہ میں اسمیں آگ لگا دونگا اور جو اُن لوگوں کے جو اُسمیں ہیں پھونکدونگا پس کسی نے کہا کہ اے ابو حفص (عمر) اس گھر میں تو فاطمہؑ ہیں پس کہا عمر نے ہوا کریں - تب وہ لوگ نکل آئے

[1] چونکہ ابن قتیبہ نے [illegible] کی نسبت حق پوشی نہ کی ہے اور بہت سی ایسی باتیں لکھی ہیں جن سے اہل [illegible] کو ضعف ہوتا ہو اس سبب سے ہمنے بھی اس روایت کو تفصیل [illegible]

ثوبي على عاتقي حتى اجمع
القرآن ثم وقفت فاطمة رضي
الله عنها على بابها فقالت
لا عهد لي بقوم حضروا اسوأ
محضر منكم تركتم رسول الله
صلى الله عليه وسلم جنازة
بين ايدينا وقطعتم امركم
بينكم لم تستأمرونا ولم تردوا
لنا حقنا فاتى عمر ابابكر فقال
له الا تأخذ هذا المتخلف
عنك بالبيعة فقال ابوبكر
لقنفذ وهو مولى له اذهب
فادع لي عليا قال فذهب
الى علي قنفذ فقال له ما
حاجتك فقال يدعوك
خليفة رسول الله فقال
علي لسريع ما كذبتم على
رسول الله فرجع فابلغ
الرسالة قال فبكى ابوبكر
طويلا فقال عمر الثانية
ان لا تمهل هذا المتخلف
عنك بالبيعة فقال ابوبكر
لقنفذ عد اليه فقل له

اور بیعت کرلی۔ لیکن علیؑ
کہ علیؑ نے قسم کھائی ہے کہ جب
اور ردا سوائے وقت نماز کے)
(اسلئے باہر نہ آئے) بعدہ جناب
کے پاس کھڑی ہوئیں اور کہا مجھے تم سے زیادہ
بدتر قوم سے پالا نہیں پڑا۔ تم نے جنازہ رسول
اللہ صلعم کا ہمارے ہاتھوں میں چھوڑ دیا اور
اپنے کام کی کتر بیونت میں لگ گئے مجھے
مشورہ نہیں لیا اور ہمارا حق نہیں دیا۔
پس آئے عمر ابوبکر کے پاس اور کہا ابوبکر سے
کیا آپ اس شخص (علیؑ) سے جو آپ سے پھرا
ہوا ہے بیعت نہ لیں گے۔ پس کہا ابوبکر نے
اپنے غلام قنفذ سے جا علیؑ کو میرے پاس بلا لا
پس قنفذ علیؑ کے پاس گیا حضرت علیؑ نے کہا کیا
مطلب ہے۔ قنفذ نے کہا تم کو خلیفہ رسول اللہ بلاتے
ہیں۔ علیؑ نے کہا کسقدر جلدی تم لوگوں نے
رسول اللہ پر جھوٹ باندھا ہے۔ قنفذ نے
واپس آکر علیؑ کا پیغام ابوبکر سے کہا اسپر ابوبکر
دیر تک روتے۔ پھر عمر نے دوبارہ کہا کہ تم اس
متخلف سے بیعت لینے میں ڈھیل نہ کرو تب
ابوبکر نے قنفذ سے کہا پھر علیؑ کے پاس جا اور
اُن سے کہہ کہ امیر المومنین آپکو بلاتے ہیں۔
آکر بیعت کرو۔ قنفذ علیؑ کے پاس آیا اور خلیفہ

امیر المومنین یدعوک لتم
فجاءه قنفذ فادی ما امر
به فرفع علی ع وته فقال
سبحان الله لقد ادعی
ما لیس له فرجع قنفذ فابلغ
الرسالہ فبکی ابوبکر طویلا
جماعۃ

پیغام بیان کیا پس علی نے باواز بلند یعنے
غصہ ہو کر فرمایا سبحان اللہ کیا اچھا دعوی ہے
جسکا مطلق اُسے حق حاصل نہیں ہے - قنفذ
واپس آیا اور علی کا پیغام پہنچایا سنکر ابوبکر
بہت روئے - پھر عمر اُٹھے اور اُنکے ساتھ
ایک جماعت بھی چلی یہانتک کہ دروازہ
جناب فاطمہ پر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا
جناب فاطمہ نے اُن لوگوں کی آواز
اور واویلا

بعد لو من ابن الخطاب
وابن ابی قحافہ فلما سمع
القوم صوتہا وبکاءہا
انصرفوا باکین وکادت
قلوبہم تتصدع واکبادہم
تتقطر وبقی عمر معہ قوم
فاخرجوا علیا فمضوا به
الی ابی بکر فقالوا له بایع
فقال ان انا لم افعل فمہ
قالوا اذا والله الذی لا اله
الا ہو نضرب عنقک
قال اذا تقتلون عبد الله

(ابوبکر) سے پاس
ہیں جسوقت اُن لوگوں نے حضرت فاطمہ
فریاد و زاری سنی روتے ہوئے اُلٹے پھر گئے
درحالیکہ دل اُنکے درد کرتے تھے اور جگر شق
ہوئے جاتے تھے مگر عمر و دیگر ساتھ کچھ اور
آدمی ٹھہرے رہے - پس اُنہوں نے علی کو نکالا
اور پکڑ کر ابوبکر کے پاس لے گئے - اور کہا کہ بیعت
کرو - علی نے کہا کہ اگر بیعت نکروں تو کیا ہوگا -
جواب دیا قسم ہے اُس خدا کی جسکے سوا کوئی
خدا نہیں ہے کہ اس صورت میں ہم لوگ تمہاری
گردن ماردیں گے - آپ نے فرمایا تو ایک بندہ

على فاطمة فلم تأذن لهما فأتيا
عليًا فكلماه فأدخلهما عليها
فلما قعدا عندها حولت
وجهها الى الحائط فسلما
عليها فلم ترد عليهما السلام
فتكلم ابوبكر فقال يا
حبيبة رسول الله ﷺ اغضبنا لك
في ميراثك منه وفي
زوجك فقالت ما بالك
يرثك اهلك ولا نرث
محمدا فقال والله ان قرابة
رسول الله احب الي من
قرابتي وانك لاحب الي
من عائشة ابنتي ولوددت
يوم مات ابوك اني مت
ولا ابقى بعده افتراني
اعرفك واعرف فضلك
وشرفك وامنعك حقك
وميراثك من رسول الله ﷺ
الا اني سمعت اباك رسول
الله يقول لا نورث ما تركنا
فهو صدقة فقالت ارأيتكما
ان حدثتكما حديثا عن

اور اندر آنے کی اجازت مانگی جناب فاطمہؑ نے
اُن دونوں کو اجازت نہ دی پس علیؑ کے پاس
آئے اور ان سے دونوں نے باتیں کیں علیؑ
اُن دونوں کو جناب فاطمہؑ کے پاس لائے۔
جب وہ اُنکے پاس آکر کھڑے ہوئے تو جناب فاطمہؑ
نے اپنا منہ دیوار کی طرف پھیر لیا۔ انہوں نے
سلام کیا جناب فاطمہؑ سلام کا جواب نہ دیا پس
ابوبکر نے کہا اے حبیبہ رسول اللہ ہمنے تمہارے
رسول اللہ صلعم کی میراث اور تمہارے شوہر کے
بارہ میں تمکو غضبناک کیا ہے۔ پس جناب فاطمہؑ نے
فرمایا یہ کیا بات ہے کہ تیرے اہل تو تیری میراث
پائیں اور ہم محمدؐ کی میراث سے محروم رہیں۔
ابوبکر بولے واللہ قرابت رسول اللہ کی میرے
نزدیک میری قرابت سے زیادہ محبوب ہے
اور تم مجھے میری بیٹی عائشہ سے زیادہ ہو اور
جسدن آپکے پدر بزرگوار کا انتقال ہوا ہے میں
چاہتا تھا کہ میں مرجاتا اور آنحضرت کے بعد
زندہ نہ رہتا۔ کیا آپکا یہ خیال ہے کہ میں آپکا
حق اور آپکا ورثہ روکتا ہوں جو رسول اللہ
صلعم کی طرف سے آپکو پہنچتا ہے۔ حالانکہ میں آپ
سے اور آپ کے فضل و شرف سے واقف ہوں
مگر بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے وہ
حضرت فرماتے تھے کہ ہمارا ورثہ نہیں ہوتا جو کچھ

رسول الله م تعرفانه
وتفعلان به قالا نعم فقالت
نشدتكما الله الم تسمعا
رسول الله يقول رضا
فاطمة من رضاي وسخط
فاطمة من سخطي فمن احب
فاطمة ابنتي فقد احبني و
من ارضا فقد ارضاني و
اسخط فاطمة فقد اسخطني
قالا نعم سمعناه من رسول
الله م قالت فاني اشهد الله
وملائكته انكما اسخطتماني
وما ارضيتماني ولئن لقيت
النبي لاشكونكما اليه فقال
ابوبكر انا عائذ بالله تعالى
من سخطه وسخطك يا فاطمة
ثم انتحب ابوبكر يبكي حتى
كادت نفسه ان تزهق
وهي تقول والله لادعون
الله عليك في كل صلاة
اصليها ثم خرج باكيا فاجتمع
عليه الناس فقال لهم
يبيت كل رجل منكم معانقا

ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے جناب فاطمہؑ نے
فرمایا میں بھی تم سے رسول اللہ کی ایک حدیث
بیان کروں اُسے پہچانوگے اور اسپر عمل کروگے
ابو بکر اور عمر بولے ضرور۔ فرمائیے۔ پس فرمایا جناب
فاطمہؑ نے میں تمکو قسم دیکر پوچھتی ہوں کیا تم دونوں
نے رسول اللہ صلعم کو کہتے نہیں سنا کہ رضا فاطمہ
کی میری رضا ہے اور غصہ فاطمہؑ کا میرا غصہ ہے
بس جس شخص نے میری بیٹی فاطمہؑ سے محبت کی اُسنے
مجھ سے محبت کی جس نے اُسے راضی کیا اُسنے
مجھے راضی کیا اور جس نے فاطمہؑ کو غضبناک
کیا اُسنے مجھے غضبناک کیا۔ ابو بکر اور عمر دونو
نے کہا ہمنے ایسا سنا ہے تب جناب فاطمہؑ نے
فرمایا میں خدا اور ملائکہ کو گواہ کرتی ہوں کہ
تمنے مجھے ضرور غضبناک اور مجھے تم دونوں
نے راضی نہیں کیا اور جب میں نبی صلعم سے
ملاقات کروں گی تو ضرور تم دونوں کی
شکایت اُن حضرت سے کرونگی۔ تب ابو بکر
نے کہا کہ میں پناہ مانگتا ہوں خدا سے اسے
فاطمہؑ کہ آنحضرت اور تم غضبناک ہو یہ کہکر
ابو بکر رونے لگے یہانتک کہ انکا دم گھٹنے لگا۔
لیکن جناب فاطمہؑ یہی کہتی گئیں واللہ جو نماز
میں پڑھونگی اُسمیں تیرے لئے بددعا کرتی
رہوں گی۔ پس ابو بکر روتے ہوئے نکلے

حليلته مسرورا باهله
وتركتموني وما انا فيه لا
حاجة لي في بيعتكم اقيلوني
بيعتي قالوا يا خليفة رسول
الله ان هذا الامر لا يستقيم
وانت اعلمنا بذلك انه
ان كان هذا لم يقم لله
دين فقال والله
لولا ذلك وما اخافه من
رخاوة هذه العروة ما
بت ليلة ولي في عنق مسلم
بيعة بعد ما سمعت ورأيت
من فاطمة قال فلم يبايع
علي كرم الله وجهه حتى
ماتت فاطمة رضي الله عنها
ولم تمكث بعد ابيها الا خمسا
وسبعين ليلة۔

اور لوگ انکے پاس جمع ہوئے۔ پس ابوبکر نے
ان سے کہا تم سب لوگ اپنے اہل و عیال
میں مسرور اپنی زوجہ کے ساتھ معانقہ میں رات
گزارتے ہو اور مجھکو اس مصیبت اور آفت
میں چھوڑ دیا ہے مجھے تمھارے بیعت کی حاجت
نہیں ہے میری بیعت توڑ دو۔ وہ بولے اے
خلیفہ رسول یہ امر استقامت پذیر نہوگا اور
آپ اس بات کو سب سے بہتر جانتے ہیں کہ اگر یہ نہوگا
تو دین خدا قائم نرہیگا پس ابوبکر نے کہا کہ واللہ
اگر یہ بات نہوتی اور اس گرفت کے ڈھیلا پن
کا اندیشہ نہوتا تو میں ایک رات بھی کسی مسلمان
کی گردن میں اپنی بیعت نہ رکھتا بعد اسکے جو
میں نے فاطمہ سے سنا ہے اور جو کچھ انکا حال دیکھا ہے
راوی لکھتا ہے پس جناب علی نے ہرگز بیعت
نہیں کی جب تک کہ جناب فاطمہ کا انتقال
نہوگیا۔ اور وہ صرف ۷۵ دن اپنے پدر
بزرگوار کے بعد زندہ رہیں۔

(۶) علامہ مسعودی مروج الذہب ص۸۶ بر حاشیہ تاریخ کامل جلد ۶ مطبوعہ مصر میں لکھتے
ہیں۔ وحدث النوفلي
في كتابه الاخبار عن ابن
عائشة عن ابيه عن حماد
بن سلمة قال كان عروة
بن الزبير يعذر اخاه اذا

یعنی نوفلی حماد بن سلمہ سے روایت کرتا ہے
کہ عروہ بن الزبیر اپنے بھائی عبد
اللہ بن زبیر کی اس حرکت سے کہ
اوس نے حضرت محمد بن حنفیہ کے
جلانے کا قصد کیا تھا اور لکڑیاں

جری ذکر بنی ہاشم وحصور اباھم فی الشعب وجمعہ المطلب لشرہم وبقول انا ادا بیدانہ ان ہاھم بید خلوا فی طاعتہ کما ارھب بنوھاشم وجمع لہم المطلب لاحراقھم اذھم ابوا البیعۃ فیما سلف	جمع کی تعین - بھی معذرت کرتا تھا کہ غرض اس سے اون لوگون کا ڈرانا تھا کہ و داخل اطاعت ہون جیسا کہ اس سے پہلے جب بنو ہاشم نے بیعت سے انکار کیا تھا تو جلانے والی لکڑیان اون کے جلانے کو جمع کی گئی تھین -

(۷) امام ابو الفتح محمد بن عبد الکریم شہرستانی (المتوفی ۵۴۸ھ) کی کتاب الملل والنحل مطبوعہ بمبئی جلد اول صفحہ ۲۲

قال النظام ان عمر ضرب بطن فاطمہ علیہا السلام یوم البیعۃ حتی القت المحسن من بطنہا وکان یصیح احرقوھا بمن فیہا وما کان فی الدار غیر علی وفاطمۃ والحسن و الحسین	نظام لکھتا ہے کہ عمر نے لات ماری فاطمہ علیہا السلام کے شکم پر بیعت کے دن - یہانتک کہ محسن انکے شکم مبارک سے نکل پڑے اور عمر غل مچاتے تھے کہ جلادو گھر کو مع اُن لوگون کے جو اسمین ہین - حالانکہ گھر مین سوا ے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے کوئی نہ تھا -

(۸) مولوی ولی اللہ صاحب کی ازالۃ الخفا مطبوعہ مطبع صدیقی دہلی اور اسی کتاب کا اُردو ترجمہ مطبوعہ لاہور مقصد دوم باثر ابوبکر صفحہ ۲۲

" انہین ایام مین ایک اور مشکل فوق جمیع مشکلات پیش آئی کہ حضرت زبیر اور ایک جماعت بنی ہاشم حضرت فاطمہؓ کے مکان مین جمع ہے اور نقض خلافت کے متعلق مشورے شیخین نے حُسن تدبیر سے جس طرح ممکن ہوا اس مشکل کو بھی اچھا (یعنی رفع کیا) اسی طرح جو ملال حضرت علی مرتضی کے مزاج مبارک پر لاحق ہوا تھا - یعنی حضرت صدیق نے نہایت حسن ملاطفت سے جبر نقصان فرمایا - اس

علیکم البیت وایم اللہ لیمضین لما حلف علیہ فانصرفوا اسشدین فرادا رائکم ولا ترجعوا الی فانصرفوا عنہا فلم یرجعوا الیہا حتی بایعوا لابی بکر اخرجہ ابن ابی شیبہ۔۔

قسم کھائی ہے سو بہتر ہے کہ آپ لوگ واپس ہوں اور اپنے اپنے کاموں میں معروف رہیں اور پھر میرے پاس مجمع نہوں چنانچہ وہ لوگ واپس ہوے اور پھر آپکے مکان پر اس طرح مجتمع نہوے یہانتک کہ انہوں نے حضرت صدیق سے بیعت کر لی۔ ابن ابی شیبہ اسکے راوی ہیں۔ ازالۃ الخفا

(۹) امام ابن عبد البر (المتوفی ۴۶۳ھ) کی کتاب استیعاب مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد اول صفحہ ۲۴۴

اس کتاب میں بھی ازالۃ الخفا والی روایت کسیقدر خلاف لفظی سے درج ہے مگر معنی اور مطلب بالکل وہی ہے جو اس ابن ابی شیبہ کی روایت کا۔

(۱۰) مولوی عبد العزیز دہلوی نے اپنے تحفہ (مطبوعہ نولکشور صفحہ ۲۹۲) میں قصد احراق عمر خانہ جناب سیدہ کی روایت کو تسلیم کر لیا ہے اور صحیح مان لیا ہے۔ لکھتے ہیں "و گفتن (عمر) اینکہ من خواہم سوخت کسی وجہش آنست کہ این تخویف و تہدید کسانی رابود کہ خانہ زہرا ملجا و پناہ بہر صاحب خیانت دانستہ حکم حرم مکہ معظمہ دادہ در آنجا جمع می شدند و فتنہ و فساد منظور میداشتند۔

(۱۱) مولوی شبلی نعمانی اپنی کتاب الفاروق میں احراق خانہ جناب سیدہ کی روایت طبری سے نقل کرکے فرماتے ہیں کہ درایت کے اعتبار سے اس واقعہ کے انکار کی کوئی وجہ نہیں ہے حضرت عمر کی تندی اور تیز مزاجی سے یہ حرکت کچھ بعید نہیں ہے۔

(۱۲) مولوی وحید الدین خان صاحب سنی المذہب اپنی کتاب حد تحقیق مطبوعہ لکھنؤ کے صفحہ ۱۱ میں لکھتے ہیں

تبتک حضرت علی کفن و دفن حضرت رسول میں مصروف تھے تو اسی عرصہ میں

فرصت پاکر حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنا دیا۔ اور پھر حضرت علیؑ کو واسطے
بیعت کرنے کے طلب کیا اور رسم تعزیت و ماتم پرسی ساتھ دختر رسول کے کچھ بجا
نہیں لائے۔ اور حسب مضمون ایک روایت تاریخ ابوالفدا اور شام کے جس پر
کچھ احتمال شیعی ہونے کا نہیں ہو سکتا ہے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت عمر واسطے
جلانے گھر فاطمہؑ کے ہاتھ میں آگ لیکر کے گئے تھے اور حضرت ابوبکر سے یہ حکم پایا تھا
کہ علی بیعت نہ کریں تو علیؑ اور ہمراہیان کو اُن کے فاطمہؑ کے گھر سے نکالدیا جاوے
تو یہ فعل گویا وہی ہاروت و ماروت کی تعلیم کا کام ہے کہ جس سے زن و شوہر میں
جدائی کراتے تھے

(۳) حافظ عبدالرحمن امرتسری نے اپنی کتاب المرتضی مطبوعہ امرتسر صفحہ ...
میں عقد الفرید ... ابو الفدا کی روایت کو درست سمجھکر ترجیح دیا ہے

(۴) ڈیون پورٹ صاحب رسالہ خلافت کا اردو ترجمہ ... مطبوعہ
لکھنؤ صفحہ

اس عرصہ میں ابوبکر نے جلدی سے عمر کو ... علیؑ اور بعضے اُن کے
دوست تھے یہ حکم بھیجا کہ ان کو طلب کریں تاکہ وہ حاضر ہو کے بیعت خلیفہ کی
کریں اور اگر وہ اس امر سے انکار کریں تو ان سے بزور بیعت لیں۔ بموجب
اس حکم کے عمر نے اس گھر کو جا کے اپنے ساتھیوں سے گھیر لیا اور ابوبکر کے منتخب ہونے کی
خبر ... کھلے دل کی آواز ... نے بیان کیا کہ میری اپنی مرضی ... سے اور
تحریک سے یہ بات باتفاق رائے شوری میں قرار پائی ہے کہ اگر کوئی شخص
خود رئیس و خلیفہ بن بیٹھے تو وہ شخص مع کل ان لوگوں کے جو اُن سے
اعانت اور حمایت اس کی کی ہو واجب الموت کی پاویں۔ یہ کہکے عمر نے بیان
کیا کہ اگر اس حکم کی تعمیل نہو گی تو اس گھر میں آگ لگا کے اسکو اور
جو لوگ اسمیں ہیں اُن سب کو جلا دیوے ... جاری کرینگے۔ پس ... بطور
تشنیع کے کمال غیظ و غضب سے چلائی کہ اے ابن خطاب تو ایسے ظلم قبیح

وحشیانہ کام مرتکب ہوتا۔ عمر نے جواب دیا میں ضرور ضرور کروں گا۔ اگر تم بیعت سے اُس شوری کی انکار کروگے۔ اُس حالت میں علیؑ اور اُن کے رفیقوں کو کوئی چارہ نہ رہا سوائے اسکے کہ اس حکم ناحق کی تعمیل کریں۔

(۱۵) گبن[1] کی مشہور کتاب ڈکلائن اینڈ فال آف دی رومن امپائر (زوال سلطنت روم) مطبوعہ فریڈرک وارن اینڈ کمپنی لندن جلد سوم صفحہ ۸۶۸

فقط بنی ہاشم نے ابوبکر کی بیعت سے انکار کیا اور اُن کا سردار (علیؑ) ۶ ماہ سے زیادہ تک بالکل بے تعلق اور چپ چاپ گھر میں بیٹھا رہا۔ اُسنے عمر کی دھمکیوں کی کچھ پروانہ کی جس نے دختر رسول کے مکان میں آگ لگا دینے کا قصد کیا تھا۔

(۱۶) واشنگٹن ایرونگ کی مشہور کتاب سکسرز آف محمدؐ (محمدؐ کے جانشین) مطبوعہ جارج بل اینڈ سنز لندن صفحہ ۴

عمر نے اپنے ہمراہیوں سے (فاطمہؑ کے) مکان کو گھیر لیا۔ علیؑ سے کہا کہ ابوبکر خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں تم بھی بیعت کرو علیؑ حجت کرنے اور اپنے حقوق جتانے لگے مگر عمر نے کہا اب مرضی عامہ کے خلاف جو کوئی خلافت پر قبضہ کرنے کا قصد کرے گا اُسے سزائے قتل دی جائیگی۔ اور بہرحال بیعت کرو ورنہ گھر کو اور جو لوگ اُس میں ہیں سب کو پھونکدونگا۔ فاطمہؑ نے ملامت کے طور پر چلا کر کہا اے ابن خطاب تو ایسا ظالم تو نہ تھا عمر نے جواب دیا کہ اگر تم لوگ اور لوگوں کی طرح بیعت نکرلوگے تو واللہ میں ضرور جلادونگا۔

(۱۷) اوکلی کی ہسٹری آف دی سیراسنز (تاریخ اسلام) مطبوعہ جارج بل اینڈ سنز۔ لندن۔ صفحہ ۳

عمر گھر میں آگ لگانے ہی کو تھا کہ فاطمہؑ نے پوچھا تیرا مطلب کیا ہے۔ عمر نے کہا کہ اگر

[1] طول کے اندیشہ سے ہمنے انگریزی عبارتیں نقل نہیں کیں صرف ترجمہ پر اکتفا کیا ہے جسے شبہ ہو اصل سے مقابلہ کرے ہمنے حوالہ پورا صحیح دیدیا ہے ہر شخص باسانی دیکھ سکتا ہے۔ ۱۲ منہ

اور لوگوں کی طرح تم لوگ بیعت نہ کرلوگے تو میں گھر کو جلا کر خاک سیاہ کر دونگا۔

(۱۸) **ابوالفرج ملطی نصرانی** (المتوفی ۶۸۵ھ) اپنی عربی تاریخ **مختصر الدول** میں بھی یہ روایت اسی طرح لکھی ہے جس طرح ابوالفدا نے تاریخ میں ہے۔

ہمنے یہ ۱۸ شواہد واقعہ قصد احراق خانۂ جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کے متعلق ایسی کتابوں سے پیش کئے ہیں جو چھپ چکی ہیں اور جو ہر شایق تحقیق کو بغیر کلام دشواری کے دستیاب ہوسکتی ہیں اور اکثر تاریخی دنیا میں مستند اور معتبر مانی جاتی ہیں ورنہ ابن ابی شیبہ[۲۰] ابوبکر جوہری[۲۱] صاحب کتاب السقیفہ اور ابن ابی الحدید[۲۲] صاحب شرح نہج البلاغہ اور ابراہیم بن عبداللہ یمنی[۲۳] شافعی صاحب کتاب الاکتفا اور جلال الدین سیوطی[۲۴] صاحب جمع الجوامع اور ملا علی متقی کنز العمال اور ابن خزابہ صاحب غرر وغیرہ نے بھی حضرت عمر کے اس قصد احراق کی روایت کو اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا ہے[۱]

ان ۱۸ شواہد میں سے نسبتاً زیادہ شواہد اہلسنت کے ایسے جلیل القدر عالموں سے نقل کئے گئے ہیں کہ جنکا نام سنتے ہی اہلسنت انکی جلالت قدر وعظمت کی وجہ سے سر جھکا لیتے ہیں۔ یک طبری ہی کی توثیق تحریر کیجاتی ہے

[۱] مورخین [illegible] میں اس واقعہ سے بالکل چشم پوشی کر گئے ہیں۔ امام حسن اور [illegible] کو معاویہ کے زہر دلوانے کے واقعات میں تو کچھ جیسے [illegible] بھی بتانے تھے فضول نامعقول جو [illegible] یہاں جب کوئی بات بنا نہ سکے تو روایت ہی کو اڑا دیا حالانکہ تاریخ طبری کو ایک مستند و معتبر تاریخ سمجھتے ہیں اور بہت کچھ انہوں نے تاریخ طبری سے اپنی تاریخ میں جمع کیا جیسا کہ خود ہی اپنی تاریخ کی جلد دوم کی آخر میں اقرار کیا ہے۔ علامہ کو مناسب تھا کہ اس روایت کو جو شیخین کے ایمان کے حق میں سم قاتل کا اثر رکھتی ہے رد کرتے اور معقول دلائل سے دلکے شیخین کی پیشانی سے اس بدنما دھبے کو مٹا دیتے۔ ۱۲ منہ

اور اسکی مدح وثنا جو علماے اہلسنت نے کی ہو لکھی جائے تو پچاس یا ساٹھ یا اس سے زیادہ صفحون کی ایک کتاب تیار ہوتی ہے مشتے نمونہ از خروارے ہمنے اس مضمون کے شروع مین لکھا ہی ہے پس اپنے ایسے جید علما کی مستند اور معتبر کتابون کے استشہاد کے بعد اہلسنت کو اس واقعہ سے انکار کرنیکی مطلق گنجایش نہین ہے۔ کیونکہ اگر ایسی مستند اور معتبر شہادتون سے انکار کیا جاے تو دنیا کا کوئی واقعہ بھی تسلیم نہین کیا جا سکتا۔

ان تاریخی روایتون کے ساتھ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اس حدیث کو بھی شامل کر لیجیے۔

(۱) عن عائشہ۔ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ ؐ ارسل الی ابی بکر الصدیق تسألہ میراثھا من رسول اللہ ؐ مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ وفدک وما بقی من خمس خیبر فقال ابوبکر ان رسول اللہ ؐ قال لا نورث ماترکنا صدقۃ انما یاکل آل محمد فی ھذا المال وانی واللہ لا اغیر شیئا من صدقۃ رسول اللہ عن حالھا التی کانت علیھا فی عھد رسول اللہ ؐ ولاعملن فیھا بما عمل رسول اللہ ؐ فابی ابوبکر ان یدفع الی فاطمہ شیئا فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذلک فھجرتہ

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت رسول اللہ ؐ نے جناب ابوبکر کے پاس کہلا بھیجا اور رسول اللہ صلعم کی ملک مین سے جو مدینہ اور فدک اور ما بقاے خمس خیبر مین تھی اپنی میراث طلب کی۔ پس کہا ابوبکر نے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ ہمارا ورثہ نہین ہوا کرتا جو کچھ ہم چھوڑتے ہین صدقہ ہے سوا اسکے نہین ہے کہ آل محمدؐ اس مال مین کھاتی ہے اور قسم خدا کی مین رسول اللہ ؐ کے صدقہ کو اسی حالت مین رکھونگا جس حالت مین وہ حضرت کے عہد مین تھا اسمین کسی طرح کا تغیر نہ کرونگا اور اُسے اسی طرح کام مین لاؤنگا جس طرح رسول اللہ صلعم لیا کرتے تھے۔ پس ابوبکر نے انکار کیا اور فاطمہ کو کچھ بھی نہ دیا پس غضبناک

فلم تکلمہ حتی توفیت وعاشت بعد رسول اللہ صلعم ستۃ اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علی بن ابی طالب لیلاً و لم یوذن بھا ابابکر وصلی علیھا علیؑ و کان لعلی من الناس وجہ حیاۃ فاطمہ فلما توفیت استنکر علیؑ وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر و مبایعتہ و لم یکن بایع تلک الاشھر۔ (دیکھو صحیح بخاری جلد سوم مطبوعہ مصر اور صحیح مسلم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد دوم صفحہ ۹۱)

پھر مین فاطمہؑ ابوبکر پر ناراض رہین۔ اور ر اُن سے ترک کر دیا (ملنا) وہ ہرگز ان سے کلام نہ کیا یہانتک کہ انتقال کر گئین۔ اور زندہ رہین فاطمہؑ رسول اللہ صلعم کے بعد ۶ ماہ تک۔ پس جب وفات پائی جناب فاطمہؑ نے تو دفن کیا انکو انکے شوہر علی بن ابیطالب نے رات کے وقت اور نہ اجازت دی انکے جنازہ پہ ابوبکر کو اور نماز جنازہ پڑھی علیؑ نے اور جبتک جناب فاطمہؑ زندہ رہین لوگ علیؑ کی رو داری اور لحاظ کرتے تھے۔ جب جناب فاطمہؑ کا انتقال ہوگیا۔ تو علیؑ نے دیکھا کہ لوگون کے رخ انکی طرف سے بالکل پھر گئے۔ پس فوراً ابوبکر سے مصالحت اور بعیت کی درخواست کی۔ اور نہین بعیت کی تھی علیؑ نے اُن چھ مہینے تک (جبتک فاطمہؑ زندہ رہین)

پس ان روایتون اور حدیثون سے نتائج مندرجہ ذیل صریح اور کھلے طور پر برآمد ہوتے ہین۔

(۱) جناب امیرؑ خلافت ابوبکر پر راضی نہ تھے اور اسکو باطل سمجھتے تھے گر خلیفہ ثانی زبردستی بعیت لینی چاہتے تھے اور بروایت ترمذی و ازالۃ الخفا وغیرہ

سلہ چنانچہ ابن قتیبہ کی روایت مین لکھا جاچکا ہے کہ ابوبکر نے عمر سے کہا کہ فاطمہؑ جبتک انکے پہلو مین ہین مین انکو کسی امر مین مجبور نہین کرسکتا الخ سلہ کیونکہ خوب جانتے تھے کہ فاطمہؑ کا انتقال ہوچکا ہے اب ابوبکر رعایت کرنے اور جھوٹ منوانے کے نہین ہین۔ وہ عمرؓ نے وہ یاد دلا کر دیا اور ...یہ کا مضمون صادق کرد...نہین معلوم کیا گذرین گے جو ہر صورت مین تباہی اسلام کا باعث ہوگا۔

القربیٰ وصواعق محرقہ وغیرہ ثابت ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا الحق مع علیٍّ وعلیٌّ مع الحق اللھم ادر الحق معہ حیثما دار (حق علیؑ کے ساتھ اور علیؑ حق کے ساتھ ہے خداوندا ہمیشہ تو حق کو علیؑ کے ساتھ جس جس طرف علیؑ پھرے یعنی علیؑ مثل آفتاب ہے اور حق مانند اسکی شعاع کے جو اُس سے منعکس ہوتی ہے)

اور یہ حدیث متفق علیہ ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیۃ (دیکھو شرح عقاید نسفی یعنی جو شخص مرے اور اپنے امام زمانہ کے امام کو نہ پہچانے وہ کافر مرتا ہے اور جناب امیرؑ نے بروایت صحیح بخاری و معتبرین بعد ۶ ماہ کی بجبوری بیعت کی۔ پس اس ۶ ماہ کے زمانہ میں حضرت نے کسکو امام سمجھا حالانکہ ایک شب بھی بغیر معرفت امام کے رہنا حرام ہے۔ اگر خلافت حضرت ابوبکر کی حق ہوتی تو حضرت امیرالمومنین سب سے پہلے بیعت کرتے

(۲) بڑے بڑے اصحاب جلیل القدر مثل ابوذر و سلمان و مقداد و عمار یاسر کے جناب علیؑ کے ساتھ تخلف بیعت میں شریک تھے جنکی نسبت رسول اللہؐ نے فرمایا ہے (روی سلیمان و عبد اللہ ابنا بریدۃ عن ابیھما قال قال رسول اللہؐ ان اللہ عز وجل امرنی بحب اربعۃ من اصحابی واخبرنی انہ یحبھم قیل یارسول اللہؐ من ھو قال علی والمقداد وسلمان وابوذر (استیعاب مطبوعہ حیدرآباد جلد اول صفحہ ۹۲) یعنی بریدہ کے بیٹے سلیمان اور عبداللہ اپنے باپ سے روایت ہیں کہ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ خدائے عزوجل نے میرے اصحاب میں سے چار سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ (خدا) بھی اُنسے محبت رکھتا ہے۔ پس لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ وہ چار کون سے اصحاب ہیں فرمایا وہ علیؑ ہیں اور مقداد ہیں اور سلمان ہیں اور ابوذر ہیں۔

ان الجنۃ تشتاق الی ثلاثۃ علی وعمار وسلمان (صحیح ترمذی مع ترجمہ مطبوعہ نولکشور جلد دوم صفحہ ۵۱) بہ تحقیق جنت مشتاق ہے تین شخصوں کی علیؑ کی عمار کی اور سلمان کی۔

ما اظلت الخضراء ولا اقلت الغبراء ذی لہجۃ اصدق ولا اوفی من ابی ذر شبہ عیسی بن مریم فقال عمر بن الخطاب کالحاسد یا رسول اللہ فتعرف ذلک لہ قال نعم فاعرفوہ صحیح ترمذی جلد دوم ص ۵۱۲

یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ نہیں سایہ ڈالا آسمان نے اور نہیں اٹھایا زمین نے کوئی ذی لہجہ زیادہ سچا اور زیادہ وفا کرنے والا ابو ذر سے مانند عیسٰی بن مریم کے پس عمر بن الخطاب نے حسد سے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اسکی ایسی تعریف کرتے ہیں جواب دیا آپ نے ہاں تم بھی اسکی تعریف کرو۔

قال النبی لو کان الدین عند الثریا لنالہ سلمان (استیعاب جلد دوم صفحہ ۵۵)

یعنی فرمایا نبی صلعم نے کہ اگر دین ثریا کے قریب بھی ہوتا تو سلمان اس تک جا پہنچتے یا اسے حاصل کر لیتا۔ قال رسول اللہ ان عمار ملی ایمانا الی مشاشہ او قال ملی عمار ایمانا الی اخمص قدمیہ او من عادی عمار العاداہ اللہ (استیعاب جلد دوم ص ۴۳۵)

یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ بتحقیق عمار کا دل ایمان سے پُر ہے۔ عمار سے پاؤں تک ایمان میں ڈوبا ہوا ہے۔ جو عمار سے دشمنی کرے خدا اُس سے دشمنی کرے۔ ملاحظہ کیجئے جو جو نبی کے اصحاب تھے وہ علی کے بھی ساتھ تھے۔

(۳) جناب عمر نے قسم کھائی تھی اس سبب سے وہ ضرور اُس گھر لوگوں اہل بیت کے جلا دیتے اگر حضرت علی باہر نہ نکل آتے۔ دوسرے یہ کہ بروایت کتاب العقد جناب ابوبکر نے جب کہا کہ اگر علی و عباس بیعت نہ کریں تو قتال کرو یہ حکم سنا عمر آگ اور لکڑی لیکر آتے تھے جس سے صریح قصد پھونکدینے کا ثابت ہے۔

(۴) حضرات شیخین نے جناب فاطمہ پر سختیاں کیں اور اُن کے شدائد سے جناب فاطمہ کو سخت ایذا پہنچی اور حضرت فاطمہ تا دم وفات اُن سے

تا زندہ رہیں۔
بلکہ بروایت نظام معتزلی ضرب جناب عمر ہی سے سقط محسن وقوع میں آیا اور وہی جناب سیدہ کے بیمار پڑ جانے اور وفات کا باعث ہوا۔
(۵) رسول کی بیٹی شیخین سے ایسی ناراض گئی کہ جنازہ پر انکی حاضری کی اجازت نہ دی۔ رات کے وقت چپکے سے دفن کردی گئی اور ایسی بیکسی اور بے بسی کی حالت تھی کہ اپنے باپ کے پہلو میں دفن ہو سکی۔
(۶) قرابتداران رسول کے حقوق ایسے کہ روانی کرنے والوں نے آیہ مودت یعنی قرآن کو پس پشت ڈال دیا اور حسبنا کتاب اللہ پر بھی قائم نہ رہے۔
اب ذرا بخاری شریف اور مسلم کی یہ دو حدیثیں اور بھی پڑھ لیجئے
ان فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی (صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد دوم صفحہ)
فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس نے اسکو غضبناک کیا اس نے مجھکو غضبناک کیا۔
اور انما فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی ما اذاہا (صحیح مسلم مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی جلد۔ صفحہ) فاطمہ میرا ایک ٹکڑا ہے جس کی ایذا میری ایذا ہے۔
ان احادیث کے پڑھنے کے بعد جو آخری نتیجہ نکلتا ہے وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ ایسا نتیجہ ہے جسے معمولی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔
مسلمانو آنکھیں کھولو۔ تقلید آبائی کے غیر واجب طریقہ کو چھوڑ دو۔ قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ آباءنا او لو کان آباءھم لا یعلمون شیئا ولا یھتدون[1] کے مصداق نہ بنو اور سمجھو کہ جو فخریہ اپنے کو علی اور فاطمہ کی اولاد بتاتے ہو اور پھر لباس سنن پہنے ہوے انہوں کی افضلیت سے انکار کرکے غیروں کو ترجیح دیتے ہو۔ اپنے دادا اور دادی کی مصیبت پر غور کرو۔ اور خیال کرو کہ ابھی

[1] کہتے ہیں کافی ہے ہمکو جس پر کہ پایا ہے اپنے باپ دادا کو کیا اگرچہ رہے ہوں باپ دادا کچھ نہ جانتے ہوں اور نہ وہ ہدایت پر ہوں (پارہ ۷ سورہ مائدہ رکوع ۱۴)

مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی وغیرہ بہت سی کتب اہلسنت مین مذکور ہے۔

تاریخ طبری مین ہے جلد ۴ صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر۔

حدثنا یونس بن عبد الاعلی قال
حدثنا یحیی بن عبد اللہ بن بکیر
قال حدثنا اللیث بن سعد قال
حدثنا علوان عن صالح بن کیسان
عن عمر بن عبد الرحمن بن عوف
عن ابیہ انہ دخل علی ابی بکر
الصدیق فی مرضہ الذی
توفی فیہ فاصابہ مہتما فقال لہ عبد
الرحمن اصبحت والحمد للہ بارئا
فقال ابو بکر اتراہ قال نعم قال
انی ولیت امرکم خیرکم فی نفسی
فکلکم ورم انفہ من ذلک یرید
ان یکون لہ الامر دونہ ورأیتم
الدنیا قد اقبلت ولما تقبل
وہی مقبلۃ حتی تتخذوا ستور
الحریر ونضائد الدیباج وتألموا
الاضطجاع علی الصوف الاذری
کما یألم احدکم ان ینام علی حسک
واللہ لان یقدم احدکم فیضرب
عنقہ فی غیر حد خیر لہ من ان
یخوض فی غمرۃ الدنیا وانتم اول

یعنی عبد الرحمن بن عوف سے روایت
ہے کہ وہ داخل ہوئے ابوبکر پر
اوس بیماری مین جسمین ابوبکر نے
وفات کی تو عبد الرحمان نے اون کو
نہایت فکرمند پایا۔ عبد الرحمن نے
کہا آج تو تم صبح کی اس حال مین
کہ اچھے ہو۔ ابوبکر نے کہا کیا تم ایسا
خیال کرتے ہو عبد الرحمن نے کہا
ہان ابوبکر نے کہا ہم تم سب کے حاکم
ہوئے جبکہ ہم اپنی نفس مین تم سب
سے بہتر تھے۔ پس تم سبکی ناک
درم کر آئی۔
(غصہ ہوگئے) چاہتے تھے کہ خلافت
تم ہی کو ملے دوسرے کو نہ ملے۔
اور دنیا کو دیکھا کہ رخ کئے ہوئے
ہے حالانکہ وہ وقت آنے والا ہے
کہ تم فرش حریر و دیبا پر خواب کروگے
قسم خدا کی اگر تملوگون مین سے
کوئی شخص بغیر حد کے قتل کردیا جائے
تو بہتر ہے اس سے کہ غمرہ دنیا مین
تم غوطہ زن ہو تم لوگ سب سے پہلے

ضال بالناس غدا فتصد ونهم
عن الطريق يمينا وشمالا يا هادي الطريق
انما هو الفجر او البحر فقلت له خفض
عليك رحمك الله فان هذا يهيضك
في امرك انما الناس في امرك بين
رجلين اما رجل راى ما رايت
فهو معك واما رجل خالفك فهو
مشير عليك وصاحبك كما تحب
ولا نعلمك اردت الا خيرا ولم تزل
صالحا مصلحا وانك لا تاسى من
الدنيا قال ابو بكر اجل اني
لا اسى على شيء من الدنيا الا على
ثلاث فعلتهن وددت اني تركتهن
وثلاث تركتهن وددت اني فعلتهن
وثلاث وددت اني سالت عنهن
رسول الله فاما الثلاث التي
وددت اني تركتهن فوددت اني
لم اكشف بيت فاطمة عن شيء و
ان كانوا اغلقوه على الحرب ووددت
اني لم اكن حرقت الفجاءة السلمي
واني كنت قتلته سريحا او خليته
نجيحا ووددت اني يوم سقيفة
بني ساعدة كنت قذفت الامر

گمراہ کرنے والے ہو لوگوں کو
کہ اون کے داہین بائین کی راہ
روکو گے۔

عبدالرحمن نے کہا آہستگی کرو خدا
تمپر رحم کرے کیونکہ تمہارے امر مین
دو ہی قسم کے لوگ ہین ایک تو وہ
جنکی رائے وہی ہے جو تمہاری رائے
ہے تو وہ تمہارا صاحب اور ہمراہی
ہے۔ دوسرا وہ جو تمہارے خلاف
ہے تو وہ تمہارا مشیر ہے۔ اور صاحب
تمہارا رفیق ہے کہ تم جیسا ہو ویسا
ہم جہانتک جانتے ہین تمنے خیر ہی کا
ارادہ کیا ہے اور ہمیشہ تم صالح
و مصلح رہے دنیا کی کسی بات پر تمکو
افسوس نہوگا۔

ابوبکر نے کہا ہان۔ مجھکو تین بات کا
افسوس ہے کہ کاش نہ کئے ہوتے
اور تین بات کا افسوس ہے کہ
کاش کئے ہوتے اور تین باتونکو
کاش رسول اللہ سے دریافت
کئے ہوتے۔

وہ تین باتین جنکو مینے کیا اور چاہتی
ہین کہ نہ کئے ہوتے ایک یہ ہے

فی عنقی احد الرجلین یرید عمر و
ابا عبیدہ فکان احدھما امیرا
وکنت وزیرا واما اللاتی ترکتھن
فوددت انی یوم اتیت بالاشعث
بن قیس اسیرا کنت ضربت عنقہ
فانہ یخیل الی انہ لایری شرا الا اعان علیہ ووددت انی حین سیرت خالد بن الولید الی اھل الردہ اقمت بذی القصۃ فان
ظفر المسلمون ظفروا وان ھزموا
کنت بصدد لقاء او مدد ووددت
انی کنت اذ وجہت خالد بن الولید
الی الشام کنت وجہت عمر بن الخطاب
الی العراق فکنت قد بسطت
یدی کلتیھما فی سبیل اللہ و مد
یدیہ ووددت انی کنت سالت
رسول اللہ صلعم لمن ھذا الامر فلا ینازعہ
احد ووددت انی کنت سالتہ
ھل للانصار فی ھذا الامر نصیب
ووددت انی کنت سالتہ عن
میراث ابنۃ الاخ والعمہ فان
فی نفسی منھما شیئا ستہ

کہ کشف بیت فاطمہ نہ کئے ہوتے
(یعنی حضرت فاطمہ کا گھر نہ کھولے
ہوتے) اگرچہ وہ لوگ جنگ کے نے
کے لئے اوسکو بند کئے ہوتے۔ دوسری
بات یہ ہے کہ کاش مجاءۃ سلمی کو ہم
نہ جلائے ہوتے بلکہ یا چھوڑ دیتے
یا قتل کرتے تیسری بات یہ کہ بروز
سقیفہ ہم اس امر کو ان دونوں عمر
و ابو عبیدہ کے کسی کے گلے میں ڈالے
ہوتے کہ کوئی ان میں سے امیر
ہوتا اور ہم اوسکے وزیر ہوتے۔
رہی وہ تین باتیں جنکو ہمنے نہیں کیا
اور چاہتے ہیں کہ کئے ہوتے۔
ایک یہ ہے کہ اشعث بن قیس کو
جب وہ گرفتار کرکے لوگ لائے
تو ہم اوس کو قتل کئے ہوتے (مگر
بعوض اسکے اپنی بہن ام فروہ کو
اوس کے حوالہ کیا) کیونکہ ہمارے
خیال میں وہ جب کسی امر شر کو دیکھتا

ہے تو اوسکا معین ہوجاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب خالد بن ولید کو اہل ردہ
سے لڑنے کے لئے بھیجا تو ہم ذی القصہ میں رہتے کہ اگر مسلمانون کی فتح ہوتی
تو خیر اور اگر ہزیمت پاتے تو ہم انکی مدد کرتے۔ تیسری بات یہ کہ جب خالد کو
ہمنے ملک شام کی طرف بھیجا تو عمر کو عراق کی طرف بھیجتے کہ خدا کی راہ میں ہم

۔فوہ تو پھیلا دیتے

لیکن وہ تین بات جنکی نسبت ہم کہتے ہین کہ رسول اللہ سے پوچھے ہوتے ایک یہ ہے کہ حضرت سے پوچھتے یہ خلافت کسکا حق ہے دوسری بات یہ ہے کہ حضرت سے پوچھتے کہ انصار کا بھی کچھ حق ہے اسمین کہ نہین تیسری بات یہ ہے کہ میراث برادرزادی اور عمہ کو دریافت کرتے کہ اس مین ہمکو شک ہے۔

کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ صفحہ [illegible] مطبوعہ مصر مین بھی یہی مضمون ہے اس روایت سے معترف واقعہ قصد حرق خانہ جناب سیدہ صلوات اللہ وسلامہ علیہا کی تصدیق ہوتی جسپر سب سے پہلے ہمنے افسوس کیا ہے مگر صحابہ کی دنیاداری کی یہ بہت بڑی دلیل ہوتی کہ حضرت ابوبکر سے اسوجہ سے راضی تھے کہ وہ چاہتے تھے کہ خلافت پر ہی کوئی دوسرا کوئی نہ پاسے۔

پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر کی خلافت حکم رسول اللہ سے نہ تھی کیونکہ وہ کہتے ہین کاش ہم رسول اللہ سے پوچھتے ہوتے یہ خلافت کسکا حق ہے

ضمیمہ

بعض مورخین اہل فرنگ کی تحریرین جناب امیر اور خلافت کی بابت

(۱) یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ میرے قرابتدارون کو بلالاؤ جو تعداد مین چالیس کے قریب تھے انکی دعوت کرو اور انکے آگے ایک بکرا اور دودھ کا ایک بڑا برتن رکھو جب وہ کھا پی چکے تو حضرت انکو وعظ کرنے لگے مگر ابولہب مخل انداز ہوا اور وہ چلے گئے تو اسی طرح دوسرے دن انکی دعوت کی گئی اور جب وہ فارغ ہوے تو حضرت نے لعل لب اس طرح درفشان ہوے کہ مین نہین جانتا کہ عرب مین کوئی دوسرا شخص اس سے بہتر تحفہ تمھارے

سامنے پیش کرے جیسا کہ مین اسوقت تمھارے سامنے پیش کرتا ہون۔ مین تمھین دنیا اور عاقبت دونون کی بھلائی اور بہتری پیش کرتا ہون۔ خداے تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین تمکو اسکی طرف دعوت کرون۔ بس تو اب تم بتاؤ کہ میرا وزیر میرا بھائی اور میرا خلیفہ کون بنتا ہے"۔ جب کوئی نہ بولا تو علیؑ نے کہا کہ "مین بنونگا مین آپکے مخالفونکا دانت توڑ ڈالونگا۔ آنکھین نکال ڈالونگا پیٹ پھاڑ ڈالونگا اور ٹانگین توڑ ڈالونگا انکے اوپر مین آپکا وزیر بنونگا"۔ تب رسول خداصلعم نے حضرت علیؑ کو (جنکی عمر اسوقت دس گیارہ برس کی تھی) گلے سے لگالیا اور فرمایا "یہ ہے میرا بھائی۔ میرا وصی۔ میرا خلیفہ اسکی اطاعت اور فرمان برداری کرتے رہو"۔ دیکھو اوکلی کی تاریخ اسلام صفحہ ۱۵-۱۱۔ گلن کی تاریخ اسلام صفحہ ۔ گبن کی تاریخ روم جلد سوم صفحہ ۲۹۹

(۲) اگرچہ سب سے پہلے عمر نے اہل جلسہ کے سامنے ابوبکر کو خلافت کے واسطے تجویز کیا اور سب سے پہلے اسکو خلیفہ تسلیم کرکے بیعت کی۔ مگر بعد مین وہ اس انتخاب سے کچھ خوش نہین ہوا جو اس نازک وقت مین اُس نے ضرورتاً کیا تھا (وہ ضرورت یہ تھی کہ کہین لوگ علی کو خلیفہ نہ بنالین۔ کیونکہ اگر علیؑ خلیفہ ہوجاتے تو خلافت ہمیشہ کو خاندان نبوت ہی مین قایم ہوجاتی) اسکا ثبوت اُنکی اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ خدا سے دعا کرتے تھے کہ اس بیعت فلتہ کی خرابیون سے خدا ونذریم محفوظ رکھے جو کوئی آیندہ ایسا کریگا اُسے قتل کیا جاے گا اور اگر کبھی کوئی کسی دوسرے کی بیعت خلاف راے عامہ کریگا۔ تو بیعت کرنے والا اور جسکی وہ بیعت کریگا دونون مارے جائینگے (مطلب یہ کہ اب تو ہمنے ابوبکر کو خلیفہ بنالیا اب جو کوئی علیؑ کو خلیفہ بنائے گا کیونکہ بیعت سے لوگ علیؑ کو خلیفہ بنانے کی تجویز کر رہے تھے تو علیؑ سے بیعت کرنے والے اور علیؑ دونو قتل کردیے جائینگے) ایسی ایسی باتون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بعد مین اس انتخاب کو ناپسند کرنے لگے۔ لیکن جو کچھ ہونا تھا وہ ہوچکا تھا

اب علاج کیا تھا سوا اسکے کہ رضامندی ظاہر کرکے چپکے ہو رہیں۔ اب جاننا چاہیئے کہ اگرچہ درحقیقت ابوبکر خلیفہ ہوگئے مگر سب لوگ برابر [illegible] نہ تھے کیونکہ بہت سے لوگوں کی یہ رائے تھی کہ خلافت کا حق علیؓ بن ابی طالب کا ہے خلافت انکو ملنی چاہیے۔ (اوکلی کی تاریخ اسلام صـ۳۳)

(۳) مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد اس امر کی مدعی ہے کہ سب سے پہلے علیؓ نے اسلام قبول کیا اور ایک روایت کے موجب درحقیقت وہ بہت ہی سابق الاسلام تھے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے شکم مادر میں دین اسلام قبول کیا ہوا تھا۔ کیونکہ بحالت حمل میں رہے علیؓ نے اپنی ماں کو کبھی بت کے سامنے نہیں جھکنے دیا اسیواسطے جب مسلمان علیؓ کا نام لیتے ہیں تو کرم اللہ وجہہ کہتے (خداوند تعالیٰ انکے چہرے کو بزرگی اور عظمت بخشے) کہ انہوں نے نہ تو خود کبھی بتوں کو سجدہ کیا نہ اپنی والدہ کو کرنے دیا۔ حالانکہ اور کسی سے ایسا نہیں ہوا۔ کوئی صحابی ایسا نہیں ہوا جس نے کبھی بتوں کو سجدہ کیا ہو۔ اسی واسطے علیؓ اس دعا کے ساتھ مخصوص کئے گئے۔ مسلمان یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا علیؓ میرے لئے ہے اور میں علیؓ سے ہوں (علی منی وانا منہ) وہ مجھ سے ویسی ہی نسبت رکھتا ہے جو ہارون موسیٰ کے ساتھ رکھتے تھے (انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ) میں ایک شہر ہوں جس میں تمام علم بند ہے اور علیؓ اس کا دروازہ ہے (انا مدینۃ العلم وعلی بابہا) اوکلی صـ۳۳

(۴) اگر شجاعت خوش طینتی زہد پارسائی عقل و دانائی کے خیال سے دیکھا جائے تو علیؓ ایسا شخص تھا کہ اس قوم میں اس سے بڑھکر کوئی پیدا نہیں ہوا۔ اوکلی صـ۳۳

(۵) نسب قرابت رسول اور خوش خصلت میں علیؓ اپنے تمام اہل وطن سے بڑھے ہوئے تھے اور اس سبب سے وہ بے خالی تخت پر انکو پورا پورا

حق حاصل تھا۔ ابوطالبؑ کا بیٹا اپنے ذاتی حق سے بنی ہاشم کا سردار تھا
اور خاندان اور شہر مکہ کا موروثی شاہزادہ (حاکم) تھا۔ شمع نبوت ناموس
بجھ چکی تھی مگر شوہر فاطمہؑ کو اُسکے باپ کی برکت اور ورثہ ملنا چاہیے تھا۔
اب کچھ عرصہ تک عورت کی حکمرانی کے متحمل رہ چکے تھے اور رسول اللہ
نے دونون نواسون کو گود مین لیکر پیار کیا تھا اور منبر پر سے فرمایا تھا
کہ یہ میرے بڑھاپے کی امیدین ہین اور جوانان بہشت کے سردار ہین
اس سب سے پہلے مومن کی بابت فرمایا تھا کہ یہ دنیا و عاقبت مین مسلمانون
کا پیشوا ہے اور اگر بعض لوگ (ابوبکر و عمر وغیرہ) زیادہ سنجیدہ اور
فقط غلیظ تھے مگر علیؑ کی سرگرمی اور اوصاف حمیدہ تک کوئی مسلمان
نہین پہونچ سکتا تھا۔ وہ شاعر بھی تھا۔ سپاہی بھی تھا اور ولی بھی تھا۔
بہت سے اخلاقی اور مذہبی مقولون سے ابتک اُسکی دانائی ٹپکتی ہے۔
اور زبان اور تلوار کی لڑائی مین ہر حریف اُسکی فصاحت اور شجاعت
کے آگے مغلوب ہوجاتا تھا۔ اول وقت بعثت سے لیکر تجہیز و تکفین کے
زمانے تک اس فیاض دوست نے رسول اللہ کو کبھی اکیلا نہین چھوڑا
اور رسول اللہ بھی اسکو نہایت خوشی سے اپنا بھائی اپنا وصی و خلیفہ اور
موسیٰ ثانی کا ہارون ثانی کہا کرتے تھے۔ ابوطالب کے بیٹے پر اس مین
نکتہ چینی کی گئی کہ اُس نے باقاعدہ طور پر اپنا حق کیون طلب نہین لیا اگر
وہ اپنا حق طلب کرتا تو کسی حریف کی کچھ نہ چلتی اور رائے اتفاقی سے
اُسکی خلافت کی توثیق ہوجاتی۔ مگر یہ شک و شبہہ نہ کرنیوالا بہادر اپنی
ہر بھروسہ رکھتا تھا۔ اور اس خیال سے کہ سلطنت تارک و [illegible]
ہوگی اور غالبًا اس خیال سے کہ مخالفت پیدا ہوجاویگی رسول اللہ اپنے
ارادون سے باز رہے (یعنی علانیہ خلیفہ نہین بنایا۔ اس انگریز مورخ
کی یہ رائے عدم وقفیت کی وجہ سے ہے۔ ورنہ رسول اللہ صلعم غدیر خم

موقع پر علانیہ خلیفہ بنا چکے ہین اور آخر وقت مین خلافت علیؑ کے نام
لکھنے کے واسطے قلم دوات بھی طلب کیا تھا جو حریفون نے نہ دیا اور
نہ لکھنے دیا، یہ بات بھی ہوئی کہ رسول اللہ ص کا بستہ بیماری مکار زو
برفن عائشہ بنت ابوبکر سے گھرا ہوا تھا جو علیؑ کی دشمن تھی (یعنی اگر
رسول اللہ ص نے علیؑ کو نماز پڑھانے یا خلیفہ بنانے کا حکم دیا بھی ہو تو اسکی
تعمیل کیونکر ہو سکتی تھی۔ گھر مین عائشہ باہر عائشہ کا رسوخ۔ جو چاہا رسول
اللہ کے نام سے لوگون سے کہدیا وہ ہی ہو گیا۔ علیؑ بیچارے محروم رہ گئے
(گبن جلد سوم صفحہ ۱)

(۶۱) ان سب (ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علیؑ) مین سے علیؑ سب سے زبردست
حق رکھتا تھا وہ صرف رسول اللہ صلعم کا داماد ہی نہ تھا بلکہ یاد ہو گا
کہ سب سے پہلے بعثت کے اعلان کی وقت رسول اللہ ص کی مدد کو یہی
دوڑا تھا اور اس نازک وقت مین خلیفہ کا خطاب پا چکا تھا اور
رسول اللہ ص نے اسکے ساتھ ہی اسکی فرمانبرداری کا حکم دیا تھا۔
(گبن صفحہ ۲۲)

(۶۲) سنہ ۱۱ھ مین فاطمہؑ کا انتقال ہو گیا۔ تب علیؑ بھی دیگر صحابیون کے ساتھ
دربار خلافت مین آنے جانے لگے اور اس شکایت کو بالکل بالائے طاق
رکھ دیا جو انکو انتخاب میں نظر انداز کر دینے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ غالباً
انہون نے یہ دیکھا ہو گا کہ عام لوگون کی نسبت انکی مخالفت کرنیکے ساتھ
ہو جانے ہی کی بالیسی اچھی ہے۔ دل سے نہین تو ظاہر داری ہی سہی
(مگر) مومنین اچھی طرح یاد تھا کہ رسول اللہ ص نے خلیفہ صرف انہین کو
(منصب) خلیفہ کے لقب سے کبھی کسی دوسرے کو معزز و ممتاز نہین فرمایا
(گبن صفحہ ۲۲)

(۶۳) خون کے رشتہ کے لحاظ سے حق خلافت علیؑ کا تھا۔ اور اسکے اوصاف

حمیدہ اور خدمات کثیرہ نے نمایاں طور پر اُسے مستحق خلافت کر دیا تھا۔
جس زمانہ مین اسلام کا آغاز ہی تھا اور حقیر سمجھا جاتا تھا اور مسلمانوں
کو کفار آزار پہنچاتے تھے رسول اللہ نے علی کو اپنا بھائی اور اپنا وصی
فرمایا تھا۔ اسوقت سے وہ برابر قول و فعل گفتار و کردار مین جان نثاری
کرتے رہتے تھے۔ اور اپنی عالی حوصلگی سے ایسے نمایان طور پر اسلام کا ساتھ
دیا تھا جیسا کہ اپنی شجاعت سے ظاہر کیا تھا۔ (ایرونگ خلفائے رسول صلعم)
اب ہم مزید تشفی اہل سنت کے لئے آخر مین اصلی عبارت انگریزی مورخون
کی بھی درج کرتے ہین کہ پھر کسیکو عذر نہ رہے پہلے تین جو رتین متعلق احرق
خانہ جناب سیدہ ہین وہ عبارتین متعلق ضمیمہ بغور ملاحظہ فرمائین۔

والحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسولہ

واھل بیتہ الاطہار

The Hashemites alone declin[ed]
the oath of fidelity; and their [chief,]
in his own house, maintained
above six months a sullen and
independent reserve; without
listening to the threats of Omar,
who attempted to consume with
fire the habitation of the daughter
of the apostle.

Gibbon's Decline & Fall Vol. III P. 519.

Omar surrounded the house (of Fatima) with his followers; announced
to Ali the election of Abu Bakr
and demanded his concurrence.
Ali attempted to remonstrance, alleging his own claims; but Omar proclaimed the penalty of death decreed
all who should attempt usurp
the Sovereign power in defiance
of public will; and threatened
to enforce it by setting fire to the house
and consuming its inmates. "Oh
son of Khattab" cried Fatima reproachfully, "Thou wilt not surely
commit such an outrage!" "It will

2 [illegible]

y thein [illegible] replied [illegible]
ye all make Common Cause
e people"
[illegible]g's Successors of Mohamed P. 4.
was just going to take the house,
time ask[illegible] [illegible] what he
He told her, that he would
y burn the house down,
[illegible] would be content to do as
[illegible] the people had done.
Ockley's History of the Saracens P. 53.
upon this he ordered Ali to invite
his kinsmen about forty in number,
to an entertainment, & to set before
them a lamb & a large vessel of milk.
When they had done eating & drinking,
he began to preach, but being inter-
rupted by Abu Lahab, he invited
them to a like feast the next day,
and when it was over, he harangued
gued them in the following words:
"I do not know any man in Arabia
can make you a better present than I
now bring you, I offer you the good both
of this world & of the other life, the great

God has commanded me to call you to him. Who then will be my vizier my brother my deputy?" When all were silent, Ali said "I will: I will beat out the teeth, put out the eyes, rip up the bellies & break the legs of all that oppose you, I will be your vizier over them." Then the apostle of God embracing Ali about the neck, said "This is my brother, my ambassador, my deputy, pay him obedience"

Ockley's History of Saracens Page 14-15

Gilmore's Saracens P. 92
Gibbon's Rome Vol III P. 499

Notwithstanding that Omar was the first to propose Abubakr to the assembly & to acknowledge him as Caliph, he did not afterwards approve of that choice which necessity had suggested at that critical juncture. This appears from what he said, namely that he prayed to God to avert the evil consequences which it was to be feared would follow upon such

4m

"secret choice that the man who
to such a thing would deserve death
if one should ever swear fealty
without the consent of the rest of the
[illegible], both he that took the govern-
ment & he that swore to him, ought
to die." These & similar expres-
sions were evident signs of his dislike, but
the thing being done & past, there was no reme-
dy, but to sit down & rest contended.
Now though the government was actu-
ally settled upon Abubakr, all parties
were not equally satisfied, for a great
many were of opinion that the right of
succession belonged to Ali, the Son of Abu
Talib. Ockley P. 330.

The greatest part of the Musalmans
pretend that Ali was the first that embraced
their Religion. And according to a tra-
dition he was a very early Musalman
indeed, for it seems he made profession
of that religion in his mother's womb. For
all the time she was big of him he hindered
her from prostrating herself before the idol
when she used to worship. The form of
benediction of [illegible] which the

Musalmans always add when they n[ame]
him, is "God glorify the face of him!" The[y]
say moreover that Mohomed talking
of him, said "Ali is for me & I am for
him; he stands to me in the same rank
as Aaron did to Moses; I am the town
in which all knowledge is shut up and
he is the gate of it." Ockley p. 330.

6. If Ali be considered with regard
to his courage, temper piety & noble
standing, he was one of the greatest
men that was ever born in that
nation. Ockley. p. 335.

The birth, the alliance the character
of Ali, which exalted him above the
rest of his countrymen, might jus-
tify his claim to the vacant throne
of Arabia. The son of Abu Talib was
in his own right the chief of the family
of Hashim, & the hereditary prince or
guardian of the city & temple of Mecca. The
light of prophecy was extinct but the
husband of Fatima might expect the
inheritance & blessing of her father
the Arabs had sometimes been patient

; and the two grand-
t had often been founded
men in his pulpit; as
the chief of the youth of Para-
the true believers might
before them in this world
; some were of a graver
est; the zeal & virtue
or admirers never out stripped by any
fervent proselyte. He united the qua-
lifications of a poet, a soldier and a
saint; his wisdom still breathes
in a collection of moral & religious
sayings; & every antagonist, in the
conflicts of the tongue or of the sword,
was subdued by his eloquence and
[illegible]. From the first hour of his
mission to the last rites of his
funeral, the apostle was never for-
saken by a generous friend, whom
he delighted to name his brother, his
vicegerent, & faithful Aaron of
a second Moses. The son of Abu Talib
was afterwards reproached for
neglecting to secure his interest by
a solemn declaration of his right,

which would have [M] silenced a competition, & sealed his succession by the decrees of Heaven. But the unsuspecting hero confided in himself, & the jealousy of empire & perhaps the fear of opposition, might suspend the resolutions of Mohammed; and the bed of sickness was besieged by the artful Ayesha the daughter of Abubakr & the enemy of Ali

Gibbon Vol. III P. 5. 8

8. Of all these Ali seems to have had the strongest right, not only was he son-in-law of the Prophet, but it will be remembered that he was the first one to rush to his support when the mission was announced & had at that most critical moment received the title 'Kalif' joined with the promise that his commands should be obeyed.

Gilman P. 225

During the year 633 Fatima died, and Ali then joined the other companions of the Prophet in attending upon the Kalif's council, letting it be ... that he ... [illegible]

"passed over" in the election
... boldly found that it was better
... to fall in with the current,
... at to appearance than to fight
... the popular feeling, though
... never forgot that he had been
... only person called Kalif by the
... Gilman P. 264

The right of succession in order
of consanguinity, cry with Ali & his
virtues & services eminently,
entitle him to it.

On the first burst of his generous
zeal when Islamism was a
derided & persecuted faith, he had
been pronounced by Mohomed his
brother his vicegerent; he had ever
since been devoted
to him in word & deed and
had honoured the cause by his
magnanimity as signally as
he had vindicated it by his
valour. Irving's sec. P. 1.

رجسٹری شدہ

رسالہ

اصلاح

نمبر ۳ | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۹ ہجری | جلد

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

مظفری متیخانہ جناب مولوی سجاد حسن صاحب مدرس چانگل ہور فروری جناب شاملگیر حسین صاحب الحسینی متولی بابت کمال قربانی معرفت جناب مولوی سید محمد زکی صاحب شیدا میزان سابق بعاجیت یہ انگل صاحب

نزل الابرار جلد ثانی وثالث مولفہ جناب مولوی وحید الزمان صاحب چھپ کر طیار ہو ۲ کا ٹکٹ بھیجکر بلا قیمت مولوی ابو القاسم صاحب مالک مطبع سعید المطابع دار الشفاء بنارس سے طلب فرمائین یہ کتاب ۶ جز مین ہے۔

اللعنۃ والعذاب علی ساب خیر الاصحاب فی الرد علی الطفاء الشہاب مولفہ مولوی غلام حلیم صاحب انصاری (اہلحدیث) ۱ ؍ کا ٹکٹ بھیجکر دفتر اصلاح سے طلب فرمائے

الشمس ۱۳۱۱ کا جلد ۵ نمبر ۶ شائع ہو گیا اگر کسی خریدار کو نملا ہو تو براہ کرم مطلع فرمائین -

الشمس جلد ۶ کا پہلا نمبر انشاء اللہ اوائل ماہ ربیع الثانی مین بذریعہ ویلو جائیگا اگر کچھ عذر ہو تو مطلع فرمائین

شکریہ معاونین اصلاح

الحمد للہ کہ باوصفیکہ ابھی جلد ۴ کا صرف ایک ہی نمبر شایع ہوا ہے مگر قوم کی توجہ نہایت قابل سپاسگذاری ہے اگر خدا نے چاہا تو جناب اصلاح کی انتظامی حالت بھی درست ہوگی۔ اور قوم کی توجہ بھی ترقی کریگی۔ سرپرستان اصلاح سے امید ہے کہ اپنے قومی پرچہ کی اشاعت مین خاص طور پر کوشش فرمائین حضرات ذیل معاونین کا شکریہ ادا کرتا ہون جنھون نے نہایت مستعدی سے یہ فرض ادا کیا

جناب سید محمد صاحب طباطبائی ڈھاکہ ۳۰۰۳	لہ	جناب حکیم محمد ہاشم صاحب از نونہرہ	لہ
جناب سید محمد محسن صاحب منصرم ۳۴۴۴ علاقہ سلطانپور	۳	جناب سید فصیح احمد صاحب ۳۳۶۷	۳
جناب منشی اشارت حسین صاحب ۱۱۱۱	لہ	جناب سید شریف حسین صاحب ۱۰۵۶	۲
جناب نواب محمد زکی خان صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ لکھنؤ	لہ	جناب بیوہ میر محبوب علی شاہ صاحب مرحوم	لہ
جناب نواب مرزا مہدی خانصاحب حیدرآباد دکن	لہ	جناب سید الطاف حسین صاحب تاجر الاصلاح ۱۳۳	لہ
جناب اللہ رکھیا صاحب ۳۵۶۶	۲	جناب سید ہادی حسین صاحب	لہ
جناب منشی میر مہدی حسین صاحب ۳۶۲۷	لہ	جناب سید حیدر علی شاہ صاحب ۳۶۰۷	۲
جناب منشی سید محمد صادق صاحب ... بمبئی	لہ	جناب سید امیر کاظم صاحب رئیس ۱۶۳۳	لہ
جناب سید محمد حیدر رضا صاحب گورکھپور	لہ	جناب منشی محمود علی صاحب ۳۳۸۰	لہ
جناب خواجہ نوازش حسین صاحب وکیل ۲۶۷۲	۴	جناب شیخ حلیم اللہ صاحب ۳۰۰	لہ
جناب مولوی علی اکبر صاحب پیشاور ۲۵۳۶	۲	جناب مرزا اکبر علی صاحب ۳۵۳۵	۳
جناب مولوی سید محمد زکی صاحب شیدا ۲۰۲۵	لہ	جناب سید عالم شاہ صاحب ۲۴۱۸	لہ
جناب میر خادم علی شاہ صاحب وکیل ۴۵۳۳	۴	جناب فتح خانصاحب رئیس شاہ ول ۴	
جناب منشی نثار عباس صاحب ۲۳۳۹	لہ	جناب سید طالب حسین صاحب رئیس ۲۱۰۴	لہ

(باقی آئندہ)

ہوا تھا کہ ۱۵۹ عدد مکمل ہو گیا اور اتنی جلدین ناقص ہوین۔

شکایات چونکہ ایک عرصہ مین شایع بھی ہوا اور بے ترتیبی سے اسلئے خطوط شکایات و مطالبہ کثرت سے آئے مگر بعض خطوط کی اسوجہ سے تعمیل نہ کی گئی کہ کبھی پرچہ روانہ ہوا تھا۔ لہذا جن صاحبوں کو پرچہ نہ ملا ہو براہ کرم مطلع فرمائین کہ مکرر حاضر کیا جائے۔

نمبر ۱۲ مین اسوجہ سے اور بھی تاخیر ہوئی کہ ایک طرف تو طاعون کا حملہ تھا جس سے زمکان کا محکمہ نہ تھا نہ کام کا دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ جس کمپنی سے کاروبار تھا یعنی جان ڈکنسن کمپنی کلکتہ اوسکے یہان کاغذ نہ تھا ولایت سے آنیکا انتظار تھا وہ صفر کو لکھنؤ۔ کلکتہ سے جب کاغذ آیا جو بہت خراب ہے اور گران بھی تب جاکر کام شروع ہوا۔

بفضل خدا سے امید ہے کہ اگر خیریت رہی تو ۱۳ سے سلسلہ درست ہو جائیگا آپ بھی دعا فرمائین کہ اس مرض ناپاک طاعون کو خداوند عالم جلد رفع فرمائے بحق محمد و آلہ الامجاد۔

آخری التماس یہ ہے کہ جن حضرات نے وی پی واپس کیا ہے براہ کرم اگر خریداری منظور رہے تو اسے واپس فرمائین کہ اتنی جلدین ناقص رہینگی۔

اور جن حضرات کے نام وی پی نہین گیا ہے براہ کرم چندہ بپابندی منی آڈر عنایت فرمائین۔

ہمدردان اصلاح سے التماس ہے کہ توجہ خاص سے اشاعت اصلاح مین کوشش فرمائین کہ واپسی وی پی سے نہایت درجہ نقصان ہوا ہے۔

سلسلہ مضامین جدید کا وعدہ ابھی اس خیال سے ملتوی کیا جاتا ہے کہ چند سابق مضامین کا سلسلہ ہنوز ناتمام ہے لہذا اونکو تمام کرنیکے بعد نیا سلسلہ شروع ہوگا۔

تحقیق صوم عاشورا کا نیا سلسلہ اس نمبر سے شروع ہوا ہے جو نہایت ضروری اور قابل حفاظت ہے

اعانت ایران

الحمد للہ کہ ہماری اپیل خالی نہین گئی۔ مگر افسوس امید سے بہت کم توجہ کی گئی جس سے اسکی امید بندھتی ہے کہ اگر زور و اور آواز سے کام لیا جائے تو قوم مین احساس کا مادہ پیدا ہو مگر ایک اسوا ایرچہ نے کیا جو خود کبھی پابندی وقت سے شایع نہین ہوتا۔

بہرحال ماہ محرم سے لغایتہ ۳۰ صفر حسب ذیل رقمین اس فنڈ مین وصول ہوین جنمین سے بعض

اکثر خریداروں نے اسلی تحریک بھی کی مگر وقت کے تعصب نے اجازت نہ دی۔ یہ خط ہمکو ایک معتبر ذریعہ سے ملا ہے لہذا درج کیا جاتا ہے جو یہ ہے۔ "مکرم بندہ جناب اڈیٹر صاحب اخبار وطن زاد عنایتکم۔ السلام علیکم غالباً ایران کی حالت سے کوئی شخص واقف نہیں ہے۔ اسلامیوں کیلئے یہ امتحان اور ابتلا کا موقعہ ہے۔ حمایت اسلام میں صلح کل کے مدعی چوکنے ہو رہے ہیں مسئلہ تخصیص و تعمیم بھی نازک ہے اللہ تعالی تمام اہل اسلام کو بلا لحاظ کسی فرقہ کے فرماتا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ الحمد للہ کہ حبل المتین۔ وطن۔ اصلاح۔ اثنا عشری وغیرہ بہت زور سے ایران کے مصیبت زدگان کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ مگر نہایت افسوس سے عرض کرتا ہوں۔ کہ جناب نے برخلاف اپنے اصول ظاہری کے فقرات یہ اثنا عشریہ کو تخصیص سے توجہ دلائی ہے جس سے نہ صرف فرقہ موصوف ناراض ہوا ہے۔ بلکہ عامہ مسلمانوں کی دلشکنی ہوئی ہے۔ اسواسطے نہایت ادب سے التماس ہے۔ کہ تخصیص کو اٹھا دیا جاوے تعمیم ہی چنیں آج سنی شیعہ کے سوال کو اٹھانیکا موقع ہے جیسا کہ بغداد ریلوے فنڈ میں آپنے نمونہ دکھلایا ہے اسی طرح اس کارخیر میں بھی جناب کو سعی بلیغ فرمانی چاہیئے۔ اور ایک فہرست چندہ کی فوراً کھولدیں۔ چاہئے اگر ہر ایک خریدار وطن کم از کم دو روپیہ چندہ دیویں۔ تو ہزارہا روپیہ فوراً جمع ہو سکتا ہے۔ اسی طرح تمام اسلامی اخبارات چندہ جمع کریں۔ یہ وقت اتفاق کر نیکا ہے چنانچہ خاکسار مبلغ ؏ روپیہ چندہ ارسال خدمت اقدس کرتا ہے۔ امید کہ خاکسار کی درخواست کو وطن کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر مشکور فرماوینگے۔ اور بڑے زور سے اس کام کیطرف متوجہ ہو کر ثواب دارین حاصل کرینگے فقط۔ راقم فیروز الدین خریدار وطن ۲۶۰۳ گرداور قانونگو تلبہ تحصیل کبیر والا ضلع ملتان"

اصلاح افسوس کہ جو جواب اڈیٹر صاحب وطن نے لکھا تھا وہ ہمکو نہیں ملا مگر اسقدر معلوم ہوا کہ اڈیٹر صاحب نے انکار کر کے منی آرڈر واپس کیا اور اوسکے عوض مسلم وظایف فنڈ ہمدرد لکہنؤ دار و غریب مسلمانونکو وظیفہ دیکر انگریزی تعلیم دلوائیں۔ یہ ہے سلوک برادران یوسف کا۔ اور ہم ہیں کہ اسپر مرے جاتے ہیں۔ اپنا گھر ویران ہو تو ہو مگر یہ آباد رہیں۔

اہل عظیم آباد کی خدمت میں اپیل - میں اس سال زمانہ محرم میں اتفاقاً عظیم آباد پہونچ گیا یہاں کی مجلسوں کی کثرت اور روح افزا بیان ذاکرین و واعظین کی خوش بیانیاں اور

سامعین کی جوش بھرے دل سے شرکت بجیدہ قابل تحسین پایا۔ ذاکرین مین جناب خان بہادر مولوی علی محمد
صاحب شاد عظیم آبادی کے مراثی اور مولوی محمد رضا صاحب کے حسن بیان نے حیرت مین ڈالدیا۔
جناب مولوی سید سبط حسن صاحب و جناب مولوی سید بہادر علی شاہ صاحب کا بیان تھا کہ جادو
خدا انہیں جزاے خیر اور طول عمر کرامت فرماے آمین!!

اہل عظیم آباد کو جیسا کہ خوش فہم پایا ویسا ہی خوش عقیدہ بھی دیکھا مگر اپنے [illegible]ن اور امام باڑون کی جائداد
سے بہت غافل پایا۔ اکثر مسجدین شیعون کے قبضہ سے نکل گئین و [illegible] سے امام باڑے اور ان کی
موقوفہ جائدادین ایسی نظمین جنکی خبر تک اب اہل عظیم آباد کو نہین ہے۔ افسوس!!

مگر دل ہلا دینے والی اور قلب بیچین کر دینے والی خبر جو سنی اور کیفیت جو دیکھی وہ یہ ہے کہ امام باڑہ
کیوان شکوہ جو تعلق کسی زمانہ مین خاندان شاہی سے تھا۔ اراکین۔ وقت کی خوش عقیدہ [illegible]
اور اکابرین شہر کی مخدرات کی خاص زیارت گاہ تھی امام باڑہ تھا [illegible] امام باڑے سے متعلق مینا بازار
قایم کیا جاتا تھا جہان صرف عورتون کی دوکانین نذر کیواسطے شیرینیون کلاوہ بدھیون اور بچون
کے ناشتہ کی چیزون کی قائم کی جاتی تھین۔ روشنی کا انتظام اور فقرا و مساکین کو کھانا کھلانیکا
انتظام بہت بڑے پیمانہ پر ہوتا تھا۔ بروز اربعین عزاداری تمام ہوتی تھی اور نماز صبح کے اول
وقت تبرکات کا جلوس جاتا تھا۔ اُس سہانے وقت مین دلون پر اسکا خاص اثر پڑتا تھا۔ اور
یہ وہ زمانہ تھا جب عظیم آباد مین سواے اس جلوس کے دوسرا کوئی بروز اربعین جلوس نہین
نکلتا تھا۔ مومنین کا کثیر مجمع۔ نوحہ خوان کا پھولون کی مسہری کے آگے سواری پڑھنا سامعین
کا گریہ و بکا دل ہلا دینے والا سماں ہوتا تھا۔ اُس کا اثر اب تک یہ تو ضرور باقی ہے کہ عظیم آباد کے
خوش عقیدت مومنین اب بھی اس جلوس کی شرکت کو فرض سمجھتے ہین۔ مگر افسوس نہ وہ لوگ
رہے نہ وہ زمانہ۔ اب عظیم آباد مین کوئی ایسا بھی نہین ہے کہ یہ بتلاے کہ اس کی موقوفہ جائداد
کیا ہوئی اور کہان گئی۔ اس کے متعلق کی زمین گورستان بنائی گئی اور بعض کھیت بنادی
گئی۔ جس زمین پر مینا بازار قائم کیا جاتا تھا اور جہان عورتین اترتی تھین وہ باغ بنایا گیا۔
امام باڑہ صرف ایک محدود زمین پر چھوڑ دیا گیا جہان اہل محلہ جو نیچ مزدوری سے فارغ ہوتے
ہین۔ پرانی نشانیون مین شہ نشین کی ایک دیوار [illegible] اب تک قایم ہے اگرچہ دوسرے

کے قبضہ میں دیا جہاں ہو. تو ان کی سوا ہونی ترقی نہیں اور بس۔

اور یہ ساری خرابی صرف اس وجہ سے ہوئی کہ امام باڑہ کی تعمیر تو لاون تقاضا کرنے مومنین یکے بعد دیگرے اس کام کو انجام دیتے ہو مگر اسکی ملکیت کا بالکل خیال نہیں کیا۔ یہ بھی سننے میں آیا ہے اتفاق وقت سے کوئی صاحب ایسے فارغ البال مستعد نہ ہوئے کہ اسکی جانب پوری توجہ کرتے ورنہ جلوس تو اب شوکت کے ساتھ جاتا ہے مگر ساتھ ہی امام باڑہ کی موجودہ حالت کسی متنفس کا دل بغیر متاثر کئے نہیں رہ سکتی۔

مجھے یہ بھی اچھی طرح معلوم ہوا ہے کہ اسکے موجودہ منتظمین ضرور اس قابل ہیں نہ خود اس کام کو انجام دے سکیں اور کچھ نہ سہی تو امام باڑہ کو درست کرڈالیں اور غلیظ سے پاک کریں جو وہاں کی مسجد اور امام باڑہ کو بے برکت بنئے ہے۔ اگر خود نہ مستعد ہوں تو اقلاً چندہ فراہم کرکے اسکو انجام دیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ عظیم آباد کے بہت کچھ چندے ہر رفاہ عام میں بھیجے جاتے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ کچھ دنوں کیواسطے یہ کل چندے اسی امر خاص کیواسطے منضم کردئے جائیں۔ ہمارے خیال میں اگر ایسا ہو تو بہت مناسب ہے۔ اگر یہ بھی ناممکن ہو تو آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ کو بھی اس امر خاص کی طرف متوجہ کریں۔ صوبہ بہار کے چندہ سے اقلاً عظیم آباد کو بھی ایک فائدہ ہو پہنچے ہمارے خیال میں دو ہزار روپئے اسکی مرمت کیواسطے بہت کافی ہونگے۔ اور یہ ہرگز ایسی رقم نہیں ہے جسکا مہیا کرنا اہل عظیم آباد کیواسطے کل امر ہو۔

اخیر میں جناب ایڈیٹر صاحب کو متوجہ کرتا ہوں کہ جناب عظیم آباد میں عرصہ تک مقیم رہے ہیں اور ملی الخصوص حضرت فخر المحققین مد ظلہ العالی تو اس کی کیفیت سے بخوبی واقف ہونگے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ آپکی تحریک اہل عظیم آباد کو ضرور متوجہ کریگی۔ اگر آپ بھی مناسب سمجھیں تو وہاں کے چند حضرات کو اس امر خاص کیطرف متوجہ فرمائیں زیادہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

الفقیر المذنب افسردہ دل سید امید علی قانونگو ہلوڈیہ ضلع مونگیر

اصلاح۔ اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو جناب میر علی محمد صاحب رئیس و جناب سید اعجاز حسین صاحب رئیس سے یہاں کے اکثر امور متعلق تھے اکبا ڑہ یہاں کا آپ ہی کے اہتمام سے نکلتا تھا پھر تعجب ہے کہ ایسے رؤسا با اقتدار کی موجودگی میں امامباڑہ کی یہ حالت ہو جناب میر علی صاحب تو اپنی نیکی و خوش نہادی میں فرد ہیں شاید ان کو اسکی خبر نہ ہو۔ ورنہ یہ ایک امامباڑہ ہے کیا ہے ایسے بہت سے باڑوں کی مرمت بلکہ تعمیر

جناب ممدوح کرا سکتے ہین۔

اگر مضمون نگار صاحب خود جناب ممدوح سے ملتے اور اس بارہ مین تذکرہ کرتے تو یقیناً کام ابتک شروع ہوجاتا۔ مگر بفضل خدا امیدوار ہین کہ سب سے پہلے اس کار خیر مین جناب سید علی بہ صاحب میر اعظم حاجی گنج اقدام فرمائینگے اور اگر ضرورت چندہ ہوگی تو وہان کے کل رؤسا اس کار خیر مین شریک ہونگے

اڈیٹر

شکریہ بعوض شکایت

شیعہ کی اس شکایت سے کہ مسلم لیگ نے ایران کی سفارش سے عین وقت پر سکوت کیا جس قدر افسوس ہوا اسی قدر اس تازہ بشارت سے خوشی بھی ہوئی کہ اب خاص کلکتہ مین ایک اجماع اہل اسلام کا حاجی زکریا صاحب کے زیر صدارت والیسرائے کے حضور مین یہ عرض کرنیکی غرض سے منعقد ہوا کہ گورنمنٹ ایران سے روسی فوجون کی واپسی کیلئے پیام بھیجے لیکن تعجب ہے کہ خود طلیق اللسان اڈیٹر نے اس شکریہ کے مقام پر فقط خبر دیکر کیون سکوت کیا بہرکیف بعد اس مدلول درخواست کے جو کمترین بندگان قوم کی خدمت مین بھیجی ہوئی اب یہ آخری ایک مختصر درخواست بھی غالباً بموقع نہ ہوگی کہ بس اب اسی انجمن عالی واقع پائے تخت کی اولیت اور مرکزیت کو تسلیم کرکے کل ملک کی جاریہ و مستحدثہ قومی انجمنین اور اماتی جماعتین اس حد تک کہ جہان دو مومن جمع ہون وہ بھی آپکو انجمن سمجھین جیسا کہ مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ مدظلہ نے کانفرنس مین ارشاد فرمایا تھا بذریعہ مراسلات تائید کرین۔ اپنے متفرق سلسلونکو بالاجماع اس سے ملا دین یا خود بالاستقلال تائید کرین۔ والسّلام

اسماعیل نظیر حسین الحسینی

اصلاح شکایت کی وجہ تو ظاہر ہے کہ مسلم لیگ تو تمام مسلمانون کی قائم مقام بنتی ہے اور ایسے اہم موقع پر ساکت رہی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو قوم کا اثر اسلام یا سلطنت اسلامیہ کا کچھ بھی خیال نہیں جناب حاجی ذکریا صاحب کی یہ کارروائی نہایت قابل تحسین ہے مگر چونکہ ہم اس وقت وہان غائب تھے لہذا خبر کی حیثیت رہی اپنے بھائی کی امداد کرنی فرائض خداوندی سے ہے جس سے جو ہو سکے کرے۔ والسّلام

اڈیٹر

لکھنؤ کا جلسہ

حسب معمول گورنمنٹ کی طرف سے گشتی متعلق قواعد و ضوابط جلسہ شہر بھیجی گئی دیوارون شاہراہون پر

چسپان کئے گئے جس میں یہ ہدایت تھی کہ صبح سے ۱۰ بجے تک سنی تعزیہ اٹھائیں اور ۱۲ بجے سے شام شیعہ حضرات سنیوں نے مثل عاشورہ کے چہلم میں بھی تعزیے نہیں اٹھائے مگر بعض اڑتی ہوئی خبریں ہم تک پہونچی ہیں کہ دو ایک تعزیے سنیوں نے بھی مثل رکاب گنج و سبحان نگر کے اٹھائے۔

شیعوں کے تعزیے ۱۲ بجے سے اٹھنے شروع ہوئے اور ۱۰ بجے رات تک اٹھتے رہے اور مثل سابق کے اسی جوش و شان و شوکت سے تعزیے انہوں نے اٹھائے سیکڑوں علم و تعزیے نوحہ و ماتم کے ساتھ کربلا ہائے تالکٹورہ تک گئے۔ پولس کا بہت اچھا انتظام تھا کسی طرح کا فساد نہ ہوا۔

سبیلیں نخاس سے کربلا تک سیکڑوں تھیں جس میں انجمن سبطینہ گولا گنج (جسکے مہتمم قاری یعقوب علی صاحب و اصغر علی صاحب ہیں) و انجمن مرزا بہادر محمد عباس علیخانصاحب مرحوم جس میں جناب مرزا محمد ہادی صاحب عزیز کی وہ سبیلی نظم تھی جسکا ایک ایک مصرع مرثیہ تھا خاص طور سے قابل ذکر ہے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کا زعفرانی شربت عام طور پر تقسیم کیا گیا اور انجمن سبطینہ میں تو علم کے ہمراہیوں کو کھانا بھی کھلایا گیا۔

بعض انجمنوں کے [illegible] خصوصاً نہایت ہی سبیلی مصرعے و اشعار مرثیہ دیئے ہوئے تھے جس سے بہت گریہ ہوتا تھا مثلاً سبیلے کہ "شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی" یعنی اے دوستو میرے جب کبھی تم آب سرد و خوشگوار پیا تو پیاس شہید مظلوم حسین کی ضرور یاد کر لینا۔ یا "پانی پیو تو یاد کرو پیاس حسین کی" یا "سبیل ہے پیاسے حسین مظلوم کی" وغیرہ اسی طرح سے تحریر تھیں انجمن سبطینہ میں ایک طرف کو ہندو سبیل بھی تھی جسمیں ہندو اصحاب پانی [illegible]

۳ بجے کربلا کے احاطہ میں نماز ظہرین بجماعت مولانا السید محمد ہادی صاحب مجتہد و مجلس ہوئی جسکے بانی نواب سید خادم حسین خانصاحب رئیس مصور رہیں اور تبرک نہایت کشادہ پیشانی سے تقسیم فرماتے و عزاداری نہایت حوصلہ سے دے رہے ہیں شب کو نماز مغربین بجماعت جناب نجم الملۃ والدین مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ کے ہوئی و مجلس ہوئی۔ نواب مغفور مرزا صاحب و نواب تقی صاحب و کشمیری علم یہ تینوں علم و تعزیہ نہایت سبیلی بڑے اہتمام کیساتھ اٹھتے ہیں ہاتھیوں کا جلوس و بادشاہی گھوڑے و بڑے سوار و ذوالجناح و تعزیہ و علم و مجمع یہ منظر نہایت سبیلی ہوتا تھا۔

اڈیٹر۔ جناب مسٹر [illegible] صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کے انتظام میں محرم و چہلم بخیر گذر گیا اور کسی جھگڑے کی خبر نہیں آئی۔ مگر سنیوں کا عزاداری کی اس معمولی رسم سے کنارہ کشی ضرور قابل افسوس ہے۔ (مشرق)

اصلاح: اب اہلسنت اپنی اصلیت ظاہر کر رہے ہیں کہ انکو اہلبیت رسالت سے کوئی تعلق نہیں ہے جب تک شیعوں کی سلطنت یا کسی قسم کا تسلط رہا تعزیہ دار رہے جب سے شیعہ کمزور ہونے لگے اصلی حالت کھلنے لگی۔ اڈیٹر

ہوشیار اور دور بین آدمی تھا۔ یہ بیان کرکے کہ عثمان کا قتل علیؑ کے اشارے سے تھا

فیہا فکلاہما غیر غضبانین ولا راضیین شورایتہما یعنکان وقر قاجاء فی عمر فسیبت معہ وقلت یغفر اللہ لک اغضبت قال فلشار الی علی وقال واللہ لولا دعا بہ فیہ ما شککت فی ولایتہ وان ترغمت علی رغم انف قریش منتخب جلد ۵

وہ جو کبھی ہم اطاعت بھی کرتے ہیں۔ پھر فتنہ میں ڈالیں۔ عمر نے کہا کیا تم اسکو پسند کرتے ہو حضرت علیؑ نے کہا نہیں مگر ہم تمکو یاد دلادیں گے وہ بات جسکو تم بھول گئے ہو۔ یہ کلام سنکر عمر ہماری طرف (مغیرہ) متوجہ ہوئے اور کہا کہ چلے جاؤ جو باتیں ہلوگوں کی حالت غیظ وغضب میں تھے سنی وہ کافی ہیں۔ مغیرہ

کہتے ہیں کہ ہم تھوڑی دور علحدہ ہوگئے۔ مگر اس خیال سے نزدیک ہی رہے کہ کچھ بات نہ رہ جائے اسکے بعد کچھ دیر تک دونوں آدمی باتیں کرتے رہے۔ مگر وہ باتیں نہ تو بے غصہ کی تھیں نہ پوری رضامندی کی۔ پھر دونوں ہنستے ہوئے چلے گئے۔ عمر کے ساتھ ہم بھی آئے تھوڑی دیر کے بعد عمر سے کہا کہ آج تم غصہ ہوگئے۔ عمر نے اشارہ کیا حضرت علیؑ کی طرف اور کہا قسم خدا کی اگر ان میں مزاح نہ ہوتا تو مجھکو ذرہ برابر بھی شک ان کی ولایت میں نہ ہوتا اگرچہ قریش کی ناک رگڑی جاتی۔

اسی ایک واقعہ سے سمجھ لیجئے کہ خلافت کے ساتھ کیا خیالات تھے۔

مصنف کو دھوکا ہوا کہ وہ ان امور کو بنی ہاشم کی طرف نسبت کرتے ہیں کیونکہ بنی ہاشم تھا جو اکو ان خلافتوں کو ناحق کہتے تھے نہ صرف بنی ہاشم بلکہ تمام صحابہ جو دیندار اور باایمان تھے اسی خیال میں تھے چنانچہ جب عثمان خلیفہ ہونے لگے ہیں اسوقت کے واقعات رکشی ڈالنے کو کافی ہیں۔

فقال عمار ان اردت ان لایختلف المسلمون فبایع علیا فقال المقداد بن الاسود صدق عمار ان بایعت علیا قلنا سمعنا واطعنا وقال ابن ابی سرح ان اردت ان لایختلف قریش فبایع عثمان منتخب تاریخ کامل جلد ۳

یعنی جب عبدالرحمن نے بروز بیعت مشورہ لیا تو عمار نے کہا اگر چاہتے ہو کہ مسلمانوں میں اختلاف

(۱۷)

مخالفت کا جھنڈا الگ کر دیا اور مسلمانوں میں اختلاف ڈالدیا کہ جاہلیت کے

نہو تو علی کی بیعت کرو مقداد نے اسکی تائید کی - ابن ابی سرح نے کہا کہ اگر چاہتے ہو کہ قریش
میں اختلاف نہو تو عثمان کو خلیفہ کرو
جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں کی خواہش یہ تھی کہ جناب امیر خلیفہ ہوں۔ مگر قریش
کی رائے اسکے خلاف تھی یہانتک کہ اوسی روز کہہ دیا گیا فقال عمار ایہا الناس ان
الله اکرمنا بنبیه واعزنا بدینه فانی تصرفون ہذا الامر عن اهل بیت
نبیکم۔ کہا عمار نے کہ خدا نے جو کچھ بزرگی ہمکو دی وہ اپنے نبی کے ذریعہ سے اور
دین اسلام کی بدولت عزت دی پھر کب تک اس خلافت کو تم لوگ اپنے نبی کے
خاندان سے پھیرتے رہوگے -
فقال المقداد ما رایت مثل ما اوتی اهل هذا البیت بعد نبیهم انی لا عجب
من قریش انهم ترکوا رجلا ما اقول لا اعلم ان رجلا اقضی بالعدل و
لا اعلم منه واللہ لو اجد اعوانا علیه مشـ کامل (۸۰)
یعنی کہا مقداد نے کہ میں نے ایسا ظلم کبھی نہیں دیکھا جو اس خاندان پر بعد رسول اللہ گذرا
تعجب ہے قریش سے کہ وہ ایسے شخص کو چھوڑ دیتے ہیں جو سب سے زیادہ عالم اور حق کیساتھ
فیصلہ کرنے والا ہے قسم خدا کی اگر میں مددگار پاتا (تو ضرور ان سے جہاد کرتا)
یہ واقعات بدیہی طور پر بتا رہے ہیں کہ ان دونوں خلافتوں کے مظالم نے مسلمانوں
کو گھبرا دیا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر تیسری خلافت بھی اسی قاعدہ سے ہوئی تو پھر ظلم کی
حد ہی نہ ہوگی - اسی لئے قبل اسکے کہ یہ خلافت قایم ہو اختلاف کا مادہ پورا جمع ہو چکا تھا اور
ایک ذرا سے اشتعال میں یہ آتش کیر مادہ پھیل جاتا -
گر جناب امیر نے یہاں بھی اوسی اصول سے کام لیا جو اصول آپکا پہلے تھا کہ محض خلافت
کے لئے جنگ رنج یہ مصلحت اسلام کے بالکل منافی ہے -
پھر ہمیں معلوم مصنف نے کن کتابوں سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بنی ہاشم نے لوگوں کو مخالفت
پر ابھارا گیا تھا؟ کیونکہ وہ تو ابتدا سے ان خلافتوں کو ظالمانہ اور ناجائز جانتے تھے مگر کبھی یہ نہ

اصول کے موافق جب مین پھر تلوار کھنچ گئی اصحاب جمل متعدد لڑائیون مین اگرچہ معاویہ علی پر غالب نہ آیا مگر مغلوب بھی نہ ہوا اسیوجہ سے یعنی کہ بنی ہاشم کی ریاست سے بنی امیہ کی سرتابی کو کچھ زیادہ طول نہ ہوا تھا کہ علی کو بھی قتل کر دیا پس اسوقت معاویہ کو پورا غلبہ ہوگیا اور حسن سے جو حسین کے بڑے بھائی تھے اور محمدؐ کے پانچوین خلیفہ تھے صلح کر لی[16] اور محمدؐ کی جانشینی دوبارہ بنی امیہ مین مسلم ہوگئی۔ ادھر تو معاویہ کو اقتدار حاصل ہوا اور ادھر اُس نے بنی ہاشم کی قوتون کو ضعیف[17]

کیا کہ اسکے لئے خونریزی ہوئی جس سے اسلام تباہ ہوا بلکہ خود خلیفہ کے ذاتی اخلاق نے تمام مسلمانون کو برانگیختہ کر دیا تھا اور زیادہ تر وہی صحابہ اس مین ساعی تھے جنکے اتفاق نے اصول ڈیموکریسی کو [illegible] الیکشن کا ایجاد کیا تھا جس سے وہ خرابیان پیش آئین کیونکہ اسکے کوئی چارہ نہ رہا کہ اوسی شخص کو خلیفہ مانین جسے رسول اللہ نے خلیفہ بنایا تھا۔ گر چونکہ یہ خلافت اون کے ذاتی اغراض کے خلاف تھی اسلئے سب سے زیادہ وہی مخالف ہوئے جنہون نے سب سے پہلے بیعت کی تھی۔

(۱۵) گر سب سے پہلے اس میدان مین ابوبکر کی بیٹی عائشہ نکلین اور ابوبکر کے دونون داماد طلحہ۔ زبیر جو کسی طرح نہ چاہتے تھے کہ رسول اللہ کی خلافت خاندان رسالت مین جانے پائے۔ مگر یہ قصہ بہت جلد فرو کر دیا گیا طلحہ کو خود عثمان کے داماد مروان نے قتل کیا کیونکہ خون عثمان کا بھاری بوجھ اسی کی گردن پر تھا پھر زبیر مارے گئے اور عائشہ بھی گرفتار ہوئین مگر حضرت علی نے اون کو عزت کے ساتھ مدینہ بھجوایا۔ اسکے بعد معاویہ لڑنے پر آمادہ ہوا جسکو اسی روز کیلئے عمر نے شام کا مستقل حاکم بنایا تھا اور برابر عزت افزائی کرتے رہے۔

(۱۶) کیونکہ معویہ نے حضرت کے تمام لشکر کو رشوت دیکر آمادہ فساد کر دیا تھا جس سے اسدرجہ حضرت کو مصیبتون سے سامنا کرنا پڑا کہ نہایت بے بسی کی موت سے حضرت شہید ہوئے۔

(۱۷) بنی ہاشم کی قوت کو تو خود عمر توڑ چکے تھے چنانچہ مولوی شبلی صاحب الفاروق مین لکھتے ہین حضرت عمر کی سطوت نے بنوہاشم کے ادعا کو گو دبا دیا لیکن بالکل مٹا نہین سکتے تھے حضرت امیر [illegible] پھر عثمان نے بھی اسی قوت کو توڑنا چاہا یہانتک نوبت آئی کہ حضرت علی نے کہہ دیا اگر عثمان [illegible] ہم اپنا [illegible] تاریخ صغیر بخاری صفحہ

(۱۴)

کرنے کے لئے علی کوشش شروع کی اور اُن کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نابود کرنے کے

پھر معاویہ کیون نہ اوس عمارت کو پورا کرتا جسکی بنیاد خلفاء سابق ڈال چکے تھے او. اسی لئے معویہ شام کا صوبہ دار بنایا گیا تھا کہ اگر خلافت کسی طرح حضرت علی کے ہاتھ نہ لگ جائے تو یہ پورے دم خم سے مخالفت پر قائم ہو جائے۔

مصنف مضمون کی نظر۔ اس حیثیت سے نہین ہے کہ اسلام دین حق ہے لہذا وہ ان تزامات کو بنی امیہ و بنی ہاشم کے خاندانی جنگ پر زیادہ محمول کرتے ہین کیونکہ وہ فلسفیانہ نظر سے دیکھتے ہین۔ اور جو لوگ اہل اسلام ان واقعات پر بحیثیت اسلام نظر کرتے ہین لہذا ہم یہہ نہین لکھتے کہ بنی امیہ نے صرف بنی ہاشم کو نیست و نابود کرنا چاہا بلکہ یہ لکھتے ہین کہ اصل اسلام کو مٹانا چاہا جو بنی ہاشم کے نیست و نابود ہونے کو لازم ہے۔

ہم اون اقوات سے یہان نہین بحث کرتے جسمین فریقین باہم صف آرائیان ہوین اور چند ماہ تک صفین مین خونریزی رہی کیونکہ معویہ ضد ر طالب [illegible] تھا اوسکے لئے وہ جو کچھ نہ کرتا کم تھا۔

(۲۰)

فراسلام کے مٹنے کی پہلی تدبیر یہ کی کہ ان معویہ [illegible] قنت سب علیا وابن عباس والحسن والحسین والاشتر [illegible] مستدرک جلد [illegible]

یعنی معویہ نماز کے قنوت مین لعنت کرتا تھا حضرت علی و ابن عباس اور امام حسن و حسین اور مالک اشتر پر۔

اور عقد ابن ربہ مین ہے فلما مات [illegible] علی المنبر وکتب الی عماله ان یلعنوه علی المنابر ففعلوا [illegible]

یعنی سعد بن ابی وقاص کے مرنے کے بعد معویہ نے اپنے تمامی عمال کو لکھ بھیجا کہ تمامی منبرون پر حضرت علی پر لعنت کی جائے جسکی سب نے تعمیل کی۔

ونقل ابو عثمان الجاحظ فی کتابہ الرد علی الامامیة ان معویه کان یقول فی آخر خطبته اللهم ان ابا تراب الحد فی دینک وصد عن سبیلک فالعنه لعنا وبیلا وعذبه عذابا الیما قال وکتب بذلک الی الآفاق فکانت هذه الکلمات یشار بها

واسطے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا حسینؑ اس وقت اگرچہ اپنے بڑے

علی المنابر الی ایام عمر بن عبد العزیز منہ نصائح

یعنی معویہ آخر خطبہ مین کہا کرتا کہ خداوندا ابوتراب (حضرت علیؑ) نے دین مین الحاد کیا اور تیری راہ سے لوگون کو روکا تو اوس پر لعنت کر اور عذاب الیم۔ اور اس مضمون کا فرمان تمامی ملک مین جاری کیا جس سے ہر جگہ منبرون پر یہی کلمات کہے جانے لگے۔

وروی ابو الحسن المدائنی فی کتاب الاحداث قال کتب معویہ نسخة واحدة الی عماله بعد عام الجماعة ان برئت الذمة ممن روی شیئا من فضل ابی تراب و اهل بیته فقامت الخطباء فی کل کورة وعلی کل منبر یلعنون علیا ویبرؤن منه وکتب معویة الی عماله فی جمیع الآفاق ان لا یجیزوا لاحد من شیعة علی شهادة وکتب الیهم ان انظروا من قبلکم من شیعة عثمان ومحبیه واهل ولایته الذین یروون فضائله

یعنی معویہ نے بعد سنہ جماعت عام فرمان اس مضمون کا جاری کیا اپنے تمامی عمال کے نام کہ اوس شخص کا خون حلال ہے جو کوئی روایت فضیلت ابوتراب مین یا اون کے خاندان کے بارے مین روایت کرے پس سے ہر ہر مقام پر خطیبون نے جناب امیرؑ پر لعنت کرنا شروع کیا اور تبرا کرنا۔ دوسرا فرمان معویہ نے اس مضمون کا جاری کیا کہ جو شخص شیعہ علیؑ ہو اوس کی گواہی نہ مقبول کرو۔ اور جو لوگ فضائل عثمان بیان کرین اون کی عزت افزائی کرو انعام دو اور اون لوگون کا نام لکھکر دربار خلافت

مین بھیجو۔ لما کان یبعثه الیهم معویه من الصلات والکساء والحباء القطائع ویفیضه فی العرب کیونکہ معویہ ہر شخص کو تمام انعام واکرام دیتا جائزہ۔ اور جاگیر عنایت کرتا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو شخص فضیلت عثمان مین کوئی حدیث بناتا وہ مقرب سلطان ہوتا۔

ثم کتب الی عماله ان الحدیث فی عثمان قد کثر وفشا فی کل مصر وکل وجه وناحیة فاذا جاءکم کتابی هذا فادعوا

یعنی تیسرا فرمان اس مضمون کا جاری کیا کہ عثمان کے بارے مین بہت حدیثین بن چکیں اب تمامی صحابہ وخلفاء اولین

(۳۱)

بھائی حسن فرمانبردار تھے تاہم بنی امیہ کی اطاعت مین شریک نہ تھے۔ اور حضرت

الناس الی الروایة فی فضائل الصحابة
والخلفاء الاولین ولا تترکوا خبرا یرویه
به احد من المسلمین فی فضائل ابی تراب
الا واتونی بمناقض له فی الصحابة

کے بارہ مین حدیثین بناؤ کہ یہ سب سے
زیادہ میری خوشی کا باعث ہے اور جو حدیث
فضیلت جناب امیرؑ مین کوئی روایت کرے
اوسی کے مثل فضیلت صحابہ و خلفا مین

حدیثین بناؤ پھر نہ پوچھو کہ وضعی حدیثون کی کیسی کثرت ہوئی۔

اس واقعہ کی تصدیق اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ مین لکھتے ہین فلما رأت البکریة ما صنعت الشیعة وضعت لصاحبها احادیث فی مقابلة هذه الاحادیث نحو لو کنت متخذا خلیلا فانهم وضعوه فی مقابلة حدیث الاخاء ونحو سد الابواب فانه کان لعلی فقلبته البکریة الی ابی بکر۔ ونحو ائتونی بدوات وبیاض اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف علیه اثنان ثم قال یابی الله والمسلمون الا ابا بکر فانهم وضعوه فی مقابلة الحدیث المروی فی مرضه ائتونی بدوات وبیاض اکتب لکم کتابا ما لا تضلون بعده ابدا فاختلفوا عنده

کہ قائلین امامت ابوبکر نے جب شیعون کا استدلال دیکھا حدیثون سے تو اوسکے مقابلہ مین اونہون نے بھی ابوبکر کے لئے حدیثین بنائین۔ چنانچہ حضرت علیؑ کیلئے جو یہ حدیث مشہور تھی کہ رسول اللہ نے آپکو اپنا بھائی مقرر کیا۔ تو اوسکے مقابلہ میں ابوبکر کے لئے یہ حدیث بنائی کہ اگر ہم کسی کو اپنا خلیل بناتے تو ابوبکر کو خلیل کرتے۔

حضرت علیؑ کے لئے یہ حدیث تھی کہ مسجد کے دروازے سبکے لئے بند کردو باستثنائے حضرت علیؑ تو ابوبکر کے لئے یہ حدیث بنی کہ اونکے لئے خوخہ چھوڑ دو حالانکہ بالاتفاق ابوبکر کا کوئی مکان ہی مسجد کے پاس نہ تھا جسکے لئے روزن رکھا جائے۔

حضرت علیؑ کے لئے یہ حدیث تھی کہ رسول اللہ نے حکم دیا کہ دوات لاؤ کہ میں وصیت نامہ لکھدون جسکے بعد پھر کوئی گمراہ نہ ہو تو اسکے مقابلہ مین ابوبکر کے لئے یہ حدیث بنائی گئی کہ لاؤ میں ابوبکر کا

ظاہر بظاہر اُن کی (بنی امیہ) مخالفت بھی نہ کرتے تھے حسینؑ نے بالاعلان کہدیا تھا

نام لیتے ہیں کہ ہمیں دو آدمی بھی اس بارہ میں اختلاف کرین۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن اثیر جو مشاہیر علمائے اہلسنت سے ہیں جامع الاصول مین لکھتے ہیں ولا تصدق الشیعة بنقل النص علی امامة علی کرم اللہ وجہہ والبکریة علی امامة ابی بکر لان ہذا وضعہ احاداً واختلقوہ ثم کثر الناقلون فی عصرہ وبعد فی الاعصار فلذلک لم یحصل التصدیق۔

جو حدیثین شیعہ بطور نص خلافت جناب امیرؑ نقل کرتے ہیں۔ یا بکریہ امامت ابوبکر کے بارہ مین روایت کرتے ہین اون مین سے کسی کی تصدیق نہ کرو کہ پہلے ایک ایک آدمی نے وہ حدیثین وضع کین پھر وہ پھیل گئین ہر زمانہ مین جس سے اون کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔

علامہ شوکانی فوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ مین لکھتے ہین وقد روی من طرق ضعیفة جدا اباب مناقب الخلفاء الاربعة واہل السنة وسائر الصحابة عموما وخصوصا ومناقب غیرہم ملتنا

یعنی فضائل خلفائے اربعہ و اہلسنت و سائر صحابہ مین خصوصاً و عموماً بہت سی وضعی حدیثین بنائی گئین۔

(۲۲۳)

ثم کتب الی عمالہ نسخة واحدة الی جمیع البلدان انظروا من قامت علیہ البینة انہ یحب علیا واہل بیتہ فامحوہ من الدیوان واسقطوا عطاءہ ورزقہ وشفع ذلک بنسخة اخری من اتہمتموہ بموالاة ہولاء القوم فنکلوا بہ واہدموا دارہ فلم یکن البلاء اشد واکثر منہ بالعراق ...

یعنی جو دوسرا فرمان معاویہ نے جاری کیا کہ جس شخص کی نسبت معلوم ہو جائے کہ وہ محب علیؑ ہے اوسکا نام دیوان سے کاٹ دو اور وظیفہ اوسکا بند کر دو۔ اسکے ساتھ دوسرا رقعہ تھا کہ اگر کوئی کسی شخص پر تہمت بھی لگائے کہ یہ شیعہ ہے تو اوسپر عذاب کرو اور گھر اوس کا گرا دو۔ اسلئے یہ بلا سب سے زیادہ عراق پر نازل تھی۔

لہ یہی آپ آنکھ اوٹھا کر دیکھیے تو اہلسنت مین صدہا فرقے ہوگئے ہین ایک دوسرے کے دشمن

کہ مین خدا کی راہ مین عنقریب قتل کیا جاؤنگا۔ اور مین ناحق بات کی پیروی

نہین کرونگا اسوجہ سے بنی امیہ کو اون کی جانب سے اندیشہ تھا یہانتک کہ

اس کشمکش نے طول کھینچا کہ وہ زمانہ آگیا کہ حسن اور معاویہ نے رحلت کی

اور یزید معاویہ کا جانشین قرار پایا یعنی بطور اصول ولیعہدی کے اسکی جانشینی ہوئی (۱۸)

مگر شیعون کے بارہ مین متفقہ کوشش اون کی یہی ہے کہ مجموعی حیثیت سے انکو مٹا دیا جائے

یہ اوسی تعلیم معویہ کا اثر ہے جو کسی طرح مٹ نہین سکتا۔

معویہ نے اس بارہ مین اسدرجہ کوشش کی کہ اب بیعت بھی اسپر ہوتی چنانچہ عقد الفرید مین ہے

فقد معویہ بالکوفہ فبایع الناس علی البراءۃ من علی ابن ابیطالب رضی اللہ عنہ

یعنی معاویہ بیٹھا بیعت لینے کے لئے اس شرط پر کہ حضرت علیؓ سے تبرا کرین۔ یہانتک نوبت

پہونچی و ... ایضاً ان قوماً من بنی امیہ قالوا لمعاویہ یا امیر المومنین

قد بلغت ما املت فلو کففت عن ھذا الرجل فقال لا واللہ حتی یربوا

علیہ الصغیر ویھرم علیہ الکبیر ولا یذکر لہ ذاکر فضلاً ...

یعنی ایک قوم نے ... معویہ سے کہا کہ اے امیر المومنین اب تو تم اپنی مراد کو پہونچ گئے

ہو ... اب اس مرد ... سے اگر ... تو اچھا ہے معویہ نے کہا لا واللہ جب تک بچے اس

... پرورش نہ پائین ... بڑے لوگ اسی عقیدہ پر ... نہ ہو جائین کہ پھر کوئی فضیلت علیؓ

کا ذکر کرنے والا نہ رہے۔ ایسے ہزارہا واقعات ہین جنکا احصا محال ہے۔

بعض واقعات کی طرف مصنف نے اشارہ کیا ہے ... تو معویہ کو ... حاصل ہوا اور اوسنے

اسے بنی ہاشم کی قوتون کو ضعیف کرنیکے لئے عملی کوشش شروع کی " تھیہ اتمام کو پہونچا دیا۔

(۱۸) حق تو یہ ہے کہ الیکشن باقاعدہ تو کبھی نہوا۔ ابوبکر کی بیعت پر ہر طرف سے اختلاف تھا صرف

عمر و ابوعبیدہ کی بیعت نے سبکو خاموش کر دیا۔ عمر کی خلافت بالکل اصول ولیعہدی پر ہوئی وہ بھی

بلیعہ راز کہ سربمہر لفافہ پر سب کی بیعت لی جائے۔ عثمان کی خلافت نہ الیکشن کے اصول پر ہوئی

نہ اصول ولیعہدی پر بلکہ صرف اس اصول پر کہ عبدالرحمان نے خلافت مین یہ شرط لگا دی کہ کتاب

وسنت کے علاوہ سیرت شیخین کی متابعت بھی ضروری ہے جس سے حضرت علیؓ نے بالکل انکار کر دیا۔

پڑھنے والا بستا اور یہ تمنا کرتا کہ اگر میں مرثیہ کہنا جانتا تو وہ بھی اپنے بھائی زید بن خطاب کا مرثیہ کہتے دیکھا ہوگا
دیگر صحابہ نے بھی جناب رسول خدا کے غم میں مرثیہ کہا ہے اور پڑھا ہے۔ یا اگر مرثیہ خوانی سے آپکا مقصود
یہ ہو کہ جناب حسین مظلوم ہیں تو اولا بروز عاشورا حضرت موسیٰ کو خود خدا نے اس عمل کی تاکید
فرمائی جیسا کہ توریت سے دکھایا گیا ہے۔ بعدہ خود رسول اللہ نے حسین کے غم کا بار بار ذکر کیا ہے اور
اوسیہ روئے ہیں جبرئیل نے حسین کی مرثیہ خوانی کی ہے اور رسول سنکر روئے ہیں آپکو حدیث
لا تستاکل کا تو خیال رہی کہ اوسکو زبردستی بیچارے مرثیہ خوانان حسین غریب کے حق میں لگا دیا مگر
آیہ شتروا بآیات اللہ ثمنا قلیلا فصدوا عن سبیلہ انہم ساء ما کانوا یعملون نہیں
خیال رہا اور دون حافظوں کے حق میں جو تراویح پڑھانیکا پیشہ کرتے ہیں کچھ نہ فرمایا ہمکو تو آجتک
کوئی مرثیہ خوان ایسا محتاج و دلیل نظر نہ آیا جیسا کہ اس پیشہ والے حافظ دکھائی دیتے ہیں علاوہ
محتاج ہونے کے انہ ساء ما کانوا یعملون کی تصدیق اونکے تھوڑے ہی دن میں نابینا ہو جانے
یا بصارت میں فرق آجانے سے ظاہر ہوتی ہے آپنے بھی اسی اخبار میں جا بجا حسین کے
مصائب کلمات و روایات پڑھ جاتے ہیں یہی حسین کی مرثیہ خوانی ہے تو کیا آپکا یہ فعل یا
دیگر مضامین متعلق رسول یا اصحاب یا اہلبیت لکھکر شایع کرنا اور اس ذریعہ کمانا حدیث لا
تستاکل بنا الناس میں داخل نہیں ہے دیکھئے ایک بڑی مرثیہ گو خنسا بھی تھی جس کی
تنخواہ حضرت عمر نے بیت المال سے مقرر کی تھی۔

اڈیٹر صاحب یہ عذر کسی کام کا نہیں کہ جو نیشاپور کے قریب لکھتے ہیں کہ وہاں کوئی شخص جہد
کو مسجد میں منبر پر مرثیہ پڑھنے لگا لوگ تو واقعہ نہ معلوم بیسنگدل تھے کہ بعد ان سختیوں
سنکر اونکے دل متاثر نہ ہوتے تھے۔ ذاکر صاحب سنگریزے اپنے دامن میں جمع کئے رکھتے
تھے چراغ گل کر دیا جاتا تھا سامعین کو اوسی کنکر پتھر سے مارنا شروع کرتے تھے جب اون لوگوں
کو چوٹ لگتی تھی تو کوئی کہتا تھا ہائے میرا سر کوئی کہتا تھا ہائے میرا بازو کوئی کہتا تھا ہائے میری
پیٹھ۔ یعنی وہ اپنی جان کو روتے تھے حسین سے کوئی علاقہ نہ تھا اس سنگدلی سے
اور مسجد میں مجلس ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مجلس جو اہل سنت کی تھی دوستداران
اہلبیت کی نہ تھی دوستداران حسین مجلس عزا مسجد میں نہیں کرتے ہیں بلکہ ایک امام باڑہ

طور و عزاخانہ قائم کرتے ہین - اور نیشاپور کا کیا مذکور ہے ہمین دیکھ لیجیے دوستداران حسین اور
عوام الناس کی تعزیہ داری مین کتنا فرق ہے - دوستداران حسین اپنے تعزیہ کب تھے وہ روتے
پیٹتے جاتے ہین - عوام الناس کے تعزیہ کے ساتھ لاٹھی سونٹا لڑکا بچہ ہی ا پیٹ سب کچھ ہوتا ہے
اس کنکر پتھر پھینکو مزاج النبوت کی ایک حدیث یاد آئی یعنی جب آیہ لاترفعوا اصواتکم
فوق صوت النبی الخ نازل ہوا تو حضرت ابوبکر اپنے دامن مین کنکر پتھر جمع کر لیا کرتے تھے
اور جناب رسولخدا کے سامنے بیٹھتے تھے تو اپنے منہ مین خوب کنکر پتھر بھر لیتے تھے غرض ہر سخن
موقع و ہر نکتہ مقامے دارد -

اس زمانہ کی تہذیب کے مطابق کنکر پتھر پھینک کر مارنا یا منہ مین بھر کر ایسے جلیل القدر کے سامنے
بیٹھنا دونون آداب انسانیت سے خارج ہے بلکہ نیت مسخرا پن ہے -

دیکھو صفحہ ۲۹۵ جلد دوم المعلم ترجمہ صحیح مسلم - ابوہریرہ نے کہا کہ حبشی رسولخدا کے پاس اپنے تیرون سے
کھیلتے تھے اذ دخل عمر فاھوی الی الحصباء یحصبھم جب عمر وہان ہونچے اونکے مارنیکے
لیے کنکر اوٹھانیکو جھکے حضرت نے منع فرمایا دعھم یا عمر - وہ حبشی مسجد کو گھر ہو گیا کہ ناچ رہا تھا
وہ مسجد مین تھے اور رسول کے گول پر بی بی عائشہ کا گال تھا وہ اون دونون کا مسجد مین
تماشہ دیکھتی تھین نعوذ باللہ من ذالک -

دوسری روایت کتاب المعلم بابت دروغ بگو دن راوی - خود بی بی عائشہ فرماتی ہین -
میرے پاس دو لڑکیان گانیوالی تھین فدخل ابوبکر فانتھرنی وقال مزمارة الشیطان
عند رسول اللہ اوسوقت ابوبکر آئے اور مجھے جھڑکا کہ یہ شیطان کی تان رسولخدا
کے پاس حضرت نے فرمایا انکو چھوڑ دو یعنی گانے دو - مگر ابوبکر صاحب کب مانتے ہین - خود کہتے
ہین فلما غفل غمزتھما فخرجتا یعنی جب حضرت غافل ہوگئے مین نے اون دونونکو ایسے
چٹکی - کہ وہ نکل گئین - بقول قاضی - اون لڑکیون کا گانا اشعار جنگ اور فخر اور شجاعت
اور ظہور غلبہ کا تھا - اسمین دو دو لڑکیون کے فسانکا وہم بھی نہ تھا وہ گانا کر ذکر بعاث کی لڑائی
کرتی تھین اوس صحبت سے اون دونون خادمونکو بہ کیسی خفگی لیکر نکال دیا - وہان نیشاپور
کے قریب کے گاؤن مین کوئی ذاکر صاحب ممبر پر سامعین کے مارنیکے لئے کنکر پتھر جمع رکھتے تھے -

بیت المال کے تحت میں لکھا۔ اس بیت المال کا وجود رسول کے وقت میں نہ تھا۔
عہد ابوبکر میں ایک مکان بیت المال کے نام سے قائم کیا گیا مگر چونکہ وہ زمانہ قریب بہ
زمانہ رسول تھا دفتر اس جدید کا انعقاد دشوار تھا۔ بنا بر ایں حسب مصالح
سلطنت چھوڑ دیا گیا یا وہ ادبیر عمل درآمد نہ کیا گیا چنانچہ جب ابوبکر کا انتقال ہوا
تو بیت المال میں بمشکل صرف ایک درہم تھا عمر کے وقت میں پوری طرح
بیت المال بر سر مقام پر قائم ہو گیا اور خزانہ مرہ اوس میں جمع ہونے لگا۔
عمال اور مخصوصین مثل حضرت عائشہ و حفصہ و زبیر وغیرہ کی بیش قرار تنخواہیں
مقرر ہو گئیں۔ سب سے زیادہ تنخواہ معاویہ حاکم شام کی بارہ ہزار دینار ماہواری
تھی۔

یہ بھی نہایت تعجب کی بات ہے ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ فاروق اعظم کے گھر میں
شب عید کو کھانے کے لیے تو سوکھی کھجوروں کے چند خوشے موجود تھے مگر لڑکوں
کے لیے کپڑے نہ تھے اور بیت المال سے قرض طلب کرنے پر خازن بیت المال نے
عذر کیا کہ کیا معلوم آپ کب تک زندہ رہیں گے۔ یہ عجب عذر ہے۔ اگر یہ عذر صحیح ہو
تو بیت المال کا اسی ہزار درہم کیونکر قرض ملا اور کس نے دیا جس کی ادائیگی
کے لیے اپنے مرتے وقت وصیت کیا تھا۔ اور اگر ایسے محتاج تھے تو اون کے
غلام نے جیسے کہا تھا کہ وہ شخص کیونکر قرضدار ہو سکتا ہے جس کے ایک وارث نے
اپنا حصہ لاکھ درہم کو بیچا ہو۔ اور یہ عجب ہے کہ حضرت حفصہ کو بیت المال سے دس
ہزار درہم مشاہرہ ملتا تھا کوئی بال بچہ نہ رکھتی تھیں۔ کیا باوجود صحبت نبی اونکا
اخلاق اسکا مقتضی نہ تھا کہ اپنے والد بزرگوار اور اوس وقت اہل و عیال کی خبر
لیتیں؟

الغرض بعد عمر کے وہ بیت المال عثمان کے قبضہ میں آیا جس سے بنی امیہ مالا مال
ہو گئے۔ یہ امر تو بنی امیہ دیکھ چکے تھے کہ قبل اسلام میں وہ [illegible] ہو چکے عمر تلوار کھینچ
خود رسول کے شہید کرنے کے لئے دیوانے بنے ہوئے تھے اور بعد وفات رسول جناب

فاطمۂ کا گھر جلانے کیلئے نار و حطب لیکر گئے جس سے اس گھر کی عظمت مطلقاً بنی امیہ
کی نگاہون مین نہ رہی۔ ایک طرف وہ حشمت و دولت دوسری جانب یہ
بیجا۔ گی کہ نان شبینہ کو محتاج ان کے تمام حقوق بند کردئے گئے اپنی حین حیات مین
جو رسولخدا نے اون کی اوقات بسری کے لئے فدک عطا فرمایا تھا وہ ضبط کرلیا گیا
ایسی حالت مین ان غریبون کا کون ساتھ دے۔ بعد عثمان کے حضرت علیؑ کے ہاتھ مین
جب مدینہ کا بیت المال آیا تو آپنے حسب دستور رسولخدا صلعم مساوی عام
مسلمانون پر تقسیم کردیا اسوجہ سے وہ مشاہرہ دار لوگ حضرت سے برگشتہ ہوگئے
معاویہ نے وہی انتظام بیت المال جو عمر کے زمانہ سے تھا قایم رکھا اور خون عثمان کے
حیلہ سے علم بغاوت بلند کیا بہ طمع مال سب اوس کی جانب مائل ہوگئے اہلبیت
سب کی نظرون سے گرگئے مالی سلطنت کے مقابلہ مین روحانی سلطنت کو کون مانتا
نتیجہ یہ ہوا کہ بقول ایڈیٹر صاحب سنہ ۶۰ھ مین یہی بیت المال جسکی آمدنی تمام اہل اسلام
کے فوائد سے مخصوص تھی جب یزید کے قبضہ مالکانہ مین آیا تو بنی امیہ کو جن کی نظرون
مین اہلبیت حقیر کردئے گئے تھے خاندان رسول کے تلوارون سے صاف کرنے
مین اور راون کے گھر کو پھونکدینے مین کوئی باک نہ ہوا ؎

عاشور کو کربلا مین گھر زہراؑ کا — ایسا اجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

ضمیمۂ ۱۲ جنوری سے لغایت ۲۶ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء ایڈیٹر صاحب نے جو کچھ غم حسین
سبط رسول الثقلین کی نسبت لکھا اوسکا منشا ناظرین بخوبی واضح ہوچکا کہ در
پردہ کوئی دقیقہ اسکی [illegible] کا یا توہین و تضحیک کا اوٹھا نہین رکھا ہے۔ مگر اب ہم
بہت ممنون و مشکور ہین کہ آخر انصاف کو ہاتھ دیا چنانچہ ۲ فروری سنہ ۱۹۱۰ء کے اخبار
مین لکھتے ہین "اذا ظہر الحق خود مذہبی [illegible] کے بھی معترف ہین کہ حقا کہ بنائے
لا الہ است حسین۔ اور اسی پرچہ مین لکھتے ہین کہ یہ ہرگز صحیح نہین ہے کہ ابتداءً
واقعہ کربلا کو شہرت دینے والا وہی گروہ ہے جسکو وکیل باغی کہتا ہے واقعہ کربلا
کی شہرت دینے والی تاریخ تھی اور اوسپر ماتم کرنیوالا خود اسلام تھا تمام بزرگان

اسلام نے اس ماتم میں حصہ لیا ہے کمیت ابن زید الاسدی کی کتاب ہاشمیات مصر میں
چھپ گئی ہے اوس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ شروع شروع میں اسلامی دنیا نے اس
غم والم میں کتنا حصہ لیا ہے" پھر لکھتے ہیں "تعزیہ داری کے ابتدائی اور اصلی مقاصد
بُرے نہ تھے اور نہ کوئی انصاف پسند اس دردناک اور موثر خیز طریقہ کو بُرا کہہ سکتا
ہے۔ بُری بات یہ ہے کہ اسکے ساتھ اتنی بدعتیں شامل کرلی گئی ہیں جس سے مہذب
دنیا کو اسلام کی تحقیر کے لئے اچھا بہانہ ملگیا ہے۔ وکیل انہیں بدعتوں کا مخالف ہے
ورنہ اصل شے میں کسکو کلام ہوسکتا ہے"
اور صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں کہ "شیعے اکثر کھیل تماشا اور نمایش کے ایک بڑے حصہ سے
الگ رہتے ہیں اور اپنے اعتقاد کے مطابق رنج وغم میں حصہ لیتے ہیں۔ لیکن زیادہ
افسوس یہ ہے کہ سنی ان تمام مراسم کو کہنے کو تو کفر اور شرک اور بدعت کہتے ہیں مگر کرنے
کو بیشتر خرابیاں انہیں سے سرزد ہوتی ہیں" اس آخری منصفانہ فیصلے سے جو ہمارے
مہربان اڈیٹر وکیل نے کیا ہے ہم بھی اتفاق کرتے ہیں۔ ہماری تحریر کی غرض بھی محض
دل سوزی سے اظہار حق ہے۔ واللہ یہدی من یشاء

احقر سید غلام حسنین عفا اللہ ذنوبہ

نجات فنڈ

ایک سوال جامعہ قدیم کے مدرسہ سے جناب ممبئی مرزا محمد حسین صاحب بی اے کا آیا ہوا ہے۔ تسلیم

"میں آپکی چند کتابوں کا جو آپنے تبلیغ فرمائی ہیں ممنون ہوں جناب مولانا السید علی الحائری صاحب
قبلہ کی ہمت پر انکو مبارکباد دیتا ہوں جنہوں نے اکثر مفید مذہبی کتابوں کی تالیف و تصنیف
کرنے میں دکھلائی ہے خدا تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ بعدہ آپکی وساطت سے جناب مولوی
صاحب ممدوح کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جناب ایک مختصر کتاب تالیف فرماویں جس میں
مندرجہ ذیل مسائل پر عقلی اور نقلی دلائل سے بحث کی گئی ہے۔
(۱) اسلامی تواریخ کی رو سے ثابت کیا جاوے کہ معاویہ اور یزید کے زمانہ میں مسلمانوں کے اعتقاد
کیا تھے۔ ان میں کون کون سے قبیح رسوم جاری تھے۔ کونسی مذہبی تعلیم انکو دیجاتی تھی۔ اس کا

[illegible] اگر وہ اسی طرح جاری رہتے تو کیا کیا نتائج پیدا ہوتے۔

۲۔ اس وقت مسلمانوں اور اسلامی ممالک کے حالات اس قسم کے تھے جن سے اسلام کی کشتی منجدھار میں پڑ چکی تھی اور ایسے میں حالانکہ حسین علیہ السلام اپنا سر دینا پسند فرماتے یعنی بالفاظ دیگر وجوب شہادت ثابت ہو جواز شہادت نہ ہونے ثابت کیا جائے اور اگر امام حسین علیہ السلام شہادت کو منظور نہ فرماتے تو کیا نتائج پیدا ہوتے۔

۳۔ امام حسین علیہ السلام نے کربلائے معلی کیوں منتخب فرمایا کیا تاکہ کربلا کی اہمیت ہو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سید الشہداء نے تقیہ و حسبی لہ اعداء و دانستہ موت کے منہ میں گئے۔

۴۔ امام حسین علیہ السلام کیلئے یزید بیعت کیا معنی رکھتا تھا۔ اگر آنحضرت بیعت کرتے تو اسلام اور اہل اسلام پر اس کا کیا اثر پڑتا۔

غرض میری یہ ہے کہ آپ ایسے طریق پر امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے اسباب بتلائیں ضروری اور لازمی ہوں تاکہ منکرین و مخالفین کو بھی پسند ہو سکیں۔ سائل از حد خوش ہوگا اگر جہاں تک ممکن ہو سکے جلد اسکی تالیف پر ارشاد فرماویں اسی دس ہزار کاپی خرید کر و نگا اور امید ہے کہ ہر ایک تعلیم یافتہ شیعہ اس کی خریداری میں حصہ لیگا۔ والسلام

اصلاح۔ الحمد للہ ان مسائل کا نہایت مدلل جواب تیار ہو چکا ہے مگر گفتگو اشاعت میں ہے کہ اگر اصلاح میں شائع کیا جائے تو وہی لوگ دیکھینگے جو اصلاح کے شائق ہیں اور اگر علیحدہ چھاپا گیا جو مثل دیگر کتب و رسائل کے قیمت ادا کرتے ہیں تو صرف چند معدود شائقین تک پہنچیگا۔ لہذا میری رائے یہ ہے کہ چونکہ یہ مسئلہ اپنی نوعیت میں منفرد جداگانہ ہے اسلئے کم سے کم دس ہزار اسکو چھپنا چاہیے کہ ہر شخص کو مفت بلا قیمت دیا جائے جس سے امید ہے کہ صرف عزاداری امام مظلوم کو ترقی ہوگی بلکہ اسلامی دنیا میں ایک نیا انقلاب پیدا ہوگا اور ہزاروں بندگان خدا راہ حق پائینگے۔

اگر پانچسو روپیہ کا سرمایہ فراہم ہو تو امید ہے دس ہزار نسخہ اس کا مفت شائع ہو سکے۔

جن حضرات کو اس رسالہ سے تعلق ہو ان کو جلد متوجہ ہونا چاہیے۔ منجملہ اسکی چھپائی شروع ہو جائیگی اس رسالہ کا نام نجات الدارین لعزاء الحسین ہوگا اور مفت کا نام **نجات محمد**

اڈیٹر

ہاں صاحب آپنے جو گذشتہ پرچہ میں چیلنج کے معنی بتلائے ہیں اور [illegible] ان معنی سے ایڈیٹر صاحب
موصوف کا کیا غرض تھا اہل دانش سے مخفی نہیں۔
تو اسکے جواب میں آپ جناب ہی المکتوب کو ملاحظہ فرمائے جس میں آپنے یہ عبارت لکھی ہے "صدہا دفعہ ایڈیٹر اہلحدیث
کو چیلنج دیا گیا ہے کہ ایک مسئلہ بھی اہلسنت کے مسائل خاصہ سے اگر موافق قرآن ثابت کردیجئے تو ہم [illegible] پر طیار ہیں"
تو اب اہل دانش اس عبارت میں ہی غور کریں کہ ایڈیٹر صاحب کو چیلنج دیا گیا کس بات کا
اسی بات کا نا کہ وہ کوئی مسئلہ اپنا قرآن کے موافق ثابت کردیں [illegible] بات کا ثبوت دیتے
کاش ایڈیٹر صاحب کوئی مسئلہ بھی شیعوں کا [illegible] ہوتا تو ہمیں یہ بات بھی [illegible]
وقت ہے یا نہیں۔
پھر لکھتے ہیں "نہیں چونکہ آدمی ہو یا [illegible] ممکن نہیں کہ شیعہ [illegible] مذہب کی کمزوری
مخفی ہو اسلئے لازم ہے کہ وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوتے"
افسوس اب وہ زمانہ نہیں ہے کہ [illegible] اور سب [illegible]
رسول ہو یکا سمجھے لگے کیونکہ ہمارے اہلحدیث اب با فہم ہوگئے جو اسکو خوب سمجھتے ہونگے کہ کمزوری کس
میں ہے۔ کیونکہ بفرض اگر ہمنے کمزوری ہی کے سبب سے ایسا کیا ہوتا تو آپ تو اپنی شہزوری دکھا کر
ان پانچوں سوالونکا جواب دیدیتے تاکہ آپکی قوم کو معلوم ہوجاتا آپ کیسے شہزور ہیں کہ ذوالفقار
حیدر کرار کے مقابلہ میں بھی ڈٹ گئے۔

ایڈیٹر صاحب یہ ابلہ فریبی نہیں چل سکتی کہ چار برس سے تو آپ مدعی بنتے آئے اور اب یہاں آکر
مدعا علیہ ہوگئے۔ حالانکہ جو چیلنج آپنے نقل کیا ہے اوسمیں بھی یہی ہے "صدہا دفعہ ایڈیٹر اہلحدیث کو چیلنج
دیا گیا کہ ایک مسئلہ بھی اہلسنت کے مسائل خاصہ سے اگر موافق قرآن" ثابت کردیجئے تو ہم [illegible] دینے کو
طیار ہیں جس سے سارا بار ثبوت آپ ہی پہنا کیجئے یعنی فرمایئے کہ نہیں
پھر لکھتے ہیں "مگر ہم تو اپنے دعوی کے پکے ہیں حسب شرط ایڈیٹر صاحب پانچ مسئلونکے بابت ایک تو
مبلغ پچیس روپیہ مولوی صاحب موصوف یا اپنے ہی پیش کردہ مولوی وزیر حسن صاحب وکیل [illegible]
کے پاس جمع کرا کر امین صاحب کا خط ہمکو بھجوا دیں کہ مبلغ [illegible] ہمارے پاس آگئے ہیں دوم
حسب شرط کسی کو منصف مقرر کریں تاکہ فیصلہ کے بعد ہم منصف صاحب کے دستخطی امین صاحب سے

دی گئی تھی اسمین ایک ہمارے دوست بھی تھے اونکے باعث سے مجھکو بھی دعوت دی گئی تھی جب
مین وہان گیا تو کسی شیعہ کو وہان نہین دیکھا اور نہ کسی شیعہ کو دعوت دی گئی تھی اور امام
حسینؑ کے کھانے پر جہان ذکر خدا اور رسول ہونا چاہیے وہان بجائے اسکے منقبت صحابہ پڑھی جاتی
تھی افسوس ہے۔ ایک سنی ہمین سے جو وہ بھی وہان میرے ہمراہ کھانا کھانے گئے تھے اوس سے بے خبر ہوکر
پوچھا کہ یہ کیا مسجد ہے اوس نے کہا کیا تمہین خبر نہین مین نے کہا نہین تو آپ سمجھتے ہین کہ حضرت
پیران پیر کا مدرسہ چلہ ہے ہائے افسوس یہ امام مظلوم کا امام باڑہ ہوکر اب چلہ کہا جائے

یہ امام باڑہ فقیر نبی کا وقف ہے شیعون کے لئے اور اس امام باڑہ کی متولی ایک ضعیفہ تھی جو اسی
سال ماہ رجب کی چوتھی تاریخ کو گذر گئی اوسکے دو لڑکے ہین بڑا لڑکا تو زمانہ سے کہین چلا گیا ہے جسکا
پتہ نہین اور دوسرا لڑکا جسکے ہاتھ مین اسوقت امام باڑہ ہے اوسکی عمر تقریبًا ... سال کی ہوگی اور
یہ لڑکا بڑا ہی عیاش اور جوکاری ہے مجھے ڈر ہے کہ یہ امام باڑہ کہین یونہین مفت ضائع نہ ہو جاوے
جسطرح جونے امام بارہ کا حال ہوا شیعونکو ابھی سے اسکی تجویز کرنی چاہیئے اور مینے یہ بھی سنا ہے کہ
یہ امام باڑہ توڑکر بطور مدار چلے کے بنایا جائیگا اور محرم کی مجلسین بند کی جائینگی اور اونکا وہی
یزیدی دربار بنایا جائیگا بلکہ بڑھیا کی ہی حیات مین اسپر بحث ہوئی تھی جسپر بڑھیا نے مجلسین
بند کرا دینے کا ارادہ کرلیا تھا مگر شیعون نے جبرًا ایک دو مجلسین کرائین۔

اس امام باڑہ کی آمدنی بہت معقول ہے اسکی آمدنی سے بنک مین چار لاکھ روپیہ جمع ہے۔

یہ امام باڑہ دو محلے کا ہے جسکی دو محلے کی آمدنی دو سو روپیہ ماہوار ہے اور امام باڑہ کے نیچے کس رخ یہ
چوبازار کی طرف پانچ دوکانین ہین فی دوکان پچیس روپیہ ماہوار کرایہ ہے پانچ دوکانونکا سوا سو
روپیہ ہوا اور امام باڑہ کے پڑوس مین ایک محلے کا مکان ہے جو امام باڑہ کی ملک ہے جسمین اوپر
پانچ دیوان خانے اور نیچے دوکانین ہین فی دوکان ۳۰ روپیہ ماہوار پانچ دوکانون کا
ڈیڑھ سو روپیہ کرایہ ہوا اور دیوانخانون کے دس دس روپیہ کرایہ ہے پانچ دیوان خانون
کے پچاس روپے مہینے کے ہوے اور اسی کے ساتھ پیچھے کے رخ یہ خالی زمین پڑی ہے جسمین
شام کو چوربزار کی دوکانین لگتی ہین جسکا روزانہ تین روپیہ کا ٹھیکہ ایک عبدالحسین بوہرے
کو ہے جس سے وہ تقریبًا چھ سات روپیہ روزانہ پیدا کرتا ہے تین روپیہ روزانہ سے ماہوار نوے

روپیہ یہ ہوئے جسکی کل ماہوار چھ سو پندرہ روپیہ ہوئے اور سالانہ سات ہزار تین سو اسی روپیہ کی آمدنی ہے۔

کہیئے اگر ایسی کثیر رقم کی کوئی وقف سینوں کی شیعوں کے ہاتھ مین ہوتی تو آج زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے مگر شیعوں پر یہ ظلم ہو رہا ہے اور کسیکو خبر نہین۔

اے میرے شیعہ بھائیو اٹھو اور خواب غفلت سے جاگو بہ خدا ذرا آنکھین کھولکر دیکھو کہ یہ موقع سونے کا نہین ہے۔

افسوس اگر آج وہ چار لاکھ روپیہ شیعوں کے ہاتھ مین ہوتا تو کتنا بڑا مذہبی کام سرانجام پاتا اور نہین تو ایک عالی شان مسجد بنتی اور نہین تو وہی امام باڑہ توڑکر اور وہ بازو کی زمین جو خالی پڑی ہے امام باڑہ مین ملاکر از سر نو تعمیر کرتے تو کتنا بڑا عالی شان یہ امام باڑہ تیار ہوتا اور ایک مدرسہ بھی اطفال شیعہ کیلئے بخوبی نکل آتا کیونکہ یہ امام باڑہ بسبب مرمتی کے باعث سے بہت ہی پرانا ہو گیا ہے اسے ٹھوپ ٹھاپ کر رکھتے جاتے ہین کوئی دن وہ ضرور گر پڑیگا اونکو کیا پڑی ہے جو وہ اوسکی خبرگیری کرین وہ تو کرایہ لینا اور بنک مین اپنے نام جمع کرنا جانتے ہین۔

شیعو بلہ ذرا غور کرو کہ غیر قومین تمہارے اوقاف پر کیسی قابض ہین پر تمہاری غفلت کا پردہ نہین دور ہوتا ہے۔

دیکھئے غیر قومین اپنے مذہب اور اپنی قوم کیلئے کیسی کیسی مصیبتین اوٹھاتے ہین ایک ادنی سی بات دیکھئے بمبئی مین جو نل بازار کا نیا رستہ نکلا اور راستہ بیچ مین ہندوؤں کا دیول آگیا تھا کیسی کیسی جانفشانی ہندوؤں نے کی پر اوسے توڑنے نہ دیا اور وہ راستے کے بیچ مین قایم رہا اور اب اوسکا از سر نو کیسا عمدہ کام ہوا ہے مین خیر اسکو جانے دیجئے ذرا ہمارے امام باڑہ کی طرف چلئے دیکھئے اوسکا لیا حشر ہوا پارسی کے پاس مارگیج رہا جس نے اوسکی تھوڑسی سی سامنے کی زمین ہزار روپیہ کو میونسپل کے پاس دی اور بقیہ میمن کے ہاتھ ۲۲ یا ۲۳ ہزار کو فروخت ہوا اور بہ دقت تمام شیعوں کے ہاتھ مین آیا جسکے بعد تھوڑی سی زمین دیوار توڑکر ایم و مرمت است کو دیکھی اور ابھی تک یون ہی تیس برس شکستہ حالت مین پڑا ہے کسی سے یہ نہین ہوتا کہ اسکی دیوارین بنا دے آج بمبئی مین ہماری قوم کے لاکھوں سر برآوردہ اشخاص ہین جو چاہین تو

ایسے لاکھون امامباڑے بنسکتے ہین ۔ خاکسار ناظم بنی ابدال

اصلاح۔ افسوس کہ جسقدر زمانہ ترقی کرتا ہے اوتنا ہی ہم تنزل کرتے جاتے ہین بمبئی کے مومنین کا تمول و اقتدار مشہور ہے پھر اونکی حمیت و جمعیت بھی قابل قدر ہے مگر نہ معلوم کیون ان دونو امام باڑون سے بیجا غفلت کی جاتی ہے عدالت کا دروازہ کھلا ہوا ہے گورنمنٹ عدالت پناہ ہے اپنے حق کیلئے سعی کرنا مومنین کے فرائض ایمانی سے ہے جناب آقا سید صاحب و حاجی ملا محمد باقر صاحب و سیٹھ نذر علی صاحب دام اقبالہم سے بالخصوص اپیل ہے کہ اس جانب ضرور توجہ دیجئے۔

امامباڑہ افضلپور ڈیپہ کی نسبت بھی کچھ ظالمین کا ظلم زور شور سے جاری ہے دوسلے پڑھنے سے تعجب کہ آپکے شہر مین یہ ظلم ہو۔

امامباڑہ بتیا ضلع موتیہاری کی طرف ہم جناب سید موسی کاظم صاحب ڈپٹی کلکٹر و جناب سید احمد نواب صاحب ڈپٹی کلکٹر و منشی محمد ابراہیم صاحب مختار و رئیس موتیہاری کو توجہ دلاچکے ہیں۔ کہ ریاست بتیا کا قدیم امامباڑہ ہے ریاست سے شاید دسو روپیہ ماہوار خرچ کو ملا کرتا تھا۔ اب اوسکی حالت نہایت ابتر ہو رہی ہے جناب مولوی محمد علی خانصاحب رٹ کمشنر مظفرپور سے خاص طور پر امید ہے کہ اس امامباڑہ کے استحکام و استحفاظ مین پوری کوشش فرماوینگے۔

آپکو زمانہ کا رنگ معلوم ہے کہ جن لوگون نے خود امام حسین کو دن دوپہر شہید کر ڈالا پھر اونکو اس یادگار کے مٹانے مین کیا تامل ہوگا مگر آپ کیون مختار و ابراہیم اشتر نہین بنتے۔ جہان جہان کوئی فرد بشر مومنین سے ہے اوسپر دین کی حفاظت لازم ہے اگرچہ وہ تنہا ہی کیون نہو (اڈیٹر)

چہلم دینانگر ضلع گورداسپور

امسال قصبہ دینانگر ضلع گورداسپور پنجاب مین سائین فتح علی شاہ سجادہ نشین [illegible] سائین [illegible] شاہ صاحب مرحوم شمسی کے یہان چہلم امام مظلوم علیہ السلام گذشتہ سالون سے زیادہ رونق و ترقی پر ہوا ۱۸ و ۱۹ صفر ایام چہلم مقرر تھے ہفتہ کے روز ایک بڑا بھاری مجمع سادات و مومنین و ذاکرین کا سائین صاحب موصوف کے یہان وارد ہوا۔ سامان ذوالجناح شریف کے اعلیٰ ہوسے سجایا گیا۔ کئی ہزار کا مجمع تھا۔ ہر مذہب و ملت کے باشندگان قصبہ ہذا کے کثرت مین مہمان وارد تھے اور سائین فتح علی شاہ بانی چہلم امام مظلوم نے بڑے ذوق و شوق سے

دو یوم ہزارہا مومنین و سادات کی مہمان نوازی کی۔ ذوالجناح کی سواری کے وقت ہزارہا کا مجمع تھا۔ جس سے راستہ نہ ملتا تھا۔ پروردگار عالم سائیں صاحب موصوف کی عمر دراز کرے جو بڑی جانفشانی اور ہمدردی سے اس کار خیر کو ہر سال انجام دیتے ہیں اس مجلس عزا چہلم شریف میں شہر ذاکرین خوان موجود تھے۔ قصبہ ہذا میں دعاگو برادر عزیزم اور سائیں فتح علی شاہ اور مرزا صاحب اور منشی غلام حسین صاحب و سید گلاب شاہ صاحب ۷ انفر اثنا عشری ہیں۔ ورنہ یہ سارا شہر سنیوں اور وہابیوں سے بھرا ہوا ہے۔ الحمد پنجتن پاک کے چہلم شریف کا اس جگہ بھی جھنڈا گاڑ دیا ہے یہاں سولہ سال سے چہلم ہوتا ہے اور دس سال سے ضریح نکلتی ہے اور چھ سال سے ذوالجناح نکلتا ہے چہلم میں پولیس دینانگر نے خوب انتظام کیا۔ مگر اب چہلم سردی کے ایام میں دن بدن منتقل ہوتا جاتا ہے اس سال بھی سردی تھی۔ اور تحصیل میدان میں مجلس برپا ہوتی ہے شاہ صاحب لکڑیوں کا انتظام کرتے ہیں جو رات بھر کئی جگہ جلتی ہے اگر یہاں امام باڑہ بن جائے تو عام مومنین غریب الدیار کو آرام بھی ملے اور عزاداری میں بھی ترقی ہو ورنہ تنزلی کا خوف ہے۔ امداد ضروری لازمی ہے۔ کیونکہ سائیں فتح علی شاہ متوکل اور صابر شخص ہیں چہلم شریف کے اخراجات اور مہمان نوازی کے کام کو بھی پوری طور سے ادا نہیں کر سکتے چہ جائیکہ امام باڑہ بنوا سکیں۔ شیخ اللہ وسایا عطا محمد دینانگر

کلانور ضلع گورداسپور کا محرم

اس سال محرم با انجمن نے اپنی وسعت سے بڑھکر کام کیا ہے اور اس قدر ماتم اور مظلوم ہوا ہے کہ مخالفین حیران تھے ہر ایک فرد بشر کی زبان پر امام مظلوم کا نام بطور ورد تھا۔ اور ہر گلی کوچہ میں یا حسین سید الشہداء بڑے زور و شور سے ہو رہا تھا مرثیہ خوانی کی مجلسیں جا بجا منعقد ہو رہی تھیں تعزیے نکلے گئے۔ تعداد ماتمیان تقریباً ۲۰۰ تھی۔

منشی عبدالحکیم صاحب وائس پریزیڈنٹ انجمن نے کار خیر میں خوب حصہ لیا جسکے صلہ میں ہر فرد بشر کی زبان پر یہ ورد ہو رہا ہے کہ خداوند عالم بتصدق چہاردہ معصومین انکو رتبہ اعلیٰ پہونچا دے اور جزائے خیر دیوے موصوف نے ایک گھوڑا نر رنگ سفید واسطے ذوالجناح انجمن کو نذر حضرت امام حسین علیہ السلام کیا ہے جسکے بارہ میں انجمن انکے حق میں دعائے خیر کرتی ہے منشی غلام دین صاحب مرثیہ خوان ملازم دی آف کارونیشن تھیٹریکل کمپنی کلکتہ صرف واسطے خاص مرثیہ خوانی کے کلانور میں الہ آباد سے تشریف لائے اور دس روز تک مرثیہ خوانی کو بجا لاتے رہے خدا اسکی جزائے

عنایت کرے

انجمن کو خاص یہ ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔ کہ قوم چونکہ نا واقفی کے باعث ایک اندھیرے چاہ میں عزقاب اور خواب غفلت میں بیہوش پڑی ہے۔ قوم کو کسی ذریعہ سے بیدار کیا جائے اسلئے یہ تجویز قایم ہوئی کہ سادات کے گاؤن میں ایک ایک واعظ مقرر کیا جاوے۔ اور اطفال مومنین کیواسطے ایک مدرسہ تعلیم کا جاری ہو اور یتیم خانہ کیواسطے انجمن موصوف خیال کرتی ہے کہ یتیم خانہ کھولا جائے۔

اب مین اپنے برادران ایمانی سے امیدوار ہون کہ حسب سے جو ہو سکے امداد کرے کہ عزاداری مظلوم کو ترقی ہو۔ مخالفین کی یہان بھی کثرت ہے جو اسکے مٹانے مین کوشان ہین لہذا جس سے جو ممکن ہو احیاء عزاداری مین اعانت فرمائین۔ فیض حسین سکرٹری انجمن اثنا عشریہ کلانور

بلند شہر کا وعظ مولوی کرامت اللہ صاحب دہلوی نے عاشورہ کے روز بلند شہر مین کچھ وعظ کیا اور سیر البجی بیث راقم نے بلوکون کو دیکھتے ہی واعظ صاحب کے ہوش اوڑ گئے لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس شرکت سے عوام الناس غلط روایات اور دور از قیاس واقعات سننے سے بچ گئے جیسا کہ اکثر واعظ صاحب اپنے وعظ کی زینت و رنگ آمیزی کیلئے بیان کیا کرتے تھے بالخصوص واقعات کربلا کے متعلق مینے تعلق شاہ ولی اللہ صاحب خود فرماتے ہین۔ واقعات کربلا کا ذکر واعظ کو بلا مین ڈالدیتا ہے اسوجہ سے کہ وس مین بغیر جھوٹے واقعات کے ذکر کئے ہوئے دلچسپی پیدا نہین ہوتی۔ اگرچہ ہم لیکن اس احتیاط پر بھی بعض واقعات وہ ہو گئے جن سے اسلام مین خرابی پیدا ہونیکا اندیشہ ہے بیان مین آگئے''۔ مسعود

اس تحریر نے آپکو بتا دیا ہوگا کہ ان لوگونکو رسول اللہ سے کسدرجہ محبت ہے کہ ذکر واقعات کربلا کو وجب بلا جانتے ہین جسکی وجہ امام غزالی نے لکھی ہے لانہ یھیج بعض الصحابۃ کہ ذکر شہادت امام حسین سے بعض صحابہ مین ہیجان ہوتا ہے۔

علماء اہلحدیث نے جس پر نیت یزید جتنی حدیثین وضعی بنائی ہین انکا شمار تو محالات سے ہے مگر کچھ نمونہ اوسکا تحقیق صوم عاشورا مین ملاحظہ فرمائے جو اسی نمبر کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔

علم کا اثر آگ پر | ہمارے ایک بزرگ جنکا نام ظاہر کرنا مناسب نہیں لکھتے ہین یہان مشیر آباد
مین حضرت کا ایک علم ہو جسکا سایہ اوسمین ہر سال معجزہ ہوا کرتا ہے کہ بہت سی لکڑیاں جلائی جاتی ہین
جب آگ خوب روشن ہو جاتی ہے تو علم لیکر اوسپر بیٹھتے ہین چنانچہ امسال اس معجزہ کے دیکھنے کیلئے
بہت سے انگریزی اخبارات کے اڈیٹران بھی بچشم خود دیکھنے کے واسطے آئے تھے۔ اسلئے مینے ایک انگریزی
اخبار جسمین یہ معجزہ درج ہو اوسکو درج اصلاح کرنیکے لئے آپکی خدمت مین ارسال کیا ہے جو غالباً پہونچا
ہوگا آپ ضرور درج اصلاح کیجئے تاکہ موذیان خوارج کو بھی معلوم ہو کہ یہ علم مبارک استادہ کرنا
اور تعزیہ بنانا خالی از معجزہ نہین ہے۔

تازہ واقعہ یا معجزہ | بتاریخ ۱۰ محرم کو دسین جولاہا ساکن موضع جھنودی پرگنہ کسمہ ضلع بہیکا
نے جو ہمارے مکان لدورادرگاہ سے بہت قریب ہے آکر مجھسے بیان کیا ہم ہمیشہ سے تعزیہ داری کرتے تھے
اس سال چند آدمیونکے بہکانے سے عزاداری چھوڑ دی بعدہ محرم کو خواب دیکھا کہ ایک بزرگ گلے مین
پھول کا ہار پہنے ہوئے مجھسے کہتے ہین کہ تو نے کیون عزاداری چھوڑ دی ہمنے کہا کہ چند لوگون نے
ہمین کہا کہ تعزیہ رکھنا بدعت ہے اس وجہ سے چھوڑ دیا حکم ہوا کہ تعزیہ داری مت چھوڑ صبح کو یہ خواب
لوگون سے صرف بیان کیا اور بیوی سے کہا مگر ہمنے اوس خواب کا کچھ خیال نہین کیا تاریخ ۸ کو صبح سے
ہماری جورو کے منہ سے بہت بہت خون آنا شروع ہوا اب ہمکو خواب یاد آیا اور سمجھا کہ تعزیہ داری چھوڑنیکا
نتیجہ ہے فوراً تعزیہ داری کرنا شروع کیا اور کہا کہ یا امام حسین خون بند ہو جائے تو ہم تعزیہ رکھینگے فوراً
خون بند ہو گیا اوسیوقت ہمنے بانس کاٹا اور تعزیے کے واسطے کاغذ وغیرہ خرید کر تیار کیا اوس
وقت سے پھر خون نہین آیا۔
دوسرا واقعہ وہی دسین جولاہا بیان کرتا ہے کہ موضع بیگم پور پرگنہ الہ آباد ضلع اٹاوہ جو ہمارے مکان سے
تین کوس ہے ہر سال وہانکا یہ معمول تھا کہ دسوین تاریخ کو تعزیہ ادرپیک دریا اسطرف سے اوس پار
موضع جھنودی پور بالکھیرہ مزدوری کشتی لے جایا کرتا تھا حسب معمول اس سال بھی لوگون نے
چاہا کہ تعزیہ اوس پار لیجاوین لیکن بوجہ تکرار ہندو مسلمان کے بہ نسبت قربانی کے جو بستی پور مین ہوا
تھا ملاحون نے مزدوری سب وصول کی جب کشتی بیچ گنگ کے دھار مین پہونچی یکبیک
کشتی رک گئی ہر چند ملاحون نے کوشش کی مگر کشتی کسی طرح جنبش نہین کرتی عرصہ تک ایسی ہی

حالت ہی تب سب آدمی گھبرائے اور مالک کشتی نے کہا کہ تمنے خلاف معمول مزدوری لیا ہے اسوجہ سے کشتی نہ دوسپار جا سکتی اور نہ اسپار آسکتی جب ملاحوں نے روپیہ واپس دیا فوراً کشتی خودبخود چل گئی ایک فقط بھی بندہ نے ان دونوں معجزہ مین کم و بیش نہین کیا ہے مطابق بیان دوسین جولاہے کے لکھا ہے۔ راقم سید اکبر حسین عرف آغا رضا ازلہورا درگاہ ڈاکخانہ رانی تولہ ضلع دربھنگہ

اصلاح ابتداء روزِ ماشور سے ہزاروں کرامتین اس قسم کی ظاہر ہوئین اور ہوتی ہین جب سے لیکر ابھی مزاداری مین ترقی ہوتی ہے۔ یہ خدا کی قدرت ہے اسکو کوئی سمجھ نہین سکتا نہ ان واقعات سے انکار ہو سکتا ہے۔

اخبار غم | نواب بیگم رامپور۔ افسوس کہ مرحومہ ۹ جنوری کو ڈیڑھ سال کی طولانی علالت کے بعد انتقال کیا خداوند عالم مرحومہ کی مغفرت کرے۔ جناب محمد علی خانصاحب رئیس بہرودال کے ہمشیرہ زادہ برکت علی خان نے ۲۲ سال کی عمر مین وفات پائی مرحوم بہت تعلیم یافتہ تھے ڈاکٹری کی سند گورنمنٹ سے حاصل تھی رسالدار بہادر جو بانسی مین ملازم تھے یہ دو سال تک رتپ دق مین رہکر جنت ہوئے انا للہ مومنین سے امید دعاے مغفرت ہے۔

افتتاح مدرسہ سلطان المدارس تحریر سید راحت حسین صاحب بھیکپوری سے معلوم ہوا کہ ۱۰ فروری کو لفٹننٹ گورنر بہادر نے مدرسہ عربیہ حسین آباد مبارک کی عمارت جدیدہ کا افتتاح فرمایا۔ ایڈریس کے جواب مین نواب آغا ابو صاحب دام اقبالہ کی بہت تعریف کی اور طلبہ کو دینیات پڑھنے کی تاکید کی کہ گورنمنٹ کے بھی ہوا خواہ ہوں۔ تمامی علماء و عوام اور دیگر عمایدِ شہر تشریف فرما تھے۔

اصلاح یہ سب محاسن ظاہری ہین مگر امور باطنیہ کی طرف توجہ نہین ہے نہ اس مدرسہ کو کوئی نصاب درست ہے نہ طلبہ کی نشست ہے وظیفہ کی طمع مین لائق و نالائق سب ہی داخل ہین افسوس کہ شیعونکے یہی دو مدرسے ہین ایک یہ دوسرا مدرسۃ الواعظین گر دونون کی حالت تعلیمی بہت ابتر ہے کاش ہمارے حضرات بنا اسپر خاص توجہ فرماتے آیندہ کسی موقع پر تفصیلی بحث ہو گی۔

شاہی خاندان کے طلبا کیلئے وظائف۔ الحمد للہ کہ ہز آنر سر جان ہیوٹ بہادر لفٹننٹ گورنر نے جہان لکھنؤ پر صدہا احسانات کئے ہین شاہی خاندان کے غربا کیلئے ماہانہ کا وظیفہ مقرر کیا ہے۔ اگرچہ مقدار قلیل ہے مگر امید بہت ہے۔

تحقیق صوم عاشورا

جواب اشتہار امرتسری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عشرہ محرم الحرام سے جو یزیدی فرقون مین جوش ہوتا ہے اوسکی حالت اس سے ظاہر ہے کہ وہ نہ صرف ہمکو روکتے ہی نہین بلکہ اس ذریعہ سے بھی یزید کی ٹھیکہ داری کی آمدنی بڑھاتے ہین مولوی ثناء اللہ صاحب ہر سال ہزارہا اشتہار ہ فیصدی بیچ لیتے ہین شیعو نکو رونے اور غم کرنے ہی سے کہان فرصت مگر یزیدی اسکو نہایت شوق سے بیچتے ہین۔

ہمکو بھی عرصہ سے اشتیاق تھا کہ دیکھین وہ اشتہار کیسا ہے جو سکہ بنتا ہے۔ اتفاقا اس سال کرمی میر امداد حسین صاحب نے شہر میرٹھ سے روانہ کیا جو حسب ذیل ہے۔

محرم اور تعزیہ۔ ماہ محرم کی ۹-۱۰ تواریخ مین روزہ رکھنا سنت ہے اوس کی وجہ یہ ہے کہ جناب رسالتمآب فخر عالم افتخار بنی آدم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لیگئے تو یہودیون کو محرم کی دسوین تاریخ روزہ رکھتے پایا حضور نے اون سے دریافت فرمایا کہ کیون تم اس روز روزہ رکھتے ہو انہون نے کہا اس روز حضرت موسی اور بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی تھی اوسکے شکریہ مین ہم روزہ رکھتے ہین۔ یہ سنکر حضور فخر عالم نے فرمایا نحن اقرب بموسی ہم تو حضرت موسٰی سے بہت قریب ہیں پس آپ نے بھی دسوین محرم کا روزہ رکھا۔ مگر زندگی کے اخیر سال فرمایا کہ اگر مین آئندہ سال تک زندہ رہا تو نوین تاریخ کا بھی رکھونگا پس محرم مین صرف دو روزہ رکھنا ایک مذہبی کام ہے اس کے علاوہ تعزیہ وغیرہ جو سلطانون نے جاری کر رکھا ہے سب فضول بدعت اور گناہ کے کام ہین۔ انجمن ہذا کی طرف سے بذریعہ اشتہار ہمیشہ علماء کرام کا فتوی شائع کیا جاتا ہے جس سے بہت سے خدا کے بندون کو ہدایت بھی ہوتی ہے اور آئندہ کو ہونیکی امید ہے اس سال بھی بذریعہ اشتہار ہذا اہل اسلام متبعین سنت خیر الانام کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ اس مذموم رسم کو چھوڑ دو۔ اس رسم سے خدا رسول اور تمام اہل بیت ناراض ہین ہر سال [illegible] اس وجہ سے فساد ہوتا رہتا ہے جس سے رعایا مین تفرقہ ہوتا ہے علاوہ اسکے حکام وقت کو بھی پریشانی ہوتی

ہے۔ پس بہتر ہے کہ مسلمان ایام محرم میں وہی کام کیا کریں جن سے خدا و رسول علیہ السلام و اہلبیت کرام راضی ہوں اور دنیا میں بھی عزت سے رہیں۔ بھائیو! غور کرو کہ مسلمانوں کا کس قدر مال ایسے کاموں میں ضائع ہوتا ہے حالانکہ مسلمانوں کی قومی ضروریات بہت اہم ہیں اور ان کو پورا کرنیکے لئے مسلمانوں کے پاس کافی روپیہ نہیں ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ فضول کاموں میں روپیہ ضائع کیا جاتا ہے جو دین کے کام ہوں نہ دنیا کے۔ بھائیو ہوش کرو علماء کرام ہمکو ہمارے فائدہ کی سوجھاتے ہیں ہم کو بھی چاہیے کہ ان کو توجہ کے کانوں سے سنیں"!

اس کے بعد مضمون میں ہے چار مولویوں کی دستخط ہے جو قواعد اہلحدیث کے خلاف ہے کیونکہ وہ تقلید کو جائز نہیں جانتے مگر لعنت و تبرا کی مین سب روا یا جائز ہے۔

محرم کی ۹۔۱۰ کو روزہ رکھنے کے بارہ میں جو حدیث پیش کی ہے اوسکا مطلب تو ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے حضرت کو اس بارہ میں یہود کا مقلد بنایا ہے کیونکہ حضرت نے مدینہ میں اگر یہود کو روزہ رکھتے پایا۔ اسلئے حضرت نے بھی روزہ رکھنا شروع کیا۔

یہ ایک ایسا خیال ہے کہ ہمارا دل نہیں مانتا کیونکہ خدا تو فرماتا ہے اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء۔ یعنی تم صرف اوسی بات کا اتباع کرو جو خدا کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اور اوسکے سوا اور کسی کو اپنا ولی نہ بناؤ۔ مگر اہلسنت نہیں بلکہ ناجی کہتے ہیں رسول اللہ کو یہود کی پیروی اسقدر منظور تھی کہ حضرت کو اس آیہ کا علم نہ رہا حالانکہ جنمیں بالخصوص یہود و نصاری کی مخالفت کا حکم ہے۔

خدا تو فرماتا ہے وان احکم بینہم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم واحذرھم ان یفتنوک عن بعض ما انزل اللہ الیک فان تولوا فاعلم انما یرید اللہ ان یصیبہم ببعض ذنوبہم وان کثیرا من الناس لفاسقون۔ افحکم الجاھلیۃ یبغون ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون۔ یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصاری اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین۔ سورہ مائدہ

پہلی تاریخ تمھارے لئے راحت اور یادگاری خاص کا دن ہے اس دن جماعت مقدس فراہم ہو کوئی کاروبار نہ کرنا اور اس مہینے کے عاشورہ کے دن دسوین تاریخ یوم الغفران ہے یعنی تمہاری مغفرت کا دن ہے اس دن مین تمھاری دعوت یعنی فراہم جماعت مقدس ہو گی تم اس دن آپکو غمزدہ بناؤ ۔ خداوند کیلئے قربانیان گذرانو اور کوئی کام دنیا کا مت کرو کیونکہ وہ یوم الغفران ہے تاکہ اس دن مین تمھارے لئے خدا کے حضور مین مغفرت طلب کیجائے ۔ جو کوئی کہ عین اس دن مین غمگین نہ ہو جائیگا وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا اور جو انسان اسدن مین کوئی کام کریگا اس انسان کو اس قوم مین فنا کرونگا ۔

یہی طریقہ تمھارے قرنون اور پشتون مین آیندہ تک جاری رہے ۔ یہ بزرگ دن سبت السبوت یعنی سبتون سے بہی بزرگ ہے تم اپنے دلکو غمگین بنانا جسوقت کہ اس ماہ کے نو دن گذر جائین تو نوین تاریخ کی شام سے دسوین تاریخ کی شام تک ہر کاروبار سے باز رہنا (یعنی شب عاشورہ وروز عاشورا) یوم غم ہے اور یہ دن خدا کے حضور مین تمھارے لئے مغفرت طلب کریگا ۔"

یہ ترجمہ انگریزی بائبل سے لیا گیا ہے ملاحظہ اصلاح ملا جلد ۱۲

توراۃ مقدس کا اردو ترجمہ جو نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی نے چوتھی بار مرزاپور مین چھپوایا ہے اوس مین اور اس ترجمہ مین کچھ فرق ہے مگر مطلب ایک ہی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶۰

۲۷ ساتوین مہینے مین بھی اور اسکے دسوین روز کفارہ دینے کا دن ہوگا ۔ تمھاری مقدس جماعت ہو گی تم اس دن آپکو غمزدہ بناؤ ۔

۲۹ جو کوئی انسان کہ عین اس دن مین غمگین نہ ہو جاویگا وہ اپنی قوم سے کٹ جاویگا ۔

۳۲ یہ تمھارے لئے بہت آرام کرنیکے لئے ہوگا تم آپکو غمگین بنائیو تم اس مہینے کے نوین دن کی شام سے دوسری شام تک اپنے آرام کا وقت مان لیجیو ۔"

دونون ترجمون سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اس مترجم نے گو تحریف کیا ہے مگر اصل پھر بھی نمایان ہے کہ شریعت موسوی مین یہ روز غم کرنے کا مقرر تھا ۔ جس سے پہلا حصہ روایت اڈیٹر اہلحدیث کا خود بخود دٹھہر اکیونکہ حدیث مذکور مین یہ روز فرح و سرور بتایا گیا ہے بوجہ اسکے کہ اوسروز فرعون سے بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ کو نجات ملی ۔ حالانکہ توراۃ کی عبارت کہہ رہی ہے کہ وہ روز غم کا ہے

تو اگر رسول اللہؐ نے یہود کی متابعت میں اس روز روزہ بھی رکھا ہوگا تو وہ روزہ غم کا ہوگا
نہ روزہ فرح و سرور

یہود کا انقلاب امور دین میں سبکو معلوم ہے کہ وہ تعمیل احکام شریعت میں کیسے سخت تھے پھر
کیونکر ممکن ہے کہ وہ اس روز سرور و شادی کی عید کرتے اور حضرت سے خلاف واقع بیان کرتے
کہ آج کا روز روز عید ہے اور کیونکر ممکن تھا کہ حضرت خلاف حکم توراۃ محض اونکے غلط بیان پر عید
سرور کرتے لہذا اگر بالفرض محال مان بھی لیا جاوے کہ حضرت نے اوس روز روزہ رکھا تو وہ اوسی
قسم کا روزہ غم ہوگا جسکا حکم توراۃ مقدس میں مذکور ہے کہ اس روز شب و روز غم کرنا چاہیے
تو اب اہلسنت کو اوبہی لازم ہے کہ اوس روز غم کریں۔ کیونکہ یہ حکم توراۃ ہے جسپر کل یہود
عامل تھے۔ اور بقول اہلسنت حضرت نے بھی اوس روز متابعت یہود فرمائی تو بہر طور روز
عاشور قدیم الایام سے روز غم قرار پایا۔

اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے جو یہ فتوی شایع کیا ہے اسمین نہ کسی حدیث کا پتہ دیا ہے نہ کتاب کا کہ آیا
یہ حدیث ہے یا اونکے کسی بزرگ کا مقولہ کیونکہ صحیح بخاری میں اسکے متعلق چند حدیثیں مذکور ہیں
مگر وہ سب اس عبارت سے مختلف ہیں کیونکہ پہلی حدیث یہ ہے ان عائشۃ قالت کان
رسول اللہ امر بصیام عاشوراء فلما فرض رمضان کان من شاء صام ومن
شاء افطر صفحہ ۲۱۳ جلد ۲ فتح الباری جزو ثامن

یعنی عائشہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے حکم دیا روزہ عاشور کا جب روزہ رمضان واجب
ہوا تو جسکا جی چاہتا رکھتا اور جسکا جی چاہتا روزہ نہ رکھتا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے خود روزہ کا حکم دیا تھا نہ اس سبب سے کہ یہود روزہ رکھتے تھے

دوسری حدیث یہ ہے ان عائشۃ قالت کان یوم عاشوراء یصومہ قریش فی
الجاہلیۃ وکان رسول اللہ یصومہ فی الجاہلیۃ فلما قدم المدینۃ صامہ وامر
بصیامہ فلما فرض رمضان ترک عاشوراء فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ
یعنی چونکہ قریش زمانہ جاہلیت میں عاشور کو روزہ رکھتے تھے اسلئے رسول اللہ بھی زمانہ
جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے جب مدینہ تشریف لائے تو خود بھی روزہ رکھا اور دوسروں کو

بھی حکم دیا جب روزہ رمضان فرض ہوا تو وہ روزہ چھوڑ دیا گیا اب جو چاہے رکھے جو چاہے چھوڑ دے

یہ روایت روایت اڈیٹر اہلحدیث کے بھی خلاف ہے اور نیز روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت نے تقلید کفار قریش اختیار کی تھی حالانکہ مقولہ اڈیٹر اہلحدیث میں حضرت نے تقلید یہود انکی کی تھی۔

اب حضرات اہلسنت کو مناسب ہے کہ دونو حدیثوں کے اختلاف کو رفع کریں کہ کون صحیح ہے۔ اڈیٹر صاحب کو تو اشتہار چھاپکر روپیہ کمانا ہے اسلئے اونکو کیا غرض کہ تحقیق کریں۔ مگر وہ کاش فتح الباری دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ اس حدیث نے اسلامی دنیا میں کیا ہلچل ڈالی ہے۔ کیونکہ عائشہ کہتی ہیں حضرت بتقلید اہل جاہلیت زمانہ جاہلیت میں روزہ رکھتے تھے۔ جب وارد مدینہ ہوئے تو روزہ عاشورہ کا حکم دیا اسپر ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا حضرت کا حکم روزہ عاشورہ وقت ورود مدینہ تھا۔ اور اس میں شبہ نہیں کہ حضرت ماہ ربیع الاول میں وارد مدینہ ہوئے۔ تو ضرور یہ حکم عاشورہ سنہ ۲ ہجری میں ہوگا حالانکہ اوسی سنہ میں روزہ ماہ رمضان کا فرض ہوا۔ جس سے لازم ہوا کہ فرض روزہ عاشورہ اور روزہ رمضان ایک ہی سنہ میں ہو (حالانکہ روایات مذکورہ میں یہ ہے کہ حضرت نے روزہ عاشورا کا حکم دیا تھا اور مسلمان روزہ رکھتے تھے۔ جب روزہ رمضان فرض ہوا تو وہ حکم اوٹھ گیا) تو اگر فرضیت صوم عاشورا فرض بھی کیا جاوے تو اوسکا فرض ہونا منسوخ ہو گیا۔

یہ تو پہلی مصیبت تھی اب دوسری مصیبت سنئے کہ اس حدیث سے استمرار عمل رسول بصوم عاشورا ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ہمیشہ اس میں روزہ رکھتے تھے وکان رسول اللہ یصومہ فی الجاہلیۃ کہ حضرت زمانہ جاہلیت میں بھی روزہ رکھتے تھے حالانکہ اسی صحیح بخاری کی ابتدائی کتاب الصوم میں ہے قال صام النبی یوم عاشوراء وامر بصیامہ فلما فرض رمضان ترک وکان عبد اللہ لا یصومہ الا ان یوافق صومہ ص ۲۲۳

کہ حضرت نے ایک دفعہ روز عاشورا روزہ رکھا اور حکم بھی دیا جب رمضان کا روزہ واجب ہوا تو اوسکو چھوڑ دیا اور عبداللہ بن عمر اوس دن روزہ نہ رکھتے تھے۔

پانچوین مصیبت یہ ہے کہ اس حدیث مین کفار جاہلیت کے روزہ کا بھی ذکر ہے حالانکہ سبکو معلوم ہو کہ کفار قریش کسی مذہب و دین کے پابند نہ تھے خصوصاً شریعت حضرت موسیٰ سے اونکو تعلق نتھا پھر وہ کیون روزہ رکھنے لگے۔ ابن حجر لکھتے ہین۔

واما صیام قریش لعاشوراء فلعلھم تلقوہ من الشرع السالف و لھذا کانوا یعظمونہ بکسوۃ الکعبۃ فیہ وغیر ذلک

یعنی قریش کا بروز عاشورا روزہ رکھنا۔ شاید کہ شریعت سابقہ سے لیا ہو اسی لئے اس روز کی تعظیم کرتے تھے پوشش خانہ کعبہ سے کہ اوسروز خانہ کعبہ کو پوشش پہناتے۔

تو اب شریعت سالفہ سے یا تو مراد شریعت موسوی ہے جسکے وہ پابند نہ تھے یا شریعت ابراہیمی ہے جسپر قریش کا عمل درآمد کچھ نہ کچھ ضرور رہا

تو تعظیم روز عاشورا کا زمانہ اور بھی مقدم نکلا کہ زمانہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے اسکی ابتدا ہے کیونکہ خانہ کعبہ کے بانی وہی حضرت تھے اور حضرت اسمعیل کے قصہ مین فدیناہ بذبح عظیم قرآن مین موجود ہے جس سے معلوم ہوا کہ اسیوجہ سے تعظیم اس روز کی قدیم زمانہ سے جاری تھی مگر افسوس اہلسنت اوسکے مٹانے کی فکر مین ہین۔

دوسری وجہ یہ لکھے ہین عن عکرمۃ انہ سئل عن ذلک فقال اذنبت قریش ذنبا فی الجاھلیۃ فعظم فی صدورھم فقیل لھم صوموا عاشوراء یکفر ذلک

ھذا معناہ

یعنی عکرمہ سے سوال کیا گیا اس سے تو جواب دیا کہ قریش نے زمانہ جاہلیت مین ایک گناہ کیا تھا جو اونکو بہت عظیم معلوم ہوا تو کسی نے کہا عاشورا کو روزہ رکھو شاید یہی کفارہ ہو۔

مگر اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ خود ابن درید سے لکھ چکے ہین انہ اسم اسلامی لا یعرف فی الجاھلیۃ صـ ۱۴۳

کہ یہ نام اسلامی ہے اہل جاہلیت اسکو نہین جانتے تھے پھر کیونکر ممکن ہو کہ زمانہ جاہلیت مین اسکا وجود ہو جبکہ نام تک اسکا کوئی نہ جانتا تھا۔

ابن دحیہ نے اسی حدیث عائشہ سے قول ابن درید پر اعتراض کیا تھا کہ حدیث عائشہ مین موجود

رجسٹری نمبر

رسالہ

اصلاح

نمبر ۲ | بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۲۹ ہجری | جلد ۴

فہرست مضامین

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

سامعین کی جوش بھرے دل سے شرکت بجید قابل تحسین پایا۔ مذاکرین میں جناب خان بہادر مولوی علی محمد
صاحب شاد عظیم آبادی کی روانی اور مولوی محمد رضا صاحب کے حسن بیان نے حیرت میں ڈالدیا۔
جناب مولوی سید سبط حسن صاحب و جناب مولوی سید بہادر علی صاحب کا بیان تھا کہ جادو
تھا۔ خدا انہیں جزاے خیر اور مضمون کو کرامت فرمائے آمین!!

اہل عظیم آباد کو جیسا کہ خوش فہم پایا ویسا ہی خوش عقیدہ بھی دیکھا۔ مگر اپنی مسجدوں اور امام باڑوں کا جب
سے بہت غافل پایا۔ اکثر مسجدیں شیعوں کے قبضہ سے نکل گئیں اور بہت سے امام باڑے اور ان کی
موقوفہ جائدادیں ایسی نکل گئیں جن کی خبر تک اب اہل عظیم آباد کو نہیں ہے۔ افسوس!!

مگر دل ہلا دینے والی اور قیامت برپا کر دینے والی خبر جو سنی اور کیفیت جو دیکھی وہ یہ ہے کہ امام باڑہ
کیوان شکوہ کو تعلق کسی زمانہ میں خاندان شاہی سے تھا۔ اور کسی وقت کی خوش عقیدت عورتیں
اور اکابرین شہر کی مخدرات کی خاص زیارت گاہ یہی امام باڑہ تھا۔ امام باڑے سے متعلق ایک مینا بازار
قائم کیا جاتا تھا جہاں صرف عورتوں کی دوکانیں نذر کے واسطے تھیں۔ علاوہ بد صحون اور بچوں
کے ناشتہ کی چیزوں کی قائم کی جاتی تھیں۔ روشنی کا انتظام اور غربا و مساکین کو کھانا کھلانے کا
انتظام بہت بڑے پیمانہ پر ہوتا تھا۔ بروز اربعین عزاداری تمام ہوتی تھی اور روز صبح کے اول
وقت تبرکات کیا جاتا ... جاتا تھا۔ اس ہلانے وقت میں دلوں پر اسکا خاص اثر پڑتا تھا۔ اور
یہ وہ زمانہ تھا جب عظیم آباد میں سوائے اس جلوس کے دوسرا کوئی بروز اربعین جلوس نہیں
نکلتا تھا۔ مومنین کا کثیر مجمع۔ نوحہ خوان کا پھولوں کی مسہری کے آگے سواری پڑھنا سامعین
کا گریہ وہ دل ہلا دینے والا سماں ہوتا تھا۔ اس کا اثر اب تک یہ تو ضرور باقی ہے کہ عظیم آباد کے
خوش عقیدت مومنین اب بھی اس جلوس کی شرکت کو فرض سمجھتے ہیں۔ مگر افسوس نہ وہ لوگ
رہے نہ وہ زمانہ۔ اب عظیم آباد میں کوئی ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ تو بتلائے کہ اس کی موقوفہ جائداد
کیا ہوئی اور کہاں گئی۔ اس سے متعلق کی زمین گورستان بنا دی گئی اور بعض کھیت بنا دی
گئی۔ جس زمین پر مینا بازار قائم کیا جاتا تھا اور جہاں عورتیں اترتی تھیں وہ باغ بنا دیا گیا۔
امام باڑہ صرف ایک محدود زمین پر چھوڑ دیا گیا جہاں اہل محلہ ... سے فارغ ہوتے
ہیں۔ پہلی نشانیوں میں شہ نشین کی ایک دیوار اور وہ در و ... اب تک قائم ہے۔ اگرچہ دوسرے

کے قبضہ میں ہے۔ جہاں عورتوں کی سواریاں اُترتی تھیں اور بس۔
اور یہ ساری خرابی صرف اس وجہ سے ہوئی کہ امام باڑے کے آخری متولی لاولد قضا کر گئے مومنین یکے
بعد دیگرے اس کام کو انجام دیتے رہے مگر اسکی ملکیت کا بالکل خیال نہیں کیا۔ یہ بھی سننے میں آیا
کہ اتفاق وقت سے کوئی صاحب ایسے فارغ البال مستعد نہ ہوئے کہ اسکی جانب پوری توجہ کرتے
وہ جلوس تو اب شوکت کے ساتھ جاتا ہے مگر ساتھ ہی امام باڑہ کی موجودہ حالت کسی متنفس کا دل بغیر متاثر
کئے نہیں رہ سکتی۔
مجھے یہ بھی اچھی طرح معلوم ہوا ہے کہ اُسکے موجودہ منتظمین ضرور اس قابل ہیں۔ خود اس کام کو انجام دیں اگر
اور کچھ نہ سہی تو امام باڑہ کو درست کر ڈالیں اور غلیظ سے پاک کریں جو وہاں کی مسجد اور امام باڑہ
کو لبریز کئے ہے۔ اگر خود نہ مستعد ہوں تو اقلاً چندہ فراہم کرکے اُسکو انجام دیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ عظیم
آباد کے بہت کچھ چندے ہر رفاہ عام میں بھیجے جاتے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ کچھ دنوں کیواسطے یہ کل
چندے اس امر خاص کیواسطے منحصر کر دئے جائیں۔ ہمارے خیال میں اگر ایسا ہو تو بہت انسب ہے
اگر یہ بھی ناممکن ہو تو آل انڈیا شیعہ کانفرنس لکھنؤ کو بھی اس امر خاص کی طرف توجہ کریں۔ صوبہ
بہار کے چندے سے اقلاً عظیم آباد کو بھی ایک فائدہ پہونچے ہمارے خیال میں دو ہزار روپئے
اسکی مرمت کیواسطے بہت کافی ہونگے۔ اور یہ ہرگز ایسی رقم نہیں ہے جسکا مہیا کرنا اہل عظیم آباد کیواسطے کل ہو
اخیر میں جناب ایڈیٹر صاحب کو متوجہ کرتا ہوں کہ جناب عظیم آباد میں عرصہ تک مقیم رہے ہیں اور علی الخصوص
حضرت فخر الحکما مد ظلہ العالی تو اس کی کیفیت سے بخوبی واقف ہونگے۔ میں یقین کرتا ہوں کہ
آپکی تحریک اہل عظیم آباد کو ضرور متوجہ کریگی۔ اگر آپ بھی مناسب سمجھیں تو وہاں کے چند حضرات
کو اس خاص کیطرف متوجہ فرمائیں۔ زیادہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

الفقیر المذنب افسردہ دل سید امید علی قانونگو بلوڈیا ضلع گورکھپور

اصلاح۔ اگر میرا حافظہ غلطی نہیں کرتا تو جناب میر علی محمد صاحب رئیس و جناب سید اعجاز حسین صاحب
رئیس سے یہاں کے اکثر امور متعلق تھے اکبا ڑہ یا انکا آپ ہی کے اہتمام سے نکلتا تھا پھر تعجب ہے کہ ایسے
روساء با اقتدار کی موجودگی میں امام باڑہ کی یہ حالت ہو جناب میر علی محمد صاحب تو اپنی نیکی و خوش نہادی
میں مشہور ہیں شاید انکو اسکی خبر نہ ہو۔ ورنہ یہ ایک امام باڑہ ہے کیا ہے ایسے بہت سے باڑوں کی مرمت بلا تعمیر

جناب ممدوح کرا سکتے ہیں۔

اگر مضمون نگار صاحب خود جناب ممدوح سے ملتے اور اس بارہ میں تذکرہ کرتے تو یقیناً کام اب تک شروع ہو جاتا۔ مگر ہم فضل خدا سے امیدوار ہیں کہ سب سے پہلے اس کار خیر میں جناب سید علی میر صاحب رئیس اعظم حاجی گنج اقدام فرمائینگے اور اگر ضرورت چندہ ہوگی تو وہاں کے کل روسا اس کار خیر میں شریک ہونگے

اڈیٹر

شکریہ بعوض شکایت

شیعہ کی اس شکایت سے کہ مسلم لیگ نے ایران کی سفارش سے عین وقت پر سکوت کیا جس قدر افسوس ہوا اسی قدر اس تازہ بشارت سے خوشی بھی ہوئی کہ اب خاص کلکتہ میں ایک اجماع اہل اسلام کا حاجی زکریا صاحب کے زیر ہدایت وائسرائے کے حضور میں یہ عرض کرنے کی غرض سے منعقد ہوا کہ گورنمنٹ ایران سے روسی فوجوں کی واپسی کیلئے پیام بھیجے لیکن تعجب ہے کہ خود طلیق اللسان اڈیٹر نے اس شکریہ کے مقام پر فقط خبر دیکر کیوں سکوت کیا۔ بہرکیف بعد اس مطول درخواست سے جو اکثر بزرگان قوم کی خدمت میں بھیجی ہوگی اب یہ آخری ایک مختصر درخواست بھی غالبا بیموقع نہ ہوگی کہ بس اب اسی انجمن عالی و رفیع پائے تخت کی اولیت اور مرکزیت کو تسلیم کرکے کل ملک کی جاریہ و مستحدثہ قومی انجمنیں اور امامتی جماعتیں اس حد تک کہ جہاں دو مومن جمع ہوں وہ بھی آپ کو انجمن سمجھیں جیسا کہ مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ [illegible] کانفرنس میں ارشاد فرمایا تھا بذریعہ مراسلات تائیدی۔ [illegible] الاجمل [illegible] اسکی پیروی کریں۔ والسلام

السائل نبیرہ حسین اصفہانی

اصلاح: شکایت کی وجہ تو [illegible] تمام مسلمانوں کی [illegible] جس سے معلوم ہوتا ہے [illegible] مسلمانوں کو کچھ بھی نہیں [illegible] زکریا صاحب کی [illegible] نہایت قابل تعجب [illegible] ہیں خبر کی حقیقت [illegible] کی امداد کرنی فرائض [illegible] والسلام

اڈیٹر

لکھنؤ و چہلم

حسب معمول گورنمنٹ کی طرف سے اشتہار متعلق [illegible] چہلم شہر [illegible] دیواروں شاہراہوں پر

چسپان کئے گئے جس مین یہ ہدایت تھی کہ صبح سے ۱۱ بجے تک سنی تعزیے اٹھائیں اور ۱۱ بجے سے شام شیعہ حضرات سنیون نے مثل عاشورہ کے چہلم مین بھی تعزیے نہین اٹھائے گر بعض بازاری ہوئی خبرین ہم تک پہونچی ہین کہ دو ایک تعزیے سنیون نے بھی مثل ملکا گنج و سجان نگر کے اٹھائے۔

شیعون کے تعزیے ۱۲ بجے سے اٹھنے شروع ہوئے اور ۱۰ بجے رات تک اٹھتے رہے اور مثل سابق کے اسی جوش و شان و شوکت سے تعزیے انہون نے اٹھائے سیکڑون علم و تعزیے نوحہ و ماتم کے ساتھ کربلا تالکٹورہ تک گئے۔ پولس کا بہت اچھا انتظام تھا کسی طرح کا فساد نہ ہوا۔

سبیلین نخاس سے کربلا تک سیکڑون تھین جسمین انجمن سبطینہ گولا گنج (جسکے مہتمم قاری یعقوب علی صاحب و اصغر علی صاحب ہین) و انجمن مرزا بہادر محمد عباس علیخان صاحب مرحوم جسمین جناب مرزا محمد ہادی صاحب عزیز کی وہ سبیل نظم تھی جسکا ایک ایک مصرع مرثیہ تھا خاص طور سے قابل ذکر ہے نہایت اعلی درجے کا زعفرانی شربت عام طور پر تقسیم کیا گیا اور انجمن سبطینہ مین تو علم کے ہمراہیون کو کھانا بھی کھلایا گیا۔

بعض انجمنون کے تکیرون خیمون پر نہایت ہی سبک مصرعے و اشعار مرثیہ و جلے ہوتے تھے جس سے بہت گریہ ہوتا تھا مثل اسکے کہ شیعتی ما ان شربتم ماء عذب فاذکرونی، یعنی ای دوستو میرے جب کبھی تم آب سرد و خوشگوار پیا تو پیاس مجھ مظلوم حسین کی ضرور یاد کرلینا۔ یا "پانی پیو تو یاد کرو پیاس حسین کی" یا سبیل ہے پیاسے حسین مظلوم کی" وغیرہ اسیطرح سے تحریر تھین انجمن سبطینہ مین ایکطرف کو ہندو سبیل بھی تھی جسمین ہندو صاحبان پانی پلاتے تھے

۳ بجے کربلا کے احاطہ مین نماز ظہرین بجماعت مولانا السید محمد ہادی صاحب مجتہد و مجلس ہوئی جسکے بانی آنوز سید خادم حسین خانصاحب رئیس منصور نگر ہین اور تبرک نہایت کشادہ پیشانی سے تقسیم فرماتے و عزاداری نہایت حوصلہ و سلیقے سے کرتے ہیں شب کو نماز مغربین بجماعت جناب نجم الملۃ والدین مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ ہوئی و مجلس ہوئی۔ نواب مغفور مرزا صاحب و نواب تجمل صاحب و کشمیری علم یہ تینون علم و تعزیہ نہایت سبکی سے اہتمام کیساتھ اٹھتے ہیں انہیون کا جلوس وادنٹ و گھوڑ و نر سوار و ذوالجناح و تعزیہ و علم و مجمع یہ منظر نہایت سبکی سے اٹھایا گیا جناب مسٹر پی۔ سے پانچ و بہادر صاحب ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کے انتظام مین محرم و چہلم کیا گیا اور کسی جھگڑے کی خبر نہین آئی۔ گر سنیون کا عزاداری کی اس معمولی رسم سے کنارہ کشی منہ در قابل افسوس امر ہے (مشرق)

اصلاح اب اہلسنت اپنی اصلیت ظاہر کر رہی ہین کہ انکو اہلبیت رسالت سے کوئی تعلق نہین ہے جبتک شیعونکی سلطنت یا کسی قسم کا تسلط رہا تعزیہ دار رہے جب شیعہ کمزور ہونے لگے اصلی حالت کھلنے لگی۔ (اڈیٹر)

ہوشیار اور دور بین آدمی تھا۔ یہ بہانہ کرکے کہ عثمان کا قتل علیؓ کے اشارے سے تھا

قریبًا فکلما کلامًا غیر غضبانین و لا راضیین ثم رایتہم یضحکان وتفرقا وجاء الی عمر فمشیت معہ وقلت یغفر اللہ لک اغضبت قال فاشار الی علی وقال واللہ لولا دعابہ فیہ ماشککت فی ولایتہ وان نزلت علی رغم انف قریش مثلہ جلد ہ

وہ ہو جسکی ہم اطاعت بھی کرتے ہیں۔ پھر فتنہ میں ڈالیں۔ عمر نے کہا کیا تم اسکو پسند کرتے ہو حضرت علیؓ نے کہا نہیں مگر ہم تمکو یاد دلا دیں گے وہ بات جسکو تم بھول گئے ہو۔ یہ کلام سنکر عمر ہماری طرف (مغیرہ) متوجہ ہوئے اور کہا کہ چلے جاؤ جو باتیں ہلوگون کی حالت غیظ وغضب میں تمنے سنی وہ کافی ہیں۔ مغیرہ لکھتے ہیں کہ ہم تھوڑی دور علحدہ ہو گئے۔ مگر اس خیال سے نزدیک ہی رہے کہ کچھ بات نہ پیدا ہو اسکے بعد کچھ دیر تک دونوں آدمی باتیں کرتے رہے۔ مگر وہ باتیں نہ تو سخطہ کی تھیں نہ پوری رضامندی کی۔ پھر دونوں ہنستے ہوئے چلے گئے۔ عمر کے ساتھ ہم بھی آئے تھوڑی دیر کے بعد میں نے کہا کہ آج تم غصہ ہوگئے۔ عمر نے اشارہ کیا حضرت علیؓ کی طرف اور کہا قسم خدا کی اگر ان میں مزاح نہ ہوتا تو مجھکو ذرہ برابر بھی شک ان کی ولایت میں نہ ہوتا اگرچہ قریش کی ناک رگڑی جاتی۔

اسی ایک واقعہ سے سمجھ لیجئے کہ خلافت کے ساتھ کیا خیالات تھے۔

مصنف کو دھوکا ہوا کہ وہ ان امور کو بنی ہاشم کی طرف نسبت کرتے ہیں کیونکہ بنی ہاشم تو اجماع ان خلافتوں کو ناحق سمجھتے تھے نہ صرف بنی ہاشم بلکہ تمامی صحابہ جو دیندار اور با ایمان تھے اسی خیال میں تھے چنانچہ جب عثمان خلیفہ ہونے لگے ہیں اسوقت کے واقعات روشنی ڈالنے کو کافی ہیں۔

فقال عمار ان اردت ان لا یختلف المسلمون فبایع علیا فقال المقداد بن الاسود صدق عمار ان بایعت علیا قلنا سمعنا واطعنا وقال ابن ابی سرح ان اردت ان لا یختلف قریش فبایع عثمان مثلہ تاریخ کامل جلد ۳

یعنی جب عبدالرحمن نے بروز بیعت مشورہ لیا تو عمار نے کہا اگر چاہتے ہو کہ مسلمانوں میں اختلاف

(۱۷)

مخالفت کا جھنڈا کھڑا کردیا اور مسلمانوں میں اختلاف ڈالدیا کہ جاہلیت کے

نبیہ تو علیؑ کی بیعت کرو مقداد نے اسکی تائید کی - ابن ابی سرح نے کہا کہ اگر چاہتے ہو کہ قریش

میں اختلاف نہو تو عثمان کو خلیفہ کرو

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ مسلمانوں کی خواہش یہ تھی کہ جناب امیر خلیفہ ہوں - مگر قریش

کی رائے اسکے خلاف تھی یہانتک کہ اوسی روز کبہ دیا گیا فقال عمار ایہا الناس ان

اللہ اکرمنا بنبیہ واعزنا بدینہ فانی تصرفون ہذا الامر عن اہل بیت

نبیکم - کہا عمار نے کہ خدا نے جو کچھ بزرگی ہمکو دی وہ اپنے نبی کے ذریعہ سے - اور

دین اسلام کی بدولت عزت دی - پھر کب تک اس خلافت کو تم لوگ اپنے نبی کے

خاندان سے پھیرتے رہوگے -

فقال المقداد ما رایت مثل ما اوتی اہل ہذا البیت بعد نبیہم انی لا عجب

من قریش انہم ترکوا رجلا ما اقول لا اعلم ان رجلا اقضی بالعدل و

لا اعلم منہ واللہ لو اجد اعوانا علیہ مثل کال -

یعنی کہا مقداد نے کہ جسے ایسا ظلم کبھی نہیں دیکھا جو اس خاندان پر بعد رسول اللہ گذرا

تعجب ہے قریش سے کہ وہ ایسے شخص کو چھوڑ دیتے ہیں جو سب سے زیادہ عالم اور حق کیساتھ

فیصلہ کرنے والا ہے قسم خدا کی اگر میں مددگار پاتا (تو پھر ان سے جہاد کرتا)

یہ واقعات بدیہی طور پر بتارہے ہیں کہ ان دونوں خلافتوں کے مظالم نے مسلمانوں

کو گھبرادیا تھا اور وہ سمجھتے تھے کہ اگر تیسری خلافت بھی اسی قاعدہ سے ہوئی تو پھر ظلم کی

حد ہی نہ رہیگی - اسی لئے قبل اسکے کہ یہ خلافت قایم ہو اختلاف کا مادہ پورا جم چکا تھا اور

ایک ذرا سے اشتعال میں یہ آتش گیر مادہ پھیل جاتا -

مگر جناب امیر نے یہاں بھی اوسی اصول سے کام لیا جو اصول آپکا پہلے تھا کہ محض خلافت

کے لئے جنگ نہ چاہیے مصلحت اسلام کے بالکل منافی ہے -

پھر نہیں معلوم مصنف نے کن کتابوں سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ بنی ہاشم نے لوگوں کو مخالفت

پر بھڑکا کیا کیونکہ وہ تو ابتداء سے ان خلافتوں کو ظالمانہ اور ناجائز جانتے تھے - مگر کبھی بھی وہ

(۱۸)

اصول کے موافق عرب میں پھر تلوار کھنچ گئی(۱۵) اب متعدد لڑائیوں میں اگرچہ معاویہ
علیؑ پر غالب نہ آیا مگر مغلوب بھی نہ ہوا۔ یہ وجہ تھی کہ بنی ہاشم کی ریاست سے بنی
امیہ کی سلطنت کو کچھ زیادہ دخل نہ ہوا تھا۔ کہ علیؑ کو بھی قتل کر دیا پس اسوقت
معاویہ و یزید غالب ہو گئے و حضرت حسنؑ جو حسینؑ کے بڑے بھائی تھے اور محمدؐ کے
پیارے نواسے نے ضعیف ہو کر صلح کر لی(۱۶)۔ اور محمدؐ کی جانشینی دوبارہ بنی امیہ میں مسلم ہو گئی۔
ادھر تو معاویہ کو اقتدار حاصل ہوا اور ادھر اس نے بنی ہاشم کی قوتوں کو(۱۷) ضعیف

چاہا کہ اسکے لئے خونریزی ہو جس سے اسلام تباہ ہو بلکہ خود خلیفہ کے ذاتی افعال نے تمام مسلمانوں کو
بدظن کر دیا تھا اور زیادہ تر وہی صحابہ اس میں ساعی تھے جنکے اتفاق نے اصول ولیعہدی کو توڑ کر
الیکشن کا ایجاد کیا تھا جس سے وہ خواہاں پیش آئیں کہ پھر اسکے کوئی چارہ نہ رہا کہ اوسی شخص کو
خلیفہ مانیں جسے رسول اللہ نے خلیفہ بنایا تھا۔ مگر چونکہ یہ خلافت اون کے ذاتی اغراض کے خلاف
تھی اسلئے سب سے زیادہ وہی مخالف ہوئے جنہوں نے سب سے پہلے بیعت کی تھی۔

(۱۵) مگر سب سے پہلے اس میدان میں ابوبکر کی بیٹی عائشہ نکلیں اور ابوبکر کے دونوں داماد طلحہ زبیر
جو کسی طرح نہ جانتے تھے کہ رسول اللہ کی خلافت خاندان رسالت میں جانے پائے۔ مگر یہ قصہ بہت
جلد فرو ہو گیا طلحہ کو خود عثمان کے داماد مروان نے قتل کیا کیونکہ خون عثمان کا بھاری بوجھ
اسی کی گردن پر تھا۔ پھر زبیر مارے گئے اور عائشہ بھی گرفتار ہوئیں مگر حضرت علیؑ نے اون کو
عزت کے ساتھ مدینہ بھجوایا۔ اسکے بعد معاویہ لڑنے پر آمادہ ہوا جسکو اسی روز کیلئے عمر نے شام کا
مستقل حاکم بنایا تھا اور برابر عزت افزائی کرتے رہے۔

(۱۶) کیونکہ معویہ نے حضرت کے تمام لشکر کو رشوت دیکر آمادہ فساد کر دیا تھا جس سے اسدرجہ
حضرت کو مصیبتوں سے سامنا کرنا پڑا کہ نہایت بے بسی کی موت سے حضرت شہید ہوئے۔

(۱۷) بنی ہاشم کی قوت کو تو خود عمر توڑ چکے تھے چنانچہ مولوی شبلی صاحب الفاروق میں لکھتے
ہیں حضرت عمر کی سطوت نے بنو ہاشم کے ادعا کو گو دبا دیا لیکن بالکل مٹا نہ سکتے تھے حضرت
پھر عثمان نے تھی سہی قوت کو توڑنا چاہا چنانچہ یہانتک نوبت آئی کہ حضرت علیؑ کو کہہ دیا کہ اگر عثمان یہیں تو
ہم اپنا گھر چھوڑ کر نکل جائیں تاریخ طبری صفحہ

کرنے کے لئے علی کوشش شروع کی اور ان کے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نابود کرنے کے

پھر معاویہ کیوں نہ اوس عمارت کو پورا کرتا جسکی بنیاد خلفاے سابق ڈال چکے تھے اور اسی سلئے معویہ شام کا صوبہ دار بنایا گیا تھا کہ اگر خلافت کسی طرح حضرت علیؑ کے ہاتھ نہ لگ جائے تو یہ پورے دم خم سے مخالفت پر قایم ہوجائے۔

مصنف مضمون کی نظر۔ اس حیثیت سے نہیں ہے کہ اسلام دین حق ہے لہذا وہ ان نزاعات کو بنی امیہ و بنی ہاشم کے خاندانی جنگ پر زیادہ محمول کرتے ہیں کیونکہ وہ فلسفیانہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور جو لوگ اہل اسلام ان واقعات پر بحیثیت حقیت اسلام نظر کرتے ہیں لہذا ہم یہ نہیں کہتے کہ بنی امیہ نے صرف بنی ہاشم کو نیست و نابود کرنا چاہا بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اصل اسلام کو مٹانا چاہا جو بنی ہاشم کے نیست و نابود ہونے کو لازم ہے۔

ہم اون واقعات سے یہاں نہیں بحث کرتے کہ صفین [illegible] چند ماہ [illegible] صفین میں خونریزی رہی کیونکہ معویہ صرف مخالف [illegible] نہ کرتا کم تھا۔

گر اسلام کے مٹانے کی [illegible] ان معویہ کان [illegible] سب علیا و ابن عباس والحسن والحسین و [illegible]

یعنی معویہ نماز کے قنوت میں لعنت کرتا تھا حضرت علیؑ و ابن عباسؓ اور امام حسنؑ و حسینؑ اور مالک اشتر پر۔

اور ابن عبد ربہ میں ہے فلما مات سعد : لعن علیا على المنبر وكتب الى عماله ان يلعنوه على المنابر ففعلوا [illegible]

یعنی سعد بن ابی وقاص کے مرنے کے بعد معویہ نے اپنے تمامی عمال کو لکھ بھیجا کہ تمامی منبروں پر حضرت علیؑ پر لعنت کی جائے جسکی سب نے تعمیل کی۔

ونقل ابو عثمان الجاحظ في كتاب الرد على الامامية ان معوية كان يقول في آخر خطبته اللهم ان اباتراب الحد في دينك وصد عن سبيلك فالعنه لعنا وبيلا وعذبه عذابا اليما قال وكتب بذلك الى الآفاق. فكانت هذه الكلمات يشاد بها

(۲۰)

واسطے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا جس وقت اگرچہ اپنے بڑے

علی المنابر الی ایام عمر بن عبد العزیز رحمت نضایع

یعنی معویہ آخر خطبہ مین کہا کرتا کہ خداوندا ابوتراب (حضرت علیؑ) نے دین مین الحاد کیا۔ اور تیری راہ سے لوگون کو روکا تو اونپر لعنت کر اور عذاب الیم۔ اور اس مضمون کا فرمان تمامی ملک مین جاری کیا جس سے بہ جا منبر وغیرہ کلمات کہے جانے لگے۔

وروى ابو الحسن المدائنى فى كتاب الاحداث قال كتب معوية نسخة واحدة الى عماله بعد عام الجماعة ان برئت الذمة ممن روى شيئا من فضل ابى تراب واهل بيته فقامت الخطباء فى كل كورة وعلى كل منبر يلعنون عليا ويبرؤن منه

یعنی معویہ نے بعد سنہ جماعت عام فرمان اس مضمون کا جاری کیا اپنے تمامی عمال کے نام کہ اوس شخص کا خون حلال ہے جو کوئی روایت فضیلت ابوتراب مین یا اون کے خاندان کے بارے مین روایت کرے۔ بس ہر ہر مقام پر خطیبون نے جناب امیرؑ پر لعنت کرنا شروع کیا او تبرا کرنا۔

۲۱۶

وكتب معوية الى عماله فى جميع الآفاق ان لا يجيزوا لاحد من شيعة على شهادة وكتب اليهم ان انظروا من قبلكم من شيعة عثمان ومحبيه واهل ولايته الذين يروون فضائله

پھر دوسرا فرمان معویہ نے اس مضمون کا جاری کیا کہ جو شخص شیعہ علیؑ ہو اوس کی گواہی نہ قبول کرو۔ اور جو لوگ فضائل عثمان بیان کرین اون کی عزت افزائی کرو انعام دو اور اون لوگون کا نام لکھکر دیوان خلافت مین بھیجو۔

لما كان يبعثه اليهم معوية من الصلات والكساء والحباء والقطائع ويفيضه فى العرب کیونکہ معویہ ہر شخص کو نام بنام انعام و اکرام دیتا جائزہ اور جاگیر عنایت کرتا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جو شخص فضیلت عثمان مین کوئی حدیث بناتا وہ مقرب سلطان ہوتا۔

ثم كتب الى عماله ان الحديث فى عثمان قد كثر وفشا فى كل مصر وكل وجه وناحية فاذا جاءكم كتابى هذا فادعوا

یعنی تیسرا فرمان اس مضمون کا جاری کیا کہ عثمان کے بارے مین بہت سے حدیثین بن چکین اب تمامی صحابہ و خلفاء اولین

بھائی حسن فرمانبردار تھے تاہم بنی امیہ کی اطاعت میں شریک نہ تھے۔ اور معلمؑ

الناس الی الروایۃ فی فضائل الصحابۃ والخلفاء الاولین ولا یترکوا خبرا یرویہ احد من المسلمین فی فضائل ابی تراب الا واتونی بمناقض لہ فی الصحابۃ	کہ ایسی حدیثیں بناؤ کہ یہ سب سے زیادہ میری خوشی کا باعث ہے اور جو حدیث فضیلت جناب امیر میں کوئی روایت کرے اوسی کے مثل فضیلت صحابہ وخلفا میں

حدیثیں بناؤ اور میرے پاس بھیجو۔ دیکھئے حدیثوں کی کیسی کثرت ہوئی۔

اس واقعہ کی تصدیق اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں فلما رأت البکریۃ ما صنعت الشیعۃ وضعت لصاحبہا احادیث فی مقابلۃ ہذہ الاحادیث نحو لو کنت متخذا خلیلا فانہم وضعوہ فی مقابلۃ حدیث الاخاء ونحو سد الابواب فانہ کان لعلی فقلبتہ البکریۃ الی ابی بکر ونحو ائتونی بدوات وبیاض اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف علیہ اثنان ثم قال یأبی اللہ والمسلمون الا ابا بکر فانہم وضعوہ فی مقابلۃ الحدیث المروی فی مرضہ ائتونی بدوات وبیاض اکتب لکم کتابا لا تضلون بعدہ ابدا فاختلفوا عندہ

کہ جب شیعوں نے ابوبکر کے بر خلاف حدیثوں کا استدلال یا حدیثیں بنا لیں۔ تو بکریوں نے بھی ابوبکر کے لئے حدیثیں بنا لیں چنانچہ حضرت علی کیلئے جو یہ حدیث مشہور تھی کہ رسول اللہ نے آپکو اپنا بھائی مقرر کیا۔ تو اوسکے مقابلہ میں ابوبکر کے لئے یہ حدیث بنائی کہ اگر ہم کسی کو اپنا خلیل بناتے تو ابوبکر کو خلیل کرتے۔

حضرت علی کے لئے یہ حدیث تھی کہ مسجد کے دروازے سب کے لئے بند کر دو باستثنائے حضرت علی تو ابوبکر کے لئے یہ حدیث بنا دی کہ اونکے لئے کھڑکی چھوڑ دو حالانکہ بالاتفاق ابوبکر کا کوئی مکان ہی مسجد کے پاس نہ تھا جسکے لئے روزن رکھا جائے۔

حضرت علی کے لئے یہ حدیث تھی کہ رسول اللہ نے حکم دیا کہ دوات لاؤ کہ میں وصیت نامہ لکھدوں جسکے بعد پھر کوئی گمراہ نہو تو اسکے مقابل میں ابوبکر کے لئے یہ حدیث بنائی گئی کہ لاؤ میں ابوبکر کا

ظاہر بظاہر اُن کی (بنی امیہ) مخالفت بھی نہ کرتے تھے حسینؑ نے بالاعلان کہدیا تھا

نام لکھ دیں کہ پھر دو آدمی بھی اس بارہ میں اختلاف نہ کریں۔

یہی وجہ ہے کہ علامہ ابن اثیر جو مشاہیر علمائے اہلسنت سے ہیں جامع الاصول میں لکھتے ہیں ولا تصدق الشیعہ بنقل النص علی امامۃ علی کرم اللہ وجہہ والبکریۃ علی امامۃ ابی بکر لان ھذا وضعہ احادا ولا وافشوہ ثم لم یزل الناقلون فی عصرہ و بعد فی الاعصار فلذالک لم یحصل التصدیق۔

جو حدیثیں شیعہ بطور نص خلافت جناب امیرؑ نقل کرتے ہیں یا بکریہ امامت ابوبکر کے بارہ میں روایت کرتے ہیں اون میں سے کسی کی تصدیق نہ کرو کیونکہ پہلے ایک ایک آدمی نے وہ حدیثیں وضع کیں پھر وہ پھیل گئیں ہر زمانہ میں جس سے اون کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔

علامہ شوکانی فوائد مجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ میں لکھتے ہیں وقد روی من طرق ضعیفہ جدا ابواب مناقب الخلفاء الاربعۃ واھل السنۃ وسائر الصحابۃ عموما وخصوصا ومناقب غیرھم مثلہ

یعنی فضائل خلفائے اربعہ و اہلسنت و سائر صحابہ میں خصوصا و عموما بہت سی ضعیف حدیثیں بنائی گئیں۔

(۲۴۳)

ثم کتب الی عمالہ نسخۃ واحدۃ الی جمیع البلدان انظروا من قامت علیہ البینۃ انہ یحب علیا واھل بیتہ فامحوہ من الدیوان واسقطوا عطاءہ ورزقہ وشفع ذلک بنسخۃ اخری من اتھمتموہ بموالاۃ ھولاء القوم فنکلوا بہ واھدموا دارہ فلم یکن البلاء اشد واکثر منہ بالعراق مثلہ

یعنی پھر حضرت معاویہ نے یہ منادی کرا دی کہ جس شخص کی نسبت معلوم ہو جائے کہ وہ شیعہ علیؑ ہے اوسکا نام دیوان سے کاٹ دو اور وظیفہ اوسکا بند کر دو۔ اسکے ساتھ دوسرا حکم دیا کہ اگر کوئی کسی شخص پر تہمت بھی لگا دے کہ یہ شیعہ ہے تو اوسپر عذاب کرو اور اوس کا گھر ڈھا دو۔ اسلئے یہ بلا سب سے زیادہ اہل عراق پر نازل تھی۔

آج بھی آپ آنکھ اٹھا کر دیکھئے تو اہلسنت میں معتزلہ ہو گئے ہیں ایک دوسرے کے مخالف

کہ مین خدا کی راہ مین عنقریب قتل کیا جاؤنگا۔ اور مین ناحق بات کی پیروی
نہین کرونگا اسوجہ سے بنی امیہ کو اون کی جانب سے اندیشہ تھا یہانتک کہ
اس کشمکش نے طول کھینچا کہ وہ زمانہ آگیا کہ حسن اور معٰویہ نے رحلت کی
اور یزید معٰویہ کا جانشین قرار پایا یعنی بطور اصول ولیعہدی کے اسکی جانشینی ہوئی (۱۸)

اور شیعون نے بارہا مین منفقہ کوشش اون کی ہے کہ مجموعی حیثیت سے انکو مٹا دیا جائے
یہ اوسی تعلیم معٰویہ کا اثر ہے جو کسی طرح مٹ نہین سکتا۔

معٰویہ نے اس بارہ مین اسقدر کوشش کی کہ اب بیعت بنی امیہ ہوتی جیسا کہ عقد الفریدہ مین ہے
وقد معویۃ بالکوفۃ فبایع الناس علی البراءۃ من علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ
یعنی معٰویہ نے بیعت لینے کے لیے اس شرط پر کہ حضرت علیؓ سے تبرا کرین۔ یہانتک نوبت
پہونچی دوسری جگہ ابضا ان قوما من بنی امیۃ قالوا لمعاویۃ یا امیر المومنین
قد بلغت ما املت فلو کففت عن ھذا الرجل فقال لا واللہ حتی یربو
علیہ الصغیر ویھرم علیہ الکبیر ولا یذکر لہ ذاکر فضلا

یعنی ایک قوم نے بنی امیہ نے معٰویہ سے کہا کہ اے امیر المومنین سا تو تم اپنی ہر آرزو میں فائز
ہو چکے۔ اب اس مرد (علی) سے درگزر کرو۔ معٰویہ نے کہا لا واللہ جب تک بچے اس
عقیدہ پر پرورش نہ پائیں اور بوڑھے اسی عقیدہ پر بوڑھے نہ ہو جائین کہ پھر کوئی فضیلت علیؑ
کا ذکر کرنے والا نہ رہے۔ ایسے بے شمار واقعات ہین جنکا احصا محال ہے۔

انہیں واقعات کی طرف مصنف نے اشارہ کیا " جب معٰویہ کو اقتدار حاصل ہوا اور اوس
نے بنی ہاشم کی قوتون کو ضعیف کرنے کے لیے عملی کوشش شروع کی" بلحاظ انجام کو پہونچا دیا۔

(۱۸) حق تو یہ ہے کہ الیکشن باقاعدہ تو کبھی نہوا۔ ابوبکر کی بیعت پر ہر طرف سے اختلاف تھا صرف
عمر وابو عبیدہ کی بیعت نے سب کو خاموش کر دیا۔ عمر کی خلافت بالکل اصول ولیعہدی پر ہوئی وہ بھی
بصیغہ راز کہ سربمہر لفافہ پر سب کی بیعت لیجائے۔ عثمان کی خلافت نہ الیکشن کے اصول پر ہوئی
نہ اصول ولیعہدی پر۔ بلکہ صرف اس اصول پر کہ عبدالرحمان نے خلافت مین یہ شرط لگادی کہ کتاب
وسنت کے علاوہ سیرت شیخین کی متابعت بھی ضروری ہے جس سے حضرت علیؑ نے صاف انکار کر دیا۔

[illegible]

زیادہ کہا نہیں جاتا۔ بھائی اس سے بڑھکر اور کیا بیحیائی اور بے شرمی ہوسکتی ہے؟ یا میں
بوقت وفات رسول کا جوٹھی مسواک حضرت عائشہ کی لیکر چوسنا اور یہی لعاب دہن حضرت
عائشہ کا آنحضرت کی آخری غذا ہونا یا تا وقتیکہ حضرت عائشہ کی تصویر باکہ بہشت میں نہ دکہائی
گئی روح کا (بوجہ طمع زندگی شوق لقائے الٰہی میں بھی) جسم سے مفارقت گوارا نہ کرنا حضرت عائشہ
کی تصویر جنت میں دیکھتے ہی روح کا جانب تصویر پرواز کرجانا (واضع حدیث کو یہ بھی ہوش نہ رہا
کہ جب خود حضرت عائشہ کی گود میں سر ہونا بیان کیا جاتا ہے تو اصل کس کو چھوڑ کر تصویر کی جانب کیوں
روح پرواز کرگئی) واقعی جناب رسولخدا نے سچ فرمایا تھا کہ کوئی نبی ایسا نہیں ستایا گیا
جیسا کہ میں ستایا گیا ہوں۔ بعد وفات بھی دشمنان دین آنحضرت کو ستانے سے باز نہ آئے
اور نہ باز آتے ہیں۔ اگر غور کیجیے تو جسقدر ہتک اور اہانت آنحضرت کی اور آنحضرت کی مخصوص
اس حرم محترمہ کی ان محبین اسلام نے دوستی کے پیرایہ میں کی ہے شاید کوئی دشمنی کے پیرایہ
میں بھی نہ کرتا۔

اے آنکہ زخود نیایدت شرم دمے | از روئے رسول عربی کن شرمے

آپ اخبار مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۰ء میں ایڈیٹر صاحب حدیث لاتستکل بہ الناس فلا
یزیدک اللہ الا فقرا سے استدلال کرکے لکھتے ہیں کہ چہرہ نظر او ثنا و مرثیہ خوان محتاج ہی رہینگے
گویا ایڈیٹر صاحب کے نزدیک جتنی آیات قرآنی و حدیثیں مذمت میں آئی ہیں معاذ اللہ سب کو صرف
مجلس عزائے حسین ہی سے تعلق ہے باقی دنیا کی امورات میں جھوٹ بولنا۔ رسول پر تہام باندھنا
جھوٹی حدیثیں بنانا اور اسکو ذریعہ معاش کرنا۔ جھوٹ دعوی دوستداری اہلبیت کو ذریعہ
دغا۔ اشعار کہنا۔ اشعار پڑھنا اور سننا تعریف کرنا۔ قوالی کو دنیا اور پیشہ قوالی کرکے کمانا پیری
مریدی کا پیشہ کرنا وغیرہ سب جائز و حلال ہے۔ بہرکیف آپکے نزدیک مرثیہ خوان سے کون لوگ
مراد ہیں۔ تمام مرثیہ خوان یا صرف مرثیہ خوان حسین۔ اگر تمام مرثیہ خوان مراد ہیں تو آپ اصلاح
میں بسلسلہ عنوان عاشورا حضرت ابراہیم کا مرثیہ پڑھنا۔ حضرت داؤد کا مرثیہ پڑھنا نعش
حضرت حمزہ پر خود جناب رسول کا مرثیہ پڑھنا۔ جناب رسول فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا کا اپنے
پدر بزرگوار کے غم میں مرثیہ پڑھنا۔ عمر ابن خطاب کا دو شخصوں کے قتل پر مرثیہ کہنا اور تمیمہ سے مرثیہ

علیحدہ عزاخانہ قایم کرتے ہین - اور نیشاپور کا کیا مذکور ہے یہین دیکھ لیجئے دوستداران حسنین اور عوام الناس کی تعزیہ داری مین کتنا فرق ہے - دوستداران حسنین اپنے تعزیہ کیساتھ روتے پیٹتے جاتے ہین ۔ عوام الناس کے تعزیے کے ساتھ لاٹھی سونٹا گدکا پھری مارپیٹ سب کچھ ہوتا ہے
اس کنکر پتھر پر مجھکو مدارج النبوت کی ایک حدیث یاد آئی یعنی جب آیہ لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الخ نازل ہوا تو حضرت ابوبکر اپنے دامن مین کنکر پتھر بھر کر لیجاتے تھے اور جناب رسولخدا کے سامنے بیٹھتے تھے تو اپنے منہ میں خوب کنکر پتھر بھر لیتے تھے ۔ خوض بحرن موقع و برکتہ مقامے دارد

اس زمانہ کی تہذیب سے مطابق کنکر پتھر پھینک کر مارنا یا منہ مین بھر کر ایسے جلیل القدر کے سامنے بیٹھنا دونون آداب انسانیت سے خارج ہو کر محض مسخراپن ہے -

دیکھو مشکوٰۃ جلد ۲ ویم المعرتہ تیمیہ صحیح مسلم - ابوہریرہ نے کہا کہ حبشی رسولخدا کے پاس اپنے تیر و کمان کھیلتے تھے اددخل عمر دھوی الی الحصبا فحصبہم حب عمر وہان پہونچے اونکے مارنے کے لئے کنکر اوٹھانے کو جھکے حضرت نے منع فرمایا دعھم یا عمر وہ حبشی جسکو کنکر اوٹھا کر مارنا چاہا تھا وہ مسجد مین تھے اور رسول کے گال پہلی بی بی عائشہ کا گال تھا وہ اون مردون کا مسجد مین تماشہ دیکھتی تھین ۔ نعوذ باللہ من ذلک -

دوسری روایت کتاب العلم - راست دروغ برگردن راوی - خود بی بی عائشہ فرماتی ہین - میرے پاس دو لڑکیان گاتی بجاتی تھین فدخل ابوبکر فانتہرنی وقال مزمار الشیطان عند رسول اللہ اوسوقت ابوبکر آئے اور مجھے جھڑکا کہ ایسے شیطان کی تان رسولخدا کے پاس حضرت نے فرمایا کہ چھوڑ دو یعنی گانے دو - مگر ابوبکر صاحب کب مانتے ہین خود کہتے ہین فلما غفل غمزتہما فخرجتا یعنی جب حضرت غافل ہوئے مین نے اون دونو کو ایسے چٹکی دکر دونکل گئین بقول قاضی - اون لڑکیون کا گانا اشعار جنگ اور فخر اور شجاعت اور ظہور غلبہ کا تھا - اسمین دونو کیونکے فساد کا وہم بھی نہ تھا وہ گاکر ذکر بعاث کی لڑائی کا کرتی تھین اوس صحبت سے ۔ وہ دونون خاکر دکو ابوبکر نے چٹکی لیکر نکال دیا - وہان نیشاپور کے قریب گاؤن تھین کوئی ذاکر مذہب مرد تھین کہ مارنے کے لئے کنکر پتھر جمع رکھتے تھے

حدیث ہے کہ کسی صحبت مین جس مین رسول خدا شریک تھے سعد بن عمر نے لشکر اوٹھایا تھا اسلئے
سے نیشاپور کے کسی قریہ کی مسجد مین سامعین پر ظلم ہوتا تھا یہان ذاکرین پر اول و ثانی نسبتے وارد
۲۶ جنوری ۱۹۱۰ء کے پرچہ مین ایڈیٹر صاحب نے ایک تمہید طویل کے بعد یزید کی شخصی سلطنت امام
حسین کو ناگوار ہونا اور محض اسی شخصی سلطنت کی مخالفت مین جان دینا دکہانیکی کوشش
کیا ہے - افسوس صد افسوس - یہ ظلم اوس مظلوم پر کیا یزید کے ظلم سے کم ہے ؟ اور شورے
کی تائید مین ملکہ سبا کے قول پر قرآن سے استدلال کیا ہے کہ قالت یا ایہا الملؤا افتونی فی
امری ما کنت قاطعۃ امرا حتی تشہدون - لیکن ایڈیٹر صاحب نے یہ خیال نہین کیا کہ ملکہ
سبا نے یہ شوری حالت کفر مین اپنی جماعت کفار سے کیا تھا اگر اونکے کہنے پر عمل نہ کیا - اور آیہ
وافی ہدایہ واذ قال ربک انی جاعل فی الارض خلیفۃ الخ اور اوسکی مابعد کی آیات
متعلقہ سے ظاہر ہے کہ ملائکہ کا اجماع خلاف خلافت آدم تھا مگر اون سب کے مشورے
کو جناب باری نے قبول نہ فرمایا - حضرت امام حسین کو بھی از مدینہ تا مکہ معظمہ و از مکہ معظمہ
تا پہونچنے کربلا اثناے راہ مین سب یہی مشورہ دیتے تھے کہ آپ کوفہ کی طرف تشریف
نہ لیجائین مگر حضرت نے کسی کے مشورے کو قبول نہ فرمایا ما تشاؤن الا ان یشاء اللہ
ایڈیٹر صاحب کا ذاتی خیال ہے کہ یزید کی سلطنت شخصی تھی - عبد اللہ بن عمر اور یزید
مین جو مراسلات ہوئے ہین خصوصاً بعد واقعہ کربلا جو عبد اللہ ابن عمر نے یزید کو خط
لکھا ہے اور اوسکا جواب جو یزید نے دیا ہے اور جب اہل مدینہ نے یزید کی خلع بیعت
کرنا چاہا ہے اور عبد اللہ بن عمر نے بڑے زوروں مین اہل مدینہ کو خلع بیعت سے
باز رکھا ہے - اگر ان سب پر ایڈیٹر صاحب غور کرتے تو یزید کی سلطنت کو شخصی
سلطنت نہ لکھتے -

معاویہ حضرت عمر کے وقت مین صرف شام کا حاکم تھا - بعد قتل عثمان تمام عراق و حجاز نے
جو ماتحت خلفاے ثلاثہ تھے معاویہ کا ساتھ اور بعد معاویہ یزید کا ساتھ دیا چنانچہ
اسی دار و دورۂ اسلام مین نواسۂ رسول کے ساتھ صرف معدودے چند تھے
اسکا باعث بھی وہی بیت المال تھا جسکی نسبت ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین کہ ستم

مین یزید کے قبضہ مین آیا۔ اس بیت المال کا وجود رسول کے وقت مین نہ تھا۔
عہد ابوبکر مین ایک مکان بیت المال کے نام سے قایم کیا گیا گرچونکہ وہ زمانہ قریب بہ
زمانہ رسول تھا دفعتہً اس امر جدید کا نفاذ دشوار تھا۔ بنا ؤالکر حسب مصالح
سلطنت چھوڑ دیا گیا زیادہ اوس پر عمل در آمد نہ کیا گیا چنانچہ جب ابوبکر کا انتقال ہوا
تو بیت المال مین برائے نام صرف ایک درہم تھا عمر کے وقت مین پوری طرح
بیت المال ہر صدر مقام پر قائم ہو گیا اور خزانہ مرہ اوس مین جمع ہونے لگا۔
عمال اور مخصوصین مثل حضرت عائشہ وحفصہ وزبیر وغیرہ کی بیش قرار تنخواہین
مقرر ہوئین۔ سب سے زیادہ تنخواہ معاویہ حاکم شام کی بارہ ہزار دینار ماہواری
تھی"

یہ بھی نہایت تعجب کی بات ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین کہ فاروق اعظم کے گھر مین
شب عید کو کھانیکے لئے تو سوکھی کھجوروں کے چند خوشے موجود تھے گر لڑکون
کے لئے کپڑے نہ تھے اور بیت المال سے قرض طلب کرنے پر خازن بیت المال نے
عذر کیا کہ کیا معلوم آپ کبتک زندہ رہیگا" یہ عجب عذر ہے۔ اگر یہ عذر صحیح ہو
تو بیت المال کا اسّی ہزار درہم کیونکر قرض ملا اور کس نے دیا جسکی اداکاری
کے لئے اپنے مرنیکے وقت وصیّت کیا تھا۔ اور اگر ایسے محتاج تھے تو اون کے
غلام نے کیسے کہا تھا کہ وہ شخص کیونکر قرضدار ہو سکتا ہے جسکے ایک وارث نے
اپنا حصہ لاکھ درہم کو بیچا ہو۔ اور تعجب ہے کہ حضرت حفصہ کو بیت المال سے دس
ہزار درہم مشاہرہ ملتا تھا کوئی بال وبچہ نہ رکھتی تھین۔ کیا باوجود صحبت نبیؐ اونکا
اخلاق اسکا مقتضی نہ تھا کہ اپنے والد بزرگوار اور اونکے اہل وعیال کی خبر
لین؟

الغرض بعد عمر کے وہ بیت المال عثمان کے قبضہ مین آیا جس سے بنی امیہ مالامال
ہوگئے۔ یہ امر تو بنی امیہ دیکھ چکے تھے کہ قبل اسلام مین داخل ہونیکے عمر تلوار کھینچکر
خود رسول کے شہید کرنیکے لئے دیوانہ گئے تھے۔ اور بعد وفات رسول جناب

فاطمہؑ کا گھر جلانے کیلئے نار و حطب لیکر گئے جس سے اس گھر کی عظمت مطلقاً بنی امیہ
کی نگاہوں مین نہ رہی۔ ایکطرف وہ حشمت و دولت دوسری جانب یہہ
بیچارگی کہ خاندان شبینہ کو محتاج ان کے تمام حقوق بند کر دئے گئے اپنی حین حیات مین
جو رسولخداؐ نے اون کی اوقات بسری کے لئے فدک عطا فرمایا تھا وہ ضبط کر لیا گیا
ایسی حالت مین ان غریبون کا کون ساتھ دے۔ بعد عثمان کے حضرت علیؑ کے ہاتھ مین
جب مدینہ کا بیت المال آیا تو آپنے حسب دستور رسولخداؐ بحصہ مساوی عام
مسلمانون پر تقسیم کر دیا اس وجہ سے وہ مشاہیر دار لوگ حضرت سے برگشتہ ہوگئے
معاویہ نے وہی انتظام بیت المال جو عمر کے زمانہ سے تھا قایم رکھا اور خون عثمان کے
حیلہ سے علم بغاوت بلند کیا بہ طمع مال سب اوس کی جانب مائل ہوگئے اہلبیت
سب کی نظرون سے گرگئے مالی سلطنت کے مقابلہ مین روحانی سلطنت کو کون مانتا
نتیجہ یہ ہوا کہ بقول ایڈیٹر صاحب ۵۹ھ مین یہی بیت المال جسکی آمدنی عام اہل اسلام
کے فوائد سے مخصوص تھی جب یزید کے قبضہ مالکانہ مین آیا تو بنی امیہ کو جن کی نظرون
مین اہلبیت حقیر کر دئے گئے تھے خاندان رسول کے تلوار دون سے صاف کرنے
مین اور ان کے گھر کو پھونکدینے مین کوئی باک نہ ہوا۔

عاشور کو کربلا مین گھر زہراؑ کا   ایسا اوجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

خیر ۱۵ جنوری سے تا ۲۶ جنوری ۱۹۱۰ء ایڈیٹر صاحب نے جو کچھ غم حسین
سبط رسول الثقلین کی نسبت لکھا اوسکا منشا ناظرین بخوبی واضح ہو گیا کہ در
پردہ کوئی دقیقہ اسکی تحقیر کا یا توہین و تضحیک کا اوٹھا نہین رکھا ہے۔ مگر اب ہم
ممنون و مشکور ہین کہ آخر انصاف کو راہ دیکر ۲ فروری ۱۹۱۰ء کے اخبار
مین لکھتے ہین "اذا ظہر الحق فھو مذھبی۔ اسکے بھی مقر ہین کہ حقا کہ بنائے
لا الہ است حسینؑ۔ اور اسی پرچہ مین لکھتے ہین کہ یہ ہرگز صحیح نہین ہے کہ ابتداءً
تعزیہ کربلا کو شہرت دینے والا وہی گروہ ہے جسکو وکیل باغی کہتا ہے واقعہ کربلا
کو شہرت دینے والی تاریخ تھی اور اوسپر ماتم کرنیوالا خود اسلام تھا تمام بزرگان

اسلام نے اس ماتم میں حصہ لیا ہے کیت ابن زید الاسدی کی کتاب ہاشمیات مصر میں چھپ گئی ہے اوس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ شروع شروع مین اسلامی دنیا نے اس غم والم میں کتنا حصہ لیا ہے" پھر لکھتے ہیں "تعزیہ داری کے ابتدائی اور اصلی مقاصد برے نہ تھے اور نہ کوئی انصاف پسند اس دردناک اور اثر خیز طریقہ کو برا کہہ سکتا ہے۔ بری بات یہ ہے کہ اسکے ساتھ اتنی بدعتیں شامل کر لی گئی ہیں جس سے مہذب دنیا کو اسلام کی تحقیر کے لئے اچھا بہانہ لگیا ہے۔ وکیل انہیں بدعتوں کا مخالف ہے ورنہ اصل شے میں کسکو کلام ہو سکتا ہے"

اور صفحہ ۶ میں لکھتے ہیں کہ "شیعے اکثر کھیل تماشا اور نمائش کے ایک بڑے حصہ سے الگ رہتے ہیں اور اپنے اعتقاد کے مطابق غم میں حصہ لیتے ہیں۔ لیکن زیادہ افسوس یہ ہے کہ سنی ان تمام مراسم کو کہنے کو تو کفر اور شرک اور بدعت کہتے ہیں مگر کیفی کو پیشتر خرابیاں انہیں سے سرزد ہوتی ہیں"۔ اس آخری منصفانہ فیصلے سے جو ہمارے مہربان اڈیٹر وکیل نے کیا ہے ہم بھی اتفاق کرتے ہیں۔ ہماری تحریر کی غرض بھی محض دل سوزی سے اظہار حق ہے۔ واللہ یھدی من یشاء

احقر سید غلام حسنین غفر اللہ ذنوبہ

نجات فنڈ

ایک سوال جامعہ قدیم کرمفرمانے جناب چوہدری ذ احمد حسین صاحب بی اے کا آیا ہو درج ذیل ہے

"میں آپکی چند کتابوں کا جو آپ نے شائع فرمائی ہیں از مدارح ہوں جناب مولانا السید علی الحائری سلمہ کی بہت بہت مبارکباد دیتا ہوں جو انہوں نے اکثر مفید مذہبی کتابوں کی تالیف اور تصنیف کرنے میں دکھلائی ہے حق تعالی ان کو جزائے خیر عطا فرمائے بندہ آپکی وساطت سے جناب مولوی صاحب ممدوح کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جناب ایک مختصر کتاب تالیف فرمادیں جس میں مندرجہ ذیل مسائل پر عقلی اور نقلی دلائل سے بحث کی گئی ہے۔

(۱) اسلامی تواریخ کی رو سے ثابت کیا جاسکے معاویہ اور یزید کے زمانہ میں مسلمانوں کے اعتقادات کیا تھے۔ ان میں کون کون سے قبیح رسومات جاری تھے۔ کونسی مذہبی تعلیم انکو زبانی تھی امر یہ

سرچشمہ کہاں تھا اور اگر وہ اسی طرح جاری رہتے تو کیا کیا نتائج پیدا ہوتے۔

(۲) اُس وقت مسلمانوں اور اسلامی ممالک کے حالات اس قسم کے تھے جن سے اسلام کی کشتی بھنور میں پڑ چکی تھی اور بدین لحاظ امام حسین علیہ السلام نے اپنا سر دینا پسند فرمایا یعنی بالفاظ دیگر وجوب شہادت اور جواز شہادت از روئے تاریخ ثابت کیا جاوے اور اگر امام حسین علیہ السلام شہادت کو منظور نہ فرماتے تو کیا نتائج پیدا ہوتے۔

(۳) امام حسین علیہ السلام نے کربلا کا کیوں سفر اختیار کیا کیونکہ اکثر مخالفین کو اس امر کا شبہ ہوتا ہے کہ حضرت سید الشہداء روحی وجسمی لہ الفداء دیدہ و دانستہ موت کے منہ میں گئے۔

(۴) امام حسین علیہ السلام کیلئے یزید سے لڑنا کیا معنی رکھتا تھا۔ اگر آنحضرت بیعت کرتے تو اسلام و مذہب اہل اسلام پر اس کا کیا اثر پڑتا۔

غرض میری یہ ہے کہ آپ اپنے طریق پر امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا اسلام کے بقا کیلئے ضروری اور لازمی ہونا ثابت کریں جو غیروں کو بھی پسند ہو ایسے رسالہ کی اشد ضرورت ہے جہانتک ممکن ہو سکے جلد اسکو تالیف فرما کر شایع فرمادیں اسکی دس جلدیں میں خرید کرونگا اور امید ہے تقریباً ہر تعلیم یافتہ شیعہ اس کی خریداری میں حصہ لیگا۔ والسلام۔

اصلاح۔ الحمد للہ ان مسائل کا نہایت مدلل طور پر طیار ہو چکا۔ مگر گفتگو اشاعت میں ہے کہ اگر اصلاح میں شایع کیا جاوے تو وہی لوگ دیکھینگے جو اصلاح کے شائق ہیں۔ اور اگر علحدہ چھاپا گیا جو مثل دیگر کتب و رسائل کے قیمت فروخت ہو تو صرف چند محدود شائقین تک پہونچیگا۔ لہذا میری رائے یہ ہے کہ چونکہ یہ رسالہ اپنی نوعیت میں ہر طرح جداگانہ ہے اسلئے کم سے کم دس ہزار اسکو چھپنا چاہیے کہ ہر شخص کو مفت بلا قیمت دیا جائے جس سے امید ہے کہ نہ صرف عزاداری امام مظلوم کو ترقی ہوگی بلکہ اسلامی دنیا میں ایک نیا انقلاب ہوگا اور ہزاروں بندگان خدا راہ حق پائینگے۔

اگر پانچسو روپیہ کا سرمایہ فراہم ہو تو امید ہے دس ہزار نسخہ اسکا مفت شایع ہو سکے۔

جن حضرات کو اس رائے سے اتفاق ہو اُنکو جلد متوجہ ہونا چاہیے کہ علد جب سے اسکی چھپائی شروع ہوجائے اس رسالہ کا نام نجات اللہ زین نعرہ امام حسین ہوگا اور فنڈ کا نام نجات فنڈ ہوگا۔

اہلحدیث کا آخری فرار

آپکو یاد ہوگا اصلاح نمبر ۱ جلد ۱۳ میں بعنوان قبول دعوت اہلحدیث ایک ایسا مضمون لکھا گیا تھا جسکو پھر سے آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں اسکے جواب میں مورخہ ۱۸ محرم میں لکھتے ہیں "تو اصلاح بولا" جسپر آیہ مطلوبہ کی تلاوت ضروری ہے کیونکہ آخر بولنا لکھتا ہے آجتک اصلاح ساکت تھا حالانکہ کبھی انکے مقابلہ میں سکوت نہیں کیا گیا۔ بہرحال لکھتے ہیں "ہم نے اہلحدیث مورخہ ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۹۱۲ء میں چیلنج قبول کر کے لکھا تھا کہ اگر آپ اپنے مسائل کا ثبوت قرآن شریف سے نہیں دیسکتے تو ہم سے پوچھئے اور سب سے مقدم مسئلہ خلافت پیش کیجئے اور حسب وعدہ فی مسئلہ پانچ پانچ روپیہ جمع کرا دیں"

ہم تو سنتے تھے ملک ذوب قد یصدق مگر آپ ایسے بزرگ ہیں کہ کبھی راستی کا نام بھی نہیں لیتے کیونکہ وہاں آپ فرماتے ہیں "ہم نے چیلنج قبول کر کے لکھا تھا" جس سے معلوم ہوا چیلنج دینے والا اصلاح ہے حالانکہ خود آپ ۱۹ اکتوبر میں لکھ چکے ہیں "عرصہ دراز سے ہم شیعہ قوم سے عموماً اور گرامی قدر ایڈیٹر اصلاح سے خصوصاً التماس کر رہے ہیں" اب آیہ مطلوبہ کی تلاوت فرما کر کہئیے چیلنج کی ابتدا کس سے ہوئی کیا "التماس کر رہے ہیں" چیلنج نہیں ہے

یہاں آپ لکھتے ہیں "ہم نے چیلنج قبول کر کے لکھا تھا کہ اگر آپ اپنے مسائل کا ثبوت قرآن شریف سے نہیں دیسکتے تو ہم سے پوچھئے اور سب سے مقدم مسئلہ خلافت پیش کیجئے" مگر افسوس آپنے ۱۹ میں یہ لکھا تھا "بعد ان مراتب کے مسائل خاص اہلسنت کی فہرست پیش کیجئے ہم سے ثبوت سنتے جاویں جن جن مسائل کا ثبوت منصف مان جائیں ۲ روپیہ فی رقم ہمکو ملجائے وہ مذہب ہی کیا جسکی ضمانت قرآن مجید نہ دے"

اگر دنیا میں کوئی اہلحدیث سے زندہ ہوگا تو وہ پوچھیگا اس اختلاف بیانی پر آیہ مطلوبہ کی تلاوت ہو سکتی ہے یا نہیں کیونکہ پہلے تو آپنے پانچ مسئلوں کے اثبات کا قرآن سے وعدہ کیا تھا کہ آپ ثابت کرینگے اور یہاں یہ لکھا ہے کہ اگر ثبوت نہیں دیسکتے تو ہم سے پوچھئے کیا دونوں کا مطلب ایک ہی ہے آیہ مطلوبہ کو یاد کر کے کہئے

پھر لکھتے ہیں "اور حسب وعدہ فی مسئلہ پانچ پانچ روپیہ جمع کرا دیں"

یہاں بھی پہلے تلاوت آیہ مطلوبہ فرمائے اور اپنا اخبار دیکھئے ۱۹ "اسلئے اب ایک تو فی مسئلہ نذرانہ معین کریں پھر ہر پانچ مسئلوں کی مجموعی رقم کسی معتبر کے پاس جمع کرا دیں"

یہاں تو آپ متعین رقم کے خواستگار ہیں جس سے معلوم ہوا کوئی رقم معین نہیں ہوئی تھی۔ تو پھر یہ کہاں سے لکھ دیا کہ پہلے لکھا تھا "حسب وعدہ فی مسئلہ پانچ پانچ روپیہ جمع کرا دیں"

کہئیے آیۂ معلومہ کی تلاوت کا موقع ہے یا نہیں۔

اڈیٹر صاحب یہ رقم پانچ روپیہ کی اصلاح نے معین کی تھی ۱۲ جلد ۱۳ میں ملاحظہ ہو "باینہمہ ہم مقدار معین کرتے ہیں فی مسئلہ ۵ آپ مولوی عبدالعزیز صاحب کو لکھ دیں کہ نقد یا تحریری رقعہ جناب مولوی وزیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ رئیس پھیپھروہ ضلع میرٹھ حاصل کریں اور آپ پانچ مسئلوں کو صرف قرآن سے ثابت کر دیں"

آیۂ معلومہ پڑھ کر ایمان سے فرمائیے کہ اشاعت اخبار ۲۲ اکتوبر سے کوئی رقم کہاں معین ہوئی جو آپ فرماتے ہیں "فی مسئلہ پانچ پانچ روپیہ جمع کر دیں"

پھر لکھتے ہیں "امین کیلئے جنہیں جناب مولوی عبدالعزیز صاحب رئیس پھیپھروہ نامی پیش کیا تھا اسکے جواب میں فاضل اڈیٹر اصلاح نے بجائے اپنے مسائل کا ثبوت دینے کے ہم سے پانچ سوال کئے ہیں"

یہی ہے لعنتی فرار جو قیامت تک آپکے خاندان رہیگا۔ سبحان اللہ فرار واحد وغیرت ندیدہ طوق فرار سے آپکے خلفاء کی گلو خلاصی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آپکی عبارت اخبار ۲۲ اکتوبر میں یہ تھی "مسائل خاصہ اہلسنت کی فہرست پیش کرکے ہمسے ثبوت لیتے جائیں" تو اس سے کون احمق یہ سمجھ سکتا ہے کہ اصلاح اپنے مسائل کے ثبوت دینے کا ذمہ دار تھا کیونکہ اس نے تو کبھی آپنے دعوی کیا تھا کہ شیعہ اپنا کوئی مسئلہ قرآن سے نہیں ثابت کر سکتے۔ نہ اسکی بحث تھی۔ بلکہ ابتداء تحریر سے اصلاح کا یہی دعوی رہا ہے کہ اہلحدیث اپنا کوئی مسئلہ خاص قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے۔ ملاحظہ ہو اصلاح ۲۰۱۹ جلد ۱ جس سے آپکے چیلنج کا جواب شروع ہوا تھا۔ "لیکن قبل اسکے کہ وہ اس معرکہ میں قدم ڈالیں اپنا یا اپنے فرقہ کا ایک آیۂ قرآنی کا پیرو ہونا اور سارے حکم صحیح پر بلا کسی تاویل و تحریف کے عمل کرنا دکھا دیں۔ تو ہم انکو سمجھیں کہ وہ اہل کتاب سے ہیں کیونکہ السنۃ قاضیۃ علی الکتاب انکا مسلم اصول ہے"

جس سے معلوم ہوا کہ یہ دعوی اصلاح تھا کہ آپ کسی آیہ پر قرآن کے عامل نہیں کہتے جسکا بار ثبوت آپ پر تھا کہ آپ اپنا عمل بالقرآن دکھاتے

پھر اپنا اخبار ۲۲ اکتوبر ملاحظہ کیجئے جسمیں اصلاح کی یہ عبارت نقل کی گئی ہے "صد ہا مرتبہ اڈیٹر اہلحدیث

ہاں صاحب آپنے جو ڈکشنری دیکر چیلنج کے معنی بتائے ہیں اور اوسکے بعد ارشاد ہوا "ان معنی سے اڈیٹر صاحب
موصوف کا کیا غرض تھا اہل دانش سے مخفی نہیں"
تو اسکے جواب میں آپ اخبار ۲۳ اکتوبر کو ملاحظہ فرمائے جسمیں آپنے یہ عبارت لکھی ہے "صدہا مرتبہ اڈیٹر اہلحدیث
کو چیلنج دیا گیا ہے کہ ایک مسئلہ بھی اہل سنت کے مسائل خاصہ سے اگر موافق قرآن ثابت کر دیجئے تو ہم نذرانہ دینے کو تیار ہیں"
تو اب اہل دانش بشرطیکہ اہلحدیث میں کوئی ہو۔ غور کریں کہ ہمنے اڈیٹر صاحب کو چیلنج دیا تھا تو کس بات کا
اسی بات کا نہ کہ وہ کوئی مسئلہ اپنا قرآن کے موافق ثابت کر دیں" پھر ہم کس بات کا ثبوت دیتے
کاش اڈیٹر صاحب نے کوئی مسئلہ بھی شیعوں کا لکھا ہوتا تو بھی ایک بات تھی کہ ہمیں ابتلا دیت آپ معلوم کرتے
درست ہے یا نہیں۔
پھر لکھتے ہیں "نہیں چونکہ ہر آدمی کو اپنا علم ضروری ہوتا ہے ممکن نہیں کہ شیعہ عالم سے شیعہ مذہب کی کوئی بات
مخفی ہو اسلئے لازم ہے کہ وہ ایسا کرنے پر مجبور ہوتے"
مگر افسوس اب وہ زمانہ نہیں رہا کہ عمر صاحب نے انّ الرجل لیہجر کہدیا اور سب صحابہ نے بھی وصیت نامہ
رسول کو بیکار سمجھنے لگے کیونکہ [illegible] اہلحدیث اب باہم ہونگے جو اسکو خوب سمجھتے ہونگے کہ کمزوری کس
میں ہے کیونکہ بالفرض اگر ہمنے کمزوری ہی کے سبب سے ایسا کیا ہوتا تو آپ تو اپنی شہزوری دکھا کر
ان پانچوں سوالوں کا جواب دیدیتے تاکہ آپکی قوم کو معلوم ہو جاتا آپ کیسے شہزور ہیں کہ ذو الفقار
حیدر کرار کے مقابلہ میں بھی ڈٹ گئے۔
اڈیٹر صاحب یہ ابلہ فریبی نہیں چل سکتی کہ چار برس سے تو آپ منہ چھپاتے آئے اور اب یہاں آکر
یہ اندھے ہو گئے۔ حالانکہ جو چیلنج آپنے نقل کیا ہے اوسمیں بھی یہی ہے "صدہا مرتبہ اڈیٹر اہلحدیث کو چیلنج
دیا گیا کہ ایک مسئلہ بھی اہلسنت کے مسائل خاصہ سے اگر موافق قرآن ثابت کر دیجئے تو ہم نذرانہ دینے کو
تیار ہیں" جس سے سارا بار ثبوت آپ ہی پر تھا۔ کہئے یہ لفظ فرمایا ہے کہ نہیں
پھر لکھتے ہیں "مگر ہم تو اپنے دعوی کے پکے ہیں حسب منشاء اڈیٹر صاحب پانچ مسئلوں کے بابت ایک ایک
مبلغ پچیس روپیہ مولوی صاحب موصوف یا اپنے پیش کردہ مولوی وزیر حسن صاحب وکیل [illegible]
کے پاس جمع کرا کر امین صاحب کا خط ہمکو بھجوا دیں کہ مبلغ بہ امانت میرے پاس آگئے ہیں دوم
حسب شرط [illegible] کسی کو منصف مقرر کریں تاکہ فیصلہ کے بعد ہم منصف صاحب کے دستخطی امین صاحب سے

مبلغات بے سلین:۔

مگر افسوس کہ مروج اوس شخص کی جسکی نسبت خدا فرماتا ہے علم اللہ ہ ملکوتحتا نون۔ کبھی آپسے جدا نہین ہوتی کیونکہ مینے تو یہ بھی لکھدیا تھا کہ "آپ مولوی عبدالعزیز صاحب وکیل سے پچیس روپیہ نقد یا تحریری رقعہ جناب مولوی وزیر حسن صاحب وکیل ہائیکورٹ رئیس لکھنؤ دیپہ دم سے حاصل کرین اور آپ پانچ مسئلونکو صرف قرآن سے ثابت کر دین"۔ مگر

جسکے بعد پھر اس قیل وقال کی ضرورت نہتی کیونکہ یہ آپکا یا آپکے امین کا فرض تھا جو مخدومی وکیل سے رقعہ حاصل کرتا اگر وہ اس رقعہ سے انکار کرتے تب آپ مجھسے مطالبہ کرتے۔ نہ یہ کہ آپ لکھتے ہین امین صاحب کا خط ہمکو بھیجا دین حالانکہ ہم پہلے ہی لکھ چکے ہین کہ کسی طرح کی واقفیت ہمکو اون سے نہین ہے" جس سے معلوم ہو کہ ہمکو اون سے تعارف ہے نہ خط وکتابت جو ہم ونسے خط کیونکر بھجوا سکتے ہین۔

ہان چونکہ وہ اور جناب مولوی وزیر حسن صاحب ایک ہی شہر مین رہتے ہین لہذا ممکن ہے کہ دونون سے ملاقات ہو۔ لہذا آپکا فرض تھا کہ مطابق تحریر اصلاح اپنے امین کو لکھتے کہ وہ وکیل صاحب سے رقعہ اطمینانی حاصل کرتے۔ اگر وہ انکار کرتے تو پھر جو چاہتے لکھتے۔

رہی آپکی دوسری شرط منصف کی۔ یہ بھی اصلاح ص۱۱ مین طے کر دی گئی ہے "ایک عالم شیعہ ایک سنی خواہ وہابی ہو خواہ حنفی۔ اور ایک عیسائی ایک آریہ عربی دان مقرر کیجئے ہمکو کوئی عذر نہوگا" جس سے معلوم ہوا کہ یہ بھی آپکے ذمہ ہے کہ ان شرائط کے ساتھ کسی کو منصف مقرر کیجئے۔ اب اس سے بڑھکر آپکے فراری کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ سب باتونکا اختیار آپکو دیا جاتا ہے۔ اور آپ فراری کرتے ہین۔

پھر لکھتے ہین "احسن طریق تو یہ ہے کہ چھپرہ ہی مین آپ تشریف لے آدین اور جناب مولوی وزیر حسن صاحب ہی کے مکان پر مسائل اصولیہ خلافیہ پر بحث ہوکر تصفیہ کیا جائے کیا آپ یہ تجویز مانینگے اس کا جواب آیندہ زمانہ دیگا"

مگر افسوس اسکا جواب بھی اصلاح ص۱۱ مین موجود ہے "اگر زبانی مناظرہ کا شوق ہے تو حسب دلخواہ آپ پہلے آکر موقع جلسہ کا انتظام کیجئے۔ گورنمنٹ سے منظوری لیجئے۔ حفظ امن کا سامان کیجئے۔ جلسہ کا منصف مقرر کیجئے۔ مقام وزمانہ مناظرہ معین کیجئے جسکے لئے حسب ارشاد آپکے اصحاب طرفین ضروری ہونگا

تو اس تحریر کا یہی جواب ہے کہ چھپرہ ہی مین آپ تشریف لائین۔ آخر کیون کر تشریف لاؤن بلا تعیین شرائط مناظرہ یا بلا تعیین تاریخ و مقام۔ اگر ایسا ہی تو آپ مجھے ہر وقت چھپرہ مین موجود دیکھیے کیونکہ وہ تو اپنا ضلع ہے جناب مولوی نذیر حسن صاحب بیسے واجب الاحترام بزرگ ہین آتا ہی جاتا رہتا ہون

اڈیٹر صاحب کی پوری تقریر ختم ہوئی۔ مگر افسوس ایک مسئلہ کا بھی جواب نہ دیسکے کہ بڑے

قرآن داڑھی حلال ہے یا حرام

کیونکہ آپنے اصلاح ۱۲ صفحہ ۸ سطر ۳ مین یہ ضرور پڑھا ہوگا " یہ عبارت بجنسہ اڈیٹر صاحب کی ہے جسکو اونہون نے جنا بکے ڈیرہ کالم مین لکھا ہے اگر اسکے عوض وہ کسی مسئلہ کی تحقیق کئے ہوتے تو اونکی قوم بھی شکرگذار ہوتی کہ ایک مسئلہ تو تحریر اڈیٹر صاحب کے موافق قرآن سے ثابت ہوا۔ مگر بارے نذرانہ کا نام سنکر اونکی رال ایسی ٹپک پڑی کہ گویا کوئی رقم اونکو ہاتھ آگئی ہے جو محال ہے کیونکہ قیامت تک اگرچہ دینگے تمامی اہلحدیث جمع ہون ایک مسئلہ بھی اپنے مسائل خاصہ سے قرآن سے نہین ثابت کرسکتے بلا انضمام اثنہ نہ حدیث سے"

کیا اڈیٹر صاحب نے اس عبارت کو نہین پڑھا تھا۔ کیا یہ نصیحت قابل قبول نہتی پھر ہم اس معروضہ کو پیش کرکے تمامی اہلحدیث سے اپیل کرتے ہین کہ وہ اپنے مولوی کو اس تصفیہ پر مجبور کرین کہ یا تو حسب شرائط مذکورہ بالا وہ ایک بڑے پیمانہ پر مناظرہ زبانی کرین۔ یا آئندہ سے ایسی زبان درازیون سے تائب ہون کیونکہ اسمین محض تضیع اوقات ہے۔ نہ یہان آپکے مرید بستے ہین جو کچھ تواضع و تکریم کرینگے۔ نہ الحمد للہ یہان سنی شیعہ کا کوئی جھگڑا ہے جو کچھ آپکی دال گلیگی۔ باقاعدہ مناظرہ کیجیے اسکے بعد فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر

اگرچہ میرا ارادہ اس تحریر کے لکھنے کا نتھا کیونکہ ہمین مفت تضیع اوقات ہوتی ہے۔ مگر چونکہ منشی تصدق صاحب ہم وطنیان سیوان اڈیٹر صاحب کے میدان خاص سے ہین اور اونکی یہ تحریر روحی آسمانی سمجھتے ہین لہذا اونکے اصرار سے اسقدر عرض کر دیا گیا۔ ورنہ خود اڈیٹر صاحب اہلحدیث کی تحریر سمجھدار کیلئے کافی ہے کہ کیا معنی فرار کیا کے مصداق

سیوم چنان کہ بحث کہ دیگری شود۔ قال ربھا فبھت الذی کفر (اڈیٹر)

قبول حق جناب سید کاظم حسین صاحب لکھنوی۔ اندور سے لکھتے ہین کہ جناب مولوی سید زین العابدین صاحب پیشنماز دھورٹ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے مسلمانان اندور کو عزت بخشی۔ انکی دعوت کی برکت

سید عبادت علی صاحب ساکنہ جنوبی اندور حنفی المذہب تھے ۸ محرم کو مذہب حق قبول کیا اور شیعہ اثنا عشری ہوئے اور ۱۱ محرم کو خود ایک مجلس قائم کیا جسمیں جناب مولانا نے موعظہ فرمایا وا قعہ دیا ئی خوجہ آغاخانی کی زوجہ کو طاعون ہوا جو آپکی تعویذ کی برکت سے شفایاب ہوئی۔

(۲) جناب سید شمشیر حسین صاحب ٹھیکہ دار ۲۵ اشہر بہرایچ ضلع جلپو سے تحریر فرماتے ہیں بملاحظہ رسالجات الشمس و اصلاح منشی ولی داد خان صاحب پنجابی نے مذہب حق قبول کیا مبارکباد۔

اصلاح اگر مومنین توجہ خاص سے اپنے سنی احباب کو وعظ و تلقین فرماتے رہیں اور مضامین اصلاح والشمس انکو سنائیں تو بہت کچھ امید کامیابی ہو مگر افسوس ہملوگ اب بھی اعلان حق میں کوتاہی کرتے ہیں

وقف بھیکپور ضلع سارن سید احمد حسین صاحب بھیکپوری لکھتے ہیں جناب حاجی سید اولاد حسین صاحب مرحوم نے ایک پٹہ معاش پٹنہ میں خرید کرکے جسکی محاصل اللعہ [illegible] روپیہ ہے اوقاف ذیل وقف کیا ہے۔ افطاری ماہ رمضان۔ روشنی مسجد قدیم مشاہرہ موذن۔ شربت تعزیہ۔ مجالس عشرہ مشاہرہ قرآن خوان۔ مشاہرہ مدرس و اخراجات مدرسہ۔ مجالس عید الغدیر و مرحومین مجلس للعہ

اصلاح ہم جناب ممدوح کے حسن نیت سے خوب واقف ہیں خدا انکی توفیقات کو زیادہ کرے جناب زیارات عتبات سے مشرف ہو چکے ہیں اب عازم مشہد مقدس ہیں خدا مشرف کرے۔

محمڈن یونیورسٹی۔ اڈیٹر صاحب اخبار اہلحدیث لکھتے ہیں "پنجاب کیلئے خطرہ۔ الحمد للہ کہ فرقہ کی غیر معمولی سنجیدہ علیگڈھ گزٹ میں نواب وقار الملک بہادر نے اعلان کردیا ہے کہ ۲۰ لاکھ کی مطلوبہ رقم پوری ہو چکی ہے اس بنا پر سر آغاخان پنجاب میں بغرض وصول چندہ نہ تشریف لاتے یا پنجاب کا چندہ خاص پنجاب ہی کیلئے رہنے دیتے تو اچھا ہوتا" صفحہ ۳۔

اس تحریر سے آپ اڈیٹر صاحب کی رائے و خیال کو سمجھ سکتے ہیں کہ اسلامی یونیورسٹی سے انکو کسقدر ہمدردی ہے کاش ہماری معزز قوم سمجھتی کہ ہمکو کیا کرنا چاہیے کیونکہ علیگڈھ کالج۔ انجمن حمایت اسلام لاہور سے ہمکو کیا فائدہ ہوتا ہے جہاں ہمارا لاکھوں روپیہ لگا ہے مگر ہم سر آغاخان کو مبارکباد دیتے ہیں کہ آپنے جس قوم کی وفاداری کا تجربہ وفات رسول اللہ سے معرکہ کربلا تک بلکہ آجتک کیا تھا اسکے سبب سے بھی آپنے احسان کیا خدا آپکو ہمیشہ توفیق خیر عطا فرمائے۔

مناظرہ میں فساد۔ اڈیٹر صاحب اہلحدیث لکھتے ہیں موضع میان علاقہ چھ ۲ از متصل خورد تحصیل

دی گئی تھی اسمین ایک ہی اسکے دوست بھی تھے اونکے باعث سے مجھکو بھی دعوت دی گئی تھی جب
مین وہان گیا تو کسی شیعہ کو وہان نہین دیکھا اور نہ کسی شیعہ کو دعوت دی گئی تھی اور اس مدرسہ
حسین کے کھانے پر جہان ذکر خدا و رسول ہونا چاہیے وہان بجائے اسکے منقبت صحابہ پڑھی جاتی
تھی افسوس ہے۔ ایک سنی میمن سے جو وہ بھی وہان پر سہرا لکھا رہا تھا مینے اوس سے بے خبر ہوکر
پوچھا کہ یہ کیا مسجد ہے اوس نے کہا کیا تمہین خبر نہین ہے مین نے کہا نہین تو آپ لکھتے ہین کہ حضرت
پیران پیر کا مدار چلہ تو بات افسوس یہ امام مظلوم کا امام باڑہ ہوکر مدار چلہ کہا جائے

یہ امام باڑہ فقیر علی کا وقف ہے شیعہ تھے اور اس امام باڑہ کی متولی ایک سیدہ تھی جو اسی
سال ماہ رجب کی چوتھی تاریخ کو گذر گئی اوسکے دو لڑکے ہین بڑا لڑکا تو زمانہ سے نہین [illegible] جسکا
پتہ نہین اور دوسرا لڑکا جسکے ہاتھ مین اسوقت امام باڑہ ہے اوسکی عمر تقریبا ۲۰ یا ۲۲ سال کی ہوگی اور
یہ لڑکا ٹھیک ہی ہے [illegible] اور روزگاری ہے مجھے ڈر ہے کہ یہ امام باڑہ کہین یونہین [illegible] ضائع ہو جائے
جس طرح جونے امام باڑہ کا حال ہوا شیعونکو ابھی سے اسکی تجویز کرنی چاہیے اور مینے یہ بھی سنا ہے کہ
یہ امام باڑہ تو [illegible] بطور مدار چلے کے بنایا جائیگا اور محرم کی مجلسین بند کی جائینگی اور اونکا وہی
یزید کی دربار بنایا جائیگا بلکہ [illegible] ہی حیات مین یہ بحث ہوئی تھی [illegible] مجلسین
بند کرا دینے کا ارادہ کر لیا تھا مگر شیعون نے جبراً ایک دو مجلسین کرائین۔

اس امام باڑہ کی آمدنی بہت معقول ہے اسکی آمدنی سے سب مین چار لاکھ روپیہ ہے۔

یہ امام باڑہ دو محلے کا ہے جسکی دو محلے کی آمدنی ہزار روپیہ ماہوار ہے اور امام باڑہ کے نیچے [illegible] یہ
چوبازار کی طرف پانچ دوکانین ہین فی دوکان پچیس روپیہ ماہوار کرایہ ہے پانچ دوکانونکا سو سو
روپیہ ہوا اور امام باڑہ کے پیچھے [illegible] مین ایک محلے کا مکان ہے جو امام باڑہ کی ملک ہے جسمین اوپر
پانچ دیوان خانے اور نیچے دو دکانین ہین فی دوکان ۳۰ روپیہ ماہوار ہے پانچ دوکانون کا
ڈیڑھ سو روپیہ کرایہ ہوا اور دیوانخانون کے دس دس روپیہ کرایہ ہے پانچ دیوان خانون
کے پچاس روپیے ماہوار کے ہوئے اور [illegible] کے سامنے پیچھے صحن [illegible] خالی زمین پڑی ہے جسمین
شام کو چوربازار کی دوکانین لگتی ہین جسکا روزانہ تین روپیہ کرایہ [illegible] ایک [illegible] حجرے
[illegible] جسمین [illegible] قریب سات سو روپیہ [illegible] پیدا ہوتا ہے [illegible] روپیہ ماہوار [illegible] ہوا اور [illegible]

روپیہ یہ ہوے جسکی کل ماہوار چھ سو پندرہ روپیہ ہوئے اور سالانہ سات ہزار تین سو اسی روپیہ کی آمدنی ہے۔

دیکھئے اگر ایسی کثیر رقم کی کرنٹی وقف سینوں کی شیعوں کے ہاتھ مین ہوتی تو آج زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے مگر شیعوں پر یہ ظلم ہو رہا ہے اور کسیکو خبر نہین۔

اے میرے شیعہ بھائیو اٹھو اور خواب غفلت سے جاگو بہر خدا ذرا آنکھیں کھولکر دیکھو کہ یہ موقع سونے کا نہین ہے۔

افسوس اگر آج وہ چار لاکھ روپیہ شیعوں کے ہاتھ مین ہوتا تو کتنا بڑا مذہبی کام سر انجام پاتا اور نہین تو ایک عالی شان مسجد بنتی اور نہین تو وہی امام باڑہ توڑکر اور وہ بازو کی زمین جو خالی پڑی ہے امامباڑہ مین ملاکر از سر نو تعمیر کرتے تو کتنا بڑا عالی شان یہ امامباڑہ تیار ہوتا اور ایک مدرسہ بھی اطفال شیعہ کیلئے بخوبی نکل آتا کیونکہ یہ امام باڑہ بے مرمتی کے باعث سے بہت ہی پرانا ہوگیا ہے اسے مخدوش کرار دیا جاتا ہے کوئی دن وہ منہدم ہو جائیگا اونکو کیا پڑی ہے جو وہ اوسکی خبرگیری کرین وہ تو کرایہ لیا اور بنک مین اپنے نام جمع کرنا جانتے ہیں۔

اے شیعو شد ذرا غور کرو کہ غیر قومین تمھارے اوقاف پہ کیسی قابض ہین پر تمھاری غفلت کا پردہ نہین دور ہوتا ہے۔

دیکھئے غیر قومین اپنے مذہب اور اپنی قوم کیلئے کیسی کیسی مصیبتین اوٹھاتے ہین ایک ادنی سی بات دیکھئے بمبئی مین جو ل باز ار کا نیا راستہ نکلا اور راستہ بیچ مین ہندؤں کا دیول آگیا تھا کیسی کیسی جانفشانی ہندؤن نے کی پر اوسے توڑنے نہ دیا اور وہ راستے کے بیچ مین قایم رہا اور اب اوسکا از سر نو کیسا عمدہ کام ہو رہا ہے ہین خیر اسکو جانے دیجئے ذرا ہمارے امام باڑہ کی طرف چلئے دیکھئے اوسکا کیا حشر ہوا پارسی کے پاس مار گیج رہا جس نے اوسکی تھوڑی سی سامنے کی زمین ہزار روپیہ کو میونسپل کے پاس بیچی اور پھر میمن کے ہاتھ ۲۲ یا ۲۳ ہزار کو فروخت ہوا اور پھر بدقت تمام شیعوں کے ہاتھ مین آیا جسکے بعد تھوڑی سی زمین دیوار توڑکر امام باڑہ مین درست کو دیکھی اور ابھی تک یوں ہی تیس برس سے شکستہ حالت مین پڑا ہے کسی سے یہ نہین ہوتا کہ اسکی دیوار بنا دے نہ کی ہین ہماری قوم کے لاکھوں سے بڑا دروہ اشخاص ہین جو چاہین تو

دو یوم ہزارہا مومنین و سادات کی مہمان نوازی کی ذوالجناح کی سواری کے وقت ہزارہا کا
مجمع تھا جس سے راستہ نہ ملتا تھا۔ پروردگار عالم سائیں صاحب موصوف کی عمر دراز کرے جو بڑی جانفشانی
اور ہمدردی سے اس کار خیر کو ہر سال انجام دیتے ہیں اس مجلس چہلم شریف میں مشہور ذاکرین
خوان موجود تھے۔ قصبہ ہذا میں دعا گو برادر عزیزم اور سائیں فتح علی شاہ اور مرزا صاحب اور منشی
غلام حسین صاحب و سید گلاب شاہ صاحب اثنا عشری ہیں ورنہ یہ سارا قصبہ سنیوں اور
وہابیوں سے بھرا ہوا ہے۔ شہر پنجتن پاک کے چہلم شریف کا اس جگہ بھی چرچا ہے۔ یہاں بیس
سال سے چہلم ہوتا ہے اور دس سال سے ضریح نکلتی ہے اور چھ سال سے ذوالجناح نکلتا ہے۔ امسال
پولیس صاحب نے خوب انتظام کیا مگر اب چہلم وغیرہ کے ایام میں دن بدن منتقل ہوتا جاتا ہے اس
سال بھی سردی تھی۔ اور چونکہ یہ اس میں مجلس بپا ہوتی ہے۔ شاہ صاحب لکڑیوں کا انتظام
کرتے ہیں جو رات بھر کئی جگہ جلتی ہے اگر یہاں امام بارہ بنجائے تو تمام مومنین غریب الدیار کو آرام بھی
ملے اور عزاداری میں بھی ترقی ہو ورنہ تنزلی کا خوف ہے امداد ضروری لازمی ہے کیونکہ سائیں
فتح علی شاہ متوکل اور صابر شخص ہیں چہلم شریف کے اخراجات اور مہمان نوازی کے کام
تو بھی پوری طرح سے کرتے ہیں [illegible] جب امام بارہ بنو سکیں۔ شیخ الہ دیا اعظم محمد دیا نر

کلانور ضلع لودھیانہ سیور کا محرم | اس سال انجمن نے اپنی وسعت سے بڑھکر کام کیا ہے
اور اس قدر ماتم امام مظلوم ہوا ہے کہ تفصیل [illegible] سے باہر [illegible] زبان پر امام مظلوم کا نام تھا
ورد تھا۔ اور ہر گلی کوچہ میں ماتم سید الشہداؑ بڑے زور و شور سے ہو رہا تھا مرثیہ خوانی کی مجلسیں
جا بجا منعقد ہو رہی تھیں تعزیہ نکلنے کی تعداد [illegible] تقریباً ۲۰۰ کے تھی
منشی عبد الحلیم صاحب وائس پریزیڈنٹ انجمن نے کار خیر میں خوب حصہ لیا جسکے صلہ میں ہر فرد
کی زبان پہ یہ ورد جاری رہا ہے کہ خداوند عالم صدقہ ائمہ معصومین انکو مرتبہ اعلی پہونچاوے اور جزائے
خیر دیوے موصوف نے ایک گھوڑا بہت سفید واسطے ذوالجناح انجمن کو نذر حضرت امام حسین
علیہ السلام کیا ہے جسکے بارے میں انجمن انکے حق میں دعا کرتی ہے منشی غلام دین صاحب
مرثیہ خوان ملازم دفتر [illegible] کلکتہ صرف واسطے خاص مرثیہ خوانی کے
کلانور میں الہ آباد سے تشریف لائے اور دس روز تک مرثیہ خوانی کو بجا لاتے رہے خدا اسکی جزا دے

حالت تھی تب سب آدمی گھبرا گئے اور ملاح کشتی سے کہا کہ تمنے خلاف معمول مزدوری لیا ہے اسوجہ سے کشتی نہ دریا پار جائیگی اور نہ اسپار آئیگی جب محمود نے روپیہ واپس دیا فوراً کشتی خود بخود کھل گئی ایک لفظ بھی بندہ نے ان دونوں معجزہ میں کم و بیش نہیں کیا ہے مطابق بیان و سمین جو لایا ہے لکھا ہے۔ راقم سید اکبر حسین عرف آغا رضا از لعدا در گاہ ڈاکخانہ رانی تولہ ضلع در بھنگہ

اصلاح ابتدائے روز عاشورہ سے برابر دن راتمیں اس قسم کی ظاہر ہوئیں اور ہوتی ہیں جس سے لاکھ بھی عزاداری میں ترقی ہوتی ہے۔ یہ خدائی قدرت ہے اسکو کوئی سمجھ نہیں سکتا نہ ان واقعات سے انکار ہو سکتا ہے۔

اخبار رنج و غم نواب بیگم رامپور۔ افسوس کہ مرحومہ نے ۷ جنوری کو ۴۰ برس کی طولانی علالت کے بعد انتقال کیا خدا اونکو غریق رحمت کی مغفرت کرے۔ جناب محمد علی خانصاحب میس بہرہوال نے ہمشیرہ زادہ برکت علی خان نے ۲۲ سال کی عمر میں وفات پائی انٹرنس تک تعلیم یافتہ تھے ڈاکٹر کمیشن کی عزت گورنمنٹ سے حاصل تھی رسالہ ۵ چھاونی جھانسی میں ملازم تھے۔ بہرہوال آکر تپ دق میں راہی جنت ہوئے انا للہ مومنین سے امید دعائے مغفرت ہے۔

افتتاح مدرسہ سلطان المدارس تحریر سید احمد حسین صاحب جیکپوری سے معلوم ہوا کہ ۱۰ فروری کو لفٹنٹ گورنر بہادر نے مدرسہ عربیہ حسینیہ آباد مبارک کی عمارت جدید کا افتتاح فرمایا ہز آنر نے اڈریس کے جواب میں نواب آغا ابو صاحب دام اقبالکی نہایت تعریف کی اور طلبہ کو دینیات پڑھنے کی تاکید کی کہ وہ گورنمنٹ کے بھی ہواخواہ ہوں۔ تمامی علمائے کرام اور دیگر عمائد شہر تشریف فرما تھے۔

اصلاح یہ سب محاسن ظاہری ہیں مگر امور باطنیہ کی طرف توجہ نہیں ہے نہ اس مدرسہ کا کوئی نصاب درست ہے نہ طلبہ کو شوق ہے وظیفہ کی طمع میں لائق و نالائق سب ہی داخل ہیں۔ افسوس کہ شیعوں کے یہی دو مدرسے ہیں۔ ایک یہ دوسرا مدرسۃ الواعظین مگر دونوں کی حالت قابل رحم ہے کاش ہمارے حضرات علما اسپر خاص توجہ فرماتے آیندہ کسی موقع پر تفصیلی بحث ہوگی۔

شاہی خاندان کے طلبا کیلئے وظائف۔ الحمد للہ کہ ہز آنر سرجان ہیوٹ بہادر لفٹنٹ گورنر نے بجا لکھنو پر ہزاروں احسانات کئے ہیں شاہی خاندان کے غربا کیلئے ماہانہ وظیفہ مقرر کیا ہے۔ اگرچہ مقدار قلیل ہے مگر امید افزا ہے۔

ہے۔ پس بہتر ہے کہ مسلمان ایام محرم میں وہی کام کیا کریں جن سے خدا و رسول علیہ السلام اور اہلبیت کرام راضی ہوں اور دنیا میں بھی عزت سے رہیں۔ بھائیو! غور کرو کہ مسلمانوں کا کس قدر مال ایسے کاموں میں ضایع ہوتا ہے حالانکہ مسلمانوں کی قومی اور دینی ضروریات اس قدر ہیں کہ ان کو پورا کرنیکے لئے مسلمانوں کے پاس کافی روپیہ نہیں پھر یہ کیا عقلمندی ہے کہ ایسے فضول کاموں میں روپیہ ضایع کیا جاتا ہے جو نہ دین کے کام ہوں نہ دنیا کے۔ بھائیو ہوش کرو علمائے کرام ہمکو ہمارے فائدے کی سوجھاتے ہیں ہم کو بھی چاہیئے کہ ان فتوے کو دل کے کانوں سے سنیں"۔

اس کے بعد دس بیس یا سو پچاس مولویوں کی دستخط ہیں جو قواعد اہلحدیث کے خلاف ہے کیونکہ وہ تقلید کسی کی جائز نہیں جانتے مگر مخالفت عزاداری میں سب روا یا جائز ہے۔

محرم کی ۹-۱۰ کے روزہ رکھنے کے بارہ میں جو حدیث پیش کی ہے اوسکا مطلب تو ظاہر ہے کہ ان لوگوں نے حضرت کو اس بارہ میں یہود کا مقلد بنایا ہے کہ چونکہ حضرت نے مدینہ میں آکر یہود کو روزہ رکھتے پایا۔ اسلئے حضرت نے بھی روزہ رکھنا شروع کیا۔

یہ ایک ایسا خیال ہے کہ ایماندار آدمی کانپ اوٹھے کیونکہ خدا تو فرماتا ہے اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء۔ یعنی تم صرف اونہیں باتوں کا اتباع کرو جو خدا کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اور اوسکے سوا اور کسی کو اپنا ولی نہ بناو۔ مگر اہلسنت نہیں بلکہ وہابی کہتے ہیں کہ رسول اللہ کو یہود کی پیروی اسدرجہ منظور تھی کہ نہ حضرت کو اس آیہ کا حکم یاد رہا ان آیات کا جنمیں بالخصوص یہود و نصاریٰ کی مخالفت کا حکم ہے۔

خدا تو فرماتا ہے وان احکم بینہم بما انزل اللہ ولا تتبع اھوائہم واحذرھم ان یفتنوک من بعض ما انزل اللہ الیک فان تولوا فاعلموا انما یرید اللہ ان یصیبہم ببعض ذنوبہم وان کثیرا من الناس لفاسقون۔ افحکم الجاھلیۃ یبغو ومن احسن من اللہ حکما لقوم یوقنون۔ یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم ان اللہ لا یہدی القوم الظلمین۔ سورہ مائدہ ع۱۱

یعنی اے رسول تم حکم کرو مطابق اوسکے کہ خدانے نازل کیا۔ او راون کی خواہشون کی پیروی نکرو اور ڈرتا رہ اون سے کہین تمکو بہکا نہ دین بعض اون چیزون سے کہ خدانے نازل کیا۔ اگر وہ سمہیر لین تو جان تو کہ خدا چاہتا ہے کہ ان کی بعض معصیت کے سبب اوپر مصیبت نازل کرے اور اکثر لوگ فاسق ہین۔ کیا حکم جاہلیت کی خواہش کرتے ہین۔ خدا سے بہتر کس کا حکم ہوسکتا ہے اوس قوم کیلئے جو صاحب یقین ہوے ایمان والو نہ دوست بناؤ یہود کو نہ نصاری کو یہ ایک دوسرے کے دوست ہین۔ اور جو شخص تم مین سے انکو دوست بنائیگا۔ تو وہ بھی انہین لوگون سے ہوگا بیشک خدا نہین ہدایت کرتا ظالمین کو

خداوند عالم تو قرآن مین اس طرح کا حکم نازل کرتا ہے نہ صرف رسول اللہ پر بلکہ تمامی مومنین پر کہ یہود و نصاری سے محبت نہ کرو۔ اون کی پیروی نہ کرو وہ تمکو بہکانا چاہتے ہین سوائے اون احکام کے جو نازل ہوے اور کسی کی پیروی نہ کرو۔ مگر اہلسنت کہتے ہین کہ حضرت نے جو یہودیون کو روز عاشور روزہ رکھتے دیکھا تو آپنے بھی اونکی پیروی شروع کردی۔ وہ بھی اس طرح کہ نہ اون کے کسی عالم سے دریافت کیا کیونکہ عوام کے اعمال تو اکثر خلاف شریعت ہوتے ہین نہ خود توراۃ مقدس مین دیکھا کہ اوسمین بھی یہ حکم ہے یا نہین بلکہ معاذ اللہ حضرت نے یہود کی بے سمجھے تقلید شروع کردی۔ خدا اونلوگونپر لعنت کرے جو رسول اللہ پر ایسی تہمت دیتے ہین۔

مگر ہم اس سے بھی قطع نظر کرتے ہین کیونکہ جب یقیناً یہ معلوم ہوا کہ معاذ اللہ حضرت نے یہ روزہ صرف یہود کی پیروی مین رکھا تھا نہ بحکم خدا تو اب اڈیٹر صاحب اہلحدیث کو کم سے کم یہ تو ضروری ہے کہ دیکہین توراۃ مین اس روزہ کا کیا حکم ہے کیونکہ اب تو توراۃ کے ہزاروں نسخے اردو مین لڑکے بھی پڑھتے ہین لہذا اوس مین دیکھ لینا چاہئے کہ یہ روزہ کس شان کا ہے تاکہ معلوم ہو اگر رسول اللہ نے معاذ اللہ یہود کی پیروی کی ہوگی تو اوسی طرح جس طرح اون کے یہان حکم ہوگا۔

کتاب احبار باب بست دسوم آیت ۲۶ لغایت ۳۲ مین ہے۔

عید ۲۶ اور خداوند تعالی نے موسی سے خطاب کیا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ ساتوین مہینہ کی

پہلی تاریخ تمھارے لئے راحت اور یادگاری خاص کا دن ہے اس دن جماعت مقدس فراہم ہوگی کوئی کاروبار نہ کرنا اور اس مہینہ کے عاشورہ کے دن دسوین تاریخ یوم الغفران ہے یعنی تمہاری مغفرت کا دن ہے اس دن مین تمھاری دعوت یعنی فراہم جماعت مقدس ہوگی تم اس دن نفس کو غمزدہ بناؤ اور خداوند کیلئے قربانیان گذرانو اور کوئی کام دنیا کا مت کرو کیونکہ وہ یوم الغفران ہے تاکہ اس دن مین تمھارے لئے خدا کے حضور مین مغفرت طلب کیجائے۔ جو کوئی کہ عین اس دن مین غمگین نہ ہو جائیگا وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا اور جو انسان اس دن مین کوئی کام کریگا اس انسان کو اس قوم مین فنا کرونگا۔

یہی طریقہ تمھاری قرنون اور پشتون مین آیندہ تک جاری رہے۔ یہ بزرگ دن سبت السبوت یعنی سبتون سے بہی بزرگ ہے تم اپنے دلکو غمگین بنانا جسوقت کہ اس ماہ کے نو دن گذر جائین تو نوین تاریخ کی شام سے دسوین تاریخ کی شام تک ہر کاروبار سے باز رہنا (یعنی شب عاشورہ و روز عاشورا) یوم غم ہے اور یہ دن خدا کے حضور مین تمھارے لئے مغفرت طلب کریگا۔"

یہ ترجمہ انگریزی بائبل سے لیا گیا ہے ملاحظہ اصلاح ملا جلد۲۔

توراۃ مقدس کا اردو ترجمہ جو نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی نے چوتھی بار مرزاپور مین چھپوایا ہے اوس مین اور اس ترجمہ مین کچھ فرق ہے مگر مطلب ایک ہی ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۱۶۰

۲۷ ساتوین مہینے مین بھی اور اسکے دسوین روز کفارہ دینے کا دن ہوگا تمھاری مقدس جماعت ہوگی تم اس دن آپکو غمزدہ بناؤ۔

۲۹ جو کوئی انسان کہ عین اس دن مین غمگین نہ ہو جاویگا وہ اپنی قوم سے کٹ جاویگا۔

۳۲ یہ تمھارے لئے بہت آرام کرنیکے لئے ہوگا تم آپکو غمگین بناؤ تم اس مہینے کے نوین دن کی شام سے دوسری شام تک اپنے آرام کا وقت مان لیجیو۔"

دونون ترجمون سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اس مترجم نے گو تحریف کیا ہے مگر اصل پھر بھی نمایان ہے کہ شریعت موسوی مین یہ روز غم کرنے کا مقرر تھا۔ جس سے پہلا حصہ روایت اڈیٹر اہلحدیث کا خود بخود دبا ٹھہرا کیونکہ حدیث مذکور مین یہ روز فرح و سرور بتایا گیا ہے بوجہ اسکے کہ اوس روز فرعون سے بنی اسرائیل اور حضرت موسیٰ کو نجات ملی حالانکہ توراۃ کی عبارت کہہ رہی ہے کہ وہ روز غم کا ہے

بھی حکم دیا جب روزہ رمضان فرض ہوا تو وہ روزہ چھوڑ دیا گیا اب جو چاہے رکھے جو چاہے چھوڑ دے

یہ روایت روایت اڈیٹر اہلحدیث کے بھی خلاف ہے اور نیز روایت سابق کے کیونکہ اس مین حضرت نے تقلید کفار قریش اختیار کی تھی حالانکہ مقولہ اڈیٹر اہلحدیث مین حضرت نے تقلید یہود اختیار کی تھی۔

اب حضرات اہلسنت کو مناسب ہے کہ دونو حدیثون کے اختلاف کو رفع کرین کہ کون صحیح ہے۔ اڈیٹر صاحب کو تو اشتہار بیکر روپیہ کمانا ہے اسلئے اونکو کیا غرض کہ تحقیق کرین۔ مگر وہ کاش فتح الباری دیکھتے تو معلوم ہوتا کہ اس حدیث نے اسلامی دنیا مین کیا ہل چل ڈالی ہے۔ کیونکہ عائشہ کہتی ہین حضرت بتقلید اہل جاہلیت زمانہ جاہلیت مین روزہ رکھتے تھے۔ جب وارد مدینہ ہوے تو روزہ عاشورہ کا حکم دیا اسپر ابن حجر لکھتے ہین کہ اس سے معلوم ہوا حضرت کا حکم بروزہ عاشورہ وقت ورود مدینہ ہے۔ اور اسمین شبہہ نہین کہ حضرت ماہ ربیع الاول مین وارد مدینہ ہوئے تو ضرور یہ حکم عاشورہ محرم ۲ھ ہجری مین ہوگا۔ حالانکہ اوسی ۲ھ مین روزہ ماہ رمضان کا فرض ہوا۔ جس سے لازم ہوا کہ فرض روزہ عاشورا اور روزہ رمضان ایک ہی سنہ مین ہو (حالانکہ روایات مذکورہ مین یہ ہے کہ حضرت نے روزہ عاشورا کا حکم دیا تھا اور سب روزہ رکھتے تھے۔ جب روزہ رمضان فرض ہوا تو وہ حکم اوٹھہ گیا) تو اگر فرضیت صوم عاشورا فرض بھی کیا جاے تو اوسکا فرض ہوتا منسوخ ہو گیا۔

یہ تو پہلی مصیبت تھی اب دوسری مصیبت سنئے کہ اس حدیث سے استمرار عمل رسول بصوم عاشورا ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ہمیشہ اسمین روزہ رکھتے تھے وکان رسول اللہ یصومہ فی الجاھلیۃ کہ حضرت زمانہ جاہلیت مین بھی روزہ رکھتے تھے حالانکہ اسی صحیح بخاری کی ابتدائی کتاب الصوم مین ہے قال صام النبیؐ یوم عاشوراء وامر بصیامہ فلما فرض رمضان ترک وکان عبد اللہ لا یصومہ الا ان یوافق صومہ ص۲۴۹

کہ حضرت نے ایک دفعہ روز عاشورا روزہ رکھا اور حکم بھی دیا۔ جب رمضان کا روزہ واجب ہوا تو اوسکو چھوڑ دیا اور عبد اللہ بن عمر اوس روز روزہ نہ رکھتے تھے۔

جس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل استمراری نہ تھا بلکہ ایک دفعہ ایسا ہوا تو اب وہ حدیث کیا ہوئی جس میں عایشہ نے بیان کیا کہ حضرت زمانہ جاہلیت مین روزہ رکھا کرتے اور جب مدینہ آئے تو اوسکا حکم دیا
چوتھی مصیبت یہ ہے کہ اس روایت سے معلوم ہوا کہ ابن عمر جنکی نسبت عام طور سے بیان کیا جاتا ہے کہ سنت رسول اللہ کی پیروی میں انکو بڑی کد تھی۔ اس روز روزہ نہین رکھتے تھے۔ جس سے یا تو وہ تارک فریضہ قرار پاتے ہین یا اصلیت صوم یوم عاشورا باطل ہوتی ہے۔
کیونکہ ابن حجر لکھتے ہین ونقل عیاض ان بعض السلف کان یری بقاء فرضیۃ عاشورا لکن انقرض القائلون بذلک ونقل ابن عبد البر الاجماع علی انہ الان لیس بفرض والاجماع علی انہ مستحب وکان ابن عمر یکرہ قصدہ بالصوم ثم انقرض القول بذلک
یعنی قاضی عیاض نے نقل کیا ہے بعض سلف سے کہ وہ اب بھی روزہ عاشورا کو فرض جانتے تھے مگر جن لوگون کا یہ قول تھا وہ تمام ہوگئے۔ ابن عبد البر نے اسپر اجماع نقل کیا ہے کہ اب فرض نہین ہے اور اسپر بھی اجماع ہے کہ وہ مستحب ہے مگر ابن عمر مکروہ جانتے تھے کہ اس دن روزہ رکھیں یہ قول بھی تمام ہوگیا اب کوئی اسکا قائل نہین رہا۔
اس سے آپکو اچھی طرح معلوم ہوسکتا ہے کہ یہ سب اقوال محض بطرفداری یزید یزیدیوں کے اٹکلے گئے تھے کہ خوشامد یزید مین پہلے تو اسکے قائل ہوئے کہ عاشورہ کو روزہ رکہنا فرض ہے پھر اسکے قائل ہوئے کہ مستحب ہے۔ حالانکہ حکم شریعت کسی کی راے کے تابع نہین ہے بلکہ حکم خدا و رسول کے تابع ہے لہذا بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ سب ایجاد اسی یزید کی خوشنودی کیلئے کیا گیا تھا۔ کیونکہ جب یقینی طور پر معلوم ہے کہ ابن عمر اس روز کے روزہ کو مکروہ جانتے تھے تو پھر اجماع وجوب پر یا استحباب پر کیونکر ممکن ہو۔ اسلئے کہ مسلم علم اصول فقہ سے ہے کہ ایک مجتہد بھی اگر خلاف کریگا تو اجماع نہوگا پھر آخری عبارت ثم انقرض القول بذلک جسکا مشار الیہ غالبًا قول استحباب ہے۔ بتا رہی ہے کہ یہ سب اقوال خلاف حکم شریعت تھے کہ جب تک تسلط بنی امیہ رہا ہوا اور بنی عباس کا دور آیا تو قول استحباب بھی جاتا رہا۔ اسلئے کہ متوکل کے قبل جتنے خلفاے بنی عباس گذرے ہین طریقہ بنی امیہ کے خلاف تھے پھر کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ کوئی قائل بہ استحباب روزہ عاشورا ہو

پانچوین مصیبت یہ ہے کہ اس حدیث مین کفار جاہلیت کے روزہ کا بھی ذکر ہے حالانکہ
سب کو معلوم ہے کہ کفار قریش کسی مذہب و دین کے پابند نہ تھے خصوصاً شریعت حضرت موسیٰ سے
اونکو تعلق ہی کیا تھا پھر وہ کیون روزہ رکھنے لگے۔ ابن حجر لکھتے ہین۔

واما صيام قريش لعاشوراء فلعلهم تلقوه من الشرع السالف ولهذا كانوا
يعظمونه بكسوة الكعبة فيه وغير ذلك

یعنی قریش کا بروز عاشورا روزہ رکھنا۔ شاید کہ شریعت سابقہ سے پایا ہو اسی لئے اس روز
کی تعظیم کرتے تھے چونکہ تمام زمانہ لب سے کہ اوس روز خانہ کعبہ کو پوشش پہناتے۔
تو اب شریعت سالف سے یا تو مراد شریعت موسوی ہے جسکے وہ پابند نہ تھے یا شریعت ابراہیمی
ہے جسمین قریش کا عمل درآمد کچھ ضرور رہا
تو تعظیم روز عاشورا کا زمانہ اور بھی مقدم نکلا کہ زمانہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اسکی ابتدا
ہے کیونکہ خانہ کعبہ کے بانی وہی حضرت تھے اور حضرت اسمعیل کے قصہ مین وفديناه بذبح عظيم
قرآن مین موجود ہے جس سے معلوم ہوا کہ اسیوجہ سے تعظیم اس روز کی قدیم زمانہ سے جاری
تھی مگر افسوس اہلسنت اوسکے مٹانے کی فکر مین ہین۔

دوسری وجہ یہ لکھتے ہین عن عكرمة انه سئل عن ذلك فقال اذنبت قريش ذنبا
في الجاهلية فعظم في صدورهم فقيل لهم صوموا عاشوراء يكفر ذلك
هذا معناه

یعنی عکرمہ سے سوال کیا گیا اس سے تو جواب دیا کہ قریش نے زمانہ جاہلیت مین ایک گناہ کیا
تھا جو اونکو بہت عظیم معلوم ہوا تو کسی نے کہا عاشورا کو روزہ رکھو شاید یہی کفارہ ہو۔
مگر اسپر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ خود ابن دحیہ سے لکھ چکے ہین انما اسم اسلامي لا يعرف في
الجاهلية ص ۲

کہ یہ نام اسلامی ہے اہل جاہلیت اسکو نہین جانتے تھے پھر کیونکر ممکن ہو کہ زمانہ جاہلیت مین اسکا
وجود ہو جبکہ نام تک اسکا کوئی نہ جانتا تھا۔
ابن دحیہ نے اسی حدیث عائشہ سے قول ابن درید پر اعتراض کیا تھا کہ حدیث عائشہ مین موجود

بشارت عظمیٰ

الحمد للہ کہ حد السارق علیحدہ چھپکر طیار ہے جو صفحہ ۱۲۰ پر ختم ہوا ہے جس میں صرف احادیث اہلحدیث سے تحریف قرآن کا ثبوت دیا گیا ہے مولانا محمد دہلوی کتاب ہیں بہت سے اشتہار دیا جاتا ہے کہ کوئی سنی اسکا جواب معقول مع نقل عبارت اسکے لکھے تو پانچ سو روپیہ اور سو انعام لیگا مگر آجتک نہ ہوسکا قیمت ۱۲

کل .. نسخے طیار ہوے ہیں فوراً درخواست بھیجے ورنہ ملنا محال ہوگا

رعایت خاص خریداران جدید اصلاح کیلئے جو شروع ۱۲ ربیع الثانی تک درخواستیں آئیں یہ رعایت منظور کیگئی ہے رسالہ النار الموقدہ لمن احرق بیت السیدہ بطور انعام دیا جائے بلا قیمت۔

دوسری رعایت یہ ہے کہ اصلاح جلد ۱۰ ۹ ۱۱ ان چار جلدوں سے ایک جلد بقیمت ۸ دیجائے علاوہ محصول ڈاک غرض اصلی اس رعایت کی یہ ہے کہ آج کل مذہب خوارج کو ہندوستان میں ترقی ہو رہی ہے لہٰذا تمامی مومنین پر لازم ہے کہ ایسا آلہ حرب اپنے پاس طیار رکھیں جس سے خوارج کا زہر قاتل نہ اثر کرسکے اسلئے ضرورت ہے کہ اصلاح کی پچھلی جلدیں مومنین کے پاس موجود رہیں۔

الشمس جلد ۵ کا نمبر ۱۱-۱۲ جو باقی تھا الحمد للہ چھپکر شائع ہوگیا اور کل خریداروں کے پاس روانہ ہوا۔ اگر کسی بزرگ کو نہ پہونچا ہو تو مطلع فرمائیں۔

الشمس جلد ۶

اب ہر نمبر اسکا علیحدہ علیحدہ شائع ہوگا انشاء اللہ۔ پہلا نمبر اوائل ماہ ربیع الثانی میں کل خریداروں کے نام وی پی جائیگا۔ اگر کسی صاحب کو منظور نہ ہو یا انکار ہو تو بذریعہ کارڈ مطلع فرمائیں۔

کتاب مجالس عشرہ فی اخبار العشرہ

کی نسبت وعدہ تھا کہ اس مہینہ تک تمام و کمال چھپکر شائع ہوجائیگی مگر افسوس بوجوہ چند اس وعدہ کا ایفا نہ ہوسکا ماہ ربیع الثانی تک پوری کتاب چھپ جائیگی انشاء اللہ اور بعد تکمیل کل خریداروں کے نام بذریعہ وی پی مع محصول ڈاک روانہ ہوگی

یہ کتاب صفحہ ۲۰۰ پر تمام ہوگی قیمت عہ دفتر اصلاح سے طلب فرمائیے

اطلاع ضروری

دفتر نے اب اسکا انتظام بھی کیا ہے کہ اجرتی کتابیں طبع کرے لہٰذا جن صاحبوں کو کسی کتاب کے چھپوانے کی ضرورت ہو وہ دفتر سے بذریعہ خط و کتابت جملہ مراتب طے کرلیں۔

مینیجر اصلاح

وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(اگرچہ اہلسنت کے بیان سے آج تک تاریخ وفات رسول اللہ معلوم ہوئی نہ مہینہ مگر چونکہ
ربیع الاول میں عید خوشی کرتے ہیں جس سے گمان ہوتا ہے ایسی ماہ رحلت رسول اللہ ہے
پھر اسکا دعوی یہی ہے لہذا اس مہینہ سے اس مضمون کو مناسبت ہے)

دنیا دار اتفاق [illegible] اعمال کی جزا [illegible] قیامت [illegible] عیسائی [illegible]
اور بروز قیامت اپنے اعمال کا بدلہ [illegible] سے ظالمین کی حکومت مل سکتی ہے
ظالمین کی خلافت ظالمین کی [illegible] وفات حضرت [illegible]
دنیا کیلئے [illegible] رسول پر [illegible]

اسلام میں تہتر فرقے ہوئے اور [illegible] سب سے آپ [illegible]
تو نہیں کرسکتے کہ کون فرقہ حق پر ہے اور [illegible] لہذا ہم ایک [illegible] حقیقت [illegible] جس
میں پھر کسیکو ضد نہ ہو کیونکہ یہ تو بدیہی بات ہے کہ آدمی جب تک زندہ رہتا ہے دوست دشمن سب اوس
کے رہتے ہیں مگر مرنے کے بعد [illegible] وہی لوگ اوسکے پاس رہتے ہیں جنکے دلمیں اوسکی محبت اور عظمت اوسکی
ہوتی ہے خواہ وہ اعزا و اقربا ہوں یا دوست احباب چنانچہ اس مضمون کو عروہ سفیر قریش نے جناب
صدیق سے بیان کیا تھا جسپر ابوبکر جوسی گالیاں دین مدارج النبوة میں ہے صفحہ ۱۵۵
[illegible] واگر مغلوب شوی [illegible] علوم استکمال [illegible] خواہد شد [illegible] کہ جماعت اوباش
مردم اطراف کہ جمع گشتہ آمدند چون روزگارے بلغزد ترا تنہا بگذارند و بگریزند
یعنی اگر آپ مغلوب ہوئے تو یہ بدمعاش لوگ جو جمع ہیں تنہا چھوڑ کر آپکو بھاگ جاینگے جسپر ابوبکر کو غصہ
آیا اور کہا امصص بظر اللات جو عرب کی نہایت سخت گالی ہے۔

اسی اصول پر دیکھو کہ رسول اللہ کے انتقال کے بعد کون شریک حال تھا۔ اور کون بمقتضائے
عروہ ترا تنہا بگذارند و بگریزند۔

صحیح بخاری و تمامی صحاح ستہ سے معلوم ہے کہ حضرت کا مرض پنجشنبہ سے شدید ہوا جسپر فدا آپنے وصیت
نامہ لکھنا چاہا اور عمر نے ان الرجل لیہجر کہا۔ اور حضرت نے قوموا عنی فرمایا کہ ہمارے سامنے

سے دور ہو جاؤ۔
اسکے بعد سے ان لوگوں کا پھر آنا در دولت میں نہیں معلوم ہوتا کہ تا حیات حضرت آئے ہوں مگر
ایک روایت کنز العمال سے گمان ہوتا ہے کہ خلیفہ دوم شاید پھر آئے کیونکہ اسمیں پھر حضرت نے دوا
دکھ غذا طلب کیا ہے فقال النسوۃ ایتوا رسول اللہ ؐ بحاجتہ فقلت اسکتن فانکن
صواحبہ اذا مرض عصرتن اعینکن واذا صح اخذتن بعنقہ فقال رسول
اللہ ؐ من خیر منکم ابن سعد صفحہ ۲۲۸ جلد ۲
یعنی عورتوں نے کہا حضرت کی حاجت پوری کرو عمر نے کہا چپ رہو کہ تم صواحب یوسف ہو
کہ جب حضرت بیمار ہوں تو آنکھیں اپنی نچوڑو (زبردستی گریہ) اور جب صحیح ہوں تو حضرت کی گردن
پر سوار ہو۔ حضرت نے فرمایا یہ عورتیں تم سے بہتر ہیں۔
قرینہ سے معلوم ہوتا ہے یہ واقعہ دوسری مرتبہ کا ہے کیونکہ پہلی دفعہ تو حضرت نے مجمع اصحاب میں فرمایا
تھا معلوم ہوتا ہے اس دفعہ اندر عمر آئے تھے۔
عورتیں چونکہ جانتی تھیں لن تضلوا کتابت وصیت نہ عمر ہیں اسلئے انکی منت وسماجت کی ہوگی کہ اب
لاؤ وصیت تمام لکھوا لو جسپر عمر نے وہ جواب دیا کہ حضرت یوسف کی مکارہ عورتوں سے تشبیہ دیا
جنمیں آپکی صاحبزادی بھی داخل تھیں۔
حضرت کے انتقال کی تاریخ تو آجتک اہلسنت کو معلوم ہوئی کہ کس روز آپنے انتقال فرمایا
مگر روز معلوم ہے کہ دوشنبہ کا روز تھا۔
پنجشنبہ سے دوشنبہ تک کا زمانہ آمد و شد خلفا سے خالی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت نکال چکے تھے۔
وفات رسول کے وقت ابوبکر اپنے مکان میں تھے جو محلہ سنح میں تھا مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر۔
عن عائشۃ زوج النبی ان رسول اللہ مات وابوبکر بالسنح صفحہ ۲۲۰ تاریخ صغیر بخاری
یعنی عائشہ کہتی ہیں کہ وفات رسول ابوبکر اپنے مکان سنح میں تھے وفی ۲ الصدیق کان
منزلہ بالسنح ھو بضم سین و نون وقیل بسکون موضع بعوالی المدینۃ
فیہ منازل بنی الحارث بن الخزرج صفحہ ۱۳۱ مجمع البحار۔
تو اب اسکی وجہ جو ظاہر ہوئی کہ عمر نے جو وفات رسول اللہ سے انکار کیا کس غرض سے

کہ ابوبکر موقع ماجرا سے دور تھے۔ حالانکہ حضرت عباس بیچارے وہین تھے چنانچہ کنز العمال مین خود عمر سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ نے انتقال کیا تو عمر نے کہا حضرت کی روح لوا دی گئی آسمان پر لیگئے ہین جس طرح سے حضرت موسیٰ کو لیگئے تھے۔ پھر عمر نے خطبہ دینا شروع کیا اور دھمکانے ڈرانے لگے اور کہتے تھے کہ حضرت جبتک منافقون کے ہاتھ اور زبان کو نہ قطع کرلین گے انتقال نہ فرمائینگے فلم یزل عمر یتکلم حتی ازبد شدقاہ اسطرح عمر کلام کرتے تھے کہ دونو لب مین انکے کف بھر آیا۔

حضرت عباس نے کہا کہ رسول اللہ نے انتقال کیا تملوگ دفن کرو حضرت کی شان اس سے ارفع ہے کہ دو مرتبہ آپکو موت طاری ہو وعمرو بن ام مکتوم قائم فی موخر المسجد یقرء وما محمد الا رسول الی قولہ وسیجزی الشاکرین یعنی عمرو بن ام مکتوم آیہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم کی تلاوت کرتے تھے کہ محمد تو ایک رسول ہین جنکے قبل بہت سے رسول گذر گئے تو کیا اگر وہ مرجائین یا قتل ہون تو تم سب مرتد ہو جاؤگے۔

حضرت عباس عم رسول اور عمرو بن ام مکتوم ہر چند سمجھاتے تھے کہ لوگ اثر ہوا ناقبل ہو مگر ابو بکر سنح علی دابتہ حتی نزل بباب المسجد کہ اتنے مین ابوبکر اپنی سواری پر سوار موضع سنح سے آئے۔

ثم خرجوا جمیعا الی المسجد یتوطاہ قاب الناس حتی اتی المنبر وجلس عمر حین رای ابوبکر مقبلا الیہ۔ پھر وہ جلدی سے مسجد کی طرف آئے لوگون کی گردنونکو پھلانگتے ہوئے منبر کے پاس جب عمر نے انکو دیکھا بیٹھ گئے۔ اسکے بعد ابوبکر نے بھی وہی آیہ کو پڑھا جو عمرو ابن ام مکتوم پہلے سے پڑھ رہے تھے وما محمد الا رسول جسپر عمر نے کہا ہم تو اب تک جانتے بھی نہ تھے کہ یہ آیہ قرآن مین نازل ہوئی ہے۔

دیکھئے ان دو روایتون کا الاستبصار یاد کیا گیا ہے جس سے اہل فہم خود سمجھ سکتے ہین کہ عمر نے وفات رسول سے کیون انکار کیا تھا اور ابوبکر کے بعد وہ جوش وخروش کیون فرو ہو گیا۔۔۔

استیعاب مین ہے وانبت بیت رسول اللہ فاصبت مرتجا وقیل ھو مسجی وقد خلی بہ اھلہ فقلت این الناس فقیل فی سقیفۃ بنی ساعدۃ وصاروا الی الانصار فجئت الی السقیفۃ فاصبت بھا ابابکر وعمر وابا عبیدۃ بن الجراح وسالم مولی ابی حذیفۃ وجماعۃ من قریش

پھر خلاف حکم رسول روضہ نبوی میں دفن کئے گئے تو اسپر کیوں متعجب ہوتا ہے حالانکہ خود ابن القیم لکھتے

ہیں وان السنۃ وھدیہ الصلاۃ علی الجنازۃ خارج المسجد الا لعذر صـ۱۴۷

یعنی حضرت کی سنت یہ تھی کہ نماز جنازہ بیرون مسجد پڑھا کرتے تھے مگر کسی عذر سے۔

تاریخ خمیس میں ہے وصلی علیہ عمر بن الخطاب فی مسجد رسول اللہ بین القبر والمنبر

وحمل علی السریر الذی حمل علیہ رسول اللہ ونزل فی قبرہ عمر وعثمان وطلحہ وابنہ

عبد الرحمان بن ابی بکر ودفن لیلاً فی بیت عائشہ مع النبی صـ۲۶۷ جلد ۲

یعنی ابوبکر پر عمر نے نماز پڑھی مسجد رسول اللہ میں درمیان قبر و منبر اور اوسی سریر پر اوٹھائے گئے

جسپر رسول اللہ کا جنازہ اوٹھایا گیا تھا اور قبر میں اوترے عمر عثمان طلحہ عبد الرحمان بن ابی بکر اور

رات ہی کے وقت دفن ہوے۔

وفات ابوبکر بھی رات ہی کو ہوئی تھی انہ مات عشاء یوم الاثنین یعنی دوشنبہ کی شب کو بعد

عشاء انتقال کیا اور اوسیوقت دفن ہوے۔ مگر رسول اللہ تیسرے روز دفن ہوئے ہیں تفاوت رہ از

کجا است تا بکجا

اب تو تصدیق آیہ کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افئن مات او قتل

انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین

میں ضرور ہوگا کیونکہ خدا فرماتا ہے محمد تو ایک رسول ہیں جنکے قبل بہت سے رسول گذر چکے تو کیا اگر وہ

مریں یا قتل ہوں تو تم سب الٹے پاؤں پھر جاؤگے اور جو پھر جائیگا وہ خدا کو کچھ ضرر نہ پہونچائیگا اور قریب

ہے کہ خدا جزا دے شاکرین کو

کیونکہ اب اس سے بڑھکر کیا انقلاب ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ انتقال کریں اور اصحاب شریک دفن

وکفن نہ ہوں۔

خوش پوشاکی عمر

اعانۃ اللہفان ابن القیم میں ہے اعطی النبی عمر حلۃ من حریر فلبسہا انکر علیہ وقال

لم اعطکہا لتلبسہا فکساہا اخا لہ مشرکا بمکہ صـ۲۰

یعنی حضرت نے عمر کو ایک حلہ ریشمی عنایت کیا جب عمر پہنکر آئے تو حضرت نے نہایت انکار کیا اور فرمایا

کہ مجھے اسلئے نہیں دیا تہا کہ تم پہنو اسکو۔ تو عمر نے وہ حلہ اپنے بہائی کو دیا جو مشرک تہا۔ مکہ میں۔
میاں ہمکو خلیفہ دوم کا پہلے وہ فوٹو یاد پڑتا ہے جو اصلاح سے جلد ۱۳ میں دکھایا گیا تھا کہ اوسپر یہ حلہ کتنا زیب دیتا ہوگا عہد رسول اللہ تھا۔ درحقیقت میں ہوگا نہیں پہر بغیر جھاکے اوٹھتے ہونگے۔
پھر یہ امر غور طلب ہے کہ اتنی مدت وہ رسول اللہ کی ساتھ تھے اور ان کو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ ریشمی لباس مردونکو لیے حرام ہے۔ جو ایسی جرأت کی کہ حضرت کے عطیہ سے جواز حریر کا قیاس قایم کیا۔
پھر اسپر بھی تعجب ہوتا ہے کہ تنے برس جو شیطے آدمی کا بہائی حقیقی کیونکر آجتک مشرک رہا۔ حالانکہ ان کے اسلام لانے پر تو حسب بیان اہلسنت اذان بآواز بلند ہونے لگی تھی۔
ایسے ہی واقعات نے شاہ ولی اللہ صاحب کو اسپر مجبور کیا کہ لکھتے ہیں "در تہذیب و تربیت حضرت فاروق چندین دفعہ عنف و تہدید از آنحضرت ظاہر شدہ است چنانچہ در دو سہ او نسخہ تورات از او راق شدہ" مقصد ۲
کہ تعلیم و تربیت خلیفہ دوم میں حضرت نے چند مرتبہ نہایت سختی اور تشدد سے کام لیا تھا پہلا اشک از شرب پینے پر حضرت نے ڈنڈہ بہی چلایا اور سبعہ احرف کے بارہ میں سینہ پر مار ابہی تھا تو اس واقعہ کو بہی اگر ان داخل کرنا چاہیئے کیونکہ کسی سے کپڑا واپس لینا بہی کچھ کم سزا نہیں ہے۔
ہاں ازالۃ الخفا سے اس ریشمی حلہ دینے کی دوسری وجہ بہی معلوم ہوتی ہے قال لعن اللہ یوما کنت فیہ والیا لابن الخطاب واللہ لقد رأیتہ ورأیت اباہ علی کل واحد منہما عباءۃ قطوانیۃ موتزرا بہا ما تبلغ ما بین رکبتیہ وعلی عنق کل واحد منہم حزمۃ من حطب[1]
یعنی عمرو بن عاص کہتا ہے خدا لعنت کرے اوس روز پر جس روز میں عمر بن الخطاب کا نوکر ہوا قسم خدا کی میں نے عمر کو اور اوسکے باپ کو دیکھا تھا کہ دونوں ایک چھوٹی سی چادر قطرانی سے لپیٹے ہوئے تھے جس سے دونوں گھٹنے نہ چھپتے تھے اور دونوں کی گردن پر لکڑیوں کا بوجھا تھا۔
تو اب وجہ ظاہر ہے کہ اسکی مرد ابتدائی حصہ عمر کا ایسی عسرت کے بخشش پر اعتماد و نیز بسر ہوتا تو اوسکو یہ ریشمی حلہ لجانے و پہر لکھنا کہ پہننے کے لئے گر حرام ہو لیکن نہ ہو اسلئے کہا گیا ہے کہ عذر کچھ کو تا من ندے۔
بقول مولوی شبلی صاحب موجد قیاس حضرت عمر ہیں تو معلوم ہوا کہ انکے قیاسات ایسے ہی ہوتے تھے کہ حضرت نے ریشمی حلہ دیا تو قیاس کیا پہننا بہی حلال ہے۔

بیعت لیتے تھے (امام) حسینؑ نے ایک جانب تو یہ دیکھا کہ بنی امیہ کی جو بنتر جبین

معویہ مدینے سے فارغ ہو کر چلا گیا جہاں امام حسینؑ عبداللہ بن زبیر عبداللہ بن عمر عبدالرحمن بن ابوبکر
سب جمع تھے۔

فاتفقوا على ان يكون المخاطب له ابن الزبير فاحضرهم معاويه وقال وقد علمتم سيرتی
فيكم وصلتی لارحامكم وحلمی ما كان منكم ويزيد اخوكم وابن عمكم واردت ان
تقدموه باسم الخلافة وتكونوا انتم تعزلون وتؤمرون وتجبون المال وتقسمونه
لا يعارضكم فی شیء من ذلك فسكتوا فقال الا تجيبون مرتين ثم اقبل على ابن
الزبير فقال هات لعمری انك خطيبهم فقال نعم نخيرك بين ثلاث خصال قال
اعرضهن قال تصنع كما صنع رسول الله صلی الله عليه وسلم ولم يستخلف احداً
فارتضى الناس ابابكر قال ليس فيكم مثل ابی بكر واخاف الاختلاف قالوا صدقت
فاصنع كما صنع ابوبكر فانه عهد الى رجل من قاصية قريش ليس من بنی ابيه
فاستخلفه وان شئت فاصنع كما صنع عمر جعل الامر شوری فی ستة نفر ليس
فيهم احد من ولده ولا من بنی ابيه قال معاويه هل عندك غير هذا قال
لا ثم قال فانتم قالوا قولنا قوله قال فانی احببت ان اتقدم اليكم انه قد اعذر
من انذر انی كنت اخطب منكم فيقوم الی القائم منكم فيكذبنی على رؤس الناس
واحمل ذلك واصفح وانی قائم بمقالة فاقسم بالله لئن رد علی احدكم كلمة فی مقامی
هذا لا ترجع اليه كلمته حتى يسبقها السيف الى راسه فلا يبقين رجل
الا على نفسه ثم دعا صاحب حرسه بحضرتهم فقال اقم على راس كل رجل من
هؤلاء رجلين ومع كل واحد سيف فان ذهب رجل يرد علی كلمة بتصديق
او تكذيب فليضرباه بسيفهما ثم خرج وخرجوا معه حتى رقی المنبر فحمد الله واثنی
عليه ثم قال ان هؤلاء الرهط سادة المسلمين وخيارهم لا يبتز امر دونهم و
لا يقضى الا عن مشورتهم وانهم قد رضوا وبايعوا ليزيد فبايعوا على اسم
الله فبايع الناس وكانوا يتربصون بيعة هؤلاء النفر ثم ركب رواحله وانصرف

(۲۰)

تمام سلطنت حاصل ہو چکی تھی اور ریاست روحانی پر بھی وہ مسلط ہو چکے تھے

الی المدینة فلقی الناس اولئک النفر فقالوا الیس زعمتم انکم لا تبایعون فلم رضیتم و اعطیتم و بایعتم قالوا واللہ ما فعلنا فقالوا ما منعکم ان تردوا علی الرجل قالوا کادنا و خفنا القتل و بایعہ اهل المدینة —

یعنی چارون نے اوسپر اتفاق کیا کہ جواب و سوال ابن الزبیر کرے اور یہ لوگ اوس راے سے متفق رہین چنانچہ [illegible] نے سبکو بلایا اور کہا کہ ہمارا جو برتاؤ تملوگون کے ساتھ رہا اوس سے تم واقف ہو [illegible] تملوگون کا [illegible] الم [illegible] صورت [illegible] اوسکو خلیفہ بنا [illegible] تمکو حکم نافذ کرنا مال وغیرہ وصول کرا [illegible] تمہارے ساتھ مین رہے ہر طرح کا اختیار تمکو ہو کوئی خلاف [illegible] اسکے جواب مین سب [illegible] دو مرتبہ معویہ نے کہا جواب دو۔ پھر ابن الزبیر کی طرف توجہ ہوا کہ تم متقرر ہو کہو کیا کہتے ہو ابن الزبیر نے کہا تین بات سے ایک [illegible] یا تو سیرت رسول اللہ [illegible] کہ آنحضرت نے کسی کو خلیفہ نہین کیا (یہی اصول قدیم [illegible] صحابہ نے اختیار کیا تھا) یا سیرت ابوبکر کو اختیار کرو کہ ایک غیر شخص کو جو قرابت مند نہ تھا خلیفہ بنایا۔ یا سیرت عمر کو اختیار کرو کہ چھ آدمیون مین خلافت کو چھوڑا اسمین کوئی عمر کا خاص قرابت مند نہ تھا۔

معویہ نے کہا اور کوئی صورت ہے کہا نہین پھر اور لوگون سے پوچھا سب نے کہا ہم بھی ابن الزبیر کی رائے سے متفق ہین معویہ نے کہا جو شخص آگاہ کر دیتا ہے وہ بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ ہم پہلے تم لوگون سے بات کرتے تھے تو تم لوگ بھرے عام ہماری تکذیب کر دیتے تھے جسکو ہم برداشت کرتے اور درگذر کرتے اب ہم ایک ایسا کلام کہنے والے ہین کہ اگر کسی نے رد کیا تو دوسرا کلمہ منہ سے نہ نکلیگا کہ سر اوسکا لوٹتا پھریگا اسکے بعد اپنے افسر پولس کو بلا کر کہا کہ ان لوگون سے ہر آدمی کے سرپر دو آدمی کو برہنہ تلوار لیکر معین کرتا کہ اگر ان مین سے کوئی بھی ایک کلمہ منہ سے نکالے خواہ وہ کلمہ تصدیق ہو یا تکذیب ہو تو فوراً اسکا سر اوڑا دے۔ یہ کہکر معویہ دربار مین آیا اور منبر پر چڑھ گیا تمام مجمع بھرا ہوا تھا۔ بعد حمد و نعت کہا۔ یہ لوگ (اشارہ کرکے امام حسین و عبد اللہ بن زبیر وغیرہ کی طرف کہا) مسلمانون کے سردار اور افسر ہین جنکی صلاح و مشورہ کے بغیر کوئی کام نہین ہو سکتا۔ یہ سب راضی ہو گئے اور

(۴۸)

عنقریب مسلمانوں کے عقیدہ کو وہ نگے بدگے۔ ان سے متزلزل کردینگے اور دوسری

سنت بیعت کی یہ ہے کی اب تم لوگ بھی خدا کا نام لیکر یزید کی بیعت کرو۔ سب نے بیعت شروع کردی اور ان لوگوں کو معرفت سی کا انتظار تھا کہ یہ لوگ بیعت کرلیں۔ اسکے بعد معویہ سوار ہوا اور جانب مدینہ روانہ ہوا اور وہان بھی حاکر سب سے بیعت لی۔

اہل مکہ سے جب جناب امام حسنؑ اوران لوگون سے ملاقات کی تو اونہون نے کہا آپنے کہا تھا کہ ہم بیعت یزید نہ کرینگے۔ حضرت نے اوران لوگون نے کہا قسم خدا کی ہم لوگون نے ہرگز بیعت نہین کی۔ تو ان لوگون نے کہا پھر آپنے مریسے کلام کا۔ نہین نہین کیا کہا اور کسی فوج دانسے تلوار لئے ہمارے سرپر کھڑے تھے۔

(۹) اسکا ثبوت اون بدعتون سے ۔ بی طور پر جو تاسب جو معویہ نے اپنے عہد حکومت میں جاری کیا تھا۔ تاریخ الخلفا سیوطی مین ہے

(۱) معویہ پہلا شخص ہے جسنے خطبہ بیٹھکر پڑھا کیونکہ فربہ ہو گیا تھا (حالانکہ رسول اللہ ہمیشہ کھڑے ہوکر خطبہ فرماتے تھے)

(۲) عیدین کے لئے اذان مقرر کی (حالانکہ عہد رسول سے نماز عید بلا اذان ہوتی تھی)

(۳) اول وہ شخص جسنے خانہ کعبہ کو برہنہ کیا یعنی اوسکی پوشش اتروانی معویہ ہے۔

(۴) مسجد مین مقصورہ سب سے پہلے معویہ نے بنوایا جسکی غرض یہ تھی کہ امام اوسمین پوشیدہ رہے۔

(۵) نماز جنازہ کی تکبیرین اصل مین پانچ تھین معویہ پہلا شخص ہے جسنے تکبیر کو کم کردیا۔

(۶) سب سے پہلے جسنے بیعت خلافت مین حلف دیا وہ معویہ ہے کہ یزید کی بیعت پر حلف لیا تھا۔

(۷) سب سے پہلے جس نے خواجہ سرا کو گھرون مین داخل کیا وہ معویہ ہے حالانکہ یہ بھی اوسی طرح نامحرم ہین جس طرح مرد نامحرم ہین۔

(۸) سب سے پہلے جسنے خطبہ کو عیدین کی نماز پر مقدم کیا معویہ ہے حالانکہ سنت رسول خطبہ بعد نماز عید ہے۔

(۹) زیاد کو جس نے فرزند ابوسفیان قرار دیا حالانکہ وہ ثابت تھا کہ حرامزادہ ہے اور حدیث رسول اللہ ہے الولد للفراش۔

جانب انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ چاہے وہ یزید کی اطاعت اختیار کر لین یا نہ کرین بنی امیہ اپنی دیرینہ عداوت اور انجام اندیشی کے خیال سے بنی ہاشم کے نابود کر دینے مین کسی قسم کی فرو گذاشت نہ کرینگے۔ اور اگر تھوڑے دنون بھی

(۱۰) عدد کو اس نے ساقط کیا۔

(۱۱) اوقات نماز کو اس نے بدل دیا۔

(۱۲) بسم اللہ کو آواز بلند سے کہنا نماز مین اس نے موقوف کیا۔

(۱۳) حالت احرام حج مین عطر لگانا اسکی بدعتون سے ہے۔ نصایح کافیہ صفحہ ۹

ایسی صدہا بلکہ ہزارہا باتین ہین جنکو معاویہ نے اپنے عہد خلافت مین جاری کیا اور بہت سی باتین اہلسنت مین رائج ہین۔ انہین باتون کی طرف جناب امام حسینؑ اپنے اوس خط مین اشارہ کرتے ہین جو باہل بصرہ لکھا تھا وکان الحسینؑ قد کتب الی اہل البصرۃ نسخۃ واحدۃ … یدعوھم الی کتاب

(۲۰۱) اللہ وسنۃ رسولہ وان السنۃ قد ماتت والبدعۃ احییت تاریخ کامل صفحہ جلد ۴

یعنی بزرگان بصرہ کے نام حضرت نے ایک خط لکھا جسمین دعوت کی تھی سب کی کتاب خدا و رسول کی طرف اور لکھا تھا کہ سنتین مر گئین اور بدعتین زندہ کی گئیں۔

(۲۰) تاریخ کامل مین ہے وکان الحسینؑ یقول واللہ لا یدعونی حتی یستخرجوا ھذہ العلقۃ من جوفی فاذا فعلوا سلط اللہ علیہم من یذلہم حتی یکونوا اذل من فرام فال والفرام خرقۃ تجعلہا المرأۃ فی قبلہا اذا حاضت صفحہ ۱۶ جلد ۴

وایم اللہ لو کنت فی جحر ھامۃ من ھذہ الھوام لاستخرجونی حتی یقضوا بی حاجتہم واللہ لیعتدن علی کما اعتدت الیہود فی السبت صفحہ

یعنی امام حسینؑ فرماتے تھے قسم خدا کی وہ ہمکو چھوڑینگے جب تک اس علقہ (یعنی قلب) کو ہمارے جسم سے نکالین جب ایسا کرینگے تو خدا اون پر ایسون کو مسلط کریگا جو اسقدر انکو ذلیل کریگا کہ یہ لوگ فرام سے بھی زیادہ ذلیل ہونگے۔ فرام اوس لتہ کو کہتے ہین جو عورتین حیض مین اندرون اندام رکھتی ہین ابن الزبیر سے حضرت امام حسینؑ نے کہا کہ اگر ہم کسی حشرات الارض کے سوراخ مین بھی چھپ جائینگے تو بھی ہمکو نکالکر اپنا مطلب پورا کرینگے اور جسطرح یہود نے سبت پر تعدی کی یہ لوگ ہمپر تعدی

یہ حالت باقی رہی تو دنیا میں بنی ہاشم کا نام و نشان تک باقی نہ رہیگا یہی وجہ تھی کہ
آپنے بنی امیہ کے برخلاف اسلام میں ایک ریولیوشن قائم کرنیکا مصمم قصد فرمالیا تھا
چنانچہ جسوقت سے (۲۵) یزید معاویہ کا جانشین ہوا۔ اُس وقت سے آپ نے

ریئے۔

اہل فہم غور کریں کہ اسوقت اہل اسلام کی کیا حالت ہے سب تیرہ ہو اونہیں اعمال کا کہ حق کو دبا چکا باطل کے درپے ہوئے۔ اب بھی اگر حق کو قبول کریں جس سے اتحاد حاصل ہو تو پھر وہی عزت مل سکتی ہے۔

(۲۱) معویہ نے یزید کو ۵۶ھ میں اپنا جانشین کیا جسکی ابتدائی حالت مذکور ہو چکی۔ حالانکہ جناب امام حسنؑ سے جب مصالحہ ہوا تھا تو اوسمیں یہ بھی طے پایا تھا کہ معویہ اپنے کسیکو نامزد بخلافت نہ کرے۔ معویہ نے اسکی خلاف ورزی کی اور اس شرط کو توڑ دیا جسپر ہر مسلمان کو لازم تھا کہ اس غداری کے بدلہ میں معویہ سے جہاد کرے۔ مگر کہاں تھے مسلمان؟

جناب امام حسینؑ گو اوس معاہدہ میں شریک نہ تھے مگر جیسا کہ مصنف نے کہا وہ امام حسنؑ کے تابع و مطیع تھے حضرت نے اوسوقت جائز نہ سمجھا کہ جہاد کریں۔ کیونکہ اصلی نیت ان حضرات کی ابتدا سے یہ تھی کہ مسلمانوں کی جمعیت میں اختلاف نہو۔ جناب مرتضیٰ اسی خیال سے جناب امیرؑ نین خلافت تک ساکت رہے اور جناب امام حسنؑ نے تو خلافت پھیر دیا۔ مگر نتیجہ ان سب کا جو ہونا تھا وہی نکلا۔ یہانتک کہ معویہ نے جو کارروائیاں محو اسلام میں کیں اونکو آپ دیکھ چکے کہ کوئی دقیقہ ان سے نہ اٹھا رکھا لہذا جناب امام حسینؑ نے پہلا کام جو اپنے مقصد کا کیا وہ یہ تھا کہ دو برس قبل موت معویہ ملعون یعنی ۵۸ھ میں جناب امام حسینؑ نے ایک مختصر سی کانفرنس قائم کی جیسا کہ دمعہ ساکبہ میں ہے جو کتب احادیث شیعہ سے ہے۔ (۳۱)

فلما مات الحسن بن علي ازداد البلاء والفتنة فلم يبق لله ولي الا خائف على نفسه او مقتول او طريد او شريد فلما كان قبل موت معوية بسنتين حج الحسين بن علي وعبد الله بن جعفر وعبد الله بن عباس معه وقد جمع الحسين بن علي بني هاشم

یعنی شہادت امام حسنؑ کے بعد بلا و فتنہ میں اسقدر ترقی ہوئی کہ جو شخص ولی خدا تھا وہ اس خوف میں بسر کرتا کہ قتل ہو یا گھر سے نکالا جائے۔ جبکہ موت معویہ کو دو برس باقی رہے تو امام حسینؑ بغرض حج تشریف لے گئے عبد اللہ بن جعفر عبد اللہ بن عباس بھی آپکے ساتھ تھے امام حسینؑ نے کل بنی ہاشم

قرآن کا استغاثہ مسلمانان اطراف و بیرون سے

(بعد ولا رسول — مضمون کو بغور پڑھیے اور اپنے اسلامی اخبار میں درج فرمائیے)

ہمارا یہ استغاثہ کل مدعیان اسلام کے علما کی خدمات عالیہ میں ہے خواہ وہ سنی ہوں یا حنفی۔ یا وہابی۔ یا مرزائی یا چکڑالوی یا دیوبندی یا اور فرقہ ہائے مدعی اسلام۔

یہ استغاثہ کل اڈیٹران اخبار کی خدمت میں ہے عموماً وکیل۔ البشیر۔ وطن۔ پیسہ اخبار۔ سراج الاخبار۔ کرزن گزٹ۔ اہلحدیث۔ الحق۔ بدر۔ الحکم قادیانی۔

استغاثہ یہ ہے کہ قرآن عظیم فرقان مجید پر تمامی اہل اسلام کا ایمان ہے کہ یہ منزل من اللہ و معجزہ و مصدقہ رسول اللہ ہے جسکے ہر ارشاد و ہدایت کو احادیث اجماع قیاس سب پر تقدم ہے اسکی حفاظت صیانت سب پر لازم ہے خواہ وہ کسی قسم کا مسلمان ہو۔

اسی لیے جناب امیر المومنین نے دفن رسول اللہ کے بعد پہلا کام یہی کیا کہ قرآن کو مطابق وصیت رسول مرتب کیا اگرچہ صحابہ نے اوس قرآن کو نہیں لیا۔

جب صحابہ نے خلافت جناب امیر کو چوتھے درجہ میں مانا تو اوس وقت بھی جناب امیر نے محض بغرض صیانت و حفاظت قرآن مجید اسی قرآن مجید کو رائج رہنے دیا جیسا کہ مستغاث علیہم بالعموم بھی کرتے ہیں جسکا جواب تفصیلی ضمیمہ الشمس جلد چہارم میں نہایت بسط سے مذکور ہے۔

فریقین شیعہ و سنی نے مناظرہ باہم میں اگرچہ اسکی بحث ضرور کی ہے مگر اسپر کسی نے زیادہ طول نہیں دیا اور اپنی طبع آزمائی کو محدود دائرہ میں رکھا ملاحظہ ہو تحفہ کا باب چہارم اور اوسکا جواب نزہہ اثنا عشریہ جلد چہارم میں۔

یہ سب اوس زمانہ کی بات ہے کہ جب تک یہ نیا فرقہ پیدا نہ ہوا تھا اور [illegible] بلکہ اسلامی سلطنت تھی اور اسلامی حکومت۔

سنہ ۱۳۰۰ھ میں مولوی احتشام الدین نے کہ [illegible] مناظرہ کو اختیار [illegible] نصیحۃ الشیعہ لکھا جسکا جواب روشنی اور منتہی الشیعہ میں دیا گیا مگر [illegible] بھی [illegible] کل رسالوں کی حالت میں [illegible] کتابی حیثیت سے شائع ہونے کے بجائے [illegible]

اسقدر تھی کہ موقت اشیوع تھے ورنہ ہر طرح کتابی صورت تھی کہ غیروں کو زیادہ موقع اسکے دیکھنے کا نہیں ملتا تھا۔ کیونکہ ضربۃ الشیعہ اور الدر و شنی دونو کتابی صورت مین تھے جس سے پھر بھی یہ اسرار مخالفین اسلام سے بابت کچھ مستور تھا۔

۱۳۲۱ھ سے بلا وجہ و بلا سبب مولوی عبد الشکور صاحب نے اخبار النجم نکالا جو با کل اخبار تھا مثل پیسہ اخبار وطن وغیرہ کے جسکو سنی شیعہ۔ آریہ۔ عیسائی سب ہی دیکھتے اور سب ہی سے تبادلہ بھی تھا اسمین چار صفحہ خاص اسی بحث تحریف قرآن مین ہوتا تھا جسکی غرض اصلی تو یہ تھی کہ شیعوں کو بدنام کرین کہ یہ تحریف قرآن کے قائل ہین۔ مگر افسوس اونہوں نے یہ عقلمندی بھی کی کہ اپنی روایتین بھی کچھ لکھدین کہ بزور تاویل اوسکو نکال نہ جاویں مگر تاویل ایسی چیز ہے کہ ہر شخص پر اصلی راز کھل ہی جاتا ہے چار، حافظ جہ تک کام دیتا ہے مولوی انشاء اللہ خانصاحب اور مسٹر عبد الحلیم صاحب شرر نے بجو د بھی آواز سے فہمایش بھی کی تھی جسپر اڈیٹر صاحب النجم خوب بہسے بھی مگر کسی اور اخبار نویس کو اسکا احساس بھی نہ ہوا کہ یہ کیسی آگ مشتعل ہو رہی ہے جس سے رہا سہا اسلام برباد ہو جاے۔

چونکہ شیعو نپر اعتقاد تحریف قرآن کا الزام تھا لہذا شخصی طور پر مدافعت اسکی شیعو نپر واجب تھی لہذا اسکے مقابلہ مین ۱۵ محرم ۱۳۲۲ھ سے الشمس طلوع ہونے لگا جسمین سال بھر بلکہ ڈیڑھ سال تک صرف اسمین ہمیشہ انکی فہمایش کی گئی کہ اب بحث تحریف قرآن کو چھوڑکر دوسری بحث شروع کیجئے مگر نہ ماننا تھا نہ مانا۔ بلکہ آپنے ایک ایک مضمون کو تین تین چار چار مرتبہ لکھا حالانکہ وہ سب سرقہ تھا ضربۃ الشیعہ کا جسپر خود فخریہ طور پر لکھتے ہین۔

" یہ مضامین النجم کے عام و خاص سب کی نظر سے گذر چکے ہین ہندوستان کا گوشہ گوشہ ان مضامین سے گونج رہا ہے"

اس اشاعت کا پہلا نتیجہ تو یہ ہوا کہ مسٹر اکبر مسیح عیسائی مختار باندہ نے ایک رسالہ تالیف کیا جسکا نام تالیف القرآن رکھا جسمین یہ دکھلایا ہے کہ قرآن منزل من اللہ نہین ہے بلکہ رسول اللہ نے اپنے زمانہ کے عابدون زاہدون یہود و نصاری سے عمدہ عمدہ باتین سنکر درج قرآن کیا۔ یہ رسالہ اڈیٹر صاحب النجم کے پاس بھی پہونچا جسکے نسبت خود آپنے اخبار مورخہ ۲ جمادی الاولی مین لکھتے ہین "بجواب مولوی عبد الرحیم صاحب مختار باندہ نے نہایت تحقیق کے ساتھ ایک رسالہ

عیسائیون کے بھی پیچھے پڑے ہوئے ہیں سے ایک بحث تحریف سے متعلق ہے ۔ تالیف القرآن کا بھی
مفصل جواب اس رسالہ کا انشاء اللہ کسی اور وقت مین لکھا جائیگا ۔
جس سے معلوم ہوا کہ اوسوقت تو نہین لکھا گیا اور آج ۲۲ برس ہوئے کہ ابھی تک اوسکا جواب
نہین ہوا ۔
دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ اسوقت تک ۲۲ نمبر تنقید القرآن کے اخبار مسافر آگرہ مین نکل چکے ہیں مگر کوئی
جواب اونکا اہلسنت کی طرف سے نہ ہوسکا
شیر پنجاب مولوی ثناء اللہ صاحب نے مسلمان مین ۲ دسمبر سے اسکا قصد بھی کیا تو دو نمبر خالی ہو کر تیسرے
نمبر مورخہ ۳۰ دسمبر مین لکھتے ہین یہ جواب ایک حدیث کے جسے مسافر نے ازالۃ الخفاء سے نقل کیا تھا کہ عمر
صاحب نے کہا انما لا تقعد عن آیۃ الرجم فانہا نزلت فی کتاب اللہ وقرءناہا ولکنہا ذہبت
فی قرآن کثیر ذہب مع محمد ۔ تمکو آیہ رجم سے دھوکا نہ لگے کہ وہ کتاب اللہ مین نازل ہوئی
اور ہمنے اوسکی تلاوت کی اور تحقیق وہ جاتی رہی ساتھ قرآن کثیر کے جو گیا ساتھ محمد کے ۔ یہ عبارت
مسافر ہے ۔ اسکے جواب مین مولوی صاحب فرماتے ہیں مسافر کو پہلے تو عادت بھی نہ تھی کہ کسی کتاب کا حوالہ
دیتے مگر جب ادہر سے اسپر سخت مواخذات کئے گئے اب اسکو ذرا ہوش آیا تو اوس نے ازالۃ الخفا کا نام
لیا مگر صفحات کا پھر بھی نام و نشان ندارد تاہم ہمنے اوسکے تمام مواقع تلاش کئے ہمین یہ عبارت منقولہ مسافر
اوسمین نہ ملی ۔ آخر مجبور ہو کر ہمنے جوابی کارڈ دفتر مسافر مین لکھا تو بجائے جواب دینے کے کارڈ بھی ہضم
کر گئے جسکا حساب اونکو اپنی جون مین دینا ہوگا ۔ دو دفعہ مسلمان مین بھی تقاضا کیا تو صدا برنخواست
بس اصل جواب تو اسی مین آگیا کہ یہ حوالہ ہی صحیح نہین جب تک حوالہ نہ دکھاؤ جواب کے مستحق
نہین ہوتے صفحہ ۸ سے
اصلاح کو تو نہ مسافر سے مطلب ہے نہ دہلی کسی تحریر سے یہ کہ ہم معنی انما المشرکون نجس
مشرکین کو نجس العین جانتے ہین مگر غرض یہ ہے کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کیسا جواب ہے کہ یہ حوالہ ہی
صحیح نہین جبتک حوالہ نہ دکھاؤ جواب کے مستحق نہ ہونگے ۔ حالانکہ خود ہی دو سطر کے بعد خود ایک
روایت ازالۃ الخفاء سے لکھتے ہین مگر صفحہ ندارد وہ حدیث ما کان من شئ والیس فی کتاب اللہ
فہو باطل لکھتے ہین حوالہ کتاب موجود صفحہ سب ہی ندارد ۔

سے اس کی تصدیق کریں جیسا کہ آگے ذکر کیا جائیگا

اسکا جواب یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے آپ عربیت ایسے ہی رکھتے ہیں کہ شاید ایک حرف بھی نہیں جانتے کیونکہ
ملل ونحل میں تو یہی ہے کہ وہی خمسہ فرق کیسانیہ وزیدیۃ وامامیۃ وغلاۃ واسمعیلیۃ
مفصلہ برحاشیہ بتفصیل ہوئی

یعنی شیعوں کے پانچ فرق ہیں کیسانیہ۔ زیدیہ۔ امامیہ۔ غلاۃ۔ اسمعیلیہ تو خمسہ کے معنی ۲۰ فرقے شاید مرزائیو
کی لغت میں آیا ہو ورنہ مسلمان اور تمامی اہل علم تو خمسہ کے معنی پانچ جانتے ہیں۔

تین حاجہ سیدنا پیر جی کی نامہ نگار نے پر مذکور ہے۔ پیدا ہوں کہ وہ غنیۃ الطالبین میں
وہ یہ ہیں فصل اصل ثلث وسبعین فرقۃ عشرۃ هی اهل السنۃ والخوارج والشیعۃ
والمعتزلۃ والمرجیۃ والمشبہۃ والجہمیۃ والضراریۃ والنجاریۃ والکلابیۃ
یعنی ۷۳ فرقوں کی اصل دس فرقے ہیں۔ اہلسنت۔ خوارج۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ مشبہہ۔ جہمیہ۔
ضراریہ۔ نجاریہ۔ کلابیہ۔

پس جب اصل ۷۳ فرقوں کی خود دس ہیں تو آپ ہی غور کیجئے عبارت بتوضیح غنیۃ الطالبین
وملل ونحل آپکو مصداق یہ معلوم ہوئے کہ نہیں کہ شیعوں کی ستر فرقے ہونیکا دعویٰ کیا۔
(۳) ہمارے ملک میں جو لوگ شیعہ کہلاتے ہیں وہ دعوی ہے کہ ہم اثنا عشری ہیں لیکن ان کے علم
عمل وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسرے فرقوں کے بھی بہت سے مذہب اپنے اندر رکھتے ہیں جیسا کہ
وہ اپنے کو امامیہ بھی کہتے ہیں کبھی فرقہ جعفری بھی کہلاتے ہیں کبھی شب معراج کی حقیقت معلوم کر کے
ع پردے کے اندر تھے علی پردے کے باہر تھے نبی سے خالی بھی بن جاتے ہیں کبھی نصاریٰ کی طرح
جام محبت علی سے سرشار ہو کر نصیری بن جاتے ہیں اور خدا کا بھی ہمنام "دلی" بول اُٹھتے ہیں"

الجواب یہ تو بالکل وہی بات ہوئی جو مسٹر اکبر مسیح اور پنڈت بھوجدت صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت نے قرآن
کو یہود ونصاریٰ و دیگر عابدوں اور زاہدوں سے سن سن کر جمع کیا ہے کیونکہ بہت سے عقاید و
خیالات و حالات قرآن میں ایسے ہیں جو یہود ونصاریٰ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔ تو نامہ
نگار صاحب مجھکو معاف رکھیں بیشک شیعوں میں بہت سے عقائد ایسے ہیں جو صرف مسلمانوں
مشترک ہیں بلکہ یہود ونصاریٰ میں بھی پائے جاتے ہیں جیسے نسبت خود علمائے اہلسنت کا

بیان ہے کہ حضرت سنۃ القبح کو قریش سے بیا بیت المقدس کا استقبال اور صوم یوم عاشورا
یہودیوں سے خوب دین اسلام کی باتیں مشترک ہیں دیگر اقوام میں بھی تو ہم اس سے کب انکار
[illegible] سکتے ہیں

امامیہ جعفریہ کے القاب کو اسی طرح سمجھو جیسے سنی۔ اہلسنت بھی کہلاتے ہیں۔ اشعری بھی حنفی
شب معراج کے متعلق آپ پردے کے اندر تھے یا پردے کے باہر تھے یہی مسئلہ تو خود قرآن سے
ثابت ہوا ہے بنفسات کرندات حضرت علی کو نفس نبی کہا جاتا ہے [illegible] جو کہ نفس اندر ہوتا ہے اور جسم
باہر [illegible] تفسیر میں ہے قال قال رسول اللہ صلعم لما اسری بی الی السماء وادا علی العرش مکتوب
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی [illegible]

اب یہ بھی وفات شاعر کا [illegible] درست ہوا یا نہیں کیونکہ عرش اعظم پہ لکھا تھا لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ ایدتہ بعلی۔ رسول [illegible] کی تائید حضرت علی سے کی حجاب قدرت کے اندر [illegible]

اس مسئلہ کو یہ بھی [illegible] معراج بارے میں اہلسنت کے یہاں [illegible] اختلاف ہے
تو حالت نوم میں [illegible] کہ حضرت نے خواب دیکھا تھا چنانچہ معاویہ بھی [illegible] اور عائشہ بھی
اسی کے قائل ہیں صفحہ ۱۲۵

کوئی کہتا ہے معراج روحانی ہوئی تھی کوئی کہتا ہے صرف بیت المقدس تک معراج ہوئی تھی تو
جس شخص کے مذہبی بیانات ایسے ہوں وہ شیعوں پر کیا اعتراض کر سکتے ہیں حالانکہ یہ مصرعہ ایک
شاعر کا ہے نہ کسی محقق کا کلام ہو یا کوئی حدیث جس پہ گفتگو ہو سکے

اس شخص کو مناسب ہے مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ [illegible] دیکھے چون حضرت باسمان ششم رسید
و موسیٰ را دید [illegible] و از آنجا برفت موسیٰ بگریست و گفت غلامے را بعد از من فرستادند کہ [illegible]
[illegible] وے بہشت را بیشتر از آنچہ [illegible] در آیند [illegible] امت من و گفتہ اند این بکاء موسیٰ علیہ
السلام معاذ اللہ بہر وجہ حسد بود

پس جس مذہب کا یہ خیال ہو کہ وہ حضرت موسیٰ کو معاذ اللہ حاسد مانتا ہو اس سے کیا تخاطب
کیا جائے کیونکہ اس حدیث معراج میں قول عائشہ مشہور ہے ما فقدت جسد رسول اللہ
ہمارے پاس سے حضرت کا جسم مبارک جدا نہیں ہوا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت نے خواب

دیکھا تھا نہ کہ خفیفہ معراج ہوئی ہو جیسا کیا خوب لکھا ہے شیخ عبدالحق دہلوی نے درجنین حدیث عائشہ کما فقد جسم محمد کہ متمسک آن طائفہ است کہ میگویند اسرا در نوم بود از روے معائنہ و مشاہدہ است زیراکہ عائشہ درآن زمان تنزد آنحضرت نبود و در سن ضبط و حفظ ہم نبود بلکہ شاید کہ متولد نشدہ باشد ص۱۸۱ جلد اول

پس جب عائشہ ایسی جھوٹی حدیث بیان کریں کہ اپنی ولادت کے قبل کے حالات کو اس طرح چشم دید بتائیں۔ تو ایک شاعر نے اگر یہ لکھ دیا ع پردے کے اندر تھے علی پردے کے باہر تھے نبی " تو آپ کیوں چڑتے ہیں۔

مدارج النبوۃ ملاحظہ ہو در بعض روایات آمدہ کہ استادہ کردہ شد بر درختے از درختان بہشت کہ نبود در بہشت درختے احسن و اطیب ازان پس برخورد از ثمرہ وے وگشت نطفہ در صلب وے کہ چون فرود آمد بر زمین موافقت کرد خدیجہ را پس باردار شد بفاطمہ ص۱۹۲۔

ان دونوں روایتوں سے آپکو معلوم ہوگا کہ خاندان رسالت کو کس درجہ کا تعلق معراج سے کہ رسول اللہ تو خود معراج کیلئے تشریف لیگئے۔ وہاں جا کر دیکھا نہ اعلم پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدہ بعلی دیکھا۔ پھر حضرت نے میوہ جنت تناول فرمایا جس سے جناب سیدہ کی ولادت ہوئی۔

اوسی کے ساتھ آپکو عائشہ کا کذب و دروغ بھی معلوم ہوگا کہ اسوقت پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں مگر فرماتی ہیں کہ حضرت کا جسم ہمارے پہلو سے نہیں غائب ہوا تعجب کہا ہے سب جھوٹ ہیں مگر ان کو بخار بھی نہ آیا۔

اسی واقعہ سے آپکو اسلی بھی اصلیت معلوم ہوگی جو مشہور کیا جاتا ہے کہ حضرت سے اس کلام کی تصدیق ابوبکر نے کی جس سے وہ صدیق کہلائے حالانکہ اوسوقت عائشہ بھی نہ پیدا ہوئی تھیں جو یہ درباری بنے اسی وجہ سے شاید اہلسنت اسکے قائل ہوئے کہ حضرت کو معراج مدینہ میں آ کر ہوئی کہ حدیث عائشہ صحیح ہو ملاحظہ ہو تاریخ خمیس ص۳۰۲۔

شاعر نے جو کہا ہے کہ پردے کے اندر تھے علی باہر نبی اگرچہ شاعرانہ کلام ہے مگر اصلی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ اہلسنت نے اوسکے مقابلہ میں اپنی طباعی کے جو ہر خوب دکھائے ہیں کیونکہ معوذ نے

کوئی نصرانی شخص محمد مصطفے کی نبوت کا قائل ہو اگر کسی قسم کی ترقی کرے تو ہرگز کوئی عاقل یہ نہین کہہ سکتا کہ ایک نصرانی نے ترقی کی بلکہ وہ اسکا مستحق ہوگا کہ ایک مسلمان نے ترقی کی یا مثلاً اگر کوئی مسلمان خدا کو بھولکر مادہ کا بندہ بنے اور اسکا قائل ہو کہ تمام چیزون کا خالق مادہ یا طبیعت ہی ہے تو اگرچہ وہ ظاہری طور پر تمام آثار مسلمانون کے رکھتا ہو مگر اوسے یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ ایک مسلمان نے ترقی کی بلکہ یہ کہا جائیگا کہ ایک نیچری نے ترقی کی۔

اس تمہید سے ناظرین خود نتیجہ پر پہنچ گئے ہونگے کہ اسلامی یونیورسٹی قایم ہونی ہے تو ابتدا ہی سے اسکا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ اسلام کے ارکان ہلنے نہ پائین اور اوسکی بنیاد مین کسی قسم کا تزلزل نہ آنے پاے۔

رائٹ آنریبل کی یہ تجویز کہ اسکی تین شاخین ہونی چاہیئے ایسی اعلی تجویز ہے کہ اس سے بہتر دوسری تجویز ہو ہی نہین سکتی اور مین اس سے حرف بحرف اتفاق کرتا ہون۔

علوم قدیمہ کے دوسرے حصے مین تمام اون علوم کی تعلیم جن پر اسلامی قوانین و شریعت مبنی ہین یہ بھی ایک نہایت قابل قدر رائے ہے اور پھر اوسکے ساتھ تحصیل زبان انگریزی ایک مناسب حد تک ہونے مین سہاگہ ہے کیونکہ میرے خیال مین انگریزی زبان کے حاصل کرنے کی ضرورت عوام یا دنیادارون کے بہ نسبت علما پارٹی کو کہین زیادہ ہے مین صاف لفظون مین کہتا ہون کہ ایک عالم دین اسلام کو اردو فارسی زبان مین جتنا فائدہ پہونچا سکتا ہے اوس سے کہین زیادہ انگریزی زبان جانکر ترقی دیسکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ عالم ہو اور اسلام کے تمام ارکان و اصول کو اچھی طرح سمجھتا ہو ورنہ ترقی معکوس ہوگی اتنا عرض کرنیکے بعد مین یہ کہنے کی جرات کرتا ہون کہ رائٹ آنریبل یا دیگر حضرات ممبران اس شاخ مین عربی کو اعلی زینہ تک پہونچائین اور اوسکے کسی پہلو کو نظر انداز نہ کرین اگرچہ رائٹ آنریبل کے الفاظ بہت جامع اور تشفی بخش ہین مگر مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کہ عملی جامہ پہنانے کے وقت ان الفاظ کا مصداق صرف زبان دانی یا چند معمولی کتابین نہ رہجائین اور اوسکا حاصل کرنیوالا اپنے کو ایک ہمہ دان عالم سمجھنے لگے اور حقیقت مین کچھ نہو بلکہ اگر وہ اس شاخ کو طے کرے تو واقعی دین اسلام کا ایک عالم ہو

اسکے بعد مین اتنا اور کہنے کی جرات کرتا ہون کہ علوم قدیمہ کے ساتھ ساتھ فلسفہ جدید اور ہم

اوسکے قواعد کا لحاظ کرکے علم کلام کی جدید تصنیف شدہ کتابین بھی ضرور داخل کی جاوین ورنہ محض علوم قدیمہ کی تعلیم اسوقت اسلام کیلئے چندان مفید نہوگی ان دونون فنون کی تعلیم علوم قدیمہ کیساتھ اسلام کے واسطے جسقدر ضروری ہے بیان کی ضرورت نہین اور مین امید کرتا ہون کہ رائٹ انریبل اسکو بلحاظ کرینگے۔

علوم جدیدہ کے ضمن مین جتنی چیزین رکھی گئی ہین بہت مناسب ہین لیکن مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ رائٹ انریبل نے باوجودیکہ ترکی و فرانسیسی و جرمن و اطالی و روسی زبان کو اسمین شامل کیا ہے فارسی زبان کو کیون بالکل نظر انداز کردیا حالانکہ اوسکو اسلام سے ایک خاص تعلق ہے کیا فارسی زبان جرمنی و اطالی و فرانسیسی سے بھی گئی گذری ہوگئی۔

مین دعوی سے کہہ سکتا ہون کہ جسطرح رائٹ انریبل نے عربی زبان کی تعلیم کو بلحاظ قدیم و جدید دونون کے اس شاخ مین ضروری طور پر شامل کیا ہے فارسی زبان کو بھی دونون حق قریب قریب عربی کے حاصل ہے کیونکہ اوسکی قدامت سے قطع نظر کرکے جو ایک مانی ہوئی بات ہے عربی کے بعد جتنی اسلامی امور فارسی زبان مین ہین ہرگز کسی دوسری زبان مین نہین اور اسی سبب سے وہ اسلامی زبان کہلا سکتی ہے اسکے علاوہ فارسی زبان مین بعض وہ باتین بھی پائی جاتی ہین جو عربی یا کسی دوسری زبان مین ابتک نہین پائی گئین پھر کوئی وجہ نہین کہ فارسی زبان سے بالکلیہ چشم پوشی کیجائے اور اگر ان تمام باتون سے منہ پھیر لیا جاے تو کم از کم اتنا خیال کرنیکی بات ہے کہ جسطرح جرمنی اطالی فرانسیسی دنیاکے ایک ایک ٹکڑے کی زبان ہے اوسی طرح فارسی بھی زمین کے ایک بڑے حصہ کی زبان ہے بہرحال مین رائٹ انریبل سے سفارش کرتا ہون کہ اس شاخ مین فارسی زبان کو بھی ضرور شامل کرلین۔۔

آخر مین مین یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ اس شاخ مین دینیات کی تعلیم بھی ایک ضروری چیز قرار دی جائے کیونکہ اسکے بغیر طلبہ کے اخلاق درست ہونگے۔ اور نہ اونکا اسلام ہی صحیح طور پر قائم رہ سکتا ہے اور جبکہ یہ تو یون ہے کہ سلطنت کے ساتھ وفاداری اور رعشیانہ حرکت کا ترک بغیر دینیات کی تعلیم کے ناممکن نہین تو دشوار ضرور ہے۔

تیسری شاخ طبعیات و صنعت کی ہے اسکا مفید ہونا تو بالکل ظاہر من الشمس ہے خصوصاً اس

آنریبل کی یہ راے کہ شاخ ادبی کی تعلیم اردو مین ہوگی۔ گویا سونیکی زردگستی مین بہلی دیتا ہے
مگر اوسکے پہلو سے ایکبارگی طلبا اوٹھینگے کیونکہ اس مین بہت فائدہ سے قطع نظر کرکے ایسا ہی مفلس و
محتاج قوم چند ہی روزون مین انشاء اللہ بہو جائیگی ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اردو
زبان مین علم ادب سے ایک تازہ جان آجائیگی اور پھر یہ کسی کے مٹائے نہ مٹے گی۔

آخر مین رائٹ آنریبل کا یہ فرمانا کہ نماز جماعت مثل امور نظم کالج کے واجبی و لازمی ہوگی نہایت باوقعت
امر ہے کیونکہ اس سے اسلامی یونیورسٹی کی شان دوبالا نظر آئیگی اور ہر شخص نہایت خندہ پیشانی سے
یہ کہتا ہوا دکھائی دیگا کہ یہ اسلامی یونیورسٹی ہے مگر اوسکے بعد ہی رائٹ آنریبل کی یہ تجویز کہ زمانہ رمضان
مین روزہ پر اصرار ضروری نہین ہے نہایت افسوسناک جملہ ہے کیا رائٹ آنریبل کو یہ معلوم نہین
اسلام کے پانچ ارکان مین جسطرح نماز داخل ہے اوسی طرح روزہ بھی ایک رکن اعظم ہے جیسا نماز کیواسطے
یہ تاکید اور روزہ کی طرف سے یہ بے پروائی کسقدر اسلام کی شان سے بعید ہے یہی وہ باتین ہین
جن سے علیگڈھ پارٹی ہمیشہ بدنام رہی اور مذہبی پیشواؤن نے اوسے اچھی نظر سے کبھی نہین دیکھا
مین دعوی سے کہہ سکتا ہون کہ اگر اس یونیورسٹی نے خدانخواستہ اسکا التزام کر لیا تو یہ یونیورسٹی
اسلامی یونیورسٹی کہلانے کی مستحق نہین ہوگی بلکہ اوسکا لقب مخرب اسلام رکھنا بہت زیبا ہوگا۔ رائٹ
آنریبل کو کم از کم اتنا خیال کر لینا تھا کہ ہز ہائینس سر آغا خان یا اقبال کی توجہ پر جو اہل اسلام اسقدر جلد
اتنے روپے دے رہے ہین یہ فقط ہز ہائینس کی کوشش کا نتیجہ نہین بلکہ یہ اوس غیرت اسلامی کا نتیجہ
ہے جسنے ایک نئی روح رکھنے والا جوش اہل اسلام مین پہیلا دیا ہے اور اس سرگرمی سے لوگ اسمین شرکت
کر رہے ہین پھر کسقدر حسرتناک بات ہوگی کہ جس اسلام کی بدولت اس یونیورسٹی کا قیام ہو جس اسلام
کے سایہ مین یہ یونیورسٹی پروان چڑھے جسکے ہاتھون اوسکی بنیاد قائم کیجاتی ہے اوسکے ایک اہم رکن سے
بے پروائی کرکے اوسکے خون سے یونیورسٹی کا گارا بنایا جاتا ہو۔ افسوس صد افسوس مین نہایت لجاجت
سے رائٹ آنریبل سے التجا کرسکتا ہون کہ وہ اپنے اس آخری جملہ کو واپس لینگے اور اسکے عوض یہ تجویز
کرینگے کہ زمانہ رمضان مین روزہ نہایت ضروری سمجھا جائیگا … یہ بات مشتہر ہوگی
تو ایسا نہو کہ جن اہل اسلام نے روپے دینے کا وعدہ کیا ہے وہ اسلام کے …
غیرت مین آجائینگے اور روپے دینے سے دست کش ہو جائینگے

ہے کہ اہل جاہلیت بروز عاشورا روزہ رکھتے تھے تو ابن حجر لکھتے ہیں وھذا الاخیر لا دلالہ فیہ علی ردہ ما قال ابن درید۔ یعنی اس حدیث کے ذریعہ سے قول ابن درید نہیں باطل ہو سکتا۔ جس سے اچھی طرح معلوم ہوا کہ اصل روایت موضوع ہے۔

تیسری روایت بخاری کی یہ ہے عن حمید بن عبد الرحمن انہ سمع معویہ بن ابی سفیان یوم عاشورا عام حج علی المنبر یقول یا اھل المدینۃ این علماء کم سمعت رسول اللہ صلعم یقول ھذا یوم عاشورا و لم یکتب اللہ علیکم صیامہ وانا صائم فمن شاء فلیصم ومن شاء فلیفطر۔

یعنی جس سال معویہ نے حج کیا تو منبر رسول پر جا کر روز عاشورا کہا کہ اے اہل مدینہ کہاں ہیں تمہارے علما کہ رسول اللہ سے ہم نے سنا ہے یہ روز عاشورا ہے خدا نے اس کا روزہ تم پر واجب نہیں کیا اور ہم روزہ سے ہیں جسکا جی چاہے روزہ رکھے جسکا جی چاہے افطار کرے

اس حدیث نے پہلی سب حدیثوں کو خاک میں ملا دیا کیونکہ راوی اسکے معویہ خلیفہ اہلسنت ہیں جو منبر رسول پر جا کر اس اعلان سے یہ حدیث بیان کر رہے ہیں کہ حضرت نے فرمایا روزہ عاشورا واجب نہیں ہے جسکا جی چاہے روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

ابن حجر لکھتے ہیں ھو کلہ من کلام النبیؐ کما بینہ النسائی فی روایتہ وقد استدل بہ علی انہ لم یکن فرضا قط

یعنی پوری حدیث کلام رسول اللہ ہے جیسا کہ نسائی نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے اور استدلال کیا ہے اس سے کہ کبھی بھی یہ روزہ فرض نہ تھا۔

تو اب کل حدیثیں اس سے ماقبل کی وضعی ٹھہریں کیونکہ ان سب سے فرضیت صوم عاشورا ظاہر ہے اور یہاں حضرت نص صریح فرماتے ہیں کہ یہ واجب نہیں ہے۔

ابن حجر نے یہاں بہت کچھ ہاتھ پیر مارا ہے اور چاہا ہے کہ اس حدیث کو رد کریں کہ ان یصلح العطاء ما افسدہ الدھر پہلا جواب یہ دیا ہے ولا دلالۃ فیہ لاحتمال ان یرید و لم یکتب اللہ علیکم صیامہ علی الدوام کصیام رمضان وغایتہ انہ عام مخص بالادلۃ الدالۃ علی تقدم وجوبہ

یعنی اسمین یہ احتمال ہو کہ حضرت کا مطلب یہ ہو کہ خدا نے اس روزہ کو بطور دوام نہین واجب کیا جیسا کہ رمضان کا۔ روزہ واجب ہے۔ غایۃ الامر۔ یہ کہ حدیث عام ہے جو خاص کر دی گئی ہے اون دلیلون سے جو دلالت کرتی ہین تقدم وجوب پر۔

مگر کوئی اس عقلمند سے پوچھتا کہ رسول اللہ صلعم تو اس صراحت سے فرما رہے ہین کہ اسکا روزہ واجب ہی نہین کیا! تو آپ یہ معنی کہان سے نکال رہے ہین کہ مثل روزہ رمضان نہین واجب ہے۔ کیونکہ کلام رسول اللہ صلعم تو صاف ہے واجب ہی نہین کیا گیا۔ پھر استمرار وعدم استمرار کو اسمین کیا دخل

یہان تو بجز اسکے کوئی چارہ نہین کہ اس حدیث کو صحیح مانئے تو پہلی روایتون کو باطل جانئے جسمین حکم وجوب ہو۔ پھر عام وخاص کی یہان کہان گنجایش ہے یہان تو تناقض ہے۔ اور اگر اسکو باطل جانتے ہین تو صحت صحیح بخاری سے دست بردار ہو جائیے۔ اور اسپر بھی آپکو کوئی نفع نہین کیونکہ پہلے آپ تحقیق کر چکے ہین ایک ہی سال مین دونو واجب ہوا سنہ کے محرم مین صوم عاشورا اور رمضان مین روزہ رمضان جو اوسکا ناسخ ٹھہرا پس اگر عام وخاص لمتے ہین تو دونوکے وجوب قائل ہونا پڑیگا وہو محال۔

اسیوجہ سے تو امام نسائی نے نہایت وضاحت سے کہدیا انہ لو یکن فرضا قط کہ کبھی بھی یہ واجب ہی نہین ہوا

دوسری تاویل یہ کی او المراد انہ لو یدخل فی قولہ تعالی کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم ثم فسرہ بانہ شہر رمضان ولا یناقض ہذا الامر السابق بصیامہ الذی صار منسوخا ویوید ذلک ان معویہ انما صحب النبی من سنۃ الفتح والذین شہدوا امرہ بصیام عاشورا والنداء بذلک شہدوہ فی السنۃ الاولی اوائل العام الثانی۔

یعنی یہ مراد ہے کہ روزہ عاشورہ حکم کتب علیکم الصیام مین نہین داخل ہو جسکی تفسیر کی کہ وہ روزہ ماہ رمضان ہے اور یہ مناقض امر سابق نہین ہے جسمین حکم روزہ دیا اور وہ منسوخ ہوگیا۔ جسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہو کہ معاویہ تو سنہ سے صحبت نبی مین داخل ہوا

والذی یظھر ان المراد بھا فی ھذا الحدیث الحجة الاخیرة -

کہ دوسرا حج معویہ کا سنہ ۵۴ھ مین ہوا اور بظاہر اسی حج مین معویہ نے اس حدیث کو بیان کیا -

مگر اہل علم جانتے ہین کہ معویہ اس سفر مین پہلے مدینہ آیا اور وہان سے مکہ گیا جہان اوس نے جناب امام حسین اور عبداللہ بن الزبیر اور عبدالرحمن بن ابی بکر کے سر و نیز ایک ایک سپاہی کو معین کیا کہ اگر بوقت خطبہ یہ لوگ کسی طرح کلام کرین تو بے تامل قتل کر دینا وسے بعد معویہ نے ان سب کے سامنے کہا کہ یہ لوگ بیعت یزید کر چکے وسار معویہ الی الشام من لیلتہ ملاحظہ ہو تاریخ طبری یعنی اوسی رات کو معویہ مکہ سے شام کی طرف روانہ ہوا - پھر وہ مدینہ کہان آیا جو منبر پر جاتا اور اس حدیث کو بیان کرتا کیونکہ صحیح بخاری مین ہے کہ معویہ نے بروز عاشورا منبر پر اس حدیث کو بیان کیا تو یہ اوسی وقت ممکن ہو کہ بعد حج معویہ مدینہ پھر آیا ہو جو کسی طرح ثابت نہین ہوتا تاریخ مین سے معلوم ہوا کہ وہ سیدھا مکہ سے شام کو چلا گیا -

اسیوجہ سے ابن حجر کو یہ تاویل کرنی پڑی وکانہ تاخر بمکة او المدینة فی حجتہ الی یوم عاشورا یعنی گویا کہ معویہ نے مکہ مین یا مدینہ مین اسقدر توقف کیا کہ روز عاشورا ملا اسکی غلطی اس سے ظاہر ہے کہ وہ تاویل مین توقف مکہ یا مدینہ کو بیان کرتے ہین حالانکہ قول معویہ مین یا اہل المدینة موجود ہے تو اگر مکہ مین اوتنے دن قیام بھی کیا تو کیا فائدہ واقعہ تو مدینہ کا ہے اسکو ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ مدینہ مین آیا اور روز عاشورا تک ٹھہرا رہا -

ابن حجر صاحب معویہ کے اس قول سے این علماؤکم کہ اہل مدینہ کے علما کہان ہین - یہ نتیجہ نکالتے ہین فی سیاق ھذہ القصة اشعار بان معویة لم یرلھم اھتماما بصیام عاشورا فلذلک سال عن علمائھم او بلغہ عمن یکرہ صیامہ او یوجبہ یعنی اس روایت مین اسکا اشعار ہے کہ معویہ نے ان لوگونکو روزہ عاشورا مین کسی قسم کا اہتمام نہین کیا اسوجہ سے معویہ نے علماء المدینہ سے سوال کیا یا اوسکو یہ خبر ہوئی تھی کہ لوگ اسکو مکروہ جانتے ہین لہذا جب اس تاویل سے بھی معلوم ہوا کہ اصل روزہ عاشورا بالکل بے وجود ہے کیونکہ اگرچہ بھی اسکی اصلیت ہوتی تو کب ممکن تہا کہ اہل مدینہ اوسمین اہتمام نہ کرتے جو اسکی نوبت آتی کہ معویہ اونکو ٹوکتا جسپر تمامی اہلسنت کا اجماع ہے کہ معویہ بہ نسبت دیگر صحابہ کے مسائل شرعی سے نابلد

تھا۔ چنانچہ خود ابن حجر نے بھی لکھا کہ وہ سنہ میں صحبت رسول مین داخل ہوا
دوسری دلیل اس خرافت کی یہ ہو کہ اگر یہ وجہ بیان حدیث قرار دیجائے تو حدیث سے اوربھی
اوسی کی تائید ہوئی کہ یہ کوئی شی قابل اہتمام نہین ہو کیونکہ اوسنے بھی حدیث رسول بیان کیا
ہے کہ یہ روزہ مثبر واجب نہ تھا۔ تو پھر کس عقل سے وہ عدم اہتمام اہل مدینہ پر اعتراض کرسکتا تھا
اور روسکے ثبوت مین اس حدیث کو پیش کرتا جس سے اور بھی بے اصلیت اس روزہ
کی ثابت ہو۔

تیسری روایت یہ ہو عن ابن عباس قال قدم النبیؐ المدینۃ فرای الیہود
تصوم یوم عاشورا فقال ماھذا قالوا ھذا یوم صالح ھذا یوم نجی اللہ بنی اسرائیل
من عدوھم فصامہ موسی قال فلنا احق بموسی منکم فصامہ وامر بصیامہ
یعنی ابن عباس سے روایت ہو کہ جب حضرت مدینہ مین تشریف لائے تو یہود کو روزہ رکھتے
دیکھا پوچھا کیا ہے تو سبنے کہا یہ روز صالح ہے اسروز خدا نے نجات دی بنی اسرائیل کو اونکے
دشمن سے لہذا حضرت موسیٰ نے روزہ رکھا تو حضرت نے فرمایا ہم زیادہ احق ہین موسیٰ کے
ساتھ لہذا خود بھی روزہ رکھا اور حکم بھی دیا۔
اس حدیث کو غالباً اڈیٹر صاحب نے بھی لیا ہے مگر الفاظ مین اختلاف ہے۔
مگر افسوس خود ابن حجر نے اس حدیث پر چند اعتراض لکھا ہے (۱) وقد استشکل ظاہر
الخبر لاقتضائہ انہ حین قدومہ المدینۃ وجد الیہود صیاما یوم عاشورا وانما
قدم المدینۃ فی ربیع الاول
یعنی ظاہر حدیث تو کہتی ہو کہ حضرت نے مدینہ آکر اونکو بروز عاشور روزہ رکھتے پایا حالانکہ حضرت
بماہ ربیع الاول تشریف لائے۔ پھر کیونکر ممکن ہو کہ حضرت نے اونکو روزہ رکھتے پایا بروز عاشور
والجواب عن ذلک ان المراد ای اول علمہ بذلک وسوالہ عنہ کان بعد
ان قدم المدینۃ لا انہ قبل ان یقدمھا علم ذلک وغایتہ ان فی الکلام حذفاً
تقدیرہ قدم النبیؐ المدینۃ فاقام الی یوم عاشورا فوجد الیہود فیہ
صیاماً

یوم عاشور بحساب السنین الشمسیة فصادف یوم عاشور بحسابهم
الیوم الذی قدم فیه المدینة وهذا التاویل مما یترجح به اولویة المسلمین
وحقیتهم بموسیٰ ع واضلالهم الیوم المذکور وهدایة الله المسلمین
یعنی یہ بھی احتمال ہو کہ یہود کا حساب چونکہ شمسی تھا لہذا اونکے حساب سے عاشورا اوسی روز
تھا جس روز حضرت وارد مدینہ ہوئے تھے ۔ یہی اولویۃ مسلمین اور احقیت اون کی
حضرت موسیٰ سے ظاہر ہوتی کہ وہ تو گمراہ ہوگئے تھے اس روز سے اور مسلمین نے ہدایت
پائی ۔

مگر یہ تاویل جیسی کہ صورت سے ظاہر ہے کہاں روز عاشورا کہاں ربیع الاول ۔ اور حدیث
میں صاف طور پر ہے کہ حضرت نے اونکو بروز عاشورا روزہ رکھتے دیکھا ۔ جس سے معلوم
ہوا وہ روز عاشورا بحساب قمری تھا نہ بحساب یہود

اسی وجہ سے کہ لوگ اس تاویل کو رد کر دیا کرتے ہیں ولکن سیاق الاحادیث
یدل علی هذا التاویل والاعتماد علی التاویل الاول کہ سیاق حدیث سے یہ تاویل
باطل ہوتی ہے اور اعتماد تاویل اول پر ہے ۔

اس حدیث کی روایت طبرانی نے کی ہے کہ یوم عاشورا یہ نہیں ہے جو لوگ بیان کرتے
ہیں کہ وہ روز جس میں خانہ کعبہ پر پوشش ڈالی جاتی ۔ اور وہ تاریخ جس میں دورہ
کرتی جیسے تھے وہ ایک یہودی کے پاس جایا کرتے جو حساب کرتا جب وہ یہودی مر گیا
تو زید بن ثابت کے پاس آتے سند اس روایت کی حسن ہے ۔

شیخ عینی لکھتے ہیں کہ ہم اس حدیث کے مطلب کو نہ سمجھ سکے ابن حجر لکھتے ہیں کہ آثار قدیمہ اور یہ
بیہقی سے معلوم ہوا کہ یہود اپنے روزہ اور عید کے لئے نجوم کے حساب پر اعتماد رکھتے تھے کیونکہ
اونکا سال شمسی ہوتا نہ ہلالی ۔ اس لئے وہ محتاج تھے اس شخص کی طرف جو ان کا حساب
کرتے ۔

مگر افسوس اسکا خیال نہ کیا کہ پوشش خانہ کعبہ کی بعد ہجرت تو اہل مکہ کو تھی وہاں زید بن ثابت
کہاں تھے جنکے پاس یہ لوگ بعد موت اوس یہودی آیا کرتے ۔

دوسرا اعتراض اس حدیث پر ابن حجر یہ لکھتے ہین واستشکل رجوعہ الیہم فی ذلک یعنی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہود سے اسکو دریافت کیا تھا۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ حضرت اون کی طرف رجوع کرتے۔

اسی کو ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ حضرت یہود کی تقلید کرین حالانکہ خدا اس سے منع کرتا ہے۔

اسکے جواب مین لکھتے ہین واجاب المازری باحتمال ان یکون اوحی بصدقہم او تواتر عندہ الخبر بذلک زاد عیاض واخبرہ من اسلم منہم کابن سلام ثم قال لیس فی الخبر انہ ابتداء الامر بصیامہ بل فی حدیث عائشۃ التصریح بانہ کان یصومہ قبل ذلک فغایۃ ما فی القصۃ انہ لم یحدث لہ بقول الیہود تجدید حکم وانما ہی صفۃ حال وجواب سوال ولم تختلف الروایۃ عن ابن عباس فی ذلک ولا مخالفۃ بینہ وبین حدیث عائشۃ ان الجاہلیۃ کانوا یصومونہ کما تقدم اذ لا مانع من توارد الفریقین علی صیامہ مع اختلاف السبب فی ذلک قال القرطبی لعل قریشا کانوا یستندون فی صومہ الی شرع من مضی کابراہیم وصوم رسول اللہ یحتمل ان یکون بحکم الموافقۃ لہم کما فی الحج واذن اللہ فی صیامہ علی انہ فعل خیر فلما ہاجر ووجد الیہود یصومونہ وسألہم وصاموا مر بصیامہ احتمل ذلک ان یکون استئلافا للیہود کما استألفہم باستقبال قبلتہم ویحتمل غیر ذلک علی کل حال فلم یصمہ اقتداء بہم فانہ کان یصومہ قبل ذلک وکان ذلک فی الوقت الذی یحب فیہ موافقۃ اہل الکتاب فیما لم ینہ عنہ ملخصا جلد ۴ فتح الباری

مازری نے یہ جواب دیا ہے کہ ممکن ہے خدا نے وحی کی ہو اسکی کہ یہود کی اس خبر مین تصدیق کرین (مگر افسوس حدیث مین کوئی اسکا ذکر نہین) اور ممکن ہے کہ حضرت کو تواتر اسکی خبر پہونچی ہو (غرض یہ ہے کہ صرف یہود کی خبر دینے سے حضرت نے نہین باور کیا۔ بلکہ تواتر سے یہ بات ثابت ہوئی مگر افسوس حدیث کا لفظ اسکے موافق نہین)

قاضی عیاض نے یہ احتمال پیدا کیا ہے کہ ممکن ہو اون یہود نے خبر دی ہو جو اسلام لاچکے ہون مثل ابن سلام کے (مگر ابن سلام کا اسلام اسکے بعد ہے نہ اوسوقت جب حضرت تشریف لائے تھے۔ اور یہ واقعہ اوسیوقت کا ہی)

پھر کہا قاضی نے کہ حدیث مین یہ نہیں مذکور ہے کہ حضرت نے اس روزہ کا آج حکم پہلے پہل دیا۔ بلکہ حدیث عائشہ سے معلوم ہوا کہ حضرت پہلے سے روزہ رکھتے تھے (مگر افسوس جو شخص کچھ بھی عقل رکھتا ہے الفاظ حدیث سے یہی نتیجہ نکالتا ہو کہ حضرت نے یہود کو چونکہ روزہ رکھتے دیکھا تو اون سے وجہ پوچھی جب وجہ بتائی تو حضرت نے بھی روزہ رکھا اور حکم بھی دیا تو پھر یہ کہنا کہ حضرت نے ابتدائی حکم نہیں دیا کیسے صحیح ہو سکتا ہی۔ یہی حدیث عائشہ تو دوسرے سے اسکی معارض ہے پھر اوس سے استناد کیونکر ہو سکتا ہی۔ اوسکو صحیح مانو تو اس سے دست بردار ہو جاؤ کیونکہ وہان بیان ہے حضرت پہلے سے زمانہ جاہلیت مین روزہ رکھتے تھے۔ اور یہان یہ بیان ہے کہ جب حضرت نے یہود سے دریافت کیا تب روزہ رکھا جس سے صریحی تناقض نمایان ہے

قاضی عیاض لکھتے ہین تو غایۃ الامر اس علۃ مین یہ ہو کہ حضرت نے قول یہود سے حکم جدید نہیں دیا بلکہ یہ صفۃ حال وجواب سوال ہی (مگر یہ تقریر ایسی مضحک ہو کہ جواب کی ضرورت نہیں کیونکہ حدیث کا لفظ اسکو رد کر رہا ہو فقال ماہذا۔ حضرت نے پوچھا یہ روزہ کیسا ہو جس سے معلوم ہوا کہ حضرت اسکو نجانتے تھے۔ قالوا ہذا یوم صالح یہود نے بتایا یہ روز نیک ہے کہ خدا نے موسیٰ کو نجات دی قال فانا احق بموسیٰ منکم فصامہ حضرت نے فرمایا تو ہم زیادہ احق ہین موسیٰ کے ساتھ اسکے بعد روزہ رکھا اور حکم صیام دیا۔ تو اس سے کون احمق یہ سمجھ سکتا ہے کہ حضرت نے یہود کے بیان پر نہین حکم روزہ دیا۔ بلکہ یہ تو بدیہی ہو جسمین کسی بچہ کو بھی عذر نہیں ہو سکتا کہ اگر یہ حدیث مانی جاسے تو حضرت مقلد یہود ٹھہرتے ہین)

پھر لکھتے ہین کہ ابن عباس کی روایتین اس بارہ مین مختلف نہین ہین نہ اس سے مخالفت حدیث عائشہ لازم آتی ہی کیونکہ ممکن ہے دونو فریق روزہ رکھتے ہون اگرچہ سبب مین اختلاف ہو۔ کہا قرطبی نے ممکن ہے کہ قریش شریعت سابقہ حضرت ابراہیم کی بنا پر روزہ رکھتے ہون اور روزہ رسول اللہ کا ممکن ہو بموافقت اونکے ہو جیسا کہ حج مین ہوا۔ یا خدا نے آپکو اون دنون

ہو کہ یہ بھی فعل خیر ہے ۔ جب ہجرت کیا اور یہود کو روزہ رکھتے پایا اور اون سے سوال کیا تو روزہ رکھا ہو ۔ حکم روزہ دیا اختلاف بین ابن عباس کا تو معی کوئی نہیں اور مخالفت حدیث عائشہ تو یہی ہے اس سے بھی بحث نہیں کہ دونوں وقت روزہ رکھتے ہوں ۔ بلکہ بحث اسقدر ہے کہ حدیث عائشہ ظاہر کرتی ہے حضرت پہلے سے روزہ رکھتے تھے اور حدیث ابن عباس کہتی ہے بعد ورود مدینہ دریافت یہود روزہ رکھا تو بات کونسی حدیث صحیح ہے ۔ کیونکہ حدیث عائشہ حضرت مقلد کفار قریش ثابت ہیں اور حدیث ابن عباس سے مقلد یہود حدود تو باطل ہے ۔

افسوس صرف اس غرض سے کہ روز شہادت امام حسین علیہ السلام روز عید قرار پائے حضرت سے روز روزہ رکھا گیا ۔ یہ سب افترا رسول اللہ صلعم پر کیا جاتا ہے بس سے علمائے اہلسنت اس مصیبت میں گرفتار ہیں کہ کوئی بات درست نہیں ہوتی ۔

پھر لکھتے ہیں کہ ممکن ہے حضرت نے یہود سے ایتلاف کرنے کو ایسا کیا ہو کہ روزہ رکھا ہو جیسا کہ استقبال قبلہ میں بھی حضرت نے ایسا ہی کیا اور دوسرے بھی احتمالات ہیں ۔ بہرحال حضرت نے یہود کی تقلید میں ایسا نہیں کیا بلکہ قبل سے روزہ رکھتے تھے اور یہ اوس زمانہ کی بات ہے کہ جب حضرت موافقت اہل کتاب چاہتے تھے جس امر میں کہ نہی نہیں ہوئی تھی ۔ مگر افسوس ان سب کا نتیجہ وہی نکلتا ہے کہ حضرت احکام شریعت میں پابند خدا نہیں تھے بلکہ اپنی رائے اور اجتہادات سے کام کیا چاہتے کرتے تھے یہ لوگ کیونکر دعوی اسلام کر سکتے ہیں حالانکہ خدا فرماتا ہے

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء

بہرحال اگر یہ روایت صحیح مانی جائے تو وہ روایت بھی غلط ہوتی ہے جو عائشہ سے منقول ہے کہ حضرت پہلے سے روزہ رکھتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ خلاف حکم قرآن آپ یہود کی تقلید کرتے تھے ۔ حالانکہ قرآن پکار پکار کر منع کر رہا ہے ۔ ولن ترضی عنک الیہود والنصری حتی تتبع ملتہم قل ان ھدی اللہ ھو الھدی ولئن اتبعت اھوائھم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی ولا نصیر ۔

یعنی یہود و نصاریٰ تو اوسی وقت تجھسے خوش ہو سکتے ہیں کہ تم اونکے مذہب کی پیروی کرو کہدو
کہ ہدایت تو وہی ہے جو خدا کی ہدایت ہے اگر تو ان کی پیروی کریگا تو پھر خدا سے بچانے والا نہ کوئی
ولی ہے نہ نصیر۔

یہ تو فرمان الٰہی ہے اور حضرات اہلسنت لکھتے ہیں کہ رسول اللہ بہت دوست رکھتے تھے اونکی
پیروی اور اتباع کو خدا رحم کرے۔

ان سب کے بعد ابن حجر یہ روایت لکھتے ہیں صحیح مسلم سے سمعت ابن عباس یقول
صام رسول اللہ عاشوراء وامر بصیامہ قالوا انہ یوم یعظمہ الیہود والنصاریٰ
یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت نے بروز عاشورا روزہ رکھا اور حکم
دیا کہ رکھو روزہ کہ اوسکی تعظیم یہود و نصاریٰ کرتے تھے۔

سبب اعتراض لکھتے ہیں بان التعلیل بنجاۃ موسیٰ وغرق فرعون یختص بموسیٰ
والیہود وحینئذ باحتمال ان یکون عیسیٰ کان یصومہ وھو مما لم ینسخ من شریعۃ
موسیٰ لان کثیرا منہا ما نسخ بشریعۃ عیسیٰ لقولہ تعالیٰ ولاحل لکم بعض الذی
حرم علیکم۔

یہ نجاۃ حضرت موسیٰ اور غرق فرعون تو خاص حضرت موسیٰ و یہود سے تعلق ہے پھر حضرت عیسیٰ
کا ذکر یہاں کیسا تو اسکا یہ جواب دیا گیا ہے کہ ممکن ہے حضرت عیسیٰ بھی اس روز روزہ رکھتے ہوں
اور یہ حکم اون کی شریعت میں منسوخ ہوا ہو کیونکہ حضرت موسیٰ کی اکثر شریعت حضرت عیسیٰ کے
اس قول سے منسوخ ہوئی ہے تاکہ حلال کریں بعض اوس چیز کو کہ حرام کی گئی ہے۔ پس اس سے
معلوم ہوا کہ بعض شریعت منسوخ ہوئی ہے اور اکثر احکام شرعیہ نصاریٰ کے ماخوذ ہیں توراۃ سے۔

امام احمد نے ایک دوسری روایت نکالی ہے۔ ابن عباس سے صوم یہود کے بارے میں بروز عاشورا
کہ سفینہ حضرت نوح نے اوس روز استقرار لیا کوہ جودی پر اسکے شکریہ میں حضرت نوح و موسیٰ نے
روزہ رکھا اور ذکر حضرت موسیٰ خاص طور پر اسوجہ سے ہوا کہ وہ شریک ہیں حضرت نوح کے نجاۃ
میں اور غرق اعدا میں۔ چونکہ اس روز عاشورہ کے روزہ کا حال خاص توراۃ مقدس سے
مذکور ہو چکا ہے لہذا اسپر زیادہ توجہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ جب توراۃ میں خاص حد پہ [illegible]

منانے کا حکم ہو کہ اسروز غم کرو۔ تو یہ سب روایتیں خود وضعی ثابت ہوئیں خواہ بسبب نجاۃ حضرت موسیٰ ہو یا بوجہ نجاۃ حضرت نوح کیونکہ اصل حکم تو غم کرنیکا ہے)۔

پانچویں حدیث بخاری کی یہ ہے عن ابی موسیٰ قال کان یوم عاشورا تعدہ الیہود عیدا قال النبی صوموہ انتم یعنی ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ روز عاشور کو یہود روز عید قرار دیتے تھے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ اسروز روزہ رکھو۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ سبب حکم روزہ یہی تھا کہ حضرت نے یہود کو اس روز عید کرتے دیکھا جس سے روایت ابن عباس کی تائید ہوئی۔

اس حدیث کی شرح میں ابن حجر لکھتے ہیں فظاھرہ ان الباعث علی الامر بصومہ محبۃ مخالفۃ الیہود حتی یصام ما یفطرون فیہ لان یوم العید لا یصام وحدیث ابن عباس یدل ان الباعث علی صیامہ موافقتہم علی السبب وھو شکر اللہ علی نجاۃ موسیٰ لکن لا یلزم من تعظیمھم لہ واعتقادھم بانہ عید انھم کانوا یصومونہ فلعلھم کان من جملۃ فی شرعھم ان یصوموا وقد ورد ذلک صریحا فی حدیث ابی موسیٰ ھذا اخرجہ المصنف فی الھجرۃ بلفظ واذا اناس من الیہود یعظمون عاشورا ویصومونہ ولمسلم من وجہ آخر عن قیس بن مسلم باسنادہ قال کان اھل خیبر یصومون یوم عاشورا یتخذونہ عیدا ویلبسون نساءھم فیہ حلیہم وشارتھم وھو بالشین المعجمۃ ای ھیئتہم الحسنۃ وقولہ ھذا یوم للاشارۃ الی نوع الیوم لا الی شخصہ۔ مثلہ قولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فیما ذکرہ الفخر الرازی فی تفسیرہ ص ۳۱۴

یعنی ظاہر یہ ہے کہ حضرت نے حکم صوم بمخالفت یہود دیا تھا کیونکہ حضرت اسکو دوست رکھتے تھے کہ اون کی مخالفت کی جائے لہذا چونکہ وہ روز عید یہود تھا اس لئے حضرت نے حکم روزہ دیا کیونکہ عید کے روز روزہ نہیں ہوا اور حدیث ابن عباس بتاتی ہے کہ حکم روزہ بموافقت یہود تھا کیونکہ خدا نے اوس روز حضرت موسیٰ کو نجاۃ دی تھی (یہ اختلاف بیانی بھی قابل قدر ہے کہ ایک طرف تو حضرت کو مقلد یہود بتاتے ہیں کہ حضرت کو اون کی خاطر اسقدر منظور تھی ایکہ

احکام شرعیہ مین بھی آپ اون کی اقتدا کرتے۔ دوسری جگہ یہ بیان ہوتا ہے کہ حضرت کو اس درجہ اونکا خلاف منظور تھا کہ جس روزہ وہ عید کرتے آپ روزہ کا حکم دیتے۔ اس اختلاف کی بھی کوئی حد ہے۔ خود روایات سابقہ مین تو یہ بیان ہے کہ حضرت نے اونکو روزہ دار پایا اسلئے آپ بھی روزہ رکھا۔ اور یہان یہ بیان ہوتا ہے کہ حضرت نے اون کی مخالفت مین روزہ رکھا۔ کس دلیل سے کہ اس حدیث مین مذکور ہے کہ وہ روز عید تھا۔ اور روز عید روزہ نہین رکھا جاتا لہذا اسکی تاویل مین فرماتے ہیں

لیکن اون کے عید ہونے اور تعظیم کرنے کو یہ نہین لازم ہے کہ وہ روزہ نہ رکھتے ہون کیونکہ ممکن ہے اون کی شریعت مین بھی حکم ہو کہ روز عید روزہ رکھتے چنانچہ خود بخاری نے جو کتاب ہجرت مین روایت کی ہے اسی ابو موسی سے روایت ہے کہ یہود کو دیکھا کہ وہ اس روز عاشورا کی تعظیم کرتے ہین۔ اور روزہ رکھتے ہیں اور صحیح مسلم مین ہے کہ اہل خیبر روز عاشورا روزہ رکھتے اور اوسکو عید بناتے اور اپنی عورتون کو لباس و زیور پہناتے تو اب حدیث میں جو ہذا الیوم ہو تو مہ ہے اوس سے مراد روزہ خود بوم کی طرف ہے اور اوسیہ وزن کے لئے صیام کی لاتقہ بدہ الشرحۃ مین بھی تاویل کی ہے فوزانی نے اپنی شرح مین اس عبارت نے ابھی تم بتادیا کہ کس طرح کا اختلاف ہے کہ کوئی تاویل بنتی نہین اور ان سب کی غرض صرف اسیقدر ہے کہ روز عاشور کو کسی طرح حضرت کا روزہ ثابت کرین جو ایک خیال محال ہے۔

چھٹی حدیث صحیح بخاری کی یہ ہے عن ابن عباس قال ما رایت النبیؐ یتحری صیام یوم فضلہ علی غیرہ الا ھذا الیوم یوم عاشوراء وھذا الشہر یعنی شہر رمضان کو یعنی ابن عباس کہتے ہین کہ مینے رسول اللہ کو کسی روز مین یہ نہین دیکھا جو بروز عاشور قصد کرتے یا روزہ ماہ رمضان مین۔

جس سے معلوم ہوا کہ مثل روزہ ماہ رمضان روزہ عاشورا بھی واجب ہے کیونکہ ابن عباس ان دونون روزونکو ایک سان بیان کرتے ہین جسمین سے روزہ رمضان یقیناً واجب ہے تو روزہ عاشور بھی واجب ہوا۔ حالانکہ کل روایتونکا مطلب یہی ہے کہ اگر بفرض محال روزہ

واجب بھی تھا تو منسوخ ہو چکا یہاں تک کہ ابن عمر کبھی روزہ اس روز نہ رکھتے۔

ابن حجر شرح میں لکھتے ہیں ھذا یقتضی ان یوم عاشورا افضل الایام للصائم بعد رمضان لکن ابن عباس اسند ذلک الی علمہ فلیس فیہ ما یرد علم غیرہ وقد روی مسلم من حدیث ابی قتادہ مرفوعا ان صوم عاشورا یکفر سنۃ وان صیام یوم عرفہ یکفر سنتین وظاہرہ ان صیام یوم عرفہ افضل من صیام عاشوراء وقد قیل فی الحکمۃ فی ذلک ان یوم عاشورا منسوب الی موسی ویوم عرفہ منسوب الی النبی فلذلک کان افضل

یعنی اس حدیث کا مقتضی تو یہ ہے کہ روزہ عاشورا تمامی ایام سے افضل ہو بعد ماہ رمضان اب اسکا جواب دیتے ہیں لیکن یہاں نہ ابن عباس نے اپنا علم بیان کیا ہے اس سے یہ نہیں لازم آتا کہ دوسرے کا علم باطل ہو کیونکہ صحیح مسلم میں ابو قتادہ سے روایت ہے کہ روزہ عاشورا ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے اور روزہ عرفہ دو سال کا جس کا ظاہر یہ ہے کہ روزہ افضل ہے روزہ عاشورا سے اسکی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ روزہ عاشورا منسوب ہے حضرت موسٰی کی طرف اور روزہ عرفہ خود حضرت کی طرف لہذا روزہ عرفہ افضل ہے

اب تو اچھی طرح معلوم ہوا کہ بخاری نے محض از راہ ناصبیت اس حدیث کو لکھا ورنہ صحیح مسلم میں صاف طور پر مذکور ہے کہ روزہ عرفہ کفارہ ہے دو سالہ گناہ کا ہوتا ہے جس سے افضلیت اسکی بدیہی ہو۔ تو پھر بخاری کا یہ کہنا کہ عاشورا رمضان کے روزہ کے برابر حضرت کسی روزہ کا قصد نہ کرتے تھے کس درجہ لغو ہے۔

ساتوین حدیث عن سلمہ بن الاکوع قال امر النبی رجلا من اسلم ان اذن فی الناس ان من کان اکل فلیصم بقیۃ یومہ ومن لم یکن اکل فلیصم فان الیوم یوم عاشورا

یعنی سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ حضرت نے ایک شخص کو قبیلہ اسلم سے حکم دیا کہ پکار دو لوگون مین کہ جس نے کچھ کھا لیا ہو وہ بقیہ یوم روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھایا ہے وہ روزہ رکھے کہ آج روز عاشورا ہے۔

یہ آخری روایت ہے بخاری کی جس نے اچھی طرح ثابت کر دیا کہ روزہ عاشورا واجب
کیونکہ اس میں صراحت دیتے ہیں کہ جس نے آج کچھ کھایا ہو وہ بھی روزہ رکھے جس نے نہ کھایا ہو
وہ بھی روزہ رکھے کہ آج روز عاشورا ہے۔ اس سے بڑھکر حکم وجوب کیا ہو سکتا ہے حالانکہ
تیسری حدیث میں صاف طور پر معاویہ نے بیان کیا ہے کہ ھذا یوم عاشورا ولم یکتب
اللہ علیکم صیامہ

یہ روز عاشورا ہے کہ اسکا روزہ خدا نے واجب نہیں کیا ہے جسکا جی چاہے روزہ رکھے
جسکا جی چاہے نہ رکھے اس حدیث کو اس حدیث سے ملائیے تو یہ معلوم ہو کہ جب حضرت اس
شخص سے حکم دے رہے ہیں کہ جس نے کھایا ہو وہ بھی روزہ رکھے جس نے نہ کھایا ہو وہ بھی روزہ
رکھے اس سے بڑھکر کیا تناقض ہو سکتا ہے

ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ اگر روز کو وجوب صوم معلوم
ہو جائے تو اوسی وقت سے نیت کر لینا چاہیے یہی روزہ کافی ہوگا وقد تقدم البحث فی
ذلک والرد علی من ذھب الیہ وان تمسک ابی داؤد وغیرہ امر من کان
اکل ذلک الیوم مع الامر بالقضاء یعنی اسکو بعد کو اسکی قضا رکھنی ہوگی اور جو شخص اس کا
قائل ہو کہ روزہ باطل کیا ہو اوسکی روایت ہے کہ اوس روزہ کی قضا رکھنی چاہیے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزہ عاشورا تھا واجب ہے کیونکہ بقول ابن حجر
جسکو حکم قضا دیا گیا اور فقط یہ حدیث نہیں ہے بلکہ یہ حدیث یا اسلام لایا او رباب اذا نوی
بالنہار صوما میں بھی یہ روایت درج ہے جسکی تصحیح میں ابن حجر بعد یہ روایت کرتے
ہیں مرفوعا ان یصوموا ھذا الیوم یوم عاشورا

جس سے وجوب اسکا ظاہر ہے حالانکہ ابن حجر لکھتے ہیں والذی یترجح من اقوال العلماء انہ
لم یکن فرضا وعلی تقدیر انہ کان فرضا فقد نسخ بلا ریب فنسخ حکمہ وشرائطہ
یعنی قول مرجح یہی ہے کہ روزہ عاشورا فرض نہ تھا اور اگر فرض تھا تو منسوخ ہو گیا تھا
تو حکم و شرائط اوسکے بھی منسوخ ہو گئے۔

مگر جب سنہ ۶ھ جنگ حدیبیہ میں حضرت نے یہ حکم دیا تو پھر اسکی منسوخیت کیونکر معلوم ہوئی اس سے

کہ حکم وجوب اور منسوخیت تو پہلے سال ہجرت سے متعلق تھا اور رجب سنہ ۲ھ میں حضرت نے یہ حکم دیا تو اسکا ناسخ کون ہوگا بلکہ یہی سبب ناسخ ہوگا

خود فتح الباری میں ہے عن حفصہ ان النبی قال من لم یبیت الصیام من اللیل فلا صیام له صفحہ ۱

یعنی جس نے رات سے نیت روزہ نہ کی اسکا روزہ ہی نہیں۔ اگر صوم عاشورا کے بارے میں یہ ثابت ہے کہ رات کو نیت نہ کی ہو بلکہ کچھ کھا بھی لیا ہو تو بھی روزہ رکھو اس سے بڑھکر کون وہم ہو سکتا ہے

ابن حجر عسقلانی سے ناقل ہیں کہ روایتیں روزہ سے احکام مختلف ہیں اگر کوئی روزہ ایسا ہو جو روز معین پر واجب ہو مثل روز عاشور تو دن کی نیت بھی کافی ہے اور اگر وہ روزہ معین نہ ہو مثل رمضان کے تو مثل روزہ ماہ رمضان کے کوئی روز معین نہیں ہے تو اس میں نیت رات سے ضروری ہے۔ یعنی روزہ میں دن اور رات دو نیت ہو سکتی ہے وقد تعقبه ابن حزم بانه کلام غث لا اصل له یعنی امام ابن حزم نے اسپر یہ تعقب کیا ہے کہ یہ کلام باطل لغو ہے جسکی کوئی اصلیت نہیں۔

ہم نے کتب حدیثیں صحیح بخاری کی یہ شرح لکھدی ہے جس سے تمامی اہل فہم نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ روزہ عاشورا کا حکم کس درجہ خلاف واقعیت کہ اسکی تہمت کی گئی ہے رسول اللہ پر کیونکہ ہر حدیث دوسری حدیث سے معارض ہے جس سے ہر شخص بدیہی طور پر یہ حکم لگا سکتا ہے کہ یہ کل وضعی روایتیں ہیں جو محض یزید کی خوشامد میں بنائی گئیں تاکہ روز شہادت امام حسین روز عید قرار پائے کہ روزہ رکھا جائے۔ حالانکہ حضرت نے کبھی اس روز روزہ رکھا نہ اس کا حکم دیا۔ حالانکہ اہلسنت کے یہاں ابھی اسمیں اختلاف ہے کہ روز عاشورا کون روز ہے کیونکہ فتح الباری میں ہے فیوم عاشوراء هو العاشر. وقیل هو الیوم التاسع صفحہ ۲۱۲

اور عمدة القاری میں ہے اختلف الصحابة فیه هل هو الیوم التاسع او العاشر او الیوم الحادی عشر صفحہ ۲۲۲ جلد ۵

یعنی صحابہ میں اختلاف ہے کہ یوم عاشورا ۹ محرم ہے یا ۱۰ یا ۱۱ پھر جس مذہب میں روز عاشورا

تحقیق روز عاشورا

رجسٹرڈ

رسالہ

اصلاح

عام مسلمانوں کی مذہبی اور اخلاقی اصلاح

نمبر ۳ | بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ | جلد

مطبع اصلاح [illegible] میں [illegible] شائع کیا گیا

سے دور ہو جاؤ۔

اسکے بعد سے ان لوگوں کا پھر آنا در دولت میں نہیں معلوم ہوتا کہ تا حیات حضرت آئے ہوں مگر ایک روایت کے سیاق سے گمان ہوتا ہے کہ خلیفۂ دوم شاید پھر آئے کیونکہ اسمیں پھر حضرت نے دوات وکاغذ طلب کیا ہے فقال النسوۃ ایتوا رسول اللہ ص بحاجتہ فقلت اسکتن فانکن صواحبہ اذا مرض عصرتن اعینکن واذا صح اخذتن بعنقہ فقال رسول اللہ ص من خیر منکن ابن سعد صفحہ ۲ جلد ۲

یعنی عورتوں نے کہا حضرت کی حاجت پوری کرو عمر نے کہا چپ رہو کہ تم صواحب یوسف ہو کہ جب حضرت بیمار ہوں تو آنکھیں اپنی نچوڑ دو (زبردستی کریں) اور جب صحیح ہوں تو حضرت کی گردن پر سوار ہو۔ حضرت نے فرمایا یہ عورتیں تم سے بہتر ہیں۔

قرینہ سے معلوم ہوتا ہے یہ واقعہ دوسری مرتبہ کا ہے کیونکہ پہلی دفعہ تو حضرت نے مجمع اصحاب میں فرمایا تھا معلوم ہوتا ہے اسدفعہ اندر عمر آئے تھے۔

عورتیں چونکہ جانتی تھیں مانع کتابت وصیت نامہ عمر ہیں اسلئے انکی منت وسماجت کی ہوگی کہ آپ لاؤ وصیت نامہ لکھوالو جسپر عمر نے یہ جواب دیا کہ حضرت یوسف کی مکارہ عورتوں سے تشبیہ دیا جسمیں آپکی صاحبزادی بھی داخل تھیں۔

حضرت کے انتقال کی تاریخ تو آجتک اہلسنت کو نہ معلوم ہوئی کہ کس روز آپنے انتقال فرمایا مگر یہ معلوم ہے کہ دوشنبہ کا روز تھا۔

پنجشنبہ سے دوشنبہ کا زمانہ آمد رشد خلفا سے خالی معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت فکال چلے تھے۔

وفات رسول کے وقت ابوبکر اپنے مکان میں تھے جو محلہ سنخ میں تھا مدینہ سے دو میل کے فاصلہ پر۔

عن عائشۃ زوج النبی ان رسول اللہ مات وابوبکر بالسنخ صفحہ تاریخ صغیر بخاری

یعنی عائشہ کہتی ہیں کہ وفات رسول ابوبکر اپنے مکان سنخ میں تھے وفی ح الصدیق کان منزلہ بالسنخ ہو بضم سین ونون وقیل بسکون موضع بعوالی المدینۃ فیہ منازل بنی الحارث بن الخزرج صفحہ ۱۷ مجمع البحار۔

تو اب اسکی وجہ خود ظاہر ہوئی کہ عمر نے جو وفات رسول اللہ ص سے انکار کیا کس غرض سے

پھر خلاف حکم رسول روضۂ انور میں دفن کئے گئے تو اس پر کیوں تعجب ہوتا ہے حالانکہ خود ابن القیم کہتے ہیں وان السنۃ وھدیہ الصلاۃ علی الجنازۃ خارج المسجد الا لعذر صفحہ ۱۴۴

یعنی حضرت کی سنت یہ تھی کہ نماز جنازہ بیرون مسجد پڑھا کرتے تھے مگر کسی عذر سے۔

تاریخ خمیس میں ہے وصلی علیہ عمر بن الخطاب فی مسجد رسول اللہ بین القبر والمنبر وحمل علی السریر الذی حمل علیہ رسول اللہ ونزل فی قبرہ عمر وعثمان وطلحۃ وابنہ عبدالرحمان بن ابی بکر ودفن لیلاً فی بیت عائشۃ مع النبی صفحہ ۲۶۲ جلد ۲

یعنی ابوبکر کی نماز بھی مسجد رسول اللہ میں درمیان قبر و منبر ہوئی اور اوسی سریر پر اوٹھائے گئے جس پر رسول اللہ کا جنازہ اوٹھایا گیا تھا اور قبر میں اوترے عمر عثمان طلحہ عبدالرحمان بن ابی بکر اور رات ہی کے وقت دفن ہوئے۔

وفات ابوبکر بھی رات ہی کو ہوئی تھی انہ مات عشاء یوم الاثنین یعنی دوشنبہ کی شب کو بعد عشاء انتقال کیا اور اوسی وقت دفن ہوئے۔ مگر رسول اللہ تیسرے روز دفن ہوئے میں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا۔

اتنی تصدیق آیہ کریمہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیئا وسیجزی اللہ الشاکرین میں مقصود ہوگا کیونکہ خدا فرماتا ہے محمد تو ایک رسول ہیں جنکے قبل بہت سے رسول گذر چکے تو کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل ہوں تو تم سب الٹے پاؤں پھر جاؤگے۔ اور جو پھر جائیگا وہ خدا کو کچھ ضرر نہیں پہنچائیگا اور قریب ہے کہ عطا جزا دے شاکرین کو۔

کیونکہ اب اس سے بڑھکر کیا انقلاب ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ انتقال کریں اور اصحاب تین روز بے دفن وکفن (دکفن) رہیں۔

خوش پوشاکی عمر

ازالۃ الخفاء ابن عمر قال اعطی النبی عمر حلۃ من حریر سیراء فلبسها فانکر علیہ وقال لم اعطکھا لتلبسھا فکساھا اخا لہ مشرکا بمکۃ صفحہ ۲۳۳

یعنی حضرت نے عمر کو ایک حلہ ریشمی عنایت کیا جب عمر پہنکر آئے تو حضرت نے ناپسند فرمایا اور فرمایا

کہ تجھے اسلئے نہیں دیا تھا کہ تم پہنو اسکو۔ تو عمر نے وہ حلہ اپنے بھائی کو دیا جو مشرک تھا۔ مکہ میں۔
بیان ہمکو خلیفہ دوم کا پہلے وہ فوٹو یاد دلاتا ہے جو اصلاح کے جلد ۱۳ میں دکھلایا گیا تھا کہ اوسپر یہ حلہ کتنا
زیب دیتا ہوگا عہد رسول اللہ تھا۔ درحقیقت میں ہوگا نہیں پھر بھی عمر صاحب کے اوپر اچھے ہونگے۔
پھر یہ امر غور طلب ہے کہ اتنی مدت سے وہ رسول اللہ کی ساتھ تھے اور انکو یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ ریشمی لباس مرد وں کی
لیے حرام ہے۔ جو ایسی جرأت کی کہ حضرت کے حلہ سے جواز حریر کا قیاس قائم کیا۔
پھر اسپر بھی تعجب ہوتا ہے کہ اتنے بڑے جو شیلے آدمی کا بھائی حقیقی کیونکر آجتک مشرک رہا۔ حالانکہ ان کے
اسلام لانے پر تو حسب بیان اہلسنت اذان باآواز بلند ہونے لگی تھی۔
ایسے ہی واقعات نے شاہ ولی اللہ صاحب کو اسپر مجبور کیا کہ لکھتے ہیں "در تہذیب و تربیت حضرت
فاروق چندین دفعہ عنف و تہدید از آنحضرت ظاہر شدہ است چنانکہ در روایت او نسخہ تورات واقع
شدہ الخ مقصد ۲
کہ تعلیم و تربیت خلیفہ دوم میں حضرت کو چند دفعہ نہایت سختی اور تشدد سے کام لینا پڑا یہانتک کہ شراب
پینے پر حضرت نے تشدد بھی چلایا اور سبعہ احرف کے بارے میں سینہ پر مارا بھی تھا تو اس واقعہ کو بھی اگر ان
داخل کرنا چاہیے کیونکہ کسی سے کپڑا واقعی لینا بھی کچھ کم سزا نہیں ہے۔
ہاں ازالۃ الخفاء سے اس ریشمی حلہ بخشی کی دوسری وجہ بھی معلوم ہوتی ہے قال لعن اللہ یوما
کنت فیہ والیا لابن الخطاب واللّٰہ لقد رأیتہ ورأیت اباہ وان علی کل واحد منہما عباءۃ
قطن اینۃ موتزر بہا ما تبلغ ما بین رکبتیہ وعلی عنق کل واحد منہم حزمۃ من حطب
یعنی عمرو عاص کہتا ہے خدا لعنت کرے اوس روز پر جسروز میں عمر بن الخطاب کا نوکر ہوا قسم خدا کی میں نے
عمر کو اور اوسکے باپ کو دیکھا تھا کہ دونوں ایک چھوٹی سی چادر قطوانی سے لپیٹے ہوئے تھے جس سے
گھٹنے نہ چھپتے تھے اور دونوں کی گردن پر لکڑیوں کا بوجھا تھا۔
تو اب وجہ ظاہر ہے کہ جسکی حالت ابتدائی عمر میں یہ اسکے بچے پرانے کپڑے بھی میسر نہ ہوتا اور اسکو اگر ریشمی حلہ
ملجائے تو پھر کیونکر چھینے اگرچہ حرام ہی کیوں نہ ہو اسلئے کہا گیا ہے کہ عذر لنگ کو ناحق ننگ سے
بقول مولوی شبلی صاحب جو مدار قیاس حضرت عمر ہیں تو معلوم ہوا کہ انکے قیاسات ایسے ہی ہوتے
تھے کہ حضرت نے ریشمی حلہ دیا تو قیاس کیا کہ پہننا بھی حلال ہے۔

مقرر کرنے کے بعد صرف ایک رضا نامہ بزرگوں سے حاصل کرتے یعنی رو ساء قوم سے

جناب امیرؑ کو خلیفہ مانیں اور بعد حضرت علیؑ کے امام حسنؑ کی بیعت کی اسلئے معویہ جو کسی قاعدہ سے خلیفہ نہیں تھا۔ اوس نے سب قاعدہ کو توڑ کر خلافت کا ناقاعدہ نکالا کہ فریب و دغا سے کام لیا۔

ابتدا اسکی سنہ ۵۶ھ میں ہوئی جسکی وجہ یہ ہوئی کہ معویہ نے مغیرہ کو کوفے سے معزول کرنا چاہا اوس نے یہ تدبیر کی کہ اس خیرخواہی میں نہ معزول ہو ملخصاً تاریخ کامل جلد ۳

کوفہ بصرہ شام وغیرہ کے مرحلہ کو طے کرکے روانہ مدینہ ہوا فلما دنا المدینة لقیه الحسین بن علی اول الناس فلما نظر الیه قال لا مرحبا ولا اهلا بدنة یترقرق دمها والله مهریقة قال مهلاً فانی والله لست باهل لهذه المقالة قال بلی ولشر منها ملخصاً جلد ۳

تو سب سے پہلے امام حسینؑ سے ملاقات ہوئی معویہ دیکھ کر اس نے کہا مرحبا ہو تمکو نہ اہل و سہل قربانی کا دنبہ ہے جسکا خون ہوگا۔ کہ بہایا جائیگا۔ حسینؑ نے کہا چپ رہو ہم اس قسم کے کلمات نہیں سن سکتے معاویہ نے کہا اس سے بدتر الفاظ کے تم مستحق ہو۔

ثم لقیه عبد الرحمن بن ابی بکر فقال له معویه لا اهلا ولا مرحبا شیخ قد خرف وذهب عقله ثم امر فضرب وجه راحلته ثم فعل بابن عمر وذلک وقبلوا معه لا یلتفت الیهم حتی دخل المدینة فحضروا بابه فلم یؤذن لهم علی منازلهم ولم یروا منه ما یحبون فخرجوا الی مکة فاقاموا بها وخطب معویه بالمدینة فذکر یزید فمدحه وقال من احق منه بالخلافة فی فضله وعقله وموضعه وما اظن قوما بمنتهین حتی تصیبهم بوائق تجتث اصولهم ۲

اسکے بعد عبد الرحمن بن ابی بکر آئے اوس سے بھی یہی کلام کہا کہ شیخ خرف ہو عقل اوسکی جاتی رہی اور حکم دیا کہ انکی سواری کے جانور کو ماریں یہی برتاؤ ابن عمر کے ساتھ کیا یہانتک کہ وہ لوگ راہ سے واپس آئے اور معویہ کسی کی طرف التفات نہیں کرتا تھا یہانتک کہ داخل مدینہ ہوا یہ لوگ آکر کسی سے ملاقات نہیں کی لہذا یہ لوگ سب کے سب مدینہ چھوڑ کر مکہ چلے گئے معویہ نے یہاں جو خطبے کہے اور یزید کی ہر طرح تعریف کی اور کہا اس سے بڑھ کر کون شخص مستحق خلافت ہو ہم جانتے ہیں وہ لوگ راضی نہ ہونگے جبتک اونپر تلوارین نہ پڑیں جو اونکی نست و نابود کر دیں۔

(۲۶)

بیعت لیتے تھے (امام حسینؓ نے ایک جانب تو یہ دیکھا کہ بنی امیہ کی حرکتیں جنہیں

معاویہ مدینہ سے فارغ ہو کر مکہ گیا جہاں حضرت حسین، عبداللہ بن زبیر، عبداللہ بن عمر، عبدالرحمن بن ابوبکر سب جمع تھے۔

فاتفقوا على ان يكون المخاطب له ابن الزبير فاحضرهم معاوية وقال وقد علمتم سيرتي فيكم وصلتي لارحامكم وحملي ما كان منكم ويزيد اخوكم وابن عمكم واردت ان تقدموه باسم الخلافة وتكونوا انتم تعزلون وتؤمرون وتجبون المال وتقسمونه لا يعارضكم في شيء من ذلك فسكتوا فقال الا تجيبون مرتين ثم اقبل على ابن الزبير فقال هات لعمري انك خطيبهم فقال نعم نخيرك بين ثلاث خصال قال اعرضهن قال تصنع كما صنع رسول الله صلى الله عليه وسلم ولم يستخلف احدا فارتضى الناس ابا بكر قال ليس فيكم مثل ابي بكر واخاف الاختلاف قالوا صدقت فاصنع كما صنع ابو بكر فانه عهد الى رجل من قاصية قريش ليس من بني ابيه فاستخلفه وان شئت فاصنع كما صنع عمر جعل الامر شورى في ستة نفر ليس فيهم احد من ولده ولا من بني ابيه قال معاوية هل عندك غير هذا قال لا ثم قال فانتم قالوا قولنا قوله قال فاني احببت ان اتقدم اليكم انه قد اعذر من انذر اني كنت اخطب منكم فيقوم الى القائم منكم فيكذبني على رؤس الناس واحمل ذلك واصفح واني قائم بمقالة فاقسم بالله لئن رد على احد كلمة في مقامي هذا لا ترجع اليه كلمة غيرها حتى يسبقها السيف الى راسه فلا يبقين رجل الا على نفسه ثم دعا صاحب حرسه بحضرتهم فقال اقم على راس كل رجل من هؤلاء رجلين ومع كل واحد سيف فان ذهب رجل يرد على كلمة بتصديق او تكذيب فليضرباه بسيفيهما ثم خرج وخرجوا معه حتى رقى المنبر فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان هؤلاء الرهط سادة المسلمين وخيارهم لا يبتز امر دونهم ولا يقضى الا عن مشورتهم وانهم قد رضوا وبايعوا ليزيد فبايعوا على اسم الله فبايع الناس وكانوا يتربصون بيعة هؤلاء النفر ثم ركب رواحله وانصرف

(۲۰)

تمام سلطنت حاصل ہو چکی تھی اور ریاست روحانی پر بھی وہ مسلط ہو چکے تھے

الی المدینة فلقی الناس اولئک النفر فقالوا لهم زعمتم انکم لا تبایعون فلم رضیتم و اعطیتم و بایعتم قالوا و الله ما فعلنا فقالوا ما منعکم ان تردوا علی الرجل قالوا کادنا و خفنا القتل و بایعه اهل المدینة ۔

یعنی چاروں نے اوسپر اتفاق کیا کہ جواب وسوال ابن الزبیر کرے اور یہ لوگ اوس راے سے متفق رہیں چنانچہ معویہ نے سبکو بلایا اور کہا کہ ہمارا جو برتاؤ تملوگوں کے ساتھ رہا اوس سے تم واقف ہو۔ یزید تملوگوں کا بھائی و ابن عم ہے ہماری صرف یہی خواہش ہے کہ برائے نام اوسکو خلیفہ بنا دو اور کل امور اپنے ہاتھ میں رکھو حکم حاکم تمہارا مال وغیرہ وصول کرنا اور خرچ کرنا تمہارے ہاتھ میں رہے ہر طرح کا اختیار تملوگو ہو کوئی خلاف تمہارے نہ کرے۔ اسکے جواب میں سب ساکت رہے دو مرتبہ معویہ نے کہا جواب دو۔ پھر ابن الزبیر کی طرف متوجہ ہوا کہ تو تو بڑا مقرر ہے کہو کیا کہتے ہو۔ ابن الزبیر نے کہا تین بات سے ایک اختیار کرو یا تو سیرت رسول اللہ کو اختیار کرو کہ حضرت نے کسی کو خلیفہ نہیں کیا (یہی اصول قدیم سے صحابہ نے اختیار کیا تھا) یا سیرت ابوبکر کو اختیار کرو کہ ایک غیر شخص کو جو قرابت مند نہ تھا خلیفہ بنایا۔ یا سیرت عمر کو اختیار کرو کہ چھ آدمیوں میں خلافت کو چھوڑا جسمیں کوئی عمر کا خاص قرابت مند نہ تھا۔

معویہ نے کہا اور کوئی صورت ہے کہا نہیں پھر اور لوگوں سے پوچھا سب نے کہا ہم بھی ابن الزبیر کی رائے سے متفق ہیں معویہ تو جو شخص آگاہ کر دیتا ہے وہ بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ ہم پہلے تم لوگوں سے بات کرتے تھے اور تملوگ بر سر عام ہماری تکذیب کر دیتے تھے جسکو ہم برداشت کرتے اور درگذر کرتے اب ہم ایک ایسا کلام کہنے والے ہیں کہ اگر کسی نے رد کیا تو دوسرا کلمہ منہ سے نہ نکلیگا کہ سر اوسکا لوٹتا پھریگا اسکے بعد اپنے افسر پولیس کو بلا کر کہا کہ ان لوگوں سے ہر آدمی کے سر پر دو آدمی کو برہنہ تلوار لیکر معین کرنا کہ اگر ان میں سے کوئی بھی ایک کلمہ منہ سے نکالے خواہ وہ کلمہ تصدیق ہو یا تکذیب ہو تو فوراً اسکا سر اوڑا دے۔ یہ کہکر معویہ دربار میں آیا اور منبر پر چڑھ گیا تمام مجمع بھرا ہوا تھا۔ بعد حمد و ثنا کہا۔ یہ لوگ (اشارہ کرکے امام حسین و عبداللہ بن زبیر وغیرہ کی طرف کہا) مسلمانوں کے سردار اور افسر ہیں جنکی صلاح و مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ یہ سب راضی ہو گئے اور

(۴۸)

عنقریب مسلمانون کے عقیدہ کو اونکے جد کے دین سے متزلزل کرینگے اور دوسری

سب نے بیعت کی یزید کی اب تو لوگ بھی خدا کا نام لیکر یزید کی بیعت کرو سب نے بیعت شروع کر دی کیونکہ امن لوگون کو صرف اسی کا انتظار تھا کہ یہ لوگ بیعت کرین۔ اسکے بعد معویہ سوار ہوا اور جانب مدینہ روانہ ہوا اور وہان بھی جا کر سب سے بیعت لی۔

اہل مکہ نے جب جناب امام حسنؑ اور ان لوگون سے ملاقات کی تو انہون نے کہا آپ نے کہا تھا کہ ہم بیعت یزید نہ کرینگے۔ حضرت نے اور ان لوگون نے کہا قسم خدا کی ہم لوگون نے ہرگز بیعت نہین کی۔ تو ان لوگون نے کہا پھر آپ نے معویہ کے کلام کا رد کیون نہین کیا کہا اوسکی فوج والے تلوار لئے ہمارے سر پر کھڑے تھے۔

(۹) اسکا ثبوت ان بدعتون سے پوری طور پر ہوتا ہے جو معویہ نے اپنے عہد حکومت میں جاری کیا تھا۔ تاریخ الخلفا سیوطی مین ہے۔

(۱) معویہ پہلا شخص ہے جسنے خطبہ بیٹھکر پڑھا کیونکہ فربہ ہوگیا تھا (حالانکہ رسول اللہ ہمیشہ کھڑے ہوکر خطبہ فرماتے تھے)

(۲) عیدین کے لئے اذان مقرر کی (حالانکہ عہد رسول سے نماز عید بلا اذان ہوتی آئی تھی)

(۳) اول وہ شخص جسنے خانہ کعبہ کو برہنہ کیا یعنی اوسکی پوشش اتروالی معویہ ہے۔

(۴) مسجد مین مقصورہ سب سے پہلے معویہ نے بنوایا جسکی غرض یہ تھی کہ امام اوسمین پوشیدہ رہے۔

(۵) نماز جنازہ کی تکبیرین اصل میں پانچ تھین معویہ پہلا شخص ہے جسنے تکبیر کو کم کر دیا۔

(۶) سب سے پہلے جسنے بیعت خلافت مین حلف دیا وہ معویہ ہے کہ یزید کی بیعت پر حلف لیا تھا۔

(۷) سب سے پہلے جس شخص نے خواجہ سراؤنکو گھرون مین داخل کیا وہ معویہ ہے حالانکہ یہ بھی اوسی طرح نامحرم ہین جس طرح مرد نامحرم ہین۔

(۸) سب سے پہلے جسنے خطبہ کو عیدین کی نماز پر مقدم کیا معویہ ہے حالانکہ سنت رسول خطبہ بعد نماز عید ہے صفحہ ۱۳۱

(۹) زیاد کو اس نے فرزند ابو سفیان قرار دیا حالانکہ وہ حرامزادہ تھا اور حدیث رسول اللہ ہے الولد للفراش۔

جانب انہیں اس بات پر یقین ہو گیا کہ جب وہ یزید کی اطاعت اختیار کرلیں باذکرین بنی امیہ اپنی دیرینہ عداوت اور انجام اندیشی کے خیال سے بنی ہاشم کے نابود کردینے میں کسی قسم کی فروگذاشت(۲۰) نہ کرینگے۔ اور اگر تھوڑے دنوں بھی

(۱۰) صدقہ کو اس نے ساقط کیا۔

(۱۱) اوقات نماز کو اس نے بدل دیا۔

(۱۲) بسم اللہ کو آواز بلند سے کہنا نماز میں اس نے موقوف کیا۔

(۱۳) حالت احرام حج میں عطر لگانا اسکی بدعتوں سے ہے۔ نصائح کافیہ صفحہ ۹

ایسی صدہا بلکہ ہزارہا باتیں ہیں جنکو معویہ نے اپنے عہد خلافت میں جاری کیا اور بہت سی باتیں اہلسنت میں رائج ہیں۔ انہیں باتوں کی طرف جناب امام حسینؑ اپنے اوس خط میں اشارہ کرتے ہیں جو بنام اہل بصرہ لکھا تھا وکان الحسین قد کتب الی اهل البصرة نسخة واحدة ×× یدعوهم الی کتاب

(۲۰۱) الله وسنة رسوله فان السنة قد ماتت والبدعة احییت تاریخ کامل صفحہ جلد ۴

یعنی بزرگان بصرہ کے نام حضرت نے ایک خط لکھا جسمیں دعوت کی تھی سب کی کتاب خدا و رسول کی طرف اور لکھا تھا کہ سنتیں مر گئیں اور بدعتیں زندہ کی گئیں۔

(۲۰) تاریخ کامل میں ہے وکان الحسین یقول والله لا یدعونی حتی یستخرجوا هذه العلقه من جوفی فاذا فعلوا سلط الله علیهم من یذلهم حتی یکونوا اذل من فرام قال والفرام خرقة تجعلها المرأة فی قبلها اذا حاضت صفحہ ۱۶ جلد ۴

والله لو کنت فی جحر هامة من هذه الهوام لاستخرجونی حتی یقضوا بی حاجتهم والله لیعتدن علی کما اعتدت الیهود فی السبت صفحہ ۱۶

یعنی امام حسینؑ فرماتے تھے قسم خدا کی وہ ہمکو نہ چھوڑینگے جب تک اس علقہ (یعنی قلب) کو ہمارے جسم سے نکالیں جب ایسا کرینگے تو خدا اونپر ایسو نکو مسلط کریگا جو اسدرجہ انکو ذلیل کریگا کہ یہ لوگ فرام سے بھی زیادہ ذلیل ہوں فرام اوس لتہ کو کہتے ہیں جو عورتیں حیض میں اندرون اندام رکھتی ہیں

ابن اثیر سے حضرت امام حسینؑ نے کہا کہ اگر میں کسی حشرات الارض کے سوراخ میں بھی چھپ رہونگا تو یہ ڈھونڈھ نکالینگے اور مطلب پورا کرینگے اور جسطرح یہود نے سبت پر تعدی کی یہ لوگ مجھپر تعدی

یہ حالت باقی رہی تو دنیا میں بنی ہاشم کا نام و نشان تک باقی نہ رہیگا یہی وجہ تھی کہ
آپنے بنی امیہ کے برخلاف اسلام میں ایک ریولیوشن قائم کرنیکا مصمم قصد فرمالیا تھا
چنانچہ جسوقت ۶۰ھ سے یزید معاویہ کا جانشین ہوا۔ اُس وقت سے آپ نے

کر دیجئے۔
اہل فہم غور کرلیں کہ اسوقت اہل اسلام کی کیا حالت ہوئی سب تتر بتر ہو اونہیں احتمال کہ کاحق کو نہ پہچانا تھا باطل کے
درپے ہوئے۔ ایسے ہیں اگر حق کو قبول کریں جس سے اتحاد حاصل ہو تو پھر دوبارہ عزت مل سکتی ہے۔
(۲۱) معویہ نے یزید کو ۵۶ھ میں اپنا جانشین کیا جسکی ابتدائی حالت مذکور ہوچکی۔ حالانکہ جناب امام حسنؑ
سے جب مصالحہ ہوا تھا تو اوسمیں یہ بھی طے پایا تھا کہ معویہ اپنے کسیکو نامزد بخلافت نہ کرے۔ معویہ نے اسکی بالکل
خلاف ورزی کی اور اس شرط کو توڑ دیا جس پر ہر مسلمان کو لازم تھا کہ اس غداری کے بدلہ میں معویہ سے
جہاد کرے مگر کہاں تھے مسلمان؟
جناب امام حسینؑ گو اوس معاہدہ میں شریک نہ تھے مگر جیسا کہ مصنف نے کہا وہ امام حسنؑ کے تابع مطیع
تھے حضرت نے اوسوقت جائز نہ سمجھا کہ جہاد کریں۔ کیونکہ اصلی نیت ان حضرات کی ابتدا سے یہ تھی کہ مسلمانوں
کی جمعیت میں اختلاف نہو۔ چنانچہ اسی خیال سے جناب امیرؑ تین خلافت تک ساکت رہے اور جناب
امام حسنؑ نے تو خلافت لیکر دیدیا۔ مگر تیجہ ان سے خوب ہوا اور فتنہ ہی نکلتا گیا یہانتک کہ معویہ نے جو
کارروائیاں محو اسلام میں کیں اونکو آپ دیکھ چکے کہ کوئی دقیقہ ان سے نہ اٹھا رکھا لہذا جناب امام حسینؑ
نے پہلا کام جو اپنے مقصد کا کیا وہ یہ تھا کہ دو برس قبل موت معویہ ملعون یعنی ۵۸ھ میں جناب امام
حسینؑ نے ایک منصرسی کانفرنس قایم کی جیسا کہ رسالہ میں ہے جو کتب احادیث شیعہ سے ہے۔

فلما مات الحسن بن علی ازداد البلاء والفتنہ فلم یبق لله ولی الا خائف علی نفسہ المقتول او طریدا او شرید افلما کان قبل موت معویہ بسنتین حج الحسین بن علی و عبد الله بن جعفر و عبد الله بن عباس معہ وقد جمع الحسین بن علی بنی هاشم

یعنی شہادت امام حسنؑ کے بعد بلا و فتنہ میں استقدر ترقی ہوئی کہ جو شخص ولی خدا تھا وہ اس خوف میں بسر کرتا کہ قتل ہوجاے یا گھر سے نکالا جائے۔ جبکہ موت معویہ کو دو برس باقی رہے تو امام حسینؑ بغرض حج تشریف لے گئے عبداللہ بن جعفر و عبداللہ بن عباس بھی آپکے ساتھ تھے امام حسینؑ نے کل بنی ہاشم

(۳۱)

امام کی اطاعت سے انکار کرنے والے واسطے واجب

رجالهم ونسائهم ومواليهم وشيعتهم
من حج منهم ومن لم يحج ومن بالانصار
ممن يعرفونه واهل بيته ثم لم يدع
احداً من اصحاب رسول الله ومن
ابنائهم والتابعين ومن الانصار
المعروفين بالصلاح والنسك الا جمعهم
فاجتمع عليه بمنى اكثر من الف رجل
والحسين في سرادقه عامتهم التابعون
وابناء الصحابة فقام الحسين فيهم
خطيباً فحمد الله واثنى عليه ثم قال اما
بعد فان هذه الطاغية قد صنع بنا و
شيعتنا ما قد علمتم ورأيتم وشهدتم
و بلغكم واني اريد ان اسألكم
عن اشياء فان صدقت فصدقوني
وان كذبت فكذبوني اسمعوا مقالتي
واكتبوا قولي ثم ارجعوا الى
امصاركم وقبائلكم ومن امنتموه
ووثقتم به فادعوهم الى ما تعلمون
فاني اخاف ان يندرس هذا الحق
ويذهب والله متم نوره ولو كره الكافرون
فما ترك الحسين شيئاً انزل الله فيهم
من القرآن الا قاله وفسره ولا شيئاً

انکو اور باپ شیعوں کو جو حج کو گئے تھے یا بغیر حج
اور تابعین کو اور انصار کو جو معروف بصلاح
و سداد تھے۔ سبکو حضرت نے منی میں جمع کیا
کہ جملہ تعداد حاضرین جلسہ ہزار تھی اور
زیادہ تر ان میں صحابہ تھے اور ابناء
صحابہ و تابعین۔ اس وقت حضرت
خیمہ سے باہر تشریف لائے اور خطبہ دیا
بعد حمد و ثناء الٰہی فرمایا کہ اس طاغیہ
(اشارہ ہے طرف معویہ) نے جو ہمارے
یا شیعوں سے ساتھ برتاؤ کیا اسکو
تم سب جانتے ہو اور دیکھ رہے ہو۔
اب ہم تم سے چند باتوں کا سوال کرتے ہیں اگر ہم
سچ کہیں تو تصدیق کرنا اور اگر غلط کہیں
تو تکذیب کرنا۔ ہماری تقریر کو سنو اور
ہمارے قول کو پوشیدہ رکھو۔ پھر اپنے
شہروں میں جاؤ اور اپنے قبیلہ سے
جسکو قابل اعتماد اور امین سمجھو ان سے
ان باتوں کو بیان کرو جن سے تم واقف
ہو۔ کیونکہ ہمکو خوف ہے یہ دین حق کہیں
محو نہ ہو جائے حالانکہ خدا فرماتا ہے کہ خدا
اپنے دین کا تمام کرنیوالا ہے اگرچہ کراہت
کریں کافرین۔ اسکے بعد حضرت نے

اسقدر تھی کہ موقت الشیوع تھے ورنہ طرح کتابی صورت تھی کہ غیرونکو زیادہ موقع اسکے دیکھنے کا نہین ملتا تھا۔ کیونکہ ضربۃ الشیعہ العدد وغیرہ دوکتابی صورت مین تھے جس سے پھر بھی یہ اسرار مخالفین اسلام سے بہت کچھ مستور تھا۔

۱۹۲۴ء سے بلا وجہ و بلا سبب مولوی عبد الشکور صاحب نے اخبار النجم نکالا جو بالکل اخبار تھا مثل اخبار پیسہ وطن وغیرہ کے جسکو سنی شیعہ آریہ عیسائی سب ہی دیکھتے اور سب ہی سے تبادلہ بھی تھا۔ اسمین جو صفحہ خاص اسی بحث تحریف قرآن مین ہوتا تھا جسکی غرض اصلی تو یہ تھی کہ شیعونکو بدنام کرین کہ یہ تحریف قرآن کے قائل ہین۔ مگر افسوس اونہون نے یہ غلطی بھی کی کہ اپنی روایتین بھی کچھ لکھدین کہ بعد تاویل یا اسکو نکال لے جاوین۔ مگر تاویل ایسی چیز ہے کہ ہر شخص پر اصلی بات کھل ہی جاتی ہے۔

ہمارا حافظہ جہانتک کام دیتا ہے مولوی انشاء اللہ خانصاحب اور مسٹر عبد الحلیم صاحب شرر نے کچھ دبی آواز سے فہمایش بھی کی تھی جسپر اڈیٹر صاحب النجم خوب برسے بھی۔ مگر کسی اور اخبار نویس کو اسکا احساس بھی نہ ہوا کہ کیسی آگ مشتعل ہو رہی ہے جس سے رہا سہا اسلام برباد ہو جائے۔

چونکہ شیعوں پر اعتقاد تحریف قرآن کا الزام تھا لہذا عقلی طور پر مدافعت اسکی شیعوں پر واجب تھی لہذا اسکے مقابل مین ۱۰ محرم ۱۳۲۷ھ سے الشمس طالع ہونے لگا جسمین سال بھر بلکہ ڈیڑھ سال تو صرف اسمین بسر ہوا کہ انکی فہمایش کی گئی اس بحث تحریف قرآن کو چھوڑکر دوسری بحث شروع کیجئے مگر نہ ماننا تھا نہ مانا۔ بلکہ آپنے ایک ایک مضمون کو تین تین چار چار مرتبہ لکھا حالانکہ وہ سب سرقہ تھا ضربۃ الشیعہ کا جسپر خود فخریہ طور پر لکھتے ہین۔

"یہ مضامین النجم کے عام وخاص سب کی نظر سے گذر چکے ہین ہندوستان کا گوشہ گوشہ ان مضامین سے گونج رہا ہے"

اس اشاعت کا پہلا نتیجہ تو یہ ہوا کہ مسٹر اکبر مسیح عیسائی محلہ باندہ نے ایک رسالہ تالیف کیا جسکا نام تالیف القرآن رکھا جسمین یہ دکھلایا ہے کہ قرآن منزل من [illegible] ہے بلکہ صحابہ نے اپنے زمانے کے عابدون زاہدون یہود ونصاری سے عمدہ عمدہ باتین سنکر درج قرآن کیا۔ یہ رسالہ اڈیٹر صاحب النجم کے پاس بھی پہونچا جسکے نسبت خود اپنے اخبار مورخہ جمادی الاولی میں لکھتے ہین "بجواب مولوی عبد الرحیم صاحب محلہ باندہ نے اپنا جواب کے ساتھ وہ رسالہ

عیسائیوں کے بھی بھیجدیے گئے تھے جن میں سے ایک بحث تحریف سے متعلق ہو، ہو تالیف القرآن کا جواب
مفصل جواب اس رسالہ کا انشاء اللہ کسی اور وقت میں لکھا جائیگا ۔
جس سے معلوم ہوا کہ اوسوقت تو نہیں لکھا گیا اور آج ۲ برس ہوے کہ ابھی تک اوسکا جواب
نہیں ہوا۔
دوسرا نتیجہ یہ ہوا کہ اسوقت تک ۲۲ نمبر تنقید القرآن کے اخبار مسافر آگرہ میں نکل چکے جسکا کوئی
جواب بھی اہلسنت کی طرف سے نہ ہوسکا
شیر پنجاب مولوی ثناء اللہ صاحب نے مسلمان میں ۶ دسمبر سے اسکا قصد بھی کیا تو دو نمبر خالی دیکر تیسرے
نمبر مورخہ ۲۰ دسمبر میں لکھتے ہیں بجواب ایک حدیث کے جسے مسافر نے ازالۃ الخفا سے نقل کیا تھا کہ عمر
صاحب نے کہا تجدوا لعد عن آیۃ الرجم فانہا انزلت فی کتاب اللہ وقرءناہا وانما ذہبت
فی قرآن کثیر ذہب مع محمد۔ تمکو آیہ رجم سے دھوکا نہ لگے کہ وہ کتاب اللہ میں نازل ہوئی
اور ہمنے اوسکی تلاوت کی اور تحقیق وہ جاتی رہی ساتھ قرآن کثیر کے جو گیا ساتھ محمد کے۔ یہ عبارت
مسافر ہے۔ اسکے جواب میں اڈیٹر صاحب فرماتے ہیں مسافر کو پہلے تو یہ عادت بھی نہ تھی کہ کسی کتاب کا حوالہ
دیں مگر جب ادہر سے اسپر سخت مواخذات کئے گئے اب اسکو ذرہ ہوش آیا تو اوس نے ازالۃ الخفا کا نام
لیا مگر صفحات کا پھر بھی نام و نشان ندارد تاہم ہمنے اوسکے تمام مواقع تلاش کئے ہیں یہ عبارت منقولہ مسافر
اوس میں نہ ملی۔ آخر مجبور ہو کر ہمنے جوابی کارڈ دفتر مسافر میں لکھا تو بجائے جواب دینے کے کارڈ بھی ہضم
کر گئے جسکا حساب اونکو اپنی جون میں دینا ہوگا۔ دو دفعہ مسلمان میں بھی تقاضا کیا تو صدا بر نخواست
پس اصل جواب تو اسی میں آگیا کہ یہ حوالہ ہی صحیح نہیں جب تک حوالہ نہ دکھاؤ جواب کے مستحق
نہیں ہوئے صفحہ ۲ سے
اصلاح کو تو نہ مسافر سے مطلب ہے نہ اوسکی کسی تحریر سے کیونکہ ہم مومنین انما المشرکون نجس
مشرکین کو نجس العین جانتے ہیں مگر غرض یہ ہے کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کیسا جواب ہے کہ یہ حوالہ ہی
صحیح نہیں جبتک حوالہ دکھاؤ جواب کے مستحق نہ ہوگے۔ مولانا خود ہی تو سطر کے بعد خود ایک
روایت ازالۃ الخفا سے لکھتے ہیں مگر صفحہ ندارد۔ حدیث ما کان من شروط لیس فی کتاب اللہ
فہو باطل لکھتے ہیں حوالہ کتاب و صفحہ سب ندارد۔

ے اس کی تصدیق کرین جیسا کہ آگے ذکر کیا جاویگا۔

اسکا جواب یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے آپ عربی سے ایسے کورے ہین کہ شاید یک حرف بھی نہین جانتے کیونکہ ملل و نحل مین تو یہی ہے وھی خمس فرق کیسانیہ و زیدیة وامامیة وغلاۃ واسمعیلیة ص۱۹۵ برحاشیہ الفصل مصری

یعنی شیعونکے پانچ فرقے ہین کیسانیہ۔ زیدیہ۔ امامیہ۔ غلاۃ۔ اسمعیلیہ تو خمسہ کے معنی ۲۰ فرقے شاید مرزائیون کی لغت مین آیا ہو ورنہ مسلمان اور تمامی اہل علم تو خمسہ کے معنی پانچ جانتے ہین۔

مین خادم مین بہیر وی نامہ نگار تحریر مذکورت ا یہ وار ہون کہ وہ غنیۃ الطالبین بھی ذرہ دیکھ لین جہان فانحصر ثلث وسبعین فرقة عشرة اھل السنة والخوارج والشیعة والمعتزلة والمرجیة والمشبھة والجھمیة والضراریة والنجاریة والکلابیة۔

یعنی ۷۳۔ فرقون کی اصل دس فرقے ہین۔ اہلسنت۔ خوارج۔ شیعہ۔ معتزلہ۔ مرجیہ۔ مشبہہ۔ جہمیہ۔ ضراریہ۔ نجاریہ۔ کلابیہ۔

پس جب ۷۳ فرقے کی خود دس ہین تو آپ ہی ۲۰ کیونکر مطابق ہمچو غنیۃ الطالبین و ملل و نحل آپ مصداق آیہ معلوم ہوئے کہ نہین جو شیعون کی نسبت ۲۰ فرقے ہونیکا دعویٰ کیا۔

(۳) ہمارے ملک مین جو لوگ شیعہ کہلاتے ہین۔ وہ دعویٰ ہے کہ ہم اثنا عشری ہین لو ان کے تمام عمل در آمد سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دوسرے فرقون کے بھی بہت سے عقاید اپنے اندر رکھتے ہین جیسا کہ وہ اپنے کو امامیہ بھی کہتے ہین کبھی فرقہ جعفری بھی کہلاتے ہین کبھی شب عرس کی حقیقت معلوم کرکے ع پردے کے اندر تھے علی پردے کے باہر تھے نبی سے خالی غیبہ بن جاتے ہین کبھی نصاری کی طرح جام محبت علی سے سرشار ہو کر نفیریہ بن کر ع نام خدا خدا کا بھی ہمنام ہے علی۔ بول اٹھتے ہین"

یہ تو بالکل وہی بات ہوئی جو مسٹر اکبر مسیح اور پنڈت بھوجدت صاحب لکھتے ہین کہ حضرت نے قرآن کو یہود و نصاری و دیگر عابدون اور زاہدون سے سُن سن کر جمع کیا ہے کیونکہ بہت سے عقاید و خیالات و حالات قرآن مین ایسے ہین جو یہود و نصاری کی کتابون مین مذکور ہین۔ تو نامہ نگار صاحب ہمکو معاف رکھین بیشک شیعون مین بہت سے عقاید ایسے ہین جو صرف مسلمانون مشترک ہین بلکہ یہود و نصاری مین بھی پائے جاتے ہین جیسے نسبت خود علمائے اہلسنت کا

دیکھا تھا نہ کہ خفیفہ معراج ہوئی ہو جیسا کیا خوب لکھا ہے شیخ عبد الحق دہلوی نے در چنین حدیث عائشہ کہ ما فقد جسم محمد کہ متمسک آن طائفہ است کہ میگویند اسرا در نوم بود از روے معائنہ و مشاہدہ است زیرا کہ عائشہ در آن زمان نزد آنحضرت نبود و در سن ضبط و حفظ ہم نبود بلکہ شاید کہ متولد نشدہ باشد مدارج جلد اول

پس جب عائشہ ایسی جھوٹی حدیث بیان کریں کہ اپنی ولادت کے قبل کے حالات کو اس طرح چشم دید بتائیں۔ تو ایک شاعر نے اگر یہ لکھ دیا ع پردے کے اندر تھے علی پردے کے باہر تھے نبی" تو آپ کیوں چڑتے ہیں۔

مدارج النبوۃ ملاحظہ ہو در بعض روایات آمدہ کہ استادہ کردہ شد بر درختے از درختان بہشت کہ نبود در بہشت درختے احسن و اطیب ازان پس بخورد از ثمرہ وے و گشت نطفہ در صلب وے کہ چون فرود آمد بر زمین موافقت کرد خدیجہ پس بار دار شد بفاطمہ صفحہ ۹۲

ان دونوں روایتوں سے آپ کو معلوم ہو گا کہ خاندان رسالت کو کس درجہ کا تعلق معراج سے کہ رسول اللہ تو خود معراج کیلئے تشریف لیگئے۔ وہاں جا کر عرش اعظم پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی دیکھا۔ پھر حضرت نے میوہ جنت تناول فرمایا جس سے جناب سیدہ کی ولادت ہوئی۔

اوسی کے ساتھ آپکو عائشہ کا کذب دروغ بھی معلوم ہوا کہ اوسوقت پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں مگر فرماتی ہیں کہ حضرت کا جسم ہمارے پہلو سے نہیں غائب ہوا۔ انصاف کیا ہے سب جھوٹے ہیں ان کو بخار بھی نہ آیا۔

اسی واقعہ سے آپکو اسکی بھی اصلیت معلوم ہوگی جو مشہور کیا جاتا ہے کہ حضرت کے اس کلام کی تصدیق ابوبکر نے کی جس سے وہ صدیق کہلائے حالانکہ اوسوقت عائشہ ... [illegible] جو یہ روایت ... [illegible] اہلسنت کے قائل ہوئے کہ حضرت کو معراج ... [illegible] ... [illegible] مولوی تفسیر صفحہ ...

شاعر نے جو لکھا ہے پردے کے اندر تھے علی باہر تھے نبی اگرچہ شاعرانہ کلام ہے مگر اوسکی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے ... اہلسنت ... [illegible] ... جو خوب لکھا ہے ... [illegible]

صحابہ کو عام حکم دیدیا تھا جس قسم کی حدیث فضائل جناب امیرؑ میں لوگ بیان کرتے ہیں ویسی قسم کی حدیثیں خلفائے ثلثہ کیلئے بھی بنی چاہییں پھر کیا تھا۔ حدیث پہ حدیث ڈھلنے لگی چنانچہ رسول اللہ کی اس حدیث کا پورا انتقام لے لیا گیا جو حضرت نے فرمایا تھا عرش پر حضرت علیؑ کا نام دیکھا ملاحظہ ہو مدارج النبوۃ ص ۱۹۳

در آمدہ است کہ سطبرے ہر حجاب پانصد سالہ راہ بود در پیش ماند وہمہ راہ امداد و اعانت صمدانیت جل و علی قطع کرد حیرتے و وحشتے و جلال و عزت و کبریا پیش آمد منادی بلغت ابی بکر الصدیق ندا در داد کہ قف یا محمد فان ربک یصلی بفکر در رفت کہ این آواز ابی بکر از کجا آمدہ

پھر لکھتے ہیں ناگاہ ندای شنیدم بلغتے کہ مشابہ بلغت ابی بکر است کہ میگوید قف فان ربک یصلی پس تعجب کردم از اینکہ ابی بکر اینجا از کجا آمد ص ۱۹۳

لیوں صاحب جب آپکے ابوبکر منادی بنکر حجاب قدرت کے پاس پہونچ گئے جنہوں نے خدا کو بھی نمازی بنا دیا کہ خدا دوسرے خدا کی عبادت کر رہا ہے تو جناب امیرؑ کے اندرون پردہ ہونے پر آپکو کیوں تعجب ہوتا ہے حالانکہ اس مضمون کی جو روایت ہوگی وہ ضرور صحیح ہوگی کیونکہ موضوعیت روایت وجود ابوبکر کا پردہ تو اسی سے کھل گیا کہ خدا کو اس نے نمازی بنا دیا۔

آپنے جو اس معراج پر تعریض کی ہے اوسکی حقیقت تو پوری طور پر کھل گئی اب اپنے صحابہ کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ اس معراج نے اونپر کیا اثر کیا تاریخ خمیس میں ہے وارتد ناس ممن کان امن بہ وصدقہ یعنی جو لوگ حضرت پر ایمان لاچکے تھے اکثر اون میں سے مرتد ہو گئے۔ پھر صفحہ ۳۰۵ میں ہے عن عائشۃ انہا لما قالت اسری بالنبیؐ اصبح یحدث بذلک فارتد ناس ممن کان امن بہ وضعف ایمانہم والیہ اشار بقولہ وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس یعنی حضرت نے جب صبح معراج حالات بیان کرنے شروع کئے تو بہت سے لوگ جو ایمان لائے تھے وہ مرتد ہو گئے اور ایمان اونکا ضعیف ہوگیا جس کی طرف خدا اشارہ کرتا ہے کہ جو خواب ہمنے تجھے دکھایا وہ فتنہ ہے آدمیوں کے لئے۔

اس حدیث میں بھی بی بی عائشہ اپنے اوسی خیال کو ظاہر کر رہی ہیں کہ معراج نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ حضرت نے خواب دیکھا تھا حالانکہ سبکو معلوم ہے یہ آیۃ تسلط بنی امیہ کے بارے میں ہے۔

مگر ہمکو اوس سے بحث نہین کیونکہ ابوبکر کا ارتداد تو بخوبی ثابت ہے جسکو یہ لوگ سابق الایمان
کہتے ہین کیونکہ بیٹی جتنا اپنے باپ کا حال جان سکتی ہے اوتنا کسی دوسرے کا حال کیا جان سکتی ہے
نہ معلوم مصحح نامہ خدا خدا کے بھی ہمنام ہین علی" کیونکر موردِ عتاب قرار پایا جبکہ قرآن مین
آجتک انہ علی حکیم موجود ہے تو پھر جناب امیر کے ہمنام جناب احدیت ہونے مین کیا عذر
ہے۔

(باقی آیندہ)

اسلامی یونیورسٹی کے پروگرام پر تنقیدی نظر

مجوزہ اسلامی یونیورسٹی کے پروگرام کا خاکہ جو ۲۰ فروری کے انڈین ڈیلی نیوز مین کھینچا گیا ہے اور رائٹ
انربیل سید امیر علی کی عالی دماغی کا ایک عمدہ نتیجہ مین نے اوسے دیکھا اور بہت غور سے دیکھا اگرچہ
اوسپر ابھی سے رائے زنی شاید قبل از وقت سمجھی جائے کیونکہ ابھی وہ بالکل ناکامل اور ایک
جسم کے پرتو یا ایک روشنی کی شعاع سے زیادہ وقعت نہین رکھتا مگر پھر بھی چونکہ خاکہ ہے اور جس
طرح دھوئین سے آگ اور آہ سے دردِ دل کا پتہ لگتا ہے۔ سالیکہ نیکوست از بہارش پیداست کچھ
نہ کچھ جھلک ابھی سے معلوم ہوتی ہے اور روشنی مین لانیکے قبل اوسکے تصفیہ کی ضرورت ابتدا ہی
سے محسوس ہوتی ہے۔

اسلامی یونیورسٹی کے قائم کرنے کی خوبیون سے بحث کرنیکی تو ضرورت نہین یہ بالکل واضح ہے کہ اس سے
اسلامی دنیا کو چار چاند لگ جائین گے اور جو لوگ اسمین سعی کر رہے ہین اونکے نام نامی خصوصاً
ہز ہائنس سر آغا خان کا نام ہندوستانی اسلامی تاریخ کے صفحات پر آب زر سے بہت موٹے حرفون
مین لکھا جائیگا مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ جو خاکہ رائٹ انربیل سید امیر علی نے کھینچکر دکھایا ہے وہ کس حد تک
اسلامی یونیورسٹی کہلانیکا مستحق ہو سکتا اور جو نقشہ اس معرکہ کا پیش کیا ہے وہ کہانتک اسلام
کی فتح و شکست کا ذمہ دار ہو سکتا ہے۔

یہ بالکل کھلی ہوئی بات ہے اور اصول موضوعہ ہی داخل بلکہ علوم متعارفہ مین شامل ہے کہ مذہب کی
ترقی اوسی وقت تک ترقی کہلا سکتی ہے جب تک اوسکے اصول اصلی چال پر برتے جائین اور مادہ کے
ارکان کی جزئی پابندی کیجائے ورنہ وہ ترقی ہرگز اوس مذہب کی ترقی نہین کہلا سکتی ہے مثلاً اگر

کوئی نصرانی شخص محمد مصطفے کی نبوت کا قائل ہوکر کسی قسم کی ترقی کرے تو پھر کوئی عاقل یہ نہین کہہ سکتا کہ ایک نصرانی نے ترقی کی بلکہ وہ اسکا مستحق ہوگا کہ ایک مسلمان نے ترقی کی یا مثلاً اگر کوئی مسلمان خدا کو بھولکر مادہ کا بندہ بنے اور اسکا قائل ہو کہ تمام چیزون کا خالق مادہ یا طبیعت ہی ہے تو اگرچہ وہ ظاہری طور پر تمام آثار مسلمانون کے رکھتا ہو مگر ووسے یہ نہین کہہ سکتے ہین کہ ایک مسلمان نے ترقی کی بلکہ یہ کہا جائیگا کہ ایک نیچری نے ترقی کی -

اس تمہید سے ناظرین خود نتیجہ پر پہنچ گئے ہونگے کہ اسلامی یونیورسٹی قایم ہوتی ہے تو ابتدا ہی سے اسکا لحاظ رکھنا نہایت ضروری ہے کہ اسلام کے ارکان ہلنے نہ پائین اور اوسکی بنیاد مین کسی قسم کا تزلزل نہ آنے پاے -

رائٹ آنریبل کی یہ تجویز کہ اعلی تین شاخین ہونی چاہیے ایسی اعلی تجویز ہے کہ اس سے بہتر دوسری تجویز ہو ہی نہین سکتی اور مین اس سے حرف بحرف اتفاق کرتا ہون -

علوم قدیمہ کے دوسرے حصے مین تمام اون علوم کی تعلیم جن پر اسلامی قوانین و شریعت مبنی ہین یہی ایک نہایت قابل قدر راے ہے اور پھر اوسکے ساتھ تحصیل زبان انگریزی ایک مناسب حد تک سونے مین سہاگہ ہے کیونکہ میرے خیال مین انگریزی زبان کے حاصل کرنے کی ضرورت عوام یا دنیا دارون کے بہ نسبت علما یا (دینی) کو کہین زیادہ ہی مین صاف لفظون مین کہتا ہون کہ ایک عالم دین اسلام کو اردو و فارسی زبان مین جتنا فائدہ پہونچا سکتا ہے اوس سے کہین زیادہ انگریزی زبان جانکر ترقی دیسکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ عالم ہو اور اسلام کے تمام ارکان و اصول کو اچھی طرح سمجھتا ہو ورنہ ترقی معکوس ہوگی اتنا عرض کرنیکے بعد مین یہ کہنے کی جرات کرتا ہون کہ رائٹ آنریبل یا دیگر حضرات ممبران اس شاخ مین عربی کو اعلی زینہ تک پہونچائین اور اوسکے کسی پہلو کو نظر انداز نہ کرین اگرچہ رائٹ انریبل کے الفاظ بہت جامع اور تشفی بخش ہین مگر مجھے ڈر معلوم ہے کہ عملی جامہ پہنانے کے وقت ان الفاظ کا مصداق صرف زبان دانی یا چند معمولی کتابین نہ رہجائے اور اوسکا حاصل کرنے والا اپنے کو ایک ہمہ دان عالم سمجھنے لگے اور حقیقت مین کچھ نہو بلکہ اگر وہ اس شاخ کو لے تو واقعی دین اسلام کا ایک عالم ہو -

اسکے بعد مین اتنا اور کہنے کی جرات کرتا ہون کہ علوم قدیمہ کے ساتھ ساتھ فلسفہ جدید اور قدیم

اوسکے قواعد کالحاظ کرکے علم کلام کی جدید تصنیف شدہ کتابین بھی ضرور داخل کی جائین ورنہ محض علوم قدیمہ کی تعلیم اسوقت اسلام کیلئے چندان مفید نہوگی ان دونون فنون کی تعلیم علوم قدیمہ کیساتھ اسلام کے واسطے جسقدر ضروری ہے بیان کی ضرورت نہین اور مین امید کرتا ہون کہ رائٹ انریبل اسکو پسند کرینگے۔

علوم جدیدہ کے ضمن مین جتنی چیزین رکھی گئی ہین بہت مناسب ہین لیکن مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ رائٹ انریبل نے باوجودیکہ ترکی و فرانسیسی و جرمن و اطالی و روسی زبان کو اسمین شامل کیا ہے فارسی زبان کو کیون بالکل نظر انداز کردیا حالانکہ اسکو اسلام سے ایک خاص تعلق ہے کیا فارسی زبان جرمنی و اطالی و فرانسیسی سے بھی گئی گذری ہوگئی۔

مین دعوی سے کہسکتا ہون کہ جسطرح رائٹ انریبل نے عربی زبان کی تعلیم کو بلحاظ قدیم و متبرک ہونیکے اس شاخ مین ضروری طور پر شامل کیا ہے فارسی زبان کو بھی دونون حق قریب قریب عربی کے حاصل ہے کیونکہ اوسکی قدامت سے قطع نظر کرکے جو ایک مانی ہوئی بات ہے عربی کے بعد جتنی اسلامی امور فارسی زبان مین ہین ہرگز کسی دوسری زبان مین نہین اور اسی سبب سے وہ اسلامی زبان کہلا سکتی ہے اسکے علاوہ فارسی زبان مین بعض وہ باتین بھی پائی جاتی ہین جو عربی یا کسی دوسری زبان مین ابتک نہین پائی گئین پھر کوئی وجہ نہین کہ فارسی زبان سے بالکلیہ چشم پوشی کیجاے اور اگر ان تمام باتون سے منہ پھیر لیا جاے تو کم از کم اتنا خیال کرنیکی بات ہے کہ جس طرح جرمنی اطالی فرانسیسی دنیا کے ایک ایک ٹکڑے کی زبان ہے اوسی طرح فارسی بھی زمین کے ایک بڑے حصہ کی زبان ہے بہر حال مین رائٹ انریبل سے سفارش کرتا ہون کہ اس شاخ مین فارسی زبان کو بھی ضرور شامل کرلین۔

آخر مین یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہون کہ اس شاخ مین دینیات کی تعلیم بھی ایک ضروری چیز قرار دیجاے کیونکہ اسکے بغیر طلبہ کے اخلاق درست ہونگے۔ اور نہ اونکا اسلام ہی صحیح مرکز پر قائم رہ سکتا ہے بلکہ سچ تو یون ہے کہ سلطنت کے ساتھ وفاداری اور وحشیانہ حرکت کا ترک بغیر دینیات کی تعلیم کے ناممکن نہین تو دشوار ضرور ہے۔

تیسری شاخ طبعیات وصنعت کی ہے اسکا مفید ہونا تو بالکل اظہر من الشمس ہے خصوصا انڈ

انریبل کی یہ رائے کہ شاخ ادنی کی تعلیم اردو مین ہوگی۔ گویا سوکھی زرد کھیتی مین پانی دینا ہو
کہ اوسکے ہوتے ہوئے اکبارگی لہلہا اوٹھیں کیونکہ اس مین اس بات سے قطع نظر کرکے کہ ہماری مفلس و
محتاج قوم چندہی روز مین انشاء اللہ مالدار ہو جائیگی ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اردو
زبان مین نئے سر سے ایک تازہ جان آجائیگی اور پھر یہ کسی کے مٹائے نہ مٹے گی۔

آخر مین رائٹ انریبل کا یہ فرمانا کہ نماز جماعت شامل ہو کر نظم کالج کے واجبی ولازمی ہوگی نہایت باوقعت
جملہ ہے کیونکہ اس سے اسلامی یونیورسٹی کی شان دوبالا نظر آئیگی اور ہر شخص نہایت خندہ پیشانی سے
یہ کہتا ہوا دکھائی دیگا کہ یہ اسلامی یونیورسٹی ہے مگر اوسکے بعد ہی رائٹ انریبل کی یہ تجویز کہ زمانۂ رمضان
مین روزہ پر اصرار ضروری نہین ہے نہایت افسوسناک جملہ ہے کیا رائٹ انریبل کو یہ معلوم نہین کہ
اسلام کے پانچ ارکان مین جسطرح نماز داخل ہے اوسی طرح روزہ بھی ایک رکن اعظم ہے پھر نماز کیواسطے
یہ تاکید اور روزہ کی طرف سے یہ بے پروائی کسقدر اسلام کی شان سے بعید ہے یہی وہ باتین ہین
جن سے علیگڈہ پارٹی ہمیشہ بدنام رہی اور مذہبی پیشواؤن نے اوسے اچھی نظر سے کبھی نہین دیکھا
مین دعوی سے کہہ سکتا ہون کہ اگر اس یونیورسٹی نے خدانخواستہ اسکا التزام کرلیا تو ہرگز یہ یونیورسٹی
اسلامی یونیورسٹی کہلانے کی مستحق نہین ہوگی بلکہ اوسکا لقب مخرب اسلام رکھنا بہت زیبا ہوگا۔ رائٹ
انریبل کو کم از کم اتنا خیال کرلینا تھا کہ ہز ہائینس سر آغا خان بالقابہ کی توجہ پر جو اہل اسلام اسطرح جی کھولکر
اتنے روپے دیے ہین یہ فقط ہز ہائینس کی کوشش کا نتیجہ نہین بلکہ یہ اوس غیب اسلام کے نام کا کرشمہ
ہے جسنے ایک نہ رکنے والا جوش اہل اسلام مین پھیلا دیا ہے اور اس سرگرمی سے لوگ اسمین شرکت
کر رہے ہین پھر کسقدر حسرتناک یہ بات ہوگی کہ جس اسلام کی بدولت اس یونیورسٹی کا قیام ہو جس اسلام
کے سایہ مین یہ یونیورسٹی پروان چڑھے جسکے ہاتھون اوسکی عمارت قائم کیجائے اوسکے ایک اعلی رکن سے
بے پروائی کرکے اوسکے خون سے یونیورسٹی کا گارا بنایا جائے۔ افسوس صد افسوس مین نہایت لجاجت
سے رائٹ انریبل سے اسکی امید کرتا ہون کہ وہ اپنے اس آخری جملہ کو واپس لینگے اور اسکے عوض یہ تجویز
کرینگے کہ زمانۂ رمضان مین روزون پر اصرار ضروری سمجھا جائیگا ورنہ مجھے خوف ہے کہ اگر یہ بات مشتہر ہوئی
تو ایسا نہو کہ جن اہل اسلام نے روپے دیے ہین وہ یہ دیکھکر کہ اسطرح اسلام کے ایک اعلی رکن کو مٹتے دیکھکر
غیرت مین آجائین اور روپیہ دینے سے دست کش ہو جائین۔

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم — تو خواہ از سخنم پند گیر و خواہ ملال

والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ — راقم آثم فرمان علی مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ

اصلاح۔ اصل اسلامی یونیورسٹی سے تو کسیکو اختلاف نہین کل مسلمان اس رائے سے متفق ہین مگر اصل وجہ یہی اختلاف ہے کہ امور شرعی مین مداخلت کیجاتی ہے لہذا جو لوگ اہل ایمان ہین وہ اون تدبیرونکے خلاف ہین جس سے اسلام محو ہو جائے اگرچہ دنیوی ترقی کسیقدر ہو شکر خدا کہ دوسرے مسلمانون نے بھی اسپر توجہ کی شرف مین بھی اسکی بحث شروع کردی گئی ہے خدا ہم سبکی ہدایت کرے۔ اڈیٹر

ایک غریب شیعہ کی فریاد

فرشتو ہٹ کے بیٹھو گنبد گردون ہلاتے ہین — ہمارے نعرۂ دل آسمان سر پر اوٹھاتے ہین

تمام ہندوستان مین علیگڈھ کالج جسمین لاکھون روپیہ شیعہ قوم کا بھی ہے بچون کی تربیت و تعلیم کا نتیجہ خصوصاً متعلق دینیات اظہر من الشمس ہے کہ جس سے اخباری دنیا شاہد ہے کوئی صاحب فارغ التحصیل نماز ہی کو واجب نہین جانتے کوئی صوم کو جب خدا کہا انکو دے تو کیون بھوکھون مرین سے تعبیر کرتے ہین کوئی صاحب معرکہ کربلا کی نسبت یہ کہکر دلکو سمجھا لیتے ہین کہ دو بادشاہ آپسمین لڑے ایک کو فتح دوسرے کو شکست ہوئی اور نیچرل اصول ہے کہ جب دو لڑینگے تو ایک جیتیگا دوسرا ہاریگا پھر ہمین نہ حسینؑ سے واسطہ ہے نہ یزید سے۔ غرضکہ بعض بعض تو بالکل کامل الایمان ہوکر فارغ التحصیل ہوتے ہین سبب جو سمجھ مین آسکتا ہے کہ ہمارے یونیورسٹی مین کیا تعلیم ہوگی اور کیا نتیجہ ہوگا کیونکہ جن بعباسی یونیورسٹی مین کتاب المعاویہ۔ الیزید۔ عمر بن سعد۔ آل ابن ملجم اور آل جمیع خلفاء بنی عباس و بنی امیہ کی تعلیم ہوگی۔ اسکی ضرورت نہین کہ تفصیل بھی عرض کیجاوے زمانہ شاہد ہے شیعہ قوم بھی کیا بھولی بھالی قوم ہے خدا اسکو سلامت رکھے اور روز دونی رات چوگنی ترقی دے ذرا بھی کسیوقت حضرت یوسف و برادران یوسف کا قصہ نہین یاد کرتی۔ قاعدہ ہے کہ قلت کو کثرت دبا دیتی ہے اور صحبت کا اثر بھی مسلم الثبوت ہے بالفرض یونیورسٹی مین شیعہ طلبا کا داخلہ اعلیٰ بھی ہوا تو یہ [illegible] ممکن نہین مگر قدرے مشکل ضرور ہے تو فیصدی پانچ وہ بھی مذکورہ بالا بانی علم سے آراستہ ہونگے بس شیعہ صاحبان اولو العزم چندہ دہندگان سے عرض ہے کہ جناب عالی کی گاڑھی کمائی کا روپیہ دیتے وقت صرف اسقدر زبان مبارک سے فرما دیا کرین کہ اس مظلوم فرقہ کے مذہب کا بھی خیال رکھا جاوے تا کہ تباہی و ہمہ

کے وقت کچھ اس فریاد کا اثر ہو۔ گو ہونا وہی ہے جو ہو گیا اور ہو گا۔ تاہم اس حجت تمام کرنے سے غالباً اس بابت حسب کتاب مین دیر نہ لگے ورنہ شیعہ طلبا کیلئے اس طریقہ تعلیم مین روپیہ صرف کرنا ضرور باعث پرسشش و دار و گیر ہو گا۔ حاکم حقیقی کے سامنے دنیاوی نام و نمود کچھ کام نہ دیگا

اگر فی زمانہ رسالہ جات شیعہ۔ اصلاح۔ الشمس۔ المعارف و اخبار گوہر بار اثنا عشری (خدا ان کی عمرون مین برکت عطا کرے) کا وجود نہ ہوتا تو علاوہ اور راو رفتوں و آفتوں کے ہر مہینہ یہ معلوم ہوتا رہتا کہ اسقدر شیعون نے دوسرا مذہب اختیار کیا آج اسقدر آریہ ہوے آج اسقدر قادیانی و وہابی ہوئے۔

کاش اسکا عشر عشیر بھی ایسی تعلیم مین صرف ہوتا کہ جس سے دین و دنیا دونون بنتے مذہب کی ترقی ہوتی مذہب پر جو ہر چہار جانب سے ناجائز حملے ہو رہے ہین اونکی روک تھام ہوتی جس نے ہم ماسیوں نے اپنی جان و مال و اعزا و اقربا حتی کہ شیر خوار بچہ تک قربان کیا اپنے مخدرات عصمت و طہارت کا اسیر ہونا۔ بیمار فرزند کا پابزنجیر ہونا گوارا فرما لیا اوسکے بجائے عزاداری مین یا اور کسی بیجا طریقہ انسداد مین صرف ہوتا

کیا خوب جناب صفی صاحبنے فرمایا ہے۔

ایک قومی چاہیے ہر قوم کو تعلیم گاہ	ہے یہی شایستہ قومونکی روش بے اشتباہ
کیون نہین کرتے ہم آخر اپنی حالت پر نگاہ	کون سی شی ہے ترقی مین ہماری سدراہ

سو اسے عدم اظہار دنیاوی جاہ و وقار اور کچھ سدراہ نہین اسلئے کہ یہ زمانہ بنی امیہ و عباس کا زمانہ نہیں ہے ہم خوش قسمتی سے ایسی عادل و رحیم گورنمنٹ کے زیر سایہ ہین کہ جسکا مثل و نظیر نہین۔ مگر ہم ہین کہ اپنے ہی ہاتھون اپنی جڑ کاٹے بیٹھے ہین خسر الدنیا و الآخرہ کا مضمون ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

موالی حسین نصیر آباد

قبول حق جناب سید عالمگیر حسین صاحب قصبہ دسوہا ضلع ہوشیارپور سے ۲۱ اکتوبر کو لکھتے ہین بتعلیم و تلقین خلیفہ صاحب سائین محمد شاہ صاحب تکیہ آدہ والون کے حسب ذیل حضرات نے مذہب حق قبول کیا ہے اصلاح فرما کر شکر گذار کیجئے۔

(۱) جھنڈو ولد شادی قوم تیلی سکنہ اور مڑ تہانہ ٹانڈہ تحصیل دسوہا ضلع ہوشیارپور (۲) رحمت علی ولد امام بخش تیلی سکنہ ایضاً (۳) خدا بخش ولد تھو تیلی سکنہ ایضاً (۴) امام الدین ولد شادی تیلی سکنہ ایضاً

(۵) غلام حسین ولد خدا بخش تیلی سکنہ ایضاً (۶) بشارت ولد تھو تیلی سکنہ ایضاً (۷) طالب حسین ولد خدا بخش تیلی سکنہ ایضاً (۸) غلام حسن ولد امام الدین تیلی سکنہ ایضاً (۹) محمد حسین ولد امام الدین تیلی سکنہ ایضاً (۱۰) فقیر حسین ولد تھو تیلی سکنہ ایضاً (۱۱) علی بخش ولد جوا تیلی سکنہ ملکوشہ تھانہ ٹانڈہ تحصیل دسوہا ضلع ہوشیارپور (۱۲) عبد الغفور ولد محمد بخش قوم موچی سکنہ اوڑ تھانہ ٹانڈہ تحصیل دسوہا ضلع ہوشیارپور (۱۳) امام بی بی زوجہ خدا بخش تیلی سکنہ اوڑمڑ تھانہ ٹانڈہ تحصیل دسوہا ضلع ہوشیارپور۔ (۱۴) جان بی بی زوجہ امام الدین ذات وسکونت ایضاً (۱۵) مسماۃ جھنڈو زوجہ تھو تیلی سکنہ ایضاً (۱۶) بھاگ بھری زوجہ فقیر حسین ذات وسکونت ایضاً (۱۷) مسماۃ جم بھی زوجہ محمد بخش قوم موچی سکنہ ایضاً (۱۸) محمد بخش ولد سپاہیا قوم موچی سکنہ ایضاً۔

جناب سید علمدار حسین صاحب ریاست بھوپال سے بعد ذکر حالات محرم و چہلم کہ جناب حکیم سید حسن علی شاہ صاحب کے اہتمام سے خوب مجلسیں ہوئیں محرم بھی ادا ہوا کیا میر ناصر علی صاحب انسپکٹر نے رپورٹ بھی خلاف کی ہے لکھتے ہیں کہ صادقپور میں جناب سید جمال شاہ صاحب ذیلدار و جناب سید حیدر شاہ صاحب نمبردار چک سید رشاہ نے مذہب حق قبول کیا ہے اسکے علاوہ ایک عورت مسماۃ اللہ دسائی نے بھی مذہب حق قبول کیا

غلام حسین سابق رام چند ولد سردار رام قوم ربواسی موضع محمد پور رسال تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ حال وارد کبیروالا ضلع ملتان لکھتے ہیں میں نے تعلیم خریدار اصلاح ۱۲۹۹ سے اسلام حق قبول کیا اور اپنی جرم کو حق کی طرف مائل نہیں چھوڑتا ہوں مومنین سے امیدوار دعا ہوں۔

اصلاح مومنین اگر کوشش کریں تو بہت کچھ کامیابی ہو سکتی ہے اعانت فنڈ کی ضرورت روز بروز ترقی کرتی جاتی ہے

اعانت ایران

الحمد للہ کہ ہماری فریاد اس بارے میں خالی نہیں گئی۔ مگر افسوس ہے کہ ہنوز ہماری قوم کو اپنی ضرورت نہیں محسوس ہوتی۔ راجہ محمود آباد۔ نواب فتح علی خان بہادر کو فیڈرل امداد سے فرصت نہیں پھر کون ہے جو ایران کی خبر لے۔

ہمارے مخالفین نے صرف آج ہی ہمیشہ سے اسلام کو تباہ کیا اپنی ظاہری وجاہت و جمعیت سے ایسے ہو گیا کہ بد صفت دشمنی عداوت و بغض و عناد سب اوس جمعیت میں چھپے ہوئے ہیں۔ بہرحال گذشتہ نمبر میں ہم کچھ نہ ہونے سے کچھ بہتر ہے جنہوں نے جزئی اعانت سے قوم کی آبرو رکھ لی۔ اگرچہ یہ آبرو بھی بے آبروئی سے بدتر ہے کہ کچھ تو ہو نہ کچھ سہی۔

حسب ذیل رقمیں اور آئی ہیں جو درج ذیل ہیں۔ دفتر [illegible] سے جناب سید غلام قاسم صاحب

دو مہر جناب سید بخش صاحب چپراسی سے ، جناب حاجی میر ظاہر حسین صاحب پچاتک اسلام ، جناب سید احمد علی صاحب از کرہان بذریعہ چندہ مومنین لعہ ۔ جناب مرزا مظفر علی صاحب قانونگو جالونش بابت تقویت ایران ۔ بابت شہداے تبریز میزان ماسے باقی تحویل اصلاح للعہ میزان کل ماعہ تفصیل خرچ ۔ منی آرڈر بنام موید الاسلام مدیر حبل المتین مہعہ بنام حجۃ الاسلام آقا شیخ محمد کاظم خراسانی دام ظلہ ماعہ میزان ماعہ باقی للعہ

نوٹ ۔ اگرچہ ہمکو غیرت معلوم ہوتی ہے کہ اعانت ملک ایران میں اس جزئی رقم کا اعلان کریں جو ہمارے ایک معمولی درویش کے بھی لائق نہیں ۔ مگر یہی اونہیں ٹھیکا نتیجہ ہے جس سے ہماری ساری دولت انہیں کی تربیت و تعلیم میں صرف ہوتی ہے اور ہم یونہی منہ تکتے رہتے ہیں ۔ اڈیٹر ۔

تفصیل چندہ دہندگان بذریعہ جناب سید احمد علی صاحب موضع کرہان دام عزہ

چند حضرات اہلسنت والجماعت قصبہ محمد آباد گوہنہ منجانب کمیٹی اسلامیہ کرہان مہ
جناب شاہ کبیر عالم صاحب محلہ شیخوارہ ۶ جناب سید علی جعفر صاحب مہ
عبد الرحمان خان ساکن گوہنہ ملازم جناب سید مہ جناب سید علی وصی صاحب خلف جناب سید ؎
علی جعفر صاحب کرہان ؎ علی جعفر صاحب موصوف
موضع کرہان تحصیل محمد آباد گوہنہ چند حضرات شیعہ اہلخانہ جناب سید علی وصی صاحب موصوف مہ
جناب سید احمد علی صاحب خلف جناب مولوی سید ۶ جناب سید محمد صاحب خلف جناب سید علی جعفر ۶
محمد داؤد صاحب زنگی پوری صاحب موصوف
والدہ جناب سید احمد علی صاحب موصوف مہ اہلخانہ جناب سید محمد صاحب موصوف مہ
جناب حکیم سید زکی حسین صاحب ۶ جناب سید احمد علی صاحب خلف جناب سید مہ
جناب سید عنایت حسین صاحب و سید فرحت حسن مہ علی جعفر صاحب موصوف
صاحب خلف جناب حکیم سید زکی حسین صاحب موصوف اہلخانہ جناب سید احمد علی صاحب موصوف عہ
والدہ جناب حکیم سید زکی حسین صاحب موصوف ۶ سلامت خان ۴ر
جناب سید ارتضا حسین صاحب مہ منگر خان ۴ر
جناب سید محمد یونس صاحب زنگی پوری عہ اکبر خان ۴ر
سید ظہیر الحسن صاحب و سید نذر حسن صاحب عہ محمد عباس ۴ر
خلف سید محمد یونس صاحب موصوف حیا قر خان ۴ر
والدہ جناب سید محمد یونس صاحب موصوف ۶ عاشق خان ۴ر
والدہ جناب سید محمد زکریا صاحب مہ قاسم خان ۱ر

ہے کہ اہل جاہلیت بروز عاشورا روزہ رکھتے تھے تو ابن حجر لکھتے ہیں وھذا الاخیر لا دلالة فیہ علی رد ما قال ابن درید۔ یعنی اس حدیث کے ذریعہ سے قول ابن درید نہیں باطل ہوسکتا۔ جس سے اچھی طرح معلوم ہوا کہ اصل روایت موضوع ہے۔

تیسری روایت بخاری کی یہ ہے عن حمید بن عبدالرحمن انہ سمع معویہ بن ابی سفیان یوم عاشورا عام حج علی المنبر یقول یا اھل المدینة این علماء کم سمعت رسول اللہ صلعم یقول ھذا یوم عاشوراء ولم یکتب اللہ علیکم صیامہ وانا صائم فمن شاء فلیصم ومن شاء فلیفطر۔

یعنی جس سال معویہ نے حج کیا تو منبر رسول پر جا کر روز عاشورا کہا اے اہل مدینہ تمہارے علما کہاں ہیں میں نے رسول اللہ سے یہ سنا ہے یہ روز عاشورا ہے خدا نے اسکا روزہ واجب نہیں کیا اور ہم روزہ سے ہیں جسکا جی چاہے روزہ رکھے جسکا جی چاہے افطار کرے۔

اس حدیث نے پہلی سب حدیثوں کو خاک میں ملا دیا کیونکہ راوی اسکے معویہ خلیفہ اہلسنت ہیں جو منبر رسول پر جا کر اس اعلان سے یہ حدیث بیان کر رہے ہیں کہ حضرت نے فرمایا روزہ عاشورا واجب نہیں ہے جسکا جی چاہے روزہ رکھے یا نہ رکھے۔

ابن حجر لکھتے ہیں ھو کلہ من کلام النبی صلعم کما بینہ النسائی فی روایتہ وقد استدل بہ علی انہ لم یکن فرضا قط

یعنی پوری حدیث کلام رسول اللہ ہے جیسا کہ نسائی نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے اور استدلال کیا ہے اس سے کہ کبھی بھی یہ روزہ فرض نہ تھا۔

تو اب کل حدیثیں اس سے باطل کی جاتی ہیں کیونکہ ان سب سے فرضیت صوم عاشورا ظاہر ہے اور یہاں حضرت نص صریح فرماتے ہیں کہ یہ واجب نہیں ہے

ابن حجر نے یہاں بہت کچھ ہاتھ پیر مارا ہے اور چاہا ہے کہ اس حدیث کو رد کریں مگر ان سے صلح العطار ما افسدہ الدھر پہلا جواب یہ دیا ہے ولا دلالة فیہ لاحتمال ان یرید ولم یکتب اللہ علیکم صیامہ علی الدوام کصیام رمضان وغایتہ انہ عام خص بالادلة الدالة علی تقدم وجوبہ

یعنی اسمین یہ احتمال ہو کہ حدیث کا مطلب یہ ہو کہ حدیث اس روزہ کو بطور دوام نہین واجب کیا جیسا رمضان کا روزہ واجب ہے۔ غایۃ الامر یہ ہو کہ حدیث عام ہے جو خاص کر دی گئی ہے ان دلیلون سے جو دلالت کرتی ہین تقدم وجوب پر۔

مگر کوئی اس عقلمند سے پوچھتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس صراحت سے فرماتے ہین کہ اسکا روزہ واجب ہی نہیں کیا گیا تو آپ یہ معنی بیان سے نکال رہے ہین کہ مثل روزہ رمضان نہیں واجب ہے کیونکہ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاف ہے واجب ہی نہین کیا گیا۔ پھر استمرار وغیر استمرار کو اسمین کیا دخل

یہان تو بجز اسکے کوئی چارہ نہین کہ اس حدیث کو صحیح مانئے تو بہی روایتون کو باطل ناسخ منسوخ ہین ملکر وجوب پر۔ یہہ عام وخاص کی یہان کہان گنجائیش ہے یہان تو تناقض ہے اور سارا استدلال باطل جاتے ہین تو صحت صحیح بخاری سے دست بردار ہو جائیے۔ اور اسپر بھی آپکو کچھ نفع نہیں کیونکہ پہلے آپ تحقیق کر چکے ہین ایک ہی سال مین دو نو واجب ہو اسکے کہ ماہ مین صوم عاشورا اور رمضان مین۔ روزہ رمضان جو اوسکا ناسخ ٹھہرا پس اگر عام وخاص مانتے ہین تو دونوکے وجوب کا قائل ہونا پڑیگا وہو محال۔

اسیوجہ سے تو امام نسائی نے نہایت وضاحت سے کہدیا انہ لم یکن فرضا کہ کبھی بھی یہ واجب ہی نہین ہوا

دوسری تاویل یہ کی اوالمراد انہ لم یدخل فی قولہ تعالی کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم ثم فسرہ بانہ شہر رمضان فلا یناقض ہذا الامر السابق بصیامہ الذی صار منسوخاً ویؤید ذلک ان معویۃ انما صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سنۃ الفتح والذین شہدوا امرہ بصیام عاشوراء والنداء بذلک شہدوہ فی السنۃ الاولی اوائل العام الثانی۔

یعنی یہ مراد ہے کہ روزہ عاشورہ حکم کتب علیکم الصیام مین نہین داخل ہے جسکی تفسیر کی کہ وہ روزہ ماہ رمضان ہے اور یہ مناقض امر سابق نہین ہے جسمین حکم روزہ دیا اور وہ منسوخ ہو گیا۔ جسکی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ معاویہ تو سنہ سے صحبت نبی مین داخل ہوا

والذی یظهر ان المراد بها فی هذا الحدیث الحجة الاخیرة۔
کہ دوسرا حج معویہ کا ۵۷ھ مین ہوا اور بظاہر اسی حج مین معویہ نے اس حدیث کو بیان کیا۔
مگر اہل علم جانتے ہین کہ معویہ اس سفر مین پہلے مدینہ آیا اور وہان سے مکہ گیا جہان اوس نے جناب امام حسینؑ او رعبداللہ بن الزبیر او رعبدالرحمن بن ابی بکر کے سر و نیز ایک سپاہی کو معین کیا کہ اگر بوقت خطبہ یہ لوگ کسی طرح کلام کرین تو بے تامل قتل کر دینا اوسکے بعد معویہ نے ان سب کے سامنے کہا کہ یہ لوگ بیعت یزید کر چکے وسار معویہ الی الشام من لیلتہ ملخصاً سوانح عمری معنی اوسی رات کو معویہ مکہ سے شام کی طرف روانہ ہوا۔ پھر وہ مدینہ کہان آیا جو منبر پر جاتا اور اس حدیث کو بیان کرتا کیونکہ صحیح بخاری مین ہے کہ معویہ نے بروز عاشورا منبر پر اس حدیث کو بیان کیا تو یہ اوسی وقت ممکن ہے کہ بعد حج معویہ مدینہ پھر آیا ہو جو کسی طرح ثابت نہین کیونکہ تاریخ خمیس سے معلوم ہوا کہ وہ سیدھا مکہ سے شام کو چلا گیا۔
اسیوجہ سے ابن حجر کو یہ تاویل کرنی پڑی وکانہ تاخر بمکة او المدینة فی حجتہ الی یوم عاشورا یعنی گویا کہ معویہ نے مکہ مین یا مدینہ مین اسقدر توقف کیا کہ روز عاشورا ملا جسکی غلطی اس سے ظاہر ہے کہ وہ تاویل مین توقف مکہ یا مدینہ کو بیان کرتے ہین حالانکہ قول معویہ مین یا اہل المدینة موجود ہے تو اگر مکہ مین اوتنے دن قیام بھی کیا تو کیا فائدہ واقعہ تو مدینہ کا ہے اسکو ثابت کرنا چاہیئے کہ وہ مدینہ مین آیا اور روز عاشورا تک ٹھہرا رہا۔
ابن حجر صاحب معویہ کے اس قول سے این علماءکم کہ اہل مدینہ کے علما کہان ہین یہ نتیجہ نکالتے ہین فی سیاق هذه القصة اشعار بان معویہ لم یرلهم اهتماما بصیام عاشورا فلذلک سال عن علمائهم او بلغه عمن یکره صیامه اویوجبه یعنی اس روایت مین یہ اشعار ہے کہ معویہ نے ان لوگون کو روزہ عاشورا مین کسی قسم کا اہتمام نہین کرتے دیکھا اسوجہ سے معویہ نے علماء المدینہ سے سوال کیا یا اوسکو یہ خبر ہوچکی تھی کہ لوگ اسکو مکروہ جانتے ہین یا واجب اس تاویل سے بھی معلوم ہوا کہ اصل روزہ عاشورا بالکل بے وجود ہے کیونکہ اگر کچھ بھی اسکی اصلیت ہوتی تو کب ممکن تھا کہ اہل مدینہ اوسمین اہتمام نہ کرتے جو اسکی نوبت آتی کہ معویہ اونکو ٹوکتا جیسے تمامی اہلسنت کا اجماع ہے کہ معویہ بہ نسبت دیگر صحابہ کے مسائل شرعی سے جاہل

تھا۔ چنانچہ خود ابن حجر نے بھی لکھا کہ وہ سنہ مین صحبت رسول مین داخل ہوا۔

دوسری دلیل اس خرافت کی یہ ہو کہ اگر یہ وجہ بیان حدیث قرار دیجاے تو حدیث سے اوربھی اوسی کی تائید ہوتی کہ یہ کوئی شی قابل اہتمام نہین ہے کیونکہ اوسنے بھی حدیث رسول بیان کیا ہے کہ یہ روزہ پیغمبر واجب نہ تھا۔ تو پھر کس عقل سے وہ عدم اہتمام اہل مدینہ پر اعتراض کرسکتا تھا اور اوسکے ثبوت مین اس حدیث کو پیش کرتا جس سے اور بھی بے اصلیت اس روزہ کی ثابت ہو۔

چوتھی روایت یہ ہے عن ابن عباس قال قدم النبی المدینۃ فرای الیہود تصوم یوم عاشوراء فقال ما ھذا فقالوا ھذا یوم صالح ھذا یوم نجی اللہ بنی اسرائیل من عدوھم فصامہ موسی قال فانا احق بموسی منکم فصامہ و امر بصیامہ

یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ جب حضرت مدینہ مین تشریف لائے تو یہود کو روزہ رکھتے دیکھا پوچھا کیا ہے تو سبنے کہا یہ روز صالح ہے اس روز خدا نے نجات دی بنی اسرائیل کو اونکے دشمن سے لہذا حضرت موسیٰ نے روزہ رکھا تو حضرت نے فرمایا ہم زیادہ احق ہین موسیٰ کے ساتھ لہذا خود بھی روزہ رکھا اور حکم بھی دیا ہے

(۱)۔ حدیث کو غالباً اڈیٹر صاحب نے بھی لیا ہے مگر الفاظ مین اختلاف ہے۔

مگر افسوس خود ابن حجر نے اس حدیث پر چند اعتراض لکھا ہے (۱) وقد استشکل ظاہر الخبر لاقتضائہ انہ حین قدم المدینۃ وجد الیہود صیاماً یوم عاشوراء و انما قدم المدینۃ فی ربیع الاول

یعنی ظاہر حدیث تو کہتی ہے کہ حضرت نے مدینہ آکر اونکو بروز عاشور روزہ رکھتے پایا حالانکہ حضرت ماہ ربیع الاول تشریف لائے۔ پھر کیونکر ممکن ہے کہ حضرت نے اونکو روزہ رکھتے پایا ہو بعد عاشور

والجواب عن ذلک ان المراد ای اول علمہ بذلک وسوالہ منہ کان بعد ان قدم المدینۃ لا انہ قبل ان یقدمھا علم ذلک وغایتہ ان فی الکلام حذفاً تقدیرہ قدم النبی المدینۃ فاقام الی یوم عاشوراء فوجد الیہود فیہ صیاماً

یعنی اسکا جواب یہ ہو کہ مراد یہ ہے کہ حضرت کو پہلے پہل علم [illegible] کا اور سوال [illegible] یہ مین بعد قدوم مدینہ ہوا نہ یہ کہ حضرت کو پہلے سے علم ہو۔ [illegible] کہ اس کلام مین محذوف ہے اور اصلیت روسلی یہ ہے کہ جب حضرت مدینہ مین تشریف لائے اور روز عاشورہ آنکے قیام لیا تو یہود کو روزہ رکھتے ہوئے پایا۔

اس تاویل نے [illegible] کی روح پھڑک جاتیگی اور قبل عذاب روز قیامت وہ اس عذاب دیوی کو ملاحظہ کرینگے کہ سمجھنے تو یہ روایت کی تھی قدم النبیؐ المدینۃ فرای الیہود تصوم یوم عاشورا فقال ما ھذا کہ جب حضرت مدینہ مین تشریف لائے تو یہود کو بروز عاشورا روزہ رکھتے دیکھا۔ اور ہمارا [illegible] یہ تاویل کر رہا ہو کہ دس مہینہ بعد حضرت نے اونکو روزہ رکھتے دیکھا پھر بتلائیے اس سے بڑھکر کیا عذاب ہو سکتا ہو کہ جو شخص بخاری کا شارح ہے اور روایت صحت کا ٹھیکہ دار وہ اس طرح روایت بخاری کی دہجی اوڑا رہا ہے [illegible] من چہ می [illegible] طنبورہ من چہ می سراید

ارے صاحب خدا سے ڈریئے یہ بخاری شریف ہو اسمین تحریف کہان ہو سکتی ہو جو آپ فرمانے ہین کلام مین محذوف ہے [illegible] یہ نہین فرماتے کہ یہ قدرت خدا ہے جو آپ [illegible] حق کی تایید کے لئے وضعی روایتون مین ایسی نشانیان دکھا دیتا ہے کہ اوس سے [illegible] موضوعیت اوس حدیث کی ظاہر ہو جائے۔

حدیث صحیح بخاری مین تو یہ ہی ہو کہ حضرت نے آمد کے وقت اونکو روزہ دار دیکھا اور روایت مسلم مین وجد [illegible] ہے کہ اونکو روزہ دار پایا جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ [illegible] سب اوسی وقت کا واقعہ ہو جب آپ وارد مدینہ ہوئے نہ کہ دس مہینہ بعد۔

پھر اگر اس تاویل کو بھی مان لین کہ دس مہینہ بعد اسکا علم ہوا اور یہ [illegible] کیا پہلے اسے معلوم نہ تھا تو بھی وہ سب روایتیں غائب ہوتی ہین جو پہلے [illegible] مین کہ حضرت زمانہ جاہلیت مین بھی روزہ رکھتے تھے اور حکم دیتے تھے جب [illegible] [illegible] اکہ صحیح بخاری مجموعہ خرافات ہے نہ مجموعہ صحاح روایات۔

اب دوسری تاویل ملاحظہ ہو یحتمل [illegible] یکون اولئک الیہود کانو یحسبون

یوم عاشوراء بحساب السنین الشمسیة فصادف یوم عاشوراء بحسابهم الیوم الذی قدم فیه المدینة وھذا التاویل مما یترجح به اولویة المسلمین وحقیتهم بموسیٰ علیه السلام لضلالهم عن الیوم المذکور وھدایة اللّٰه المسلمین له۔

یعنی یہ بھی احتمال ہے کہ یہود کا حساب جو شمسی تھا لہذا اونکے حساب سے عاشورا اوسی روز تھا جس روز حضرت وارد مدینہ ہوئے جس سے بھی اولویۃ مسلمین اور راحقیت اون کی حضرت موسیٰ سے ظاہر ہوئی کہ وہ تو گمراہ ہوگئے تھے اوس روز سے اور مسلمین نے ہدایت پائی

مگر یہ تاویل جیسی خوبصورت ہے ظاہر ہے کہاں روز عاشورا کہاں ربیع الاول حالانکہ حدیث مین صاف طور پر یہ ہے کہ حضرت نے اونکو یوم عاشورا روزہ رکھتے دیکھا جس سے معلوم ہو کہ وہ روز عاشورا بحساب قمری تھا نہ بحساب یہود۔

اسی وجہ سے خود ابن حجر نے اس تاویل کو رد کر دیا کہتے ہین ولکن سیاق الاحادیث تدفع ھذا التاویل والاعتماد علی التاویل الاول کہ سیاق حدیث سے یہ تاویل باطل ہوتی ہے اور اعتماد تاویل اول پر ہے۔

ابن حجر نے ایک روایت طبرانی کی لکھی ہے کہ یوم عاشورا یہ نہین ہے جسکو لوگ بیان کرتے ہین بلکہ وہ روز ہے جسمین خانہ کعبہ پر پوشش ڈالی جاتی۔ اور وہ تاریخ سال مین دورہ کرتی جیسے ہے وہ ایک یہودی کے پاس جایا کرتے جو حساب کرتا جب وہ یہودی مر گیا تو زید بن ثابت کے پاس آتے سنداس روایت کی حسن ہے۔

تحقیق ابن حجر کہتے ہین کہ ہم اس حدیث کے مطلب کو نہ سمجھ سکے۔ ابن حجر لکھتے ہین کہ آثار قدیمہ ابوریحانی بیرونی سے معلوم ہوا کہ یہود اپنے روزہ اور عید کے لئے نجوم کے حساب پر اعتماد کرتے تھے کیونکہ اونکا سال شمسی ہوتا نہ ہلالی۔ اس لئے وہ محتاج تھے اس شخص کی طرف جو ان کا حساب کرتے۔

مگر افسوس اسکا خیال نہ کیا کہ پوشش خانہ کعبہ کی ضرورت تو اہل مکہ کو تھی۔ وہان زید بن ثابت کہان تھے جنکے پاس وہ لوگ بعد موت اوس یہودی کے آیا کرتے۔

دوسرا اعتراض اس حدیث پر ابن حجر لکھتے ہیں واستشکل رجوعہ الیہم فی ذلک یعنی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نے یہود سے اسکو دریافت کیا تھا۔ تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ حضرت اون کی طرف رجوع کرتے۔

اسی کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ حضرت یہود کی تقلید کریں حالانکہ خدا اس سے منع کرتا ہے۔

اسکے جواب میں لکھتے ہیں واجاب المازری باحتمال ان یکون اوحی بصدقہم او تواتر عندہ الخبر بذلک زاد عیاض واخبرہ من اسلم منہم کابن سلام ثم قال لیس فی الخبر انہ ابتداء الامر بصیامہ بل فی حدیث عائشہ التصریح بانہ کان یصومہ قبل ذلک فغایۃ ما فی القصۃ انہ لم یحدث لہ بقول الیہود تجدید حکم وانما ہی صفۃ حال وجواب سوال ولم یختلف الروایۃ عن ابن عباس فی ذلک ولا مخالفۃ بینہ وبین حدیث عائشہ ان الجاہلیۃ کانوا یصومونہ کما تقدم اذ لا مانع من توارد الفریقین علی صیامہ مع اختلاف السبب فی ذلک قال القرطبی لعل قریشا کانوا یستندون فی صومہ الی شرع من مضی کابراہیم وصوم رسول اللہ یحتمل ان یکون بحکم الموافقۃ لہم کما فی الحج واذن اللہ فی صیامہ علی انہ فعل خیر فلما ہاجر ووجد الیہود یصومونہ وسالہم وصام وامر بصیامہ احتمل ذلک ان یکون استئلافا للیہود کما استالفہم باستقبال قبلتہم ویحتمل غیر ذلک علی کل حال فلم یصمہ اقتداء بہم فانہ کان یصومہ قبل ذلک وکان ذلک فی الوقت الذی یحب فیہ موافقۃ اہل الکتاب فیما لم ینہ عنہ ملخصا جلد ۴ فتح الباری

مازری نے یہ جواب دیا ہے کہ ممکن ہے خدا نے وحی کی ہو اسکی کہ یہود کی اس خبر میں تصدیق کریں (مگر افسوس حدیث میں کوئی اسکا ذکر نہیں) اور ممکن ہے کہ حضرت کو تواتر اسکی خبر پہونچی ہو (غرض یہ ہے کہ صرف یہود کی خبر دینے سے حضرت نے نہیں باور کیا۔ بلکہ تواتر سے یہ بات ثابت ہوئی مگر افسوس حدیث کا لفظ اسکے موافق نہیں)

قاضی عیاض نے یہ احتمال پیدا کیا ہے کہ ممکن ہے اون یہود نے خبر دی ہو جو اسلام لا چکے ہون
مثل ابن سلام کے اگر ابن سلام کا اسلام اسکے بعد ہے نہ اوسوقت جب حضرت تشریف لائے
تھے ۔ اور یہ واقعہ اوسیوقت کا ہی)

پھر کہا قاضی نے کہ حدیث مین یہ نہین مذکور ہے کہ حضرت نے اس روزہ کا آج حکم پہلے پہل دیا ۔
بلکہ حدیث عائشہ سے معلوم ہوا کہ حضرت پہلے سے روزہ رکھتے تھے (مگر افسوس جو شخص کچھ بھی عقل
رکھتا ہے الفاظ حدیث سے یہی نتیجہ نکالتا ہے کہ حضرت نے یہود کو چونکہ روزہ رکھتے دیکھا تو اون سے
وجہ پوچھی جب وجہ بتائی تو حضرت نے بھی روزہ رکھا اور حکم بھی دیا تو پھر یہ کہنا کہ حضرت نے
ابتدائی حکم نہین دیا کیسے صحیح ہو سکتا ہے ۔ رہی حدیث عائشہ تو وہ سرے سے اسکی معارض ہے
پھر اوس سے استناد کیونکر ہو سکتا ہے ۔ اوسکو صحیح مانو تو اس سے دست بردار ہو جاؤ کیونکہ وہان
بیان ہے حضرت پہلے سے زمانہ جاہلیت مین روزہ رکھتے تھے ۔ اور یہان یہ بیان ہے کہ جب
حضرت نے یہود سے دریافت کیا تب روزہ رکھا جس سے صریحی تناقض نمایان ہے

قاضی عیاض لکھتے مین تو مایۃ الامر اس قصہ مین یہ ہے کہ حضرت نے قول یہود سے حکم جدید نہین دیا
نہ یہ صفہ حال وجواب سوال ہے (مگر یہ تقریر ایسی مضحک ہے کہ جواب کی ضرورت نہین کیونکہ حدیث
کا لفظ اسکو "ما ہذا" فقال ما ہذا ۔ حضرت نے پوچھا یہ روزہ کیسا ہے جس سے معلوم ہوا کہ حضرت
اسکو نجاننے تھے قالوا ہذا یوم صالح یہود نے بتایا یہ روز نیک ہے کہ خدا نے موسیٰ کو نجات دی
قال فانا احق بموسیٰ منکم فصامہ حضرت نے فرمایا تو ہم زیادہ احق ہین موسیٰ کے ساتھ اسکے بعد
روزہ رکھا اور حکم بھی عام دیا ۔ تو اس سے کون احمق یہ سمجھ سکتا ہے کہ حضرت نے یہود کے بیان
پر نہین حکم روزہ دیا ۔ بلکہ یہ تو بدیہی ہے جسمین کسی بچہ کو بھی عذر نہین ہو سکتا کہ اگر یہ حدیث مانی
جاوے تو حضرت مقلد یہود ٹھہرتے ہین)

پھر لکھتے ہین کہ ابن عباس کی روایتین اس بارہ مین مختلف نہین ہین نہ اس سے مخالفت
حدیث عائشہ لازم آتی ہے کیونکہ ممکن ہے دونو فریق روزہ رکھتے ہون اگرچہ سبب مین اختلاف
ہو ۔ کہا قرطبی نے ممکن ہے کہ قریش شریعت سابقہ حضرت ابراہیم کے بنا پر روزہ رکھتے ہون اور
روزہ رسول اللہ کا ممکن ہے موافقت اونکے ہو جیساکہ حج میں ہوا یا خدا نے آپکو اذن دیا

ہوکہ یہ بھی غلط خبر ہے۔ جب ہجرت کیا اور یہود کو روزہ رکھتے پایا اور اون سے سوال کیا تو روزہ رکھا اور حکم روزہ دیا۔ اختلاف حدیث ابن عباس کا تو سعی کونی نہین اور مخالفت حدیث عائشہ تو بدیہی ہو۔ اس سے بھی بحث نہین نہ دونو فریق روزہ رکھتے ہون۔ بلکہ بحث اسقدر ہے کہ حدیث عائشہ کہتی ہو حضرت پہلے سے روزہ رکھتے تھے اور حدیث ابن عباس کہتی ہو بعد ورود مدینہ و دریافت یہود روزہ رکھا۔ تو بتائے کونسی حدیث صحیح ہو۔ کیونکہ حدیث عائشہ پر حضرت مقلد کفار قریش ٹہرتے ہین اور حدیث ابن عباس کی مقلد یہود۔ جو دونو باطل ہے۔)

افسوس صرف اس غرض سے کہ روز شہادت امام حسین علیہ السلام روز عید قرار پائے کہ حضرت اس روز روزہ رکھا کرتے یہ سب افترا رسول خدا صلعم پر کیا جاتا ہو جس سے علماء اہلسنت اس مصیبت مین گرفتا ہین کہ کوئی بات درست نہین ہوتی۔

پھر لکھتے ہین کہ ممکن ہو حضرت نے یہود سے ایتلاف کرنے کو ایسا کیا ہو کہ روزہ رکھا ہو جیسا کہ استقبال قبلہ مین بھی حضرت نے ایسا ہی کیا اور دوسرے بھی احتمالات ہین۔ بہرحال حضرت نے یہود کی تقلید مین ایسا نہین کیا بلکہ قبل سے روزہ رکھتے تھے جو یہ اوس زمانہ کی بات ہے کہ جب حضرت موافقت اہل کتاب چاہتے تھے جس امر مین کوئی نہی نہین ہوئی تھی (مگر افسوس ان سب کا نتیجہ وہی نکلتا ہو کہ حضرت احکام شریعت مین پابند حکم خدا نہین تھے۔ بلکہ اپنی رائے اور اجتہاد سے جو کام چاہتے کرتے پھر یہ لوگ کیونکر دعوی اسلام کرسکتے ہین حالانکہ خدا فرماتا ہی

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونہ اولیاء

بہرحال اگر یہ روایت صحیح مانی جائے تو وہ روایت بھی غلط ہوتی ہو جو عائشہ سے منقول ہو کہ حضرت پہلے سے روزہ رکھتے تھے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہو کہ خلاف حکم قرآن آپ یہود کی اقتدا کرتے تھے۔ حالانکہ قرآن پکار پکار کر منع کر رہا ہے ولن ترضی عنک الیہود والنصاری حتی تتبع ملتہم قل ان ہدی اللہ ہو الہدی ولئن اتبعت اہواءہم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی

یعنی یہود و نصاری تو اوسی وقت تجھسے خوش ہو سکتے ہین کہ تم اونکے مذہب کی پیروی کرو کہدو کہ ہدایت تو وہی ہے جو خدا کی ہدایت ہے۔ اگر تو اون کی پیروی کریگا تو پہر خدا سے بچانے والا کوئی ولی ہے نہ نصیر۔

یہ تو فرمان الہی ہے اور حضرات اہلسنت لکھتے ہین کہ رسول اللہ بہت دوست رکھتے تھے اونکی پیروی اور اتباع کو۔ خدا رحم کرے۔

ان سکے بعد ابن حجر یہ روایت لکھتے ہین صحیح مسلم سے سمعت ابن عباس یقول صام رسول اللہ عاشوراء و امر بصیامہ قالوا انہ یوم یعظمہ الیہود و النصاری یعنی ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت نے بروز عاشورا روزہ رکھا اور حکم دیا کیا گیا۔ تو وہ روز ہے کہ اوسکی تعظیم یہود و نصاری کرتے تھے۔

اسپر یہ اعتراض لکھتے ہین بان التعلیل بنجاۃ موسی و غرق فرعون یختص بموسی و یہود و اجیب باحتمال ان یکون عیسی کان یصومہ وھو مالم ینسخ من شریعۃ موسی لان کثیرا منھا ما نسخ بشریعۃ عیسی لقولہ تعالی ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم۔

کہ نجاۃ حضرت موسیٰ اور غرق فرعون تو خاص حضرت موسیٰ و یہود سے متعلق ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کا ذکر یہان کیسا تو اسکا یہ جواب دیا گیا ہے کہ ممکن ہے حضرت عیسیٰ بہی اس روز روزہ رکھتے ہون اور یہ حکم اون کی شریعت مین نہ منسوخ ہوا ہو کیونکہ حضرت موسیٰ کی اکثر شریعت حضرت عیسیٰ کے اس قول سے منسوخ ہوئی ہے تاکہ حلال کرین بعض اوس چیز کو جو حرام کی گئی ہے۔ تو اسسے معلوم ہوا کہ بعض شریعت منسوخ ہوئی ہے، اور اکثر احکام فرعیہ نصاری کے ماخوذ ہین توراۃ سے۔

ہم ہمنے ایک دوسری روایت نکالی ہے۔ ابن عباس سے صوم یہود کے بارے مین روز عاشورا کہ سفینہ حضرت نوح ٹہرا بروز، ستقراینہ کو جودی پر اسلئے شکریہ مین حضرت نوح و موسیٰ نے روزہ رکھا اور نجات حضرت موسیٰ خاص طور پر ثابت ہو اور وہ شریک ہین حضرت نوح کے نجات مین اور غرق اعدا مین اسیوجہ اس روز عاشورے روزہ کو گریا حال خاص ہو۔ تو۔ قدس سے مذکور نہ ہوا ہو لہذا اسپر زیادہ توجہ کی ضرورت نہین۔ کیونکہ جب توراۃ مین خاص طور پر حکم

منانے کا حکم ہے کہ اس روز غم کرو۔ تو یہ سب روایتیں خود وضعی ثابت ہوئیں خواہ بسبب نجاۃ حضرت موسیٰ ہو یا بوجہ نجاۃ حضرت نوح کیونکہ اصل حکم تو غم کرنیکا ہے)

پانچویں حدیث بخاری کی یہ ہے عن ابی موسیٰ قال کان یوم عاشورا تعدۃ الیہود عیدا قال النبیؐ فصوموہ انتم یعنی ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ روز عاشور کو یہود روز عید قرار دیتے تھے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ اس روز روزہ رکھو۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ سبب حکم روزہ یہی تھا کہ حضرت نے یہود کو اس روز عید کرتے دیکھا جس سے روایت ابن عباس کی تائید ہوئی۔

اس حدیث کی شرح میں ابن حجر لکھتے ہیں فظاھرہ ان الباعث علی الامر بصومہ محبۃ مخالفۃ الیہود حتی یصام ما یفطرون فیہ لان یوم العید لا یصام وحدیث ابن عباس یدل ان الباعث علی صیامہ موافقتہم علی السبب وھو شکر اللہ علی نجاۃ موسی لکن لا یلزم من تعظیمھم لہ واعتقادھم بانہ عید انھم کانوا لا یصومونہ فلعلھم کان من جملۃ فی شرعھم ان یصوموا وقد ورد ذلک صریحا فی حدیث ابی موسی فیما اخرجہ المحدث فی الہجرۃ بلفظ واذا اناس من الیہود یعظمون عاشورا و یصومونہ ولمسلم من وجہ آخر عن قیس بن مسلم باسنادہ قال کان اھل خیبر یصومون یوم عاشورا یتخذونہ عیدا ویلبسون نساءھم فیہ حلیھم وشارتھم وھو بالشین المعجمۃ ای ھیئتھم الحسنۃ وقولہ ھذا یوم الاشارۃ الی نوع الیوم لا الی شخصہ۔ مثل قولہ تعالیٰ ولا تقربا ھذہ الشجرۃ فیما ذکرہ الفخر الرازی فی تفسیرہ صفحہ ۳۱۴

یعنی ظاہر یہ ہے کہ حضرت نے حکم صوم بمخالفت یہود دیا تھا کیونکہ حضرت اسکو دوست رکھتے تھے کہ اون کی مخالفت کی جائے لہذا چونکہ وہ روز عید یہود تھا اس لئے حضرت نے حکم روزہ دیا کیونکہ عید کے روز روزہ نہیں ہے اور حدیث ابن عباس بتاتی ہے کہ حکم روزہ بموافقت یہود تھا کیونکہ خدا نے اوس روز حضرت موسیٰ کو نجاۃ دی تھی (یہ اختلاف بیانی بھی قابل قدر ہے کہ ایک طرف تو حضرت کو مقلد یہود بتلاتے ہیں کہ حضرت کو اون کی خاطر اسقدر منظور تھی کہ ان

احکام شرعیہ مین بھی آپ اون کی اقتدا کرتے ۔ دوسری جگہ یہ بیان ہوتا ہے کہ حضرت کو اس درجہ اونکا خلاف منظور تھا کہ جس روزہ عید کرتے آپ روزہ کا حکم دیتے۔ اس اختلاف کی بھی کوئی حد ہے۔ خود روایات سابقہ مین تو یہ بیان ہے کہ حضرت نے اونکو روزہ دار پایا اسلیے آپ نے بھی روزہ رکھا۔ اور یہان یہ بیان ہوتا ہے کہ حضرت نے اون کی مخالفت مین روزہ رکھا۔ کس دلیل سے کہ اس حدیث مین مذکور ہے کہ وہ روز عید تھا۔ اور روز عید روزہ نہین رکھا جاتا لہذا اسکی تاویل مین فرماتے ہیں۔

یہان ہو سکتا ہے عید جاننے اور تعظیم کرنے کو یہ نہین لازم ہے کہ وہ روزہ نہ رکھتے ہون کیونکہ ممکن ہے اون کی شریعت مین بھی حکم ہو کہ روز عید روزہ رکھے چنانچہ خود بخاری نے جو کتاب ہجرت مین روایت کی ہے اسی ابوموسیٰ سے روایت ہے کہ یہود کو دیکھا کہ وہ اس روز عاشورا کی تعظیم کرتے ہین۔ اور روزہ رکھتے ہین اور صحیح مسلم مین ہے کہ اہل خیبر بروز عاشورا روزہ رکھتے اور اوسکو عید بناتے اور اپنی عورتون کو لباس و زیور پہناتے تو اب حدیث مین جو ہذا الیوم ہے تو مراد اوس سے اشارہ ہے طرف نوع یوم کی طرف نہ خاص اوسیدن کے لیے جیسا کہ لا تقربا ہذہ الشجرۃ مین بھی تاویل کی ہے فخر رازی نے اپنی تفسیر میں

اس عبارت نے اچھی طرح بتا دیا کہ کس طرح کا اختلاف ہے کوئی تاویل ٹھیک نہین اور ان سب کی غرض صرف اسیقدر ہے کہ روز عاشور کو کسی طرح حضرت کا روزہ ثابت کرین جو ایک خیال محال ہے۔

چھٹی حدیث صحیح بخاری کی یہ ہے عن ابن عباس قال ما رایت النبیؐ یتحری صیام یوم فضلہ علی غیرہ الا ہذا الیوم یوم عاشورہ وھذا الشہر یعنی شہر رمضان کہ یعنی ابن عباس کہتے ہین کہ مینے رسول اللہ کو کسی روز مین یہ نہین دیکھا جو بروز عاشور قصد کرتے یا روزہ ماہ رمضان مین۔

جس سے معلوم ہوا کہ مثل روزہ ماہ رمضان روزہ عاشورا بھی واجب ہے کیونکہ ابن عباس ان دونون روزونکو ایک سان بیان کرتے ہین جسمین سے روزہ رمضان یقیناً واجب ہے تو روزہ عاشور بھی واجب ہوا۔ حالانکہ کل روایتونکا مطلب یہی ہے کہ اگر بفرض محال روزہ

واجب بھی تھا تو منسوخ ہو چکا یہانتک کہ ابن عمر کبھی روزہ اسروز نہ رکھتے۔
ابن حجر شرح مین لکھتے ہین هذا يقتضي ان يوم عاشورا افضل الايام للصائم بعد رمضان لكن ابن عباس اسند ذلك الى علمه فليس فيما يرد علم غيره وقد روى مسلم من حديث ابى قتادة مرفوعا ان صوم عاشورا يكفر سنة وان صيام يوم عرفة يكفر سنتين وظاهره ان صيام يوم عرفة افضل من صيام عاشورا وقد قيل في الحكمة في ذلك ان يوم عاشورا منسوب الى موسى ويوم عرفة منسوب الى النبي صلعم فلذلك كان افضل
یعنی اس حدیث کا مقتضی تو یہ ہے کہ روز عاشورا تمام ایام سے افضل ہو بعد ماہ رمضان اب اسکا جواب دیتے ہین لیکن بیان تو ابن عباس نے اپنا علم بیان کیا ہے اس سے یہ نہین لازم آتا کہ دوسرے کا علم باطل ہو کیونکہ صحیح مسلم مین ابو قتادہ سے روایت ہے کہ روزہ عاشورا ایک سال کے گناہو نکا کفارہ ہوتا ہے۔ اور روزہ عرفہ دو سال کا جس کا ظاہر یہ ہے کہ روزہ افضل ہے روزہ عاشورا سے اسکی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ روزہ عاشورا منسوب ہے حضرت موسیٰ کی طرف اور روزہ عرفہ خود حضرت کی طرف لہذا روزہ عرفہ افضل ہوا
اتو بھی طرح معلوم ہوا کہ بخاری نے محض از راہ ناصبیت اس حدیث کو لکھا ورنہ صحیح مسلم مین صاف طور پر مذکور ہے کہ روزہ عرفہ گناہان دو سالہ کا کفارہ ہوتا ہے جس سے افضلیت اسکی بدیہی ہے۔ تو پھر بخاری کا یہ کہنا کہ آنحضرت رمضان کے روزہ کے برابر کسی روزہ کا قصد نہ کرتے تھے کس درجہ لغو ہے۔
ساتوین حدیث عن سلمة بن الاكوع قال امر النبي رجلا من اسلم ان اذن في الناس ان من كان اكل فليصم بقية يومه ومن لم يكن اكل فليصم فان اليوم يوم عاشورا
یعنی سلمہ بن الاکوع سے روایت ہے کہ حضرت نے ایک شخص کو قبیلہ اسلم سے حکم دیا کہ پکار دو لوگون مین کہ جس نے کچھ کھا لیا ہو وہ بقیہ دن روزہ رکھے اور جس نے نہین کھایا ہے وہ روزہ رکھے کہ آج روز عاشورا ہے۔

یہ آخری روایت ہے بخاری کی جس نے اچھی طرح ثابت کردیا کہ روزہ عاشورا واجب ہے کیونکہ اس میں حضرت دیتے ہیں کہ جسنے آج کچھ کھایا ہو وہ بھی روزہ رکھے جس نے نہ کھایا ہو وہ بھی روزہ رکھے کہ آج روز عاشورا ہے۔ اس سے بڑھکر حکم وجوب کیا ہو سکتا ہے۔ حالانکہ تیسری حدیث میں صاف طور پر معویہ نے بیان کیا ہے کہ ھذا یوم عاشورا ولم یکتب الله علیکم صیامہ

یہ روز عاشورا ہے کہ اسکا روزہ خدا نے واجب نہیں کیا ہے جسکا جی چاہے روزہ رکھے جسکا جی چاہے نہ رکھے۔ اس حدیث کو اس حدیث سے ملائیے تو نتیجہ معلوم ہو کہ یہاں حضرت اس طرح حکم دے رہے ہیں کہ جس نے کھایا ہو وہ بھی روزہ رکھے جس نے نہ کھایا ہو وہ بھی روزہ رکھے۔ اس سے بڑھکر کیا تناقض ہو سکتا ہے۔

ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ اگر دنکو وجوب صوم معلوم ہو جائے تو اوسی وقت سے نیت کر لینا چاہیے یہی روزہ کافی ہوگا وقد تقدم البحث فی ذلک والرد علی من ذھب الیہ وان عند ابی داؤد وغیرہ امر من کان اکل ذلک الیوم مع الامر بامساکہ یعنی اسکی بحث پہلے گذر چکی ہے۔ اور جو شخص اس کا قائل ہو رد کردیا گیا ابو داؤد کی روایت ہے کہ اوس روز امساک کرے پھر قضا کرے۔

اس حدیث سے تو معلوم ہوا کہ روزہ عاشورا ہمیشہ واجب رہا کیونکہ بتصریح ابن حجر جسکو یہ حکم سنا دیا گیا اونکا نام ہند بن اسما ہو سنہ ۶ ہجری حدیبیہ میں اسلام لایا اور باب اخا نوی مالی نہار صوما میں بھی یہ روایت درج ہے جسکی شرح میں ابن حجر بطریق احمد روایت کرتے ہیں مر قومک ان یصوموا ھذا الیوم یوم عاشورا

جس سے وجوب اسکا ظاہر ہے حالانکہ ابن حجر لکھتے ہیں والذی یترجح من اقوال العلماء انہ لم یکن فرضا وعلی تقدیر انہ کان فرضا فقد نسخ بلا ریب فنسخ حکمہ وشرائطہ یعنی قول مرجح یہی ہے کہ روزہ عاشورا فرض نہ تھا اور اگر فرض تھا تو منسوخ ہو گیا بلا ریب تو حکم و شرائط اوسکے بھی منسوخ ہو گئے۔

اگر جب سنہ ۶ میں حدیبیہ میں حضرت نے یہ حکم دیا تو پھر اسکی منسوخیت کیونکر معلوم ہوئی اس لئے

کہ حکم وجوب اور منسوخیت تو پہلے سال ہجرت سے متعلق تھا اور جب سنہ میں حضرت نے
یہ حکم دیا تو اسکا ناسخ کون ہوگا بلکہ یہی سب کا ناسخ ہوگا

خود فتح الباری میں ہے عن اخته حفصة ان النبی قال من لم یبیت الصیام من اللیل
فلا صیام له صفحہ ۲۵۹

یعنی جس نے رات سے نیت روزہ نہ کی اوسکا روزہ ہی نہیں اگر صوم عاشورا کے بارہ میں یہ
تاکید ہے کہ اگر رات کو نیت نہ کی ہو بلکہ کچھ کھا بھی لیا ہو تو بھی روزہ رکھو اس سے بڑھکر کون وجوب
ہو سکتا ہے۔

ابن حجر طحاوی سے ناقل ہیں کہ وجبی اور سنتی روزہ کے احکام مختلف ہیں اگر کوئی روزہ
ایسا ہو جو روز معین کو واجب ہو مثل روزہ عاشورا تو دن کی نیت بھی کافی ہے اور جو روزہ
معین نہ ہو مثل رمضان کے اگرچہ خود روزہ ماہ رمضان کے لئے کوئی روز معین نہیں ہے) تو اوسکی
میں نیت رات کو ضروری ہے۔ اور سنتی روزہ میں دن اور رات دونو نیت ہو سکتی ہے و قد
تعقبه امام الحرمین بانه کلام غث لا اصل له یعنی امام الحرمین نے یہ تعقب کیا ہے
کہ یہ کلام بالکل لغو ہے جسکی کوئی اصلیت نہیں

ہمنے کل حدیثیں صحیح بخاری کی مع شرح لکھدی ہے جس سے تو تین امر نتیجہ نکل سکتے ہیں
(۱) روزہ عاشورا کا حکم کس وجہ خلاف واقع ہے کہ اسکی تہمت لگائی جناب رسول خدا پر کیونکہ
ہر حدیث دوسری حدیث کے معارض ہے جس سے ہر شخص بدیہی طور پر یہ حکم لگا سکتا ہے کہ یہ کل
وضعی روایتیں ہیں جو شخص یزیدکی خوشامد میں بنائی گئیں تاکہ روز شہادت امام حسین روز
عید قرار پاکے روزہ رکھا جائے۔ حالانکہ حضرت نے کبھی اس روز روزہ رکھا نہ اس کا
حکم دیا۔ حالانکہ اہلسنت کے یہاں ابھی اسمیں اختلاف ہے کہ روز عاشورا کون روز ہے کیونکہ
فتح الباری میں ہے فیوم عاشوراء هو العاشر وقیل هو الیوم التاسع صفحہ ۱۱۲

اور عمدۃ القاری میں ہے اختلف الصحابة فیه هل هو الیوم التاسع او العاشر او الیوم
الحادی عشر صفحہ ۱۲۴ جلد ۵

یعنی صحابہ میں اختلاف ہے کہ یوم عاشورا ۹ محرم ہے یا ۱۰ یا ۱۱ پھر جس مذہب میں روز عاشورا

تحقیق روز عاشورا (۱)

اصلاح

نمبر ۴ | بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۹ھ | جلد ۱۴

مطبع اصلاح کجھوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

احادیث اب اونکو ضرور ہے کہ احادیث رسول اللہ کی طرف رجوع کریں جس سے اولی الامر
کی تشخیص ہو سکے سب سے پہلے اب روضۃ الاحباب جلد ۲ صفحہ ۲۰۰ ملاحظہ فرمائیے از جابر
بن یزید الجعفی مرویست کہ گفت شنیدم از جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ میگفت
کہ چون ایزد تعالی نازل گردانید بر پیغمبر خود این آیہ را یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا ... واطیعوا
الرسول واولی الامر منکم گفتم یا رسول اللہ می شناسیم خدا و رسول او را پس اینند کہ حق
امر کہ خدا تعالی اطاعت ایشان را قرین ساختہ است بطاعت تو پس گفت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہم خلفائی من بعدی اولہم علی ابن ابی طالب ثم الحسن ثم الحسین
ثم علی ابن الحسین ثم محمد بن علی المعروف فی التوراۃ بالباقر ستدرکہ
یا جابر فاذا لقیتہ فاقرئہ منی السلام ثم الصادق جعفر بن محمد ثم موسی
بن جعفر ثم علی ابن موسی ثم محمد ابن علی ثم علی ابن محمد ثم الحسن
بن علی حجۃ اللہ فی ارضہ و بقیتہ فی عبادہ محمد ابن الحسن بن علی
ذلک الذی یفتح اللہ عز وجل علی یدیہ مشارق الارض ومغاربہا وذلک
الذی یغیب عن شیعتہ و اولیائہ غیبۃ لا یثبت فیہا علی القول بامامتہ
الا من امتحن اللہ قلبہ للایمان جابر گوید یا رسول اللہ آیا شیعہ او منتفع
اند فقال ای والذی بعثنی بالنبوۃ انہم یستضیئون بنورہ وینتفعون
بولایتہ فی غیبتہ کانتفاع الناس بالشمس ان جللہا سحاب اے جابر
این از مکنون اسرار الہی است پس پنہان دار آنرا مگر از کسیکہ اہل آن باشد ترجمہ پس کہا پیغمبر
صلعم نے وہ اولو الامر خلفا میرے ہیں بعد میرے پہلے خلیفہ ان میں سے علی ابن ابی طالب ہیں
پھر حسن ہیں پھر حسین ہیں پھر علی ابن الحسین ہیں پھر محمد ابن علی ہیں جو توریت میں مشہور باقر کے
نام سے ہیں . قریب ہے کہ تم پاؤگے اے جابر جس وقت ان سے ملاقات کرنا تو میرا سلام ان سے
کہنا پھر صادق جعفر بیٹے محمد کے ہیں پھر موسی ابن جعفر ہیں پھر علی ابن موسی ہیں پھر محمد ابن علی
ہیں پھر علی ابن محمد ہیں پھر حسن ابن علی ہیں پھر حجت خدا کے اوسکی زمین پر اور بقیہ حجت اوسکی
بندوں میں محمد بن حسن ابن علی ہیں یہ محمد وہ ہیں کہ فتح کریگا اللہ تعالی ... اون کے

ف ... روضۃ الاحباب ... [illegible]
... صاحب ... [illegible]

وعترته لانهم كانوا اعلم زمانهم واجلهم واورعهم واتقاهم واعلاهم
نسبا وافضلهم حسبا واكرمهم عند الله وكان علومهم عن ابائهم
متصلا بجدهم صلى الله عليه وآله وسلم وبالوراثة واللدنية كذا فهم
اهل العلم والتحقيق واهل الكشف والتوفيق ص ۳۷۳

پس ضرور ہوا کہ یہ حدیث اسپر محمول ہو کہ مراد آئمہ اثنا عشر من اہل البیت ہیں جو اپنے اپنے
زمانہ میں سب سے اعلم و اجل و اورع و اتقیٰ تھے اور سب سے اعلیٰ تھے از راہ نسب و افضل تھے از
راہ حسب و اکرم عند اللہ۔

اگر یہ آیہ کریمہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم خود بدیہی طور سے بتاتی
تھی کہ اولی الامر معین ہیں جس سے تمامی اہل اسلام پر فرض تہا کہ رسول اللہ سے دریافت
کرتے کہ یہ اولی الامر کون ہیں۔ جنکی اطاعت آپکی اطاعت سے مقارن کی گئی مگر کم سے کم جب حضرت
نے اسکی خبر دی تہی کہ ہماری امت میں بارہ امیر ہونگے اوسوقت تو صحابہ پر فرض تہا
کہ پوچہتے یا حضرت وہ بارہ امیر کونسے ہیں۔ تاکہ بعد حضرت کے اختلاف و افتراق
نہ پیدا ہو کیونکہ ہم روزمرہ کے مشاہدہ سے دیکہتے ہیں کہ اگر کوئی پیشینگوئی سنتے ہیں تو
ضرور دل چاہتا ہے کہ اسکی تفصیل معلوم ہو۔ مگر یہ صحابہ کی کمال دینداری تھی جنھوں نے آیہ
اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم کو بہی سنا اور یہ حضرت سے اس حدیث کو بہی سنا
لا یزال ھذا الدین قائما حتی یکون اثنا عشر امیرا لیکن نہ اولی الامر دریافت
کیا نہ اثنا عشر امیرا کو جس سے بدیہی طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ عمدا اور قصدا
اسکو سننا نہیں چاہتے تھے

نہیں نہیں یہ امر محال ہے کہ ہم آیندہ کی کوئی خبر غیب بطور پیشگوئی سنیں اور اسکو
دریافت نہ کریں۔ یہ کیونکر ممکن تہا کہ صحابہ اس امر محال کے مرتکب ہوں لہذا ضرور انہوں
نے دریافت کیا اور حضرت نے سب کچہہ بتایا۔ مگر اونہوں نے خلاف مقصود کو بجبر
چھپایا جیسا کہ روایت جابر پہلے مذکور ہوئی جسکی تصدیق اس سے بہی ظاہر ہے کہ جب تک
سلطنت بنی امیہ و بنی عباس کا زور رہا یہ روایتیں صحاح ستہ میں نہ داخل ہوئیں تہیں

اب آپ آیات و احادیث و اقوال آئمہ و علمائے اہلسنت کو جو مختصراً بیان کیجئے گی تا
و آپکو یقینی طور پر معلوم ہو جائیگا کہ بحکم خدا و نص رسول تمام مسلمانوں کے امام اور خلیفہ یہی
دوازدہ امام تھے جنکو رسول اللہ نے نام بنام بتایا۔ اور مقرر کیا تھا۔ مگر صحابہ اور خلفا نے
محض بطمع دنیا و حکومت چند روزہ اوس سے عدول کر کے اپنی خلافت کو جمایا۔ اب
اہلسنت اس مصیبت میں ہیں کہ اگر اون احادیث رسول کو مانتے ہیں تو مذہب
اہلسنت باطل ہوتا ہے جسکا مدار خلافت خلفا پر ہے۔ اور اگر خلافت خلفا کو
جائز جانتے ہیں تو کذب صریح لازم آتا ہے کہ قرآن و حدیث سب کی تکذیب ضروری
پڑتی ہے

اس لئے شاہ ولی اللہ صاحب نے یہ راہ نکالی کہ خلافت کو تو ظاہری بنایا اور امامت کو
امر باطنی کر بلکہ اوس سے چندان بحث نہیں کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا خدا و رسول کے
احکام دو طرح کے ہوں کہ ظاہر میں یزید کو خلیفہ مانو اور باطن میں امام حسین کو ہو۔
ہماری غرض صرف اسی قدر ہے کہ نص یا اشارت ہر پیغمبر یا امام کی نص ہے۔
مابعد امام پر نص کرتا تھا جس سے معلوم ہوا کہ امامت کوئی ایسی چیز تھی جس پر نص ہوتا
آیا اور ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرتا آیا لہذا مسلمانوں کو اس ... منصوص کی
ضرورت ہے جو خدا و رسول کی طرف سے مقرر ہو رہی دنیاوی سلطنت ... سو وہ
تو کسی مذہب و ملت نے مذہب میں داخل نہیں کیا کبھی کا بادشاہ ... ہو نہ
کسی نبی کو بادشاہت ملی کبھی انتہا درجہ کے فاسق و کافر کو

اور نواب صدیق حسنخان صاحب نے تو اسکی بھی تشریح کر دی کہ خلفائے بنی امیہ ...
کے سبب سے ان حضرات کو تسلط ظاہری نصیب ہو سکا نہ آیا اس سے خلفائے
بنی امیہ و بنی عباس خلیفہ برحق ہو سکتے ہیں؟ حاشا و کلا یہ عقیدہ تو کسی مسلمان کا
نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ بھی ایسے کل رجال کو نہ اقرار مانتے ہیں نہ رشتی یعنی۔

بہرحال جب اس تقریر مختصر سے آپکو معلوم ہو چکا کہ باتفاق فریقین امامت منجانب اللہ و
منجانب الرسول ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ تمام مسلمانوں کے امام حق یہی دوازدہ

[illegible] ایک [illegible] آپ کا قیام مقابلی [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو نظر بند
کئے تھی میں رکہا تھا اور فوج کو عسکر کہتے ہیں اسوجہ سے حضرت کا نام لقب عسکری
مشہور ہے

مادر گرامی آپکی ام ولد تھین ۔جنکا نام سلیل تہا۔ یا حدیث یا [illegible] - یا سوسن یا ام حبیب
یا مشہور [illegible] سلیل ہے ۔ جو سلسلہ مساوات کہ رسول اللہ نے قائم کیا تھا کہ تمامی مخلوقات
بحقوق انسانیت و عبدیت مین مساوی ہین حضرات آئمہ اطہار نے اوسکو عملی طور سے
ہمیشہ باقی رکہا

برادران جناب امام حسن عسکری علیہ السلام اکبر اولاد جناب امام علی نقی علیہ السلام تہے
الحسین [illegible] محمد [illegible] کا نام محمد تیسرے کا نام جعفر خواہر گرامی نام عالیہ
جو بعد [illegible] سنت نے عائشہ بنایا مگر یہ اونکی ہٹ دہرمی ہے کیونکہ احادیث
مین [illegible] ممانعت [illegible] وارد ہے کہ عائشہ نام نہ رکہا جاے

نقش خاتم- سبحان من لہ مقالید السموات بعض روایات مین انا اللہ
شہید ہے بواب کا نام عثمان بن سعید عمری تہا جو قبیلہ بنی اسد سے تہے -کنیت
ابو عمرو تہی- یہ گیارہ برس کے سن سے خدمت جناب امام علی نقی ؑ مین حاضر ہو
پہر امام حسن عسکری علیہ السلام کے خادم رہے پہر جناب صاحب الامر کے وکیل تہے -
نہایت معتمد و متدین تہے.

سفر سرمن راے ولادت آپکی تو مدینہ منورہ مین ہوئی تہی- مگر غالبا تین برس سے
زیادہ آپکا قیام مدینہ مین نہین رہا کیونکہ آپ کے پدر بزرگوار جناب امام علی نقی ؑ بیس برس
تک سرمن راے مین بحالت اسیری و نظربندی قیام فرما رہے جس سے جناب امام حسن عسکری
کا قیام مدینہ منورہ سے صرف تین برس ہوتا ہے

مدت حیات کل ۲۸ سال ہے یا ۲۹ برس جسمین ۲۳ برس آپ اپنے والد مقدس
جناب امام علی نقی ؑ کیساتھ رہے.

مدت امامت کل چھ سال ہے۔

اتنے مین ایکسو سار (گوہ) آیا جسنے وانق کی آنکھین نکالکر کہا ڈالا۔

آج بہی دنیا مین یہی معمول ہے کہ کسی مردہ کا جنازہ تنہا نہین چہوڑا جاتا مگر واثق باللہ ایسا مجرم قرار پایا کہ ایک آدمی بہی اسکے جنازہ کو لیکر نہ رہا۔

اِس قصۂ ترک جنازہ نے ہمکو من بعیت ۔ ایکو واقعہ رحلت رسول اللہ فرو یاد کرایا ہوگا کہ کسطرح تمامی صحابہ نے حضرت کی جنازہ کو چہوڑکر سقیفہ کی راہ لی تہی کیونکہ ابوبکر اور متوکل مین ایک خاص مناسبت بہی ہے جس سے ایسا ہونا ضروری ہے کیونکہ خلافت ابوبکر موجد مذہب اہلسنت ہے اور خلافت متوکل محی مذہب اہلسنت ۔ چنانچہ تاریخ الخلفا سیوطی مین ہے۔

فاظهر الميل الى السنة ونصر اهلها ورفع المحنة وكتب بذلك الى الآفاق واستقدم المحدثين الى سامره واجزل عطاياهم واكرمهم وامرهم بان يحدثوا باحاديث الصفات والرؤية وجلس ابوبكر بن شيبة في جامع الرصافة فاجتمع اليه نحو من ثلثين الف نفس وجلس اخوه عثمان في جامع المنصور فاجتمع اليه ايضا نحو من ثلثين الف نفس وتوفر دعاء الخلق للمتوكل وبالغوا في الثناء عليه والتعظيم له حتى قال قائلهم الخلفاء ثلثة ابوبكر الصديق في قتل اهل الردة وعمر بن عبد العزيز في رد المظالم والمتوكل في احياء السنة واماتة التجهم ۔ منہ تاریخ الخلفا۔

تو خلافت پر بیٹھتے ہی اسنے اپنا میلان فرقہ اہلسنت کی طرف ظاہر کیا اور تمام ملک مین اسکا پروانہ جاری کیا محدثین کو ہر جگہ سے طلب کیا اور اونکو انعام و اکرام سے مالامال کردیا اور حکم دیا کہ اون حدیثون کو بیان کرین جنمے خدا کا دیکھنا روز قیامت ظاہر ہو اور وہ حدیثین بیان کیجائین جنمین صفات کا ذکر ہے (یعنی ہاتہ پیر اون آنکہ والی حدیثین) جسکا یہ اثر ہوا کہ ابوبکر بن شیبہ نے جب مسجد رصافہ مین اپنا درس قایم کیا تو تیس ہزار آدمی حدیث سننے کو جمع ہوئے۔ اسیطرح عثمان بن شیبہ کے پاس مسجد منصور مین۔ تمام خلق مین متوکل کی مدح و ثنا ہونے لگی یہانتک کہ لوگون نے کہا خلیفہ تین ہی ہوئے۔ ابوبکر جنہون نے اہل ردہ کو قتل کیا۔ عمر بن عبد العزیز جنہنے رد مظالم کیا تیسرا متوکل جسنے مذہب اہلسنت کو زندہ

اس مذہبی تعصب نے یہانتک ترقی کی کہ خلافت کے چوتھے ہی برس وفی سنۃ ست وثلثین امر بھدم قبر الحسین وھدم ما حولہ من الدور، وان یعمل مزارع و منع الناس من زیارتہ وخرب وبقی صحراء وکان المتوکل معروفا بالنصب ۔ تاریخ الخلفا

یعنی ۲۳۶ھ مین متوکل نے حکم دیا کہ قبر امام حسین منہدم کیجائے اور گرد اوسکے جو مکانات ہیں وہ سب توڑدی جائین اور وہان زراعت کیجائے ۔ زیارت سے لوگون کو روکا ۔ وہ زیارت گاہ تمام طور سے صحرا ہوگیا اور متوکل مشہور ناصبی تھا ۔ اس ظلم صریح کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی ۲۳۶ھ مین بمقام عسقلان ایسی آگ لگی جسنے تمامی مکانات کو جلادیا ۔

۲۳۸ھ مین رومیون نے شہر دمیاط کو لوٹ لیا جسمین ۶ سو عورتین مسلمانون کی قید ہوئین اور مرد دریا مین کود کر غرق ہوئے ۔

سنہ ۲۴۱ھ مین نہایت ہولناک آواز آسمانی سنائی دی جس سے بہت سے مسلمان ہلاک ہوئے

۲۴۱ھ مین ہزارون تارے ٹوٹکر آسمان سے گرے

۲۴۲ھ مین ایسا شدید زلزلہ آیا کہ زمین مین بڑے بڑے غار پڑے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور قریہ سویدا پر جو مصر مین تھا آسمان سے سنگ باری ہوئی اور حلب مین ایک طائر نمودار ہوا جسنے ۴۰ مرتبہ آواز دی اتقوا اللہ اتقوا اللہ اتقوا اللہ

۲۴۴ھ مین متوکل نے یعقوب بن السکیت کو جو نحو عرب مین امام تھا اس جرم پر اپنے غلامونسے پیٹ پٹواکر قتل کرایا کہ متوکل نے پوچھا ہمارے دونو لڑکے معتز و موید تم کو دوست رکھتا ہے ۔ یا امام حسن و امام حسین کو ۔ ابن السکیت نے جواب دیا کہ قنبر غلام جناب امیر ۔ ان دونونسے بہتر ہین اسپر متوکل نے انکو قتل کرادیا ۔

علامہ سیوطی لکھتے ہین وکان المتوکل ناصبا وفی سنۃ خمس واربعین عمت الزلازل الدنیا فاخربت المدن والقلاع والقناطر وسقط من انطاکیۃ جبل فی البحر وسمع من السماء اصوات ھائلۃ من زلزلت مصر وسمع اہل بلبیس من ناحیۃ مصر صیحۃ ھائلۃ فمات خلق من اہل بلبیس وغارت عیون مکۃ ۔ ۲۴۵ھ

یعنی متوکل ناصبی تھا ۲۴۵ھ مین زلزلے نے تمام دنیا کو گھیر لیا جس سے بہت سے شہر تباہ

معتز باللہ پسر متوکل ۲۵۲ھ مین خلیفہ ہوا اوسوقت عمر اوسکی ۱۹ برس کی تھی ۲۵۵ھ مین
یہ بھی مارا گیا

مہتدی باللہ اسکے بعد خلیفہ ہوا. جو ۲۵۶ھ مین قتل کیا گیا ۱۵ یوم کم ایکسال اسکی خلافت
رہی مگر اس زمانہ مین شیعون پر کیا مصیبت تھی اسکا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے وضرب
جماعۃ من الروساء ونفی جعفر بن محمود الی بغداد وکرہ مکانہ لانہ نسب عندہ
الی الرفض صفحہ ۲۴۳ تاریخ الخلفا

یعنی روسا کی ایک جماعت کو مارا اور جعفر بن محمود کو جلا وطن کیا طرف بغداد کی کیونکہ نسبت
کیگئی تھی رافضیت کی اوسکی طرف۔

جس سے معلوم ہوا کہ صرف اس جرم پر کہ جعفر بن محمود رافضی ہے خلیفہ اوسکو ملک بدر
کردیا. تو آپ قیاس کرسکتے ہین کہ اور ضعفا ومومنین شیعونکی کیا حالت ہوگی

اسکے بعد معتمد علی اللہ خلیفہ ہوا جو ۲۳ برس تک خلیفہ رہا مگر مقہور ومغلوب اور آخر ۲۷۹ھ
مین رگڑ کر ملک عدم ہوا اسکی خلافت مین بخاری مسلم۔ ابوداود۔ ترمذی جو رہگرای
ملک بقا ہوئے ان حالات سے مقصود یہ ہے کہ معلوم ہو وہ زمانہ کیسا پر آشوب تھا اور شیعونپر
کیا کیا شدائد گذر رہے تھے۔ ایک خلیفہ اگر کچھ رحم دلی دکھاتا تو دوسرا وہ ظلم کرتا کہ آسمان و
زمین مین قیامت بپا کرتا۔ انھین دو حضرات جناب امام علی نقی وامام حسن عسکری علیہما السلام
کا پورا زمانہ نہایت تشدد مین بسر ہوا۔

صغر سنی وابتدائے تعلیم یہ حضرات چونکہ الہامی تھے۔ اور خدانے محض بغرض اتمام
حجت خلق کیا تھا۔ اسلئے کبھی نہ انکو تعلیم کی حاجت ہوئی نہ تعلم کی تاکہ جو معجزہ خداوند عالم
نے خلقت ونبوت رسالتمآب جیسے ظاہر کیا تھا اوسکی تکمیل ہوتی رہی۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے
فآمنوا باللہ ورسولہ النبی الامی جسمین امیکو خاص طور پر خدانے حضرت کے صفات سے
گنا ہے جو فی الواقع معجزہ ہے کہ ایک ایسا شخص جو امی محض ہو کہ نہ کسی سے اوسنے علم حاصل کیا.
نہ کوئی اوسکا اوستاد تھا اوسنے قرآن کا وہ معجزہ دکھلایا جس سے آجتک تمام عالم دنگ ہے
اسی کی تصدیق خدانے کل [illegible]

تعلیم حاصل کی ہو۔ ہر زمانہ میں اسکو ثابت کیا ہے کہ علم رسول اللہ و اہلبیت طاہرین بذریعہ اکتساب نہیں ہے بلکہ کل علوم انکے وہبی ہیں۔ اس لئے امام کے حالات میں نہ تعلیم لینے کا حال معلوم ہوتا ہے نہ اسکا کہ کوئی انحضرت کا استاد ہو۔

اسیواسطے انحضرت کے حالات ولادت کے بعد ہی سے ایسے عجیب و غریب ہوئے ہیں کہ عقل انسانی وہاں تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔

علامہ شیخ شبلنجی شافعی مصری جو علمائے اہل سنت سے ہیں اپنی کتاب نور الابصار مطبوعہ مصر ۱۵ صفحہ میں لکھتے ہیں کہ کتاب دُرر الاصداف میں ہے کہ بہلول کا ایکدفعہ گذر جناب امام حسن عسکری ع کی طرف ہوا۔ وھوصبی یبکی والصبیان یلعبون جبکہ آپ بہت بچے تھے اور رو رہے تھے۔ اور لڑکے وہاں کھیل رہے تھے۔ بہلول نے یہ گمان کیا کہ چونکہ آپکے پاس کوئی کھلونا نہیں ہے۔ اسلئے رو رہے ہیں لہذا بہلول نے کہا کہئے تو ہم آپکے لئے کھلونا خرید لائیں کہ آپ بھی اس سے کھیلیں حضرت نے فرمایا یا قلیل العقل ما للعب خلقنا یعنے کم عقل ہم کھیلنے کے لئے نہیں پیدا کئے گئے ہیں۔ بہلول نے پوچھا پھر کس لئے پیدا ہوئے۔ تو فرمایا للعلم والعبادۃ یعنی علم و عبادت کے لئے ہماری خلقت ہوئی ہے۔ بہلول نے کہا کہ یہ کہاں سے معلوم ہوا تو آپنے فرمایا من قوله تعالی افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون خداوند عالم کے اس قول سے کہ فرمایا کیا تمنے گمان کیا ہے کہ ہمنے تمکو عبث و بیکار پیدا کیا ہے اور تم پھر ہمارے پاس نہ پھروگے۔ بہلول نے کہا کچھ وعظ فرمایئے حضرت نے چند اشعار پڑھے اور خود جناب امام حسن عسکری ع غش کھا کر گر پڑے۔ جب افاقہ ہوا تو بہلول نے عرض کیا آپ ابھی بچے ہیں کوئی گناہ نہیں کیا۔ پھر کیوں یہ ایسی حالت ہوئی حضرت نے فرمایا دور ہو جا اے بہلول کہ میں نے اپنی والدہ کو دیکھا ہے کہ چھوٹی لکڑیوں سے بڑی بڑی لکڑیاں روشن کرتی ہیں لہذا ہمکو خوف ہے کہ ہم بھی کہیں نہ منجملہ ان لکڑیوں کے جہنم کے ہوں"

کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ علوم کسی تعلیم سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ حاشا و کلا۔ بلکہ یہ وہ علوم ہیں جو محض خدا کی جانب سے افاضہ ہوتا ہے اور یہی وہ علوم ہیں جن سے یہ حضرات نام

ممتاز ہے۔

جناب امام حسن عسکریؑ کے امامت کا زمانہ ۲۵۴ھ سے شروع ہوتا ہے کیونکہ جناب امام علی نقیؑ نے ۵ رجادی الآخر ۲۵۴ھ میں انتقال کیا علی الاختلاف لہذا سب سے واقعہ یکی حیثیت سے ایک انقلاب وہ یہ ہے کہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے پدر بزرگوار جناب امام علی نقی علیہ السلام کے تجہیز و تکفین میں مشغول تھے خادموں اور غلاموں نے موقع غنیمت جان کر جو اسباب مال و متاع تھا چرا لیا مگر آپنے کچھ توجہ نہ کی جب کل امور سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نے خادموں کو طلب کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچ سچ بتاؤگے تو تمکو امان ہے۔ بعد اوسکے آپنے ہر شخص کی چوری کا بیان کیا کہ تونے یہ چرایا تونے یہ چرایا۔ جسکا سب نے اقرار لیا اور لاکر حاضر کیا۔

اس واقعہ سے ہمکو پھر واقعہ رحلت رسول اللہ یاد آیا کہ جناب امیرؑ تجہیز و تکفین رسولؐ میں مشغول تھے تو موقع پاکر اون صحابہ نے جو غلامی کا دم بھرتے تھے جو آجتک یادگار ہے۔

ہاں چونکہ یہ زمانہ خلافت بنی عباس کا تھا اسلئے وہ مال ملگیا ورنہ اگر سابق خلفا کا زمانہ ہوتا تو پھر آگ لکڑی لیکر جمع ہو جاتے۔

کتب فریقین میں حضرت کے اس قسم کے واقعات ہزاروں مرقوم ہیں جنسے حضرات کا اسرار غیب سے مطلع ہونا بدیہی طور سے ظاہر ہے چنانچہ شواہد النبوۃ ملا جامی میں ہے کہ محمد بن علی حضرت کے جود و سخا کا شہرہ سنکر حضرت کے پاس آئے مگر وہ حضرت کی صورت و شکل سے ناواقف تھے اپنے دلمیں خیال کیا کہ اگر حضرت پانچسو درہم عطا فرمائیں تو دو سو میں کپڑہ خریدیں اور دو سو کا آٹا اور سو درہم میں متفرق خرچ کریں۔ یہ خیال باپ کا تھا۔ اور بیٹے نے اپنے دلمیں خیال کیا کہ اگر حضرت تین سو درہم عطا فرمائیں تو سو درہم کا کپڑہ اور سو درہم میں دراز گوش خریدیں اور سو درہم خرچ کریں اور کوہستان کا سفر کریں۔ دونو باپ بیٹے جب در خانہ پر پہنچے تو قبل اسکے کہ بولیں اندر سے ایک غلام آیا اور کہا علی بن ابراہیم اور انکے بیٹے محمد کہاں ہیں جب یہ دونوں داخل ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ اتنے دنوں تمک کہاں تھے جو ہمارے پاس نہیں آئے عرض کیا اس حالت میں کیا آتے۔ جب ایسا ہو چکے تو حضرت سلامہ نے باپکو پانچسو درہم کا صرہ دیا اور بیٹے کو تین سو درہم کا اوس تفصیل سے جو پہلے مذکور ہوا اور کہا کہ کوہستان

نہ جانا بلکہ فلاں طرف جانا اور وہاں جاکر اسکا عقد ہوا اور دو ہزار دینار ... شواہد النبوۃ صفحہ ۲۱۱ دہلی ایڈیشن

سمجھ لیا اور آپ اپنی اس مخالفت کو کسی سے پوشیدہ نہین کرتے تھے اسی بناپر یزید بھی آپ سے بیعت لینے اور آپ کو اپنا مطیع بنانے کیواسطے مصر اور کوشان تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے دیدہ ودانستہ اوس اعلیٰ خیال کے واسطے جو آپ کے دماغ مین موجود تھا اپنے لئے موت کو گوارا کیا

قاله الرسول في ابيه وامه واهل بيته الا رواه وكل ذلك يقول الصحابة اللهم نعم قد سمعناه وشهدناه ويقول التابعون اللهم قد حدثناه من نصدقه ونأتمنه حتى لم يتركوا شيئا الا قاله ثم قال انشدكم بالله الا رجعتم وحدثتم من تثقون به ثم نزل وتفرق الناس على ذلك

آیات کو بتانا شروع کیا جو جناب امیر یا جناب سیدہ یا حسنین علیہم السلام کے بارےمین نازل ہوا تھا سب کا مطلب اور تفسیر بیان کیا جسپر صحابہ کہتے تھے کہ بیشک ان آیتونکو اور ان تفسیرون کو سنا ہے اور ہم گواہ ہین۔ اور تابعین نے اقرار کیا کہ بیشک اسکی روائتین ہمنے سنی ہین اور بیان کی ہین۔ پھر حضرت نے رسول اللہ کی حدیثین کل بیان کین اور صحابہ وتابعین نے انکا اقرار کیا کہ ہم ان آیتون اور روایتون کو اپنے قوم قبیلے کے قابل اعتماد اشخاص سے بیان کرینگے۔ بعدہ مجمع متفرق ہوا۔

غرض اگر غور کیا جاے تو معلوم ہوا اسوقت دنیا مین جو کچھ سچا اسلام باقی ہے وہ صرف امام حسینؑ کے طفیل سے کہ جب آپنے اچھی طرح دیکھ لیا کہ معویہ نے اخفاے دین حق مین اپنی کوشش پوری کردی تو امام حسینؑ نے اوسکے مقابلہ مین یہ کارروائی کی کہ ایک مجمع قائم کیا اور سبکو اون آیات واحادیث کی تفسیر سنا دی اور تاکید فرمایا کہ اس حق کو ہمیشہ ظاہر کرتے رہنا۔ یہین سے آپکو اسکی بہی وجہ معلوم ہو گی کہ جناب امام حسینؑ سے اور انکی عزاداری سے جو اسقدر مخالفت کی جاتی ہے اوسکی کیا وجہ ہے؟

کیونکہ اگر حضرت اس طرح اظہار حق نہ فرماتے تو دین اسلام صرف ہکا بتا خلفا کے اقوال وحرکات وسکنات حجت سمجھے جاتے۔ بلکہ قول وفعل رسول اللہ سے زیادہ وہ مہم سمجھے جاتے

باتون سے اچھی طرح واقفیت رکھتا تھا۔ وہ بلا تامل اس امر کی تصدیق کر سکتا ہے
کہ حسینؑ نے اپنی جان دیکر اپنے نانا کے دین اور اسلام کے قاعدون کو زندہ
کر دیا اگر یہ واقعہ پیش نہ آتا اور مادہ بصیرت آنحضرت کے شہید ہونے سے
مسلمانون مین پیدا نہ ہوتا ہرگز اسلام اپنی موجودہ حالت پر باقی نہ رہتا اور
چونکہ ابھی اس کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اس لئے یہ بات ممکن تھی کہ اس کی

بالمعروف وانھی عن المنکر واسیر بسایۃ جدی وابی علی بن ابیطالب فمن قبلنی بقبول الحق فاللہ اولی بالحق ومن رد علی ھذا اصبر حتی یقضی اللہ بینی وبین القوم بالحق وھو خیر الحاکمین وھذہ وصیتی یا اخی الیک وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب قال ثم الحسین الکتاب وختمہ بخاتمہ ودفعہ الی اخیہ محمد ثم ودعہ وخرج فی جوف اللیل

امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر سے ہماری غرض ہے کہ اپنے اجداد اور والد ماجد علی بن ابیطالب کی سیرت پر رفتار کرین۔ تو جنے اسوجہ سے قبول کیا کہ وہ حق کا قبول کر نیوالا ہے تو خدا زیادہ اولیٰ ساتھ حق کے اور جسنے اسپر رد کیا تو صبر کرونگا یہانتک کہ خدا فیصل کرے حق سے وہ خیر الحاکمین ہے۔ یہ میری وصیت ہے اے بھائی تمہاری طرف۔ اور نہین ہے توفیق مگر خدا سے اوسپر توکل کرتا ہوں اوسی کی طرف رجوع۔ اسکے بعد حضرت نے مہر
کیا اور حوالہ محمد بن حنفیہ کیا اور وداع کرکے رات ہی کے وقت روانہ ہوئے۔

رہا کا یہ کہنا کہ (اسی بنا پر یزید بھی آپسے بیعت لینے اور آپکو اپنا مطیع بنانے کیواسطے مصر اور کوشان تھا)

اسکی توضیح اس سے بھی ہوتی ہو کہ تاریخ طبری مین ہے ص۲۲۲ جلد ۷ وکتب الیہ فی صحیفۃ
اذن فارۃ اما بعد فخذ حسینا وعبد اللہ بن عمر وعبد اللہ بن الزبیر بالبیعۃ
اخذا شدیدا لیست فیہ رخصۃ حتی یبایعوا والسلام۔
یعنی یزید نے جو ولید کو خط بطور فرمان لکھا تھا جسمین معویہ کے موت اور طلب بیعت کا حکم

رسوم اور قوانین بالکل نابود ہو جاتے (۲۴۲) چونکہ حسینؑ کو اپنے والد کے انتقال کے بعد سے اس عالی مطلب کے پورا کرنے کا پکا ارادہ تھا۔ اسی لئے آپ نے یزید کے جانشین معاویہ ہونے کے تھوڑے ہی دنوں بعد مدینہ سے اس بنا پر سفر اختیار کیا تاکہ مسلمانوں کے بڑے بڑے مقامات (مکہ و عراق وغیرہ) میں پہنچکر اپنے اس اعلیٰ خیال کو منتشر فرمائیں۔ یہ آپکی سیاست کا مقدمہ تھا۔ کہ جہاں آپ قدم رکھتے تھے وہاں کے مسلمانوں کے دلوں میں بنی امیہ کی جانب سے نفرت پیدا ہوتی جاتی تھی۔

تھا تو اس میں ایک چھوٹا سا رقعہ بھی لکھا تھا جو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ چوہے کا کان ہو اس میں لکھا تھا کہ حسینؑ کو اور عبداللہ بن عمر و ابن الزبیر کو بیعت کیلئے اس طرح گرفتار کرنا کہ جب تک بیعت نہ کریں نہ چھوڑنا۔ جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس بارے میں کیسی کوشش تھی۔

(۲۴۳) ممکن نہیں بلا یقینی تھ۔ کیونکہ جو خلیفہ ہونا وہ مثل رسول اللہ دینی اور روحانی پیشوا مانا جاتا نہ مثل دنیوی بادشاہ یا حاکم کے خود خلفاء وقت کی طرف سے بھی ایسی ہی کوشش ہوتی اور ارالکین خلافت بھی اس میں ساعی رہتے کہ تعظیم خلافت کو جلوہ دیں ازالۃ الخفا میں ہے کہ چون خلیفہ شد غایت ادب بہ نسبت صدیق بجا آورد و مردم ادعے می ترسید ند و ہیبتی عظیم در دل مردمان افتاد ص ۳۳

جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ باوجودیکہ خلیفہ اول کا انتقال ہو چکا تھا۔ اسپر بھی خلیفہ دوم نے ان کی اسقدر تعظیم فرمائی کہ ہر شخص پہ ہیبت طاری ہو گئی تھی پھر کسکو مجال تھی جو خلیفہ کے کسی فعل پر معترض ہو جاتا اوسکو جائز تھا۔

خلیفہ دوم نے تو یہ ترقی کی ضرب عمر سعد بن ابی وقاص بالدرۃ علی راسہ حین لم یقم لہ انک لم تہب الخلافۃ فلم دت ان تعرف ان الخلافۃ لا تھابک ولو بعم ذالک سعدا ولا راہ عیبا وکذالک ضربہ لابی بن کعب حین راہ یمشی وخلفہ قوم سعی بالدرۃ تاریخ خمیس جلد ۲ ص۲۸۲

کہ عمر نے سعد بن ابی وقاص کو صرف اس قصور پر درہ مارا کہ وہ انکی تعظیم کیلئے نہیں کھڑے

چونکہ یزید بھی ان باریکیوں سے بے خبر نہ تھا اس لئے جانتا تھا کہ اگر کسی بات یک چھوٹے مقام میں بھی اس کا خیال کارگر ہو گیا اور آپنے علم مخالفت بلند کر دیا

ہوے تھے لہذا درہ مارا اور کہا کہ تم خلافت ہمیت نہیں کرتے۔ اسلئے ہمنے چاہا کہ تسکو بتا دین خلافت بہی شے ہے من ڈرنی۔ اسی طرح ابی بن کعب راہ چلے جاتے تھے کچھ مسلمان اون کے پیچھے پیچھے جاتے تھے اوسپر عمر صاحب نے درہ رسید کیا۔

غرض ایک طرف تو یہ کارروائی ہوتی تھی کہ ہر طرح سے خلیفہ کی عظمت ایسی راسخ کی جائے کہ خود رسول اللہ ص کی عظمت سے بہی درجہ بڑہ جائے کیونکہ آپ تو کسی سے تعظیم کے خواہان تھے نہ ترک تعظیم پر کوئی سزا دیتے

دوسری طرف یہ سامان ہو رہا ہے کہ جہانتک ہو سکے رسول اللہ کی یاد دلون سے محو ہو جائے۔ اعزا اقربا کمزور کر دی جائین حالانکہ یہ وہ قبیلہ تہا کہ ابتداے آفرینش سے تمامی قبائل مین معزز رہا اگر بقول مولوی شبلی صاحب "حضرت عمر کی سطوت نے بنو ہاشم کے ادعا کو اگرچہ دبا دیا لیکن بالکل مٹا کیونکر سکتے تھے" الفاروق ص۱۷

احکام رسول اللہ کی یہ حالت ہوئی کہ مولوی شبلی صاحب لکھتے ہین "صحابہ کو حکم دیتے تھے کہ رسول اللہ ص سے کم روایت کرین"

تو انکو حدیثون مین نہ پھنسا لیا قرآن مین آمیزش نہ کرو اور رسول اللہ ص سے کم روایت کرو اور مین تمہارا شریک ہون"

"حضرت عمر نے عبداللہ بن مسعود و ابو درداء و ابو مسعود انصاری کو محبوس کیا اور کہا کہ تم لوگون نے آنحضرت سے بہت حدیثین روایت کرنی شروع کین" الفاروق ص۲۲

نتیجہ ان سب کا یہ ہوا کہ حضرت ابن مسعود کم حدیثین روایت کرتے تھے یہانتک کہ سال سال بھر قال رسول اللہ نہین کہتے تھے" ص۲۲

تو اب آپ ہی سمجھ سکتے ہین کہ اسلام خود ابتدائی زمانہ جو اس مصیبت اور جانکاہی سے قائم ہوا تہا۔ ان خلفا کی بدولت اوسکی کیا حالت ہوئی ہوگی کہ صحابہ رسول اللہ اس جرم پر قید ہوتے ہین کہ وہ حدیث رسول کیون بیان کرتے ہیں کیونکہ یہ گمان تو ہو نہین سکتا کہ معاذ

حسینؑ کے ساتھ اسوقت مین موجود ہے نہایت سُرعت کے ساتھ مین آپ کا وہ
جلال تمام اسلامی ممالک مین جاری و ساری ہوجائیگا۔ اور سلطنت

اور رسول اللہؐ نے اوسی روز خلیفہ مقرر کیا تھا جناب امیرؑ نے اقدام کیا مگر کس مصیبت
سے جسکا اندازہ اس روایت سے مل سکتا ہے کہ حج کے احرام مین شکاری گوشت کی بحث
پیش آئی کہ عثمان صاحب نے حلت کا فتوی دیا کبک کا شوربا طیار کیا تو عثمان نے چاہا
مگر اونکے ساتھیون نے تامل کیا تو پوچھا کیون نہین کہاتے کہا حضرت علیؑ اسکو حرام جانتے
ہیں فبعث الی علی فجاءہ قال عبد اللہ بن الحارث فکانی انظر الی علی حین
جاءہ وھو یحت الخبط عن کفیہ فقال لہ عثمان صید لم نصطدہ ولم نامر
بصید اصطادہ قوم حل فاطعموناہ فما باس قال فغضب علی وقال انشد
اللہ رجلا شھد رسول اللہؐ حین اتی ۔ حمار وحشی فقال رسول اللہ
انا قوم حرم فاطعموہ اھل الحل قال فشھد اثنا عشر رجلا من اصحاب
رسول اللہؐ ثم قال علی انشد اللہ رجلا شھد رسول اللہؐ حین اتی
ببیض النعام فقال رسول اللہ انا قوم حرم فاطعموہ اھل الحل فشھد
دونھم من العدۃ من الاثنی عشر قال عثمان ورکہ عن الطعا
فدخل اھلہ واکل ذلک الطعام اھل الماء صفحہ ۲۴۶
یعنی بلا بھیجا حضرت علی کو عبد اللہ بن الحارث بیان کرتے ہین کہ مین گویا دیکھ رہا ہون حضرت علی
کو کہ وہ اسطرح آئے کہ وہ اپنا ہاتھ صاف کرتے تھے برگ ہائے درخت سے عثمان نے کہا نہ ہمنے
شکار کیا نہ ہمارے حکم سے شکار کیا گیا بلکہ غیر محرم لوگون نے شکار کیا اور ہمارے لئے کہا تیکو لائی
اسمین کیا مضائقہ ہے۔ پس غضبناک ہوئے حضرت علیؑ اور کہا ہم قسم دیتے ہین اونلوگونکو جنہونے
دیکھا ہو کہ رسول اللہؐ کے پاس حمار وحشی کا گوشت لائے تھے اور اپنے فرمایا کہ ہم لوگ احرام
سے ہین۔ غیر محرم لوگونکو کہلاؤ۔ بارہ صحابی نے اسکی گواہی دی پہر حضرت نے فرمایا ہم قسم دیتے
ہین اونلوگونکو جنہون نے دیکھا ہو کہ رسول اللہ کے پاس شترمرغ کے انڈے لائے گئے تھے اور
آپنے فرمایا کہ ہم لوگ احرام باندہے ہین غیر محرم لوگون کو کہلاؤ۔ اسپر بہی دوسرے بارہ نے

خلق مسبوق بہ عدم ممکن ہے

خلق من الموجود القدیم

ہمارے آریہ دوستون کا بھی یہی خیال ہے۔ اور مصنف کتاب ینابیع المذہب بھی نہایت آب وتاب اور فلسفہ والٰہیات مین عمیق بین ہونیکے لئے دعویٰ اور نمائیشی خود ستائی وطمانیت سے یہ ادعا کیا ہے کہ لاشئے (عدم) سے کسی شئی کو خلق کرنا محالات سے ہے۔ مین کہتا ہون کہ حقیقت الامر اسکے برخلاف ہے۔ کسی شئی کو موجود شئی سے خلق کرنا نہ صرف ممتنع ہی ہے۔ بلکہ اس ادعا سے تناقض الکلام لازم آتا ہے۔ اگر کوئی چیز مخلوق ہے تو لابد ہے کہ وہ مخلوق ہوئی ہو لاشئی (عدم) سے ورنہ یہ مخلوق ہی نہین اگر خلق کے معنی کچھ ہین تو یہی ہین کہ خلق من العدم ہو۔ ورنہ اسکے کچھ معنے ہی نہین ہ اگر ہمارے نفوس ناطقہ خود بخود موجود ہین اور خدا کی طرح قدیم ہین۔ اور اگر مادہ بھی جس سے ہمارے اجسام بنے ہین خدا کے مانند ہمیشہ سے موجود ہے۔ اور اگر ہمارے ہست ہونیکا مطلب نفوس اور مادہ کا باہم متعلق ہونا ہی ہے۔ جو ہر دو مثل خداتعالےٰ موجود بالذات اور ابدی ہین تو یہ کوئی خلق نہین۔ یہ تو زیادہ سے زیادہ کمہار کی سی محض ایک ترکیب ہی ہے نہ کہ خلق۔ اگر کمہار نے کسی تالاب سے مٹی لیکر گوندھی۔ اور اسکے خوبصورت برتن بنائے تو وہ انکا خالق نہین بلکہ صرف ان برتنون کا بنانے والا ہے۔ اگر بڑھئی لکڑی کو چیرتا پھاڑتا۔ گھڑتا۔ اور اس سے فرنیچر کی مختلف اشیا بناتا ہے تو ہم اسے ان اشیا کا خالق نہین کہینگے۔ بلکہ بنانے والا کہینگے معمار کسی مصالحہ سے جو پہلے موجود ہو کوئی عالیشان محل یا خوبصورت مسجد بناتا ہے تو باوجود اسکی سب محنتون کے اسے اسکا بنانے والا کہتے ہین۔ نہ خالق۔ سبہ نیچر کی مختلف طاقتون کو اپنے قابو مین کرلیا ہے۔ اور انکے ذریعہ سے ہم گاڑیان دوڑاتے سطح سمندر پر جہاز چلاتے۔ برقی خبرین بے توسط یا بالتوسط تار پہنچاتے۔ ہوائی جہاز بناتے۔ اور ہوا مین پرواز کرتے ہین مگر ہم ان طاقتون کے خالق نہین ہین۔ صرف انکے استعمال سے فائدہ اوٹھانے والے اور انکو اپنے قابو مین لانے والے ہین۔ پس اگر خدا موجودہ مواد کو استعمال مین لاکر ان سے جدید اشیا مثل سورج چاند ستارون

کے وضع کر لیتا ہے۔ تقاضا کو منا حق ہے کہ وہ ان اشیا کا خالق کہلائے بنا بریں خدا تو ہمارا
اس عالم کا خالق نہیں ہے۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ ترکیب دینے والا ہے۔ اور آگے چلکر معلوم ہو جائیگا
کہ ان مقدمات کی بنا پر یہ ترکیب دینا بھی فعل الٰہی نہیں ہو سکتا۔
ہر شخص تسلیم کریگا۔ کہ الفاظ خلق و ترکیب کے مفہومات بالکل مختلف و متغائر ہیں۔ ایسے الفاظ
جو یہ ہر دو جدا کانہ مفہومات رکھتے ہوں ہر ایک زبان میں موجود ہیں۔ خواہ وہ زبان یونانی ہو
یا لاطینی۔ عبرانی ہو یا عربی۔ سنسکرت ہو یا پالی۔ اور یہ الفاظ ان جملہ السنہ میں ہر ایک زمانے
میں رہے ہیں۔ چونکہ لفظ خلق سب اقالیم۔ تمام السنہ۔ کل ازمنہ میں ساری دنیا پہ موجود رہا ہے
لہذا یہ استنباط ہوتا ہے۔ اس لفظ کا مفہوم ہر جا پہ موجود رہا ہے۔ اور خود آغاز خلق سے چلا آتا ہے۔
اور بوجہ اسکے کہ یہ مفہوم سب جگہ اور سب وقتوں میں مستقلاً موجود رہا ہے۔ بالضرور اس کو
امر واقعی الامر و صفت ذاتی باری ماننا چاہیئے۔ ۔ امر مجازی امر یا تخیلاتی افسانہ۔ کیونکہ آئندہ تو بطور
تمہید کے تھا۔ اب آمدم برسر مضمون۔
اس بحث میں دو ہی سوالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ آیا عالم محسوس خدا نے لاشی سے
خلق کیا یا موجود مادہ سے بنایا۔ دوسرے یہ کہ آیا ہمارے نفوس یا جیو آتما خود بخود موجود
اور قدیم ہیں یا انکو خدا نے خلق کیا۔
ہم پہلے سوال اول کو لیتے ہیں۔ اور بغرض بحث فرض کر لیتے ہیں کہ خدا نے اس محسوس عالم
طبعی کو ایسے مادہ سے بنایا جو خود بخود موجود اور قدیم ہے۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ اس مفروضہ
سے کیا کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں۔
مسئلہ زیر بحث کے رو سے مادہ قدیم اور خود بخود موجود ہے اور ایسا ہی مادہ کے تمام صفات
و خواص بھی قدیم ہیں۔ خدا مادہ کے کسی [illegible] کو برہت کر سکتا ہے۔ مگر نہ ہی وہ مادہ کے
خواص و ملکات میں کوئی جیسے ہی تبدیلی کر سکتا ہے۔
ان مفروضات کے بعد ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اس عالم طبعی میں جیسا کہ یہ موجود ہے اور جیسا ہماری
مشاہدہ میں آرہا ہے۔ دخل و تصرف الٰہی کو کیا وہ زبان پہ لگ سکتا ہے۔ ایک بیج نہیں ہے
گرتا ہے۔ اگر زمین تیار نہ بیج کو ملنے کا [illegible] نتیجہ نہیں ہے۔ اور اگر کافی گرمی اور تری مل سکتی ہے

سورج کی گرمی سے پانی بخارات میں مستحیل ہوتا ہے۔ جو طبعی اسباب سے ہوا میں صعود کرکے بصورت ابر اکٹھا ہو جاتا ہے جب کرہ ہوائی پر اس کا بوجھ بڑا ہو جاتا ہے۔ تو مینہ بنکر زمین پر ٹپک پڑتا ہے۔ جو سوکھی ہوئی زمین کو شاداب سرسبز کر دیتا اور انسانوں وحیوانوں کیلئے خوراک مہیا کرتا ہے۔ یہ صرف میری ہی رائے نہیں بلکہ خود سوامی جی اپنے ستیارتھ پرکاش کے ساتوین باب کی نوین پیرا گراف (تبلہ) میں کہتا ہے کہ بسا اوقات ایک غیر مدرک شے کسی دوسری مدرک شے کو بنانے یا فنا کرنے کی علت ہو سکتی ہے۔ مثلاً خدا کے بنون سے زمین پر گرنے اور بنوری رطوبت حاصل کرنے پر انہیں متغیر کرکے بنجار بنا دیتا ہے اور وہ آگ یا اس قسم کی اور غیر مدرک اشیاء سے متصل ہونے پر فنا ہو جاتے ہیں۔ انتہی

دوا جس سے ہم سانس لیتے میں زمین جس پر ہم چلتے ہیں بغیر اسکے کہ خدا کی مرضی اس میں کوئی دخل رکھے ہمارے کار آمد ہیں۔ اجرام سماوی یعنے ستارے باہم ایک دوسرے سے وابستہ و متعلق ہیں۔ اور قوانین طبعی کے زیر عمل ہیں۔ جیسے کہ مثلاً قانون جذب مرکزی کے۔ اور یہ قوانین مادہ کی ذیلی اوصاف وخواص کا نتیجہ ہیں۔ انہی قوانین کے زیر عمل چاند زمین کے گرد اور زمین اور دیگر اجرام فلکی سورج کے گرد گھومتے ہیں اور عالم اپنے مستقر معمولی پر چلتا ہے بغیر اسکے کہ کوئی بیرونی طاقت دخیل ہو۔ رات۔ دن۔ اور سال کے موسم ان اجرام فلکی کی حرکات کا نتیجہ ہیں۔ خلاصہ یہ کہ فعل و تصرف الہی کہیں بھی دیکھا نہیں جاتا۔ بلکہ اسکا ہونا ہی ممکن نہیں۔ کیونکہ یا تو سورج میں زمین اور سمندر سے بخارات اٹھانے کی قدرت ہے یا نہیں اگر نہیں ہے تو خدا سورج کو یہ قدرت عطا نہیں کر سکتا۔ اور اگر ہے تو بخارات ہوا میں صرف سورج ہی کی وجہ سے صعود کرتے ہیں۔ فعل الہی کا اسمیں کوئی دخل نہیں اسی قسم کے دلائل اس دنیا کے تمام طبعی قوانین پر صادق آتے ہیں۔ اور ان قوانین کے عملدرآمد میں فعل الہی کا کوئی دخل ثابت نہیں ہوتا۔ یہ بھی ممکنی نہیں کہ ہمارے آریا دوستوں کے اس مذکورہ مفروضہ اور مادیین کی تھیوری کے رو سے جسکے ساتھ وہ متفق مطابق ہے یہ قوانین طبعی ممکن نہیں کہ خدا کے مخلوق ہوں۔ مثال کے طور پر ہم قانون جذب مرکزی کو لیتے ہیں۔ اگر ہم ہوا میں ایک پتھر پھینکیں تو یہ اس قوت جذب کے کھینچنے کی باعث جو زمین میں مرکوز ہے نیچے آ پڑتا ہے۔ اگر یہ قوت جاذبہ مادہ کی ذات میں موجود تھی تو کیا خدا نے

پیدا کر سکتا تھا۔ یقیناً نہیں۔ اسی طرح سمجھ لو کہ آگ میں جلانے اور پانی میں اسے بجھا دینے کا خاصہ ہے۔ آگ جلے گی اور پانی اسے بجھا دیگا۔ خواہ خدا اس امر کو چاہے یا نہ چاہے۔ تمام حوادث و تغیرات اس عالم مادی میں مادہ کی صفات و خواص کا نتیجہ ہیں۔ اور قوانین طبعی جہاں خواص و صفات سے ظہور پذیر ہوتے اور مادہ پر موثر ہیں بغیر ارادہ یا واسطہ الٰہی کے ہوتے ہیں۔ بنابریں خدا اس عالم طبعی کو ایک دفعہ مادی مادہ سے ترکیب دے دینے کے بعد جہاں تک کہ اسکے نظم و نسق کا تعلق ہے اس میں کسی طرح کا دخل دینے سے ممنوع اور عملی طور پر الگ ہو جاتا ہے۔

(مترجم کہتا ہے۔ کہ اس مفروضہ پر خدا تعالیٰ کا اس عالم کو مادہ سے ترکیب دینا بھی متحقق نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ مفروض ہے کہ نیست سے کوئی شے ہست نہیں ہو سکتی۔ پس اگر ترکیب پا جانے کی قابلیت مادہ کی ذات میں نہ ہو تو خدا اسمیں قابلیت ترکیب کو پیدا نہیں کر سکتا۔ اور اگر استعداد ترکیب مادہ میں موجود ہے تو ترکیب پا کر مادہ کی کوئی نہ کوئی صورت ہونی چاہئے۔ مادہ کی مختلف صورتیں ہم آن میں بگڑتی اور بدلتی رہتی ہیں۔ چونکہ کوئی چیز نیست سے ہست نہیں ہو سکتی اس لئے مادہ پر بھی کوئی ایسی صورت وارد نہیں ہو سکتی جو پہلے نہ تھی۔ پس ضرور ہے کہ مادہ ایک ہی شکل میں رہے۔ حالانکہ یہ بدیہی البطلان ہے۔ بلکہ نظر تعمق سے اس مفروضہ سے یہ نتیجہ نکلیگا۔ کہ خود مادہ ابتداءً کسی حالت میں تھا۔ مادہ کی صورہائے موجودہ جو اپنی اپنی شخصیت میں مختلف ہیں صورت موجودہ آ ہی نہیں سکتی تھیں۔ کیونکہ یہ صورتیں پہلے موجود نہ تھیں۔ پس عالم مادی جو مجموعہ صور متنوعہ ہے ترکیب ہی نہیں پا سکتا۔

اگر بالفرض محال تسلیم بھی کر لیں کہ یہ عالم بصورت ہائے موجودہ ترکیب پا سکتا ہے۔ تو بھی نظام عالم مفروضہ کے قائم نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ بموجب اس مفروضہ کے لازم آتا ہے کہ اگر کسی شے میں ایک حالت موجود نہ ہو۔ اور برعکس اسکے دوسری حالت موجود ہو تو وہ حالت جو اس میں موجود نہیں ہے کبھی پیدا ہی نہیں ہو سکتی مثلاً کسی متحرک شے میں سکون کی حالت نہیں ہے اسلئے کبھی حالت سکون پیدا نہیں ہو سکتی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی شے ساکن سے متحرک اور متحرک سے ساکن نہیں ہو سکتی۔ علیٰ ہذا کسی شے میں کیفیت وضع ملک این متی اضافہ فعل انفعال بھی جملہ العوارض میں تبدل نہیں ہو سکتا حالانکہ عالم مادی کا سلسلہ اس تبدل و تغیر عوارض ہی ایسا مربوط ہے کہ بجز اسکے قائم نہیں رہ سکتا۔

اس مفروضہ کی بنا پر لازم آتا ہے کہ اشیاء عالم یعنی خود عالم بالکل ایک حالت پر رہے کسی شے میں
کوئی نئی حالت پیدا نہو۔ کیونکہ وہ نئی حالت اس شے میں پہلے نہ تھی۔ اور یہ بات بغیر اسکے
کہ عالم فنا ہو جاوے تصور نہیں ہو سکتی۔)

کیا ہمارے آریہ احباب اس نتیجہ کو تسلیم کر لینے پر تیار ہیں۔ لیکن خواہ وہ تیار ہوں یا نہ ہوں یہ نتیجہ
ان مقدمات سے جنکے وہ معتقد ہیں لازمی طور پر مستنتج ہوتا ہے۔

یہاں ایک نکتہ لطیفہ بلکہ غور پیدا ہوتا ہے یعنی کیوں ہم خدا کی عبادت کریں اور کیا ہم یہی سمجھ چند ان
ستاروں اور عنصری اشیا کی عبادت نکریں۔ جیسا کہ زمانہ سلف کے لوگ کرتے تھے۔ اور جیسا کہ بعض
آدمی اب تک کرتے ہیں اور ہمارے آریہ احباب کو کیا حق ہے کہ وہ سورج چاند وغیرہ کی پرستش کرنے
والوں کے اعمال کی توہین کریں۔ اگر وہ اپنے مسلمہ مقدمات کے منطقی نتائج پر غور کریں تو انہیں معلوم ہوگا
کہ صرف یہی نہیں کہ انہیں اجرام فلکی کی پرستش کرنیوالوں کی مذمت کرنیکا کوئی حق نہیں بلکہ ان پر لازم ہے
کہ خود بھی ایسی پرستش کرنے والے ہوں۔ یہیں سوال پیدا ہے کہ ہم کیوں خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ مگر
اس سے انسب یہ سوال ہے۔ کہ کیوں ہمیں خدا کی پرستش کرنی چاہیے۔ ان سوالات کا جواب
آریہ دوستوں کے نقطہ خیال سے سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ ہمیں خدا کی عبادت بہ نظر عبادت
کی کرنی چاہیے جو وہ ہمہ مبدل کرتا ہے نہ کسی اور وجہ سے۔ عالم الفاظ میں یہ ایشور نادصدا
شکیمان یعنی قادر مطلق اور ساشو نا نظر ہے۔ وہ بھی ہماری عبادت کے لائق ہے۔ کہلاوٹ میں
بھلا معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ باتیں لفظوں میں کہہ چھوڑنی آسان ہیں۔ سوامی جی نے [illegible] متعلق
ہمارے لئے خدا کی تعریف وصفات بیان کر دی ہے۔ لہذا ہم ٹھیک طور پر جانتے ہیں کہ [illegible] نزدیک
خدا سے ہمارا تعلق کیسا ہے۔ وہ کیا کر سکتا اور کیا نہیں کر سکتا۔ اسلئے ہمیں دیکھنا چاہیے کہ [illegible]
قلبی کے لئے خدا کا کہانتک [illegible] ہے اور کہاں تک دوسرے معبود تعظیم و عبادت کے مستحق ہیں
اگر ہم خدا کی عبادت و انقیاد کے سوال پر غور کرتے ہیں۔ تو ہم اسے مندرجہ ذیل تین شقوق پر مبنی
پاتے ہیں۔

شق اول، بلکہ ہم نے اپنی ہستی۔ اپنی موجودیت۔ خدا سے پائی ہے اسلئے ہمکو بطور فرض منصبی
کے اس خدا کی عبادت کرنی چاہیے جسنے ہمیں ہستی عطا فرمائی یعنی خلق کیا۔

(شق دوم) یہ کہ خدا کی عبادت سے ہم پر برکات روحانی کا فیضان ہوتا ہے یعنی ہمارے نفوس
عالی و برتر ہو جاتے ہیں۔ اور اس عبادت کی بدولت ہمارے نفوس کے ملکات و قویٰ میں بے
انتہا ترقی ہوتی ہے۔

(شق سوم) یہ کہ ہم اس واسطے خدا کی عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہمکو ہماری مادی ضروریات و
مقتضیات نفس عطا کرتا ہے۔

فاضل سوامی باوہ ہمارے آریا دھرمون کے اصول کے موافق عبادت الٰہی کے لئے پہلے دو موجبات
تو ہو ہی نہیں سکتی۔ چونکہ ہم خود بخود موجود اور ویسے ہی قدیم ہیں جیسا کہ خود خدا پہلے خدا کی عبادت کا
یہ موجب کہ اس نے ہمیں موجود اور خلق کیا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح چونکہ ہم قدیم اور موجود بالذات
ہیں اس لئے ہمارے تمام قویٰ و ملکات ہمارے آریا دھرمون کے عقیدہ کے مطابق قدیم ہیں۔ اور
لازم ہے کہ ایسے ہی ہوں۔ اسلئے چاہے ہم خدا کی عبادت کریں یا نہ کریں ہمارے ملکات و قویٰ نفسانیہ
میں ترفع یا انحطاط۔ ترقی یا تنزل نہیں ہو سکتا۔ خدا ہمارے نفوس کے قویٰ جبلی میں کمی یا بیشی
نہیں کر سکتا۔ اس لئے عبادت کرنا ہماری روحانیت کے زیادہ ہونے یا عبادت نہ کرنا ہماری
بہیمیت کے زیادہ ہونے کا باعث نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک ہمارے نفوس کی جبلت کا تعلق ہے وہ
وہی رہیگی خواہ ہم اپنی زندگی خدا کی عبادت و معرفت میں صرف کریں۔ یا بدترین حصول بہیمیہ
و شہویہ کے حصول میں رائگان کردیں۔ اور ایک لمحہ کے لئے بھی خدا تعالیٰ یا امور روحانی کی
طرف دھیان نہ لگائیں۔ شاید یہ کہا جائے کہ اگرچہ خدا نے ہمارے نفوس کو خلق نہیں کیا ہے۔ مگر
اس نے انکو مادہ سے متعلق کیا ہے۔ اس جہت سے وہ ہمارے اس عالم کی موجودہ ہستی کا باعث
ہے اسلئے ہم پر بہ نسبت شق اول اسکی عبادت فرض ہے۔ لیکن اس صورت جو ابھی کلام ہے۔
ہم میں بہت سے لوگ یہ اعتراض کرنے پر آمادہ ہو جائینگے کہ خدا کو کیا حق تھا کہ ہمارے (موجود
بالذات) بے نیاز۔ آزاد۔ وارستہ نفوس کو زندان خاکی میں مقید کردے۔ لیکن اس مسئلہ پر
تناسخ ارواح کی بحث کے وقت نظر کیجائیگی۔ بہرحال اس نقطۂ خیال سے ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ
خدا نے ہمارے نفوس کو ان مادی اجسام میں مقید کرنے سے ہم پر کونسی فیض رسانی کی ہو بلکہ
فضل الٰہی ہمیں ممنونیت و نیازمندی کے جذبات نہیں پیدا کرسکتا جو محرک عبادت الٰہی [illegible]

پہلی دو شقوں میں سے کسی شق کے مطابق رہنا (اپنی اعتقادات) ہمارے نزدیک کوئی امر محرک و موجب
عبادت الٰہی نہیں ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اگر ہمکو عبادت الٰہی کرنی ضروری ہی ہو تو تیسری شق کی رو سے
ہوسکتی ہے یعنی بلحاظ ان مادی فوائد کے جو خدا ہمیں عطا کرتا ہے۔ لیکن اس تمام پر اسوجہ سے کہ ہم
ایک سوچنے اور سمجھنے والی (مدرک معقولات) موجودات ہیں۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ ہم اپنی دنیوی
فوائد کا زیادہ حصہ کس سے حاصل کرتے ہیں۔ آیا خدا سے یا سورج چاند میں اور ستاروں سے۔ ہم
نے اس مضمون کے شروع میں دیکھا ہے کہ خواہ اس عالم کے منتظم و مترتب لئے میں مدد [illegible]
کچھ ہی ہو۔ مگر مادی دنیا کے موجودہ سلسلہ میں کہیں بھی اسکا [illegible] نہیں پایا جاتا۔ رات اور دن کا
تبادل۔ موسموں کا تغیر اور جملہ نتائج جو اسپر مترتب ہوتے ہیں بغیر دخل الٰہی کے ہوتے ہیں ہماری ہستی
کی ساری ضروریات ان تبدلات و تغیرات سے پوری ہوتی ہیں سورج چاند زمین اور [illegible]
ان قوانین قدرت کی رو سے جنکا [illegible] مادہ کے خواص صفات ذاتی ہیں تنہا کام کرکے ہمیں
اشیاء خوردنی نوشیدنی پوشیدنی۔ اور رہائشی مکانات۔ اور ناموافق موسم سے ہمارے اجسام کی
حفاظت کے لیے حرارت (در حقیقت) اور سب سے بڑھکر سانس لینے کے لئے ہوا عطا کرتے ہیں ان
سب امور میں فعل [illegible] کا کچھ واسطہ نہیں [illegible] میں ہی خدا [illegible] ہونے کے
کئی اسباب میں سے صرف ایک سبب (زیادہ سے زیادہ) ہے کیونکہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش
میں لکھا ہے اور اسی پر ہم [illegible] زیادہ درست محکم اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا اس عالم کا صرف نمت کارن
یعنی علت فاعلی ہے۔ اور علت مادی اپادان کارن مادہ (پرکرتی) ہے پس ہم دیکھتے ہیں کہ
جہانتک ہماری مادی فوائد کا تعلق ہے ہم سورج چاند میں اور ستاروں سے بلکہ سب سے بڑھکر مادہ سے
بالنسبت خدا کے زیادہ فوائد حاصل کرتے ہیں۔ اور چونکہ عبادت الٰہی کا موجب سوائے انہی فوائد
جسمانی و مادی کے اور کوئی نہیں جو خدا ہم پر رحمت کرتا ہے اسلئے اگر زیادہ نہیں تو کم از کم انکے مساوی
ہی ہم پر فرض ہے کہ ہم سورج چاند میں ستاروں اور ان سے بڑھکر مادہ کی عبادت بھی مثل عبادت
الٰہی کریں۔ اگر ہم ان اجرام سماوی کی اور ان سب سے بڑھکر انکی مبدء مادہ کی پرستش نکریں تو ہم
ویسے ہی خطاوار اور [illegible] فرض ہوں گے جیسے کہ عبادت خدا کے نکرنے میں۔ پس ہماری
آریہ جماعت کا سورج چاند میں اور ستاروں کی عبادت تعظیم کرنا محض غیر معقول ہی نہیں بلکہ

عورتیں گاڑیوں میں سوار ہوکر اس طرف سے گذرتی ہیں۔ یہ بات واقعی قابل افسوس ہے کہ اسوقت پاس بازار میں بن ٹھن کر نکلتی ہیں۔ اور مردوں سے خوب کہل کہل کر باتیں کرتے ہیں۔ اور اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہیں کیونکہ انھیں یہ بات کسی اور وقت سوائے خاص خاص موقعوں کے نصیب نہیں ہوتی۔ مثلاً کاغذخانہ قاضی کوئی۔ حیدر پاشاہ۔ بگلور کی سیر گاہیں جنکی اطراف شہر میں کئی ہیں اور ان مقامات میں سے خاص خاص دن مقرر ہیں زن و مرد اچھے اچھے لباس پہنکر وہاں جاتے ہیں۔ عورتیں بن ٹھن کر نکلتی اور بے نقاب ہوکر چلتی ہیں۔ یہ نہ پوچھو کہ زن و مرد کس طرح گھل مل کر ہنستے اور باتیں کرتے ہیں۔ چنانچہ جہاں جہاں مقامی حکومتوں نے ایسے میلے ٹھیلوں میں کوئی مزید اہتمام نکیا وہاں پہلے سے زیادہ فواحش و منکرات روما ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور حکام نے بہی اہل دین و ادب کی شکایت پر کان نہ دھرے بلکہ اوٹا اونھیں کو لتاڑا۔ حتی کہ خلیفوں نے ان اجنبی عورتوں سے جو بہ تعرض کیا جو لنکے شہروں میں نئے رنگ اور فحش کی غرض سے آتی تھیں حکومت نے انھیں گرفتار کرکے مارشل لا کے لئے جیسے یا دار الخلافہ میں واعظوں۔ حافظوں کی کثرت ہے مگر یہاں کے بہی بعض واعظوں کا وعظ مصر کے بعض دجال صفت شیوخ کے واعظات مشابہ ہے کہ دینی مسائل کو خرافات فضولیات خلط ملط کردیتے ہیں قسطنطنیہ میں ایک اور قسم کی بہی وعظ ہیں کہ اون جیسے غالباً تمام ممالک اسلام میں نہوں گے۔ وہ واعظ واعظ سیاست کی باتوں میں دخل دیتے ہوئے دکھائی دیے۔ حکومت کو اس قسم کے اشارہ کا موقعہ اس لئے اور بہی زیادہ ملگیا ہے کہ شیخ الاسلام نے منادی کرادی ہے کہ کوئی شخص مقام شیخت کی اجازت کے بغیر وعظ نہ کہہ سکے۔ اور اجازت اسی کو ملتی ہے جسکی نسبت پہلے سے خیال ہو کہ وہ حکومت کی سیاست کی تائید کریگا۔ یہاں تک کہ انجمن علمیہ نے اپنی طرف سے جو واعظ مقرر کئے شیخ الاسلام نے اونکو بہی وعظ کہنے سے روکدیا جسپر انجمن مذکور اور اسکے علماء سخت ناخوش ہوئے اور اپنے رسالہ بیان الحق میں شیخ الاسلام کی نسبت بہت کچہ سخت و سست لکہا۔ اور جو لکہا زبانی اوس سے بہی بہت کچہ زیادہ کہا۔ اونکا غصہ اس لئے اور بہی زیادہ ہوگیا کہ شیخ الاسلام نے وزارت داخلیہ کو لکہ بہیجا تھا کہ اگر یہ لوگ خود وعظ سے باز نہ آئیں تو ان کو بزور روکنا چاہیے۔ سیاسی واعظوں میں سے بعض عمامہ پوش ہیں اور بعض غیر معمم لیکن عمامہ پوشوں میں بہا کافی واعظ کہنے والے موجود نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ بنی جامع میں رمضان کے پہلے جمعہ کو ایک فوجی افسر نے

ہاتھون مین تسبیح لئے بازارون سے گذرتی ہین جنکی یہ ادا ان کو تمام زیب و زیور سے زیادہ نگاہون کو
اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ وہ گویا زبان حال سے کہتی جاتی ہین۔ ع

ولله مني جانب لا أضيعه + وللهو مني والخلاعة

اصلاح: ہم امید کرتے ہین کہ ان حالات کو پڑھ کر اڈیٹران وکیل، سن، پیسہ اخبار، اہلحدیث
تشحیذ الاذہان اپنے قلمون کو روکینگے کیونکہ اگر شب عاشورہ بازاری عورتین۔ جو زیادہ تر مخالفین
ہی کی ہوتی ہین۔ کچھ زیب و زینت یا دیگر فواحش کی مرتکب ہوتی ہین تو صرف ایک ہی شب
بخلاف خاتونان ترک جنمین حرم سلطانی بھی داخل ہین ماہ رمضان کے مہینون کو رونگ
منانی ہین کہ یہی تحریر وطن اونکے پردہ داری کو کافی ہے۔

مجسم تہذیب اہل سنت عموماً اور اہلحدیث خصوصاً جس لئے ہیچے شیعون غیر مہذب گالی دینے والا
لکھتے ہین اوس سے سب واقف ہین یہانتک کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے تو شیعون کے ہر نفر ہر کو۔ کونا۔ گالی
دینے کا خطاب دیا ہے۔ اب اوسمین ترقی کر رہے ہین کہ اپنے فرقہ والون کو بھی بانتہا درجہ کا بدتہذیب کہنے
لگے۔ چنانچہ رسالہ احمدی کی نسبت لکھتے ہین" ہان اس بات کا اظہار کئے بغیر ہم نہین رہ سکتے کہ گالیان
بڑی مزی کی دی جاتی ہین کیونکہ اسکا اڈیٹر کچھ ایسے فن خاص ملکہ رکھتا ہے جسکا مقابلہ ہم سے نہین
ہو سکتا اور اسکا ہمین خود اعتراف ہے۔

یہ تو انکی شکایت ہے مگر ثبوت ایک بات کا بھی نہین دیا نہ کوئی کلمہ اوسکا لکھا کہ کن لفظون مین اوسنے
گالیان دی ہین کیونکہ ایک نظم اوسکی لکھی ہے مگر ایک حرف بھی گالی کا اوسمین نہین ہے۔ ایسیکا
مقابلہ مین خود اڈیٹر صاحب نے جو اپنی نظم شایع کی ہے۔ اوسکا ایک مصرع یہ ہے۔ ع وہ منہ اپنا پرا کا
لگے تکنے آمنو ہمت ہین۔۔

کیسے اعلیٰ درجہ کی تہذیب ہے؟ کیا اسکے مقابل کوئی مصرع وہابیہ فریق مخالف کا دکھا سکتے ہین؟

اڈیٹر صاحب چونکہ ماشاء اللہ درجہ اجتہاد و تجدید پر فایز ہین لہذا فن شاعری مین بھی آپ تجدید کرتے
ہین

قافیہ و ردیف دیکھا جائ۔ رہا باقی ہے مگر اوسپر اب مستزاد کرتے ہین۔ جگہ پائی۔ ولولہ باقی۔ فیصلہ
ملتی۔ سنہ باقی۔ تا ملحد باقی۔ ہم مین سوے اسی کو کہتے ہین۔ ہم تو دونو کو ترکی بند دیتے ہین۔

ازالۃ الخفا مقصد دوم صفحہ

فقد روی ان عمر کان یعس بالمدینۃ اللیل فسمع صوت رجل فی بیت یتغنی فتسور فوجد
رجلا عندہ امراۃ وخمر فقال یا عدو اللہ اظننت ان اللہ یسترک وانت علی معصیتہ
فقال وانت یا امیر المومنین فلا تعجل ان اکن عصیت اللہ فی واحدۃ فانت عصیتہ
فی ثلاث قال اللہ ولا تجسسوا وقد تجسست وقال ولیس البر بان تاتوا البیوت من
ابوابہا وقد تسورت وقال ولا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم فقد دخلت بیتی بغیر اذن ولا
سلام۔

یعنی عمر صاحب ایک رات گشت کر رہے تھے ایک گھر سے کچھ گانے کی آواز سنی۔ دیوار پر چڑھ گئے۔
دیکھا کہ ایک مرد کے پاس ایک عورت ہے اور شراب رکھی ہے۔ عمر نے کہا اے دشمن خدا تو گمان
کرتا تھا کہ خدا تیری پردہ داری کریگا۔ حالانکہ تو اوس کی معصیت پر ہے۔ اوس نے کہا اور تم بھی تو اے
امیر المومنین۔ جلدی نہ کرو کہ تم نے اگر خدا کی ایک معصیت کی ہے۔ تو تم نے خدا کی تین معصیت کی۔
خدا کہتا ہے ولا تجسسوا اور تم نے تجسس کیا۔ خدا کہتا ہے کہ گھر میں آیا کرو تو دروازہ سے اور تم دیوار
پھاند کر آئے ہو۔ خدا کہتا ہے دوسرے کے گھروں میں نہ داخل ہو اور تم ہمارے مکان میں بغیر اذن
وسلام کے۔

جو لوگ دنیا پرست ہیں وہ تو حاکموں کے ہر فعل و قول پر آمنا صدقنا کہنے والے ہوتے ہیں۔ مگر جو لوگ
خدا پرست ہیں وہ تو کسی امر میں بھی خدا کی نافرمانی کو نہایت عظیم سمجھتے ہیں کیونکہ نفس عصیان صغیرہ
وکبیرہ دونو برابر ہے۔ گو باعتبار دیگر مصادر کے وہ صغیرہ وکبیرہ

اڈیٹر صاحب نے ایک دفعہ لارڈ کرزن اور خالد بن ولید کا موازنہ بھی لکھا تھا۔ سیر اصلاح نے ان کی
فہمائش بھی کی کہ بزرگان دین کا مقابلہ حکام دنیوی سے مناسب نہیں۔ مگر اڈیٹر صاحب نہ مانا اور وسیلہ قوت
اصلاح کی مخالفت پر آمادہ ہوئے۔ وہی نصیحت آج بھی کہنی ہے کہ خلیفہ دوم کا تذکرہ یہاں نہایت
بے محل ہے۔ نہ صرف اس وجہ سے کہ خلیفہ دوم کو عام طور سے شیعہ نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے
ہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ عمر صاحب کو اہلسنت اپنا مذہبی پیشوا جانتے ہیں۔ پھر ان کا مقابلہ ایک
عیسائی حاکم سے کس قدر اہلسنت کی بھی دل شکنی ہے۔ آگے مذہب والے جب ان دونوں واقعات

نہین بلکہ الفاظ ناشایستہ کہے ؛

اس تحریر سے ہمارا مقصود صرف اسقدر ہے کہ اصلاح نمبر ۵ جلد ۱۳ صفحہ ۳ مین ایک مضمون بعنوان فرعون پرستی اہلحدیث نکلا تھا جسمین ایڈیٹر صاحب مورخہ ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ مین نہایت برہم ہوئے تھے۔ جسکا جواب اصلاح نمبر ۲ جلد ۱۴ صفحہ ۳ مین نہایت مدلل دیا گیا اور قول ابن تیمیہ سے استدلال کیا گیا تھا جو رسالہ الاحتجاج بالقدر صفحہ ۵ مین فرماتے ہین ویقولون ان فرعون کان صادقا فی قوله انا ربکم الاعلی یعنی وہ فرقہ اہل سنت کہتا ہے کہ فرعون اپنے اس دعوے مین سچا تھا کہ فرعون ہم سب کا رب اعلی ہے ؛

الحمد للہ اوس تحریر کی تصدیق آج خود ایڈیٹر صاحب کی تحریر سے ظاہر ہوئی جو موضع گوجرانوالہ ضلع ہوشیارپور کے تمام مسلمانونکا عقیدہ بیان کر رہے ہین کہ وہ فرعون کے نجات کے معتقد تھے ،، کیونکہ جب خلاف نصوص قرآنی نجات کو قائل ہین تو مطابق ہم قرآن اوسکے دعوی انا ربکم الاعلی کے مکذب کیونکر ہو سکتے ہین۔

ہم امید کرتے ہین کہ جسقدر آزادی میں ترقی ہوگی اوسیقدر انلوگون کے اسرار ظاہر ہون گے اور معلوم ہوگا اسلام سے کسقدر علاقہ ہے۔

قبول حق جناب میر اکبر علی صاحب دہلی سے لکھتے ہین کہ اس سال دو صاحبون نے دہلی مین مذہب حق قبول کیا۔ ایک جناب مرزا محمد اعظم شاہ صاحب جو دہلی کے معزز گورگانی شاہزادے ہین بعد تحقیقات بسیار اونہون نے مذہب حق قبول کیا اور بذریعہ اصلاح اسکا اعلان فرماتے ہین۔ ۔ ۔

جناب سید احمد حسین صاحب ناطق خریدار اصلاح نمبر ۹۸۰ ہمیرپور سے لکھتے ہین کہ تعلیم و تحریک جناب سید مصطفی حسین صاحب ایک نوجوان [illegible] لطیف احمد صاحب ولد سید محمد تقی صاحب ساکن سید پورہ مال [illegible] ہمیرپور نے مذہب حق اثنا عشری قبول کیا ثبتنا اللہ بالقول الثابت اگر مومنین توجہ کرین اور ہر شخص مضامین اصلاح و الشمس سے ہر شخص کو مطلع کرتے رہین تو بہت ایسے ترقی ہو کر شایدہ باید

اظہار واقعہ اس بستی مین آج تین مہینے سے اس طرح طاعون منحوس کا قیام ہے کہ کوئی نفس مطمئن نہین نہ کہین مستقل طور پر قیام ہے اسی وجہ سے اصلاح و الشمس کی اشاعت مین بھی نہایت پریشانی ہوتی ہے ۔ ۔ ۔

الوان قادیانی

گذشتہ سے پیوستہ

خادم حسین صاحب نامہ نگار بدر قادیان لکھتے ہیں۔

آجکل تو شیعوں کا دارومدار صرف مرثیہ خوانی اور تعزیہ داری پر آکر رہگیا ہے محرم کا چاند چڑھا اور امام باڑے دس روز کے واسطے آباد ہوگئے ادہر او دہر سے دو چار سوزخوان جمع ہوگئے جہنوں نے کچھ روایت یا مصائب کربلا سنا کر ہمارے سادہ لوح مومنین کو رُلا کر اپنا ساری برس کا نامہ خستہ ندامت ان نیاز دن میں برباد کر کے چکر ہوگئے۔ اللہ اللہ خیر سلا

الجواب اگر مرثیہ خوانی و تعزیہ سے آپکو نفرت ہے تو پہر جشن یزیدی میں شریک ہوکر لباس نو زیب تن فرمائیں اور آنکھوں میں سرمہ لگائیے روزہ رکھئے کہ یزیدیوں کا ثواب جہنم میں پہونچ کر عذاب مضاعف ہو۔ دس روز امام باڑوں کی زینت اگر باعث اعتراض ہے۔ تو ماہ مبارک رمضان کے تیس روز مسجدوں کی زینت اور بعض اوقات ترک عشاء و نماز کو اخبار وطن مورخہ ۲۵ محرم میں ملاحظہ فرمائیے کہ رمضان المبارک کے ۳۰ رات کو کتنے حج و عمرہ کا ثواب ایک ایک ایک ختم میں لوٹ لیتے ہیں۔ آصلاح نے یہی کچھ اقتباس وطن کا تعصب خاطر سے درج کر دیا گیا اور روزہ و نماز و سرمہ وغیرہ موضوعیت تحقیق صوم عاشورا میں درج ہے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کے اسلاف کیسے کیسے ذخیرہ جمع کر گئے ہیں جسکے بعد اگر دنیا ہوگی تو ہم یہ کہینگے کہ دو دیا سوزخوان جمع ہوگئے اور صحیح حدیث روائتیں سنا دیں۔ کیونکہ صحیح کی روایتوں کا ذخیرہ تو سب آپکی صحاح ستہ میں جمع ہے۔ شیعہ بیچارے تو آپ اوسمیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکتے آپکی تو دہما شل ہے دو زنگ کے زنگ مات کرے۔ کیونکہ مذاق میں حسبلو سنی مسلمان مانیں ہیں شیعہ۔ اور آپ لوگ اون میں بہی خاص رنگ رکھنے میں جس سے قادیانیوں نے بہی علیحدہ کر دیا اخود ہوگئے (۵) لکھنے میں حالانکہ اثنا عشریہ کا بہلا فرقہ۔ ہمارا وہ لیت بارہویں امام غائب کا ماننا کہیں ہے مثلاً کر محال عقیدہ پر بحث ختم کرتے۔ افسوس ہے کہ جب امام کو سلطان زمان اور صاحب الزمان امام قائم کیا باطمینان اور نصف تیسری صدی ہجری سے لیکر آجتک اپنے فرض منصبی سے غافل ہر بالمعروف اور

نہی عن المنکر سے بے پروا - خدا جانے کون سے غار میں یا کون سے پہاڑ کے کھوہ میں بنی امیہ اور بنی عباس کی سطوت و غلبہ کے خوف سے دبکا بیٹھا ہے - یہ مخلصین شیعہ اثنا عشریہ اسکو جاکر یقین نہیں دلاسکتے کہ حضور قبلہ عالم بنی امیہ اور بنی عباس کی سلطنت کا صدیوں سے خاتمہ ہو چکا ہے۔

الجواب - اصل مطلب تو آپ کا یہی ہے - مگر نہ معلوم یہ غرض اثنا عشریہ کا کیوں ہوا - جب تمام اہل اسلام کا یہی دعویٰ ہے تو تنہا اثنا عشری کیوں گنہگار ہوئے - وہ سراغ تو جب لگوایا جاتا کوئی چیز گم ہوتی یہاں تو فضل خدا سے سب معین و معلوم ہے - صرف حکم خدا کا انتظار ہے۔ آپ تو دائرہ اسلام کی حد میں اپنے لئے نیا ہی کرشن مہدی بنا چکے لہذا آپ کو تو کسی اور کی ضرورت نہیں - مگر جو لوگ مدعی اسلام ہیں اور سنی کہلاتے ہیں وہ اپنے حجۃ الہند شاہ ولی اللہ صاحب کی یہ عبارت ازالۃ الخفا صفحہ ۶ میں پڑھ لیں

وہمچنین بالیقین میدانیم کہ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نص فرمودہ است باآنکہ امام مہدی (؏) وامان قیامت موجود خواہد شد وشی عند اللہ امام برحق خواہد شد و دی عند اللہ و عند الرسول امام برحق ہست و پر خواہد کرد زمین را بعدل و انصاف چنانکہ پر شدہ باشد بظلم پس باین کلمہ افادہ فرمودہ اند استخلاف امام مہدی را و واجب شد اتباع وے در آنچہ تعلق بخلیفہ دارد۔ چون وقت خلافت او آید

لیکن این معنے بالفعل نیست مگر نزدیک ظہور امام مہدی و بیعت او میان رکن و مقام۔

پس جبکہ تمامی اہل اسلام کا مسلم یہی عقیدہ ہے اور تمامی مسلمین کو بالیقین یہ معلوم ہے کہ حضرت مہدی موعود کا ظہور قرب قیامت ہوگا - تو آپ ہی فرمائیے آپکا یہ کلام "ان اثنا عشریوں امام غائب کا سراغ کہیں سے نکالکر مخالفین پر حجت ختم کرنے" از راہ دل آزاری نہیں ہے تو کیا ہے؟

کیونکہ شیعہ سنی تمامی اہل اسلام کا اسپر اتفاق ہے کہ حضرت مہدی موعود نسل رسول اللہ سے ہیں اور خلیفہ منصوص معین ہیں جو قریب قیامت ظاہر ہوں گے - فرق ہے تو صرف

بسقدر اشیعہ اسکے قائل ہین مہدی موجود حضرت امام مہدی ع فرزند جناب امام حسن عسکری ع
مین جو ۲۵۵ھ مین بمقام سرمن راے متولد ہوے اور کچھ عرصہ بعد نظرون سے غائب ہو گئے ۔ یہی
عقیدہ متقدمین اہل سنت کا ہے جسکے متعلق صدہا کتابین تصنیف ہو چکین اور اصلاح جلد ۱۰
نمبر ۱۵-۱۶ لغایت ۲۲-۲۴ مین بہی علماے اہل سنت کی تصریحات موجود ہین!

ہان جو علماے اہل سنت حد سے زیادہ متعصب گذرے ہین اونہون نے محض شیعون کی مخالفت
کے لئے یہ عقیدہ ایجاد کیا کہ وہ آیندہ متولد ہون گے نام اونکا محمد باپ کا نام عبداللہ ماں کا نام آمنہ
ہوگا ۔ مگر اسپر اتفاق ہے کہ وہ آل رسول اللہ ہون گے

تو آپکا یہ "الزام" امام غائب کا سراغ کہین سے لگا کر مخالفین پر حجت ختم کرتے "، اگر کسیقدر اسکا
سبب ہو تو صرف اہل سنت جو اسکے قائل ہین کہ وہ شخص غیر معین اور غیر معلوم ہین ۔ نہ شیعہ جو اسکے قائل
ہین کہ وہ فرزند جناب امام حسن عسکری علیہ السلام ہین ۔ بلکہ یہ پوچھو تو آپکا یہ الزام باطل لغو ہے کسی
درجہ پر نہین عاید ہو سکتا کیونکہ شیعہ جب شخص معلوم و معین کے قائل ہین تو اونپر کسی طرح الزام عاید
ہی نہین ہو سکتا کیونکہ آپ فرماتے ہین سراغ لگانے کو حکم گمشدہ سے تعلق ہوتا ہے نہ معلوم و معین سے
اسی طرح اُن سنیون پر بہی آپ کا اعتراض نہین ہو سکتا جو شخص غیر معلوم و غیر معین کے قائل ہین
کیونکہ وہ انکو غائب نہین جانتے بلکہ غیر متولد ہے بجز اسکے کہ آپنے اپکے حملہ فی النار کا الکھا اور کوئی
کام نہین ۔

اسوقت تو آپکو کوئی وجہ نہین جب اہل اسلام اسکے قائل ہین کہ حضرت کا ظہور قائم امام قرب قیامت
مین ہوگا تو آپکا یہ کلام قبل از وقت مصداق بروزہ تعبیدن رمزاہ فتیا ہے

صد افسوس تمامی اہل کتاب کو رسول اللہ کے مبعوث ہونیکا حال معلوم تہا کہ ایک نبی خاتم الانبیاء
آخر زمانہ مین مبعوث ہوگا مگر کبہی لوگون نے خدا پر یہ الزام نہین لگایا کہ وہ اسی نبی کو کیون نہین
بہیجتا ۔ اب نفس مضمون سے کیون غافل ہو امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے کیون بے پرواہ ہو کہ تاکی
نبوت لوہالم است سے ہی ہے ۔ آپ جیسے مدعی اسلام ہین کہ خدا پر الزام قائم کرتے ہین کہ وہ کیون
نہین مہدی موعود کو بہیجتا ہے ۔ کیونکہ اسپر تو تمام جہان کا اتفاق ہے کہ نبی یا امام کوئی کام اپنے ولسے
نہین کرتا جبتک حکم خدا ہو۔

غار یا پہاڑ انکو ہ میں تو رسول اللہ بھی رہ چکے ہیں پھر اونکا نائب و وصی کیوں ہندو میں مخفی ہو
سلطنت بنی امیہ و بنی عباس تو فی الواقع نہیں رہی مگر اونکی ذریات تو تمام ملک میں پھیلی ہوئی
ہیں جس سے وہ خوف بدستور باقی ہے اگر ہم خوف کے قائل ہوں کیونکہ خداوند عالم کا کام کسی
خوف سے نہیں ہوتا بلکہ مصلحت سے ہوتا ہے بس جب ابھی مصلحت ظہور امام میں نہیں ہے تو خدا
آپ کے حکم کی کیونکر تعمیل کرسکتا ہے یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید

مسلمانوں کا فرض منصبی ہے کہ جن باتوں کا خدا نے حکم دیا ہے اونکی تعمیل کریں۔ لہذا بموجب حکم خدا
کے منتظر ہیں مادر جو آپ کے اعتراضات ہیں وہ خدا و رسول پر ہیں اور [illegible] رسول اللہ
اپنے قصد و ارادے سے رسول بنے نہ اپنے دل سے اسکا دعوی کیا تو اب حضرت مہدی موعود کیونکر اپنے
دل سے اسکا دعوی یا ارادہ کرسکتے ہیں۔ آپنے اگر دل سے کسیکو امام بنا لیا تو بلکا اختیار ہے اب بت پرستی
شروع کردیجئے تو کون روک سکتا ہے [illegible] پھر ملتے ہے۔

اگر بغداد اور دمشق کی سرزمین سے آپ کو پھر بھی وحشت ہوتی ہے تو آپنے ہند و پنجاب میں تشریف
لے آئے جہاں دو کروڑ جان نثار شیعہ آپ کی حفاظت و حمایت کرنے کو تیار ہیں اور جہاں پر آپکی
والدہ ماجدہ نرجس خاتون کی ہم قوم ملت یعنے نصاریٰ برسر حکومت ہیں وہ بطرح [illegible] آپکی سرپرستی کریگی
اور آپ کی والدہ ماجدہ کا لحاظ کرکے کسی طرح کی بھی آپکے حق میں اذیت و تکلیف گوارا نہ کریگی
بلکہ اتنی دردسری اور جہاں گردی اور مصارف کو اپنے ذمہ لیتا

الجواب۔ بغداد ہو یا دمشق کوفہ ہو یا بصرہ پنجاب ہو یا ہند۔ سب ملک خدا ہے۔ جب خود
خدا کی عبادت پوری طور پر ان زمینوں میں نہیں ہوتی کروڑوں کفار کا تسلط ہے۔ تو آپ امام مہدی
موعود پر کیا اعتراض کرتے ہیں جو تابع و محکوم خدا ہیں کیونکہ جب آپکے عقیدہ میں خدا مغلوب و عاجز ہے
جو سبکو مومن نہیں بنا سکتا تو حضرت مہدی موعود کو کیا اختیار ہے انک لا تھدی من احببت
واللہ یہدی من یشاء۔

آپ کے خلفاء تو مکہ میں بھی جو اونکا خاص وطن تھا اتنی امداد بھی رسول اللہ کی نہ کرسکے کہ محاصرہ
شعب ابیطالب بچالیتے یا اوس وقت میں کم سے کم حضرت کے پاس آمد و رفت کرتے۔ تو شیعے بیچارے
ہند و پنجاب میں کیا امداد کرسکتے ہیں جبتک حکم خدا نہو۔ حالانکہ آپکے خلفا و صحابہ کی وہ جلادت تھی کہ
خلافت کو خاندان رسالت سے نکال ہی لیا مگر مکہ میں کچھ نہ بنا سکے۔ (باقی آیندہ)

میں دنیا میں تحریر فرماتے ہیں۔ پھر ہم دوں بیٹر پڑھ کے کس کی طرف گالیاں ہوئیں اور اسکو ذکر
ان تمام باتوں پر بھی خاک ڈالئے تو اسی پر فیصلہ ہے کہ گالی بکنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں آپکے
مذہب کا فتوے تب یا میرے مذہب کا اچھا۔ میں پوچھتا ہوں کیا آپ گالی بکنے والے کے پیچھے
نماز پڑھینگے۔ آپ تو نفی کر نہیں سکتے پڑھینگے اور ضرور پڑھینگے کا صلوا خلف کل بر و فاسق
سب کا مقولہ ہے اور اگر مجھسے پوچھئے تو میں صاف کہدونگا کہ میں ہرگز نہ پڑھونگا۔ مولوی صاحب
تبرا اور لعنت اور چیز ہے گالی اور چیز۔ کیا آپ اتنا بھی نہیں جانتے۔ بن مالکہ کیف
تحکمون یہ بیشک میرے یہاں جائز ہے۔ اور فقط میرے ہی یہاں نہیں بلکہ ہر مذہب کے
اصول میں داخل ہے۔ اگرچہ آپ یا کوئی زبان سے اقرار نکرے بقول ما قالوا هر سماء الیس فی
قلوبهم۔ اچھا اسکو بھی چھوڑیئے۔ اسی بحث و تحریر میں جو آپسے مجھسے ہو رہی ہے آپ تو
بیسوں دفعہ فرما چکے ہیں کہ تم گالیاں دیتے ہو کوستے ہو۔ آخر اس عنوان کا کوئی معنون اور
اس مفہوم کا کوئی مصداق تو ضرور ہوگا اگر آپ سچے ہیں تو آپ ان کے فرما دیجئے کہ فلان فلان
الفاظ تمہارے گالی اور کوسنے کے ہیں۔ ورنہ آیہ معلومہ کے مصداق آپ خود ہوں گے گو کہ آپکو
اسکی کوئی پروا نہیں کیونکہ یا ارحم و شد۔

اور خواہ مخواہ اسکو دشنام دہی یا کوسنے والا کہدینا تو کوئی بات ہی نہیں۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ
گویا دشنام دہی ہے۔ اگر آپ فرمائیے تو میں آپ کی تحریر میں ایک دو نہیں بیسوں
الفاظ ما انتم الا الدون

اسکے بعد آپ فرماتے ہیں۔

اے جناب کیا میں نے بیشتر اہلحدیث مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۱۰ء میں نہ لکھا تھا کہ آپ نفس مسئلہ
پر بحث کریں اور کسی تیسرے آدمی کا ذکر خواہ مخواہ نہ لائیں۔

تعجب ہے آپ اتنا سچ کیونکر بول گئے۔ مگر ان الکذوب قد یصدق بیشک آپنے لکھا تھا
مگر کب؟ غنیمت ہے آپ نے تاریخ دیدی ہے۔ اور مجھسے آپ سے مناظرہ کب سے ہے؟
یہ بھی آپکو یاد ہے؟ ۔ اپریل ۱۹۱۰ء سے آخر ایک برس کامل جو آپ کے اخبار میں میری
تحریر شایع ہوتی رہی اسوقت آپ نے کیوں نہ فرمایا کہ امام صاحب پر اعتراض نکرو تو میں

مذاکرہ کا مجبز نہین - پس اگر آپ اس سے احتراز کرین تو آپکا احسان ہوگا - آپکو آیندہ اختیار ہے - ہم تو ایسے سننے کے عادی ہین" ع

کیون نہ ٹھیرین ہدف ناوک بیداد کہ ہم + خود اٹھا لیتے ہین جو تیر خطا جاتا ہے

ناظرین ذرا اس شدومد کے دعوے کو ملاحظہ فرمائینگا کہ کہان تو آپ آیۂ سلف پر طعن طعن سے بھی نہین گھبراتے بلکہ آپ نہایت شتمان سے اپنے کلیجہ پر جگہ دیتے ہین - اور کہین صرف اعتراض کرنے سے ایسے حواس باختہ ہوتے ہین کہ آگے پیچھے کی بھی خبر نہین رہتی - اور مضمون شایع کرنے سے بھی انکار کرتے ہین سبحان اللہ کیا عشق ٹس مٹس ہے - یا یا ہین زور اسقدر ی یا یا ہین بے کلی - یقولون ما لا یفعلون کے آپ ہی سچ مصداق ہین - ع

ہم بھی ہین پانچوین سواروں مین + تاکہ مشہور ہون زمانے مین

پھر آپ نے ۱۲ - اکتوبر ۱۹۱۰ء اہلحدیث مین میرا مضمون شایع کیا ہے - جس مین صرف اعتراضات مین اور چون نہین کیا غرض اسی طرح قریب قریب چھٹی پرچون مین ایک سال سے زیادہ تک میرا مضمون اہلحدیث مین شایع ہوتا رہا اور مولوی صاحب ٹس سے مس نہین ہوئے - مگر آپنے دیکھا کہ آپکے مایہ فخر یعنی امام و علامہ پر اعتراضات ہوتے ہی جاتے ہین اور انکا جواب بھی نہین - جس پر تاجبرع انکے سنگ گران الم نشرح ہوئی جاتی ہے اور ادھر طرہ یہ ہے کہ خود ہی مقابلہ کی تاب باقی نہین تو اسی بہانے سے کوئی راستہ نکالنا چاہئے یہ کہہ کر کہ چونکہ اعتراضات کرنے ہوا سو جسے مین شایع نہ کرونگا بھاگتے نظر آئے - ع

کہتا ہے کون نالۂ بلبل ہے بے اثر + پردہ مین گل کے لاکھ جگر پاش ہوگئے

ان اعذار بارد کے بعد آپ آخر مین فرماتے ہین دا یہ بھی منظور ہو تو لیجے مندرجہ ذیل مراسلہ پڑھیے اور اڈیٹر اصلاح کو بلا کر زبانی مباحثہ کے جلسہ کا انتظام کیجیے - ہان یہ کہکر کہ مین آپکے مقابلہ سے بھاگا آپکو جی خوش کرنے کا اختیار ہے" ع

کر گیا نالہ اثر کیا بلبل ناشاد کا + ہاتھ کیا پاؤن اب جمتا نہین صیاد کا

مولوی صاحب شرم تو آتی ہوگی - جب آپ شیر پنجاب سمجھکر ایک دم زبانی نوک دم بھاگا پھر دو برس تحریری مناظرہ کرکے بھاگنے کا خود اقرار کرتے ہین تو اڈیٹر انجم کا مراسلہ کس

بھی معین نہ ہو اوسکا کیا کہنا۔

وصام ابو اسحق عاشورا ثلثۃ ایام یوما قبلہ ویوما بعدہ فی طریق مکۃ ملا ۳۱۲
یعنی ابو اسحق نے تین روز روزہ رکھا راہ مکہ مین ایک روز قبل ایک روز بعد۔ اس سے بڑھکر کیا یزید کی طرفداری ہو سکتی ہے۔

اب اسیطرح سنئے وفی المحیط وکرہ افراد یوم عاشورا بالصوم لاجل التشبہ بالیہود وفی البدایع وکرہ بعضہم افرادہ بالصوم ولم یکرھہ عامتہم لانہ من الایام الفاضلۃ

یعنی بعض لوگون نے مکروہ جانا ہے روزہ عاشورا کو۔ کیونکہ اس سے تشبہ یہود حاصل ہوتا ہے اور بدایع مین ہے کہ بعض نے تنہا اس روز روزہ رکھنا مکروہ سمجھا ہو

حالانکہ جتنی روایتین بخاری کی گذری ہین اون سب سے حضرت کا روزہ رکھنا محض بغرض تشبہ یہود ظاہر ہے کہ حضرت نے خاص طور پر حکم قرآن کے خلاف محض یہود کی رضا کیلئے اس روز روزہ رکھا۔

اب اس سے بڑھکر کون سی علامت وضع چاہتے ہین کہ خود انہیں روایتون سے وضعیت ان احادیث کی نمایان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ عینی صاف طور سے فرماتے ہیں والاثار فی ھذا الباب عن ابن عباس مضطربۃ ملا ۳۱۱

یعنی جتنی روایتین ابن عباس سے اس بارےمین وارد ہین وہ سب مضطرب ہین جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہو کہ یہ ساری شرارت راویان احادیث کی ہے جنہون نے اس قسم کا افترا رسول اللہ پر کیا۔ تو ابن عباس بیچارے کیا چیز ہین۔

اب ہم ان کل روایات پر ایک تنقیدی نظر زاد المعاد ابن القیم سے لکھتے ہین جس سے معلوم ہو جائیگا کہ یہ سب روایتین کس شان کی ہین۔

زاد المعاد جلد اول صفحہ ۲۰۷ مین پہلے اوس روایت ابن عباس کو لکھا ہے کہ جب حضرت مدینہ مین تشریف لائے تو یہود کو روزہ رکھتے دیکھا اوسپر آپنے خود بھی روزہ رکھا اور حکم بھی دیا۔ اس حدیث کو نقل کر کے لکھتے ہین۔

(۱) وقد استشکل بعض الناس هذا وقال انما قدم رسول اللهﷺ المدینة فی شهر ربیع الاول فکیف یصح قول ابن عباس انه قدم المدینة فوجد الیہود صیاما یوم عاشورا۔ یعنی یہ اشکال کیا گیا ہے کہ حضرت تو ماہ ربیع الاول میں وارد مدینہ ہوئے تو قول ابن عباس کہاں درست رہا کہ حضرت نے یہود کو بروز عاشورا روزہ رکھتے دیکھا (پہلے بھی یہ اعتراض مذکور ہوا۔)

(۲) وفیه اشکال آخر دوسرا اشکال یہ ہو کہ صحیحین سے ثابت ہے عائشہ سے کہ قریش پہلے سے اس روز روزہ رکھتے تھے جب حضرت نے ہجرت کی تو اس روز عاشورا کو روزہ رکھا جب رمضان کا روزہ واجب ہوا تو حضرت نے فرمایا جسکا جی چاہے روزہ رکھے جسکا جی چاہے نہ رکھے (تو یہ حدیث پہلی حدیث کے معارض ہوئی)

(۳) واشکال آخر وهو ما ثبت فی الصحیحین ان الاشعث بن القیس دخل علی عبد الله بن مسعود وهو یتغدی فقال یا ابا محمد ادن الی الغداء فقال اولیس الیوم یوم عاشوراء فقال وهل تدری ما یوم عاشورا وقال وما هو قال کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصومه قبل ان ینزل صوم رمضان فلما نزل رمضان ترکه وقد روی مسلم فی صحیحه عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم حین صام یوم عاشوراء وامر بصیامه فقالوا یا رسول الله انه یوم یعظمه الیہود والنصاری فقال رسول الله صلی الله

یعنی تیسرا اشکال یہ ہے کہ صحیحین سے ثابت ہو کہ اشعث بن قیس داخل ہوئے ابن مسعود پر وہ صبح کا کھانا کھا رہے تھے اشعث بن قیس کو انہوں نے بلایا۔ تو اشعث نے کہا آج کیا روز عاشورا نہیں ہے۔ ابن مسعود نے کہا کیا تجھے معلوم ہے روز عاشورا کیا ہے کہا کیا ہے۔ کہا ابن مسعود نے کہ رسول اللہ اس روز روزہ رکھتے تھے قبل نزول حکم صوم رمضان جب حکم روزہ رمضان نازل ہوا تو حضرت نے اس روزہ عاشورا کو ترک کر دیا۔

اور صحیح مسلم میں ہے کہ جب حضرت نے روز عاشورا روزہ رکھا تو لوگوں نے کہا اس روز کی تعظیم کرتے ہیں یہود و نصاری تو حضرت

علیه وسلم اذا كان العام المقبل ان شاء الله صمنا اليوم التاسع فلم يأت العام المقبل حتى توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم فهذا فيه ان صومه والامر بصيامه قبل وفاته بعام وحديث المتقدم فيه ان ذلك كان عند مقدمه المدينة ثم ان ابن مسعود اخبر ان يوم عاشوراء ترك برمضان وهذا يخالفه حديث ابن عباس المذكور ولا يمكن ان يقال ترك فرضه لانه امر بين لما ثبت في الصحيحين عن معاوية بن ابي سفيان سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول هذا يوم عاشوراء ولم يكتب الله عليكم صيامه وانا صائم فمن شاء فليصم ومن شاء فليفطر ومعاوية انما سمع هذا بعد الفتح قطعا

نے فرمایا جب سال آئندہ ہوگا تو انشاء اللہ ہم نوین کو بھی روزہ رکھینگے مگر حضرت نے قبل آنے دوسرے سال کے انتقال فرمایا۔

تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت نے جس سال انتقال فرمایا اوسکے قبل حکم دیا روزہ کا حالانکہ پہلی حدیث میں یہ ہے کہ جب آپ مدینہ تشریف لائے تھے تب روزہ رکھا اور حکم دیا پھر حدیث ابن مسعود سے معلوم ہوا کہ حضرت نے بعد نزول حکم صوم رمضان صوم عاشورا کو ترک کر دیا تھا۔ اور حدیث ابن عباس اسکے مخالف ہے کہ ایک سال قبل وفات آپ یہ روزہ رکھتے تھے۔

اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت نے ترک فرض کیا ہو کیونکہ حدیث معویہ سے معلوم ہوا کہ یہ روزہ فرض نہ تھا اور معویہ نے اس کو بعد فتح مکہ کے سنا تھا۔

(۴) اشکال یہ ہے کہ روایت صحیح مسلم میں ہے ابن عباس سے کہ جب کسی نے کہا یہود اس روز کی تعظیم کرتے ہیں تو حضرت نے فرمایا آئندہ سال ہم نوین کو بھی روزہ رکھینگے مگر حضرت اس وقت تک زندہ نہ رہے پھر اوسی مسلم میں حکم بن اعرج سے روایت ہے کہ ابن عباس سے صوم عاشورا کو پوچھا تو اونھوں نے کہا جب ماہ محرم کا چاند دیکھو تو تاریخ گنتے رہو۔ نوین کو روزہ رکھو۔ حکم بن اعرج نے کہا کیا رسول اللہ اسی طرح روزہ رکھتے تھے تو کہا ہان مطلب یہ ہے کہ اگر جب حضرت نے کبھی نوین کو روزہ نہ رکھا کیونکہ آپ نے سال آئندہ کا وعدہ کیا تھا جیسا قبل

انتقال فرمایا۔ تو پھر ابن عباس کا یہ کہنا کہ حضرت نوین کو روزہ رکھتے تھے کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔
(۵) اشکال یہ ہو کہ اگر یہ روزہ واجب تھا اور فرض اول اسلام مین تو پھر آپنے اسکے قضا کا کیون نہ حکم دیا اون لوگون کو جنہون نے شب سے نیت نہ کی تھی۔ اور اگر فرض نہ تھا تو پھر امساک کا کیسے حکم دیا اون لوگون کو جو کھا چکے تھے جیسا کہ مسند و سنن مین ہے۔ یہ حکم تو واجب مین ہوتا ہے نہ مستحب مین۔ پھر ابن مسعود کا یہ قول کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ جب رمضان کا حکم دیا تو حضرت نے صوم عاشورا کو ترک کر دیا اور استحباب اوس کا نہ ترک ہوا۔
(۶) کہ ابن عباس نوماشورا۔ ۹ کو قرار دیتے ہین اور خبر دیتے ہین کہ حضرت اسی تاریخ کو روزہ رکھتے تھے۔ حالانکہ وہی ابن عباس روایت کرتے ہین کہ حضرت نے فرمایا عاشورا کا روزہ رکھو اور یہود کا خلاف کرو ایک روز قبل روزہ رکھو یا ایک روز بعد حالانکہ وہی ابن عباس روایت کرتے ہین کہ ہمکو رسول اللہ ﷺ نے روزہ عاشورا کا حکم دیا جو دسوان روز ہے جیسا کہ ترمذی نے ذکر کیا ہے صفحہ ۱۶۹ زاد المعاد جلد اول
اگرچہ یہ خرابیان پہلے بھی بیان ہو چکی ہین مگر چونکہ ابن القیم نے سبکو ایک جگہ جمع کیا ہے اسلئے ہمنے بھی لکھدیا تاکہ معلوم ہو کہ خون ناحق امام حسین ایسا ہلکا نہین ہے کہ چھپ سکے کیونکہ فلان فلان امام نے اگرچہ اس قسم کی ہزارون وضعی حدیثین بنالین۔ یہانتک کہ اونکو یہ درجہ دیا گیا کہ نہ صرف صحیحین مین درج کی گئین جنکا درجہ بعد کتاب الباری ہے۔ بلکہ تمامی صحاح ستہ مین اون سے زینت دی گئی ہے۔ جسکی غرض یہ ہے کہ اہل اسلام بلا کسی تنقیح و تفتیش کے قبول کر لین۔
مگر خدا نے ان واضعین حدیث مین اسقدر اختلاف ڈال دیا کہ ایک معمولی عقل دار آدمی بھی ان احادیث کو جب دیکھیگا تو سمجھ جائیگا کہ یہ محض وضعی حدیثین ہین جنمین کسی طرح توافق نہین ہو سکتا اسی لئے ابن القیم کے جوابونکو ہمنے نہ لکھا کیونکہ اونکا جواب اور جواب الجواب فتح الباری کی بابت مین آچکا ہے لہذا زیادہ لکھنا موجب تضییع اوقات ہے کیونکہ کل جوابات اونکے آچکے ہین۔
کیونکہ خود ہی لکھتے ہین وان لم یسلک هذا المسالک تناقضت الاحادیث واضطربت صفحہ ۱۷۱
یعنی اگر اس طرح تاویل نہ کی جائے تو حدیثونکا تناقض اور اضطراب لازم آتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اگر تاویل نہ کی جاوے تو حدیث مین تناقض و اضطراب لازم آتا ہے۔ پھر بتائیے یہ حدیثین کیسی ہین

چھٹین اشکال کے جواب ہیں لکھتے ہین واخبار ان رسول اللہ ﷺ کان یصومه کذلک فاما
ان یکون فعل ذلک هو الاولی واما ان یکون حمل فعله علی الامر به وعزمه علیه فی المستقبل
ویدل علی ذلک انه هو الذی روی صوموا یوما قبله ویوما بعده ۱ھ ملخصا
یعنی ابن عباس نے جو یہ خبر دی کہ حضرت نوین کو روزہ رکھتے تھے تو یا یہ مراد ہے کہ ایسا کرنا بہتر ہے۔
یا یہ کہ چونکہ حضرت نے اسکا ارادہ کیا تھا کہ آیندہ سال ایسا کرینگے لہذا ابن عباس نے اوسکو
حضرت کا فعل قرار دیا جسکی دلیل یہ ہے کہ اونھین سے روایت ہے کہ ایک روز قبل روزہ رکھو ایک
روز بعد۔

یہ ہے تحقیق ابن القیم جسپر تمامی وہابیون کو ناز ہے حالانکہ اعتراض یہ تھا کہ ابن عباس نوین
کو عاشورا بتلاتے ہین اور خبر دیتے ہین کہ رسول اللہ ﷺ اوس روز روزہ رکھتے تھے۔ حالانکہ خود ہی
روایت کرتے ہین کہ حضرت نے فرمایا اگر زندہ رہے تو آیندہ سال ہم کو بھی روزہ رکھینگے جس سے
معلوم ہوا کہ ابھی رکھا نہین تھا مگر ابن عباس نے کہدیا کہ حضرت یونہی روز رکھتے تھے۔ تو پھر
وہ اعتراض کیونکر دفع ہوا

غرض جسکو خدا نے کچھ بھی فہم دیا ہے وہ ان روایات سے بدیہی طور پر یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ جتنی حدیثین
اس بارے مین ہین وہ سب موضوع ہین کیونکہ پہلا بیان یہ ہے کہ حضرت زمانہ جاہلیت مین بھی تقلید اہل
جاہلیت روزہ رکھتے تھے جسکو کوئی مسلمان نہین باور کر سکتا کہ حضرت نے کبھی بھی تقلید اہل جاہلیت
کی ہو۔

دوسرا بیان یہ ہے کہ جب آپ مدینہ آئے اور یہود کو روزہ رکھتے دیکھا تو اون کی تقلید مین آپنے
روزہ رکھنا شروع کیا جو سراسر احکام صریحہ قرآن کے خلاف ہے۔ پھر آپ تو ربیع الاول مین آئے
اوس مہینہ مین عاشورا کہان تھا جو کسیکو روزہ رکھتے دیکھے۔
تیسرا بیان یہ ہے کہ اوسی سال روزہ ماہ رمضان سے منسوخ بھی ہو گیا تو جب منسوخ ہو گیا پھر
کیونکر ممکن ہے کہ حضرت حکم منسوخ پر عمل کرین۔ چوتھا بیان یہ ہے کہ کبھی بھی یہ روزہ فرض ہی نہوا۔
پانچواں بیان یہ ہے کہ حضرت نے پھر کبھی یہ روزہ رکھا ہی نہین جیسا کہ ابن مسعود کی
حدیث سے ظاہر ہے ملاحظہ ہو۔ چھٹا یہ بیان ہے کہ حضرت کو اس روزہ مین اسقدر اہتمام تھا کہ حکم

جس نے دن کو کچھ کھا بھی لیا ہے وہ بھی روزہ رکھے حالانکہ اسی صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ جس نے شب کو نیت نہ کی ہو اوسکا روزہ ہی نہیں جیٹھا بیان یہ ہے کہ حضرت نے فرمایا اگر زندہ رہا تو سال آیندہ نہم کو بھی روزہ رکھینگے مگر افسوس آپ قبل تمام سال کے انتقال کیا لیکن ابن عباس نے یہ خبر دیدی کہ ہمیشہ حضرت اس روز کو روزہ رکھتے تھے

تو پھر کس عاقل کو شبہ ہو سکتا ہے کیونکہ جناب سید الشہداء روحی لہ الفداء اس روز شہید ہوئے لہذا خوشامد یزید یوں نے حدیثیں وضع کی گئیں کہ اس روز روزہ رکھنا سنت ہے حالانکہ محض افترا ہے کیونکہ اگر ہم فرض کرلیں کہ حضرت کو روزہ تہ یادت امام حسین ہی نہ معلوم تھا تو بھی یہ کیونکر ممکن تھا کہ حضرت بلا حکم خدا یہود کی تقلید کرتے کیونکہ سب کو معلوم اسلام میں یا قبل از اسلام کوئی امر ایسا بروز عاشورا نہیں ہوا تھا جس سے روز کی خصوصیت ثابت ہو جاسکے روایات اہلسنت سے نجات حضرت موسیٰ اس تاریخ کو ثابت ہوتی ہے۔ حالانکہ توراۃ سے اسکے خلاف ظاہر ہے کیونکہ وہ روز غم قرار دیا گیا ہے تو بالفرض اگر حضرت موسیٰ کو نجات بھی ملی ہو تو واسطے اہل اسلام ہر کیا پڑا تھا جسکے لیے یہ اہتمام کیا جاتا!

دلائل وضعیت حدیث | لہذا معلوم ہوا کہ یہ سب وضعیات یہودان اسلام سے ہے کہ محض قاتلان امام حسین کی ہوا خواہی میں یہ حدیثیں بنائی گئیں اور درج صحیحین بلکہ صحاح ستہ کی گئیں۔ جسکی سب سے دلیل واضح یہ ہے۔

(۱) عاشورا اسلامی نام ہے چنانچہ سابقاً مذکور ہوا انہ اسم اسلامی ص۱۲۲ فتح الباری جلد ۴ عینی میں ہے وفی الجمہرۃ ھو اسم اسلامی لا یعرف فی الجاھلیۃ لانہ لا یعرف فی کلام العرب فاعولاء ورد علی ھذا بان الشارع نطق بہ وکذلک اصحاب قالوا بان عاشوراء کان یسمی فی الجاھلیۃ ولا یعرف الا بھذا الاسم ص۱۲۲

یعنی جمہرہ میں ہے کہ یہ اسلامی نام ہے جو اہل جاہلیۃ میں نہیں معلوم تھا۔ اسکا یہ جواب دیا گیا ہے کہ گر حدیثوں میں یہ تکلم آیا ہے۔ جسکا جواب ابن حجر نے یہ دیا ہے کہ اس سے وہ اعتراض نہیں دفع ہوتا۔ (خصوصاً جبکہ سب کی موضوعیت نمایاں ہے) تو جب اسلامی نام ہوا تو ضرور ہے کہ اسکی ابتدا شہادت امام کے بعد سے ہو۔

امام حاکم لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو قاتلان امام حسینؓ نے وضع کیا۔ خود علامہ عینی فرماتے ہیں کہ طائر کا صوم بوجہ شرعی نہیں ہوتا جس سے قلت فہم کا الزام دیا جائے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ وہ طائر بھی اوس روز بوجہ تعظیم روز عاشورا امساک کرتا ہے کھانے سے بہ الہام خدا تو اس سے فضیلت اس روز کی نمایاں ہوئی۔

لکھئے اب اس سے بڑھکر کیا دلیل وضعیت ہو سکتی ہے کہ امام حاکم نے بصراحت تمام اقرار کیا کہ اس حدیث کو قاتلان امام حسینؓ نے وضع کیا۔ مگر کیا حق ایمانداری ادا کیا ہے عینی نے کہ کہا یہ روزہ بوجہ شرعی نہیں ہے۔ بلکہ وہ کھانے پینے سے باز رہتا ہے بہ الہام الٰہی جس سے اس روز کی افضلیت نمایاں ہوئی۔

فوائد مجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ امام شوکانی میں ہے ص ۳۳

حدیث من صام یوم عاشورا اعطی ثواب عشرة آلاف ملك الخ ذکره فی اللالی مطولا عن ابن عباس مرفوعاً وهو موضوع حدیث ان الله افرض علی بنی اسرائیل صوم یوم فی السنة وهو یوم عاشورا وهو الیوم العاشر من المحرم فصوموه ووسعوا علی اهلیکم فانه الیوم الذی تاب الله علی آدم رواه ابن ناصر عن ابی هریرة مرفوعاً وساقه فی اللالی مطولا وفیه من الكذب علی الله ورسوله ما یقشعر له الجلد فلعن الله الكذابین وهو موضوع بالاتفاق حدیث ان النبی قال ان الصرد اول طیر صام عاشورا رواه الخطیب عن ابی غلیظ مرفوعاً ولا یعرف فی الصحابة من له هذا الاثر وفی اسناده عبد الله بن معویه منکر الحدیث ورواه الحکیم الترمذی عن ابی علیه عن ابی هریرة قال الصرد اول طیر صام۔ ورواه ابو نعیم فی الحلیة عن قیس بن عباد قال کانت الوحوش تصوم یوم عاشورا۔ حدیث من اکتحل بالاثمد یوم عاشورا لم یرمد ابدا رواه الحاکم عن ابن عباس مرفوعا وفی اسناده جویبر قال الحاکم انا ابرء الی الله من عهدة جویبر قال فی اللالی اخرجه البیهقی فی الشعب وقال اسناده ضعیف جدا۔ ورواه ابن النجار فی تاریخه من حدیث ابی هریرة

رجسٹرڈ سی ۳۰۷۸

رسالہ

اصلاح

نمبر ۵ | بابت ماہ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۹ھ مطابق ماہ مئی ۱۹۱۱ء | جلد

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن میں شائع کیا گیا

اصلاح

جلد ۱۴	بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۲۹ھ مطابق مئی ۱۹۱۱ء	نمبر ۵

عرض ضروری (۱) مکرر عرض کیا گیا کہ کسی قسم کی مراسلات ہو اوس مین نمبر خریداری ضرور لکھا کرین ورنہ کسی حکم کی تعمیل ناممکن ہے۔

(۲) جو حضرات نمبر ۱ سے خریدار ہین اون کا حساب اس نمبر کے پہونچنے پر تمام ہوگا لہذا یا تو چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت فرمائین یا وی پی کی اجازت ملے کہ انعامی نمبر بذریعہ وی پی حاضر کیا جائے۔

(۳) یہ اطلاع عام ہے کہ خریداران ۱۳ کے لئے بعد حصول ۵ انعامی نمبر وی پی جائیگا اور خریداران ۱۴ کیلئے بعد ۱۲ انعامی نمبر وی پی ہوگا لہذا براہ قومی ہمدردی جن حضرات کو کسی طرح کا عذر ہو یا انکار تو مطلع فرمائین کہ واپسی وی پی سے سخت نقصان ہوتا ہے اور اگر چندہ بذریعہ منی آرڈر عنایت ہو تو نہایت انسب ہے۔ از ۲۷۹ ۳۲۹ لغایت ۱۳۲۴ ۔ نمبر ۵ سے خریدار ہین اور نمبر ۱۳۴۶ لغایت ۱۵۲۶ نمبر ۹ سے خریدار ہین ان کل حضرات کے نام بترتیب نمبر وی پی جائیگا انشاء اللہ

(۴) قبول حق۔ جناب میر سید حسن صاحب کرانہ ضلع مظفرنگر سے لکھتے ہین۔ نیز خوشخبری یہ دی ہے کہ محمد لطیف صاحب پسر محمد حنیف نے جو شیخ علوی ساکن محلہ غیل کرانہ ضلع مظفرنگر سے ہین اور مدت سے جستجو مذہب حق کی کرتے تھے الحمد للہ مذہب حنفی سے تائب ہو کر مذہب حقہ شیعہ اختیار کیا اور کل عمل مطابق اسکے بجالاتے ہین۔ والحمد للہ

(۵) سلسلہ احوال انبیا جاری ہے۔ ہم نے نمبر ۴ سے ارادہ کیا تھا کہ بمناسبت ایام ہر ایک ماہ کے انبیا علیہم السلام کے حالات لکھے جائین جنکی ابتدا جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے کیگئی مگر حالات حضرات انبیا ایسے نہین ہین جو ایک باقاعدہ تحریر مین ملے ہوئے کہین ہو سکے

بہ بالکتابون کتابون کی ضرورت ہو تاہم علامین یہ مضمون ختم کر دیا جایگا نشہ اور قوم نے اسکی ضرورت سمجھی تو تبدیج اسکا سلسلہ قایم رہیگا۔

(۶) دفتر اصلاح کی بدنظمی ہنوز باقی ہے مگر خدا نے چاہا تو عنقریب تک کچھ سلسلہ درست ہو جاے امید وار دعا ہون۔

(۷) تولیت امام باڑہ ہوگلی۔ مومنین اسکے حالات سے باخبر ہین کہ خان بہادر اشرف الدین صاحب متولی آبائی سنی ہین مگر تولیت کیلئے شیعہ ہے لیکن صرف زبانی۔ جب نواب صاحب اپنے فرزند کو اسکا متولی بنانا چاہا جسپر تمام شیعون مین جوش پھیلا اور انجمن مرتضوی کلکتہ کے مساعی جمیلہ سے بجکم گورنمنٹ وہ معزول ہوے قاعدہ سے اسکی تولیت ٹرسٹیون کے ہاتھ مین آنی چاہئے تھی کیونکہ اشرف الدین صاحب مستعفی ہو چکے تھے پھر گورنمنٹ کو کوئی حق نہ تھا ٹرسٹی جسکو چاہتے قبول کرتے مگر صوبہ والی چالون نے آخر اشرف الدین صاحب کو متولی رہنے دیا۔

سادات بارہا اور دیگر اراکین شیعہ نے عہد کر لیا تھا کہ جب تک ناجایز قبضہ متولی کا نہ اوٹھیگا ہم امام باڑہ مین شریک نہ ہون گے اور اب ٹرسٹیان امام باڑہ ہوگلی نے جنمین سب سر آمد پرنس غلام محمد بہادر دام عزہ نے بمسودہ ایڈوکیٹ جنرل اس مضمون کا نوٹس دیا ہے کہ ہمنے اگست سنہ ۱۹۱۰ء لغایۃ اگست ۱۹۱۱ء تمکو متولی تسلیم کیا ہے اسکی بعد آپکو کوئی حق نہین ہے کہ ہمارے امام باڑہ مین جو ہمارہ معبد ہے قیام کرین۔ اسلئے متولی صاحب نے ایک انجمن بنام انجمن اسلامیہ قایم کیا جس کے تمامی ممبر سنی ہین اور وہ ایک غیر شیعہ بھی داخل ہین غرض اس جمعیت کی یہ بھی کہ کلکٹر صاحب کو دکہا ہین کہ ہماری تولیت سے سب راضی ہین اسلئے حاشیہ کو اسال یوہ ابتمام کیا گیا کہ تمامی سنیان قصبہ بیڈ ورہ۔ قاضی ڈانگہ۔ ہوگلی ۔۔ کو مجبور کیا ہے کہ وہ سب اپنی رضامندی متولی سے ظاہر کر ین اور یہی لوگ اعلی درجہ کے افسر امام باڑہ ہین انتظامی امور مین اب نوٹس صدر مین صرف تین ماہ باقی ہین کہ اگست ۱۹۱۱ء متولی مذکور کو باقاعدہ امام باڑہ سے علیحدہ ہونا چاہیے۔ مگر افسوس ہے کہ رسالہ شیعہ مین ایک نامہ نگار کا مضمون خلاف واقع چھپ گیا ہے جسنے تمامی مومنین کو بے چین کر دیا کیونکہ یہ انجمن بغرض ترویج عزاداری نہین قایم ہے جسمین سنی و شیعہ متحد ہون بلکہ اصلی غرض متولی صاحب

جناب امام حسن عسکری ؑ کو ایک شخص نے عریضہ لکہا جس مین کچہہ مسایل دریافت کرتے تہے کچہہ سوال وہ بہول گیا کہ تپ ربع کا کیا علاج ہے حضرت نے اوس کے مسئلون کے جواب لکہنے کی بعد تحریر فرمایا کہ تو نے تپ ربع کے بارے مین سوال کرنا چاہا تہا مگر لکہنا بہول گیا تو لیہ یا نارکونی بردا وسلاما کو لکہ کر مریض کے پس گردن آویزان کر چنانچہ اس ترکیب سے وہ مریض شفا پا گیا
شواہد النبوۃ صفحہ ۲۱۱۔

اسیطرح ایک شخص قید تہا اوس نے قیدخانہ سے حضرت کو عریضہ لکہا جسمین قیدخانہ کی مصیبت و تکلیف کا حال لکہا۔ یہ بہی چاہتا تہا کہ کچہہ اپنے فقر و تنگدستی کا حال لکہے مگر شرم نے اجازت نہ دی اسکے متعلق کچہہ نہ لکہا حضرت نے اوس کے جواب مین تحریر فرمایا کہ نماز مغرب تو اپنے مکان پر پڑہیگا دیکہنا ہے کہ ایسا ہوا کہ اوسی وقت ہم رہا ہوے۔ نماز سے فارغ ہوے تہے تو حضرت کا ایک قاصد آیا اور اوس نے سو اشرفیان ہمکو دین اوس کے ساتہ حضرت کی تحریر بہی تہی کہ جسوقت تجہے ضرورت ہو لکہا کر اور شرم نہ کر کہ حاجت تیری روا ہوگی۔ شواہد النبوۃ صفحہ ۲۱۱۔

یہ واقعہ بہی شواہد النبوۃ مین درج ہے کہ ایک شخص حضرت کے ساتہ سوار جا رہا تہا کہ اثنائے راہ مین اوسنے اپنے فقر و تنگدستی کی شکایت کی حضرت نے اوس تازیانہ سے جو آپکے دست مبارک مین تہا زمین پر کچہہ نشان بنا دیا جس سے ایک تختی طلا کی نمایان ہوی جسکی قیمت پانچسو اشرفی تہی اور حضرت نے وہ تختی اوسے عنایت فرمائی۔

یہ کل واقعات ہمنے ملا جامی کی شواہد النبوۃ سے اصلی نقل کئے ہین کہ مخالفین سے کسیکو بہی اعتراض کا موقع نملے اور نہ اس قسم کے معجزات حضرت کے ہزارون ہین جنکا شمار نہین ہو سکتا۔

ادریس بن زیاد قرطونانی بیان کرتا ہے کہ ہمارا اعتقاد ائمہ ؑ کے بارہ مین غالیانہ تہا بغرض زیارت امام حسن عسکری ؑ ہم نے محلہ عسکر کا قصد کیا اور ایک حمام کے قریب پہنچکر تہک کر سو گئے اسی حالت مین تہے کہ جناب امام حسن عسکری ؑ تشریف لائے اور ہم بیدار ہوے اوٹہکر ہم نے آپ کی زانو اور قدم مبارک کا بوسہ دیا۔ حضرت اوسکی طرح

سے نوٹ۔ ۲۱ صفحہ اس مضمون کا ۲۸ مین نکل چکا ہے۔

کہڑے تھے اور غلام گرد کہڑے تھے ۔ حضرت نے سب سے پہلے جو کلام کیا تو فرمایا (آیہ) بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون میں نے عرض کیا کہ بس اسیقدر کافی ہے اور ہم اسکی سوال کے لئے حاضر ہوئے تھے بعدہ حضرت تشریف لیگئے صفحہ ۱۲۶ مناقب

یہ آیہ سورہ انبیا مین ہے جسکا مطلب یہ ہو کہ وہ عزت والے بندے ہین خدا کیساتھ نسبت رکھتے اور اوسکے حکم کے مطابق عمل کرتے ہین مقصود یہ تھا کہ یہ خیال بیہودہ ہے کہ ہم لوگون کا درجہ معاذ اللہ خدا کی برابر ہو ۔ بلکہ ہم اوس کے بندے ہین کسی طرح اوس کے خلاف حکم نہین کر سکتے ۔ اس آیہ کی تلاوت سے اول تو وہ سمجھ گیا کہ حضرت ہمارے مافی الضمیر سے از خود مطلع ہو گئے جو ایک طرح کا اعجاز ہے ۔ پہر حضرت نے آیہ قرآنی سے اوسکی غلط فہمی کو رفع کیا جس سے وہ سمجھ گیا کہ ہمارا خیال غلط تھا اسیوجہ سے کہا کہ بس کافی ہے ہماری تشفی ہو گئی ۔

ابو حمزہ نصر خادم بیان کرتا ہے کہ حضرت کے غلامون مین کچھ رومی تھے کچھ سقالبہ کچھ ترکی مگر حضرت ہر غلام سے اوسکی زبان مین کلام فرماتے ۔ ابو حمزہ کہتا ہے کہ ایکروز ہمارے دل مین آیا کہ امام حسن عسکری کی ولادت تو مدینہ مین ہوی اور جب تک آپکے والد ماجد زندہ رہے کوی امر آپ کا ظاہر نہ ہوا ۔ پھر یہ بات کہان سے ہوی ۔ یہ خیال ہمارے دل مین خطور کر رہا تھا کہ جناب امام حسن عسکری ع خود ہمارے طرف مخاطب ہوکے اور فرمایا کہ خدا نے اپنی حجت کو تمامی مخلوقات مین ظاہر کر دیا ہے اور ہر شی کی معرفت اوسے عطا کی ہے جس سے وہ ہر لغت ہر زبان اور ہر نسب اور جملہ حوادث کو جو ہوتے رہتے ہین جانتا ہے اگر ایسا نہ ہو تو درمیان حجت خدا اور سایر مخلوقات کے کوی فرق نہ رہے ،، مناقب ۔

یہی اصل ہے حجت خدا کی کہ جو شخص منجانب خدا نبی یا امام ہوتا ہے وہ سائر صفات کمالیہ مین اس طرح ممتاز ہوتا ہے کہ کوی شخص مقابلہ نہین کر سکتا نہ وہ کسی سے علم حاصل کرتا ہے نہ وہ کسی کا محتاج ہوتا ہے ۔

اگرچہ دنیا اوسکی مخالفت کرے اور قبول نہ کرے مگر خدا اپنی حجت کو تمام کرتا ہے جسکے بارے مین فرماتا ہے فللہ الحجۃ البالغۃ ۔

جناب امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے والد ماجد جناب امام علی نقی علیہ السلام کے جنازہ مین اسطرح تشریف لیگئے تھے کہ گریبان آپکا چاک تھا اسپر ابو عون ابرش نے اعتراض کیا اور حضرت کے نام ایک خط لکھا جس کے جواب مین امام نے لکھا اے احمق تجھے ان امور سے کیا واسطہ [illegible] [illegible] [illegible] تھا کے بعد [illegible] تحریر فرمایا [illegible] کے قبل [illegible] [illegible] عقل [illegible] [illegible] ایسا ہی ہوا کہ [illegible] بعد وہ دیوانہ ہو گیا [illegible] کے [illegible] نے ایک [illegible] مین [illegible] کسی کو [illegible] نے [illegible] مناقب صفحہ ۲۰۲۔

ابو ہاشم نے بیان کیا کہ جناب امام حسن عسکری ع نے فرمایا کہ جب قایم آل محمد ظاہر ہو گا تو مسجدون کے منار اور مقصورے منہدم کر دے جاینگے۔ راوی کہتا ہے ہمارے دل مین خطور ہوا کہ کیون ایسا ہو گا تو حضرت نے فرمایا کہ یہ سب باتین بدعت ہین نہ نبی نے بنایا نہ کسی حجت خدا نے۔ مناقب صفحہ ۱۳۶۔

مقصورہ کی ابتدا معویہ سے ہوی جسے اس غرض سے بنایا تھا کہ نمازیون سے کوی شخص اوسپر حملہ نہ کرے تاریخ الخلفا مین ہے وہو اول من اتخذ المقصورۃ بالجامع واول من اذان فی تجرید الکعبۃ صفحہ ۱۳۶

یعنی معویہ پہلا شخص ہے جس نے مسجد مین مقصورہ بنوایا (حجرہ صغیرہ چھوٹا حجرہ جسمین امام پوشیدہ رہے) اور پہلا شخص ہے جس نے خانہ کعبہ کے برہنہ کرنے کا حکم دیا ورنہ پہلے یہ قاعدہ تھا کہ غلاف پرد وسرا غلاف ڈالا جاتا۔ اور بے پردہ نہ کیا جاتا۔

امام نے اسیطرف اشارہ کیا کہ یہ منار اور مقصورہ دونون بدعت ہین عہد رسول مین اس کا وجود نہ تھا مگر شاید ہی کوی مسجد ہو جو منار سے خالی ہو۔

اتفاق ائمہ فی العلم

فہفکی نے حضرت سے سوال کیا کہ عورت کو ایک حصہ اور مرد کو دو حصہ کیون ملتا ہے حضرت نے اوس کے جواب مین فرمایا کہ عورت پر نہ جہاد ہے نہ کسی کا نفقہ نہ معقلہ (کسی عزیز و اقربا کا خون بہا) یہ سب مردون سے متعلق ہے اسیوجہ سے مرد کا دوہرا حصہ ہے) راوی کہتا ہے کہ ہم نے اپنے نفس مین خیال کیا کہ ابن

ابی العوجاء نے بھی یہی سوال کیا تھا جناب امام جعفر صادق سے تو حضرت نے یہی جواب دیا تھا اور بنابر دوسری روایت کے یہ بھی فرمایا تھا کہ مرد کو مہر دینا پڑتا ہے۔ (یہ باتیں وہ دل میں کر رہا تھا) کہ حضرت نے اوسکی طرف توجہ فرمایا اور کہا کہ ہاں ابی العوجاء نے بھی سوال کیا تھا۔ جواب ہم سب کا ایک ہی۔ ہمارے اول و آخر علم میں سب برابر ہیں مگر رسول اللہ و جناب امیر ع کے لئے اون کا فضل خاص ہے۔ مناقب صفحہ ۱۳۳۔

حضرات ائمہ کی یہ حالت کہ سبکا جواب یکساں ہوتا ہے کسی طرح کا اختلاف انمیں نہیں تھا ایسا امر مشہور و معروف ہو کہ خود علماء اہل سنت کو بھی اقرار ہے چنانچہ ملا معین لاہوری جو علماء المحدیث سے ہیں دراسات اللبیب میں لکھتے ہیں ص۲۳۳ ولکن الشرع لم یرد بالتعبد بہ بل منع من العمل بالقیاس فکان باطلا و ان فق بعض کرام العارفین اصحاب الحدیث و للکل قدوۃ حسنۃ فی ذلک بالائمۃ الاثنی عشر من اھل البیت و تابعیھم حیث کانوا لا یرون القیاس و ثبت ذلک عن بعضھم بروایۃ الثقۃ العدل الشیخ قطب الدین الھمام الشعرانی فی اللواقح حیث روی عن الامام ابی جعفر الصادق ع انہ قال لابی حنیفۃ بلغنی انک تقیس لا تقس کان اول من قاس ابلیس و مذھب بعضھم مذھب الکل کما لا یخفی علی من احاط ببعض خصائصھم احوالھم دوسری جگہ لکھتے ومن عمل بحوار الجمع فی الحضر علی انی فی حنفا و تخذہ مذھبا من غیر عذر اسا الامام الحق الصدیق الصادق ع مذھب جدہ منھم مذھب ابائھم کما قال ابو محمد باقر حقایق النبوۃ کلہ علی ما نقلہ ابن الھمام فی فتح القدیر لما سئل فی مسئلۃ ھل یری انفقہ فیہ علی ابن ابیطالب لا ابعدوا اھلبیتہ الا عن رایہ یعنی شرع نے ہرگز حکم تعبد قیاس نہیں دیا ہے بلکہ عمل قیاس سے منع کیا ہے تو قیاس باطل ہوا اس بارے میں بعض کبراء عارفین نے اصحاب حدیث کی موافقت کی ہے اور جتنے لوگ مخالفین قیاس ہیں وہ سب تابعی کرتے ہیں ائمہ اثنی عشر علیہم السلام اہلبیت طاہرین سے ہیں کیونکہ وہ لوگ قیاس کو جایز نہیں جانتے تھے چنانچہ شیخ عدل ثقہ قطب وقت شیخ عبد الوہاب شعرانی نے روایت کیا ہے کہ جناب امام محمد باقر ع نے ابو حنیفہ سے فرمایا اے ابو حنیفہ دین میں قیاس نہ کیا کرو کہ سب سے پہلے قیاس کرنیوالا شیطان ہے اور مذہب ایک شخص کا

ان ایمہ سے مذہب ہی تمامی ایمہ کا۔

جی ۲ از جمع بین الصلواتین میں لکھتے ہین جن لوگون نے جواز جمع بین الصلوتین کو بلا کسی ادنی ضرورت کے بھی جایز رکہا ہے اور مذہب اپنا قرار دیا ہے وہ امام صدق و صدیق امام جعفر صادق علیہ السلام ہین (کہ مطلقا جواز بین الصلوتین کو جایز فرماتے ہین) اور مذہب ایک شخص کا ان مین سے مذہب کل ایمہ ہے جیسا کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے بجواب ایک شخص سے کہا تھا جسنے پوچھا کہا جناب امیرؑ کی بھی یہی راے تھی تو امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہم اہلبیت کوی اون کی راے کے خلاف نہین چلتے۔

ہمارا مقصود یہان صرف اسی فقرہ سے ہے جو مصنف دراسات نے لکھا کہ جو مذہب یا حکم یا راے یا فتوی ایک امام کا ہوتا تھا وہی سب کا حکم ہوتا جیسا کہ حدیث جناب امام حسن عسکری مین رہا یہ امر کہ انکار جواز قیاس مین مصنف دراسات کا صرف جناب امام جعفر صادق ؑ اور ائمہ اہلبیت کا نام لینا اسوجہ سے ہی کہ بجز ان حضرات کے تمامی اہلسنت قیاس کے قایل تھے کیونکہ موجد اس کے خلیفہ دوم ہین جیسا کہ مولوی شبلی صاحب الفاروق مین لکھتے ہین صفحہ ۲۴ حصہ دوم "اسی ضرورت سے ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہ۔ امام مالک۔ امام شافعی۔ امام احمد بن حنبل سب قیاس کے قایل ہوئے ہین اور ان کے مسایل کا ایک بڑا ماخذ قیاس ہے لیکن قیاس کی بنیاد اول جس نے ڈالی وہ حضرت عمر فاروق ہین"

پہر تعجب ہے کہ حضرات اہل سنت صرف اسی قیاس کی وجہ سے ابو حنیفہ کے تو دشمن ہوگئے لیکن عمر فاروق کو کوئی برا نہین جانتا حالانکہ شریعت اسلام مین جو کچھ انقلاب آیا عمر کی وجہ سے ورنہ ابو حنیفہ وغیرہ تو سب اون کے خوشہ چین ہین چنانچہ مولوی شبلی صاحب لکھتے ہین "حضرت عمر نے زمانے اور حالات کی ضرورتون سے بہت سے نئے نئے قاعدے وضع کیے ہین جا بجا فقہ حنفی مین بکثرت وارد ہین برخلاف اس کے امام شافعی کو یہان تک کد ہے کہ ترتیب فیء تعیین شعار تشخیص محاصل وغیرہ کے متعلق جو وہ آنحضرت کے اقوال کو شرعی قرار دیتے ہین اور حضرت عمر کی نسبت لکھتے ہین کہ رسول اللہ کے سامنے کسی قول و فعل کی کچھ اصل نہین" صفحہ ۲۲۔

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ فقہ حنفی کی بنیاد تو زیادہ تر بعض مسایل میں وہ اونکے احکام و اقوال پر

بھی مثل قول و فعل رسول حجت مانتے ہین اور شافعی اوسکو نے اصل سمجھتے ہین۔

بہر حال جناب امام حسن عسکری ؑ اور کل ائمہ طاہرین کا کار امامت صرف اس قدر تہا کہ دین خدا کی حفاظت کرین اور دست و برد مخالفین سے بچاتے رہین اسیوجہ سے تمام مدعیان اسلام آپکے مخالف ہے اور انواع و اقسام کی زحمتین پہونچاتے رہے تاکہ جو شخص جویائے حق ہو اوسکو سچا اور صحیح دین اسلام ملے۔ چنانچہ جناب امام حسن عسکری ؑ سے سوال کیا گیا کہ رسول نے جو جناب امیر المومنین علیہ السلام کی نسبت فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو اس کے کیا مطلب ہین (کیونکہ رسول اللہ جانتے تھے خلافت پر دوسرے لوگ قابض ہون گے) تو حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ نے آپکو علم سنان مقرر کیا تہا جس سے حزب اللہ کی شناخت ہو بوقت فرقت (اختلاف) پس کل ائمہ اطہار کا عمل اسی پر تہا کہ شریعت حقہ اسلام کو ہمیشہ واضح کرتے رہین کہ حجت خدا تمام ہو۔

حفاظت قرآن اور شریعت اسلام اسی قبیل سے ہے۔ حفاظت قرآن مجید جسمین حضرت نے وہ کام کیا ہے کہ اہل اسلام جہان تک آپ کے شکرگذار ہون کم ہے کیونکہ وہ زمانہ عام طور پر علوم و فنون کی ترقی کا تہا فلسفہ کا بازار گرم تہا خلفاء بنی عباس نے محض اس غرض سے کہ مسلمانون کی عام توجہ اہلبیت اطہار کی طرف سے کم ہو جائے ہر ہر فن کے لئے ایک شخص کو امام مقرر کر دیا تہا جو تصنیف و تالیف مین مشغول تہا۔ اوسی زمانہ مین اسحق کندی نے تناقص القرآن لکہنا شروع کیا چنانچہ علامہ شہر ابن آشوب لکہتے ہین "اسحاق کندی اوس زمانہ مین ایک بڑا حکیم تہا جس نے تناقص القرآن لکہنا شروع کیا اور اس کام کے لئے اوس نے درس و تدریس سب بند کر کے ایک خاص مکان خلوت مین قیام کیا اوسکے کچہہ شاگرد جناب امام حسن عسکری کی خدمت مین حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا تم مین کوی ایسا سمجہدار ہے جو اپنے اوستاد کندی کو اس ارادہ سے باز رکہے کہ وہ اس کتاب کو نہ لکہے۔ شاگردون نے کہا ہم سب تو اوسکے شاگرد ہین پہر کیونکر اوسپر اعتراض کر سکتے ہین۔ حضرت نے فرمایا تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ جو بات ہم تم کو بتائین اوسکو بطرز پیغام پہونچاؤ کہا ہان یہ ہو سکتا ہے۔ حضرت نے کہا اچہا جاؤ پہلے اوس سے موانست پیدا کرو اور یہ ظاہر کرو کہ ہم تمہاری اس بارے مین مدد کرینگے جب اس تقریب سے وہ مانوس ہو جائے تو یہ کہو کہ قل حضرتنی مسئلۃ اسئلک عنہا فانہ یستدعی ذلک منہا فقال لہ ان اتاک

هذا المتكلم بهذا القرآن هل يجوز ان يكون مراده بما تكلم منه عن المعانى التى قد ظننتها انك ذهبت اليها فانه سيقول انه من الجائز لانه رجل يفهم فاذا سمع فاذا اجب خلاف فقله ما يدريك لعله قد اراد غير الذى ذهبت انت اليه فتكون واضعا بغير معانيه کہ یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے اگر اجازت ہو تو عرض کرون اس سوال پر وہ ضرور متوجہ ہوگا اور تم سے اوسکی خواہش کریگا تو کہنا کیا یہ ممکن ہے کہ جو معنی کسی لفظ کے تم نے قرار دئے ہین وہی معنی مراد ہون اس کلام سے چونکہ وہ سمجھدار آدمی ہے کہیگا ہان تب کہنا کیا یہ نہین ممکن ہے کہ جو معنی تم نے قرار دئے ہین وہ نہ مراد ہون شاگرد نے اسی طرح موانست پیدا کرکے اس سوال کو پیش کیا پہلے تو کچھ متفحص ہوگا پھر غور کیا تو معلوم ہوا کہ باعتبار لغت یہ ممکن ہے اور اس قسم کا احتمال ہو سکتا ہے اسحق نے کہا کہ ہم قسم دیتے ہین تم کو حق کی بتاؤ یہ بات تم نے کہان سے پیدا کی۔ شاگرد نے کہا اپنے دل سے اسحاق نے کہا نہین نہین تم اس قابل نہین ہو نہ تمہارا دماغ اس لائق ہے۔ کہ ایسی بات پیدا کرسکے سچ بتاؤ۔ تب شاگرد نے کہا کہ جناب امام حسن عسکری ع نے یہ ایراد کیا ہے اسحق نے کہا ہان یہ باتین اسی خاندان سے نکل سکتی ہین اسکے بعد اسحاق نے آگ منگائی اور اپنے سارے مسودہ کو جلا دیا صفحہ ۱۲۷ مناقب شہر ابن آشوب۔

اس واقعہ سے آپ کہہ سکتے ہین کہ حضرت نے اسلام پر کتنا بڑا احسان کیا کہ تناقض القرآن کے نہ صرف تالیف کو روکا بلکہ آپ کے ایک معمولی ایراد نے اوسکو مجبور کیا کہ سارا مسودہ اوس نے جلا دیا

اگرچہ کتابون کے جلانے کی ابتدا خود ابوبکر صاحب سے ہوئی جنہون نے پانچ سو حدیثون کا مجموعہ جلا دیا۔ حضرت ابوبکر نے کئی حدیثین قلم بند کی تھین لیکن پھر آگ مین اونکو جلا دیا مگر اوسکی دوسری شان تھی اور اسکی دوسری شان۔ کیونکہ اگر آج یہ کتاب موجود ہوتی تو آپ سمجھ سکتے ہین کہ آج یہ کس طرح مسلمانون کو پریشان کرتے حالانکہ وہ صرف اس قول نے کہ قرآن مین بارہ ہزار اختلاف ہے جو ایک زندیق کا قول ہے کس طرح مسلمانونکو پریشان کیے ہے ہین۔ سه الفاروق صفحہ ۲۲۵

تفسیر امام حسن عسکری۔ شاید یہی وجہ ہے کہ جناب امام حسن عسکری ؑ سے تفسیر قرآن کے متعلق اتنی حدیثیں وارد ہیں کہ خاص ایک بعد میں ایک تفسیر مرتب ہو گئی جسکا نام تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ہے حالانکہ نہ حضرت اوس کے مصنف ہیں نہ مرتب بلکہ دو۔ راویوں نے جو جو حدیثیں حضرت سے تفسیر کے متعلق سنی ہیں انہیں بصورت کتاب جمع کیا ہے اور اوس میں اقسام اربعہ حدیث داخل ہیں۔

اصلی مصنف ابوالحسن محمد بن قاسم استرابادی مفسر ہیں جنہوں نے ابو یعقوب یوسف بن محمد بن زیاد۔ اور ابوالحسن بن علی بن محمد بن سیار سے روایت کی ہے۔ یہ دونوں بزرگ استراباد کے رہنے والے ہیں جہان کا حاکم داعی الی الحق زیدی مذہب تھا اوس کے ظلم و ستم سے ان دونوں کے باپ عاجز آکر حضرت کی خدمت میں جاگزین ہوئے۔ حضرت نے اون کو بہت تشفی اور دلاسا دیکر حکم دیا کہ استراباد واپس جاؤ اور فرمایا کہ وہ حاکم جو اس طرح تمہاری عداوت پر کمربستہ ہے عنقریب تم سے شفاعت کا خواستگار ہوگا لہذا تم لوگ باطمینان جاؤ چنانچہ حضرت کی برکت دعا سے ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ وہان آئے۔

یہان حضرت نے ان دونوں لڑکوں کو کچھ کچھ احادیث تفسیر قرآن کے بتائے جسکو ان دونوں نے ابوالحسن محمد بن قاسم استرآبادی سے بیان کیا اور انہوں نے اس تفسیر کو مرتب کیا علما کو اس بارے میں اختلاف ہے کیونکہ یہی دو آدمی ان روایات کے راوی ہیں جو چندان مشہور نہ تھے جس سے بعض علما نے تو کہا ضعیف کذاب روی عنہ تفسیر یرویہ عن رجلین مجہولین احدہما یعرف بیوسف بن محمد بن زیاد والاخر علی بن محمد بن سیار کہ ابوالحسن محمد بن قاسم ضعیف ہیں اور کذاب کیونکہ وہ دو مجہول آدمیوں سے روایت کرتے ہیں کہ ایک کا نام یوسف بن محمد اور دوسرے کا نام علی بن محمد بن سیار ہے بلکہ بعض نے تو یہان تک ترقی کی کہ ہذا التفسیر لا یلیق ان ینسب الی المعصوم کہ اس تفسیر کی نسبت بھی معصوم کی طرف جائز نہیں۔

جس سے جہان یہ معلوم ہوا کہ راوی اسکے دو شخص ہیں وہان یہ بھی معلوم ہوا کہ علمائے متقدمین رحمہم اللہ کو کس قدر اہتمام تھا روایات کی تنقید میں کہ صرف اس وجہ سے کہ دونوں راوی مشہور

نہ تھے۔ حکم وضع وکذب لگادیا حالانکہ یہ حکم بالتعمیم خلاف تحقیق ہے کیونکہ ابوالحسن محمد بن قاسم مفسر مشاہیر اور دونون راوی بھی شیعون سے ہین۔ اگرچہ اوس درجہ مشہور و معروف نہ تھے چنانچہ منتہی المقال مین ہے کہ صاحب احتجاج فرماتے ہین الاما اوردتہ عن ابی محمد الحسن بن علی العسکری فانہ لیس فی الاشتہار علی حد اسواہ وان کان مشتملا علی مثل الذی قدمناہ یعنی امام حسن عسکری سے جو روایتین اس تفسیر مین منقول ہین مثل دوسری احادیث کے مشہور و معروف نہین ہین اگرچہ وہ مشتمل ہین مثل اون احادیث پر جسکو ہم پہلے بیان کرچکے ہین" جس سے معلوم ہوا احادیث اس تفسیر کے بھی مثل سایر اقسام احادیث کے ہین کہ بعض اونمین صحیح ہین اور بعض ضعیف بعض حسن بعض موثق کہ تنقید کی ضرورت ہے جو حدیثین مطابق قواعد مقررہ ہین وہ صحیح ہین اور جو نہین ہین وہ ضعیف ہین نہ یہ کہ محض نسبت کی وجہ سے ہر حدیث اوسکی صحیح و مسلم الثبوت ہو جیساکہ اہل سنت کا عقیدہ صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کی نسبت ہے خلاف عقل بے بنیاد کیونکہ جو شخص غیر معصوم ہے اوسکی کوئی تحریر کیونکر ایسی مسلم ہو سکتی ہے کہ وہ ہر طرح عیب سے بری ہو۔ اسی وجہ سے عام طور پر احادیث صحیح بخاری کی غلطی ظاہر ہو رہی ہے اور قدیم الایام سے علماے اہل سنت صدہا احادیث کو ضعیف بلکہ موضوع بتارہے ہین جیساکہ تنقید بخاری شاہد عدل سے ظاہر ہے۔

بہرحال جناب امام حسن عسکری ع ایک ایسے زمانہ مین تھے کہ مخالفت کا بازار گرم تہا چنانچہ اسی تفسیر مین امام علیہ السلام کا دونون راویون کے باپ سے یہ فرمانا «مرحبا ای ہماری طرف پناہ لینے والو اور ہماری طرف التجا کرنیوالو» بتارہا ہے کہ آپ کس عالم وحدت اور تنہائی مین تھے کہ ہوا کا رخ بدلا ہوا تھا۔

آپ کے زمانہ مین یہ مسئلہ نہایت معرکہ آرا ہو رہا تھا کہ قرآن غیر مخلوق ہے یا مخلوق تمامی فرقہ اہل سنت اسکے قایل تھے کہ قرآن غیر مخلوق ہے یہ عقیدہ بمقابلہ معتزلہ قایم کیا گیا تھا جو کہ معیار شناخت اہل سنت و غیر اہل سنت قرار پایا اس عقیدہ کی وجہ سے بخاری کی روایت ترک کیگئی اور وہ ملک بدر کر دیے گئے۔

ابو ہاشم راوی ہین کہ یہ سوال ہمارے دل مین پیدا ہوا تھا ابھی زبان پر بھی نہ آیا تھا

فقال ابو محمد یا ابا ھاشم اللہ خالق کل شئ وما سواہ مخلوق کہ جناب امام حسن عسکری نے فرمایا اے ابو ہاشم خداوند عالم ہر چیز کا خالق ہے اور ماسوا اسکے جو ہے وہ سب مخلوق ہیں۔ حضرت کا یہ کلام بلیغ و فصیح بہ حقیقت دال ہے کہ اوس میں کسی متنفس کو بھی عذر نہیں ہو سکتا کیونکہ خدا کا خالق ہونا ہر طرح مسلم ہے تو پھر قرآن جو اوسکا کلام ہے مخلوق نہ ہوگا تو کیا ہوگا۔

جناب امام علیہ السلام کو حسن بن طریف نے ہو عریضہ لکھا کہ مین نے ۳۰ برس سے متعہ کرنا چھوڑ دیا ہے ہمارے جوار مین ایک عورت نہایت حسین و جمیل ہے مگر بدکار ہے تو اوسیرے یہ حدیث یاد پڑی کہ فاجرہ سے متعہ ہو سکتا ہے کیونکہ حرام کاری سے نجات ملتی ہے لہذا آپ کا کیا حکم ہے کہ اتنی مدت کی ترک کے بعد ہم متعہ کر سکتے ہین۔

حضرت نے فرمایا کہ اگر تو متعہ کریگا تو ایک سنت کا زندہ کرنیوالا ہوگا اور بدعت کا مٹانے والا رہا جس عورت کو تو نے لکھا ہے تو وہ اس حکم مین نہین آسکتی کہ بوجہ متعہ حرام سے نجات مل جاتی ہے کیونکہ وہ مشہور فاجرہ ہے اور تیری ہمسایہ ہے لہذا اوس سے ہرگز متعہ نہ کر حسن بن طریف بیان کرتا ہے کہ ہمنے تو اوس سے متعہ نہین کیا مگر دوسرے شخص نے اوس سے متعہ کر لیا جس سے وہ بدنام ہوا۔ بادشاہ کو خبر پہونچی اوسنے بہت سا مال اوس سے وصول کیا اور ہم برکت دعاے امام سے محفوظ رہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ شیعہ جو قایل بجواز متعہ ہین تو صرف بغرض احکام خدا و رسول کہ خدا نے حلال کیا ہے نہ یہ کہ متعہ کرنا مقصود ہے بلکہ صرف اس اصول پر سارے مباحثے ہوتے ہین کہ احیاء سنۃ و اماتۃ بدعت ہو۔ خدا و رسول نے حلال کیا عمر نے اپنی راے اور قیاس سے حرام کیا۔

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ فواحش اور بازاری عورتون سے متعہ کی اجازت نہین کیونکہ غرض متعہ محض شہوت رانی نہین ہے بلکہ جن جن ضرورتون اور حالتون مین خدا اور رسول نے اجازت دی ہے اوس مین متعہ کرنا چاہیے۔

خلیفہ دوم نے خلاف حکم خدا اور رسول ہزارون قسم کی بدعتین جاری کین جنمین سب سے زیادہ اعظم مسئلہ طلاق ثلاث ہے کہ ایک جلسہ مین تین طلاق دینے کو عمر نے طلاق باین قرار دیا کہ

بغیر دوسرا شوہر کئے پہلے شوہر پہ حلال نہین ہو سکتی جس سے لاکھون عورتین شب و روز باوجود نکاح و عقد زنا کار ہو رہی ہین۔ اس این تو اہل حدیث نے قول خلیفہ دوم کو ناجائز قرار دیا مگر افسوس متعہ مین اسکا اقرار نہین کرتے کہ خلیفہ دوم کا حکم خلاف حکم خدا و رسول ہے حالانکہ آج تک قرآن مین فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن موجود ہے۔

تعلقات دربار خلافت

اگر ہم حضرت کے علمی کارنامون کی تفصیل بیان کرین تو کئی ضخیم جلدین تیار ہون لہذا اسکو ناتمام چھوڑ کر تعلقات دربار خلافت پر ایک نظر اجمالی ڈالنا چاہتے ہین تاکہ معلوم ہو آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔

حضرات ائمہ اطہار کی حالت وقت وفات رسول بعد سے ایسی نازک رہی ہے کہ خلافت سے نہ بالکل علحدہ رہ سکتے ہین نہ پورے طور سے زیر عمل ہو سکتے۔ کیونکہ اگرچہ وہ حضرات کل حقوق سے محروم کردئے گئے تھے۔ مگر تمامی اہل اسلام کو معلوم تھا کہ اصلی حقدار و وارث یہی ہین جس سے خلفائے وقت نہ عام طور سے آپکو اپنا دشمن قرار دیتے کہ عوام پر اسکا برا اثر پڑے گا نہ پورا درست کیونکہ پھر یہ کارروائیان مخالفانہ نہین ہو سکتی ہین۔ اسی باعث سے ایک طرف جناب سیدہ کا گھر جلایا جاتا ہے دوسری طرف جب آپ مجمع مہاجرین و انصار مین تشریف لاتی ہین تو سرو قد تعظیم کیجاتی ہے اور بابت رسول اللہ فقرا بنت رسول اللہ احب الی من ان اصل من قرابتی کہ قرابت رسول کا خیال زیادہ ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم اپنی قرابت کا خیال کرین اس کے سوا کوئی کلمہ منہ سے نہین نکلتا۔ ایک طرف جناب امیر کی طلبی بیعت مین وہ جبر و تشدد ہوتا ہے کہ پکڑے جاتے ہین قتل کی دھمکی دیجاتی ہے قرابت منفی سے انکار کیا جاتا ہے۔ دوسری طرف جب مسلمانون کا مجمع ہوتا ہے تو تعظیم و تکریم بھی کیجاتی ہے صلاح و مشورہ بھی لیا جاتا ہے۔ اخا الرسول یا ابن عم الرسول کہا جاتا ہے مذاق بھی ہوتا ہر بات چیت بھی کہ عام مسلمانون کو نہ معلوم ہو یہ کارروائی غاصبانہ اور معاندانہ ہے۔ پھر بہت سے امور فتوحات کے متعلق یا شرعی مسایل کے متعلق تھے جو بغیر شرکت جناب امیر حل نہین ہو سکتے تھے جیسے خلیفہ سوم فرماتے لولا علی لھلک عمر۔

اسی اصول پر جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے ساتھ برتاؤ رہا کیونکہ خلفائے

بنی عباس سے قدیمی قرابت بھی تھی اسلئے ایک طرف ظاہری اعزاز و اکرام بھی ہے دوسری طرف ہر وقت قید خانہ کا دروازہ بھی آپ کے لئے کھلا ہے۔

حضرت کا یہ معمول تھا کہ ہفتہ میں دو بار دربار خلافت میں تشریف لیجاتے۔ دوشنبہ پنجشنبہ ہیبت سے آپکی کسیکو یہ جرات نہ ہوتی کہ آپکے ساتھ ہو جب قریب قصر خلافت پہونچے تو جو لوگ وہاں رہتے از راہ ادب الگ ہو جاتے۔ گھوڑوں خچروں کی آواز بند ہو جاتی۔ راہ صاف ہوتی آپ بکمال سکینہ و وقار داخل دربار ہوتے جب معاودت فرماتے تو یہی حالت ہوتی کہ سب خاموش ہو جاتے اور دربان آواز دیتے کہ امام کی سواری لاؤ۔

احمد بن عبید اللہ خاقانی کا بیان ہے (جو خراج وصلاع قم کا خلیفہ کی طرف سے حاکم تھا) کہ جناب امام حسن عسکری کو سامرہ میں اس نظر عظمت وجلالت سے دیکھے جاتے کہ باوصفیکہ آپ نہایت کمسن تھے (۲۰ برس) مگر خلیفہ اور تمامی بنی ہاشم آپ کی عظمت کرتے۔ وزراء۔ سرگردگان لشکر اور تمامی اعیان دولت آپکی تعظیم بجالاتے۔

وہی احمد بیان کرتا ہو کہ ہم اپنے باپ کے پاس بیٹھے تھے کہ حضرت تشریف لائے دربانوں نے اطلاع کی۔ ابن خاقان نے زور سے چلا کر کہا حضرت کو تشریف لانے دو۔ اور خود حضرت کے استقبال کو آگے بڑھا۔ معانقہ کیا۔ شانے پر اور پیشانی اور دست مبارک کو بوسہ دیا اور بٹھایا اور خود مودب ہو کر دو زانو آپکے سامنے بائیں فرش بیٹھا اور بجز یا ابامحمد اور کوئی خطاب نہ کرتا اور ہر بات پر فدائک امی وابی کہتا جب تک حضرت تشریف فرما رہے۔ اسی ادب سے وہ گفتگو کرتا رہا یہاں تک کہ حضرت اوٹھے اور تشریف لے گئے۔

احمد نے اپنے باپ ابن خاقان سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ تھے تو اوس نے کہا یہ رافضیوں کے امام ہیں اگر خلافت بنی عباس سے نکل جائے تو یہاں سے بڑھ کر کوئی مستحق خلافت نہیں کیونکہ یہ تمام صفات کمالیہ میں عدیم النظیر ہیں۔ مناقب صفحہ ۱۲۶۔

ان حالات سے معلوم ہو سکتا ہو کہ حضرت کس جلالت قدر و شان سے وہاں تشریف فرما تھے جس سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ خلفائے وقت پر آپکی ہیبت و عظمت کس قدر گراں گذرتی ہو گی۔

مستعین باللہ خلیفہ کے حالات مین لکھا ہے جو ۲۴۸ھ مین خلیفہ ہوا اور ۲۵۲ھ مین مقتول و معزول جیسا کہ شواہد النبوۃ مین ہے۔

کہ اس کا ایک استر تھا نہایت سرکش و بدلگام جو کسی کو سوار نہین ہوتا اور جو اوسکے قریب جاتا ہے اوسے زخمی کرتا۔ ایک مصاحب نے راے دی کہ امام حسن عسکری کو حکم دے کہ اسپر سوار ہون یا تو استر کی شرارت سے حضرت ہلاک ہونگے تو تجکو اونکی فکر سے نجات ملیگی یا استر رام ہو جائیگا تو اوسکی طرف سے تجکو نجات ملیگی۔ مستعین نے حضرت کو بلا بھیجا اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا اپنے پاس بٹھلایا۔ پھر حضرت سے کہا کہ اس استر پر زین لگا دیجیے۔ حضرت نے اوٹھکر اوس کے پٹھے پر دست مبارک پھیرا جس اسقدر پسینہ آیا کہ بہہ گیا۔ پھر حضرت نے زین کیا اور آکر بیٹھ رہے پھر مستعین نے کہا کہ لگام دیجیے۔ حضرت نے لگام بھی دیدیا اوسنے کسی قسم کی شرارت نہ کی اور آکر بیٹھ گئے۔ پھر کہا اوسپر سوار ہوکر گردش دیجیے۔ حضرت اوسپر سوار ہوے اور صحن خانہ مین گردش دیتے رہے مگر کسی قسم کی سرکشی یا شرارت اوس نے نہ کی۔ حضرت سے پوچھا یہ استر کیسا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا نہایت عمدہ ہے۔ مستعین نے حکم دیا کہ آپ کے دولتخانہ پر لے جاکر باندھ دین

اس واقعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ خلافت کا برتاو کیا تھا کیونکہ ظاہری تعظیم بھی تھی تحکم بھی تھا۔ اخوف و الزام بھی تھا۔

مستعین کا ظلم و ستم اس قدر بڑھ گیا تھا کہ اوس نے صدہا سادات کو قید کیا چنانچہ عمر ابن زیاد ضمیری بیان کرتے ہین کہ ہم عبداللہ بن طاہر کے پاس گئے تو اوس کے ہاتھ مین ایک رقعہ دیکھا جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کا جس مین حضرت تحریر فرماتے ہین کہ مینے اس ظالم کے بارے مین خدا سے دعا کی ہے تین روز بعد وہ گرفتار ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تیسرے روز وہ معزول ہوا اور پھر قتل کیا گیا۔ مناقب صفحہ ۱۳۰۔

معتز باللہ پسر متوکل جو ۲۵۲ھ مین خلیفہ ہوا اور رجب ۲۵۵ھ مین معزول ہو کر قتل کیا گیا اوسکے آخر زمانہ خلافت مین جناب امام حسن عسکری علیہ السلام بعد شہادت جناب امام علی نقی علیہ السلام ۲۵۴ھ مین امام ہوئے اوسیوقت سے حضرت کی امامت شروع ہوئی ہے مگر معتز کو

شیعون سے اور خود جناب امام حسن عسکری ع سے ایسی عداوت تھی کہ ہمہ وقت درپے آزار رہتا چنانچہ حضرت نے اپنے خواص شیعہ کو حکم دیدیا تھا کہ گھر بند کئے رہین تا دو وقت باہر کی بند کرین چنانچہ قاسم بن زہری نے حضرت سے اجازت چاہی تو آپنے کہا کہ جب تک وہ حادثہ نہ ہو گھر سے باہر نہ نکلنا۔ جب ایک شخص ارکان سلطنت سے مارا گیا تو اوس نے پھر لکھا کہ یا حضرت یہ حادثہ تو ہو گیا حضرت نے لکھا نہیں یہ حادثہ نہین مراد ہے۔ بلکہ دوسرا حادثہ جس کے بعد معتز قتل ہوا یہ واقعہ بیس روز قبل قتل معتز ہے۔ مناقب ص ۱۳۲

دوسرے شخص نے بھی اسیطرح کی شکایت کی تو حضرت نے فرمایا کہ محمد بن عبد اللہ بن داود کے قتل کے دسوین روز معتز مارا جائیگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

معتز نے آخر مین اپنے حاجب سعید کو حکم دیا کہ امام حسن عسکری کو یہان سے کوفہ لیجا اور راہ مین قتل کر ڈالے اس خبر نے عام طور پر شیعون مین سنسنی ڈالدی۔ حضرت نے اونکو مطمئن فرمایا کہ خوف نہ کرو عنقریب خدا اوسکی کفایت کرتا ہے۔ چنانچہ اس خبر کے تیسرے ہی روز وہ ملعون قتل کیا گیا اسکے قتل کی یہ کیفیت لکھی ہے کہ معتز نے اپنے بھائی موید کو ولیعہدی سے خارج کرکے بعد ضرب شدید قید کیا اوس کے دو تین روز بعد وہ مرگیا یہ ڈر اکہین اسکا الزام نہ لگایا جائے کہ قتل کیا ہے لہذا قاضیون کو بلا کر گواہ بنایا اوسکے بعد ترکون نے اپنے مشاہرہ کا مطالبہ کیا جسکا سردار صالح بن وصیف تھا معتز نے اپنی مان سے کہا کہ کچھ مال نکالو کہ فوج کی تسکین کرین مگر اوسنے مال دینے سے انکار کیا تب ترکون نے اوسکو خلافت سے خلع کیا اور قصر خلافت مین گھسکر اوسکی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ لائے اور گرز سے مارنا شروع کیا پھر دوپہر کے وقت شدت تمازت آفتاب مین اوسکو دھوپ مین کھڑا کیا جب اوسنے اپنی معزولی کا اقرار کیا تب اوسکو حمام کیا جس سے وہ نہایت پیاسا ہوا پہلے تو پانی بند کیا۔ پھر برف کا پانی دیا جسکے پیتے ہی وہ گر پڑا دھواول بیت العطشا یہ پہلا مردہ ہے جو صرف پیاس سے مرا یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۵۵ھ کا ہے اوسکی مان جسکا نام قبیحہ تھا اوسوقت تو روپوش ہوگئی مگر آخر ماہ رمضان مین ظاہر ہوئی اور صالح بن وصیف کو تین لاکھ اشرفی ایکدفعہ اور دس لاکھ اشرفی ایکدفعہ دیا۔ اور ایک حادان جسمین تین پیمانہ زمرد کا تھا اور ایک پیمانہ دانہ جسمین تین پیمانہ در شاہوار کا تھا اور ایک

قومی مراسلات

اس عنوان کی غرض یہ ہے کہ مختلف قومی اغراض کے متعلق جو خطوط آتے ہین وہ اسمین درج کئے جائین کہ بزرگان قوم کو اس پر توجہ کا موقع ملے۔

(۱) جناب سید وارث علی شاہ صاحب کربلائی یہ لکھتے ہین کہ آپ خوش ہون کہ اصلاح نے اپنا فرض ادا کردیا ہے یعنی مومنین مین اخبار بینی کا شوق پیدا کردیا ہے۔ قوم مین جسقدر اخبار و رسایل جاری ہین یہ فقط اصلاح کی برکت ہے۔

اصلاح - مگر ہم کو افسوس ہے کہ اس مقصد مین بہت ہی کم کامیاب ہوئے۔ ہم کہ اس ار ہفتہ وار اخبار او ... نہیں ... کی ضرورت ہے۔ خدا قوم کو ہمت دے کہ اپنا فرض ادا کرے۔ اگر غور سے دیکھئے تو جس قدر مختصر قوم قادیانیون کی ہے ان مین اخبار ... بھی ہم مین نہین حالانکہ ان کی تعداد ۱ لاکھ ... سے زیادہ نہین اور ہم ... کم نہین۔ مگر بجز ایک ہفتہ وار کے ہمارے ہاتھ مین دوسرا کوئی ہفتہ وار نہین۔

(۲) سید شبیر حسن صاحب ترمذی طالب العلم ۱۳۰۸ھ - آپ میرا حال بخوبی جانتے ہین کہ میرے والد اس افلاس مین ہین کہ مجھے تعلیم بھی نہین دلا سکتے مگر خدا کے فضل اور ہیڈ ماسٹر کی مہربانی سے جو اگرچہ مذہب کا متعصب آریہ ہے۔ فیس معاف ہو۔ کتابین مفت لڑکون سے لے دی ہین آپ خیال فرما سکتے ہین کہ ایک غیر مذہب والے کا ایسے مسلمان پر جو کہ اہل ہنود کی چیز تک نہین کہاتا۔ مہربان رہنا سوا اس کے میری حالت ہی ایسی ہے جس پر مہربانی کی نظر کرنا چاہئے اور کیا ہے۔

اسی طرح جناب مولانا و مقتدانا السید حشمت علی صاحب نیر الہٰ آبادی دام وجودہ کا اپنے ہان سے کہانے پینے کا وعدہ کرنا ایسا احسان ہے کہ کسیطرح سبکدوش نہین ہوسکتا۔ اس پر اصلاح بلا قیمت کا بند ہو جانا آپ ہی خیال کرین مجھ پر کیا گزریگی۔ اصلاح شیعہ بہت کم ہین جو ہین وہ تعلیم کے شایق نہین۔ مرزائی بہت ہین لہذا اصلاح ہفتہ کیجئے اور شل سابق بلا قیمت جاری رکھئے۔ خدا اسکا بدلہ دیگا مین عمر بھر دعا کرتا ہون۔

اصلاح اس تحریر سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ایران کی تمام طور سے شیعیت ہو رہی ہے
حالانکہ انکے مبلغ [illegible] شریف ہیں جو اپنے اخلاق حسنہ سے مومنین کو گرویدہ بنا لیتے ہیں۔ کیا کوئی
سنی بھی اسکا دعویٰ کر سکتا ہے کہ کسی غیر شیعہ نے ما فوق التبلیغ کا سلوک کیا ہو۔

ہم نے اسی گزشتہ نمبر میں سید شبیر حسن صاحب کا ایک خط شائع کیا تھا جس میں قوم کو توجہ دلایا
تھا کیا اب بھی مومنین کو اپنے برادر ایمانی کی حالت نہ معلوم ہوگی کہ وہ افلاس کے کس جانکاہ
مصیبت میں مبتلا ہے۔ خداوند عالم جناب مولانا السید حشمت علی صاحب دامت برکاتہ کی توفیقات
کو زیادہ کرے جو اس غریب سید زادہ کی نگرانی فرماتے ہیں۔

مومنین کو اگر اس سید زادہ پر رحم آئے تو سید شبیر حسن صاحب طالب العلم ڈاکخانہ
چہبال [illegible] تحصیل ترن تارن ضلع امرتسر کو ہمدردانہ خطوط لکھیں۔ اصلاح جاری رہیگا۔

(۳) جناب منشی محمد علی خاں صاحب سابق محافظ دفتر نمبر ۳۲۱۶ لکھتے ہیں میری ایک عزیز فرزند علی
خان نے بہت تحقیق و مطالعہ کے بعد مذہب قبول کیا۔ حقیقتاً یہ آپکی کوشش جداله کا نتیجہ
ہے **اصلاح** کیا ہے۔ ہم کم نصیبوں کے واسطے رہبر ہے۔ اللہ تعالے آپکو اجر عنایت کرے
کہ آپکی کوشش سے ایک دنیا میں ایمانی روح پھونک دی ہے۔

اصلاح- ضرورت ہے کہ جملہ مومنین مضامین اصلاح والشمس کی تبلیغ کریں کہ یہ زمانہ امن و
امان غنیمات سے ہے۔

(۴) جناب مولوی محمد نظیر صاحب ... نمبر ۱۹۹۴ اور جناب حکیم مسلم صاحب لکھتے ہیں۔ نجات فنڈ
میں نجات دارین کے لئے اگر ایک صد نام ایسے منتخب کئے جائیں جو فی شخص ۵ دے تو
پانچ سو روپیہ کی رقم پوری ہو سکتی ہے۔ جس سے یہ کتاب عام طور پر چھاپکر مفت تقسیم
کی جائے۔ ہم دونوں آدمی پانچ پانچ روپیہ دینے کو طیار ہیں۔ حالانکہ ہم لوگوں کی حیثیت
آپ کو معلوم ہے۔ مگر اس کار خیر کے لئے ہم لوگ بہر طور تیار و آمادہ ہیں۔

(۵) جناب سید محمد شفیع صاحب نمبر ۴۳۴ تاجپور سے لکھتے ہیں در اصلاح ماہ ربیع الاول میں
جو تحقیق صوم عاشورا اور فلسفہ شہادت درج ہے بعض احباب کو اپنے اہل سنت سے
دکھایا تو یک بیک کلمۂ حق زبان پر جاری ہوا اور کہدیا کہ واقعی روزہ عاشورہ حرام

ہے مگر پورے مضمون کا انتظار ہے اور عجب نہیں کہ اگر یہ مضمون اہل سنت کی نظر سے گزرجائے تو ضرور اس بدعت کو ترک کریں۔

اصلاح اسی لئے بار بار بذریعہ اصلاح وخطوط عرض کیا گیا کہ مومنین پر لازم ہے کہ جہاں تک ہو سکے اہل سنت کو بدرستی و نرمی دکہائیں اور سنائیں کہ خدا نے چاہا تو احقاق حق میں بے حد مفید ہوگا۔

(۹) جناب سید یعقوب علی صاحب صدر ... لکھتے ہیں "جب تک پوری تعداد خریداروں کی ... ماہوار بھی جاتا رہے نہ کسی کے ... کہ ایسا لائق عجب نہیں ہے جو چار آنہ ماہواری ... سلے جس ... میں لوگ آپ کی ... نہیں کرتے۔ تو کیا ضرور ہے کہ آپ اس قدر نقصان اوٹھائیں ... تنہا آمدنی ... روشنائی کو بھی کافی نہ ہوتی ہوگی چہ جائیکہ ملازمین کی تنخواہ کو کافی ہو ... ہے کہ ... بھی نہ کریں اور اولٹا نقصان پہونچائیں۔

اصلاح ہمکو اپنی قوم کے افلاس کا جس قدر تجربہ ہے ظاہر نہیں کرسکتے۔ اصلاح جلد ۷، ۸ کے مفت کا اعلان دیا گیا سیکڑوں درخواستیں آگئیں تنقید بخاری صفحہ ۱۹ المعاینہ صفحہ ۲۰ مفت کا اعلان دیا گیا۔ درخواستیں چلی آتی ہیں جن میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنکے ساتھ نواب رئیس کا لقب بھی شامل ہے اور سابق خریدار بھی نہیں ہیں بلکہ جلد ۱۲ سے خریدار ہوئے۔ یہہ فرمائے کہ انکو اس کتاب سے کیا فایدہ ہوگا جنکے پاس پہلے دو سو ابتدائی صفحات نہ ہوں۔

بہرحال ان کے افلاس اور عسرت کا بے حد افسوس ہے۔ مگر بڑی خوشی اس سے ہوتی ہے کہ کتاب دیکھنے کا تو شوق ہے۔ علمی ذخیرہ کے شایق ہیں۔ کاش خدا انکو مالدار کرتا اور یہ اس کو سمجھتے کہ ایک صفحہ کس محنت اور خرچ سے چھپتا ہے اور اصلاح نے سینکڑوں پرچے ہزاروں کہ ... لاکھوں روپیے امداد میں آئے۔ بلکہ اوس غریب مظلوم فرقہ کا پرچہ ہے جو گورنمنٹ انگریزی کے قبل ہمیشہ ستم دیدہ رہا۔ اور آج بھی ہزاروں ستم

کے مظالم اسپر ہو رہے ہین۔ اصلاح کو مخالفین کے جواب دینے سے اتنی مہلت نہین ملتی کہ اپنی قوم کی خدمت کر سکے یا قومی ضرورتون کو پیش کرے۔

(۷) جناب سید امجد علی صاحب کربلائی سپرنٹنڈنٹ پنشنیر نمبر ۱۵۶ تحریر فرماتے ہین۔ سلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ مدت کے بعد کچھ باتین کرنے کو دل چاہا۔ الا باتین کام کی ہین۔ گو کچھ خود غرضی بھی ہو مطلب و غرض سے توجہان ہے۔ رسالہ اصلاح [illegible] سے تین مضمون شروع ہوئے تھے۔ (۱) الامامۃ۔ بحمد اللہ کہ پورا ہو گیا۔ باوجودیکہ صحت و اغلاط نامہ بھی لگایا گیا مگر افسوس ہے کہ اس سے کچھ تلافی نہ ہوئی مین نے اور بھی بہت کچھ صحت کی مگر مٹے ہوئے حرفون کو کہان سے لاون۔ ایسے بیش بہا مضمون ایسی بے احتیاطی سے شایع ہون تو صدمہ ہوتا ہے۔ اور غرض معدوم۔

(۲) آلال و الاصحاب ۱۳۲۷ھ مین ۱۱ صفحہ تک آیا اور ۱۳۲۸ھ مین کل اور صرف چار ہی صفحہ یعنی ۱۶ صفحہ تک۔ فرمائے کہ یہ واقعہ دل شکن ہے یا نہین۔ اگر یہ مضمون کوئی ضخیم کتاب ہو تو جبراً قہراً صبر کرنا پڑے گا۔ عمر نے وفا کی تو دیکھ لین گے اور اگر کسی قدر باقی ہے تو آپ کیون ترساتے ہین؟

(۳) حرمتہ الخمر۔ دو سال کے اندر کل ۴۸ صفحہ یا ۲۴ ورق۔ سال ۱۳۲۸ھ قطعی خالی گیا اسکی کیفیت اگر عرض کرون تو نمبر ۲ سے بڑھ جاوے گی۔ کیا عرض کرون بجز اس کے کہ کرم فرمائے۔ پورا کر دیجئے۔ الانتظار اشد من الموت۔

(۴) تنقید بخاری حصہ ثالثہ۔ سال گزشتہ مین کل صرف ۸ ورق۔ فرمائے کچھ عرض کرون یا نہین؟ نازک مزاج شاہان تاب سخن ندارد۔

(۵) القول الجمیل۔ نمبر ۶ جلد ۱۳ مین صفحہ ۲۴ تک آیا۔ پھر ایسا غائب ہوا جیسے پیری مین جوانی۔ لہذا اپیل کرتا ہون۔ حق رسی فرمائی جاوے۔

یہ عاصی آپ کے رسالہ اصلاح واشمس کو مثل جان پیار ارکھتا ہے۔ جو مضمون مکمل ہو جاتے ہین رسالہ سے نکال کر علیحدہ اور رسالہ کی علیحدہ جلد بندی سالہا کرا کر احتیاط سے رکھتا ہے۔ چونکہ مجھے قدرتی دلچسپی ہے۔ ان کے متعلق جو امر بار خاطر گزرتا ہے بلا تردد

گوش گزار کرتا ہون۔ آپ نے کرم فرما کر میرا نام بھی مشتہر فرمایا اور ارادہ بھی کرلیا تھا کہ ہر ایک ایسا مضمون جو متواتر شائع ہوگا۔ اور اخیر کو خود ایک رسالہ بن جائیگا اوس کے صفحات بھی علحدہ ہون گے۔ مگر اسپر پورا عمل نہین ہے۔

کتنا اچھا ہو اگر آپ پسند فرماوین تو ابھی بذریعہ اصلاح نوٹس دیدین کہ فلان فلان مضمون رسالون مین نکلے گا جو بالآخر رسالہ بن جائیگا۔ تاکہ احتیاط کرنے والے احتیاط شروع کردین۔

آریہ۔ اہل حدیث۔ اہل فقہ یا اخبارات مثل وکیل و پیسہ اخبار یا قادیان پر جو اکثر آپ اعتراض فرماتے یا تردید کرتے رہتے ہین۔ اگر ان کا عنوان ہی علحدہ قایم ہو جاوے تو نہایت ہی کار آمد اور مفید ہو۔ صفحات علحدہ ہو جاوین سال بھر کا رد و بدل ایک جگہ مل جایا کرے۔ کیا کہون دل بہت کچھ کہنے کو چاہتا ہے مگر قوم کی سرد مہری نے آپکو ٹھنڈا کر رکھا ہے ورنہ ماشاء اللہ آپ بہت کرکے دکھلاتے اور اب بھی بفضل خدا کچھ کمی نہین۔

سال گزشتہ مین وعدہ ہوا تھا کہ الشمس مین تین مضمون شروع ہوتے ہین چنانچہ نو ماہ تک ہر سہ شایع ہوتے رہے۔ سہ ماہی چہارم مین صرف ایک حد السارق آیا مگر شکر ہے کہ حد السارق مکمل ہو گیا۔ اب بقیہ دو مضمون ۲ رد الملاحدہ ۳ جواب آیات بینات نکلنے چاہئین۔ میان ۶۰ برس تو عمر کے پورے ہو گئے۔ آفتاب بر سر کوہ بیٹھے ہین آیندہ نسلون کی کیفیت اور حالت آپ دیکھ رہے ہین۔ اپنے فیض قلم سے جسقدر مستفیض کرسکو اور بحر علم سے تشنہ دہان کا کام کر سیراب کرسکو کردو۔ کرگز رو کیون دیر لگا رکھی ہے۔ مسکین امجد علی کرہ بہی

اصلاح۔ جس دلسوزی و ہمدردی سے یہ خط لکھا گیا ہے کسی طرح اوسکا شکریہ نہین ادا ہو سکتا ہے نہ اوس ذائقہ کو بیان کرسکتے ہین کیونکہ گو شکوہ ہے مگر اصلاح کی چاردہ سالہ عمر مین یہ خط اپنے رنگ مین نیا ہے۔

(۱) شکر خدا کہ الاماحہ تو کسی طرح ہو تمام ہوا (۲) الال و الا صحاب کی ابتدا تو بحیثیت مضمون

ہوئی تھی مگر بڑہتے بڑہتے کتاب ہوگئی جس کا مسودہ موجود ہے۔ مگر آپنے خیال کیا ہوگا
کہ ۱۹۲۲ء مین وکیل۔ پیسہ اخبار۔ وطن۔ اہلحدیث۔ انجم۔ کرزن گزٹ۔ بدر۔ الحکم قادیان
نے اس عزاداری سے کیسی مخالفت شروع کی پھر کیونکر ممکن تہا۔ اس تازہ مضامین
کی روک تہام نہ کی جاتی جونت نئے انداز سے یزیدی دین کو جلوہ دے رہے تہے اور
آج تک وہی سلسلہ جاری ہے جس سے ایک لحظہ کے لئے فرصت نہین ملتی۔
آپ صرف اپنے تنہا خیال و شوق کے مالک ہین۔ ایڈیٹرون کی نگاہ کمرے کم بہ خریدار
پر رہتی ہے۔ پہر آپ کیونکر اسکا اندازہ کرسکتے ہین کہ ایک مضمون مخالف نکلنے پر کس طرح
کا واویلا ہونے لگتا ہے۔
(۳) تنقید بخاری کے توقف کا حال آپ کو معلوم ہوگا کہ قوم کی توجہ نے مجبور کیا
کہ صفحہ ۱۹۱ لغایت ۲۰۳ کے لئے مفت کا اعلان دون کیونکہ یہ کتاب ناقص تہی نہ
کام کی ہے نہ کسی جدید خریدار کے ۔ بلکہ یہ اونہین لوگون کے کام آسکتی ہے جو
بذریعہ اصلاح نمبر ۶ جلد ۱۲ صفحہ ۱۹۰ تک خرید چکے ہین۔ آپ خیال کرسکتے ہین کہ
صفحہ ۱۹۱ لغایت ۲۰۳۔ ۹ جزکی کتاب کتنے خرچ مین چہپی ہوگی اور مفت دینے سے دفتر کا
نقصان ہر یا فایدہ۔ مگر کیا کیا جائے اگر دفتر مین رکہی رہے تو خوراک دیمک ہوتی ہے اگر پہلے
صفحات دوبارہ چہپوائے جایئن تو کس قدر خرچ ہوگا اور پہر فایدہ ؟ لہذا مفت کا اعلان دیا گیا
کہ لوگ اسکے شایق ہون گے جنہون نے تنقید بخاری کے اوراق کو علحدہ کیا ہوگا وہ کم سے
کم اپنی جلد پورا کرنے کو تو طلب کرینگے۔ مگر افسوس بجائے قدیم خریدارون کے جدید خریدارون کی طلب
آتی ہے جن کے لئے بالکل بیکار ہے۔ اسی بدمذاقی نے مجبور کیا کہ وہ سلسلہ ترک کیا جائے اگر دوسو
خریدار بہی ایسے ہون جو صرف تنقید بخاری کے لئے عہ رسالانہ منظور کرین تو ابہی نمبر ۶ سے پہر
اوسکا سلسلہ شروع ہوسکتا ہے ورنہ ہم تو جان دے دیکر لکہین اور قوم اوسے دیکہے بہی نہین
تو ایسے کام سے کیا فایدہ۔ حالانکہ تنقید بخاری کا سلسلہ ایسا ضروری تہا کہ اگر اسلام کی تمام
تصنیفات کا سلسلہ بند کردیا جائے اور اسپر توجہ کی جائے تو اسلام صادق مین وہ بہار
آئے کہ کسی نے دیکہی بہی نہ ہو مگر کیا کرین ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔ مخالفون کی بیاری

زور ازوری صرف اسی غرض سے ہے کہ مختلف مضامین میں اوٹھاکر سلسلہ تنقید بخاری کو بند کرا دین جس مین وہ پوری طور سے کامیاب بھی ہوئے اور ہماری قوم اس نکتہ کو نہ سمجھی۔

(۴) اعتدال الجمیل کو بھی اسی پر قیاس فرمائیے کیونکہ آپ جانتے ہین جھوٹے کے آگے سچا رو دیتا ہے وہ تو انکار کر دیتے ہین بقول شاہ عبد العزیز صاحب در کتب معتبرہ مانیست او زبانی آسانی فقرہ کے جواب مین ہزار ہزار ورق صرف کرنے پڑتے ہین جیسا آپ نے مذاق عالی پایا ہے اگر کچھ حصہ اس کا قوم کو بھی ملا ہوتا یا آپ ہی کو خدا اس قدر مقدرت دیتا کہ کم سے کم ایک جلد تو تنقید بخاری کی چھپوا دیتے تو پھر دیکھیے کیا ہوتا۔

اصلاح پرنٹنگ کمپنی انہی اغراض کے لئے قایم کیگئی مگر جو نتیجہ ہوا وہ آپکے پیش نظر ہے ہمکو مقابلہ مین وکیل نے کیا کامیابی حاصل کی کہ ہزار ہا کتابین بمخالفت مذہب اہل بیت اطہار شائع کرتا ہے اور اپنی قوم کو نفع بھی دیتا ہے۔ یہ ہین وہ زندہ قومین جو ہمکو مردہ بنا رہی ہین

عمر داماد ابو بکر از ادارۃ

اگرچہ ایڈیٹر اہلحدیث نے دو مرتبہ عمر کی دامادی قبول کی۔ مگر وہ ابوبکر کی دختر کے نیہ ائی تھے۔ ایڈیٹر اہل حدیث کو جو مزہ دلشکنی مین ملتا ہے اوس سے تو تمام اہل اسلام واقف ہین۔ کوئی فریق اون کی نظر عنایت سے محفوظ نہین مگر شیعون سے جو عداوت ہے وہ سب سے جدا گانہ ہے۔

ایڈیٹر صاحب اپنے اخبار مورخہ ۲۰۔ اپریل مین لکھتے ہین "عمر داماد پر شیعون کا حسن اعتقاد۔ کئی مہینون کی بات ہو کہ یکم دسمبر ۱۹۱۰ء کو اخبار اثنا عشری دہلی نے انجمن ہدایت الاسلام دہلی کے واعظون سے ایک واعظ کی شکایت کی تھی کہ انہون نے بھری مجلس مین کہا کہ حضرت ام کلثوم بنت علی مرتضیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہم کی حرم محترم تھین حالانکہ یہ واقعہ ثابت نہین اس کا جواب اہل حدیث ۲۳ دسمبر ۱۹۱۰ء مین دیا گیا اور بحوالہ شیعون کی معتبر کتاب کافی اس کا ثبوت دیا تھا۔ اس کے جواب مین آجتک تو شیعہ پرچے عموماً اور صاحب اڈیٹر اثنا عشری خصوصاً خاموش رہے۔ اب ۵ اپریل کا

پرچہ اثنا عشری مین ایک مضمون کے ذیل مین اڈیٹر صاحب نے اسپر غصہ کا زہر اوگلا ہے چنانچہ آپ کے اصلی الفاظ درج ذیل ہین ۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ دہلی کی ایک انجمن کے بارے مین لکھا تھا کہ اس کے اسپیکرون نے عین بر سر جلسہ سنی و شیعہ کے مسایل پر بحث شروع کر دی اور ایک لکچرار نے عقد ام کلثوم کا مسئلہ پیش کر دیا ۔ جو شیعون کے نزدیک اہل بیت کی ہتک حرمت مین داخل ہے اور ہر طرح سے غلط ہے شیعون نے کبھی اس مسئلہ کو مانا نہ اہل سنت اسے ثابت کر سکے ۔ نامہ نگار اثنا عشری کی تحریر کا مقصد یہ تھا کہ ایسے جلسے مین جو تردید مخالفین اسلام کے لئے منعقد ہو اور جس مین سنی و شیعہ سب جمع ہون ایک خاص فرقہ پر حملہ کرنا نہایت ہی نازیبا ہے ۔ بجاے اسکے کہ اس خیال کی تائید کی جاتی ۔ اہل حدیث امرت سر نے ایک گرما گرم نوٹ "عوداما" کے نام سے لکھ ڈالا ۔ اس عنوان سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ خاص شیعون کے چڑانے کو وضع کیا گیا ہے مگر ہم نے بحکم و اعرض عن الجاہلین اس سے اعراض کیا ۔ لیکن اہلحدیث کی شرافت معدوم ہو گئی اور یہ وہ شخص ہے جو اتفاق اتفاق کی صدائین بلند کرتا ہے ۔ جب پڑھے لکھون کا یہ حال ہے تو جہال کا تو کیا ٹھکانا خدا انہین سمجھ دے اور یہ زمانے کی حالت دیکھ کر او سپر عمل پیرا ہون ۔ " اثنا عشری دہلی ۔ ۱۵ اپریل

اہلحدیث ۔ مومن صاحب نے اہلحدیث کی شرافت کی تو شکایت کی ہے مگر اپنا برتاو جو پیش کیا ہے وہ بھی سواے شیعہ کے دوسرون مین کم پایا جاتا ہے اعرض عن الجاہلین تو فرمایا مگر اہلحدیث کی بات کا جو در اصل اونہی کی مسلمہ کتاب کافی سے منقول تھی کوئی جواب نہ دیا اسیکو کہتے ہین سے خود کو ہی بچا دیا بہانہ ساخت

(۲) اے جناب واقعات کسی کی کوشش سے نہین چھپ سکتے گو یہ ہو سکتا ہے کہ آپکے اخبار کے ناظرین بوجہ اپنی ناواقفی کے چند روز تک واقعات پر مطلع نہ ہو سکین مگر کیا اس آپ کی کوشش سے واقعات مٹ جائین گے کبھی نہیں جیسا کہتے ہین سے

خون ناحق بھی چھپانے سے کہین چھپتا ہے ہائے کیون دھرے بیٹھے ہو مری نعش پہ دامن قاتل

(۳) چونکہ آپنے اہل حدیث کے بیان کو جہالت سے تعبیر کیا ہے اس لئے اہل حدیث

اپنی جہالت کا ثبوت دینے کو کافی کی عبارت اصل نقد تار مین نقل کر کے ناظرین کے سامنے لاتا ہے۔ غور سے سنئے۔ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی تزویج ام کلثوم فقال ان ذالک فرج غصبناہ محمد بن ابی عمیر عن ہشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما خطب الیہ قال لہ امیر المومنین انہا صبیۃ قال فلقی العباس فقال لہ مالی ابی باس قال وما ذاک قال خطبت الی ابن اخیک فردنی اما واللہ لاعودن زمزم ولا ادع لکم مکرمۃ الا ہدمتہا ولاقیمن علیہ شاہدین بانہ سرق ولاقطعن یمینہ فاتاہ العباس فاخبرہ وسالہ ان یجعل الامر الیہ فجعلہ الیہ (فروع کافی ج ۲ ص ۲۰۰) ہم تو اس عبارت کا ترجمہ کرنا بھی شان اہل بیت کی توہین سمجھتے ہین اس لئے اس کا ترجمہ اور جواب شیعہ اصحاب خصوصاً اڈیٹر اثنا عشری پر چھوڑتے ہین۔

(۴) اڈیٹر اصلاح بھی اس کے جواب کا مکلف ہوتا مگر اوس نے پہلے یہ ہی لونسے سوال کا جواب دیا جواب اوس سے توقع ہو سکے خاص کر آجکل تو وہ آریون کی حمایت کے مضامین لکھنے مین مشغول ہے مبارک ہو سہ

میرے بھلوت گیا یا اشتر سے ترا بہ بالمثل یہ ایک عجب کہ ان ہمت کی منزا

(۵) ہان اڈیٹر اثنا عشری کا یہ خیال کہ ایسے مضامین (عمرو ابو بکر وغیرہ) مصالحت بین المسلمین مین مخلل ہین اندازہ ہین سوان کو واضح ہو کہ اون تو ایسے خیالات کے پیدا ہونیکے باعث آپ لوگ ہی ہین جو بزرگان دین کی ہتک روا رکھتے ہین یہان تک کہ اون کے پاک رشتون کا ذکر کرنا بھی توہین خیال کرتے ہین جسپر ہمین بھی مجبوراً واقعات کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔ دوم ہم ایسی مصالحت کے حامی نہین جس مین کوئی فریق اپنے خیالات چھپانے یا چھپانے پر مجبور کیا جاے کیونکہ ایسی مصالحت شبے ماند شبے دیگر نمی ماند۔ بلکہ ہم تو ایسی مصالحت کے حامی ہین جو دیرپا ہے اوسکی صورت یہی ہے کہ ہر ایک فریق اپنے اپنے خیالات تہذیب و شایستگی سے ظاہر کرنے کا مجاز ہو باوجود اس کے مشترکہ کام مین سب یکجا نظر آئین۔ نظیر کے لئے مباحثہ نگینہ کا واقعہ پیش ہے جس مین شیعہ سنی

مقلد۔ موحد۔ بدعتی وغیرہ سب شریک تھے مگر کیا مجال کوئی معلوم کر سکے کہ ان مین کیا اختلاف ہو بلکہ سب کے سب ایسے تھے کہ ؎

جذبہ عشق بجدیست میان من واو ٭ کہ رقیب آمد و نشناخت نشان من واو

باوجود اس کے شیعہ شیعہ تھے اور سنی سنی لیکن یہ کہنا کہ ایسی مصالحت ہو کہ کوئی فریق ایسی بات نہ کہے جو دوسرون کو بری معلوم ہو تو ایسی مصالحت نہ تو کوئی کر سکتا ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ ہوئی بھی تو اس کے توڑنے والے سب سے پہلے ہی مومن متقی ہون گے جن کے ہان دشنام صحابہ اعمال صالحہ مین افضل ہے۔ اسلئے ہم ایسی مصالحت کے نہ حامی ہین نہ اس کو ممکن خیال کرتے ہین۔

اصلاح

ابتدائی تحریر سے تو ہمکو تعلق نہین کیونکہ یہ تو اون کا خاص رنگ ہو۔ مگر ہان یہ جملہ نہایت قابل قدر ہے "مگر اہل حدیث کی جہالت کا کوئی جواب نہ دیا"، کیونکہ آپ نے جو ثبوت دیا ہے اوسکا ماحصل صرف اسیقدر ہے کہ عمرؓ نے تزویج ام کلثوم کا ارادہ کیا جناب امیر اس مین مزاحم ہوئے۔ اس کے بعد ہوا یا نہین ہوا یہ بحث جداگانہ ہے۔

مگر افسوس آپ نے اس مین نہ غور کیا کہ اصلی نزاع کیا ہے کیونکہ آپکا دعوی یہ ہے کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب سیدہ و جناب امیر تھین جو کسی طرح حدیث مذکورہ سے نہین معلوم ہوتا لہذا اس کا بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے کہ آپ حدیث مذکورہ سے بنسبت ثابت کیجے کہ کونسی ام کلثوم مراد ہین۔

حالانکہ یہ واقعہ ام کلثوم بنت ابوبکر کا ہے نہ بنت جناب سیدہ کا جس کا ثبوت یہ ہے کہ (۱) معارف ابن قتیبہ مین ہے صفحہ ۵۸ مطبوعہ مصر واما ام کلثوم بنت ابی بکر فخطبہا عمر ابن الخطاب الی عایشہ فانعمت لہ وکرھت ام کلثوم فاحتالت لہ حتی امسکت عنہا یعنی ام کلثوم بنت ابوبکر سے عمر نے عقد کرنا چاہا عایشہ نے تو قبول کیا مگر خود ام کلثوم نے کراہت کی تو عایشہ نے حیلہ کر کے اوسکو روکا۔

(۲) تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۱۴۲ وتزوج ایضا فی الاسلام حبیبہ بنت خارجہ بن زید الانصاری فولدت لہ بعد وفاتہ ام کلثوم ص ۱۶۹ ج ۲ یعنے ابوبکر نے اسلام مین حبیبہ بنت خارجہ

سے عقد کیا جس سے بعد وفات ابوبکر ام کلثوم پیدا ہوئین ۔

(۳) تاریخ طبری مین ہے صفحہ ۵ جلد فولدت له بعد وفاته خارجة سعید ام کلثوم یعنی بعد وفات ابوبکر لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا

(۴) تاریخ ... صفحہ ۱۲ مین ہے وخطب ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق الی عائشة فقالت ام کلثوم لاحاجة لی فیه انه خشن العیش شدید علی النساء فارسلت عایشة الی عمرو بن العاص فاخبرته فقال انا اکفیک ... فاتی عمر فقال بلغنی خبر اعیذک بالله منه قال ما هو قال خطبت ام کلثوم بنت ابی بکر فقال نعم افرغبت بی عنها ام رغبت بها عنی قال ولا واحدة ولکنها حدثة نشأت تحت کنف ام المومنین فی لین ورفق وفیک غلظة ونحن نهابک وما نقدر ان نردک عن خلق من اخلاقک فکیف بها ان خالفتک فی شئ فسطوت بها کنت قد خلفت ابابکر فی ولده بغیر ما یحق علیک وقال فکیف بعایشة وقد کلمتها قال انا لک بها وادلک علی خیر منها ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب تعلق منها بسبب من رسول الله ۔

(۵) تاریخ طبری جلد ۵ صفحہ ... مطبوعہ ... مین بھی یہی مضمون ہے ۔

خلاصہ دونون روایتون کا یہ ہے کہ عمر نے ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم سے خواہش کی عائشہ سے کلام کیا ۔ عائشہ نے قبول کیا مگر ام کلثوم نے کہا ہمکو اس کی حاجت نہین کیونکہ وہ خشن العیش ہے اور عورتون پر شدید ہے ۔ عائشہ نے عمرو عاص کو بلوایا اور حال بیان کیا ۔ عمرو عاص نے کہا ہم تمہاری کفالت کرینگے اس کے بعد جا کر عمر سے کہا ہم نے ایک ایسی خبر سنی ہے جس سے خدا کی پناہ مین تم کو دیتے ہین عمر وہ کیا ۔ عمرو ہم نے سنا ہے تم نے ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم کا خطبہ کیا ہے ۔ عمر نے کہا ہان ہم مین رغبت ہے یا اوس مین ۔ عمرو عاص ۔ ان دونون باتون سے کوئی بات نہین ہے بلکہ یہ ہے کہ ام کلثوم کفالت ام المومنین عائشہ مین تربیت پائی ہے برفق ولین اور تم مین غلظت ہے کہ ہم لوگ خوف کہاتے ہین اور اسکی قدرت نہین رکھتے کہ تمہارے کسی

حلق کر دوں سکینہ تو اگر تم نے ام کلثوم سے عقد کیا اور کسی بات پر ناراض ہوئی
اور کچھ سطوت دکھائی تو اس سے حق تلفی ابو بکر کی لازم آئے گی کہ تم اونکی اولاد کے
ساتھ بدسلوکی کرو۔ عمر نے ہم عایشہ سے بات چیت کر چکے ہین۔ عمرو عاص اسکو ہم
درست کر لین گے۔ اس کے بعد عمرو عاص نے کہا کہ ہم تم کو اس سے بہتر راہ بتاتے
ہین کہ ام کلثوم بنت علی سے بذریعہ نسبت طلب کرو۔

بنظر اختصار انہین پانچ ثبوتون پر اکتفا کیا جاتا ہے جس سے اس قدر تو آپ کو
یقین معلوم ہے کہ عمر نے اپنی خواہش سے ام کلثوم بنت ابو بکر سے عقد کرنا چاہا
تھا عایشہ نے قبول کیا۔ مگر خود ام کلثوم نے انکار کر دیا تو عایشہ مجبور ہو بیٹھین
اور حیلہ کیا کہ کیونکر جس کے بعد عمرو عاص کو بلایا اور اوس نے اپنے مکر و حیلہ سے
عمر کو اس قصد سے روکا۔

اس قدر تو یقینی ٹھہرا اب اگر آپ آخر کے حصہ سے اس کا دعوی کیجیے کہ عمر
اصحاب بغوائے عمرو عاص حضرت ام کلثوم بنت جناب سیدہ کے خواستگار ہوئے
تو آپ کو اس کا بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ عمر و عمرو عاص کے دل مین رسول اللہ کا
اوتنا بھی ادب لحاظ نہ تھا جتنا ابو بکر کے ادب کا خیال تھا۔ کیونکہ ام کلثوم بنت ابو بکر
کے عقد سے اسی خیال سے باز رہے تھے۔ تو کیا اس کے بعد عمر و عمرو عاص مسلمان رہ
سکتے ہین کہ بخیال حق تلفی ابو بکر تو اونکی لڑکی سے عقد نہ کرین اور دختر رسول کی نسبت
اتنا بھی خیال نہ ہو کہ اس سے حضرت کی حق تلفی لازم آئیگی جس سے پھر کوئی مسلمان
نہین رہ سکتا ہے۔

دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ ماننا پڑے گا کہ عمر ایسے احمق تھے کہ اون پر
عمرو عاص کا حیلہ چل گیا اور وہ اون کے مکر و حیلہ مین ایسا آگئے کہ دین و ایمان کا
بھی خیال نہ رہا کیونکہ بخیال حق تلفی ابو بکر تو دختر ابو بکر کے عقد سے باز آئے اور قصدا
حق تلفی رسول پر آمادہ ہوئے۔

استو خالبا ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کو حسب التحریر اثنا عشری اقرار جہالت مین کوئی

عذر نہ ہوگا کیونکہ اگر وہ اس عقد کا اقرار کرتے ہین تو دعویٰ اسلام سے عمر کے دست برداری لازم آتی ہے جس کو تمامی دنیا کے اہل سنت بھی قیامت تک ثابت نہین کر سکتے مگر یہ کہ مسلم کہلا مرزائی بن جائین جنکا اصول انکار بدیہیات ہے۔

(۲) ہان صاحب واقعات صحیحہ تو نہ مٹ سکتے ہین نہ مٹانے کی ضرورت ہے۔ مگر کیا غلط باتین کبھی صحیح ہو سکتی ہین۔ کیا آپ عمر صاحب کے اس واقعہ ہتک آمیز کو چھپا سکتے ہین کہ انہون نے ابوبکر کی چہار سالہ پر نظر بد ڈالی اور اپنے گھر مین ڈالنا چاہا جس کو عائشہ نے تو بخوشی خلیفہ قبول کر لیا۔ مگر خود ام کلثوم بنت ابوبکر ایسے دل گردہ کی تھی کہ تھی تو چار برس کی مگر اوسنے نہایت جرات و استقلال سے انکار کر دیا جس سے آپکو اسکا بھی پتہ چلیگا کہ عائشہ مین وہ اخلاقی جرات کیون نہ ہوئی۔ کیونکہ اونکی ولادت اوسوقت ہوئی تھی جبکہ ابوبکر کا پیشہ بزازی تھا اور جولاہون کی بزدلی سب کو معلوم ہے بخلاف ام کلثوم بنت ابوبکر جسکی ولادت دور خلافت کے خاتمہ پر ہوئی تھی لہذا اوس مین یہ جرات پہنچنا ہی تھی کہ عمر صاحب کا اس جرات و ہمت سے مقابلہ کیا اور خود ان کو نیچا کر دکھایا۔

(۳) الحمد للہ کہ آپ نے نہایت کشادہ پیشانی سے اپنی جہالت کا اقرار کیا جس کو اس حدیث نے ایسا ثابت کر دیا کہ وہ جہل مرکب اور لا یدری بانہ لا یدری کی تصدیق ہوئی کیونکہ جب روایات فریقین سے ام کلثوم بنت ابوبکر کا مخطوبہ عمر ہونا ثابت ہو چکا تو پھر حدیث کافی کے کس الفاظ سے آپ ثابت کر سکتے ہین کہ یہ واقعہ ام کلثوم بنت جناب امیر کا ہے کیونکہ حدیث مین صرف فی تزویج ام کلثوم ہے نہ بنت علی نہ بنت فاطمہ نہ ہمشیرہ حسنین برخلاف واقعہ ام کلثوم بنت ابوبکر قرینہ قوی موجود ہے لہذا وہی متعین ہو نہین۔

اب اندرونی شہادتین اس حدیث کی ملاحظہ ہون اسی حدیث مین ہے قال امیر المومنین انہا صبیۃ کہ جناب امیر نے فرمایا کہ وہ صبیہ ہے اب اس کو سمجھئے کہ یہ صفت بنت ابوبکر پر منطبق ہوتی ہے یا بنت امیر المومنین پر کیونکہ حضرت ام کلثوم بنت جناب امیر کی ولادت یقیناً بعد رسول خدا ہوئی تھی جس سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔

اور یہ عقد یا خطبہ سنہ ۱۷ھ مین بیان کیا جاتا ہے جیسا کہ اسعاف الراغبین مین ہے وکان

ذلك فی سنة سبع وعشرین من الهجرة صـ ۱۹ تو کم سے کم سن جناب ام کلثوم کا شادی مین ۹ برس کا ہوتا ہے اور یہ وہ سن ہے کہ عرب کی عورتین عام طور سے بالغہ ہوتی ہین چنانچہ عایشہ تو اسی سن مین رسول اللہ سے ہم بستر ہوئین تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ حضرت اونکی اوس وقت صبیہ ہون پھر یہ عذر جناب امیر کا یا یہ روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہے کہ نکاح نہین ہوا بہت روایت کافی ہی مین نہین ہے بلکہ صدہا روایت اہل سنت مین اسکی تصریح موجود ہے کہ ام انہوم اوسوقت چہار و پنج سالہ تھین ۔

جناب ام کلثوم کا سن وقت رحلت رسول اللہ اتنا تھا کہ واقعہ فدک مین ونکی گواہی کا بھی نام لیا گیا ہے اور اسنی المطالب ابن جزری مین ہے ام کلثوم بنت فاطمہ بنت النبی عن فاطمة بنت رسول اللہ م قالت انسیتم قول رسول اللہ یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ وقولہ م انت منی بمنزلة هارون من موسی هكذا اخرج الحافظ الكبير ابو موسى المدینی فی کتابه المسلسل بالاسماء کہ حضرت ام کلثوم بنت جناب سیدہ سے روایت ہی کہ جناب سیدہ نے ابوبکر وغیرہ سے فرمایا کیا تم لوگ بھول گئے رسول اللہ کی یہ حدیث جو بمقام خم غدیر فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ و انت منی بمنزلة هارون من موسى جیسا کہ حافظ کبیر ابو موسی مدینی نے اپنی کتاب مسلسل بالاسماء مین روایت کیا ہے ۔

اڈیٹر صاحب چونکہ اہلحدیث ہین لہذا اونکو معلوم ہو گا کہ بقاعدہ محدثین تحمل روایت کی لئے کم سے کم پانچ برس ہونا ضروری ہے ۔ تو اب ۱۱ھ مین جو سنہ وفات رسول اللہ و جناب سیدہ ہی جناب ام کلثوم کا سن ۵ برس ہونا ضروری ہے تو ۱۷ھ مین بارہ برس کی ہوئین ۔ جو ملک ہند مین بھی جوانی کا سن مانا گیا اور قانون نے بھی سن ازدواج قبول کیا ہے ۔

تو پھر یہ حدیث کافی یا صدہا روایتین اہل سنت کی جس مین اسکی تصریح ہے کہ چار پانچ برس کا سن تھا کیونکر صحیح ہو سکتی ہے ۔

بس اسی فقرہ نے بتا دیا کہ یہ واقعہ حضرت ام کلثوم کا نہین ہے بلکہ ام کلثوم بنت ابوبکر کا ہے جو بعد وفات ابوبکر ۱۳ھ مین پیدا ہوئین جو ۱۷ھ مین چار برس کی تھی لہذا معلوم ہوا کہ

بہ روایت اسی کلثوم سے متعلق ہے کیونکہ وہ چار برس کی تھی بہ خلاف حضرت ام کلثوم کے کہ سے کم او نہ ... بارہ برس ہوتا ہے یہی مضمون تمام روایات اہل سنت میں ہے کہ صغر سنی کا عذر کیا گیا تھا تو اب یقینی معلوم ہوا کہ یہ روایت ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق ہے روایات اہل سنت میں یہ بھی یقینی طور سے مذکور ہے کہ ام کلثوم زوجہ عمر اور اوس کی بیٹے زید نے ... بعد ... میں انتقال کیا جس کے ... نماز جنازہ میں تکرار ہی حالانکہ بہ اتفاق فریقین ثابت ہے کہ جناب ام کلثوم معرکہ کربلا میں شریک تھیں تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ جو ام کلثوم عہد معاویہ مر چکی ہو وہ معرکہ کربلا میں زندہ ہو۔

اصلیت اسکی یہ ہے کہ جناب فخر العلماء ام ... نے کنز ... م اور دفع الوثوق میں نہایت تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ عمر کی تین زوجہ کا نام ام کلثوم تھا جنمیں سے ایک ماد زید بن عمر تھی۔ اور عمر نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے عقد کا قصد کیا اور ادہر سے انکار ہوا انہیں وجہوں سے علماء اہل سنت کو بسبب اشتراک نام مغالطہ ہوا اور انسب واقعات کو حضرت ام کلثوم بنت جناب سیدہ سے منسوب کر دیا۔ حالانکہ حضرت ام کلثوم کیلیے کبھی عمر نے ... کیا تھا ... عقد ... کیونکہ ... ۵ ... عقد تو عبداللہ بن جعفر طیار اور محمد بن جعفر طیار سے پہلے ہی ہو چکا تھا جیسا تمامی اہل سنت کا اتفاق ہے۔

تو اب اچھی طرح سے معلوم ہوا کہ اس ... و سائر روایات اہل سنت میں ام کلثوم بنت ابوبکر ہی مراد ہیں کیونکہ یہ تو معلوم ہو چکا کہ عمر نے ام کلثوم سے عقد کرنا چاہا۔ عائیشہ نے قبول کیا۔ خود ام کلثوم کے انکار سے یہ اضطراب پیدا ہوا کہ عمرو عاص کار ... بلا یا گیا جس سے اسکی اہمیت نمایان ہے اور چونکہ ... ابوبکر زوجیت جناب امیر ... تھی جس سے محمد بن ابا بکر آپ کے ... تھے لہذا حضرت کو بھی کسیطرح مداخلت کرنی پڑی جس سے اور بھی قصہ طول پکڑا ہو گا۔ یہ حضرت عباس ... عمر ... کی دی ہو گی جس سے حضرت عباس کو اسطرح گفتگو کرنی پڑی کیونکہ عمر صاحب کا مزاج سب کو معلوم ہے اور حضرت عباس کی بزرگی بھی سب جانتے ہیں لہذا انہوں نے اس قصہ کو اس طرح نفع دفع کرنا چاہا۔

اب ایڈیٹر صاحب اہل حدیث کو اختیار ہے کہ یا تو حق کا اقرار کریں یا عمر صاحب کے

اسلام نے مسلمانوں کی ذکر کرین کیونکہ اگر یہ انکا ام کلثوم بنت ابوبکر بہ اغوای عمرو عاص اونہون نے ایسا قصد کیا تو اسلام اونکا رخصت ہوتا ہے نہ جس کے منہ ابوبکر کے برابر بھی رسول اللہ کی عظمت نہ ہو وہ یقیناً مسلمان نہین۔

(۴) اڈیٹر اصلاح کو تو آپ اپنی سرکوبی کے لئے ہر وقت آمادہ پائے گا مگر آج کل سکوت اسوجہ سے ہی کہ دفتر کا انتظام ابتر ہو رہا ہے۔ امراض وبائیہ طاعون وہیضہ نے جو اس کو منتشر کر رکھا ہے ورنہ آپ مین اتنی جرات نہ تھی کہ اصلاح کی لن ترانی ہانکتے۔

ماشاء اللہ تو نہین کہہ سکتا مگر ماشاء الشیطان ضرور کہونگا کہ انجمن صادقین کے ممبر ہوکر جو ہر فی کس وصول کرتے ہین آپ نے ایسی کذب بیانی اختیار کی ہے کہ فرماتے ہین "مگر اوس نے پیشتر ہی کون سے سوال کا جواب دیا جواب اوس سے توقع ہو سکے"۔

کیون ایڈیٹر صاحب صنعت اکتفا کا سوال آپ ہی نے کیا تھا جس کا جواب مین بیسکا پانچ سوال بہ امید انعام پچیس روپیہ آپ ہی نے کیا تھا جس کا جواب آج تک مجھسے نہ ہو سکا ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۲ و نمبر ۴ جلد ۱۴۔

دیکھین ایڈیٹر صاحب مین عثمانی حیا کا کتنا مادہ باقی ہے جو اب بھی اس کا جواب دے سکتے ہین کیونکہ اس مسئلہ عقد حضرت ام کلثوم مین جناب فخر الحکما دام ظلہ العالی کی تین کتابین مکمل ہو چکی ہین (۱) ذو الفقار حیدریہ جلد ہفتم جو تخمیناً ۸۰ جزو غیر مطبوع ہے (۲) کنز مکتوم فی حل عقد ام کلثوم جو اس جلد ہفتم ذو الفقار حیدریہ کا خلاصہ ہے (۳) رفع الوثوق عن نکاح الفاروق جس کے ہزارون نسخے ملک مین شائع ہو چکے ہین۔ اڈیٹر اصلاح کو ادہر توجہ کی ضرورت نہ تھی کیونکہ جو بات اس تحقیق سے ثابت ہو چکی اوسکو اس تحریر مین کیونکر لا سکتے ہین۔ رہا یہ کہ اڈیٹر اصلاح آریون کی حمایت کرتا ہے تو چونکہ بمفاد الکفر ملۃ واحدہ آریہ۔ مرزائی۔ وہابی مصداق انطلقوا الی ظل ذی ثلث شعب ہے لہذا جواب کی ضرورت نہین کیونکہ آریون کے حامی تو سب سے بڑھ کر بخاری ومسلم ہین جن کی صدہا روایتون سے آریہ استدلال کرتے ہین۔

(۵) ہان صاحب آپ اڈیٹر اثنا عشری کی نصیحت ہرگز نہ مانے مصالحت بین المسلمین کی

ہرگز فکر نہ فرمایئے کیونکہ اگر مصالحت بین المسلمین کی ضرورت ہوتی تو عمر صاحب رسول اللہ کو ہجر نہ فرماتے کتاب وصیت نامہ کو نہ رد کرتے ۔ جس قدر شیعون کی دل آزاری ممکن ہو کیجئے کیونکہ اب آپ ہی تو ایک ٹھیکہ دار ایڈیٹر رہ گئے ہین جس سے کچھ لطف کلام تو باقی ہے ۔ ورنہ آپ کے دونون رقیب ٹھیکہ دار لکھنوی و دہلوی تو باوجود وجود زندہ درگور ہو چکے ۔

مگر کیا اس کی آپ اجازت دے سکتے ہین کہ ہم آپ سے اسکی فرمایش کرین کہ لکم دینکم ولی دین پر عمل فرمائے یا آپ کی منطق مین یہ آیہ منسوخ ہی ہے ۔

اڈیٹر صاحب آپ کہان تک کفارون منافقین کو اپنے بزرگون سے مانئے گا حالانکہ خدا فرماتا ہے ان الذین یحادون اللہ و رسولہ کبتوا کما کبت الذین من قبلہم جو لوگ خدا کی مخالفت کرتے ہین وہ اوسیطرح ذلیل کئے جائین گے جیسطرح اونکے ۔۔۔ ذلیل ہوئے ۔

(۲) الم تر الی الذین تولوا قوما غضب اللہ علیہم ما ہم منکم و لا منہم و یحلفون علی الکذب و ہم یعلمون ۔ کیا تم نے اون کو نہین دیکھا جو اوس قوم سے دوستی کرتے ہین جنپر خدا کا غضب ہوا وہ نہ تم مین ہین نہ اونہین مین ہین اور جان بوجھکر جھوٹی قسم کہاتے ہین ۔

(۳) لا تجد قوما یؤمنون باللہ و رسولہ و الیوم الآخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ و لو کانوا آباءہم او ابناءہم او اخوانہم او عشیرتہم یعنے جو لوگ خدا و رسول اور قیامت پر ایمان لا چکے ہین اونکو کبھی دشمنان خدا اور رسول سے دوستی کرتے ہوئے نہ دیکھو گے اگرچہ وہ اون کے آباو اجداد سے ہون یا اولاد سے یا اخوان سے یا عشیرہ سے ۔

پھر نہ معلوم کیون آپ اون دشمنان خدا و رسول کو اپنے بزرگان دین سے مانتے ہین جنہون نے دین اسلام کو مٹا کر دین منافقین رائج کیا کہ ۔۔۔ ب خدا و رسول کو چھوڑ کر سب پہلے سوجہ پہنچا تھی (ا ۔۔۔) اور اوس سے ۔۔۔ ہوا تو قیاس کی بنیاد ڈالی ۔

(۔) مگر نہ معلوم مباحثہ ۔۔۔ یا گورکہ دہندا ۔۔۔ گئے جس مین سب سے پہلے آپ ہی بانی فساد ہوئے کچھ ۔۔۔ اس کی مفصل کیفیت ۔۔۔ عرض کرون ۔

اڈیٹر صاحب ۔۔۔ آپ کو شیعون کی ۔۔۔ ستے نہین ۔۔۔ لئے ۔۔۔ خاطر ۔۔۔ دین

کہ ایمان رکھکر تحریر کیا گیا ہے۔ اگر خاندان رسالت کی توہین وتحقیر کو جزو ایمان سمجھا ہے تو
بسم اللہ خدا فرماتا ہے کذلک سلکنہ فی قلوب المجرمین لایومنون بہ حتے یروا العذاب الالیم
فیاتیہم بغتۃ وہم لایشعرون۔ اسیطرح ہم نے انکار کو گنہگاروں کے دلون مین داخل
کردیا ہے جب تک عذاب الیم کو نہ دیکھین گے نہ ایمان لائینگے تو ناگہان اون پر
عذاب بھی آجائیگا اور اونہین خبر بھی نہ ہوگی۔

تحریف صریح الشمس ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ جلد ۵ مین یہ بھی دکھایا گیا ہے کہ اہل سنت سو جتنے فرقے اسوقت موجود ہین سبھی تحریف قرآن سے استدلال کرتے ہین فرق صرف اسقدر ہے کہ اوس کا نام قراءۃ کہتے ہین۔

اسکے متعلق ایک نہ افادہ واعانۃ اللہفان ابن القیم کا قابل ملاحظہ ہے صفحہ ۲۳۱ مین
لکھتے ہین وقال تعالیٰ کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین و
منذرین وانزل علیہما الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ یعنے
خداوند عالم فرماتا ہے کہ اس سے پہلے ایک امت تھی پس بھیجا خدا نے پیغمبرونکو بشیر و نذیر
اور نازل کیا اون کے ساتھ کتاب بحق کہ حکم کرین اون سبھوں نیز جس بات مین اختلاف کرین
اب اسمین اختلاف ہو کہ قبل بعثت انبیا سب کافر تھے یا سب مسلمان حسن وعطا
تو کہتے ہین سب کافر تھے۔ ابن عباس کہتے ہین وہ سب مسلمان تھے ابن القیم لکھتے ہین کہ
عن ابن عباس قال کانوا علی الاسلام کلہم وہذا ہو الصواب قطعا فان فی
قراءۃ ابی بن کعب فاختلفوا فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین و
یشہد لہذہ القراءۃ قولہ تعالیٰ فی سورۃ یونس وما کان الناس الا امۃ واحدۃ
فاختلفوا۔ اس سے بڑھ کر کیا ثبوت تحریف ہو سکتا ہے کہ جامعین قرآن نے عمداً یا سہواً
فاختلفوا کو بیچ مین سے غائب کردیا جس سے معنی آیہ بالکل بدل گئے کیونکہ موجودہ آیہ
قرآن تو کہ رہا ہے سب ایک امت تھے بس خدا نے پیغمبر بھیجا جسکا صریحی مطلب یہ ہے کہ
اون کے اتفاق و اتحاد کے برہم کرنے کو خدا نے پیغمبرون کو بھیجا جو محال ہے۔ پھر آخر آیہ بھی
متناقض ہے کیونکہ جب اختلاف ہی نہ تھا تو انبیا رفع کس کو کرتے۔

اس جگہ تو منسوخ التلاوۃ کی تاویل بھی نہیں چل سکتی کیونکہ منسوخ التلاوۃ ہوتی تو پوری ۔ نہ کہ ایک لفظ اور اگر ایک لفظ بھی مانا جائے تو پہر دوسرے آیہ مین اوسی لفظ کا باقی رہنا کیونکہ ممکن ہوتا۔ کیونکہ ایک ہی مضمون کی دو آیتوں سے ایک لفظ کو ایک آیہ سے نکالنا دوسری مین رکھنا تو دیوانہ کا کام ہے۔

مگر ہمکو اس سے زیادہ بحث نہیں کیونکہ ابن القیم نے اسی صواب قطعی بنایا جو قراءۃ ابی بن کعب ہو اور اس کی تائید سورہ یونس سے بھی ہوتی ہے اب اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ تحریف سے سناتے ہین۔

جو لوگ کسی کتاب کو حفظ کرتے ہین یا قرآن کے حافظ ہوتے ہین اون کے اس بات سے تمام عالم واقف ہے کہ کس کس طرح کا اشتباہ ہوتا ہے جہ جائیکہ صحابہ نے کبھی یاد ہی نہیں کیا۔ پہر کیون نہ کہا جائے کہ وہ بھول گئے ایک جگہ یاد رہا اور ایک جگہ ۳۴ ہوا اور چونکہ صحابہ کے ساتہ حسن ظن رکھنا ضروریات اہل سنت سے ہے جن کے لئے اختلاف اصحابی لکم رحمۃ وضع کیگئی۔ اسلئے اونکی طرف تو خیال گیا کہ وہ بھول گئے اور قرآن مین یہ عیب قبول کر لیا گیا کہ اوسکی آیات مین اختلاف ہے۔

بہر حال جبکہ ابن القیم کیلے لفظون مین قراۃ ابی بن کعب کو صواب قطعا سمجہ رہے ہین تو موجودہ قراۃ لکہنا غلط قرار پائی

امید ہے کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث اور خادم قدیم پہلواری مبارکپوری بھی اسپہ غور کریںگے

مرزائی عورتوں کے خواب

اخبار بدر قادیانی مورخہ ۔ اپریل مین اپنے ۔۔ کہ خلیفۃ ۔۔ الدین کی زوجہ محترمہ کا ایک خواب پیش کرتا ہے اور اوسکی تعبیر خلیفہ جی کہتے ہین۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ یہ ایک نئے نظیہ خواب ہوا جن راستہ تو وہی ہمارا مستقیم ہے اس کے خلاف کرنا چاہے اور اپنی کمزوریون اور غلطیون کو دور کرنا چاہے فرمایا اس خواب سے اہل تشیع کا بھی رد ہوتا ہے کیونکہ وہ یاون نہین دیتے اور اس سے ظاہر ہے کہ یا دن ۔ ہونے ست خدا خوش ہوتا ہے۔ معلوم کا ۔۔ کبھی پہر کیون سے آپ کی خلافت ۔۔ پاسے کہ شیعون کا نہین بلکہ خدا کا حکم قرآنی

(۲۰ صفحہ ہر دو سکودا جلکہ الی الکعبین ایک ڈاکٹر صاحب کی بی بی کے خواب سے باطل ہو گیا۔ واہ۔ رے مرزائیوں کی عقل اگر سوجھی بھی تو کتنے دور کی۔

مگر کوئی خواب وہ متعہ کے متعلق دیکھے ہوتین تو ایک بات تھی کیونکہ خلیفہ اول صاحب کی بڑی بیٹی اسما بنت ابوبکر متعہ کو جائز جانتی تھیں۔

اس تحریر سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ فرقہ جو خود درمیان کفر اسلام ہو معلق ہے شیعون کے بغض و عناد مین ایسا ہی کمربستہ ہے کہ گویا مثال یزید اسکی خلافت مسلم ہو گئی لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

آریہ اور سنی

اصلاح نمبر ۱۲ جلد ۱۳ مین بعنوان خادم قدیم پھلواری آپ اس مضمونکو دیکھ آئے ہین کہ ہمپر یہ الزام کس بے رحمی سے لگایا گیا ہے کہ ہم آریون کی تائید کرتے ہین اب ایک تازہ مضمون ملاحظہ فرمائیں ایسی حالت مین ہم ایسے مدعیان اسلام کی کیا تائید کر سکتے ہین۔ اخبار مسافر آگرہ مورخہ ۱۳ جنوری لکھتا ہے۔ خدا خود قرآن پڑھاتا ہے۔ قادیان۔ الحکم،، نے اپنے ۷ جنوری کے نمبر مین خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب کی ایک دلچسپ تقریر درج کی ہے کہ جسمین مرزائی فرقہ کے یہ امام صاحب ایک جگہ فرماتے ہین ''کہ مجھے تو خدا تعالیٰ نے آپ قرآن پڑھایا ہے اور مین نے بعض آیتون کو خصوصیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے پڑھا ہے دوسرون کو اسکی سمجھ نہین آسکتی کہ کس طرح پڑھا ہے مگر مین نے تو پڑھا ہے۔

جہانتک ہمین معلوم ہے حضرت محمد صاحب کو قرآن جبریل ہی پڑھایا کرتا تھا۔ مگر قادیانیون کا دنیا بھر کے مسلمانون سے باوا آدم ہی نرالا ہے کہ انہین اللہ میان عرش معلی سے اتر کر قرآن پڑھانے آتا ہے لیکن ابھی تو حکیم نورالدین صاحب کو امامت ملے جمعہ جمعہ آٹھ ہی روز گزرے ہین اور ابھی سے آپکو اللہ میان خود قرآن بھی پڑھانے آنے لگے ہین کچھ عرصہ اور گزرنے دیجئے کہ آپ کو اللہ میان کپڑے بھی اپنے ہاتھ ہی سے پہنانے آیا کرین گے اور تب تو آپ کو کھلانا۔ پانی پلانا نہلانا سب کچھ اللہ میان اپنے ہاتھ سے کیا کرینگے۔

اب مدعیان اسلام بتائیں۔ آئین تصور کسکا ہے مولوی نورالدین صاحب کا
جنہوں نے یہ دعوی کیا۔ یا پنڈت بھوجدت صاحب کا جنہوں نے اونکی اصلی تحریر کو
شائع کر کے ضروری نتایج اوس کے بتایے۔

حق یہ ہے کہ جیسے وہابی فرقہ ہندوستان مین قایم ہوا ہے جسکی ایک شاخ مرزائی
بھی ہے جب ہی سے یہ نوبت آرہی ہے کہ آریون نے اسلام سے مقابلہ شروع
کیا ہے ورنہ ہندو مسلمان مین تو کبھی مباحثہ ہی نہ ہوتا تھا۔

حکیم نورالدین صاحب کو تو چاہیے کہ اب خلافت رسول اللہ کا دعویٰ کرین
کیونکہ عمر صاحب نے بارہ برس مین کہین جاکر سورہ بقر پڑھا تھا (نہ کہ یاد کیا۔ و)
اور آپ کو بیٹھے بٹھاے یہ درجہ مل گیا کہ خود خدا قرآن پڑھانے آنے لگا مگر آپکے
مرزا غلام احمد صاحب تو ابن اللہ بنے تھے۔ اپنی شاگردی پر کیون اکتفا کی۔

پیغمبر خدا کی سالگرہ

اس عنوان سے وکیل مورخہ ۱۱ مارچ نے ایک مضمون شائع
کیا ہے جس مین اسکی صورت کو بیان کرتے ہوے فرانسیسونکا
ذکر کیا ہے کہ اونہون نے اپنی نامور شاعر ولٹرہوگی کی سالگرہ منای تھی جس کے سامنے
یہ بچہ ٹوپی اوتار کر سودب ہو بیٹھی جسپر اوس کے بچہ نے پوچھا یہ کون ہے تو جواب دیا
یہ تیرے وطن فرانس کا نجات دہندہ ہے جس نے قوم کو فرانس کے آزادی اور بہارا
پہنچایا۔ اس میلاد رسول اللہ کا ذکر کیا۔ پیغمبر اسلام کو خدا کا معشوق ثابت کرنے
کے لئے ان تمام اوصاف پر زور دیا ہے جو دنیا مین عاشقی و معشوقی کے لئے ضروری
سمجھے جاتے ہین اور جن کے بغیر ہماری سوسایٹی تمام معشوقیت سے اثر پذیر
نہین ہوتی۔ مصر مین رسول اللہ کی مولد کی مجلسین ہوتی ہین۔ گورنمنٹ کی طرف سے
۱۲ ربیع الاول کو عام جشن منایا جاتا ہے۔

یہ سب باتین تو جایز ہین حالانکہ نہ صدر اول مین کبھی یہ باتین ہوئین نہ اور
زمانہ علماء میں جلد جلد پھیلا۔ اس کا رواج ہو رہا ہے مگر امام حسین علیہ السلام کی یادگار
کا جو تیرہ سو برس سے قایم ہے تو صدہا اعتراض ہوتے ہین حالانکہ ۱۲ ربیع الاول تو تاریخ

ولادت ہے نہ تاریخ وفات بلکہ داخلہ مدینہ کی تاریخ ہے مگر ادہر اہل سنت مین یہ زور
شور ہو رہا ہے کہ وہابی بھی جو اہلحدیث بنتے ہین اور تمام مسلمانون کو مشرک بتاتے ہین اور
اور اس مجلس مولود کو بدعت کہتے ہین اسپر آمادہ ہین کہ جشن جسطرح ہو سکے
منایا جاے چنانچہ اہل حدیث راوی ہے مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب نے فرمایا
کہ مولود پر بعض مسایل کی نسبت اہل اسلام مین کچہ اختلاف ہو بہتر ہے کہ ایسی اختلافی
امور کو چھوڑ دیا جاے اور مولود شریف کی بجاے اگر اسے سالگرہ نبوی کہیں تو
بجا ہے کہ مولود پر اعتراض کرنے والون کو مولود پر اعتراض کرنے کا موقع ہے نہ ملے
مورخہ ۸ ربیع الاول۔

اب اہل انصاف فرمائین کہ نئے نئے چیزون کا موجد اور بانی کون فرقہ ہوتا
ہے جو کبھی عید میلاد بتاتا ہے کبھی جشن سالگرہ اور امام مظلوم کی یادگار عاشورا
پر شور واویلا ہے۔

حالانکہ قرآن کا صریح حکم فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا ہم کو ہدایت کر رہا
ہے کہ ہنسنا کم ہونا چاہیے اور رونا زیادہ جس کو اہل حق اسطرح انجام دیتے ہین کہ
رویت ہلال ماہ محرم سے عاشورہ تک گریہ کرتے ہین اور اہل سنت برخلاف اس کے
جشن مناتے ہین چنانچہ امسال بھی مصر مین یہ بدعت قایم کیگئی ہے۔

قبول حق جناب اشرف حسین صاحب قایم مقام پٹواری منڈرانوالہ لکھتے ہین کہ
جناب سید شاہ سوار صاحب ممبر وادسکنہ کربلا سیدان تحصیل و ضلع سیالکوٹ
نے تبلیغین و عظ و پند جناب چودہری رحمت علی خانصاحب مذہب حق قبول کیا اور
تقلید مجتہد بھی باقاعدہ کی وفقہ اللہ بالخیر۔

قصبہ جلالی ضلع علی گڑہ یہی عجیب خطہ ہے سید فرزند الحسن صاحب کی تحریر سے معلوم
ہوا کہ یہ قصبہ تمام تر شیعون سے آباد ہے۔ بہشتی۔ حجام
فقیر۔ لوہار۔ در... ن۔ علاجی۔ مجاور۔ نوربافت کل شیعہ ہین بہ استثنای قصاب دو تین
بہی دو چار شیعہ ہین اور سب عزادار امام مظلوم ہین (اصلاح۔ خدا ایسی آبادی میں ...

وطن کا میلاد نمبر

اس سال جہان مصر مین یکم محرم کو بہ تقلید نصاری سال نوجشن ایجاد کیا گیا یہان وطن نے بھی بہ تقلید آریہ جنہون نے ۶ مارچ کو قتل ... کا جشن منایا تو ... کیا کہ ۱۲ ربیع الاول کا پرچہ میلادی نمبر قرار دیا جس کی غرض صرف اس قدر ... ہوا ہے کہ جہان تک ہو سکے روح رسول اسد کو ایذا دی جاے۔

افسوس جس جماعت کو حکم تھا کونوا مع الصادقین اوسنے اس قدر سچائی و راستی سے بعد اختیار کیا ہے کہ چاہتے ہین ایک کلمہ بھی زبان سے سچا نہ نکلے۔ خدا کی شہادت واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون اس طرح پوری ہو رہی ہے کہ جو لوگ قوم کے ہادی اور راہ نما بنتے ہین وہی سب سے زیادہ جھوٹ بولتے ہین

ہم کو نہ شیعہ اہل حدیث اصل مجلس میلاد سے اختلاف ہے نہ اس میلادی نمبر سے نہ ہم اس مضمون کو اس درجہ کذب و لغویات سے مملو پاتے ہین جس مین دوسرے مضامین مستغرق ہین مگر چونکہ اڈیٹر صاحب وطن مدعی صلح کل پالیسی کے ہین اور تمامی اہل اسلام مین اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے مدعی ہین اسلئے ذرہ برابر بھی اون کی غلطی نہایت عظیم ہے کیونکہ عام طور سے کذب و دروغ ہے روح رسول اسد متاذی ہوتی ہے اس لئے بعض اغلاط کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

(۱) لکھتے ہین تاریخ ولادت ۸ ربیع الاول سلہ عام الفیل مطابق ۹ اپریل بالگرگوبین روش مطابق جو آج کل رائج ہے ۲۲ اپریل ۵۷۱ء مطابق ۱۰ بیساکہ سمت ۶۲۸ بکرماجیت کا مکہ معظمہ مین بعد از صبح صادق قبل از طلوع آفتاب پیدا ہوے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قطعی تاریخ ولادت ہے حالانکہ ابھی تک اہل سنت کے یہان اسکی تحقیق نہین ہوی استیعاب مین یکم ۔ نہم ۔ سیزدہم اور ایک روایت مین تو وہی روز تھا جس روز فیل لیکر ابرہہ انہدام خانہ کعبہ کو آیا تھا - لہذا کسی تاریخ معین کا دعوی کرنا سنت کے خلاف ہی ہان ۱۷ کا حق شیعون کو ہے جنکا بچہ بچہ جانتا ہے کہ تاریخ ولادت

رسول اللہ، ربیع الاول بعد عام الفیل۔

(۲) لکھتے ہین "نبوت کے پہلے دن ہی خدیجہ (بیوی) اور علی مرتضیٰ (بھائی) جنکی عمر ۹ یا ۱۰ سال کی تھی) اور ابوبکر صدیق (دوست) اور زید بن حارث پرورده آنحضرت مسلمان ہوگئے"

ہم شکرگزار ہوئے کہ آپ نے اس قدر توسیع لکھا کہ پہلے ہی دن خدیجہ اور علی مرتضیٰ بھائی مسلمان ہوگئے "کیونکہ اڈیٹر اہلحدیث نے تو قیامت ہی کردیا جو لکھتے ہین سب سے پہلے ابوبکر رض آپ کی رسالت پر ایمان لائے پھر زید بن حارث۔ علی۔ عثمان عبدالرحمن اور بہت سے اور لوگون نے ان کی پیری کی۔ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۶ فروری۔

جب دنیا مین ایسے لسیصادق موجود ہین تو پھر بتائے دنیا کیونکر سدھر سکتی ہے۔ ایسے ہی اہل اسلام جھوٹ بولنا چھوڑین تو پھر دیکھیے کیسے بہترین مخلوقات بن سکتے ہیں۔

ارتکاب کذب مین دونون اڈیٹر شریک ہین جس سے روح رسول اللہ کو یقینا ایذا پہونچی ہوگی، فرق ہے تو اس قدر کہ نمبر اول ہین اور یہ نمبر ۲۔ کیونکہ سبقت اسلام مین کسی طرح پر بھی ابوبکر کا نام لینا سراسر دروغ ہے ملاحظہ ہو تاریخ طبری مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱۵ جلد ۲ عن محمد بن سعد قال قلت لابی اکان ابو بکر اولکم اسلاما فقال لا ولقد اسلم قبلہ اکثر من خمسین ولکن کان افضلنا اسلاما یعنے محمد بن سعد کہتے ہین مین نے اپنے باپ سعد (بن ابی وقاص) سے پوچھا کہ کیا ابوبکر تم لوگون مین سب سے پہلے مسلمان ہوے۔ کہا نہین اون کے قبل پچاس آدمی سے زیادہ لوگ اسلام لائے تھے۔ مگر وہ از راہ اسلام ہم سب مین افضل ہے تو اب یہ کس درجہ کی حق تلفی ہے کہ جو شخص پچاس ساٹھ آدمی کے بعد اسلام لایا تو اوس کا درجہ بعد جناب امیر اسلام مین قرار دیا جائے یا اوس سے بھی قبل کہ سب سے پہلے وہی اسلام لایا۔

انہین باتون نے مسلمانون کو اس روز بد پر پہونچایا کہ آج وہ دنیا مین بدتر سے بدتر مخلوقات قرار پا رہے ہین حالانکہ وہ بہترین یا امم تھے۔ (باقی)

خاتمہ بحث آیۂ انما ولیکم اللہ

گذشتہ سے پیوستہ

شایع کرتے ہین کیا اونکو شیر ببر کا خطاب ملا ہے نازم باین ریش و فش۔ ایڈیٹر النجم جب لکھنؤ کے معمولی طلبہ سے تاب مقاومت نہین رکھتے تو ایڈیٹر اصلاح سے کیا مقابلہ کرین گے۔

اب ناظرین اصل جواب کی طرف توجہ فرمائین جو ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۱۰ء
الہحدیث مین شایع ہوا ہے

پہلے تو مولویصاحب کی وہی لن ترانیان اور بے سروپا باتین ہین جنکو وہ پہلے بھی رو کا چکے ہین کہ تم گالیان دیتے ہو۔ کوستے ہو۔ جسکے جواب مین آپ یہ معلوم کے سوا اور کیا کہون۔ ہان اس درمیان مین ایک جملہ آپکا یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ہان ہم اپنی وضع کی پابندی مین غیرون کا کوسنا چھوڑکر اصل مضمون کا جواب دینگے" افسوس مولویصاحب کو یہ لکھتے ہوئے ذرا شرم بھی نہ آئے۔ ایک سال تک جو آپ بقول خود اونہیں کوسنون کو شایع کرتے رہے اوسکی وضعداری کہان تشریف لیگئی جواب آپ وضعداری دکھاتے ہین سچ ہے یہ شعر آپکے واسطے موزون ہے :؎

بے اعتدالیون سے سبک سب مین ہم ہوئے ٭ جتنا زیادہ بڑھ گئے اوتنے ہی کم ہوئے

اوسکے بعد فرماتے ہین۔

مولویصاحب نے اس آیت کے ایک ایک لفظ کی تحقیق چن کی تھی کہ انما حصر کیلئے ہے۔
(۲) ولی کے معنے حاکم کے ہین۔ معنے آیت کے یہ ہوئے کہ تمھارا حاکم اللہ اور رسول ہین۔ مین نے اسکے جواب مین بہت سے آیات اور حوالجات سے ثابت کیا تھا کہ ولی کے معنی دوست اور محب مخلص کے ہین پھر بطور تسلیم (ارخاء عنان) لکھا تھا کہ مین مانے لیتا ہون کہ ولی کے معنی حاکم کے ہین۔ ملاحظہ ہو اہلحدیث مورخہ ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء
مولویصاحب معاذ اللہ اتنا سفید جھوٹ۔ آپنے اوسے ثابت کیا تھا خدا کی شان ع م

دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد - خیر آپکی زبان اور آپکا قلم تو ماشاء اللہ یتلون کتلون گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے بلکہ اوس سے بھی دو چار قدم آگے ہے - مگر جو آپ لکھ کے شایع کر چکے وہ تو تحریر کی لکیر ہے - کیا اوسکو بھی آپ مٹا دیجئگا - اچھا لیجئے سنئے آپ نے ۱۲ ستمبر ۱۹۱۵ کو اکتوبر اہلحدیث مین میرے ثبوت تناقض پر کچھ آیات پیش کرکے چند اعتراض کئے تھے - پھر آپ نے ۲۲ اکتوبر ۱۹۱۶ اہلحدیث مین استعمال مشترک کے متعلق ایک اعتراض کیا تھا اوران دونون پرچون مین آپکے جتنے اعتراضات تھے اون سب کا تفصیلی جواب ایک ایک کرکے ۲۹ اپریل و ۶ مئی ۱۹۱۶ء اہلحدیث مین دیدیا اور آپنے اوسکو بہت خوشی خوشی شایع بھی کیا اور جھوٹے موٹے بھی کوئی جواب نہ لکھا نہ دیتے اور اب آپ یہ فرماتے ہین کہ مین نے بہت آیات و حوالجات سے ثابت کیا تھا یہ خوش قسمت آپکی دیدہ دلیری دن دھاڑے آنکھ مین خاک ڈالنا اسیکو کہتے مین - افسوس آپنے یہ مطلب لکھتے وقت اپنے پچھلے پرچون کو دیکھا ضرور تھا ورنہ اس ڈھٹائی سے نہ لکھتے - اب تو آپ ہر ذرہ بھی غیرت دار ہین تو چینی بھر پانی آپکے واسطے کافی تھا مگر اب شرمانے ہی سے کیا ہوتا ہے

ہائے دنیا تو کہان اور یہ وہ لعنتی اب کہان

عرصہ محشر مین رسوائی سے رسوائی ہوئی

آپ تو یہ شعر پڑھئے - اور مین کہون حق کا بول بولا - اور جھوٹے کا منہ کالا -

پھر آپ نے ۱۷ دسمبر کے پرچہ مین اپنے امام صاحب کی کچھ دستگیری کی اور انکی طرف سے جواب دیا ہے اوسکا جواب مین نے اسی تحریر کے ضمن مین دیا ہے جو اصلاح ملا جلد ۱۴ مین شایع بھی ہو گیا ہے اور آپ اوسی سے میری عبارت نقل کرکے جواب دے رہے ہین مگر اللہ رے آپکی حیا کہ جو عبارت آپکے جواب مین تھی اوسکو خود قلم انداز بھی کیا اور یہ کہنے بھی لگے کہ مین نے ثابت کیا ہے - آپ اگر سچے اور اپنے دعوے مین مضبوط تھے تو آپنے میرا جواب نقل کرکے جواب الجواب کیون نہین دیا - ۵

بھرم کھل جائے ظالم تیری قامت درازی کا

اگر اس طرہ پر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے

اب رہی یہ بات کہ آپنے بطور رخارجیان فرمایا تھا اور جتنی ہان لب تھا اور ان ہو ے میں آپکے تمام ...

سچے یا جھوٹے ہین آگے عرض کرتا ہون۔
ناظرین اسکو یاد رکھین اور مولویصاحب کے اعتراضات کو جو میرے مضمون پر کئے ہین سنین۔
میرے اس بیان پر (چونکہ اس آیت کے قبل خطاب مومنین کی طرف ہے لہذا اسیاق عبارت اور قاعدہ فصاحت وبلاغت کا مقتضی ہے کہ ولیکم مین بھی خطاب مومنین ہی کی طرف ہو) آپ سحر یر فرماتے ہین بہت ٹھیک منظور مگر اسکا تتمہ سنئے قرآن مجید مین جو اہلبیت طاہرین کا ذکر آیا ہے اون سے مراد آنحضرت کی ازواج مطہرات ہین یعنی بی بی ازواج مطہرات ہین اور وہی طاہرات کیونکہ آیت کی شروع مین نساء النبي خطاب ہے سب حکم نہین اونہی کے صیغے ہین اور اونہین کو حکم ہے انتہی ملخصاً۔
مولویصاحب ماشاء اللہ کیا ذہن رسا ہے اور کیا دور کی سوجھی ہے کیون نہو آپ مولوی فاضل بھی تو ہین ؎

ابجد حطی ہوز + املی کا پتہ سبز

مولویصاحب کیا آپ مضمون لکھتے وقت عالم بالا کی سیر مین تھے کہ زمین کی خبر نہ تھی۔
علمائے معانی بیان نے التفات (ایک طریقہ کلام سے دوسرے طرف لیٹ جانا) یا خلاف مقتضی ظاہر وغیرہ کی چند صورتین بیان کی ہین۔ مثلاً متکلم سے مخاطب (جیسے انا اعطیناک الکوثر فصل لربك) یا غایب (جیسے مالی لا اعبد اللذی فطرنی والیه ترجعون) کی طرف منتقل ہوجانا یا بالعکس وغیرہ۔ مگر چودھوین صدی مین مولوی ثناء اللہ صاحب نے جہان دادی کو علال فرمایا ہے وہان ازواج نبی کے ساتھ بھی ایک نیا التفات کیا ہے۔ ؎

خدا ہی خیر کرے آج رنگ بدر عب ہے • ٹیک رہا ہے کئی دن سے آبلہ دلکا

آپنے ایجاد بندہ اگر گندہ التفات وغیرہ کی ایک عجیب تحقیق ~~اجتہاد~~ فرمائی کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے ولیس الذکر کالانثی۔ مگر آپ نے عورت کو مرد اور مرد کو عورت فرض کرکے کلام کرنے کو نہایت مستحسن بلکہ واجب قرار دیا ہے۔ واقعی مولویصاحب یہ آپ ہی کا کام تھا ؎ این کار تو آید و مردان چنین کنند
مولویصاحب ذرا ہوش کی خبر لیجئے۔ یا نساء النبي لستن ہی سے نہین (آپ نے اسکے قبل کی آیت کیون چھوڑدی)، بلکہ یا ایھا النبی قل لازواجك سے آیہ تطہیر کے بعد تک خود ازواج نبی کیطرف

مطالب ہے مگر کیا آیۂ تطہیر کو بھی کوئی عاقل ادمیں شامل کہہ سکتا ہے؟ مولویصاحب بھلا یہ بھی کوئی عقل کی بات ہے کہ جتنے صیغے خداوند عالم نے اسکے قبل و بعد ارشاد فرمائے ہیں اون سبکو تو جمع مؤنث حاضر لایا۔ اور بیچ کی ایک آیت میں جمع مذکر حاضر کا صیغہ۔ اور پھر جمع مذکر حاضر اور جمع مؤنث حاضر دونوں کا مصداق ایک شخص ہو۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ اس سے تو صاف معلوم ہوتا ہے اور کہہ سکتا ہے کہ ان آیات کے بیچ میں آیۂ تطہیر خواہ مخواہ گھسیٹ دی گئی ہے۔ اور ہر ذی فہم ایک ادنی تامل کے بعد بے تکلف فیصلہ کر سکتا ہے کہ اگر قرآن کی آیتیں یوں ہوتیں۔ واقمن الصلوٰۃ و اتین الزکوٰۃ واطعن اللہ و رسولہ واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ تو ہرگز کسی قسم کا کوئی سقم لازم نہ آتا اور مطلب بھی مرتبط رہتا سیاق بھی درست ہو جاتا ہے۔

مولویصاحب ایک ذرا وجدان سلیم اور ذوق صحیح کی طرف رجوع کیجئے اور ایمان و دیانت کو تھوڑی دیر کے لئے سامنے رکھئے۔ اوسکے بعد فرمائیے کہ سیاق عبارت اور مقتضائے قاعدہ فصاحت و بلاغت کیا کہتا ہے۔ کہ اس آیۂ تطہیر کے مخاطب کچھ اور لوگ ہیں یا ازواج۔ اگر ازواج تھیں تو جس صیغے سے خدا برابر بیان کرتا چلا آتا تھا اور پھر بعد بھی بیان کیا ہے تو درمیان میں کیوں جمع مؤنث کو مذکر بنا دینا بھی حسن کلام میں داخل ہے؟ ایسے ہی مواقع سے تو ترتیب جمع کرنے والوں کی خوش فہمی کا پتہ لگتا ہے۔

اگر حسب الرائے آپکی ازواج ہی مقصود تھیں تو ما قبل ما بعد کے سیاق کے موافق صیغہ جمع مؤنث لانے میں خدا کو کیا چیز مانع تھی۔

ہاں ذرا ایک بات اور ملاحظہ کیجئے کہ اسکے قبل کی آیت میں بھی خدا یہی بات کہ اپنے گھر میں بیٹھے رہنے نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے اور خدا و رسول کی اطاعت کرنیکا حکم دیتا ہے اور بعد کی آیت میں بھی آیات و حکمت کے یاد کرنے کا حکم دیتا ہے پھر بھلا یہ بھی کوئی تُک ہے کہ قبل و بعد کی آیت میں تو حکم ہو اور بیچ میں مدح ہو۔

یہی وجہ ہے کہ مفسرین کے امام رازی صاحب باوجودیکہ ہر جگہ آیات میں باہم ربط دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بعض مقام پر ایک حد تک نباہتے بھی ہیں مگر یہاں کچھ نہ بن پڑا۔ اور گویا سکوت سے کام لیا اور صرف آیت کا مطلب بیان کر دیا ہے۔

اب غور طلب یہ امر ہے کہ آپکا حصر کے ساتھ یہ فرمانا کہ ان ہی کو اہلبیت کہا گیا ہے سب وہی ازواج مطہرات ہیں اور وہی طاہرات۔ کہاں تک صحت وحقیقت کا پہلو لئے ہوئے ہے۔

مگر میں جب آپکے علمائے سابقین کے اقوال پر نظر ڈالتا ہوں تو نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ شاذ و نادر کے سوا (جو بحکم المعدوم ہیں) اسمیں سے کوئی بھی آپکا ہم آواز دکھائی نہیں دیتا۔ لہذا نمونہ کے طور پر میں چند اقوال پیش کرتا ہوں۔

ملاحظہ ہو تفسیر بیضاوی جلد دوم صفحہ ۱۶۴ مطبوعہ مصر

تخصیص الشیعہ اهل البیت بفاطمة وعلی وابنیھا رضی اللہ عنھم لما روی انه علیه الصلوٰة والسلام خرج ذات غدوة وعلیه مرط مرحل من شعر اسود فجلس فاتت فاطمة رضی اللہ عنھا فادخلھا فیه ثم جاء علی فادخله فیه ثم جاء الحسن والحسین رضی اللہ عنھما فادخلھما فیه ثم قال انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اهل البیت الایة والاحتجاج بذلک علی عصمتھم وکون اجماعھم حجة ضعیف لان التخصیص بھم لا یناسب ما قبل الایة وما بعدھا والحدیث یقتضی انھم اهل البیت لا انه لیس غیرھم۔

ترجمہ۔ اس روایت کی وجہ سے (کہ ایکدن صبح کے وقت رسول اللہ نکلے اور سیاہ بال کی ایک منقش چادر اوڑھے (جسم) بدن کی پھر جب آپ بیٹھے تو حضرت فاطمہ آئیں انکو اپنی چادر کے اندر لیا پھر حضرت علی آئے انکو بھی آپنے اوسمیں لے لیا۔ پھر امام حسن وحسین آئے آپنے ان دونوں کو بھی اوسکے اندر لیا۔ اوسکے بعد اس آیت انما یرید اللہ الایۃ کی تلاوت فرمائی) شیعوں کا یہ کہنا کہ اہلبیت رسول صرف فاطمہ وعلی وحسن وحسین ہیں اور پھر اس سے اونکے معصوم ہونے پر استدلال کرنا اور انکے اجماع کا حجت ہونا کمزور ہے۔

کیونکہ انکی تخصیص ماقبل و مابعد آیت کے مناسب نہیں۔ اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ بھی اہلبیت میں یہ مطلب نہیں ہے کہ انکے سوا کوئی اہلبیت نہیں ہے۔ انتہی

میں بھی یہی کہتا ہوں کہ ماقبل و مابعد کی آیتیں اس آیت کی مناسب نہیں ہیں۔ اور ہر عاقل بالغ کہہ سکتا ہے کہ یہ آیت کا محل نہیں۔ مگر اسکی وجہ تو جمع و ترتیب دینے والوں سے پوچھنی چاہئے۔

حضرت عائشہ
غرضکہ اسمین دو باتین یاد رکھنے کے قابل ہین ایک تو یہ کہ اس روایت کی راوی ہماری مادر نامہربان ہین اگرچہ اسکو مولوی بیضاوی صاحب نے کسی صلاحیت سے ذکر نہین کیا مگر علامہ سیوطی نے تصریح کردی ہے۔ دوسرے یہ کہ اسمین یہ بھی حضرت عائشہ نے تصریح کردی ہے کہ حضرت رسول نکلے اور یہ ظاہر ہے کہ اونھون نے اپنے گھر سے نکلنے کو بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوا کہ یہ آیت حضرت عائشہ کے گھر مین نازل نہین ہوئی۔ باقی رہی یہ بات کہ اس سے ان حضرات کے معصوم ہونے پر استدلال اور اونکے اجماع کا حجت ہونا کہان تک درست ہے یا نہین۔ تو چونکہ خود بیضاوی صاحب نے بھی منع کی کوئی سند نہین ذکر کی ہے لہذا مجھ بھی اوسکے توڑنے کی دلیل کے بیان کرنے کی نہ ضرورت ہے نہ اسکا یہان محل و موقع ہے۔

[۱] تفسیر کشاف جلد دوم صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ مصر۔

وفی ھذا دلیل بین علی ان نساء النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اھلبیتہ۔

ترجمہ۔ اسمین بہت واضح دلیل اس بات کی ہے کہ ازواج نبی بھی اونکے اہلبیت مین شامل ہین۔

[۲] تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۶۱۵

ثم ان اللہ تعالیٰ ترک خطاب المؤمنات وخاطب بخطاب المذکرین بقولہ لیذھب عنکم الرجس لیدخل فیہ نساء اھلبیتہ ورجالھم۔ واختلفت الاقوال فی اھل البیت والاولی ان یقال ھم اولادہ وازواجہ والحسن والحسین منھم وعلی منھم لانہ کان من اھلبیتہ بسبب معاشرتہ ببنت النبی علیہ السلام وملازمتہ للنبی۔[۲]

ترجمہ۔ پھر خداوند عالم نے اپنے قول لیذھب عنکم الرجس مین جمع مؤنث حاضر کو ترک کرکے جمع مذکر حاضر کو اسواسطے اختیار کیا تاکہ اونکے اہلبیت مین اونکی عورتین اور مرد سب داخل ہوجائین۔ اور اگرچہ اسمین اختلاف ہے کہ رسول اللہ کے اہلبیت کون ہین مگر اولیٰ یہ ہے کہ اونکے اہلبیت اونکی اولاد اور ازواج ہین۔ اور حسن وحسین بھی اونکے اہلبیت مین داخل ہین اور علی بھی رسول کی بیٹی کے ساتھ معاشرت کرنے اور رسول کے ساتھ رہنے کیوجہ سے اہلبیت مین داخل ہین۔

ازین قبیل قیاس کن زگلستان من بہار مرا۔ اور بھی اقوال ہین۔ مگر مین بخوف طول ترک کرتا ہون ان اقوال سے آفتاب کی طرح یہ بات نمایان ہے کہ کوئی شخص اسکا قایل نہین کہ اہلبیت سے صرف ازواج ہی مراد ہین۔ بلکہ صریحاً ثابت ہے کہ اور لوگ بھی اہلبیت رسول ہین۔ ازواج بھی۔ پھر جلالے صریح حجاب

فرمایا تم اپنے شوہر اور دونوں بیٹوں حسن و حسین کو حسب الحکم گئیں اور بلا لائیں۔ اور سب مل کر کھانے
لگے یہ سب حضرات کھا ہی رہے تھے کہ یہ آیت انما یرید اللہ الآیہ نازل ہوئی تو آپنے فوراً چادر کا کونا
پکڑ کر اوس سے سب کو ڈھانک لیا اور اپنے ہاتھ چادر سے باہر نکالکر آسمان کی طرف بلند کئے اور عرض کی۔ خداوند
یہی میرے اہلبیت اور میرے خاص لوگ ہیں تو انسے برائی کو دور رکھ اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے
اوسیطرح پاک و پاکیزہ رکھ اور اس دعا کے جملہ کو آپنے تین مرتبہ فرمایا۔ ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے بھی
اپنا سر پردہ کے اندر کیا۔ اور رسول اللہ سے عرض کی میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ ہوں تو آپنے فرمایا۔
تم بیشک نیکوکار ہو اور اسکو دو مرتبہ فرمایا۔

۲ طبرانی نے حضرت ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ فاطمہ اپنے باپ کے پاس ثرید (ایک قسم کا کھانا) ایک
طبق میں رکھکر لائیں اور اونکے سامنے رکھدیا رسول اللہ نے پوچھا تمہارے شوہر کہاں ہیں جناب سیدہ نے
عرض کی اپنے گھر میں آپنے فرمایا جاؤ اونکو اور اپنے دونوں بیٹوں کو بلا لاؤ۔ غرض وہ گئیں اور اپنے
دونوں بیٹوں کا ہاتھ تھامے ہوئے آئیں اور حضرت علیؑ اونکے پیچھے پیچھے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ
کے پاس پہونچیں تو رسول اللہ نے دونوں لڑکوں کو اپنی گود میں بٹھایا اور حضرت علی رسول کے داہنے
اور فاطمہ رسول کے بائیں طرف بیٹھیں ام سلمہ کہتی ہیں اسوقت میں نے لیے بچھونے پر سے جو گھر
میں تھا اپنی چادر لیکر اوڑھلی۔

۳ طبرانی نے حضرت ام سلمہ زوجہ رسول سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فاطمہ سے کہا۔ کہ تم
اپنے شوہر اور اپنے دونوں بیٹوں کو لے آؤ غرض وہ لائیں تو آپنے اون لوگوں پر ایک فدکی چادر
ڈالدی۔ اوسکے بعد اپنا ہاتھ اون لوگوں پر رکھا۔ اور عرض کی بارالہا یہی لوگ اہل محمد ہیں (اور ایک
روایت میں ہے آل محمد) تو تو اپنی رحمتیں اور برکتیں آل محمد پر اوسیطرح نازل فرما جسطرح آل ابراہیم پر
نازل کیں۔ بیشک تو ہی قابل حمد بزرگ ہے ام سلمہ کہتی ہیں یہ دیکھکر میں نے بھی چادر اٹھائی تاکہ اونمیں
جا ملوں تو رسول اللہ نے چادر میرے ہاتھ سے کھینچ لی اور فرمایا بیشک تم نیکی پر ہو (مگر اہلبیت میں داخل
نہیں)۔

۴ ابن مردویہ نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت انما یرید اللہ میرے گھر میں نازل ہوئی
اور اوسوقت میرے گھر میں سات شخص تھے۔ رسولؐ جبرئیلؑ میکائیلؑ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ

پنجاب کے دو مناظرے

تحریری مناظرہ مین تو سنیون کا قرار اظہر من الشمس ہی۔ تمام کتب کلام شاہد ہین خصوصاً اصلاح
والشمس حق تازہ بتازہ روح ڈالتے ہین اوس سے کون بے خبر ہو لہٰذا یہ باتی ہم قرار کر رہے ہین چنانچہ
مناظرہ اول موضع کوٹ عنایت خان متعلق شہر وزیر آباد مین سید غلام شاہ صاحب کی
کوشش سے باوجود ان کی کم علمی کے اکثر مردمان مذہب حق کی طرف راغب ہوگئے ہین اور وہان
کے مولوی سنی المذہب مسمی فتح خان (کیا عربی نام ہے) جو نہایت متعصب ہو شب و روز غریب شیعہ پر
فتوی کفر لگایا کرتے ہی ایکروز خاکسار کو بھی اتفاقاً وہان جانا پڑا۔ مولوی صاحب معصوف فی الفور بحث
پر آمادہ ہوگئے الغرض ستر اسی آدمیون جمعیت رات کو سید صاحب کے مکان پر آموجود ہوے مین نے
موقع ٹال دینا مناسب نہ سمجھا۔ مولوی صاحب کو باعزت چارپای پر بٹھایا گیا اور بعد فراغت نماز عشا
تقریر شروع ہوی۔ مولوی صاحب ابھی ضرور فیصلہ ہونا چاہئے۔ لوگ دن بدن گمراہ ہوتے چلے جارہے
ہین۔ مین۔ بیشک جناب اس سے بڑھکر اور کونسی عمدہ تجویز ہوسکتی ہے۔ مگر اصل یہ ہے کہ آپ میری
گفتگو کو نہین سُنین گے اور مین آپ کے فرمانے کو لہٰذا بہتر ہے کہ غیر قوم کا آدمی حکم مقرر کیا جاوے
مولوی صاحب ہان! ہان! لالہ جیون مل کو جو آگے بھی کبھی کبھی ایسے معاملات مین دخل دیا کرتے ہین
ضرور بلالینا چاہئے۔ القصہ جیون مل صاحب کو بلا یا گیا آپ بہت حق پسند اور صحیح ڈگری دینے والے
ثابت ہوئے ہین۔ مین (لوگون کی طرف مخاطب ہوکر) ای برادران اسلام مجھے ہرگز کسی نزاع
اور فساد سے تعلق نہین بلکہ مین چاہتا ہون کہ فیصلہ حق و باطل ہو جاوے اور تم آپس مین شیر و شکر
ہوکر رہا کرو اور بغض و عناد ناروا کو ترک کرو۔ مولوی صاحب خیر اور تو جانے دو پہلے ہی مطلب
کی طرف مراجعت کرو۔ مین اول ماتم کی نسبت سوال کیا چاہتا ہون کہ اس کا جواز کہان سے
ثابت ہی۔ مین کتب معتبرہ شیعہ سے بلکہ احادیث مشکوٰۃ المصابیح مین مذکور ہے۔ مولوی صاحب مگر کتب
معتبرہ سنیہ سے اسکی صریح مخالفت ثابت ہی۔ مین بس نزاع احادیث طرفین کا فیصلہ قرآن
کے سوا ممکن نہین آپ اسی سے ہی مخالفت ثابت کرین۔ جیون مل بیشک جب حدیث مین اختلاف
ہو تو قرآن ہی فیصلہ کا عمدہ ذریعہ ہے۔ مولوی صاحب اگر قرآن مین مخالفت منع ہو اور بھی نہ ہو

میں۔ لیجیے اب حدیث مشکوۃ " فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن جس کا
امر کرے وہ کرو جسکی نہی کرے باز رہو اور جس پر ساکت ہو اوسکی نسبت مت بحث کرو" کیوں
صاحب ؟ اب تو ماتم کرنے میں کوئی گرفت نہیں۔ مولوی صاحب (کچھ سکوت کرکے) ہاں مگر ہے
تو..... بدعت جیسو ں کل پس فیصلہ ہو گیا آیندہ مولوی صاحب ماتم کرنے والوںکو نہ روکیں
ورنہ اس کا منع ہونا قرآن سے ثابت کریں۔ مولوی صاحب (ذرا جوش سے) یارو! یہ بھی
کوئی مذہب ہے نعوذ باللہ! جس میں رات دن تبرے ہی ہوا کریں (کیا عمدہ جواب ہے) ذرا
تبرے کا حکم تو ثابت کریں استغفر اللہ۔ پھر اون پر جو اصحاب رسول اور نبی صلعم پر جان فدا
کرنے والے! لاحول ولا قوۃ۔ میں۔ جناب! آپ کو آیا تبرے کے وجود سے انکار ہے یا محض
اصحاب ثلثہ پر تبرا کرنے کو ممنوع ٹھہراتے ہیں؟ مولوی صاحب نہیں نہیں! تبرا کے معنی بیزاری
کے ہیں اکثر منافقین اور ظالمین پر خدا نے کیا مگر یہ کیا انسانیت ہے کہ خود ہی تو حضرت خلیفہ
اول (ابوبکر) پر غلط سا اعتراض جمایا کہ بعد رسول اللہ صلعم حضرت فاطمہ روتی پیٹتی ہیں یا برہنہ
پردہ کا خیال اوٹھا کر کچہری میں گئیں اور فدک کی طالب ہوئیں اور ابوبکر نے فدک دینے سے
انکار کیا، اور اسی اعتراض موضوع کو مدنظر رکھکر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پہ لگے تبرے کی
بوچھار کرنے (مسلمانوں کی طرف مخاطب ہوکر) لو صاحب عقل مانتی ہے کہ بیٹی رسول کی
چار پانچ کھجوروں کے جلے درختوں کے لئے طالب دنیا ہوئی۔ توبہ توبہ! ہماری تو روح کانپتی ہے
میں۔ الحمد للہ کہ آپ نے تبرے کے وجود ہی سے نہ انکار کر دیا ورنہ اور مشکل آتی رہا یہ معاملہ کہ
بنت رسول اللہ صلعم کا یا برہنہ گریبان ہونا اور ابوبکر کے دربار میں حاضر ہونا۔ سو یہ آپنے شیعوں کی
کونسی معتبر کتاب میں دیکھا۔ مولوی صاحب بیشک میں نے کسی کتب شیعہ میں نہیں دیکھا مگر
عوام الناس سے سنتا ہوں۔ تو پھر آپ ہی بتلائیے کہ اہل سنت والجماعت کی کونسی کتاب
سے یہ معاملہ ثابت ہے میں۔ صاحب! پہلے آپ اپنی معتبر کتاب کا نام تو بتلائیے تاکہ میں
اوسی سے ہی نکالوں تو اچھا صاحب۔ آپ بخاری شریف لائیے تاکہ میں اسی سے ہی
فاطمہ کا ابوبکر سے مطالبہ فدک دکھا دوں۔ مولوی صاحب ہیں صحیح بخاری میں؟ استغفر اللہ دیکھے
شاہ صاحب! آپ تو ماشاءاللہ پڑھے لکھے بھی ہیں۔ صحیح بخاری اور یہ مقدمہ۔ نعوذ باللہ آ جاؤ

کتاب لانے کی کیا ضرورت ہی آپ زبانی حوالہ تبلاے - مین - اگر کتاب موجود ہو تو زیادہ
مناسب ہی - مولویصاحب نہین نہین خیر ازبانی ہی فرمائیے مین ضرور مان لونگا کتاب سویرے
دیکھ لین گے ہمین زیادہ اصرار بے محل سمجھ کر - مولویصاحب صحیح بخاری کتاب الخمس باب
فرض الخمس تمام حدیث مع ترجمہ سنا کر - دیکھا اس مین تو فغضبت فاطمۃ ولم تتکلم حتی ماتت
درج ہے اور پھر اسی کتاب کے باب غزوہ خیبر کی ایک طویل حدیث مین ہجرت فاطمۃ علی
ابی بکر ولم تتکلم حتی ماتت کے علاوہ جناب بنت رسول اللہ کا ابوبکر و عمر کو جنازہ تک کا اذن
نہ دینا حضرت علی علیہ السلام کو وصیت درج ہے اور ایسا ہی مسلم مین ہے - مولوی صاحب ہان
یہ تو مین نے بھی پڑھا ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہ کا
جنازہ نہین کیا - مگر طالب وراثت ہونا اور نہ کام پھرنا اور غضبناک ہوجانا تادم وفات
تو کہین نظر سے نہین گذرا خیر سویرے دیکھ لینگے - جیو نمل مولوی صاحب اگر اسی وقت
کتاب لاکر فیصلہ کر لو خیر ورنہ ڈگری شیعہ شاہ صاحب کو دی جاویگی - اور آپ اس معاملے
مین جھوٹے قرار پاوگے - مین - اگر مولوی صاحب زیادہ آمادہ بہ تحقیق ہون تو صواعق
محرقہ مصنفہ ابن حجر کی سنی سے دربارہ فدک حضرت علی و حسنین علیہم السلام کی گواہی دینی اور
اس گواہی کو ابوبکر کا نامنظور کرنا ثابت کر دینگو مین طیار ہون بعد ثابت ہونے ابوبکر صاحب کے
اوصاف حمیدہ کے جس کا دل چاہی بضعۃ رسول کے ایسے سخت رنجیدہ کرنیوالے کو اپنا مرشد ہادی
اور سچا خلیفہ مانے اور جسکا جی چاہے بنت رسول کو پایہ راہ اور بجانب حق تصور کرے کیونکہ اسی
صحیح بخاری مین ہی قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبها فقد اغضبنی یعنی فرمایا
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے جس نے اسے غضبناک کیا اوس نے
مجھے غضبناک کیا - مولوی صاحب پھر تو اسی صحیح بخاری سے آپ نے حضرت ابابکر صدیق
رضی اللہ عنہ پر لعنت کرنی ثابت کر دی بس یہی ہے تمہارا مذہب - جیو - بھلا او شیعہ یہ تو
اس رفیق رسول کو کہ جسکو خود آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باوجود موجودگی علی رضی اللہ عنہ
کے سب سے زیادہ عزیز اور سزاوار خلافت سمجھ کر خلیفہ مقرر کر گئے تھے گالی دیتے ہو اور
گالیان سنانے تو بہ ! اللہ بچائے - مین - یہ کیا کہا مولویصاحب یہ کیا کہنے لگے توبہ اور

کہان کی گالیان۔ حکم موجود۔ لوگ دانا پیر ایسی دہوکہ دہی اور رسول کا ابوبکر کو خلیفہ بناکر چہوڑنا
کہانتک ثابت ہے حالانکہ صحیح مسلم شریف مین عمر صاحب کا قول موجود کہ نبی کسی کو خلیفہ بنا نہین گئی
مولویصاحب۔ بہائی ہان۔ غنیۃ الطالبین مین صاف عبارت موجود ہے کہ رسول نے ابوبکر کو
نص خلیفہ مقرر کیا۔ مین جناب آپ قرآن وحدیث سے پیسلکر لگے غنیۃ الطالبین کی عبارت
پیش کرنے مین تو اس کو نہین ماننے کا۔ مولویصاحب۔ دیکہا بہائی۔ حضرت جناب دستگیر
پیران پیر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کو نہین مانتے۔ مین سناکرتا تہا نہ۔ کہ یہ لوگ جناب
دستگیر کے منکر ہین آہ اوہ پیر بغدادی کہ جسکا قدم تمام انبیا اولیا کی گردنو پر ہے (جلدی سے او ٹہکر
لیجئے مین ایسی بحث نہین کرنا چاہتا میرے تو ایمان کا ہی ستیاناس ہوگیا،، آپ تو یمع دو
حواریون کے چل نکلے جیون مل مولوی صاحب آپ ذرا تشریف رکہئی۔ مین سمجہ گیا کہ آپ
سے کچہہ بن نہین پڑتا مگر کون سنتا تہا۔ مولانا صاحب تو مثل فراریان احد کے ایسی گو کہ پتہ بہی
نہین خاکسار نے باقیماندہ رات ۱۲ بجے تک تمام لوگون کو کہ وہین جمے رہے تہے پند ونصائح مین
گزاری اور سویرے واپس آیا انشاءاللہ نتیجہ سے آگاہ کرون گا۔ دوسرا مناظرہ موضع لوہدرہ
تحصیل سیالکوٹ جو خاکسار کا قدیمی مسکن ہے تیس چالیس آدمی شیعہ ہوگئے۔ وہان کے مخالفین
کو جو حسد ہوا۔ اتوار کے روز بوجہ تعطیل مجہے وہین پاکر دو مولوی بلالائے اور لگی گفتگو ہونے
حاضرین کی تعداد بمع جہلا قریبا ساٹہہ کے تہی۔ مین (مولوی اسماعیل سنی سے) جناب مولنا
صاحب آپ کچہ علم قرآن وحدیث تفسیر وتاریخ سے بہی واقف ہین۔ ملا۔ نہین صرف امامت
کرا سکتا ہون (امامت کی ارزانی) مین۔ آپکا مذہب کیا ہے اور کب سے مسلمان ہوئے۔ ملا۔ ہم
سنی مسلمان ہین اور سنکر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے روز میثاق کے۔ ملا۔ شاہ جی اصلی
مطلب کی بات کرو جس غرض کو ہم آئے فضول باتین چہوڑو۔ ایک زمیندار۔ مطلب کی بات
کیا کہین۔ تم نے تو پہلے ہی پہنسا کر زمین مین ڈالا۔ چوہدری علالدین صاحب ذرا او جیک گرد بیہ
صاحب موضع جہلکی ضلع سیالکوٹ کے آوان سخت متعصب اہلحدیث وہرم سنی ہین) شاہ صاحب
آپ تاریخ مقرر کرو۔ مین خود سید عالم شاہ موضع چکروہی ضلع سیالکوٹ کو اسی روز تمہارے
مقابلہ پر لے آؤن گا وہ سید صاحب (اصلی سید) اتنے عالم فاضل ہین کہ وہ اصحاب ثلاثہ کو

محض قرآن ہی سے بہشتی ثابت کرین یا (یا بہشت دے دیتے ہین) اور طرہ یہ کہ کسی دوسری
کتاب کو ہاتھ تک نہین لگاتے اور فرماتے ہین کہ قرآن کی موجودگی مین اور کتابونکی ضرورت ہی کیا
ہے (حسبنا کتاب اللہ) اور نہ آج تک کسی شیعہ نے ان کے روبرو دو باتین کین مین لیجئے
کاغذ وغیرہ حاضر ہے جو آپ فرماوین پہلے لکھ کر مین ہی دستخط کرتا ہون نقل کاغذ مورخہ ۱۶
اپریل ۱۹۱۱ء بروز اتوار کو سید عنایت علی شیعہ وزیرآبادی اور جمال دین سنی ساکن جھالکی
بمع مولوی حاکم شاہ سنی کے موضع لوہدرہ تحصیل سیالکوٹ مین واسطے مناظرہ کے آموجود
ہون فریقین سے نہ آنے والے پر مبلغ ۵ روپیہ تعزیر۔ بحث فدک اور ایمان ثلاثہ کی ہوگی
دستخط سید عنایت علی شیعہ از وزیرآباد۔ جمال دین سنی از جھالکی ضلع سیالکوٹ۔ مورخہ ۹
اپریل ۱۹۱۱ء۔ بقلم سید برکت شاہ از کوٹ مانا ضلع سیالکوٹ۔ گواہ۔ تعد مکمل ہونے کاغذ
کے جمال دین سنی یون تقریر کرنیلگا۔ جمال دین (مسکراکر حسرت سے) آج کل تو زمانے مین اندھیر
ہی ہوتا چلا جا رہا ہے یہ لوگ تو لوگون کو گمراہ کرتے ہی ہین مگر حیف زمانے ناسمجھ پر کہ جوق
در جوق ان کے دام فریب مین آتے جاتے ہین۔ دیکھا مناظرہ فدک (شرم نہ آئی) اگرچہ
شیعہ چپ تو نہین ہوتے تھے مگر سوائے شکست کی اور کیا کمایا (لعنت۔ فتح۔ کامیابی ہمہ عالم
پر روشن ہے) فلان جگہ بھاگے (جنگ احدین) فلان جگہ یہ منہ کی کھائی وغیرہ وغیرہ حاضرین
جلسہ ابھی چودہری جی۔ ان کلمات دلشکنی سے فایدہ؟ اتوار کو دیکھا جائیگا۔ جو ہوگا۔
جمال دین مجھسے مخاطب ہوکر۔ لیجئے شاہ جی! ثابت قدم رہنا اگر خدا نے چاہا تو پھر کبھی آپ
مناظرہ کا نام تک نہ لوگے (دیکھئے) چھ سات دن مین آپ اپنا انتظام کرلین مین آپ خاطر
جمع رکھین ایک نہین دس مولوی لائے مین بحث کو تیار ہون (پیروان فرار نہین متمسک
حیدر کرار غیر فرار ہون) جلسہ برخواست ہوا خاکسار بھی واپس وزیرآباد آیا۔ القصہ ۱۶
اپریل بروز ہفتہ کو چودہری عنایت علی شاہ ذاکر سید الشہداء المظلوم کربلا ساکن چک شاہ ضلع
گجرات معروف بذحمی خان اور سید اکبر شاہ صاحب مناظر ڈاکٹر ملٹری ساکن گجرات اور مین بمعہ
کتب سنیہ مثلاً تفسیر درمنثور۔ تفسیر بیضاوی۔ مشکوۃ۔ مسلم۔ بخاری۔ گلدستہ کرامات۔ صواعق
محرقہ وغیرہ وقت ۵ بجے شام موضع لوہدرہ جا موجود ہوا۔ رات کو مجلس ہوئی۔ تاریخ معینہ

لگے انتظار کرنے۔ مگر افسوس نہ چوہدری جمال دین نہ حاکم شاہ۔ پیغام بھیجا مگر وہ تو بزرگ ہی ہوئے
تاں دیہ مذکور کے چوہدری کرم داد نے کہ جسکو باوجود سخت نمازی ہونیکے مذہب شیعہ نہیں بلکہ
سادات سے بھی فطرتی عداوت ہی فوراً آدمی بھیجکر موضع کوٹ بھکران سے مولوی نوردین کو بلا
لیا۔ یہ مولوی صاحب اچھے موٹے تازے اور عوام جہلا مین خاصہ جوش دلانیوالے حضرت ہین۔
آتے ہی باشندگان دیہ کو جمع کر کے تقریر شروع کی مولوی نوردین۔ بھائی ہمارے گانون مین ایک
رافضی مرنیا گیا تو اسکے منہ سے بول شروع ہوا۔ اس مذہب کا بانی عبداللہ ابن سبا یہودی تہا۔ یہ
کافر ہین۔ مرتد ہین ائکی مجلس مین جانا حرام ہے۔ گو قرآن و حدیث کا وعظ کیون نہ کرتے ہون انسے
بچنے کا یہی عمدہ طریقہ ہے کہ ان کے پاس تک نہ بیٹھو۔ خیر حوصلہ رکھو۔ ابھی ان کے اصول کی غلطی
لکھوے دیتا ہون ان کا قرآن حدیث اور رسول اور خدا سے منکر ہونا ابھی ثابت کر دکھلاتا
ہون۔ ایک آدمی۔ مولانا صاحب روٹی تیار ہے۔ مولوی نوردین۔ بھائی میری تو یہ مراد تھی
کہ مین روٹی سے پہلے تمہارے رافضیون کو کہاون۔ حاضرین نے ایک قہقہہ لگایا اور مولوی
صاحب کے ہمراہ ہولئے۔ سنی جامے مین پھولے نہ سماتے تھے یہ ایک سنی ۱ دوسرے ۔ بھائی
حاکم شاہ تو نہین آئے۔ مگر خیر دیکھنا مولوی مولوی نوردین کا تماشہ (پہلا) دوسرا۔ خیر شیعونکو
پشتو پڑگئے ہین۔ پہلا ابھی اتارے جاتے ہین گھبراؤ نہین۔ یار۔ انہون نے تو گاؤن کو کافر
کیا۔ دوسرا۔ کافر۔ مولوی صاحب فرماتے ہین کہ خدا اور رسول کو نہین مانتے۔ پہلا ابھی دیکھنا
ثابت بھی کرینگے نہ (کبول نہین) یکایک ہمارے کانون مین صدا پہونچی۔ شاہ جی۔ شاہ جی
نہین۔ کون ہے بھائی۔ بلانیوالا چلو نہ مکان پر۔ کل لوگ جمع ہین اور مولوی صاحب بھی گئے ہین
آپ ہی کا انتظار ہے الخلاص۔ ہم بھی معہ اپنی شیعون کی جماعت کے مکان پر پہنچے دیکھا کہ قریباً
پانچ چھ سو آدمی جمع ہین اور بہت سے ملانے۔ مولوی صاحب بارعب بیٹھے ہین۔ شیعہ بھی دوسری
جانب بیٹھ گئے۔ پندرہ منٹ کے بعد مین نے اوٹھکر کہا۔ کیا مجھے اجازت ہے کہ شرائط مناظرہ لکھون
تاکہ بحث پر کسیکو چون وچرا کا موقع نہ ملے۔ مولوی نوردین۔ بیشک جلدی لکھو پس شرائط حسب ذیل
لکھکر مین ہی نے سب کو سنا دئے۔ (۱) شیعہ اپنا دعوی سنیونکی کتاب سے ثابت کرین اور
شیعونکی کتاب نہ پیش کرین سنی اپنا دعوی شیعون کی کتاب سے پیش کرین اور سنیونکی کتاب نہ

نہ کریں (۲) قرآن مجید مسلمہ بین الفریقین ہے اس سے دلیل دینے کا دونوں کو اختیار ہوگا
(۳) اثنائے گفتگو میں جس فریق کا کوئی آدمی بلند آواز کرے یا قہقہہ لگائے وہ مذہب اور فریق
کاذب قرار دیا جائے گا (چونکہ پولیس کا کوئی انتظام نہ تھا اسلئے یہی مناسب سمجھا گیا) ۴۔ پنڈت
کرپا رام صاحب اور بابو شمس الدین حبیب لی مدرس حکم مقرر کئے گئے۔ چونکہ ان کو شیعہ و سنی سے
کوئی سروکار نہیں اسلئے ان کا فیصلہ فریقین کو ماننا پڑے گا۔ (۵) گھڑی درمیان رکھی جائیگی
[illegible] دہ ٹائم میں ایک ایک مولوی فریقین کو کلام کرنے کا حق حاصل ہوگا اسکے ٹائم میں قطع
کلامی کی جرأت نہ ہوگی۔ مولوی صاحب۔ ہاں مجھے سب کچھ منظور ہے مگر میں آج بحث کو ملتوی
رکھتا ہوں۔ کیونکہ [illegible] شیعوں کی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہوں (میرا بھائی جو لاہور میں ہے) سید
امیر شاہ صاحب [illegible] (جو بالمقابل مولوی نوردین کے ساتھ مناظرہ کو آئے تھے) مولوی
صاحب مطالعہ کرکے آتا تھا [illegible] نیاز علی صاحب شیعہ۔ افسوس کہ آپنے لوگوں کی
سخت دلشکنی کی سب کے سب [illegible] دل ہی [illegible] اچھا [illegible] مولوی نوردین
(مجھ سے مخاطب ہوکر) آپ مہربانی کرکے اپنے اصول مذہبی سنائیں۔ میں۔ توحید
عدل۔ نبوت۔ امامت۔ قیامت۔ مولوی نوردین۔ بس یہی اصول ہمارے ہیں۔ (تعجب)
اب اشکال ہی کیا باقی رہا میں (دیکھیے سوچکر) بات تو کچھ نہ ہوئی۔ مولوی صاحب۔ ہمارا
شیعہ و سنی کا جھگڑا [illegible]۔ رسول ایک۔ قرآن ایک۔ فرق ہے تو۔ آپ اصحاب ثلاثہ
کو مومن قرار دیتے ہیں اور ہم برعکس اسکے۔ بہتر ہے کہ [illegible]۔ آپ چونکہ گریزی
گریز کئے جاتے ہیں اور وقت بھی تھوڑا ہے۔ خلیفہ اول (ابوبکر) والا فیصلہ کرلیں۔ مولوی
نوردین۔ بہتر اسکی نسبت سوال کرو۔ میں۔ آیا نبوت قابل ارث ہے؟ مولوی نوردین
نہیں۔ انبیا کا ورثہ [illegible] ہے (محض جہلا کو دھوکہ دینے کے لئے) میں۔ ابوبکر کی حدیث لا
نورث ولا نورث ما ترکنا صدقۃ الخ غلط ٹھیری۔ مولوی نوردین تو اس حدیث کا وجود ہی
نہیں (انکو سہو تھا کہ کتاب اون کے پاس کوئی موجود نہیں) سید امیر شاہ۔ واہ واہ مولوی
ثلاثہ نے تو فدک چھین لی اور آپ نے بخاری حدیث کی ٹانگ توڑی (عدو شود سبب
خیر گر خدا خواہد) مولوی نوردین۔ پھر آپ بھی تو شیعہ ہوئے۔ سید ہونہ۔ کل شئی یرجع الی اصلہ

سید اکبر شاہ ۔ اوٹھو کر اور حلفاً کلمہ پڑھ کر (دل مین خوف کہا گیا کہ مبادا مین بہی شیعہ ہی نہ مشہور ہو جاون ۔) لوگو مین شیعہ نہین گواہ رہنا کہ مین حنفی ہون ۔ ہان البتہ ثلاثہ کے فدک چھین لینے سے مجھے انکار نہین کیونکہ یہ سب کتابون مین اظہر من الشمس ہے ۔ سید اکبر شاہ صاحب شیعہ ۔ مولوی صاحب دوسرا سوال ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمیع امت کو قرآن اور اہلبیت کی تابعداری کی وصیت کی تہی ۔ مولوی نوردین ۔ بیشک سید صاحب تو پہر آپ کے ثلاثہ نے تابعداری کی یا اون کے حاکم بنے ۔ مولوی نوردین ۔ شاہ صاحب نماز ظہر کا وقت جاتا ہے آپ شرائط لکہین تاکہ باقاعدہ وسیع پیمانہ پر بحث ہو ۔ پہر خوب ہو دنگے ، مین ۔ جناب وہ تو پہر دیکہا جاوے گا پہلے آپ تو خیریت سے نبٹ لین ۔ مولوی صاحب اجی جانے دو ۔ یہ معاملہ تیرہ سو سال سے یونہی چلا آیا ہے یونہی نبٹرنے کا ۔ سید اکبر صاحب نے منبر پر بیٹھ کے رسول اور آل رسول کا باہمی تعلق قرآن سے ثابت کیا اور فلن مقتضا معتی علی المؤمن کو بیان فرمایا ۔ پہر چوہدری نیاز علی صاحب نے باوضو اسی ممبر پر بیٹھکر کل انبیا کا مذہب شیعہ بیان فرمایا لوگ متاثر ہوے چونکہ مولوی نوردین نے بہی وعدہ کیا تہا کہ مین بہی ان کے بعد وعظ سناونگا اسیواسطے چوہدری صاحب موصوف ذاکر حسین نے اپنی تقریر اور وعظ کو بہت مختصر کر دیا مگر مداحان رسول وعترت رسول کی تقریر بے نظیر پر تاثیر سنکر نماز کے بہانہ (مولوی نوردین) ایسے گئے کہ پہر آج تک نہ آئے ۔ مین اس کامیابی کی سنیونکو مبارکباد دیتا ہون ۔ آپ اس عبارت مذکورہ سے سنی مذہب کے علماون کے علم کا اندازہ کر سکتے ہین اور پہر طرہ یہ کہ یہی لوگ ہین جو فرقہ حقہ شیعہ سے عوام الناس کو متنفر کر رہے ہین ۔ خدا جانے کیا وجہ ہے کہ شیعہ انکی روک تہام کو کیون نہین طیار ہوتے ۔ سید حاکم شاہ سنی المذہب ساکن چکروہی ضلع سیالکوٹ کو چیلنج دیتا ہون کہ اگر دل مین حسرت ہو تو صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سیالکوٹ سے اجازت حاصل کر کے باقاعدہ جب چاہین میرے ساتھ شرائط مقرر کر کے مناظرہ کرین ۔

خادم قوم السید عنایت علی ملازم ریلوی اسٹیشن وزیر آباد ۳۶۰۵

اصلاح ۔ ہم جناب ڈاکٹر میر اکبر علیشاہ صاحب وجناب چوہدری نیاز علی صاحب کے تو دیرینہ نیاز رکہتے ہین مگر میر عنایت علی شاہ صاحب کے جو ہر آج کہلے اگرچہ عرصہ سے آپ سے بہی واقف ہون اگر اسیطرح حضرات اہل علم زبانی مناظرہ پر آمادہ ہوا کرین تو اتباع فراریان احمد کو بہی حقیقت معلوم ہو جائے مگر افسوس کہ ہمارے حضرات اہل علم اس کو اپنا کسر شان سمجھتے ہین جو ایسون سے دوبدو گفتگو کرین ہم

تو طاہر و وحوش کو بھی اس روز روزہ دار بتاتے ہیں کیا خوب کہا ہے شاعر نے

یک حسینے نیست کہ گردد شہید ٭ ورنہ بسیار اند در عالم یزید

غضب خدا کا فرزند رسول تو اس ظلم و ستم سے شہید کیا جاوے اور علماے اہل سنت اوس روز جشن عید منانے کیلئے اہتمام کریں کہ یہ ایسی وضعی حدیثیں بنا بنا کر جس پر بقول امام شوکانی بے اختیار لعنت اللہ علی الکاذبین زبان سے نکل تھا۔

وجہ فضیلت عاشورا

جس واضع نے صرف قبول توبہ حضرت آدم کو یوم عاشورا بتایا ہے اوس کو شاید یہ نہ معلوم تھا کہ عینی نے تو دس پیغمبروں کا نام لکھا ہے چنانچہ لکھتے ہیں الیوم الثالث لم سمی الیوم العاشر عاشوراء اختلفوا فیہ فقیل لانہ عاشر المحرم وھذا ظاہر وقیل لان اللہ تعالی اکرم فیہ عشرۃ من الانبیاء بعشر کرامات الاول موسی ع فانہ نصر فیہ وفلق البحر لہ وغرق فرعون وجنودہ الثانی نوح ع استوت سفینتہ علی الجودی الثالث یونس انجی فیہ من بطن الحوت الرابع فیہ تاب اللہ علی آدم قالہ عکرمۃ الخامس یوسف علیہ السلام فانہ اخرج من الجب فیہ السادس عیسی فانہ ولد فیہ وفیہ رفع السابع داود علیہ السلام فیہ تاب اللہ علیہ الثامن ابراہیم ع ولد فیہ التاسع یعقوب علیہ السلام فیہ رد بصرہ العاشر نبینا محمد ص فیہ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر ھکذا ذکروا عشرۃ من الانبیاء وقلت ذکر بعضھم من العشرۃ ادریس فانہ رفع الی مکان من السماء وایوب فیہ کشف اللہ ضرہ وسلیمان فیہ اعطی الملک عینی ص

یعنے عاشورا کے نام میں اختلاف ہے کہ یہ نام کیوں رکھا گیا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ وہ دسویں محرم ہے اس لئے عاشورا ہوا جو ظاہر ہے دوسرے یہ کہا گیا ہے کہ خدا نے چونکہ دس نبیوں کو دس کرامتوں سے مخصوص کیا ہے لہذا یہ عاشورا ہوا (۱) حضرت موسی کو فرعون سے نجات ملی اور وہ غرق ہوا (۲) نوح کی کشتی کوہ جودی پر ٹھہری (۳) حضرت یونس کو بطن ماہی سے نجات ملی (۴) حضرت آدم کی توبہ قبول

قابیل اس کا ذکر سید خابجی ہی (۵) حضرت یوسف چاہ سے نکالے گئے (۶) عیسیٰ اسی روز پیدا ہوے اور اسی روز اوٹھالے گئے (۷) حضرت داود کا توبہ قبول ہوا (۸) حضرت ابراہیم اسی روز پیدا ہوے (۹) حضرت یعقوب کی بینائی لوٹ آئی (۱۰) حضرت محمدؐ کی گناہ ہائے آیندہ و گذشتہ کو خدا نے بخشدیا۔ عینی کہتے ہین بعض نے اس عشرہ مین (۱۱) حضرت ادریس کو بھی ذکر کیا ہے جو آسمان کی طرف بلند کیے گئے (۱۲) حضرت ایوب کی بیماری دفع ہوی (۱۳) حضرت سلیمان کو ملک ملا۔

غرض صرف اس وجہ سے کہ یزید کو اس روز فتح ملی اور امام حسینؓ قتل کیے گئے یہ روز ایسا متبرک ہے کہ تمامی انبیا کو جو کچھ نعمت ملی یا اون کی بلا دفع ہوی وہ سب اسی روز۔ پھر اس سے بڑھکر کون سا روز متبرک اور قابل عید ہو سکتا ہے۔

مگر کلام شوکانی سے آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ کتنی روایتین وضعی اس مین بنای گئی ہین جنمین توبہ حضرت آدم کی روایت تو بالخصوص وضعی ہے لہذا مزید تحقیقات کی ضرورت نہین کیونکہ اہل سنت نے اسی روز کے لیے خاص طور پہ دعا مین بھی تصنیف کی ہین جنمین النصب و اشمات کو ذکر کیا ہے اور ایسے بھی بنائے جس سے کمال درجہ کی محبت اون کی ظاہر ہے۔ کہ وہ اس روز عاشورہ کو کیسا متبرک سمجھتے ہین کہ اسمین سب دعائین اون کی معاذ اللہ قبول ہوتی ہیں

آخر مین ہم مولوی صاحب فرنگی محلی کی عبارت درج کرتے ہین تاکہ یہ رسالہ جس طرح اہل حدیث کے لئے حجت ہوگا حنفیون کے لئے بھی کہ مولوی عبدالحی صاحب کی تصنیف ہے چنانچہ مولوی صاحب ممدوح آثار مرفوعہ فی الاخبار الموضوعہ مین لکھتے ہین صفحہ ۴۲

فائدة مفيدة قد وجدت في كتب الاوراد والوظائف احاديث في اعمال خاصة يوم عاشوراء واكثرها موضوعة وردية في تفصيلها فانها مما يكثر السؤال عنه مع تنقيح ما هي موضوعة وما ليست بموضوعة

یعنے فائدہ مفیدہ۔ بعض کتب اوراد و وظائف مین چند حدیثین خاص اعمال روز عاشورا مین آئی ہین مگر اکثر اون کی موضوع ہین اور چونکہ اس بارے مین اکثر سوال ہوتا ہے تفصیل مین مضایقہ نہین سمجھا جاتا

فاعلم ان احادیث الصلوة المخصوصة فی یوم عاشوراء کما یفعلها بعض المشایخ فی دفاترهم کلها موضوعة

کہ جتنی حدیثیں نماز مخصوص عاشورا کے بارے میں وارد ہیں بعض مشایخ نے اپنے دفاتر میں لکھی ہے موضوع ہیں

اس سے معلوم ہوا کہ حضرات اہل سنت نے یزید پرستی سے یزید خاص روز عاشورا کے لئے صرف روزہ ہی کی حدیثیں نہیں بنائی ہیں بلکہ نماز اور بہت سے اعمال ترتیب دئے ہیں کہ روح یزید پلید خوش اور شادمان ہو۔ خدا ان سے سمجھے۔

پھر ان احادیث کو جو صحاح ستہ وغیرہ میں ہیں دربارہ روز عاشورا لکھتے ہیں۔ صفحہ ۲۰۳

واما ما هو موضوع من الاخبار الواردة فی فضل صیام عاشوراء وفضل ذلک الیوم فمنها حدیث ابن عباس مرفوعا من صام یوم عاشوراء کتب الله له عبادة ستین سنة بصیامها وقیامها ومن صام یوم عاشوراء اعطی ثواب عشرة آلاف ملک ومن صام یوم عاشوراء اعطی ثواب عشرة آلاف شهید ومن صام یوم عاشوراء کتب الله له اجر سبع سموات ومن افطر عنده مؤمن فی یوم عاشوراء فکانما افطر عنده جمیع امة محمد واشبع بطونهم ومن مسح علی راس یتیم رفعت له بکل شعرة علی راسه درجة فی الجنة فقال عمر یا رسول الله لقد فضلنا الله بیوم عاشوراء قال نعم خلق الله السموات یوم عاشوراء والا

ایسے رہی وہ حدیثیں جو اس بارہ میں وضعی ہیں وہ حسب ذیل ہیں (۱) حدیث ابن عباس کہ روزہ عاشورہ پر ساٹھ برس کے صیام و قیام کا ثواب لیگا (۲) جو شخص روزہ رکھے اوسکو دس ہزار فرشتہ ۱۰ ہزار شہید ساتوں آسمان کا اجر دیا جائے گا اور جو اس روز افطار کرائے کسی مومن کو تو گویا اوسنے جمیع امت محمدؐ کو طعام کیا اور انکو شکم سیر کر دیا اور جو شخص کسی یتیم کے سر پر مسح کرے تو ہر بال کے عوض میں اوسکو بہشت میں ایک درجہ ملیگا عمر نے کہا یا حضرت خدا نے ہمکو بڑی فضیلت دی ہے بوجہ عاشورا تو حضرت نے فرمایا خدا نے اسی روز آسمانوں کو پیدا کیا

كمثله وخلق القلم يوم عاشوراء وادخل مثله وخلق جبرئيل يوم عاشوراء وملائكته يوم عاشوراء وخلق آدم يوم عاشوراء وغفر ذنبه يوم عاشوراء واعطى سليمان يوم عاشوراء وولد النبي صلى الله عليه وسلم يوم عاشوراء واستوى الرب على العرش يوم عاشوراء ويوم القيامة يوم عاشوراء اخرجه ابن الجوزي بسند فيه حبيب ابن حبيب وقال موضوع آفته حبيب تبع واقره عليه السيوطي وابن عراق والحافظ ابن حجر وغيرهم وفي ميزان الاعتدال للذهبي حبيب ابن ابي حبيب الخرططي المروزي عن ابراهيم الصائغ وغيره كان يضع الحديث قال ابن حبان وغيره روى محمد بن قهزاد عن حبيب عن ابراهيم عن ميمون بن مهران عن ابن عباس مرفوعا من صام يوم عاشوراء كتب الله له عبادة سبعين سنة واعطى في الجنة عشرة آلاف ملك وثواب سبع سموات ومن افطر عنده مومن يوم عاشوراء فكانما افطر عنده جميع امة محمد ومن اشبع جائعا في يوم عاشوراء فكانما اطعم جميع فقراء الامة ومن مسح راس يتيم يوم عاشوراء رفعت له بكل شعرة درجة في الجنة وذكر حديثا طويلا

اور زمین کو۔ لوح و قلم۔ جبریل اور ملایکہ سب بروز عاشورا پیدا ہوے حضرت آدم کی پیدایش اور غفران ذنب وا قوع سب بروز عاشورا ہوا۔ رسول اللہ بھی بروز عاشورا متولد ہوے اور خدا نے عرش پر عاشورہی کو جب اور قیامت بھی بروز عاشورا ہوگی۔

ابن الجوزی نے اس کو بسند حبیب ابن حبیب روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے آفت اس کی حبیب ابن حبیب سے ہے۔ سیوطی۔ ابن عراق حافظ ابن حجر نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔ میزان الاعتدال میں ہے کہ حبیب ابن حبیب خرطلی مروزی ابراہیم صایغ وغیرہ سے روایت کرتا ہے اور حدیث بناتا ہے ابن حبان وغیرہ نے بھی لکھا ہے محمد بن قہزاد نے حبیب سے اور ابراہیم سے میمون بن مہران سے ابن عباس سے ایک طولانی روایت کی ہے جو اصل عبارت

موضوعا وفیه ان الله خلق العرش یوم
عاشورا والکرسی یوم عاشوراء والقلم یوم
عاشوراء وخلق الجنة یوم عاشوراء و
اسکن آدم الجنة یوم عاشوراء الی ان
قال وولد النبی صلی الله علیه وسلم یوم
عاشوراء واستوی الله علی العرش یوم
عاشوراء ویوم القیامة یوم عاشوراء فانظر
الی هذه الاباطیل انتهی۔ پھر لکھتے ہین
فاما هذه الاحادیث الطوال التی ذکر
فیها کثیر من الوقائع العظیمة الماضیة و
المستقبلة انها فی یوم عاشوراء فلا اصل
لها وان ذکرها کثیر من ارباب السلوک
والتواریخ فی تالیفهم ومنهم الفقیه ابو
اللیث ذکر فی تنبیه الغافلین حدیثا
طویلا فی ذلک وکذا ذکر فی بستانه
فلا تغتر بذکرهم لان مدار العبرة فی هذا
الباب لنقد الرجال لا لمجرد ذکر الرجال و
منها حدیث ابی هریرة مرفوعا ان الله
افترض علی بنی اسرائیل صوما فی السنة
هو یوم عاشوراء وهو الیوم العاشر من
المحرم وصوموه علی اهلیکم و [illegible] وسع
علی اهله من ماله یوم عاشوراء وسع الله
علیه سائر سنته فصوموا فانه الیوم الذی

یہ مین مذکور ہے اوسکے بعد لکھتے
ہین فانظر الی هذه الاباطیل یعنی
اس امر کی بہتان کو دیکھو پھر لکھتے ہین
کہ یہ طولانی حدیثین جس مین اکثر
وقائع عظیمہ ماضیہ و مستقبلہ کو
لکھتے ہین کہ یہ سب روز عاشورا
ہوے ان کی کوئی اصل نہین
ہے اگرچہ اسکو ارباب سلوک و
تواریخ نے اپنی تالیفات مین
لکھا ہے جس مین سے فقیہ
ابو اللیث ہین جنہون نے تنبیہ
الغافلین مین ایک طولانی حدیث
اس بارے مین لکھی ہے اسی
طرح اپنی بستان مین بھی لکھا ہو
تو ان لوگون کی تحریر سے دہوکا
نہ کھا کہ اصل مدار اس بارہ مین
نقد رجال ہے نہ بڑے بڑے
علما کا لکھدینا۔
حدیث ابو ہریرہ ہے کہ خدا نے
بنی اسرائیل پر سال بہر مین ایک
روزہ روزہ واجب کیا تھا اور
وہ روزہ عاشورا تھا اس نے
اپنی عیال پر وسعت دینا چاہیے

قاب الله فيه على آدم وهو اليوم الذى
رفع الله فيه ادريس مكانا عليا وهو اليوم
الذى نجى الله فيه ابراهيم من النار وهو
اليوم الذى اخرج فيه نوحا من السفينة
وهو اليوم الذى انزل الله فيه التوراة
على موسى وفيه فدى اسمعيل من الذبح
وهو اليوم الذى اخرج الله فيه يوسف
من السجن وهو اليوم الذى رد الله على
يعقوب بصره وهو اليوم الذى كشف
الله فيه البلاء عن ايوب وهو اليوم
الذى اخرج الله فيه يونس من بطن الحوت
وهو اليوم الذى فلق الله فيه البحر لبنى
اسرائيل وهو اليوم الذى غفر الله
فيه لمحمد ذنبه ما تقدم منه وما تاخر
وفى هذا اليوم عبر موسى البحر وفى
هذا اليوم انزل الله التوبة على قوم
يونس فمن صام هذا اليوم كانت له كفارة
اربعين سنة وهو اول يوم خلق الله
من الدنيا واول مطر نزل من السماء
يوم عاشوراء فمن صام يوم عاشوراء
صام الدهر كله وهو صوم الانبياء
ومن احيا ليلة عاشوراء فكانما عبد
مثل عبادة اهل السموات السبع ومن

کیونکہ جو شخص اسمیں وسعت دیگا اپنی
عیال پر اپنے مال سے تو خدا سال بھر
تک وسعت دیگا پس اسی روز روزہ
رکھو کہ خدا نے اس روز توبہ آدم کو
قبول کیا۔ اسی روز خدا نے حضرت
ادریس کو آسمان کی طرف بلند کیا
ابراہیم کو اسی روز نجات ملی نار
سے۔ نوح اسی روز اپنی کشتی سے
نکلے۔ اسی روز خدا نے توراۃ کو
نازل کیا اسی روز حضرت اسمعیل
کے لئے فدیہ آیا جس سے ذبح سے
بچگئے۔ اسی روز حضرت یوسف قید
سے رہا ہوئے۔ اسی روز حضرت
یعقوب کی بینائی لوٹ آئی اسی روز
بلائے حضرت ایوب دفع ہوئی اسی
روز حضرت یونس کو بطن ماہی سے
نجات ملی۔ اسی روز خدا نے دریا
کو شگافتہ کیا بنی اسرائیل کیلئے
اسی روز خدا نے رسول اللہ کے
گناہوں کو بخشا۔ اسی روز حضرت
موسی نے بحر سے عبور کیا اسی روز
توبہ قوم حضرت یونس قبول ہوا تو
جو شخص اس روز روزہ رکھے گا

مقبول ترجمہ! مقبول ترجمہ!! مقبول ترجمہ!!!

حضرات مومنین! شیعیان آل طٰہٰ و یٰسین!! آیا آپکو خبر نہین ہے کہ قرآن مجید جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ پر نازل ہوا وہ آپکے سپرد فرما گئے ہین اور آپ عربی نہ جاننے کے سبب اسکے مطالب سے نا واقف ہین اسکا صرف اردو ترجمہ آپکے روزمرہ کے مطابق صاف اردو زبان مین جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی دام فیوضہم فرما رہے ہین۔ اور سرکار شریعتمدار مجتہد العصر والزمن حضرت مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہم العالی کی نظر سے گذرنے کے بعد وہ چھپ رہا ہے یہ لطف یہ کہ خالی ترجمہ ہی نہین ہے بلکہ حاشیون پر تفسیری نوٹ بھی ہین اور ترجمہ ہو یا نوٹ ہون سب حضرات اہلبیت علیہم السلام کی تفسیر کے مطابق ہین اور تفسیر کلام اللہ جاننا اور بتلانا انہی حضرات کا اور صرف انہی کا حق ہے۔ اسلئے کہ گھر کے حال سے گھر والے ہی خوب واقف ہوتے ہین نہ کہ آپکے غیر سے بچکلیات و للوکلوجات پڑھاکر۔ پس اگر کلام خدا کا مطلب سمجھنا ہے۔ اسکی تفسیر کی غرض اصلی معلوم کرنی ہے۔ جناب رسول خدا کی وصیت پر عمل کرنا ہے۔ ثقلین کے باہمی تعلقات کو جاننا ہے۔ اور قیامت کے دن حوض کوثر پر سرخرو ہو کر وارد ہونا ہے تو بسم اللہ دیر نہ کیجئے فوراً ہمارے نام ایک خط لکھکر اپنا نام خریداران مقبول ترجمہ مین درج کرائیے۔ دس پارے جو اسوقت تک چھپ چکے ہین وہ منگا لیجئے۔ باقی ہمیں امید ہے کہ ہمیں ماہ یا نیا دہ سے زیادہ انشاء اللہ دو سال مین آپکو مل جائینگے۔ یہ قرآن مجید تین قسم کے کاغذ پر چھپ رہا ہے اسی کے لحاظ سے ہدیہ کی شرح مقرر ہے۔

ہدیہ فی پارہ مع خرچ ڈاک	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ہدیہ فی دو پارہ مع خرچ ڈاک	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ہدیہ دس پارہ مع خرچ ڈاک	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تمام درخواستیں اس پتہ سے بھیجئے:۔

ایس ایم ساجد اینڈ کمپنی۔ دفتر شفاخانہ ہندوستانی۔ چتلی قبر دھلی

رجسٹرڈ سی ۳۴۵

رسالہ

اصلاح

نمبر ۶ | بابت ماہ جمادی الاخری ۱۳۲۹ھ مطابق ماہ جون ۱۹۱۱ء | جلد ۱۴

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۶ | بابت ماہ جمادی الاخری ۱۳۲۹ھ مطابق ماہ جون ۱۹۱۱ء | جلد ۱۴

واجب العرض

(۱) جن حضرات کے کسی خط کی تعمیل نہین ہوئی - وہ ہمکو معذور سمجھین کہ صرف اسوجہ سے تعمیل نہین ہو سکتی کہ وہ نمبر خریداری نہین لکھتے -

(۲) جو حضرات ۵ سے خریدار ہین اونکے پاس اس نمبر کے پہونچنے کے بعد ویلو روانہ ہوگا - اگر ڈاک والسی چندہ عنایت ہو تو ویلو کی زحمت سے اور خسارہ سے نجات ملے از ۱۳۲۵ھ خریدار ہین

(۳) انتظام دفتر بفضلہ اب درست ہو رہا ہے نمبر ۴ ۱۴ مئی کو روانہ ہوا نمبر ۵ ۲۸ مئی کو نمبر ۶ ۱۴ جون کو جاتا ہے اسدفعہ اسقدر دقتین ہوئین کہ بناہ بخدا سابق منشی ۲۰ ربیع الثانی کو ۱۲ یوم کی رخصت پر گئے اور خط و کتابت ایسا بند کیا کہ پھر آنیکی امید ہی نہ رہی آخر چند جا کر ایک دوسرے منشی کو لائے جس نے ایسا دھوکا دیا اور اسقدر زیر بار کیا کہ پناہ بخدا - ۵ اروز بھی نہ ہوکر فراری ہوئے ۱۰ جمادی الاولی کو سابق منشی صاحب تشریف لائے جس سے پھر اسقدر کامیابی کی صورت ہو رہی ہے -

(۴) پریس کا ایسا ملازم طاعون مین تلف ہوا جسکا ہمکو ہمیشہ افسوس رہیگا نہایت متدین - خیر خواہ محافظ کل امور پریس تھے جنکا نام حسین علی خان مرحوم تھا رحمہ اللہ امید دعائے مغفرت ہے اونکی موت نے تمام ملازمین کے حواس بگاڑ دئے - نیا انتظام ہوا نیا پریسمین جونپور سے بلوا لیا اب اتنی صورت نظر آرہی ہے -

(۵) اغراض اصلاح ابتدائے وجود سے صرف مدافعت ہر دو فرقہ شیعہ پر جو الزام آتے اونکا دفعیہ کرتا رہے - جس سے ہم اون نامہ نگارون سے پہلے ادب معافی چاہتے ہین جو قومی انجمنون کا جا بجا صورتین رپوٹ بھیجتے ہین اور چاہتے ہین کہ اونکی پوری تحریرین درج ہون نیونکہ اسے

آل انڈیا شیعہ گزٹ کافی ہے یا پولیٹیکل امور پر تحریر فرماتے ہین - یا فرائض و میراث کے مسائل بھیجتے ہین - وہ معاف فرمائین کہ مجھے نہ قبلہ و کعبہ بنتا ہے نہ مجتہد العصر والزمان کا خطاب لینا اسکے مدعی و مستحق بہت سے حضرات ہین - اسی طرح جو حضرات نظم و قصائد بھیجتے ہین - وہ ہمکو معاف فرمائیں کہ اصلاح گلدستہ نہین ہے - یہان تو صرف محققانہ مضامین کی ضرورت ہے جو لوگ اپنا جوہر دکھانا چاہین اصلاح اون کی خدمت کو حاضر ہے -

افسوس تو زیادہ تر اسیکا ہے کہ اب جو حضرات صاحب علم نکلتے ہین وہ صاحب قلم نہین ہوتے صرف منبر کو پسند کرتے ہین -

(۶) اسکی سخت ضرورت ہے کہ فرقہ شیعہ صاحبان کل جتنے اخبار نکلتے ہیں ان پر نظر رکھین کہ آجکل ہر طرف سے شیعو نپر بوچھار ہے - اگرچہ دہلوی و لکھنوی ٹھیکہ داران یزید تو فی النار ہو چکے - اگر جب عبید اللہ عمادی اڈیٹر وکیل ہوئے ہین کوئی پرچہ اوسکا حملہ سے خالی نہین ہوتا - لہذا ہر شخص پر اسکی فکر واجب ہے - وطن - پیسہ اخبار - البشیر - سراج الاخبار - تہذیب الاخلاق - الندوہ - الہادی دلگداز سب پر نظر رکھنی چاہیئے -

(۷) المیزان اہلسنت کے تعصب کی یہ حالت ہے کہ الندوہ - البشیر - دلگداز - الہادی تبادلۃً کیا بقیمت بھی ہمکو نہین ملتا حالانکہ چندہ مرتبہ دہلوکی فرمایش کی گئی ہے - مگر شکر ہے کہ وکیل - تہذیب الاخلاق ہمکو بقیمت ملتا ہے ناظرین اصلاح سے امید ہے کہ ان اخبار و رسائل مین جو مضمون بمخالفت شیعہ ہو اوس سے اصلاح کو مطلع کیا کرین -

(۸) ہماری قوم اگر زندہ ہوتی تو اس ۱۴ برس مین اصلاح ہفتہ وار کیا روزانہ ہو جاتا بلکہ متعدد روزانہ اخبار نکلتے مگر جس قوم کی روح اپنے جانی ایمانی دشمنونکے پرورش و پرداخت مین خرچ ہو کہ زیادہ دولت ہے تو علیگڈہ کالج - ایجوکیشنل - انجمن حمایت الاسلام - مسلم یونیورسٹی کی نذر - کتابین جو کئی نسلونکا ذخیرہ ہو اور نوادر زمانہ سے وہ ندوۃ العلما جس سے شیعونکو واقعی کوئی تعلق نہ ہو جیسا کہ کسی مشن کالج یا ہندو کالج سے ہے پھر اوس قوم مین اصلاح یا کوئی اخبار کیسے سرسبز ہو سکتا ہے جس کا سال ہمیشہ تین رنگو نپر گذرتا ہے - الف کتنے ولیو واپس آتے ہین اسکی مدت کم چار مہینہ ہوتی ہے اس سال بھی ۳۰۰ واپس (ب) اب کوئی نیا خریدار آتا ہے کہ نہین چار مہینہ ہوتی

پیمانہ یاقوت سرخ کا تھا جسکی صرف جواہرات کی قیمت دو ہزار اشرفی تھی ابن وصیف نے کہا خدا اسکا برا کرے کہ صرف پچاس ہزار اشرفی کیلئے اس نے اپنے بیٹے معتز کو قتل کرایا۔ حالانکہ اسقدر اسکے پاس مال تھا جیسا ابن وصیف نے حکم دیا کہ اسکو شہر بدر کر کہ چلی جائے تاریخ الخلفاء

اس واقعہ سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس دنیا نے کیا کیا جب ماں نے اپنے بیٹے خلیفہ کو صرف اسی مال کیلئے اس طرح قتل کرا دیا۔ تو خاندان رسالت سے خلافت نکالنے پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے

یہ قبیحہ زوجہ متوکل تھی۔ بوجہ حسن وجمال اسکا نام برعکس قبیحہ رکھا گیا تھا۔ معتز کے قتل کا جب وقت آیا تو اسنے۔ اپنے مکان سے ایک سرنگ طیار کیا جسکے ذریعہ سے کل مال باہر نکال دیا تھا اب اس نے صالح بن وصیف سے سازباز شروع کیا کیونکہ معتز خلیفہ تو قتل ہوا جو اس کا بیٹا تھا۔ ایک عورت کے ذریعہ سے صالح بن وصیف سے گفتگو شروع ہوئی۔ اور کل مال اوسکے حوالہ کیا و من جملتها ادخت الارض وجد وافیها الف الف دینار و ثلثمائة الف تھا جسمیں سے ایک گھر زمین کے نیچے تھا جسمیں دس لاکھ اور تین لاکھ اشرفی تھی۔

صالح نے جب اسکو شہر بدر کیا ہے تو مکہ میں جاکر وہ یوں بددعا کرتی تھی اللهم اخز صالحا کما هتك ستری و قتل ولدی و شتت شملی و اخذ مالی و غربنی عن بلادی و رکب الفاحشة منی مسے کامل جلد ۷

جس سے معلوم ہوا کہ صالح نے مادر خلیفہ کے ساتھ زنا بھی کیا اور طرح رسوا کر کے ملک بدر کیا یہ سب نتائج اعمال متوکل ملعون ہیں جس نے روضہ امام حسینؑ کو منہدم کرایا تھا جو خود اوس ذلت و خواری سے مارا گیا بیٹا اوس ذلت سے زوجہ کی یہ فضیحتی ہوئی کہ ترکی ظالموں نے اوس سے بدکاری کی۔ آبرو مال سب لیا اور ملک بدر کیا۔

مہتدی باللہ ۲۵۵ھ میں خلیفہ ہوا جو واثق باللہ کا بیٹا تھا۔ کل ۱۱ ماہ ۱۵ یوم خلیفہ ما گر اتنی ہی عرصہ میں اوس نے بھی حق خلافت کو ادا کر دیا اور جناب امام کو قید کیا چنانچہ ابوجعفر ہاشمی کا بیان ہے کہ ہم بھی حضرت کے ساتھ مقید تھے۔ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ یہ چاہتا ہے کہ مجھکو قتل کرے حالانکہ ہمارے ابھی اولاد نہیں ہوئی ہے جو وارث امامت ہو اور عنقریب وہ مولود ہونے والا ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا لہذا خدا اسکی عمر کوتاہ

کی اور آج ہی شبکو اسکا خاتمہ ہوگا چنانچہ اسی شبکو ترکوں نے اوسکا خاتمہ کیا مناقب ص۱۳۱
اس خلیفہ کا حال کچھ سابقاً بیان ہوا کہ نہایت سخت تھا چنانچہ جعفر بن محمود کو صرف اس جرم
کروہ شیعہ ہے۔ جلا وطن کیا جعفر بن واحد کا بیان ہے کہ مجھسے بعض باتوں میں اس سے
گفتگو ہو رہی تھی کہ میں نے کہا احمد بن حنبل کی یہ رائے تھی گر اقصاے باپ دادا کے خوف سے اوسکا
اظہار نہیں کرتے تو مہتدی نے کہا رحم اللہ احمد بن حنبل واللہ لو جاز لی ان اتبرء من
من ابی لتبرءت منہ ص تاریخ الخلفا سیوطی
یعنی خدا رحم کرے احمد بن حنبل پر اگر جائز ہوتا کہ ہم اپنے باپ سے تبرا کریں تو اتباع احمد بن حنبل میں
ہم اوس سے بھی تبرا کرتے۔
تعصب مہتدی باللہ کیلئے یہی واقعہ کافی ہے کہ وہ احمد بن حنبل کو ایسا امام برحق جانتا تھا کہ اوسکے
اتباع میں اپنے باپ سے تبرا کرنے پر بھی راضی تھا جو بنا بر مذہب اہلسنت خلیفہ برحق تھا پھر قید و
قتل امام میں اوسکو کب تامل ہوتا۔
محمد بن شمعون بصری نے بھی مہتدی کی شکایت کا خط لکھا تو حضرت نے لکھا کہ آج سے پانچ روز
تک شمار کرو کہ چھٹے روز وہ قتل ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا مناقب ص۱۳۳
اس چند روزہ خلافت میں مہتدی نے اسی ۲۵۵ھ میں ایک فوج طبرستان بھیجی (جہاں ۲۵۰ھ
سے سادات حسنی و حسینی کی سلطنت قائم تھی) جسکا سردار لشکر مفلح تھا۔ اس نے حسن بن
زید علوی سے جنگ کیا (جو جناب امام حسنؑ کی اولاد سے تھے) حسن کو ہزیمت ہوئی۔ دیلم کیطرف
وہ چلے گئے۔ مفلح نے اونکے کل مکانات جلا دئے۔ تاریخ کامل جلد ۷ ص۷۶
یہ قدیم سنت خلفاے اہلسنت ہے جو وقت وفات رسول اللہ سے اولاد رسول اللہ کے ساتھ
برتا جاتا چنانچہ مہتدی کیلئے یہ دعا کی جاتی تھی یا معشر المسلمین ادعوا اللہ لخلیفتکم العدل
المضاھی لعمر بن الخطاب ص کامل جلد ۷
یعنی خلیفہ کے لئے دعا کرو کہ انکو وہ عدل حاصل ہو جو عمر بن الخطاب کو حاصل تھا۔ تو اونکا عدل
بھی اسکے کیا تھا کہ خانہ جناب سیدہ کے گھر جلانے کو آگ لکڑی لیکر گئے تھے۔
حضرت کا قید | زمانہ مہتدی باللہ میں نہیں معلوم ایک ہی دفعہ ہوا یا دو دفعہ کیونکر پہلے

ایک روایت ابوجعفر ہاشمی کی لکھ چکے ہین ۔ دوسری روایت یہ ہے ۔ علی بن اسمعیل علوی بیان کرتا ہے کہ صالح بن وصیف جو بہت بڑا افسر تھا اوس سے عباسیون نے فرمایش کی کہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے قید مین بہت سختی کرنا ۔ صالح نے کہا کہ مینے نہایت شریر وسرکش دو آدمی بارمش واقامش کو معین کیا تھا کہ حضرت کو خوب تکلیف دے ۔ گروہ دونو تو ایسے عابد و زاہد ہوگئے ہین کہ حضرت کو دیکھکر سر اپنا خاک پر رکھدیتے ہین ۔ وہ دونو آدمی بلائے گئے ۔ تو اونھون نے کہا کہ ہم حضرت کے بارہ مین کیا کہین تمام روز روزہ رکھتے ہین اور تمام شب عبادت خدا بجالاتے ہین ۔ جب ہم حضرت کی طرف نظر کرتے ہین تو جوڑ جوڑ ہمارے کپنے لگتے ہین اور اسقدر ہیبت طاری ہوتی ہے کہ بیان نہین کرسکتے مـ۴۳۰ مناقب

ہمنے اس واقعہ کو زمانہ مہتدی مین اسلئے لکھا کہ صالح بن وصیف اسی مہتدی کے حکم سے ۲۵۶ھ مین قتل ہوا مـ۶۱ کامل جلد ۔

لہذا معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اسی خلافت میشوم کے زمانہ کا تھا ۔ اور بغرض تطبیق روایت کہہ سکتے ہین کہ یا تو حضرت امامؑ دو مرتبہ قید کئے گئے یا یہ کہ بعد قتل صالح بن وصیف دوسرا شخص افسر قیدخانہ ہوا جسکے قید مین حضرت کے دعا کی برکت سے مہتدی باللہ اس طرح مرا کہ قد خلعوا اصابع یدیہ ورجلیہ من کعبیہ وفعلوا بہ غیر شئی حتی مات مـ۸۰ کامل جلد یعنی اوسکے ہاتھ اور پیر کی انگلیونکو بند بند سے جدا کردیا تھا اور چند قسم کا عذاب کیا جس سے وہ ماہ رجب ۲۵۶ھ مین واصل بجہنم ہوا ۔

خلافت معتمد علی اللہ مہتدی کی موت کے دوسرے روز یہ خلیفہ ہوا اور عبداللہ بن یحیی بن خاقان کو وزیر مقرر کیا ۔ ۲۳ برس تک خلیفہ رہا اور ۲۷۹ھ مین خلافت سے معزول ومقتول ہوا ۔

حضرت کی مدت حیات اس خلافت مین کل چار برس تھی جس سے زیادہ حضرت کو کسی خلافت کا زمانہ نہین ملا ۔ مگر اس خلافت مین بھی حضرت کے ساتھ وہی سلوک رہا جو پہلی خلافتون مین ہوچکا تھا ۔ حالانکہ معتمد کو جو ۲۳ برس کا زمانہ خلافت کیلئے ملا تو صرف حضرت ہی کی برکت دعا سے ۔ چنانچہ علامہ شہر بن آشوب رضی اللہ مناقب مین روایت

کرتے ہین کہ جب حضرت کو نحریر خادم کے قید مین دیا تو زوجہ نے سمجھایا کہ حضرت کو تکلیف نہ دیا کر
کہ خوف ہے کوئی عذاب مین مبتلا ہو۔ اوس نے کہا کہ ہم درندون کے کٹہرے مین ڈالے دیتے
ہین۔ چنانچہ خلیفہ سے اجازت لیکر ایسا ہی کیا اسکو یقین تھا کہ درندے حضرت کو کبھی زندہ نہ چھوڑینگے
تھوڑی دیر کے بعد جو دیکھا تو آپ کھڑے نماز پڑھ رہے ہین۔ اور شیر وغیرہ سب آپ کے گرد
حاضر ہین یحییٰ بن قتیبہ اشعری تین روز بعد وہان آیا اور اس حالت کو مشاہدہ کرکے خیال کیا
کہ شاید وہ اصلی حالت انکی باقی رہی۔ اسلئے امتحاناً ایک ہاتھی کو وہان لائے جسپر وہ شیر
بھل پڑے اور رکھا ڈالا۔ تب یحییٰ وہان سے خدمت معتمد مین آیا اور حال بیان کیا۔ معتمد خود
حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا فرمائیے کہ ہم بیس برس تک خلافت کرین۔ حضرت نے فرمایا۔
خدایا اسکی عمر کو طولانی کر چنانچہ وہ بیس برس تک خلیفہ رہا صفحہ ۲۰ امناقب
اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت معتمد کے تیسرے سال کا واقعہ ہے کیونکہ اس روایت
مین ہے کہ اسکے بعد وہ بیس برس خلیفہ رہا۔ لہذا معلوم ہوا کہ خلافت نے تیسرے سال کا
یہ واقعہ ہے کہ اسکے بعد اوس نے بیس برس خلافت کی۔
اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بھی حضرت کے معجزات و کرامات و آثار برکات دعا سے مطلع تھا
کہ اتنے خلفا جو قبل گذرے ہین وہ حضرت ہی کی بددعا کی بدولت اسقدر جلد ہلاک ہوئے جس سے
اوس نے حضرت سے اس دعا کی استدعا کی۔
اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان حضرات ائمہ اطہار کا اخلاق کیسا تھا کہ حضرت خود اسی معتمد
کے قید مین ہین اور اسی کے لئے یہ دعا فرمارہے ہین۔ حضرت کی دعا بھی قابل غور ہے
کہ آپ محض طول عمر کی دعا فرماتے ہین نہ خلافت کی جس سے ایکطرح کی حقیت اوسکی قایم
ہو کیونکہ کہہ سکتے تھے اگر خلافت اوسکی ناجائز تھی تو دعا کیون کی لہذا حضرت نے محض طول عمر کی
دعا فرمائی۔

مصالح دعا چونکہ محرم اسرار الٰہی تھے اور اون مصالح خداوند عالم پر مطلع تھے
جس سے کسی ظالم کو مہلت ملتی ہے اور کسی کی عذاب مین تاخیر ہوتی ہے لہذا حسب ضرورت
دعا فرماتے۔ زاد المعاد ابن القیم مین ہے جلد اول صفحہ ۲۰۲ فانہ صلی اللہ تبارک و تعالیٰ

الیہ ملک الجبال یستامرہ ان یطبق الاخشبین علی اھل مکۃ وھما جبلاھا اللذان ھی بینھما فقال لا بل استانی بھم لعل اللہ یخرج من اصلابھم من یعبدہ لایشرک بہ شیئاً

یعنی خدا نے فرشتہ جبال کو حکم دیا کہ حضرت اگر حکم دین تو مکہ کے دونو پہاڑون کو جو دونون طرف سے مکہ کو گھیرے ہین اہل مکہ پر منطبق کر دین تو حضرت نے فرمایا نہین بلکہ ہم اونکو مہلت دیتے ہین کہ شاید اون کے اصلاب سے وہ لوگ نکلین جو خداوند عالم کی عبادت کرین۔

یہی صفت ہر امام کو ہمیشہ درپیش رہی کہ مصالح عامہ پر نظر فرماکر کبھی بد دعا کرتے اور کبھی ہزارون ظلم وستم پر بھی خاموش رہتے۔ کیونکہ خود حضرت اپنی حالت ظاہر کر چکے ہین لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون یعنی ہم کسی امر مین خدا کے حکم پر سبقت نہین کرتے بلکہ اوسکے حکم پر عمل کرتے ہین۔

حضرت کے حالات قید مین علامہ شیخ مومن شبلنجی شافعی مصری نورالابصار مین لکھتے ہین کہ حضرت جب داخل قیدخانہ ہوئے تو ابوہاشم داؤد بن قاسم جعفری سے فرمایا ایک شخص کیطرف اشارہ کرکے جو مجمع مین تھا اگر یہ شخص نہوتا تو ہم بتا دیتے تم لوگ کب قید سے چھوٹوگے۔ اسکے شر سے بچتے رہو۔ ابوہاشم بیان کرتا ہے کہ ہم سبنے ملکر اوسکی تلاشی جو لی تو معلوم ہوا۔ یہ خلیفہ کا جاسوس ہے۔ جو قیدخانہ کی خبرین لکھکر خلیفہ کو بھیجتا تھا۔ چنانچہ وہ خط اوسکے کپڑون مین ملا جو بنام خلیفہ لکھا تھا اور ہم لوگون کی عیب جوئی کی تھی اوسوقت سے ہم لوگون نے احتیاط شروع کی۔

دوسری کرامت یہ لکھی ہے کہ یہی ابوہاشم بیان کرتا ہے جناب امام حسن عسکری علیہ السّلام جب تک قیدخانہ مین رہے آپکا معمول تھا دن کو روزہ رکھتے بوقت افطار ہم سب شریک ہوتے تھے مجھے بھی حضرت ہی کی طرح روزہ رکھنا شروع کیا ایک روز جو ضعف غالب ہوا تو چپکے سے مینے ایک جگہ جاکر کچھ خشک روٹیان کھالین کھا کر جب اپنی جگہ پر آئے تو کسی کو نہ معلوم ہوا مگر جناب امام حسن عسکری نے دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ کیا تو نے آج افطار کر دیا حضرت کے اس کلام

نیم جو ہوئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس مین کوئی مضائقہ نہین ہے۔ مگر دیکھو جب روزہ سے عاجز ہو اکرو تو گوشت کھایا کرو کیونکہ خشک روٹی مین قوت نہین ہوتی پھر فرمایا کہ ہم تمکو تاکید کرتے ہین کہ جب روزہ چھوڑو تو تین روز پیاپے چھوڑ دیا کرو کیونکہ جو شخص روزہ کے سبب کمزور ہو جاتا ہے۔ تو تین روز کے بعد اصلی قوت آتی ہے۔

اس واقعہ سے بھی اوس زمانہ کی حالت معلوم ہوتی ہے کہ قیدخانہ مین بھی خلیفہ کے جاسوس رہا کرتے جو قیدیون کے ساتھ دھوکے مین رہتے۔ حالانکہ وہان سے وہ مخبری کیا کرتے۔ پھر کونسی جگہ امن کی مل سکتی تھی جہان انسان اطمینان سے بسر کر سکے۔

حضرت کی مروت معتمد نے حضرت کو علی بن جوین کے قید مین دیا اور برابر مستعد رہا کہ کیا کرتے ہیں علی بن جوین بیان کرتا کہ بجز روزہ نماز کوئی شغل نہین۔ آخر علی بن جوین سے کہا کہ جا کر حضرت سے ہمارا سلام کہو اور یہ کہ اب آپ اپنے دولتسرا پر تشریف لیجائیں بکمال آرام و اطمینان علی بن جوین جو قید خانہ کے پاس آیا دیکھا حضرت کی سواری طیار ہے جب داخل زندان ہوا تو دیکھا آپ لباس پہنکر طیار بیٹھے ہین ہمکو دیکھکر فوراً اوٹھ کھڑے ہوئے اور سوار ہوئے مگر بیرون در زندان آکر کھڑے ہوگئے۔ مینے عرض کیا اب کیون توقف ہے۔ فرمایا جعفر (چھوٹے بھائی جنکا لقب جعفر تواب مشہور ہے اور جتنے سادات نقوی ہین اونہین کی اولاد سے) کا انتظار ہے کہ وہ بھی آلین تو چلین۔ مینے عرض کیا اونکو تو اجازت نہین ملی ہے حضرت نے فرمایا یہ خلاف مروت ہے کہ ہم دو بھائی ایک ہی گھر سے ایک ہی دفعہ آئین لیو ہم تنہا جائین وہ رہ جائین۔ جاؤ خلیفہ سے کہو۔ علی بن جوین گیا اور تھوڑی کے بعد واپس آیا کہ خلیفہ نے کہا ہے آپکی خاطر سے ہمنے اونکو بھی رہا کیا اور آپکو جو تکلیف پہونچی اونہین کی وجہ سے۔ چنانچہ حضرت اونکو بھی لیکر اپنے دولتسرا مین تشریف لائے ریاض الشہادۃ صفحہ ۲

معجزہ نماز استسقا ان مظالم کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ غضب خدا جوش مین آئے اور ان اشقیا سے جو ایسے اولیا خدا کو تکلیف دیتے تھے۔ انتقام لے جیسا کہ متوکل ملعون کے حالات مین آپ پڑھ چکے ہین کہ جب اوسنے انہدام قبر امام حسین کا حکم دیا تو کیسی کیسی بلائین نازل

اور کس ذلت و خواری سے وہ مارا گیا۔ اوسکی زوجہ فاحشہ ہوئی بیٹا مارا گیا۔ اوسی طرح
خدا نے انلوگوں پر بلا نازل کی کہ آب باران کو روک دیا قحط شدید مین مبتلا ہوئے علامہ شیخ
مومن شبلنجی شافعی مصری لکھتے ہین۔ کہ حضرت کے قید کو زیادہ امتداد نہین ہوا تھا کہ سامرہ مین
نہایت شدید قحط پڑا جسپر خلیفہ نے حکم دیا کہ لوگ نماز استسقا پڑھین تین روز تک مسلمانون
نے نماز استسقا پڑھی مگر پانی نہ برسنا تھا نہ برسا۔ تب چوتھے روز جاثلیق نصاری نماز استسقا
کیلئے باہر آیا جسکے ساتھ بہت سے پادری اور راہب تھے ایک راہب نے جب ہاتھ
بڑھایا تو فوراً ابر نمایان ہوا اور خوب پانی برسا دوسرے روز بھی اسی طرح جاثلیق کے
دعا کرنے پر خوب پانی برسا۔ اس واقعہ سے تمام مسلمانون مین عجیب طرح کا شک و اضطراب
پیدا ہوا۔ اور بہت سے مسلمانون نے دین عیسائی بھی قبول کیا۔ جس سے خلیفہ نہایت گھبرایا
صالح بن یوسف افسر جیل کو کہلا بھیجا کہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کو لیکر دربار
خلافت مین آئے۔ جب حضرت تشریف لائے فال لہ ادرک امۃ جدک فیما لحقہم یعنی
اپنے جد کے امت کی جلد خبر لو کہ ہلاک ہوا چاہتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تو اوسکو حکم دے کہ
کل بھی نماز استسقا کیلئے نکلے۔ خلیفہ نے کہا اب تو پانی کی ضرورت نہین رہی حضرت نے فرمایا کہ
اسلئے حکم دے کہ ہم شک زائل کرین چنانچہ تیسرے روز بھی خلیفہ کے حکم سے جاثلیق نماز
استسقا کیلئے نکلا جب اوس راہب نے ہاتھ دعا کیلئے بڑھایا تو حضرت نے حکم دیا کہ اوسکا
ہاتھ جا کر پکڑلو۔ چنانچہ اوسکے ہاتھ سے ایک ہڈی نکلی جو آدمی کی ہڈی تھی۔ اوسکو حضرت
نے لیکر ایک کپڑے مین لپٹوا دیا اور فرمایا کہ اب دعا کرو۔ اب جو ہاتھ اوس نے اوٹھایا
تو جسقدر ابر آچکا تھا وہ سب برطرف ہوگیا۔ خلیفہ نے حضرت سے اسکی حقیقت دریافت
کی تو فرمایا یہ ہڈی کسی نبی کی ہے جو اسکو کسی پیغمبر کے قبر سے مل گئی ہے جسکا خاصہ ہے
کہ جب زیر آسمان برہنہ ہوگی تو ضرور پانی برسے گا۔ چنانچہ پھر تجربہ کیا گیا تو حضرت کے کلام کی
تصدیق نمایان ہوئی اور سب کے دلون سے وہ شک جو حقیت دین نصاری کا پیدا
ہوا تھا زائل ہوا۔ اور حضرت باعزت و احترام اپنے دولتسرا مین تشریف لیگئے اور اسی
معجزہ کی بدولت وہ لوگ بھی قید سے رہا ہوئے جو حضرت کے ساتھ قید تھے۔

اس معجزہ کو نہ صرف شبلنجی نے نور الابصار میں لکھا ہے بلکہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۱ مین بھی ہے جسمین خلیفہ نے کہا تھا ادرک امتحدک اور تاریخ الاول وغیرہ سب مین یہ واقعہ موجود ہے مگر کسی مورخ نے سے نہین لکھا۔

اخبار الدول قرمانی مین ہے وکان فی ذلک المشہد الخلیفۃ فمن دونہ الا یعنی اوسوقت خود خلیفہ بھی وہان حاضر تھا اور کل اراکین سلطنت موجود تھے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مسلمانون مین کس قسم کا تہلکہ پڑ گیا ہوگا اور کیسی قیامت ہوگی کیونکہ دافعن الناس مرقوم ہے کہ تمامی اہل اسلام اس فتنہ مین مبتلا تھے اور روافعاً حق بجانب تھا کہ کیسے کیسے علما اوس زمانہ مین موجود تھے جنھون نے نماز استسقا پڑھی اور پانی نہ برسا ایک عیسائی نے ہاتھ بڑھایا اور پانی برسنے لگا۔ کسقدر رشک کی بات تھی۔

اس واقعہ سے آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ خلیفہ رسول کا صرف یہی کام نہین ہے کہ وہ حکمرانی کرے کیونکہ اسمین تو ہر شخص کے دواعی نفسانی جدا ہوتے ہین۔ بلکہ اصلی منصب خلیفہ برحق کا یہی ہے کہ دین رسول پر جو آفت آئے اور اوسکو موقع ملے تو وہ اوس بلا کو دفع کرتا رہے چنانچہ حضرات ائمہ اطہار حسب ضرورت اس فرض منصبی کو ہمیشہ ادا کرتے رہے خواہ خلائق آپکو خلیفہ مانے یا نہ مانے مطیع و منقاد ہوا یا نہو۔

اثبات امامت بلا تسلط ظاہری

(۱) چنانچہ بعد جناب امیر جب خلیفہ اول نے خلافت کو غصب کیا اور رسول اللہ کے وفات کی خبر تمام ممالک مین پھیلی تو قیصر نے بمشورہ نصاری سو آدمیونکو منتخب کیا اور کہا کہ اس وصی رسول (ابوبکر) کے پاس جاؤ اور اوس سے ان مسائل کو دریافت کرو جو انبیاء سے پوچھے جاتے ہین۔ اگر خلیفہ اسکا جواب دے تو سمجھو کہ رسول اللہ رسول تھے۔ ورنہ ایک مرد تھے جو بزور تدبیر بادشاہ اپنی قوم کے ہو گئے یہودیون نے بھی اسی طرح کے سوالات منتخب کرکے بھیجے۔ ابوبکر ایک مسئلہ کا بھی جواب نہ دے سکے کبھی معاذ بن جبل کی طرف دیکھتے۔ کبھی ابن مسعود کی طرف جسپر راس جالوت نے عبرانی مین کہا کہ یہ شخص (رسول اللہ صلعم) پیغمبر نہ تھے حضرت سلمان فارسی وہان موجود تھے۔ کہا کیا کہتے ہو بلاؤ اوس شخص کو جو توراۃ والونکو مطابق توراۃ حکم دے

اور اہل انجیل کو مطابق انجیل اور اہل زبور کو مطابق زبور۔ تب جناب امیر بلائے گئے اور حضرت نے کل مسائل کا جواب لکھوا دیا جس پر وہ یہودی بے اختیار اسلام لایا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ وانک وصی رسول اللہ وقال المسلمون لعلی من امیر یا مفرج الکرب من بین العنق صاحبی کما فی التشئید ص۳۳۹

کہ ہم توحید و رسالت کی شہادت دیتے ہیں اور اسکی گواہی دیتے ہیں کہ آپ وصی رسول اللہ ہیں اور مسلمانوں نے بخطاب جناب امیر کہا یا مفرج الکرب

(۲) عہد خلیفہ دوم جب ابوشحمہ پسر خلیفہ بعلت زنا و شرب خمر گرفتار ہو کر آیا اور خلیفہ نے اوس پر حد جاری کرنا چاہا فقال ابوشحمہ معاشر المسلمین من فعل فعلی فی الجاہلیۃ والاسلام فلا یحد نی فقام علی بن ابیطالب وقال لولدہ الحسن فلخذ بیمینہ وقال للولدہ الحسین فلخذ بیسارہ ثم ضرب ستۃ عشر سوطا فاغمی علیہ ثم قال اذا وافیت ربک فقل ضربنی بالحد من لیس لہ فی جنبہ حد ثم قام عمر حتی اتام دلیہ تمام المائۃ سوطا فمات من ذلک ص۱۱۲ ازالۃ الخفا جلد ۲

تو ابوشحمہ نے کہا مسلمانو! جس نے میرا سا کام جاہلیت یا اسلام میں کیا ہو وہ مجھے حد نہیں لگا سکتا پس کھڑے ہوئے حضرت علیؑ اور کہا امام حسنؑ سے داہنا ہاتھ پکڑو اور امام حسینؑ سے کہا بایاں ہاتھ پھر خود سولہ کوڑے مارے کہ وہ غش کھا کر گر پڑا حضرت نے چھوڑ دیا اور فرمایا جا خدا سے کہدینا کہ ہم پر اوس نے حد جاری کیا ہے جسکے ذمہ تیری کوئی حد نہیں۔ اسکے بعد عمر نے سو کوڑا پورا کیا اور وہ مرگیا۔

یہ ہے امام زمانہ کا کام۔ یہ ہے حجت خدا کا کام کہ کسی طرح اوسکا عذر چل نہ سکے۔ اتنے بڑے مجمع میں مہاجرین و انصار کے کوئی نہ سمجھا جو زنا اور شراب خواری سے پاک تھا جو مطابق شرط ابوشحمہ حد لگاتا۔

(۳) جنگ شام میں جب رومیوں سے بہت بہادر لشکر اسلام نے جہاد جو کیا سامان ہوا سعید یہ خبر لیکر مدینہ میں آیا ہے۔ تو جناب امیر نے فرمایا ... یا امیر المومنین لوگ آتے ہیں وہ جگہ تمہارے پاس بھیجا جو ... تم اور ہم بہت ساتھ ہونگے مہاجرین ... اول سے

دیوینگے ہم زمین شام اگر چاہا اللہ نے ص۵۳ فتوح الشام واقدی جلد ۲

(۴) عہد جناب امام محمد باقرؑ میں عبدالملک بن مروان نے جب ملک روم کے کاغذ کی آمد بند کی ہے جیسا کہ ابی رومی کا قول ہے تو قیصر نے دھمکی دی کہ اگر ہمارے ملک کا کاغذ تمھیں نہ جا۔ گیا تو ہم تمامی سکوں پر (معاذ اللہ) سب رسول کو جاری کر دینگے کیونکہ ہمارا ہی سکہ تمھارے ملک میں ہے ۔ صدہا علماؤ زعماء موجود تھے کوئی جواب نہ دیسکا ۔ آخر جناب امام محمد باقرؑ مدینہ منورہ سے بلائے گئے اور آپ نے آکر فرمایا وہ اسپر قادر نہیں اور تو مجبور نہیں اسلامی سکہ جاری کر جسکی وزن وغیرہ کو خود حضرت نے درست کرایا ۔ ملاحظہ ہو اصلاح ۵ جلد ۱۳

اسی قسم سے یہ معجزہ جناب امام حسن عسکریؑ کا ہے باوصفیکہ نہ آپکو امور خلافت میں دخل ہے نہ کوئی آپکی قدر و منزلت ہے ۔ لہذا ناحق دناؤ آپ قید میں ہیں ۔ مگر حق خلافت رسول ادا کر رہے ہیں تمام مسلمانوں کو چاہ ضلالت سے نکالکر شاہراہ ہدایت پر لا رہے ہیں ۔

اہلسنت ان واقعات سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جناب ائمہ ابوبکر عمر کو خلیفہ برحق جانتے تھے ۔ اسوجہ سے سلوک و مشورہ میں شریک رہتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہ حضرات تو خلیفہ رسول تھے اسلام کے محافظ تو وہی تھے لہذا جب ضرورت پڑتی ۔ موقع ملتا اسلام کو بچاتے خواہ ابوبکر عمر خلیفہ ہوں یا عبدالملک و معتمد علی اللہ ۔

سلوک علمای اہل سنت | اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان حضرات کے علوم کس شان کے تھے اور کس معنی سے حضرت نے فرمایا تھا انا مدینۃ العلم و علی بابہا کیونکہ ایسی روایتوں کے راوی تو ہزاروں تھے جو کہتے حدثنا اسمعیل بن خلیل قال اخبرنا علی بن مسہر قال اخبرنا ابو اسحق ھو الشیبانی عن عبدالرحمن بن الاسود عن ابیہ عن عائشۃ قالت کانت احدانا اذا کانت حائضاً فاراد رسول اللہ ان یباشرھا امرھا ان تتزر فی فور حیضتھا ثم یباشرھا ص۷۲ صحیح بخاری جلد اول (اسکا ترجمہ ہم سے نہیں ہو سکتا)

مگر ان علوم کا کوئی بھی عالم نہ تھا کہ مسلمانوں کی نماز استسقاء قبول نہ ہوئی اور ایک نصرانی کی دعا سے فوراً برسنے لگا ۔

یہ جملہ جو حضرت اس لئے لکھا کہ ابن تیمیہ نے منہاج السنہ ص۳۶ جلد اول میں لکھا ہے ولایستلت

عاقل ان رجوع مثل مالک و ابن ابی ذئب وابن الماجشون واللیث بن سعد والاوزاعی والثوری وابن ابی لیلی وشریک وابی حنیفة وابی یوسف ومحمد بن الحسن وزفر والحسن بن زیاد واللولوی والشافعی والبویطی والمزنی واحمد بن حنبل وابی داؤد السجستانی والاثرم وابراهیم الحزنی والبخاری وعثمان بن سعید الدارمی وابی بکر بن خزیمہ ومحمد بن جریر الطبری ومحمد بن نصر المروزی وغیر هولاء الی اجتہادهم واعتبار هو مثل ان یعلموا سنة النبی الثابتة عنه ویجتهد وافی تحقیق مناط الاحکام وتنقیحها وتخریجها خیر لهم من ان یتمسکو ابنقل الروافض عن العسکریین وامثالهما فان الواحد من هولاء لاعلم بدین الله ورسوله من العسکریین انفسهما فلو افتاه احدهما بفتیا کان رجوعه الی اجتهاد اولی من رجوعه الی فتیا احدهما بل ذلک هو الواجب علیه فکیف اذا کان ذلک منقولا عن مثل الرافضة والواجب علی مثل العسکریین وامثالهما ان یتعلموا من الواحد من هولاء۔

یعنی ابن تیمیہ ان لوگوں کا نام لیکر لکھتے ہیں ان لوگوں کا اجتہاد۔ اور انکی روایة زیادہ معتبر تھی بہ نسبت روایت وا اجتہاد جناب امام علی نقی و امام حسن عسکری کے اور یہ لوگ زیادہ عالم تھے بہ نسبت عسکریین کے۔ بلکہ جناب امام علی نقی و امام حسن عسکری پر واجب تھا کہ ان لوگوں سے علم حاصل کرتے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اوس زمانہ میں ایسے ایسے علماء اہسنت موجود تھے جو بقول ابن تیمیہ اس قابل تھے کہ جناب امام حسن عسکری کے استاد ہوتے۔ مگر جب اسلام پر وقت آیا تو کسی سے کچھ نہ بنا۔ اور کوئی اس عقدہ کو نہ حل کرسکا جب تک کہ خلیفہ تھوبہ ہو کر امام زمان کی طرف رجوع کرتے۔ اور کہہ ادرک امة جدک امت کی خبر لیجئے۔ کیونکہ وہ لوگ تو وہی تھی روایتوں کے راوی تھے جسکا نمونہ ہم نے صحیح بخاری سے پیش کیا اور اسرار الٰہی کے محرم وہی حضرات تھے جنکے بارہ میں رسول اللہ نے فرمایا تھا انا مدینة العلم و علی بابها۔

معجزہ فصد یہ معجزہ سب سے عجیب و غریب ہے علامہ قطب راوندی خرایج میں لکھتے ہیں کہ ایک

نے بختیشوع طبیب نصرانی کو جو متوکل کے زمانہ سے ملازم دربار خلافت تھا۔ کہلا بھیجا کہ اپنے کسی لائق شاگرد کو بھیجدے کہ فصد کھولے۔ اوس نے اپنے ایک لائق شاگرد کو منتخب کیا جو اس روایت کا راوی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ بختیشوع نے ہمکو حکم دیا کہ جاکر حضرت کی فصد کھولیں اوسی بختیشوع نے یہ بھی کہا کہ جناب امام حسن عسکری تمام دنیات بڑھکر عالم ہیں ایسا نہو کہ تو اونپر کسی طرح اعتراض کرے جو حضرت فرمایں اوسی کے مطابق عمل کرنا۔ جب وہ طبیب حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا فلاں حجرہ میں قیام کر جب ہم طلب کریں تو آنا۔

طبیب کہتا ہے کہ ہم جسوقت گئے تھے فصد کیلئے وہی ساعت مناسب تھی مگر حضرت نے اوس کے ایک ساعت کے بعد فصد کیلئے جو ہمارے علم سے فصد کے مناسب نہ تھی طلب کیا۔ حضرت نے ایک طشت بڑے طلب کیا اور فرمایا کہ رگ اکحل کی فصد لے۔ اسقدر خون نکلا کہ وہ طشت بھر گیا تب حضرت نے فرمایا بند کر۔ اور فرمایا کہ اوسی حجرہ میں جاکر قیام کر۔ اسکے بعد کھانا آیا اور نہایت آسودہ ہو کر ہم نے کھایا۔ پھر بوقت عصر حضرت نے طلب کیا اور اوسی رگ کو پھر کھلوایا۔ اسدفعہ بھی اتنا خون آیا کہ طشت بھر گیا تب حضرت نے بند کرنیکا حکم دیا۔

حسب الحکم شب کو بھی ہم وہیں حاضر رہے۔ بعد طلوع آفتاب حضرت نے پھر طلب کیا اور اوسی رگ کی فصد لی۔ اسدفعہ خون سفید رنگ نکلنے لگا مثل دودھ کے جس سے پھر وہ طشت بھر گیا حضرت نے بوقت رخصت ہمکو پچاس اشرفیاں عنایت کیں۔ اور بعض اقسام لباس سے اور فرمایا کہ یہ لے اور ہمکو معذور رکھ۔ طبیب نے عرض کیا مجھکو حکم دیجئے کہ میں اوسکی تعمیل کروں حضرت نے فرمایا کہ

دیر عاقول کا راہب جو تیرے ساتھ آئے اوسکے لئے نیک رفاقت کرنا۔

طبیب کہتا ہے کہ جب ہم بختیشوع کے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ تو بختیشوع نے کہا آدمی کے جسم میں سات قسم کا خون ہوتا ہے۔ اور اسقدر پانی کا کسی چشمہ سے نکلنا بھی تعجب خیز ہے چہ جائیکہ خون اسقدر نکلے۔ اور اس سے زیادہ عجیب دودھ کا نکلنا ہے بجائے خون پہلے تو وہ اسکو دیر تک سوچتا رہا پھر کتابیں طلب کیں اور تین شبانہ روز اوسکو دیکھتا رہا۔ بعد اسکے کہا کہ مجھے اسلئے پکی کتابیں دکھیں دنیا کوئی واقعہ اسکے مطابق ملے مگر نہ ملا۔ لہذا تو یہ خط میرا لیکر راہب دیر عاقول کے پاس جاکر اسوقت اوس سے ذکر کر جو بڑا عالم دین نصاری کا دنیا میں ہے۔

طبیب وہ خط لیکر جب دیر حاقول کے پاس پہونچا تو اسنے آواز دی۔ راہب نے دیر پر سے سر نکالا پوچھا
کون ہے اسنے کہا کہ بختیشوع طبیب کا شاگرد ہون اوسنے ایک ٹوکری اوپر سے نیچے گرائی جسمین جننے وہ
خط رکھدیا خط پڑھتے ہی راہب دیر سے نکل آیا اور پوچھا کہ خود تونے یہ فصد کھولی ہے۔ کہا ہان۔ کہا
خوش قسمت ہے تیری ماں تو تجھ ایسا لڑکا جنی اسکے بعد فوراً وہ استر پر سوار ہوا اور جانب سامرہ روانہ
ثلث شب باقی ہوئی کہ وارد سامرہ ہوا ہمنے کہا۔ کہان ٹھہروگے بختیشوع کے یہان یا اوس شخص کے
یہان جسکی فصد کھولی تھی۔ راہب نے کہا اوسی شخص کے یہان چلو چنانچہ اذان صبح کے وقت ہم اور وہ
وہان پہونچے۔
ہمنے کسی قسم کی اطلاع نہ دی تھی کہ ایک غلام سیاہ باہر آیا اور پوچھا راہب دیر حاقول تم مین کون ہے راہب نے
کہا مین ہون تشریف لائیے۔ غلام نے اوسکا ہاتھ پکڑا اور دولتسرا کے اندر لیگیا اور مین باہر ہی کھڑا رہا۔
تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتے ہین کہ وہ راہب لباس رہبانیت اتار کر لباس سفید پہنے ہوئے
باہر آیا اور کہا کہ اب بختیشوع کے یہان چلو۔
بختیشوع نے جو دیکھا تو سرو قد تعظیم کے لئے اوٹھ کھڑا ہوا اور پوچھا کہ یہ کیا ہوا جو تمنے لباس رہبانیت
کو اوتار دیا۔
راہب نے کہا ہمنے مسیح کو دیکھا اور اونکے ہاتھ پر مسلمان ہوے۔ بختیشوع نے پوچھا خود مسیح کو دیکھا
یا مثیل مسیح کو۔ راہب نے کہا مثیل مسیح کو۔
بختیشوع۔ کہان سے معلوم ہوا کہ مثیل مسیح ہیں۔ کہا یہ فصد جو تیرے شاگرد نے کھولی ہے آجتک دنیا
مین بجز حضرت مسیح کسیکی ایسی فصد نہین کھولی گئی لہذا معلوم ہوا کہ یہ مثیل مسیح ہین آیات و براہین
مین اسکے بعد وہ راہب ملازم رکاب سعادت انتساب رہا یہانتک کہ انتقال کیا۔
حضرت کے حالات مین علامہ قرمانی اخبار الدول مین لکھتے ہین واما مناقبہ فلم تتطل
ایامہ فی الدنیا لیظہر للناس اثرہ ومزایاہ ومثلا
یعنی حضرت کے مناقب وفضائل اسوجسے زیادہ نہ ظاہر ہوسکے کہ بہت کم حضرت نے زندگانی
کی اسکو بھی قدرت خدا ہی کہنا چاہیئے کہ اس چہ سال کی مختصر زمانہ میں حضرت سے
معجزات باہرہ ظاہر ہوے کہ عقل انسانی حیران ہے اور یہ کہتے کہ بین حجت خدا تھے اور

کچھ نہیں کر سکتے۔

شہادت امام چونکہ حضرت امام حسن عسکریؑ باعتبار ظاہری آخری حجت خدا تھے کہ آپکے بعد جو حجت خدا ہوا اسکو اخفا و استتار کا حکم تھا۔ لہذا خدا نے آپکے ہاتھوں اس قلیل مدت میں اس قدر معجزات ظاہر کئے کہ عقل انسانی انکے ادراک سے قاصر ہے۔ رو رہو نا یہ امر تمام اسلامی دنیا میں مشہور تھا کہ حضرت امام مہدی موعود آپ ہی کے صلب طاہر سے ہونگے جو دنیا سے ظلم و جور کو دفع کرینگے۔ اس لئے جتنے خلفا ہوئے وہ اسمیں کوشاں رہے کہ جہانتک ہوسکے اس نور خدا کو چھپا دیں۔ جسکے لئے ہمیشہ قیدخانہ طیار رہا۔ چنانچہ جناب سید ابن طاؤس مہج الدعوات میں لکھتے ہیں ان مولانا الحسن بن علی العسکری کان قد اراد قتله الثلاثة ملوك الذين كانوا فی زمانه حيث بلغهم ان مولانا المهدی يكون من ظهره وحبسوه عدة دفعات فدعا على من دعا عليه منهم فهلك فی سريع الاوقات کہ جناب امام حسن عسکریؑ کے قتل کا تینوں خلیفہ نے ارادہ جو آپکے ہم زمانہ تھے کیونکہ وہ جانتے تھے جناب مہدی موعود آپکے فرزند ہونگے اور چند مرتبہ قید کیا جسمیں سے بعض پر حضرت نے بددعا کی اور وہ بہت جلد ہلاک ہوئے۔ اسکے بعد مستعین، معتز، مہتدی کے حالات بھی جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا۔

مگر آخری معجزہ جو حضرت سے نماز استسقا کا علی رؤس الاشہاد ظاہر ہوا جس سے نہ خود خلیفہ معتمد شرمندہ اور خجل ہوا۔ بلکہ وہ علما بھی ذلیل و خوار ہوئے جو اسوقت مسند قضا و افتا پر متمکن تھے اور شریعت رسول کے وارث بنے تھے جنکے نسبت ابن تیمیہ نے لکھا کہ اماموںؑ کو مناسب تھا کہ وہ ان سے علوم حاصل کرتے۔ اوسنے اسقدر آتش حسد خلیفہ کو مشتعل کیا ہے کہ بظاہر تو ہر طرح اعزاز و اکرام سے پیش آیا۔ مگر معویہ والی ترکیب زہر خورانی سے کام لینا پڑا کہ حضرت کو زہر سے شہید کیا۔

کیفیت زہر خورانی تو ابھی تک نہیں معلوم ہوئی کہ حضرت کو کیونکر زہر دیا گیا۔ مگر حضرت نے اسکی کچھ پیشنگوئی پہلے سے فرمادی تھی چنانچہ حضرت کی والدہ ماجدہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا سنہ ۲۶۰ھ میں مجھکو حرارت ہوگی جس سے خوف ہے۔ یہ خبر سنکر وہ معظمہ نہایت مضطر

ہوئیں۔ تو حضرت نے فرمایا اضطراب سے کیا حاصل یہ تو شدنی ہے حکم خدا بدل نہیں سکتا۔

بوقت وفات حضرت آپکی والدہ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھیں جب ۲۶۰ھ کا ماہ صفر آیا تو آپکا اضطراب بڑھنے لگا یہاں تک کہ ہمہ وقت نکل آتیں کہ کچھ حال معلوم ہو۔ ایک روز معلوم ہوا کہ حضرت کو اور آپکے بھائی جعفر کو معتمد علی اللہ نے قید کیا ہے جس سے ممکن ہے کچھ تسکین ہو گئی ہو۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے حضرت آخر زمانہ حیات تک قید کی مصیبت جھیلتے رہے کیونکہ یہ واقعہ ماہ صفر کا ہے اور آٹھویں ربیع الاول کو حضرت کا انتقال ہے۔ تو چند ہی روز قبل وفات حضرت کو قید خانہ سے رہائی ملی۔ چنانچہ مسعودی روایت کرتا ہے کہ جبکہ خود حضرت کی تحریر مبارک دیکھی کہ جب آپ مجلس معتمد سے باہر آئے ہیں تو لکھا یریدون لیطفئوا نور اللہ واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون [illegible] جس سے ممکن ہے کہ حضرت نے اسکی طرف اشارہ فرمایا ہو کہ تیسری نوبت قید ہے اب ہم اپنے آباء طاہرین سے ملحق ہوتے ہیں۔

شب وفات حضرت نے جمعہ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو اس دار فانی سے انتقال کیا اس شب کو آپ ایسے صحیح تھے کہ بہت سے خطوط خود اپنے دست مبارک سے اہل مدینہ کے نام لکھے حاضرین میں صرف صیقل جاریہ تھی۔ اور عقیل خادم حضرت نے حکم دیا کہ مصطکی جوش دیکر لاؤ جب حاضر کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ پہلے نماز پڑھ لینا چاہیئے چنانچہ آپ نے وضو کیلئے پانی طلب کیا اور وضو کرکے نماز صبح پڑھی۔ اسکے بعد جوشاندہ مصطکی پینا چاہا تو ہاتھ آپکا کانپنے لگا اور پیالہ سے دانت پر ضرب آنے لگی صیقل نے پیالہ آپکے ہاتھ سے لے لیا۔ اور آپ راہی فردوس معلیٰ ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احمد بن عبید اللہ بن خاقان۔ وزیر خلیفہ کا بیٹا بیان کرتا ہے جو نہایت ناصبی تھا کہ ہمارا باپ عبید اللہ بن خاقان حضرت کی اسقدر تعظیم کرتا کہ وہ تعظیم کسی شاہزادہ کی نسبت بجا لاتا نہ دیکھا (جیسا کہ پہلے مذکور ہوا)

ایک روز ہم اپنے باپ کے پاس بیٹھے تھے کہ خلیفہ کا ملازم آیا اور کہا۔ ابن الرضا (امام حسن عسکری) بیمار ہو گئے ہیں۔ عبید اللہ وزیر یہ خبر سنکر فوراً اٹھا اور دار الخلافہ روانہ ہوا وہاں سے پانچ آدمی شاہی خدام سے ساتھ لایا جو خلیفہ کے مخصوصین اور معتمد اصحاب سے تھے جن میں ایک نحریر بھی تھا جسکا تذکرہ ہم حضرت کے حالات میں کر چکے ہیں ان سب کو وزیر نے حضرت کے دولت سرا پر بھیجا اور کہا کہ ہر وقت حاضر رہنا اور خبر گیری کرتے رہنا اسکے بعد چند طبیب کو اطبائے شاہی سے حکم دیا کہ صبح شام حضرت کو دیکھیں اور علاج کریں۔

اسکے دو روز بعد معلوم ہوا کہ حضرت کا ضعف بہت بڑھ گیا۔ تو وزیر خود سوار ہو کر گیا۔ اور اطبا کو حکم دیا کہ
شب و روز حاضر رہیں پھر قاضی القضاۃ کو بلوایا اور حکم دیا کہ اپنے معتمدین سے دس آدمی کو لا کر حاضر کرے کہ
وہ سب ہمہ وقت وہین رہیں۔ وہ سب وہین رہتے تھے کہ حضرت نے چند روز بعد ماہ ربیع الاول ۲۶۰ھ میں انتقال کیا
اس خبر کے پھیلتے ہی سامرہ میں وہ غلغلہ پڑا کہ گویا قیامت قائم ہوا۔ ادھر قیامت قائم ہوئی اور ادھر شاہی حکم ہے
کہ حضرت کا مکان تفتیش کیا جائے جتنے حجرے تھے جتنے مکانات اون سب پر شاہی مہر کرائی گئیں لونڈیوں کا تجسس ہونے
لگا کہ کوئی حاملہ تو نہیں ہے۔ قابلہ عورتیں بلائی گئیں جو ان میں سے ایک جاریہ پر حمل کا شبہ ہوا ایک حجرہ میں
قید کی گئی اور نحریر خادم متعینات ہوا کہ حفاظت کرے

اسکے بعد سامان تجہیز و تکفین شروع ہوا۔ تمام دوکانیں شہر کی بند کی گئیں۔ خود وزیر اپنے حشم و خدم کے ساتھ
سوار ہوا اور تمام بنی ہاشم۔ اور سرداران لشکر کتاب اور تمامی اہل اسلام حاضر جنازہ ہوئے اور سر روز سامرہ گویا قیامت
بنا تھا کہ کسیکو ہوش نہ تھا جب جنازہ صحن خانہ میں رکھا گیا۔ ابو عیسیٰ بن متوکل کو خلیفہ نے حکم دیا کہ نماز جنازہ پڑھے
اوسنے آگے پہلے حضرت کا چہرہ کھولا اور پکار کر کہا یہ حسن بن علی بن محمد ابن الرضا ہیں جو اپنی موت سے مرے
ہیں۔ فلان فلان اشخاص گواہ ہیں جو بجانب خلیفہ مامور تھے۔ اسکے بعد نماز پڑھی اور آپکو قبر مطہر جناب امام
علی نقی کے پہلو میں دفن کیا جو آجتک مزار عالم ہے اسکے بعد پھر حضرت کے اولاد کی تفحص شروع ہوئی اور
صیقل نامے جاریہ بشبہ حمل قید رہی یہانتک کہ خلیفہ کو زنگیوں سے لڑائی پیش آئی تب اوس جاریہ کی جان چھٹی
یہ وہ واقعات ہیں جو حضرت کی وفات اور دفن و کفن سے متعلق تھے۔ حالانکہ حضرت صاحب الامر ۲۵۵ھ میں
پیدا ہو چکے تھے اور اوس وقت سے آپ بحکم خدا پوشیدہ رہے۔ نماز جنازہ پہلے آپ ہی نے پڑھی تھی کیونکہ
بعد وفات جناب امام حسن عسکری آپکے بھائی جعفر نے جو بظاہر وارث تھے نماز پڑھنا چاہا تو حضرت صاحب الامر
نے آپکو ہٹا دیا اور فرمایا تاخر یا عم فانا احق بالصلوٰۃ علی ابی فتاخر جعفر وقد اربد وجہہ فتقدم
الصبی فصلی علیہ پیچھے ہو جائیے چچا کہ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ اپنے باپ پر نماز پڑھیں حضرت جعفر پیچھے ہوئے
اور امام الزمان نے نماز پڑھی۔

جو اہتمام ملازمت اطبا و قضاۃ اور گواہی میں کیا گیا۔ وہ بجائے اسکے گواہ ہیں کہ حضرت کو زہر دیا [illegible]
تمامی مورخین و محدثین نے جہان حضرت کی وفات کو لکھا ہے وہان یہی لکھا ہے کہ [illegible] مسموماً [illegible]
اور اسپر بھی سبکا اتفاق ہے کہ حضرت کے مرض [illegible] زندگانی ہوا جو [illegible] جعل اللہ [illegible]

ہمارے مذاق کے مطابق ہے کہ شیعہ اپنی نوعیت پر قایم ہین اور سنی اپنی نوعیت پر ان
مین سے کوئی دوسرے کی ؟ جانشین مین شریک نہو۔ مگر امور مشترکہ مین سب شریک ہون
مثلاً شیعون کی سینہ کوبی۔ دشنام صحابہ و تبرابازی۔ تعزیہ سازی وغیرہ مین کوئی سنی نہ
جائے۔ لیکن وہ نبوت محمدیہ اور قرآن کی حمایت کرنے کو کھڑے ہون تو سب سے پہلا
سنی جو اونکے ساتھ شریک ہوگا مین ہون گا"
آپنے نوعیت کا لفظ تو لکھدیا۔ مگر یہ نہ لکھا اسکی کیا نوعیت ہے کیونکہ نوع مین ایک جنس ایک
فصل ہوتا ہے جنس مین کل انواع شریک ہوتے ہین اور فصل اوسکی مخصص ہوتی ہے۔
شیعہ سنی دونون کی نوع تولا۔ تبرا ہے جسمین ہر دو فریق شریک ہین لہذا دو نوع ایک
نوع ہوتے ہوے فرق ہے تو صنفیت مین کہ شیعہ تبرا کو بعض افراد سے مخصوص کرتے ہین
اور سنی بلا تخصیص تبرا کرتے ہین۔
سنی کا مخصص صنفی صرف کف لسان ہے کہ وہ صحابہ کے بارہ مین زبان بند کئے رہتے ہین یعنی
اپنی زبان سے نہین کہتے پھر یہ حکم آپنے زبان سے لگا دیا " دشنام صحابہ۔ تبرابازی وغیرہ مین کوئی سنی
نہ جائے " کیونکہ آپکا مذہبی حکم کف لسان ہے کہ زبان سے نہین کہتے نہ کف سمع کہ کان بھی نہین سنتے
ہان امر مشترک جو آپنے قرار دیا کہ " نبوت محمدیہ قرآن کی حمایت کرنیکو کھڑے ہون " تو اس سے
معلوم ہوا یہ بھی مذہبی رسم ہے حالانکہ یہ بدیہی امر ہے کہ اسکا تعلق علما سے ہے نہ عوام سے۔
یہان بحث اتفاق عوام سے ہے جو مصدر شر و فساد عموماً ہوتے ہین۔
حمایت دین۔ یا نبوت یا قرآن۔ تو علما سے متعلق ہے جسکے فرائض کو وہی خوب جانتے ہین
اور حسب ضرورت انجام دیتے ہین۔ آجتک چونکہ عزاداری امام حسین علیہ السلام شیعہ۔ سنی بلکہ ہنود بھی مشترک
رہے اور اسوقت تک بجز و مشترک ہی اگرچہ آپ ایسے وجود سے اونمین تفریق ہو رہی ہے لہذا
آپکے دل مین کمال بے چینی پیدا ہو رہی ہے کہ کہین اس تقریر اتفاق سے شیعہ و سنی مین ایسا
اتفاق ہو جائے جیسا کہ پہلے تھا کہ ہر ایک فریق با خود داری تقریبات مخصوصہ مین شریک ہوتے
اور عزاداری کو تو سنی شیعون سے زیادہ اپنی مذہبی تقریب کہتے۔ اسلئے آپکو یہ سوجھی کہ
امر مشترک کی تعریف کرین۔ کیونکہ اشتراک نہ ہونے سے آپکا ہر لیکچر ولا تشہد رد دی ہو جاتا

حالانکہ یہ نہ سمجھا کہ جو آگ آج دس بیس برس سے خودغرادار ی کے متعلق آپ لوگوں کی بدولت
مشتعل ہو چکی ہے وہ ایسی ٹھنڈی نہیں ہے کہ صرف اس ایک چھینٹے سے آب اتفاق کی بجھ سکے۔
پھر ناحق آپ نے اسقدر جلد اپنے کو بہ نصیحت کیا۔ اتفاق کا پہلا دشمن اڈیٹر اہلحدیث ہے جس نے
ایک ہی ہفتہ میں اتفاق اختلاف رائے ظاہر کیا۔

نبوت محمدیہ اور قرآن تو اور لوگوں کی حمایت کا محتاج ہی نہیں خدا کا وعدہ ہے ویظہرہ علی الدین
کلہ جسکا اثر آپ تمام دیکھ رہے ہیں۔ آریہ کسدرجہ مخالفت برتتے ہوئے ہیں اور اسلام ہے کہ
دن دونی ترقی کر رہا ہے اخبار دیکھو پڑھیے تو معلوم۔ افریقہ۔ جاپان۔ امریکا۔ لندن میں اسکی
کیا ترقی ہے جسپر عیسائی مشنری ہر طرف رشک کھا رہے ہیں اور حق کا اقرار کر رہے ہیں
رہا ہندوستان جسمیں کچھ مسلمان آریہ بن رہے ہیں تو یہ صرف آپ حضرات کی ترکیبوں کا نتیجہ ہے
جو آپ ایسے نومسلم مرتد ہو کر آریہ یا عیسائی بن رہے ہیں

اب اپنا اخبار مسلمان دیکھیے کہ آریہ کے ایک نمبر اعتراض کا جواب آپ کئی نمبر میں دیتے ہیں اور
درمیان میں کئی نمبر خالی دیتے ہیں۔ مگر آریوں کی گالی دینے سے کوئی نمبر خالی نہیں جاتا۔ تو
کیا یہ کام جو آپ کر رہے ہیں امور مشترکہ سے ہو جائیگا۔

ملاحظہ ہو مسلمان کہ مسافر کے تنقید قرآن مجید کے صفحہ ۵ کا آپ نے کئی نمبروں میں جواب دیا
۲۳ مورخہ ۲۴ ذیحجہ میں ہے ۲۵ ۔ ۲۹ نذارد ۳۰ میں ہے ۳۱ نذارد ۳۲ میں ہے ۳۳ نذارد
۳۴ ۳۵ میں ہے ۳۶ ۔ ۳۷ ۔ ۳۹ ۔ نذارد ۴۰ ۔ ۴۱ میں ہے ۴۲ ۴۳ باوصف مطالبہ
کے نہیں ۴۴ ۔ ۴۵ ۔ نذارد اور ۴۶ سے دوسرا باب شروع کیا حالانکہ مسافر کے ۵ جلد نمبر
۱۳ مارچ سے نیا باب شروع ہوتا ہے اسکے قبل وہ ۳۲ نمبر نکال چکا ہے۔ جسکے صرف ۵ میں اڈیٹر
صاحب مسلمان نے ۲۷ ذیحجہ لغایت ۱۰ ربیع الثانی خرچ کر دیا اور جواب معقول تو ایک
نمبر کا بھی نہ دے سکے۔ معمولی جواب میں بھی صرف ایک یا دو نمبر آپکا قلم رواں ہوا۔ تو کیا
اسکو آپ مشترک کام قرار دیتے ہیں۔ اور اس سے وہ مسلمان جو آپکے اخبار مسلمان کے
خریدار ہیں آپکی کمزوری نہیں محسوس کرینگے کہ جنابہ کا ارشاد تو آپ مسلمان ... میں
کہ جہالت بھی جدت نے پکیا دھر ہال سے ہیں مجھے اور تنقید قرآن مجید کا جواب

ڈھونڈو تو کہیں دو نمبر غائب کہیں تین نمبر غائب۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ خود آپکے بھائی بندنا ظرین مسلمان اسلام سے منحرف ہو کر آریہ ہو رہے ہیں کہ جو شخص شیر پنجاب اپنا لقب رکھتا ہے وہ اس طرح دبک رہا ہے کہ بھاگتا جاتا ہے اور بھونک رہا ہے۔ اگر آپکو لیاقت جواب دینے کی تھی جیسا کہ ان نمبروں کے شکست کرنے سے ظاہر ہے تو آپکو کس نے کہا تھا جواب دیجئے۔ یونہی آپ نگو گالیاں دیا کرتے کہ پھر بھی آپکی کچھ عزت رہ جاتی۔

اگر قدرت خدا دیکھنا ہے تو الشمس جلد ۲ ملاحظہ فرمایئے جسنے بمقابلہ آریہ قلم اٹھایا ہے نہ اوسکے سلسلے میں کبھی شکست آئی نہ ایک حرف خلاف تہذیب لکھا اور ایسا جواب دیا کہ مخالف کو بھی بجز سکوت چارہ نہ رہے۔ خواہ مخالف آریہ ہو یا سنی کیونکہ جو تقریر ہے محققانہ ہے ہر دعویٰ کی سند مع نشان صفحہ و کتاب موجود ہے۔

دیکھئے الشمس جو ایک طرف آریوں کا محققانہ ہو نہ جواب دیتا ہے دوسری طرف آپکو بھی سمجھاتا ہے کہ اس طرح جواب دینا چاہیئے۔ نہ کہ جسطرح آپ جواب دیرہے ہیں کہ ہر دو قسم کی غلطی کرتے ہیں اور ہماروں افترا

اڈیٹر صاحب دوسری تجویز مصالحت یہ نکالتے ہیں "نواب صاحب اپنی معمولی محبت دینی سے کچھ وقت اس خدمت دینی کیلئے نکالیں اور اپنے مکان پر علمائے فریقین کو جمع کرکے مسائل متنازعہ میں گفتگو کرلیں ہ میری تقریر سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھیں کہ فریقین کے علما کا کوئی بہت بڑا چاہتا ہوں نہیں میں اسکو بھی کافی جانتا ہوں کہ میرے دوست مولانا حائری او رمیں گفتگو کریں (کیا اچھی اردو ہے) اور نواب صاحب اور اونکے خاص احباب شریک جلسہ ہوں او رنیک نیتی سے (جو اونکا شیوہ ہے) ضمیر خالص سے فیصلہ کرلیں"

کتنی معقول تجویز ہے کہ نواب صاحب دام عزہ نے امرتسر کی انجمن مرتضوی میں اتفاق واتحاد کیا کیا تھا کہ اب وہ مولوی امرتسری کو دعوت بھی دیں مباحثہ کیلئے طلب کریں۔ اور یہ بازی کا تماشا دیکھیں کیوں صاحب بشتہ سے تو آپ اڈیٹر اصلاح کو چیلنج دیتے تھے جسپر ہر دفعہ لبیک کہی گئی اور آجتک آپ فرار ہی کرتے گئے ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۲ جلد ۱

پھر سنہ بن جناب مولوی قربان علی صاحب کجہین پٹنہ مدرسہ سلیمانیہ میں پہونچے زبانی مناظرہ شروع

گذارش ہے کہ آپ بھی اب جناب مولوی سید باقر علی شاہ صاحب فاتح مناظرہ خشاء اور ابو الصفا صاحب امرتسری اور شیران پنجاب چودھری نیاز علی خان صاحب اور حکیم ڈاکٹر سید اکبر علی شاہ صاحب اور جناب حکیم قمر الدین صاحب کو حکم دیجئے کہ وہ ان مولیان اور بار فرابیان احد خیبر وخنین کو ذو الفقار حیدر کرار کا مزہ چکھا دین - اور آپ زیادہ نمایش کے فکر کو دور کیجئے

اڈیٹر صاحب مین اگر کچھ بھی حصہ حیائے عثمانی کا ہوگا تو ہمارے اون پانچ سوالون کا جواب دیجئے جسپر صد انعام کا وعدہ ہوچکا ہے اور پچھ مہینہ سے زیادہ ہو تا ہے کہ ہم کو انتظار ہے - اڈیٹر

امام باڑہ راولپنڈی — ایک مطبوعہ پمفلٹ منجانب جناب سید محمد حسین صاحب ملازم تار اس مضمون کا موصول ہوا کہ راولپنڈی مین سید فضل علی شاہ صاحب مرحوم نے بذریعہ چندہ مومنین ایک امام باڑہ بنایا جسمین مجالس عشرہ محرم وغیرہ مراسم عزاداری انجام پاتے تھے جسکو دو برس کا عرصہ ہوا مسٹر شہاب الدین عرضی نویس نے ۲۹ مئی کو ایک مجلس کے بہانے سے کل مومنین کو بلا کر ایک لکچر دیا جسمین انجمن امامیہ کو بانی فتنہ کا خطاب دیکر حکم دیا کہ آئندہ سے اس امام باڑہ مین - احمد شاہ صاحب حسن محمد صاحب - عطا حسین صاحب نہ آئین ورنہ مداخلت بیجا کا مقدمہ قائم کیا جائیگا اور اگر کسی کو آنے کی ضرورت ہو تو بہ اجازت حکیم اصغر علی و فتح علی شاہ بیرو آیا کرے حالانکہ ان لوگونکو اسکا بھی اقرار ہے کہ امام باڑہ وقف ہے اور چندہ کے ذریعہ سے بنا ہے - اسی غرض سے مومنین نے اپنی زمین عطا کی اصلی وجہ اسکی یہ ہے کہ راولپنڈی مین مومنین کی تعداد کم ہے اور زیادہ تر مسافرین و واردین و صادرین کے ذریعہ سے مجالس عزا وغیرہ ہوتی ہے لہذا جملہ مومنین راولپنڈی پر لازم ہے کہ ہمیشہ مجالس عزا وغیرہ کرتے رہین اور بذریعہ عدالت اسکے وقف ہونیکا استحکام کرین اور قبضہ کامل کرین مخالفین کبھی ہماری ایذا دہی سے باز نہین رہینگے - اس سال چونکہ وہان مجلسین وغیرہ نہین ہوئین اس سے اسقدر موقع ملا آئندہ ہر فرد بشر پر لازم ہے کہ اس قسم کی فروگذاشت سے بجز خرابی اور کوئی نتیجہ نہین پیدا ہوسکتا۔

یہ سارا فساد خنذیو نکلا ہے جو وہان زور دیتے ہین فضل علی شاہ مرحوم کے لڑکے بھی شاید مرزائی ہوگئے ہین لہذا مستعدی سے کارروائی ہونی ضروری ہے کیونکہ امامباڑہ مشہور کا قضیہ ہے۔

جلسہ وزیر آباد - ۶ مئی کو بصدارت جناب پیر قاسم علیشاہ صاحب پلیڈر مظفری مومنین کا عظیم

احراق کتبخانہ اسکندریہ

چونکہ یہ زمانہ انکار واقعات قدیمہ ہے۔ اسلئے جہاں ہزاروں واقعات کا انکار ہو رہا ہے۔ وہاں حضرت عمر کے کتبخانہ جلانے سے بھی انکار کیا جاتا ہے جسکے موجب پہلے مولوی شبلی صاحب ہوئے جنہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا حال میں ایک صاحب نے پیسہ اخبار میں ۲ ستمبر ۱۹۲۶ء مورخہ ۲ مارچ ۱۹۲۷ء ۔ جلد ۲۵ واقعی یہ زمانہ بہروپیہ رنگ ہے۔ کل جب کہ کتنے نہیں ادا کیا کرتے ہیں رسول اللہ نے قلم دوات۔ انکا ان الرجل لیہجر کہدیا کہ یہ ہذیان کہتا ہے جب رحلت ہو گیا تو وفات سے انکار۔ جناب سیدہ کا گھر جلا دیا یا آگ لکڑی جلانے کو لیگئے۔ جب اعتراض ہونے لگا انکار۔ جناب امیر سے حضرت عائشہ لڑتی رہیں۔ یہ وقت اعتراض تھا۔ جناب امام حسین کو معرکہ کربلا میں دن دوپہر شہید کر ڈالا۔ اب انکار۔ قرآن کو جلا ڈالا۔ اب انکار۔ اسی طرح کتبخانہ کو کہ پہلے ان کی بڑی زور شور سے مشتہر کیا جاتا تھا۔ اب انکار۔ ہم نہیں سمجھتے کہ انکار کی کیا ضرورت ہے علامہ ابن تیمیہ جنکے محقق مورخ ہونے میں خصم و آبی سب کا اقرار ہے کہ انسے بڑھکر کوئی محقق پیدا نہ ہوگا۔ وہ اپنے رسالہ جواب اہل العلم والایمان میں لکھتے ہیں ص ۲۵ مطبوعہ مصر مطبع شارع منعم

ورد في النسائي وغيره عن النبي صلى الله عليه وسلم انه رأى بيد عمر بن الخطاب ورقة من التوراة فقال امتهوكون يا ابن الخطاب لو كان موسى حيا ثم اتبعتموه وتركتموني لضللتم وفي رواية لما وسعه الا اتباعي، وفي لفظ فتغير وجه النبي صلى الله عليه وسلم لما عرض عليه عمر ذلك فقال له بعض الانصار يا ابن الخطاب الا ترى الى وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عمر رضينا بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد نبيا ولهذا كان الصحابة ينهون عن اتباع كتب كثيرة من كتب الروم فكتب فيه الى عمر فامر بها ان تحرق و قال حسبنا كتاب الله۔

یعنی رسول اللہ نے عمر کے ہاتھ میں توریت دیکھا تو فرمایا اگر موسیٰ زندہ ہوتے اسوقت تو وہ بھی میری

کہتے تھے کہ جو مجھ کو چھوڑ دیتے تو ضرور گمراہ ہو جاتے - دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا حضرت موسیٰ
کو بھی اگر اسکے پاس ہوتا کہ وہ میری پیروی کرتے اور تیسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ کا چہرہ متغیر
ہوا تو ایک انصاری نے کہا کہ اے ابن خطاب کیا چہرۂ رسول اللہ کو نہیں دیکھتا تو عمر نے کہا ہم راضی ہوے
(اب تک ناراض تھے) خدا کے کتاب سے اور اسلام کے دین سے - اور محمد کے نبی ہونے پر - اور جیسے کتاب پیغمبر
کہتے تھے دوسری کتابوں کے اتباع سے کعب نے ہم سے صحابہ نے عمر کو لکھا تو عمر نے کہا کہ ان سبکو جلا دو ہمکو
کتاب خدا کافی ہے۔

اب مولوی شبلی صاحب اور اونکے اتباع ہمیں بتائیں کہ یہ واقعہ اسی کتبخانہ اسکندریہ کا ہے یا کسی دوسرے
کتبخانہ کا - کیونکہ اگر فرض کیجیے کہ کتابیں قبل اسکے کتبخانہ اسکندریہ کی نقصان ہوئی تھیں - تو کیا نہیں ہو سکتا
کہ جو باقی رہگئی تھیں انکو عمر صاحب نے جلوا دیا مرے کو ماریں مدار۔

کتبخانہ فارس اب ایک ہی کتبخانہ اسکندریہ کے نام پر رودے حالانکہ یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے کتبخانہ
فارس کے بھی یہی سلوک کیا جسکی تصدیق اس واقعہ سے ہو سکتی ہے کہ ازالۃ الخفا میں ہے صفحہ ۱۹۹ -

واتی رجل من المسلمین الی عمر فقال انا لما فتحنا المداین اصبنا کتابا فیہ علوم من علوم الفرس وکلام
معجب فدعا بالدرۃ فجعل یضربہ بها ثم قرء نحن نقص علیک احسن القصص ویقول ویلک
اقصص احسن من کتاب اللہ انما ہلک من کان قبلکم لانهم اقبلوا علی کتب علمائهم واساقفتهم
وترکوا التوراۃ والانجیل حتی درسا وذهب ما فیهما من العلم۔

یعنی عمر سے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب مداین کو ہمنے فتح کیا تو وہیں ایک کتاب ہمکو ملی جسمیں علوم
فارس تھا اور کلام خوش آیند تو عمر نے درہ منگایا اور اسکو مارنا شروع کیا پھر یہ پڑھا نحن نقص علیک
احسن القصص کی تلاوت کی اور کہا کیا کتاب خدا سے بہتر کوئی کتاب قصص کی - جو لوگ
تھے وہ صرف اسی وجہ سے ہلاک ہوے کہ اپنے علما اور اساقفہ کی کتابوں پر اونھوں نے توجہ کی اور
توراۃ و انجیل کو چھوڑ دیا جس سے وہ کتابیں ضایع ہو گئیں اور جو کچھ علوم اون میں تھے وہ
مٹ گئے۔

اگرچہ اس روایت مین جلانے کا قصہ تو نہین لکھا گیا ہے۔ بلکہ صرف اسقدر ہے کہ جب اوس صحابی
نے کتاب فارس کا نام لیا تو اوسپر مار پڑنے لگی۔ مگر آپ ذرا اس تو عقل ہے جس سے سمجھ سکتے ہین کہ
اوس کتبخانہ کے ساتھ کیا سلوک ہوا ہوگا۔ کیونکہ اوس زمانہ کا تمدن خود ہی مقام بحث یا رہا ہین یا
فارس مین کتبخانہ روم کیساتھ وہ سلوک کیا کتبخانہ فارس کیساتھ ہو۔

یہ سب نتیجہ تھا اوسی جہالت کا جسکو فخریہ بیان فرماتے کل الناس افقہ من عمر حتی المخدرات
فی الحجال ہماری غرض بیان صرف کتبخانہ اسکندریہ کے جلانے سے نہین متعلق ہے بلکہ عام کتابونکی
ساتھ جو سلوک خلیفہ دوم اور صحابہ نے کیا اوسپر اجمالی نظر ڈالنا ہے جسمین کتبخانہ اسکندریہ بھی داخل
ہے کشف الظنون مین ہے صفحہ ۲۵ حتی یروے انہم احرقوا ما وجدوا من الکتب
فی فتوحات البلاد۔

یعنی روایت کی گئی ہے کہ صحابہ نے فتوحات بلاد مین جسقدر کتابین پائین ان سبکو جلا دیا۔
تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ اسکندریہ کا کتبخانہ یا فارس کا کتبخانہ انکے دست برد ظلم سے بچا ہوگا۔

ابجد العلوم نواب صدیق حسن خانصاحب مین ہے صفحہ ۳۰۱ حتی یروی انہم احرقوا ما وجدوا
من الکتب فی فتوحات البلاد۔

صحابہ کو کتابون سے ایسی نفرت تھی کہ کرہ بعضہم کتابۃ العلم ص۲۲ کشف الظنون۔
کہ علمی باتون سکے لکھنے سے بھی کراہت کرتے تھے۔ حالانکہ رسول اللہ کی حدیث سن چکے تھے
العلم صید والکتابۃ قید قیدوا رحمکم اللہ تعالی علومکم بالکتابۃ۔ یعنی علم وحشی ہے۔ کتابت
قید ہے۔ اپنے علوم کو کتابت سے قید کرو

اسکی وجہ غالباً اونکو رسول اللہ کے بعد جناب امیر سے عداوت رہی کہ انا مدینۃ العلم و علی
بابہا حضرت فرما چکے ہیں کہ ہم علم کے شہر ہین اور علی اوسکے در ہین۔ کیونکہ یہ تو جو بات
بتائین گے علم کی۔ اور یہان جہالت انکی فطری ہے چنانچہ کشف الظنون مین ہے و لما سلین
العرب عند الملوک فکانوا اہل [illegible] لم یکن فیہم عالم و منکر ولا حکیم [illegible]

وکانت ادیانهم مختلفة × واما علم الفلسفة فلم یمنحهم الله شیئاً منه ولا هیأ طباعهم للعنایة به الا نادرا ص۲

یعنی سایر اہل عرب بعد ملوک کے نہ اون مین کوئی عالم مشہور تھا نہ حکیم معروف۔ انکے ادیان مختلف تھے × اور علم فلسفہ سے تو اون کو کسی طرح کا تعلق ہی نہ تھا اون کے دماغ مین اسکی قابلیت ہی نہ تھی پھر کیونکر ممکن تھا کہ وہ علم کے قدردان ہوتے خصوصاً فلسفہ کے کیونکہ الناس اعداء لما جہلوا مشہور ہے کہ لوگ ان باتون کو دشمن ہوتے ہین جسکو نہیں جانتے۔

اختصاص اہل عجم بالعلوم ان سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہان خلافت خاندان رسالت سے نکلی وہان علم کی دولت بھی تمام عرب سے جاتی رہی۔ کیونکہ علم تو صرف خاندان رسالت میں تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا پھر علم حاصل ہوتا۔

کشف الظنون میں ہے ان حملة العلم فی الاسلام اکثرهم العجم وذلک من الغریب الواقع لان علماء الملة الاسلامیة فی العلوم الشرعیة والعقلیة اکثرهم العجم الا فی القلیل النادر وان کان منهم العربی فی نسبه فهو اعجمی فی لغته پھر لکھتے ہین۔

فصارت هذه الامور کلها علوما محتاجة الی التعلیم فاندرجت فی جملة الصنائع والعرب ابعد الناس عنها فصارت العلوم لذلک حضریة والحضر هم العجم او من فی معناهم لان اهل الحواضر تبع للعجم فی الحضارة واحوالها من الصنائع والحرف لانهم اقوم علی ذلک للحضارة الراسخة فیهم منذ دولة الفرس فکان صاحب صناعة النحو سیبویه والفارسی والزجاج کلهم عجم فی انسابهم اکتسبوا اللسان العربی فیما اخذوه من العرب وصیروه قوانین لمن بعدهم۔ وکذلک حملة الحدیث اکثرهم عجم او مستعجمون باللغة وکان علماء اصول الفقه کلهم عجما وکذلک حملة اهل الکلام واکثر المفسرین ولم یقم بحفظ العلم وتدوینه الا الاعاجم۔ والعرب الذین ادرکوا هذه الحضارة وخرجوا الیها

ریاست وسلطنت تھا تو پھر علوم کتابوں کے جلانے اور مٹانے سے کیوں انکار کیا جاتا ہے حالانکہ آپنے صدہا اور ہزاروں کتابوں میں دیکھا ہوگا کہ خلفائے ثلٰثہ جو ابتدا سے اسی طرح پیچھے کلام اللہ کے اور اسی فکر میں شب و روز منہمک رہے۔ علم قرآن و علم حدیث سے انکو کس قدر دلچسپی تھی کنز العمال میں ہے [illegible] جلد اول

مر عمر بن الخطاب بغلام وهو يقرء في المصحف النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم وهو اب لهم فقال يا غلام حكها قال هذا مصحف ابي فذهب اليه فسأله فقال انه كان يلهيني القرآن و يلهيك الصفق بالاسواق

یعنی عمر گذرا ایک لڑکے پر جو قرآن میں آیہ النبی اولی بالمؤمنین من انفسھم وازواجہ امہاتھم وھو اب لھم پڑھ رہا تھا تو عمر نے کہا اے غلام اسکو چھیل دے تو لڑکے نے کہا یہ مصحف ابی ہے۔ عمر وہاں گئے اور پوچھا تو۔ ابی نے کہا ہمارا شغل قرآن کا تعلیم لینا تھا۔ اور تمہارا کام بازاروں میں تالی بجانا یا خرید و فروخت کرنا۔

(۲) اذ جعل الذين كفروا في قلوبهم الحمية حمية الجاهلية ولو حميتم كما حموا لفسد المسجد الحرام فانزل الله سكينته على رسوله ابی اسطرح اس آیہ کو پڑھتے تھے۔

عمر نے انکار کیا۔ پہلے زید سے پڑھوایا۔ پھر ابی سے قال لا تتكلم قال تكلم فقال لقد علمت اني كنت ادخل على النبي ويقرئني وانت بالباب فان احببت ان اقرء الناس على ما اقرئني اقرأت والا لم اقرء حرفا ما حييت قال بل اقرء الناس

تو ابی نے کہا اگر کہو تو ہم بھی کچھ کہیں۔ عمر نے کہا کہو۔ ابی نے کہا۔ کہ تم جانتے ہو ہم خدمت رسولؐ میں داخل ہوتے تھے اور وہ حضرت ہمکو پڑھاتے تھے۔ اور تم بیرون دروازہ رہتے تھے (اندر آنیکی اجازت نہیں ملتی تھی) پس اگر تمہاری اجازت ہو تو جسطرح رسولؐ نے پڑھایا تھا پڑھائیں۔ ورنہ ایک حرف بھی نہ پڑھائینگے جب تک زندہ رہیں۔ عمر نے کہا پڑھاؤ۔

(۳) فقال ابی والله يا عمر انك لتعلم اني كنت احضر و تغيبون وادعى وتحجبون

يشهدى والله لئن احببت لالزمن بيتى فلا احدث احدا بشئ

(۴) فقال عمر كذبت قال انت اكذب فقال رجل تكذب امير المؤمنين قال انا اشد تعظيما لحق امير المؤمنين منك ولكن كذبته فى تصديق كتاب الله ولم اصدق امير المؤمنين فى تكذيب كتاب الله فقال عمر صدق ص ۲

یعنی ابی نے کہا قسم خدا کی اے عمر تم جانتے ہو کہ ہم خدمت رسول میں حاضر رہتے۔ اور تم لوگ غائب رہا کرتے۔ ہم بلائے جاتے۔ تم لوگ روکے جاتے قسم خدا کی اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو ہم اپنے گھر میں بیٹھ رہینگے پھر ایک حرف بھی کسی سے حدیث نہ کریں ازالۃ الخفاء ص ۲۱ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

عمر نے ابی کو کہا کہ تو کاذب ہے۔ تو ابی نے کہا تو اکذب ہے۔ (سب سے بڑھ کر کاذب) ایک شخص نے کہا امیر المؤمنین کی تکذیب کرتے ہو تو ابی نے کہا ہم سب سے زیادہ تعظیم کرنے والے ہیں مگر یہ تکذیب ہماری تصدیق کلام اللہ میں ہے۔

یہ ساری گفتگو میں صرف اسکے متعلق ہیں کہ ولو حمیتہم کما حموا الفسد المسجد الحرام کو خلیفہ قرآن سے نکالنا چاہتے تھے آخر یہ خلافت نکال ہی دیا گیا

(۵) قال فى الثالثة وهو غضبان نعم والله لقد انزلها الله على جبرئيل وانزلها جبرئيل على محمد فلم يستأمر فيها الخطاب ولا ابنه ص ۱۲۱۱ ازالۃ الخفا۔

عمر نے چاہا کہ آیہ السابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان سے واو کو نکال ڈالیں۔ (جیسے خط کھینچ دیا ہے) اسمیں ابی بن کعب تین مرتبہ رد و بدل ہوا آخر غصہ ہو کر کہا کہ قسم اللہ یوں ہی خدا نے جبرئیل پہ نازل کیا جبرئیل نے محمد پہ اسمیں خطاب کا اجارہ نہ انکے بیٹے کا

ایک واو کو خلیفہ سوم نے بھی نکالنا چاہا تو ابی تلوار لیکر کھڑے ہوئے کہ اگر اسکو نکالو گے تو
ہم جہاد کرینگے تفصیل اسکی التفسیر میں ملاحظہ ہو ص۱۱۱ منار جلد ۵۔
ان روایات نے آپکو بتا دیا کہ ان خلفا کو عموما اور خلیفہ دوم کو خود قرآن سے کسقدر دلچسپی تھی
جسکی تعریض ابی بن کعب کر رہے ہیں کہ تم تو بازاروں میں سودا سلف بیچتے تھے اور ہم رسول اللہ
کیخدمت میں حاضر رہا کرتے۔ تم روکی جاتی اور ہم دیخا نہ مت ہوتی۔
الحمد للہ ان خلفا نے نہیں بالخصوص خلیفہ دوم نے تو یہ چاہا تھا کہ قرآن لکھا ہی نہ جائے
چنانچہ اس بارہ میں جو باہم اختلاف تھا وہ سبکو معلوم ہے۔ کنز العمال میں ہے۔ لما
استحر القتل فی قراء القرآن یوم الیمامہ قتل منہم یومئذ اربعمائۃ رجل لقے
زید بن ثابت عمر بن الخطاب فقال لہ ان ھذا القرآن ھو الجامع لدیننا فان
ذھب القرآن ذھب دیننا وقد عزمت ان اجمع القرآن فی کتاب فقال لہ
انتظر حتی اسال ابابکر فمضینا الی ابی بکر فقال لا تعجل حتی اشاور المسلمین
یعنی جب ملک یمامہ میں قرآن کے قاری نہایت تیزی سے مارے جانے لگے یہاں تک کہ چار سو
آدمی قاریوں سے مارے گئے۔ تو زید بن ثابت نے عمر سے ملاقات کی اور کہا قرآن ہی تو ہمارا
دین کا جامع تھا اگر وہ ضایع ہوا۔ تو ہمارا دین ہی گیا۔ لہذا ہمنے ارادہ کیا ہے کہ ایک کتاب میں
جمع کریں۔ عمر نے کہا انتظار کرو کہ ابوبکر سے پوچھ لیں۔ زید کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابوبکر کے پاس
گئے ابوبکر نے کہا جلدی نہ کرو مسلمانوں سے مشورہ کر لیں۔
کیا اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ سچے مسلمان تھے۔ ولیسا ایمان لائے تھے۔ رسول اللہ کا انتقال
ہو چکا جنگ یمامہ میں چار سو قاری قرآن مارے گئے کسی کے کان پر جوں بھی نہ رینگی کہ کیا قیامت آئی ہے
کہ قاریان قرآن مارے جا رہے ہیں۔ زید کہ جتا رہے ہیں تو ادھر صاحب ابوبکر ٹالتے ہیں۔ جبکہ
صاحب مشورہ مسلمین پر کہ اونسے مشورہ لے لیں۔
بخلاف اسکے جناب امیر نے یہ کیا کہ ادھر کنز العمال میں ہے عن علیہ السلام عن ابیہ ابن بکیر

بخلافت علی جناب امیر نے کیا کاوسی کنز العمال میں ہے ان علیا ابطاء عن بیعة ابی بکر فقال اکرهت امارتی قال لا ولکن الیت بیمین ان لا ارتدی بردا ءالا الصلوٰة حتی اجمع القرآن قال فزعموا انه جمع علی تنزیل قال محمد فلو اصبت ذالک الکتاب کان فیه علم قال ابن عون سالت عکرمه عن ذالک الکتاب فلم یعرفه صفحه ۲۸۳ جلد اول

یعنی محمد بن سیرین راوی ہین کہ جناب امیر بیعت ابوبکر مین نہین شریک ہوئے ابوبکر نے کہا کیا آپکو ہماری امارت سے کراہت ہوئی حضرت علی نے کہا نہین۔ مگر مینے قسم کھا کر عہد کیا تھا کہ اپنے دوش پر ردا نہ ڈالونگا جب تک قرآن کو نہ جمع کرلین محمد بن سیرین کہتے ہین کہ حضرت نے اس قرآن کو مطابق تنزیل جمع کیا تھا۔ محمد کہتے ہین اگر وہ کتاب ملتی تو البتہ اوس مین علم ہوتا ابن عون نے عکرمہ سے اس کتاب کو دریافت کیا مگر وہ بھی اس کو نہ بتا سکے۔

ہمکو یہان نہ قصہ خلافت سے بحث ہے نہ اور کسی سے بلکہ صرف یہ دکھانا ہے کہ جناب امیر کو تو ایسی ایسی ضرورت محسوس ہوئی کہ خلافت کی بھی فکر نہ کی بعد وفات رسول قسم کھا کر گھر مین بیٹھے کہ قرآن کو جبتک نہ جمع کرلین باہر نہ نکلین اور خلیفہ بننے والون کی یہ حالت ہے کہ زید بن ثابت اسکی ضرورت بتا رہے ہین اور حضرت ابوبکر ٹالتے ہین ابوبکر مشورہ مسلمین پر۔

تو جن لوگونکو اسدرجہ قرآن سے دلچسپی ہو کہ نہ عہد رسول مین کبھی قرآن کو لکھا نہ جمع کیا اون سے اسیر کیونکر تعجب ہوسکتا ہے کہ کتبخانہ روم و فارس کو انہون نے جلوا یا ہو جسکے انکار مین آج کل گرمی دکھائی جاتی ہے۔

مولوی شبلی صاحب نے ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ خلیفہ دوم نصاریٰ و غیر اہل ذمہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے اونکے ساتھ خوش عہدی کرتے تھے پھر کیونکر ممکن ہے کہ ایسا کیا ہو۔ مگر افسوس کہ یہ صرف حسن ظن ہے یا ابلہ فریبی۔ کیونکہ علامہ سیوطی حسن المحاضرہ مین لکھتے ہین کتب عمر بن الخطاب ان یختم فی رقاب اهل

الذمہ بالرصاص ویظہروا مناطقہم ویجزوا نواصیہم ویرکبوا بالاکف
عرضاً ولایدعوہم یتشبہوا بالمسلمین فی ملبوسہم

یعنی عمر نے عمرو عاص کو لکھا تھا کہ ذمیوں کی گردن میں سیسہ کی تختیاں ڈالدیں۔ اونکے کمربند کو نمایاں کریں اونکے نواصی (پیشانی) کو کاٹ دیں حکم دیں کہ سوار ہوں الف سے عرضاً یعنی سواری پر سیدھے نہ بیٹھیں اور لباس میں مسلمانوں سے تشبہ نہ کریں"

کہیئے اس سے بڑھکر کیا اہل ذمہ کی ذلت ہو سکتی ہے کہ گھوڑے گدہے کی سواری بھی آزادی سے نہ کرسکیں۔

کیا یہی تعلیم تھی رسول اللہ کی کیا کوئی اسکو اسلامی حکم قرار دے سکتا ہے۔ حاشا وکلا یہ وہ احکام مشومہ ہیں جس سے اسلام کو ہمیشہ کیلئے داغدار کردیا اور وحشی گری کا الزام نہیں اوٹھ سکتا۔

خلیفہ عمر نے جو یہود و نصاری کیلئے یہ احکام جاری کئے تھے اوسنے یہانتک ترقی کی کہ حسن المحاضرہ میں ہے وفی شعبان سنہ سبعمائۃ امر بمصر والشام الیہود بلبس العمائم الصفر والنصارٰی بلبس الزرق والسامرہ بلبس الحمر واستمر ذلک الی الآن ص۱۶۱

یعنی شعبان ۷۰۰ھ میں حکم دیا گیا کہ یہودی زرد رنگ کا عمامہ پہنا کریں۔ اور نصاری نیلے رنگ کا اور سامرہ سرخ رنگ کا۔ اس حکم کا عمل درآمد سیوطی کے زمانہ تک جاری رہا۔

وفی سنۃ خمس وخمسین وسبعمائۃ امر بان یکون ازار النصرانیۃ ازرق وازار الیہودیۃ اصفر وازار السامریۃ احمر ص۱۶۲

یعنی ۷۵۵ھ میں یہ حکم جاری ہوا کہ نصاری کا ازار ازرق ہو (نیلا) اور یہودیوں کا ازار زرد رنگ اور سامری کا سرخ۔

یہ تصویر تالی قصہ ہے کہ عمامہ اور ازار نیلا ہو یا زرد یا سرخ اور باقی لباس باختیار خود یہ سنکر ہو رہی آپکو تعجب ہوگا کہ جو احکام یہود و نصاری پر جاری کئے گئے تھے وہی حکم سادات اور اولاد رسول اللہ کے لئے بھی جاری ہوا چنانچہ اوسی حسن المحاضرہ میں ہے

وفی سنۃ ثلاث وسبعین رسم للاشراف بالدیار المصریۃ والشام ان یرسموا عمائمھم بعلامۃ خضرۃ تمیزاً لھم عن سائر الناس ففعل ذالک فی مصر والشام وغیرھما وفی ذالک یقول ابو عبد اللہ بن جابر الاندلسی الاعمی نزیل حلب

جعلوا الابناء الرسول علامۃ ان العلامۃ شان من لم یشتھر

نور النبوۃ فی کریم وجوھھم یغنی الشریف عن الطراز الاخضر

۷۷۳ھ میں سادات واشراف کیلئے یہ حکم ہوا کہ بے عماموں پر سبز نشان لگائیں تاکہ ان کی شناخت ہوتی رہے اسکی تعمیل بھی اسی طرح ہوئی مصر و شام میں۔ اس بارہ میں ابو عبداللہ بن جابر اندلسی لکھتا ہے۔ ان لوگون نے اولاد رسول کیلئے نشان مقرر کیا ہے حالانکہ نشان کی ضرورت اوسکے لئے ہے جو مشہور نہ ہو۔ نور نبوت اونکے بزرگ چہروں پر ایسا نمایاں ہے کہ شریف (سید) کو طراز اخضر (نشان سبز) کی ضرورت نہیں۔

اس سے بھی آپکو علوم ہو سکتا ہے کہ اولاد رسول کے ساتھ بھی ان لوگون نے وہی برتاؤ کیا تھا جو یہود و نصاری کے ساتھ کیا تھا کہ سبز نشان لگانے کا حکم دیا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اڈیٹر اہلحدیث اس مضمون پر خاص طور سے توجہ کرینگے جس سے اونلوگون کو معلوم ہوگا کہ حمایت عمر میں جو کتبخانہ اسکندریہ وغیرہ کے جلانے سے انکار کیا جاتا ہے وہ کس قسم کی زبردستی ہے۔

آج جو مصیبت اہل اسلام پر گذر رہی ہے کہ ہر ہر مقام پر ذلیل وخوار ہو رہے ہین انہین مظالم خلیفہ دوم کا اہم نتیجہ ہے کہ ایک طرف اولاد رسول کے ساتھ وہ سلوک کیا دوسری طرف اہل ذمہ کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ اسلام بدنام ہوا جس سے آجتک روح رسول اللہ متاذی ہو رہی ہے۔ فی ھذا الکفایۃ لمن کان لہ درایۃ

اتفاق پھیلانیکا نیا رنگ

جہان ہمدردان قوم وحامیان اسلام اتفاق واتحاد کی ہوا خواہی کوشش مین مصروف ہیں

وہاں ایک رنگ یہ بھی نظر آتا ہے کہ اتفاق و اتحاد پر کوئی لمبا چوڑا مضمون لکھ مارا
اور اوس میں اپنے خاص مذہبی عقائد کو ایک نئے ڈھنگ سے جلوہ دیکر عام مسلمانوں کو
اُس طرف مائل ہونیکی کوشش کی جایا کرتی ہے۔ جس سے بجز نفاق کے اور کوئی ثمر نہیں
حاصل ہوتا۔

اگرچہ حقیقی اور واقعی اتفاق تو یہی ہے کہ کل اسلامی فرقے نہیں بلکہ تمام دنیا کی قومیں ایک ہی
راہ پر چلتی ہوئی نظر آئیں تاکہ خدا اور اُسکے رسول کی اصلی غرض پوری ہو۔ لیکن سوال تو
یہ ہے کہ آیا آپ اس رنگ میں کامیاب بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

اسلام میں کون ایسا فرقہ ہے جو اپنے کو حق پر نہیں سمجھتا پھر اگر کوئی فرقہ یہ چاہے کہ ہمارے ہی
خیال کے سب فرقے ہو جائیں تو فرمائیے اسپر کتنے فرقے راضی ہونگے درآنحالیکہ سب اپنے کو حق
پر سمجھ رہے ہوں۔ پس ایسی حالت میں اگر آپ اپنے مذہبی خیال کی طرف کسی کو مائل کرنا چاہیں
تو سوائے مذہبی تعصب پر محمول کرنے کے اور کوئی رائے قائم نہیں ہو سکتی۔

ہمکو نہایت افسوس ہے اور ہم عرصہ سے دیکھ رہے ہیں کہ وکیل جیسا صلح کل اور ہمدرد عام
اخبار بھی اس رنگ سے بری نہیں۔ اور کبھی کبھی اسکا میلان بھی اسطرف ہو جایا کرتا ہے۔
ہم اپنے اس قومی اور ہونہار پرچہ کے لئے یہ بات نہایت ناپسند کرتے ہیں۔ اگر وہ واقعی
اور سچے دل سے قومی یگانگت کی زندگی پیدا کرنیکا مدعی ہے تو اسکو ہر اسلامی فرقہ کی دلجوئی
ملحوظ رکھنی چاہیئے۔ اور کوئی ایسی بات زبان سے نکالنی چاہیئے جس سے ذرہ بھر بھی کسی
فرقہ کی دل آزاری و ناراضی کا باعث ہو۔ وہ شاید ہماری ان باتوں سے انکار کرے اسلئے
ہم یاد دلا کر سوال کرینگے کہ گذشتہ سال بہ جماعت ہم کے مسلسل مضامین لکھنے پر کونسی قومی
یگانگت اُس نے پیدا کی تھی؟ سوائے اسکے کہ ایک گروہ میں ناراضی و برہمی پھیل گئی اور
جواب دینے کیلئے متعدد قلم اٹھ گئے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ہاں شاید ان مضامین کی شائع
ہونے سے وکیل ٹریڈنگ کمپنی کو فائدہ ہوا ہوگا۔

ہمنے مانا کہ ہوا داری اور جرم کے تمام مضوبات آپکے نزدیک ناجائز سہی لیکن اگر آپ میں
قومی خدمت و حمیت موجود تھی تو کس لئے ایسا خیال نہ ہوا کہ ہمیں ایسا کرنا تھا کسی خاص فرقہ

کے رسومات مذہبی پر اخباری دنیا میں نکتہ چینی نہیں کرتے ہیں بلکہ مخالفین اسلام کو اسلام
ہنسی اڑانیکا موقع دے رہے ہیں۔ لیکن افسوس اسکا خیال نہیں کیا گیا اور قومی رنگ پر
مذہبی رنگ غالب رہا۔

خیر یہ تو پرانی باتیں تھیں اسکے ۲۹۔ اپریل ۱۹۱۱ء کے وکیل میں دیکھئے اسمیں خلافت
کا جھگڑا ابھارا ہے۔ مگر کس رنگ میں اسی اتفاق کے رنگ میں۔ ملاحظہ ہو بعد ذکر اختلاف
مذاہب رقمطراز ہے۔

"اب رہی خلافت۔ یہ منصوص نہیں۔ کوئی کسی کو حق پر سمجھے کوئی کسیکو۔ مگر اسلام ہو
اسکو کوئی بڑا واسطہ نہیں۔ نہ خلافت سے کفر و اسلام کا تعلق۔ خلافت کے منصوص
نہ ہونیکی بڑی دلیل یہ ہے کہ اسپر مسلمانوں کا اتفاق نہیں جیسا رسالت پر ہے۔
کوئی کسی کو خلیفہ مانتا ہے کوئی کسیکو۔ پھر فصل و بلا فصل کا بھی جھگڑا ہے۔ نتیجہ یہی
نکلیگا کہ خلافت کو کوئی مسلمان نہیں مانتا۔ اگر قرآن کی رو سے اسکا وجود ہوتا تو
مسلمانوں کی کیا طاقت تھی کہ کسی کی خلافت سے سرتابی کرتے"

پھر اپنی راے جو ظاہر کی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

"پس اسلامی فرقوں میں ایسا ہی فروعی اختلاف ہے جو ہونا چاہیے تاکہ قرآنی حکم
کی تعمیل ہو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الآیہ"

ملاحظہ فرمایا آپنے یہ نے بہت سی قابل اعتراض باتوں میں سے چند کلمے نقل کئے ہیں۔ اب میں
اپنے کرم دوست سے عرض کرونگا کہ جناب عالی خلافت منصوص کیوں نہیں ہے؟ کیا
آپ اپنے دعوی کے ثبوت میں کوئی دلیل قرآن مجید یا حدیث رسول صلعم سے بھی پیش کر سکتے
ہیں؟ اور پھر اس سے اسلام کو بڑا واسطہ نہ ہونیکی وجہ؟

خلافت کو اسلام سے اتنا ہی بڑا واسطہ ہے کہ حدیث متفق علیہ ہے کہ من مات ولم یعرف
امام زمانہ مات میتۃ جاهلیۃ یعنی جو مر جائے اور اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے وہ کفر
کی موت مرا جسکی یادگار کہ خلیفہ زادہ حضرت عبداللہ بن عمر عبدالملک کی بیعت کرنیکے لئے
حجاج کے پاس شب کے وقت تشریف لیگئے تھے۔ اور آپ یہ لکھتے ہیں کہ کوئی بڑا واسطہ نہیں

ہے" اور خلافت کے منصوص نہ ہونیکی یہ بھی دلیل آپکے نزدیک یہ ہے کہ "اسپر مسلمانون کا اتفاق نہین ہے جیسا توحید و رسالت پر" مین کہتا ہون یہ ادنی سے ادنی نہین بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی دلیل نہین ہے - اسلئے کہ اسلام مین کوئی مسئلہ توحید سے لیکر معاد تک ایسا نہین ہے جسپر حضرت اختلاف اپنا رنگ نہ جمائے ہوے ہون - کیا توحید کے مسئلہ مین اختلاف نہین ہے کیا رسالت کے مسئلہ مین اختلاف نہین ہے ؟ جناب عالی ایسا ہی اختلاف تو ہے کہ رسول رسول ہی نہین باقی رہتے - توحید توحید ہی نہین باقی رہتی - یون تو سوائے بعض کے تمام دنیا کی قومون کا توحید پر اتفاق ہے پھر اسلام سے کیا خصوصیت ؟ آپ وسیع النظر ہونگے تو میرے دعوی کی تصدیق کرینگے -

اگر آپ ایسے مسلمانون کے نزدیک خلافت منصوص نہین ہے یا خلافت پر اتفاق نہین ہے تو نہ ہو - عدم علم شے سے یہ ضروری نہین ہے کہ وہ شے واقعی نہ ہو - غلط ہے آپکا نتیجہ نکالنا کہ خلافت کو کوئی مسلمان نہین مانتا -

اور آپ کا یہ مبالغہ آمیز دعوی کہ " اگر قرآن مین اسکا وجود ہوتا تو کوئی مسلمان ستابی نہ کرتا " قرآن مجید کے دعوی لا رطب ولا یابس الخ کی کسقدر کھلم کھلا تکذیب کر رہا ہے - قرآن مجید مین کیا چیز نہین ہے سب کچھ تو ہے اگر حقائق شناس اور حق بین نظرین ہون تو ہر خشک و تر دیکھ سکتی ہین -

اچھا اگر خلافت کو اسلام سے کوئی بڑا واسطہ نہین نہ اس سے کفر و اسلام کا تعلق " تو اسکو چھوڑ کر شیعون کے خیال ہو جائے آج ہی تو اتفاق و اتحاد مین جان پڑ جائیگی - تمام فرق اسلامی مین تو ایک جزوی اختلاف ہے اور کچھ ایسی نزاع بھی نہین رہا کرتی بلکہ نزاع نہین وہ بڑے گروہ مین ہوا کرتی ہے پھر آج ہی تو امن و امان ہو جاتی ہے -

ہان شاید آپ یہ کہین کہ شیعہ تو دوازدہ امام کی خلافت کے قائل رہین گے " تو مین عرض کرونگا کہ انکے نزدیک خلافت و امامت اصول دین سے ہے اور اسکا تارک خارج از ایمان - اور آپکے نزدیک یہ کوئی بڑی چیز نہین ہے نہ اس سے کفر و اسلام کا تعلق - پھر آپ کو چھوڑنے مین کیا عذر ہے شیعہ اپنے خیال پر باقی رہین گے رہا کرین محل نزاع تو

فی غزہ ہے گا جیسے دن رات جھگڑا ہوا کرتا ہے۔

اچھا اب ادہر آئیے اگر آپکو نہیں معلوم ہے تو میں قرآن مجید میں خلافت کا وجود دکھلاتا ہون۔ دو آیتیں پیش کرتا ہون (۱) انی جاعل فی الارض خلیفہ (۲) استخلفنی فی قومی یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ جس سے خلافت کا وجود بھی قرآن میں اور منصوص ہونا بھی ثابت ہو گیا اب اس سے صریح آیت عرض کرتا ہون دونون کو تطبیق دے لیجئے القرآن یفسر بعضہ بعضاً حق تعالی سورہ نساء میں فرماتا ہے یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیہ اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول صلعم کی اور جو تم میں سے صاحبان امر ہون ان کی "

اب تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ اطاعت اللہ اور اُسکے رسول اور صاحبان امر کی واجب و لازم ہے۔ اور چونکہ آپکے بعد کوئی نبی ہو گا لہذا رسول کی اطاعت کے بعد اطاعت نہیں ہو سکتی مگر اوسی شخص کی جو آپکی شریعت کا تابع ہو یہی امامت و خلافت ہے اور ہے کیا؟ اور پھر اسی اولی الامر سے خلافت کی تعیین و تخصیص بھی ہو گئی اسلئے کہ خدائے تعالی نے مطلقاً اطاعت کا حکم دیا ہے اور اطاعت ہر امر میں نہیں ہو سکتی مگر اوسی کی جو خطا کا نہو یعنی معصوم ہو۔ لہذا آپ چراغ لیکر ڈھونڈ ڈالئے سوائے ائمہ اثنا عشر کے اور کوئی بعد رسول صلعم معصوم نہیں ملنے کا۔ کافی ہے ہمارے دعوی کے ثبوت میں کہ امام فخر الدین رازی جیسا محقق اور حکیم اسلام ہمارا ہمخیال ہے اس امر میں کہ یہان اولی الامر سے مراد معصومین ہیں ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد ثالث صفحہ ۳۵۷ ان اللہ تعالی امر بطاعۃ اولی الامر علی سبیل الجزم فی ہذہ الآیۃ ومن امر اللہ بطاعتہ علی سبیل الجزم والقطع لابد وان یکون معصوماً عن الخطا اذ لو لم یکن معصوماً عن الخطا کان بتقدیر اقدامہ علی الخطا یکون قد امر اللہ بمتابعتہ فیکون ذلک امراً بفعل ذلک الخطا والخطاء لکونہ خطاء منہی عنہ فہذا یفضی الی اجتماع الامر والنہی فی الفعل الواحد باعتبار الواحد وانہ محال فثبت (۲۱) انہ

تعالی امر بطاعة اولی الامر علی سبیل الجزم وثبت ان کل من امر اللہ بطاعتہ
علی سبیل الجزم وجب ان یکون معصوماً عن الخطا فثبت قطعاً ان اولی
الامر المذکور فی هذه الآیة ان یکون معصوماً لیجیے تعیین بھی ہو گئی اسلئے
کہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اولی الامر سے مراد معصومین ہیں تو یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا ایسے لوگوں
کی اطاعت کا حکم دے جنکا وجود عالم میں نہو لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا لہذا
معصوم کا وجود ضروری ہوا اور باتفاق و اجماع اہل اسلام سوائے حضرات ائمہ
اثنا عشر کوئی بھی دنیا میں معصوم نہیں ہے لہذا یہی حضرات معصوم ہوئے ورنہ دنیا قطعاً
اہل عصمت سے خالی ماننی پڑیگی جو خلاف مفہوم آیت ہے پس جب یہی معصوم ہوئے
اور معصوم ہی کی اطاعت لازم تھی لہذا بحکم آیہ انکی اطاعت لازم اور انہیں کی خلافت
و امامت کا اقرار ضروری ہوا۔ اگرچہ امام صاحب نے اولی الامر سے مراد اجماع لیا ہے اور
اسی کو معصوم قرار دیا ہے لیکن خود انکا یہ قول خلاف اجماع ہے اسلئے صدر اسلام سے
تا زمان امام رازی اجماع مرکب تمام علمائے اسلام کا اولی الامر کی تفسیر میں صرف دو قولوں
پر تھا۔ سلاطین و امرائے اسلام یا ائمہ اثنا عشر اور امام صاحب نے بعد اس اجماع کے ایک
قول ثالث پیدا کیا اور اولی الامر سے مراد اجماع لیا جو خود موجب نقض اجماع ہوا پس
نہیں معلوم کہ امام رازی جیسا کامل کیونکر اس امر پر راضی ہوا۔ علاوہ اسکے کہ اولی
الامر کا لفظ جو افراد محسوسات سے صرف ذوی العقول کیلئے استعمال کیا گیا ہے اجماع سی
چیز کیلئے جسکا وجود خارجی بھی نہیں استعمال کرنا اور اسکو معصوم کہنا نہیں معلوم کیونکر روا
رکھا گیا۔ کیا صرف اسلئے کہ کہیں ائمہ اثنا عشر کی امامت نہ ثابت ہو جائے۔ بہرکیف تعیین
بھی ثابت ہو گئی۔

اب رہا یہ کہ شاید آپ یہ کہیں کہ خلافت کے متعلق زید عمرو بکر کا نام نہیں آیا۔ تو یہ آپکا
کہنا بیجا ہوگا اسلئے کہ قرآن مجید میں اگر یہ باتیں توضیح کے ساتھ بیان ہوتیں تو قرآن بھی دس
بیس جلدوں سے کم نہ ہوتا اور ایسی حالت میں اسکی وہ فصاحت و بلاغت باقی نہ رہتی
جواب ہے لہذا قرآن مجید کا یہ اعجاز کیا کم ہے کہ [illegible] مختصر [illegible] قرآن

دعوی ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین کی پوری پوری تصدیق کرنیگی ایک آیت تو آپ ہی نے پیش کی ہے واعتصموا بحبل اللہ الخ فرمائے تو خدا کی وہ کونسی رسی ہے جسکو سب مل کے تھام لیں۔ آیا آنجناب کا عقیدہ جو قرآن مجید کی تکذیب کر رہا ہے بجا بجا بالی قرآن مجید میں جا بجا امام یا خلیفہ یا اولی الامر کی صفتیں بیان کر دی گئی ہیں اور یہ بہتر ہے اس سے نام ذکر کئے جاتے۔ اسلئے کہ ایسی حالت میں ہو سکتا تھا کہ بہت سے دعویدار ایک نام کے خلافت یا امامت کیلئے کھڑے ہو جاتے لہذا قرآن مجید نے ایسی صفتیں بیان کی ہیں جو موصوف معین کے سوا کسی پر پوری ہی نہ اتریں یہی فصاحت و بلاغت اور قرآن مجید کا اعجاز ہے۔ اب ان صفتوں کو امت کے افراد پر تطبیق دے لیجئے جسپر پوری اتریں وہی خلیفہ یا امام یا اولی الامر ہے۔ آپ ان آیتوں کو تلاش کیجئے یا مجکو ارشاد ہو میں پیش کروں۔

بہرکیف آپکا یہ دعوی محض غلط اور قرآن مجید کی تکذیب کرنیوالا ہے کہ "اسلام میں صرف توحید و رسالت ہے" اگر آپ قرآن کو خداے برتر کا کلام مانتے ہیں تو ماننا پڑیگا کہ خدا و رسول کی اطاعت کے بعد اولی الامر کی بھی اطاعت کو اسلام سے بہت بڑا واسطہ ہے۔ ۵

اگر طاعت خدا و مصطفٰے کی فرض ہے ہمپر + اولی الامر شریعت کی بھی طاعت میں مشاہر

باقی رہی آپکی یہ رائے کہ "پس اسلامی فرقوں میں ایسا ہی فروعی اختلاف ہے" یہ بھی غلط ہے جیسا کہ میں نے روشنی ڈالی ہے۔ ہاں اسکے بعد کے جملہ "مجھے ہونا چاہیئے تا کہ قرآنی حکم کی تعمیل ہو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا الآیہ"

اس سے البتہ میں تمامہ متفق ہوں اور میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تمام فرقوں میں اتفاق ہو جائے۔ لیکن صورت ارشاد ہو کہ کیونکر تمام فرقوں کا اختلاف رفع ہو۔ اور یہ جملہ خدا ات نمنزیہ ہے کہ آپ کسی فرقہ کے عقائد کی طرف رجوع کریں پس وہ کونسا فرقہ ہونا چاہیئے۔

اگر مجھسے پوچھینگے تو میں عرض کرونگا کہ سب سے زبردست اور مضبوط اعتقاد والا گروہ

اسلام مین وہی ہے جو فرمودہ خدا و رسول پر عمل کرے اور خدا کو خدا اور رسول کو رسول سمجھے۔ اور جب اُس سے کوئی اُسکی حقیت دریافت کرے تو وہ علاوہ اپنی کتاب کے اپنے حقیت کی دلیل اپنے مخالف اعتقاد فرقہ کی کتابون سے پیش کرے۔ اب آپ دُنیا چھان ڈالئے سوائے شیعون کے اور کوئی فرقہ اسلام مین ایسا نہ پائینگے۔ اور یہی سب سے بڑی اور مستحکم دلیل اسکے حقیت کی ہے لہذا حبل خدا سے وہی شاہراہ مراد ہے جسپر یہ فرقہ چل رہا ہے۔ آئیے ہم آپ مل کے خدا کی اس رسی کو مضبوط پکڑ لین اور اختلاف کا موقع کالا کرین والسلام

نجابت حسین عیش بنارسی

شیعہ سنیونکے اتفاق کی قابل تقلید مثال

بنارس مین ایک امام باڑہ میں ۳۰ اپریل ۱۹ ء کو شیعون نے ایک مجلس وعظ منعقد کی جسمین صرف مولوی محمد عظیم صاحب پنجابی سنی حنفی کو پڑھوایا۔ ہمارے سنی بھائیون کو چاہئیے کہ وہ بھی ایسی مثال قائم کرین اگر ایسا ہی دونون طرف سے ہوا کرے تو اتفاق و اتحاد مین کیسی جان پڑ جائے جناب مولوی صاحب موصوف نے منجملہ اور باتون کے بیان فرمایا تھا کہ "شیعہ جو کرتے ہین کرین اور سنی جو کرتے ہین کرین۔ لیکن اسطرح نہیں کہ ایک دوسرے کی ناراضی کا باعث ہو اور دنیوی امور مین دونون فریق ایک دوسرے کا ساتھ دین" واقعی بات یہ ہے کہ اس سے بڑھکر اتفاق و اتحاد کی صورت ممکن نہین۔ اتفاق جبھی ہو سکتا ہے کہ جب ایک فریق اپنے مذہبی مراسم کو ادا کرے تو دوسرا اگر اوسکا شریک نہ ہو تو کم سے کم اتنا تو ہو کہ اُسکی مزاحمت بھی نہ کرے۔ اور دنیوی امور اور حمایت اسلام کے وقت ہر فریق ایک دوسرے کا پورا پورا ساتھ دے۔

نجابت حسین عیش بنارسی

التقریظات

افسوس ہے کہ دفتر کی بدنظمی سے ہم اپنے اکثر برادران ایمانی کی تالیفات جدیدہ کی رسید بھی نہ لکھ سکے چہ جائیکہ ریویو کرتے۔

(۱) ترجمہ قرآن مجید جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی کا مترجم قرآن مجید

جوپارہ پارہ چھپ رہا ہے دوپارہ اور موصول ہوا ہے جسکی خوبیان پہلے عرض کرچکا ہون ۔ کیونکہ جسقدر اسکی ضرورت تھی ۔ اوسیقدر اہتمام ہورہا ہے ۔ مگر بڑا عیب یہ ہے کہ ناتمام ہے ۔ ۹ ۔ ۱۰ ابھی عنقریب شایع ہوتا ہے خدا کرے کہ جلد تمام ہو جائے کہ عجب نعمت خداداد ہے ۔

(۲) عجالہ نافعہ جناب سلطان العلما سید محمد صاحب طاب ثراہ عقائد مین مختصر رسالہ ہے جوبا ترجمہ انجمن یادگار علمانے شایع کیا ہے ۔ کتاب کی خوبی ۔ ترجمہ کی لطافت چھاپے کی عمدگی سب ہی جمع ہے ۔ مگر یہ خیال دلکو بیچین کر رہا ہے کہ انجمن یادگار علما دو سال مین صرف دو رسالہ شایع کرے ۔ قیمت ۲

(۳) حسن اعتقاد انجمن دار التالیف کا پہلا رسالہ ہے جسکے اہتمام کا مدت سے اخبارون مین شہرہ سنتے تھے ۔ خدا خدا کرکے ۲ جزکا پہلا رسالہ نکلا جس سے امید ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد یہ سلسلہ مسلسل قائم ہو چھپائی لکھائی کاغذ بہت خوب ہے ۔ اصلاح عقیدہ اول فرض ہے مگر با دلیل ہو تو سبحان اللہ لہذا اسکی اشاعت مین پوری کوشش کرنی چاہیے کہ اس ذریعہ سے یہ سلسلہ خیر جاری رہ سکتا ہے قیمت ۲ر محلہ عوت گنج وزیر گنج لکھنؤ سے طلب فرمائے ۔

اخبار وقت لاہور سے یہ ایک نیا اخبار نکلا ہے جسکے دس بارہ نمبر اسوقت تک نکل چکے ہین جناب مرزا علی حسن صاحب اسکے اڈیٹر ہین جو ایک مشہور اہل قلم ہین بہت سے اخبارونکے اڈیٹر رہ چکے ہین اخبار کی غرض و غایت قوم اور ملک کی خدمت ہے مذہبی معاملات سے ابھی تک کشمکش نظر آتا ہے ۔ مگر پنجابی پبلک کا تقاضا ہے کہ آپ کی جہانتک ہوسکے مخالفت کی جائے مگر اوس حد تک جائز ہے جسمین تہذیب و شایستگی قائم رہے اور مضامین محققانہ ہون ۔

مضامین ۔ عنوان تحریر نہایت دلچسپ ہے علمی اخلاقی صنعتی طبی ۔ تجارتی زراعتی ہر قسم کے مفید مضامین ہوتے ہین ۔ عنوان اسکا کہہ رہا ہے کہ ضرور ترقی کریگا بشرطیکہ مذہبی مباحث مین نہ اوبھا چندہ سالانہ صرف سے ہے اخبار وقت لاہور کافی پتہ ہے ۔

ملک کو بیحد ضرورت ہے کہ ایسے اخبار بکثرت شایع ہون جو مذہبی تعصب سے علحدہ رہتے ہوں

اور ملک و قوم کی خدمت کریں مگر یہ کام سمجھ بوجھ کر کرنا چاہیئے نفع نقصان سب پر عام نظر ڈالنا چاہیے
دعائے الامان سید سجاد علی صاحب مالک کتب خانہ تجارتی چوک لکھنؤ نے طاعون اور دیگر وبائی
امراض کیلئے طبع کرائی ہے قیمت ار ہے غربا سادات کو صرف محصول ڈاک پہونچنے پر بھیجتے ہیں۔
حق یہ ہے کہ قوم پر یہ بھی ایک احسان ہے اسکی قدر کرنی چاہیے۔

منشور المسرت جناب مرزا قاسم حسین صاحب قزلباش جاگیردار و ایسٹ بنگال درباری کورٹ
انسپکٹر و ہیڈ ماسٹر و پرنسپل پولیس ٹریننگ اسکول مرادآباد نے اپنے فرزند دلبند آغا مرزا فیاض حسین
صاحب قزلباش سلمہ اللہ کی تقریب کتخدائی پر اس منشور کو شایع کیا ہے جس سے کیفیت عقد و
بارات وغیرہ سب معلوم ہوتی ہے نامی شعرائے سہرے بھی درج ہیں۔ ہم بھی اپنے دوست کو
اس مبارک تقریب پر مبارکباد دیتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خداوند عالم ہمیشہ ایسی مبارک
تقریبیں آپکو دکھائے۔ اگر اسکے ساتھ کچھ قومی خدمتیں بھی ہوتیں تو نہایت انسب تھا کیونکہ
اس سے بہتر ذریعہ اظہار شکر یہ خداوند عالم دوسرا نہیں۔

نغمہ توحید مع تاریخ الوہابیہ۔ تذکرہ جذبہ توحید۔ عون المغیث فی رد رسالہ اہل حدیث
القبس اللہیب یہ چار رسالے مولوی محمد توحید صاحب داناپوری کے ہیں۔ جن میں مولوی ثناء اللہ
صاحب امرتسری کی نہایت خوبی سے خبر لی گئی ہے۔ نغمہ توحید کا موضوع بحث یہ کہ وہابی
تلقین میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو موجب شرک سمجھتے ہیں اسی حقیقت کی کھلی ست
اور وہابیوں کا انکار رسالت سے دکھایا گیا ہے۔

اگر مسلمانوں نے ادہر توجہ نہ کی تو وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ کھل جائیگا کہ وہابی در اصل آریہ
ہیں فرق صرف اسقدر ہے کہ آریہ بالکل آزادی سے کام لیتے ہیں اور وہابی ڈر ڈر کر کہ کہیں
عوام اہل اسلام بھڑک نہ جائیں۔ اذان سے بھی اشہد ان محمدا رسول اللہ کے نکالنے
کی کوشش ہو رہی ہے کیونکہ یہ شرک ہے۔ مردہ کی تلقین سے بھی یہ شہادت نکالی جا چکی
احادیث رسول اللہ صلعم پر عام طور پر انکار ہو رہا ہے۔ وہابیوں سے ایک صاحب اسبہ بھی ہو چکے
ہیں۔ اڈیٹر اہلحدیث خلافت کا فیصلہ حدیث سے نہیں ماننے قرآن سے چاہتے ہیں۔ اور ٹیرو لیل کہتے
ہیں قرآن نے خلافت کا کوئی فیصلہ بھی نہیں کیا پھر بجز ضلالت نتیجہ کیا نکلیگا اور سپر بزور پنچایت

ابوبکر کی خلافت بھی منوا رہے ہیں ۔

آپ ان رسائل کو حافظ عبد الغنی صاحب مسجد داناپور سے طلب فرما سکتے ہیں ۔

(۸) **الہادی** ہمارے دوست جناب سید سجاد حسین صاحب **شیر پنجاب** کا یہ وہ مقبول رسالہ ہے جسے مشعل ہدایت کہنا چاہیئے ۔ آپ ایک مشہور مؤلف ہیں رسالہ سجادیہ شرح کنز مکتوم اور بہت سے رسائل آپکے مقبول عام و خاص ہو چکے ہیں زبان نہایت شیریں ۔ مطالب نہایت برجستہ ایک شیعہ سنی عیسائی کا مناظرہ ہے قیمت فی جلد

(۹) **السراج المبین** حصہ دوم ہمارے امیر المؤمنین علیہ السلام کے حالات ... صاحب موتی ... تصنیف ہے ... پہلا حصہ ... پہلے شائع ہو چکا ... اب دوسرا حصہ بھی شائع ہوا ... پر تمام ہے قیمت صرف ... خوش قسمت ہے یہ زمانہ جو ائمہ معصومین علیہم السلام کی سوانح ... شائع ہو رہی ہیں اور رہ وہ زمانہ قریب ہے جب ہر طرف حق کو غلبہ ہو

(۱۰) **تہذیب اسلام** اس کتاب پر خاص ہمارا ارادہ تھا کہ ریویو لکھیں مگر دفتر کی ابتری نے مہلت نہ دی یہاں تک کہ ایک عرصہ گذر گیا ۔ اتفاقاً پیسہ اخبار مورخہ ۱۲ اپریل نظر سے گذرا جسمیں اڈیٹر صاحب نے حسب ذیل لفظوں میں ریویو لکھا ہے " یہ ۲۴۵ صفحہ کی ضخیم کتاب اردو میں اخلاق و آداب اور حسن معاشرت سے متعلق ان احادیث کا مجموعہ ہے جو ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں اس میں لباس ۔ سرمہ و خضاب مناکحت ۔ و مباشرت خوشبو اور تیل لگانے نہانے دھونے جاگنے سونے تنقیہ و حجامت باہمی سلوک اور ملاپ ۔ مصافحہ و ملاقات خانہ داری ۔ تجارت و زراعت اور سفر و اقامت وغیرہ کے آداب بڑی تفصیل اور توضیح سے لکھے ہیں ۔ گو سند و روایت کے لحاظ سے یہ کتاب صرف شیعہ اصحاب کیلئے ہی حجت ہو سکتی ہے مگر اسکے مضامین و مواضع ہر فرقے کے مسلمان کیلئے خالی از فائدہ نہیں ہیں ۔ بلکہ جہانتک سرسری نظر سے دیکھا گیا معلوم ہوا کہ شاید ہی کچھ مسائل اسمیں سنی مذہب کے خلاف درج ہوں ۔

ہاں اسمیں ایک ایسا مسئلہ بھی نظر سے گذرا ہے جس کو میں اپنے قیاس میں سنی مذہب کے خلاف سمجھتا ہوں ۔ وہ یہ کہ اسمیں ائمہ اہل بیت کی روایت سے لکھا ہے کہ تصویر بنانا حرام

اور ہمیرے علم اور تجربہ کی روسے اس مذہب کے نزدیک نہ صرف تصویر بنانا بلکہ تصویر ونسے کسی تفسیر قرآن کو زینت دینا بھی روا ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی نفیس ہے قیمت بلا جلد درجہ اول ۵ درجہ دوم ۴؍ درجہ سوم ۳؍ ملنے کا پتہ سوم ایڈ کمپنی دفتر شفاخانہ ہندوستانی بازار چتلی قبر دہلی۔

اصلاح اس ریویو کے بعد تو کچھ ایک لفظ کہنے یا لکھنے کی ضرورت نہیں آتی مگر اسقدر کہ اس کتاب کے مصنف کا نام جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی ہے دام علاہ اور یہ ترجمہ ہے حلیۃ المتقین کا جو مصنفات ملا محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ سے ہے جسکے بعد کسی سفارش کی ضرورت نہیں ہے مگر اوڈیٹر پیسہ اخبار نے یہ کیسا نشتر مارا جو لکھتے ہیں "اس مذہب کے نزدیک نہ صرف تصویر بنانا بلکہ تصویرون کے ساتھ کسی تفسیر قرآن کو زینت دینا بھی روا ہے"۔ حالانکہ سب جانتے ہین اشخاص کے افعال سے مذہب پر الزام نہیں مثلاً کیا ابو حنیفہ کے فتوی حلت شراب و فتوی مالک بحلت لواطت سے مذہب اسلام پر الزام آسکتا ہو جاتا و کلا کوئی عاقل اسکو نہیں مان سکتا۔ پھر اگر کسی مطبع والے نے یا بالفرض خود مصنف نے اپنی تصویر تفسیر کے ساتھ شایع کی تو اوس سے مذہب پر کیا الزام آسکتا ہے۔ کیا آپکو اپنے صحابی جلیل القدر ابو عبیدہ جراح کا حال نہیں معلوم کیا اونہون نے خود آپکے خلیفہ دوم عمر کا مجسم بت بنوا کر اولی الامر صرف اس غرض سے پکڑ لیا

[illegible] الشام [illegible]

[illegible] شریعت کا اتباع کرین اور ایسے ہی نام و نمود [illegible] اسی لئے تو ہزارون احادیث مین علماء سوء کی مذمت وارد ہے اذا فسد العالِم فسد العالَم

آگ پرماتم

جنوبی ہند مین آگ پر ماتم کی رسم عرصہ دراز سے مروج ہے اور ہر سال یہ رسم نہایت شان و شوکت کے ساتھ بیشتر ہنود اسے بجالاتے ہین۔ چنانچہ اس سال بھی خبر پاینیر و ٹائیمس آف انڈیا و انڈین ڈیلی ٹیلیگراف مین نہایت زور سے گشت لگا رہی ہے چنانچہ ناظرین اصلاح کیواسطے پاینیر مطبوعہ ۱۳ فروری ۱۹۱۱ء کے دوشنبہ کی اشاعت مین حسب ذیل یہ خبر شایع ہوئی ہے۔

"ایک حیرت ناک رسم بروز چہارشنبہ گذشتہ مشیرآباد مین قریب ہوگس ٹاون کی اس سڑک پر مشاہدہ مین آئی جو حیدرآباد کی رزیڈنسی بازار کو جاتی ہو۔ تمام اضلاع سے جوق جوق لوگ اس تماشے کے دیکھنے کے واسطے وہان جمع ہوئے "ٹائمس آف انڈیا" کا نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ 'یہ رسم جو یہان آگ پر چلنے کے نام سے مشہور ہو اسکی اصلیت بارہ سال گذشتہ سے یون ہے کہ ایک ہندو کو دو علم ایک کنوین مین ملے جنہین وہ لیکر مشیرآباد گیا اور کچھ مسلمانون کو دکھائے مگر انہیں انکی اصلیت مین کچھ شبہہ ہوا جسکے ثبوت کیلئے وہ ہندو آمادہ ہوا کہ ان علمون کو لیکر ایک فرش آتش پر وہ چل سکتا ہے اور ان علمون کی کھلی [illegible] ثابت ہو جائیگی [illegible] آگ سے کچھ نقصان نہ پہونچا سکے۔ جب سے ہر سال یہ رسم ادا کی جاتی ہے اور شہر نیز تمام دور اور نزدیک مقامات کے لوگ اس جگہ جمع ہوجاتے ہین۔ ایک ہندو جسے [illegible] بابا ہے اور جو اس ہندو کا رشتہ دار بہائی ہے جو پہلے آگ پر چلا تھا۔ اسی نے چہارشنبہ کے روز یہ تماشہ کیا تھا مختلف اقسام کے باجے اور تماشے بجائے گئے جن سے معلوم ہوا کہ بلیا آپہونچا۔ وہ ایک نہایت مبہوت اور از خود رفتگی کی حالت تھا اور سفید کپڑے پہنے تھا۔ وہ معہ خاص سوارون کے اس کنوین تک آیا جہان سے وہ علم نکلے تھے یہان آنکر معلوم ہوا کہ صدہا تماشائی چھوٹے چھوٹے لیمپ ہوئے تماشے کے منتظر ہین۔ جبکہ بلیا اس کنوین پر پہونچا تو اس نے اپنی پگڑی اُتار ڈالی اور فی الفور اس کنوین مین جسکا پانی برف سے [illegible] وہ ٹھنڈا تھا کود پڑا خیال یہ تھا کہ تیسرے علم کی تلاش مین کودا ہے مگر بہت دیر تک [illegible] نہ اسکا۔ فوراً کنوین کے دوسرے سمت سے نکلتا دکھائی دیا۔ جب یہ اُبھرا تو اسنے کچھ مشیرآباد نو پڑھنا شروع کیا اور کنوین کے اوپر جو لوگ تھے اُن سب نے ملکر آوازین ملائین اور وہ نوحہ پڑھتا رہا اسکے بعد وہ تیرکر کنوین کے وسط مین آیا اور پکار کر کہا کہ ایک سوشر تبی نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین سات بار آگ پر چلون اب وہ کنوین سے نکلر مشیرآباد پہونچا یہان آگ بہت اچھی طرح سے روشن ہوگئی تھی اور رسوا دہلتے ہوئے انگارون لکڑی کا نام نہ رہا تھا اور یہ تمام آگ بطور ایک فرش کے بچھی ہوئی تھی جسکا قطر تیس فیٹ تھا اور اسکے گرداگرد بیشمار آدمی جمع تھے اس موقع پہلیا کے واسطے ایک پنڈال کھڑا کیا گیا تھا وہ علم لینے کے واسطے وہان گیا چنانچہ ایک علم

اس نے اپنے ہاتھ میں لیا اور دوسرا ایک اور بند کو دیا اور چار آدمی اور اسکے ساتھ ہو لئے اور برہنہ پا اُن دہکتے ہوئے انگاروں میں پھاند پڑے - اگرچہ آگ کی گرمی کا یہ حال تھا کہ سوفٹ کی مسافت تک حدت محسوس ہوتی تھی تاہم جو لوگ اسپر چلتے تھے اور بہت تیز قدم سے نہیں گئے تھے بلکہ آہستہ آہستہ چلتے تھے وہ کسیطرح نہیں جلے - صرف علم کا ایک مرتبہ ہاتھ میں لینا تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ آگ سے جلانے اور نقصان پہونچانے کی خاصیت سلب ہو گئی - یہ دیکھکر گروہ گروہ مخلوق فی الفور دوڑے اور اُسی آگ پر خوب کودے اور اس پار سے اوس پار چلے گئے اکثر یورپین صاحبان جو تماشا دیکھنے کے واسطے آئے تھے انہوں نے بھی اپنے اپنے جوتے اور موزے اُتار ڈالے اور آگ پر سے اس پار سے اُس پار گذر گئے انکا تجربہ صرف اسقدر تھا کہ اُنہیں صرف اتنی گرمی محسوس ہوئی تھی جیسی کہ سمندر کے کنارے دھوپ یا بالو گرم ہو جاتی ہے "

الحق جواب دے مرزائیوں کا ایک اخبار الحق بھی ہے جو دہلی سے نکلتا ہے اجلد ۲ مورخہ مئی لکھتا ہے اسلامی تلوار کی تعریف میں " یہ وہی تلوار تھی جسکی ایک ہی چمک نے مالک بن نویرہ جیسے مرتد کو مسلمان بنا دیا " براہ کرم اسکی تحقیقات بتائے کہ اس تلوار نے مالک کو کیونکر مسلمان بنایا - کیونکہ وہ تو بلا جنگ و پیکار خود رسول کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا حضرت نے اوسکو اپنے قبیلہ کی سرداری عنایت کی تھی - ابوبکر کو خلیفہ حق نہ مانا خالد بن ولید اوسکی حسین عورت پر عاشق تھا اسلئے ارتداد کا جرم لگا کر اوسکو قتل کیا جسپر عمر صاحب نہایت خشمناک ہوئے ابوبکر سے کہتے رہے کہ خالد کو قتل کرو کہ اسنے ایک مسلمان کو قتل کیا یا اسکو قید کر دو یا معزول کر دو مگر ابوبکر نے نہ مانا - پھر مالک کو مسلمان کیونکر کیا - کیا جو قتل کیا جاتا تھا وہ مسلمان ہو جاتا تھا -

شیعیان اہلبیت علیہم السلام کو مژدہ

کتاب عقائد المومنین حصہ اول جسکا انتظار حضرات مومنین کرتے تھے جسمیں توحید عدل - نبوت کا بہت وضاحت و صراحت سے بیان کیا گیا ہے نہایت آب و تاب سے چھپکر تیار ہو گیا ہے -

جناب مولانا سید آقا حسن صاحب قبلہ و جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہما العالی نے توثیق بخشی ہے اس کتاب کی خوبی اور عمدگی کیلئے یہی امر کافی ہے کہ اپنے اعتقاد رکھنے والوں کو خدا اور رسول و ائمہ طاہرین علیہم السلام سے ملاتی ہے اور جنت میں پہونچاتی ہے حصہ دوم بھی عنقریب تیار ہونیوالا ہے - کسی مومن کا مکان اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے قیمت علاوہ محصول ۱۰/ صفحہ کتاب ۲۲۲

المشتہر حکیم حسن علی ملازم جناب سردار جسونت سنگھ صاحب تعلقہ دار ڈاکخانہ پیپری ضلع ہیچ

صلی فیه اربع رکعات یقرء فی کل رکعة
بالحمد مرة وقل هو الله احد خمسین مرة غفر الله له
ذنوب خمسین عاما ماضیة وخمسین عاما
مستقبلة وبنی له فی الملأ الاعلی الف
منبر من نور ومن سقی شربة من ماء
فکانما لم یعص الله طرفة عین ومن اشبع
اهل بیت مساکین یوم عاشوراء مر علی
الصراط کالبرق الخاطف ومن تصدق
بصدقة فکانما لم یرد سائلا قط ومن
اغتسل یوم عاشوراء لم یمرض الا مرض الموت
ومن اکتحل یوم عاشوراء لم ترمد عیناه
تلک السنة کلها ومن امر یده علی
راس یتیم فکانما احسن الی یتامی
ولد آدم کلهم ومن عاد مریضا یوم
عاشوراء فکانما عاد مرضی ولد آدم کلهم
اخرجه ابن الجوزی وقال رجاله ثقات
والظاهر ان بعض المتأخرین وضعه و
رکبه علی هذا الاسناد. قال ابن عراق
قلت قال الذهبی ما اظن علی ابی طالب محمد
بن احمد العشاری الا ادخل علیه فحدث
به بسلامة باطن وفی سنده ابو بکر
النجاد وقد عمی باخره وجوز الخطیب ان
یکون ادخل علیه شیء فیحتمل ان یکون

ہوگا۔ ۲ یہ ترجمہ کا یہ وہ روز ہے جسے
خدانے دنیامین پیدا کیا اور باران
نازل ہوا اسی روز عاشورا کو تو جو
شخص اس روز روزہ رکہے اوس
نے گویا تمام عمر روزہ رکہا۔ یہ روز
انبیاکے روزہ رکہے جسنے اس شب
کو عبادت کی یہ بیداری روس نے
گویا عبادت کی اہل سموات کے
برابر۔ جسنے چار رکعت نماز پڑہی
کہ ہر ہر رکعت مین یکبار حمد پڑہے
اور قل ہو الله تو خدا اوس کے
پچاس برس کے گناہون کو بخش
دیگا گذشتہ اور ۵۰ برس آیندہ
اور ملا اعلی مین اوسکے لئے
ہزار منبر نور کا بنا دیگا جو ایک بار
پانی پلاے تو گویا اوسنے کبہی معصیة
خدا ہی نہ کی چشم زدن برابر اور جو
ایکخاندان کو مسکینون کے سیر
کریگا بروز عاشور تو وہ صراط
پر مثل برق خاطف گزریگا اور
جو تصدق کرے تو گویا اوس نے
کسی سائل کو کبہی محروم ہی نہین
کیا۔ جو اس روز غسل کرےگا وہ

مما ادخل علیه ایضا ۔ صفحہ ۳۲۶

وہ کبھی بیماری نہ ہو گا الا مرض الموت

مین جو شخص بروز عاشورا سرمہ لگایگا تو پھر کبھی سال بھر تک اوسکی آنکھ ہی نہ جوش کریگی جو شخص کسی یتیم کے سر پر ہات پھیریگا گویا اوس نے تمام اولاد آدم کے یتیمونکے سرون پر ہاتہ پھیرا اور جو شخص اسروز کسی مریض کی عیادت کرے توگویا اوس نے تمامی فرزندان آدم کے عیادت کی۔

اس روایت کو ابن الجوزی نے تخریج کیا ہے اور کہا کہ رجال اسکے ثقات ہین اور ظاہر یہ ہے کہ بعض متاخرین نے اسکو وضع کیا ہے اور اس ترتیب سے رواۃ اوس کے رکھے۔ ابن عراق نے کہا کہ ذہبی نے کہا کہ ابو طالب محمد بن احمد عشاری پر بعض رواۃ نے اوس کے داخل کردیا جس نے بلا دیا طن اس روایت کی حدیث بیان کی اسکی سند مین ابو بکر نجاد ہے جو آخر عمر مین اندھا ہوگیا تہا خطیب نے یہ تجویز کیا ہے کہ اوسپر کچھہ داخل کیا گیا ہو جس مین یہ بہی داخل کیا گیا ہے۔"

مین کہتا ہون کہ اس تحقیقات سے آپ کو یہ بہی معلوم ہو گا کہ علماے اہل سنت کیسے کیسے چالاک گزرے ہین کہ ایسی ایسی روایتین بنائین جس مین کوی قدح نہین ہوسکتی ہین کیونکہ ابن الجوزی نے آخر صاف کہدیا کہ بعض متاخرین نے اس طرح اس حدیث کو بنایا کہ راوی اس کے کل ثقہ لوگ قرار دئے گئے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس قاعدہ سے صحیحین کی حدیثین وضعی نہین بنای جاتین جو صرف اسوجہ سے یہ حدیثین بمان کی جاتی ہین کہ درج صحیح بخاری ہین۔

مولوی عبد الحی صاحب لکھتے ہین ۔ صفحہ ۳۲۶

ومن الاحادیث الواردۃ فی یوم عاشورا احادیث فضل الاکتحال فیه وهی لا تخلو عن ضعف شدید بل هی موضوعۃ والاحادیث الموسعۃ علی العیال وقد حکم علیها ابن الجوزی وابن تیمیه فی منهاجه

یہی احادیث سے وہ حدیثین بہی ہین جنہین ذکر ہے سرمہ لگانے کا بروز عاشورا یہ حدیثین ضعف سے خالی نہین بلکہ سب موضوع ہین۔ رہی وہ حدیثین جو دربارہ توسیع علی العیال ہے ذکر کرکے

السنة وغيرهما من حذى حذوهما بانه موضوع
وقد تعقب كثير من المحققين في لهم و
اثبتوا انها حسنة قابلة للاحتجاج و
العمل بها ومع ذلك فهو مجرب ايضا
فاخرج الحاكم في مستدركه ومن طريقه
ابن الجوزي بسنده الى جويبر عن
الضحاك عن ابن عباس مرفوعا من
اكتحل بالاثمد يوم عاشوراء لم يرمد ابدا
قال الحاكم انا ابرء الى الله من عهدة
جويبر انتهى وفي ميزان الاعتدال جويبر
بن سعيد ابو القاسم الازدي المفسر
البلخي صاحب الضحاك قال ابن معين
ليس بشيء وقال الجوزجاني لا يشتغل
به وقال النسائي والدارقطني وغيرهما
متروك الحديث قلت له عن انس
شيء روى عنه حماد بن زيد وابن
المبارك ويزيد بن هارون وطائفة
ابو مالك عن جويبر عن الضحاك عن ابن
عباس مرفوعا قال عجب للصلوة على الغلام
اذا عقل والصوم اذا اطاق ويروى
عن جويبر عن الضحاك عن ابن عباس
حديث من اكتحل بالاثمد يوم لم يرمد
ابدا قال ابو قدامة السرخسي قال يحيى

بالون کو وسعت دینا چاہیے، تو اگرچہ
ابن الجوزی و ابن تیمیہ نے اون کو
موضوع کہا ہے منہاج السنۃ مین
اور دوسرے علمانے بھی مگر بہت سے
لوگون نے تعقب کیا ہے اور ثابت
کیا ہے کہ وہ حدیثین حسن مین درجہ صحیح
سے گری ہوئی، جو قابل احتجاج و
عمل ہے اور مع ذلک مجرب ہے۔
(۱) حاکم نے مستدرک مین اور اسی طریق
سے ابن الجوزی نے جویبر سے ضحاک
سے ابن عباس سے روایت کی ہے
کہ جو شخص سرمہ لگائے بروز عاشورا
کبھی آشوب چشم نہ ہوگا۔ کہا حاکم
نے ہم بری ہین عہدہ جویبر وغیرہ سے۔
میزان الاعتدال مین ہے کہ جویبر بن
ابو القاسم ازدی و مفسر بلخی صاحب
ضحاک۔ کہا ابن معین نے وہ کوئی
چیز نہین ہے۔ کہا جوزجانی نے اوسمین
اشتغال نہ کرنا چاہیے۔ نسائی و دار
قطنی اوسکو متروک الحدیث کہتے ہین
ذہبی کہتے ہین کہ اسکی روایت انس
سے بھی ہے۔ حماد بن زید، ابن المبارک
یزید بن ہارون اور ایک طائفہ اوس سے

القطان تساهلوا في اخذ التفسير عن القوم
لا توثقوهم في الحديث ثم ذكر ليث بن ابي سليم
وجويبرا والضحاك ومحمد بن ابي السائب
وقال هؤلاء لا يحمد حديثهم ويكتب التفسير
عنهم انتهى واخرج البيهقي حديث الكحل من
طريق الحاكم وقال سنده ضعيف بمرة و
كذلك رواه بشر ابن حمدان بن بشر
النيسابوري عن عمه الحسين بن بشر ولم
ارى ذلك في رواية غيره عن جويبر وجويبر
ضعيف والضحاك لم يلق ابن عباس انتهى
واخرجه ابن النجار في تاريخه من حديث
ابي هريرة بلفظ من اكتحل يوم عاشوراء باثمد
فيه مسك عوفي من الرمد وفي سنده
اسماعيل بن معمر قال الذهبي في الميزان
ليس بثقة انتهى وقال ابن عراق في تنزيه
الشريعة وجاء من حديث سلمان رايت
بخط ابي العلامة ابي الفتح المراغي منسوبا
الى تخريج الحافظ السلفي وفي سنده محمد
بن عبد الرحمن ضعيف وفي الجزء المسمى
بالغنى عن الحافظ والكتاب بقولهم لم يصح
شيء في هذا الباب للحافظ ابي حفص
بن بدر الموصلي ما نصه لا اكتحال يوم

راوی ہین۔ ابو مالک جویبر ابن عباس
سے مرفوعا روایت کرتے ہین کہ واجب
ہے نماز لڑکے پر جب وہ عاقل ہو اور
روزہ جب اوسکو طاقت آجاوے
جویبر سے روایت ہے کہ جو شخص سرمہ
لگائے بروز عاشورا اوسکی آنکھیں
کبھی خوش نہ کرینگی۔ کہا ابو قدامہ سرخسی
نے کہ یحیی بن قطان نے
کہا تساہل کرو روایت مین اوس
قوم سے جن پر تم کو وثوق نہ ہو
حدیث مین۔ پھر ذکر کیا لیث بن
ابی سلیم و جویبر و ضحاک
و محمد بن ثابت کو اور کہا ان کی
حدیثین قابل وثوق نہین ہین مگر
تفسیر اون سے لی جاوے گی۔
(۲) بیہقی نے سرمہ والی حدیث کو
طریق حاکم سے نقل کیا ہے اور کہا سند
اوسکی نہایت ہی ضعیف ہے اسیطرح
بشیر بن احمد بن بشیر نیشاپوری نے
بھی اپنے چچا حسن بن بشیر سے روایت
کی ہے مگر مینے کسی روایت مین بجز
جویبر کے نہ پایا اور جویبر ضعیف ہے

یوم عاشورا لم یرد فیه شیء عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وهی بدعة ابتدعها
قتلة الحسین انتهی وفی بعض کتب الحنفیة
ما نصه یکره الکحل یوم عاشورا لان یزید
او ابن زیاد اکتحل بدم الحسین وقیل
بالاثمد لتقر عینه بقتل الحسین انتهی
کلام ابن عراق وفی الصواعق المحرقة فی الرد
علی اهل البدع والزندقة لابن حجر المکی
اعلم ان ما اصیب به الحسین رضی اللہ
عنه فی یوم عاشورا انما هو الشهادة
الدالة علی مزید حظوته ورفعته ودرجته
عند اللہ والحاقه بدرجات اهل بیته
فمن ذکر ذلک الیوم مصابه لم ینبغ ان
یشتغل الا بالاسترجاع امتثالا للامر واحرازا
لما رتبه تعالی علیه بقوله اولئک علیهم
صلوات من ربهم ورحمة واولئک
هم المهتدون ولا یشتغل ذلک الیوم
الا بذلک ونحوه من عظائم الطاعات
کالصوم وایاه ان یشتغل ببدع الرافضة
ونحوهم من الندب والنیاحة والحزن
اذ لیس ذلک من اخلاق المومنین والا
لکان یوم وفاته صلی اللہ علیه اولی بذلک
واحری او ببدع الناصبة المتعصبین

ضحاک سے اور ابن عباس سے ملاقات
نہین ہوی۔
(۳) ابن النجار نے اپنی تاریخ مین حدیث
ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص
لگائے بروز عاشورا اوس سرمہ سے
جس مین مشک ہو تو وہ عافیت پائیگا
رمد سے اس مین اسمعیل بن عمر ہے
جس کے بنسبت ذہبی کہتے ہین وہ
موثق نہین ہے۔
(۴) کہا ابن عراق نے تنزیہ الشریعۃ مین
کہ حدیث سلمان سے آیا ہے جس کو بخط
علامہ ابو الفتح خزائی مین نے دیکھا اور وہ
منسوب ہے طرف تخریج حافظ سلفی کے
اوس کی سند مین محمد بن عبد الرحمان
ہے جو ضعیف ہے۔
(۵) جزء مسمی بالمغنی عن الحفظ والکتاب
مین ہے کہ اس بارے مین کوئی حدیث
صحیح نہین آئی چنانچہ حافظ ابوحفص بن
بدر موصلی کہتے ہین کہ روز عاشورا کے
سرمہ لگانے کے بارہ مین کوئی حدیث
رسول اللہ سے نہین آئی بلکہ اس بدعت
کو جاری کیا ہے قاتلان امام حسین نے
(۶) بعض کتب حنفیہ مین ہے کہ مکروہ ہے

على اهلبيت او الجهال المقابلين الفاسد بالفاسد والبدعة بالبدعة والشر بالشر من اظهار غاية الفرح والسرور واتخاذه عيدا واظهار الزينة فيه كالخضاب والاكتحال ولبس جديد الثياب وتوسيع النفقات وطبخ الاطعمة والحبوب الخارجة عن العادات واعتقادهم ان ذلك من السنة والمعتاد والسنة ترك ذلك كله فانه لم يرد في ذلك شئ يعتمد عليه ولا اثر صحيح يرجع اليه وقد سئل بعض ائمة الحديث والفقه عن الكحل والغسل والحناء وطبخ الحبوب ولبس الجديد واظهار السرور يوم عاشوراء فقال لم يرد فيه حديث صحيح ولا استحبه احد من ائمة المسلمين لا من الاربعة ولا من غيرهم ولم يرد في الكتب المعتمدة في ذلك صحيح ولا ضعيف وما قيل من ان من اكتحل يوم لم يرمد ذلك العام ومن اغتسل لم يمرض كذلك ومن وسع على عياله فيه وسع الله عليه سائر السنة وامثال ذلك من فضل الصلوة فيه وانه فيه توبة آدم واستواء السفينة على الجودى ونجاة ابراهيم من النار وافداء الذبيح من الكبش ورد يوسف

سرمہ لگانا بروز عاشورا کیونکہ یزید اور ابن زیاد نے خون امام حسین سے سرمہ لگایا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ ان لوگوں نے سرمہ لگایا تھا اس غرض سے کہ امام حسین کے قتل سے انکی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

(۷) صواعق محرقہ میں ہے کہ جو مصیبت امام حسین پر بروز عاشورا واقع ہوئی یہ وہی شہادت ہے جو حضرت کی جلالت قدر و عظمت مرتبہ پر دال ہے اور آپ ملحق ہوئے اہل بیت کے ساتھ تو جو شخص اسروز مصیبت امام کو ذکر کرے اوس کو انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا چاہیے۔ تاکہ وہ مرتبہ حاصل ہو جو خدا نے کہا ہے اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ہم المہتدون اور اس روز ایسے ہی کام کرنا چاہیے یا جو مثل اسکے اعظم طاعات سے ہو مثل صوم کے اور ہرگز نہ مشغول ہونا چاہیے روافض کی بدعتوں میں جو وہ اسروز ندبہ کرتے ہیں اور نوحہ اور حزن کہ یہ سب اخلاق مومنین سے نہیں ہے ورنہ روز وفات

علی یعقوب فکل ذلك موضوع الاحادیث
التوسعة علی العیال لکن فی سندہ من
تکلم فیه فصار هولاء لجهلهم یتخذ ونه موسما
واولئك لرفضهم یتخذ ونه ماتما وکلاهما
مخطی مخالف للسنة کذا ذکرجمیع بعض
الحفاظ وقد صرح الحاکم بان الاکتحال یومه
بدعة مع روایته خبر من اکتحل بالاثمد
یوم عاشورا لم ترمد عینه ابدا لکنه قال
انه منکرومن ثم اوردہ ابن الجوزی فی
الموضوعات من طریق الحاکم ونقل المجد
اللغوی عن الحاکم ان سائر الاحادیث فی
فضله غیر الصوم وفضل الصلوة فیه
والانفاق والخضاب والادهان والاکتحال
وطبخ الحبوب کله موضوع ومفتری وبذلك
صرح ابن القیم ایضا نقل حدیث الاکتحال
والادهان والتطیب یوم عاشورا من
وضع الکذابین والکلام فیه خاص بیوم
عاشورا والکحل انتهی کلام ابن حجر مبکی

رسول زیادہ اولی تہا اسکے ساتھ۔
اسیطرح بدعت نواصب مین بھی مشغول
ہونا چاہیے جو اہل بیت کی عداوت مین
اظہار فرح و سرور کرتے ہین اور اسکو
روز عید بناتے ہین زینت کرتے ہین
خضاب لگاتے ہین سرمہ لگاتے ہین
نیا لباس پہنتے ہین
نفقہ اہل عیال مین وسعت دیتے ہین
اقسام جدید و طعام پکاتے ہین اور
اوس قسم کے کلمے جن کی عادتین
جاری ہے اس کو وہ سنت رسول
جانتے ہین حالانکہ سنت یہ ہو کان
باتون کو ترک کرنا چاہیے کیونکہ اس
بارے مین کوئی حدیث قابل اعتماد
نہین وارد ہوئی ہے بعض اہل حدیث
وفقہ سے سوال کیا گیا سرمہ لگانے
اور غسل کرنے اور حنا بندی اور طبخ
حبوب (نیا غلہ پکانا) اور لباس جدید

پہننے اور اظہار فرح و سرور کے لئے بروز عاشورہ تو جواب دیا کہ کیطرح کی حدیث
صحیح اس مین نہین آئی۔ نہ کسی امام یا ائمہ مسلمین سے اسکو مستحب جانا نہ ائمہ اربعہ
نہ غیرون نے نہ کسی کتاب مین یہ حکم وارد ہوا ہے نہ کسی حدیث صحیح مین نہ ضعیف مین
اور یہ جو کہا گیا ہے کہ جو سرمہ لگانے اس روز اوس کو رمد نہ ہوگا اور جو غسل کرے
وہ مریض نہ ہوگا اور جو وسعت دے اپنے عیال پر اسروز تو خدا سال بھر وسعت دیگا

یا قبل اسکے جو حدیثین نماز کے متعلق وارد ہین یا یہ کہ خدا نے توبہ آدم کو قبول کیا یا یہ کہ حضرت نوح کی کشتی کوہ جودی پر ساکن ہوی یا حضرت ابراہیم کو اس روز آگ سے نجات ملی یا فدیہ اسمعیل آیا اور حضرت یوسف اپنے باپ کو مل گئے۔ یہ کل حدیثین موضوع ہین مگر حدیث توسعہ علی العیال مگر اوسمین بھی وہ شخص ہے جس کے بارے مین کلام کیا گیا ہے۔

پس ان ناصبیون نے بسبب جہالت اوسکو روز عید قرار دیا اور ان لوگون نے (روافض) اسکو ماتم قرار دیا حالانکہ دونون خاطی ہین مخالف سنیت (مگر فرق یہ ہے کہ بنا بر فرض شیعون نے اس روز ماتم کیا اور نواصب وخوارج بزرگان اہل سنت نے ہزارون وضعی روایتین بھی بنائین م) حاکم نے باوصفیکہ اسکی روایت کی ہے کہ سرمہ لگانا بروز عاشور موجب امن ہے رمد سے مگر تصریح کی ہے کہ یہ بدعت ہے اسیوجہ سے ابن الجوزی نے اسکو موضوعات مین داخل کیا ہے اور مجد لغوی نے حاکم سے روایت کیا ہے کہ جتنی حدیثین اس روز کی فضیلت مین ہین (بہ استثناے صوم) وہ سب موضوع ہین خواہ نماز کے فضایل مین ہون یا انفاق خضاب ادہان (تیل ملنا) سرمہ لگانا۔ دانون کا پکانا سب موضوع ومفتری ہین اسی کی تصریح کی ہے ابن القیم نے بھی۔ اور کہا کہ حدیث سرمہ یا تیل لگانے کی حدیث یا عطر کی حدیث بروز عاشورا یہ سب کذابین کی موضوعات سے ہے اسیطرح جن حدیثون مین سرمہ لگانے کی تخصیص ہے بروز عاشورا۔ تمام ہوا کلام ابن حجر جو آثار مرفوعہ مولوی عبدالحی صاحب مین منقول ہے بہ صفحہ ۳۲۹۔

اسکے بعد صفحہ ۳۳۲ مین ابن تیمیہ کا یہ قول نقل کرتے ہین۔

ما یذکرون فی فضایل عاشوراء من التوسعہ علی العیال وفضایل المصافحہ والحناء والخضاب والاغتسال ونحو ذلک ویذکرون فیہا صلوۃ کل ذلک کذب علی رسول اللہ صلعم فی عاشوراء الا فی فضل صیامہ	یعنے ابن تیمیہ کہتے ہین کہ جتنی حدیثین فضایل عاشورا مین بیان کی جاتی ہین خواہ وہ توسع عیال سے متعلق ہو یا فضایل مصافحہ مین یا خضاب لگانے اور غسل کرنے مین یا نماز مین جو اسروز مقرر کیگئی ہین وہ

سب جھوٹ ہے افترا ہے رسول اللہ پر بہ استثناے اون روایتون کے جنمین روزہ کے

رجسٹرڈ نمبر ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

نمبر ۶ | بابت ماہ جمادی الاخری ۱۳۲۵ھ مطابق ماہ جون | جلد

نمبر شمار	فہرست مضامین	مضمون نگاران	صفحہ
۱	واجب العرض	اڈیٹر	۱
۲	بقیہ حالات جناب امام حسن عسکری علیہ السلام	"	۳
۳	انجمن مرتضوی امرتسر	"	۱۹
۴	امام باڑہ راولپنڈی	"	۲۴
۵	احراق کتبخانہ اسکندریہ		۲۵
۶	اتفاق پیپلز کا نیا رنگ	جناب سید وجاہت حسین صاحب رس	۳۵
۷	التقریظات	اڈیٹر	۴۲
۸	الک یہا تم	شاگرد جناب مولوی ... صاحب	۴۰
۹	الحق جواب ...	اڈیٹر	۴۸
۱۰	تحقیق ... عاشورا	"	۵۱

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن میں چھپ کر شائع کیا گیا

آل انڈیا شیعہ گزٹ کافی ہے یا پولیٹیکل امور پر تحریر فرماتے ہین ۔ یا فرائض و میراث کے مسائل بھیجتے ہین ۔ وہ معاف فرمائین کہ مجھے نہ تجلد و کعبہ بننا ہے نہ مجتہد العصر و الزمان کا خطاب لینا اسکے مدعی و مستحق بہت سے حضرات ہین ۔ اسی طرح جو حضرات نظم و قصائد بھیجتے ہین ۔ وہ ہمکو معاف فرمائیں کہ اصلاح گلدستہ نہین ہے ۔ یہان تو صرف محققانہ مضامین کی ضرورت ہے جو لوگ اپنا جوہر دکھانا چاہیں اصلاح اون کی خدمت کو حاضر ہے ۔

افسوس تو زیادہ اسیکا ہے کہ اب جو حضرات صاحب علم نکلتے ہین وہ صاحب قلم نہین ہوتے صرف منابر کو پسند کرتے ہین ۔

(۶) اندنون سخت ضرورت ہے کہ فرقہ شیعہ کے صاحبان علم جتنے اخبار نکلتے ہیں اونپر نظر رکھین کہ آجکل ہر طرف سے شیعونپر بوچھار ہے ۔ اگرچہ دہلوی و لکھنوی ٹھیکہ داران یزید تو فی النار ہو چکے ۔ مگر جب سے عبید اللہ عمادی اڈیٹر وکیل ہوئے ہین کوئی پرچہ اوسکا حملہ سے خالی نہین ہوتا ۔ لہذا ہر شخص پر اسکی فکر واجب ہے ۔ وطن ۔ پیسہ اخبار ۔ البشیر ۔ سراج الاخبار ۔ تہذیب الاخلاق ۔ الندوہ ۔ الہادی دلگداز سب پر نظر رکھنی چاہیئے ۔

(۷) اڈیٹران اہلسنت کے تعصب کی یہ حالت ہے کہ الندوہ ۔ البشیر دلگداز ۔ الہادی تبادلہ کیا بقیمت بھی ہمکو نہین ملتا حالانکہ چند مرتبہ ویلو کی فرمایش کی گئی ہے ۔ مگر شکر ہے کہ دلیل ۔ تہذیب الاخلاق ہمکو بقیمت ملتا ہے ناظرین اصلاح سے امید ہے کہ ان اخبار و رسائل مین جو مضمون بمخالفت شیعہ ہو اوس سے اصلاح کو مطلع کیا کرین ۔

(۸) ہماری قوم اگر زندہ ہوتی تو اس ۱۴ برس مین اصلاح ہفتہ وار کیا روزانہ ہو جاتا بلکہ متعدد روزانہ اخبار نکلتے مگر جس قوم کی روح اپنے جانی ایمانی دشمنونکے پرورش و پرداخت مین خرچ ہو کہ اگر مال و دولت ہے تو علیگڈہ کالج ۔ ایجوکیشنل ۔ انجمن حمایت الاسلام ۔ مسلم یونیورسٹی کی نذر ۔ کتابین جو کسی نسلونکا ذخیرہ ہو اور نوادر زمانہ سے وہ ندوۃ العلما جس سے شیعونکو اونہی تعلق نہ ہو جتنا کہ کسی مشن کالج یا ہندو کالج سے ہے پھر اوس قوم مین اصلاح یا کوئی اخبار کیسے سرسبز ہو سکتا ہے جس کا سال ہمیشہ تین رنگون پر گذرتا ہے ۔ الف کتنے ویلو واپس آتے ہین اسکی مدت ۲ یا ۳ مہینہ ہوتی ہے ۔ اس سال بھی ۲۰۰ واپس (ب) اب کوئی نیا خریدار آتا ہے کہ نہین چار مہینہ یون

پیمانہ یاقوت سرخ کا تھا جسکی صرف جلد انہونکی قیمت دو ہزار اشرفی تھی ابن وصیف نے کہا خدا
اسکا برا کرے کہ صرف پچاس ہزار اشرفی کیلئے اس نے اپنے بیٹے معتز کو قتل کرایا۔ حالانکہ اسقدر
اسکے پاس مال تھا جیسا ابن وصیف نے حکم دیا کہ اسکو شہر بدر کرو کہ مکہ چلی جائے تاریخ الخلفاء
اس واقعہ سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس دیانت کیا کیا جب ماں نے اپنے بیٹے خلیفہ کو صرف
اسی مال کیلئے اس طرح قتل کرادیا۔ تو خاندان رسالت سے خلافت نکالنے پر کیونکر تعجب ہو سکتا ہے
یہ قبیحہ زوجہ متوکل تھی۔ بوجہ حسن وجمال اسکا نام برعکس قبیحہ رکھا گیا تھا۔ معتز کے قتل کا
جب وقت آیا تو اسنے۔ اپنے مکان سے ایک سرنگ تیار کیا جسکے ذریعہ سے کل مال باہر نکال دیا
تھا اب اس نے صالح بن وصیف سے سازباز شروع کیا کیونکہ معتز خلیفہ تو قتل ہو چکا جو اس کا
بیٹا تھا۔ ایک عورت کے ذریعہ سے صالح بن وصیف سے گفتگو شروع ہوئی۔ اور کل مال اسکے
حوالہ کیا ومن جملتہا تحت الارض وجدوا فیہا الف الف دینار وثلثمائۃ الف دینار
جسمیں سے ایک گھر زمین کے نیچے تھا جسمیں دس لاکھ اور تین لاکھ اشرفی تھی
صالح نے جب اسکو شہر بدر کیا ہے تو مکہ میں جا کر وہ یوں بد دعا کرتی تھی اللھم اخز صالحا
کما ہتک ستری وقتل ولدی وشتت شملی واخذ مالی وغربنی عن بلدی ورکب
الفاحشۃ منی ۔ کامل جلد ۷
جس سے معلوم ہوا کہ صالح نے مادر خلیفہ کے ساتھ زنا بھی کیا اور اس طرح رسوا کر کے ملک بدر کیا
یہ سب نتائج اعمال متوکل ملعون ہیں جس نے روضہ امام حسینؑ کو منہدم کرایا تھا جو خود اوس [illegible]
[illegible] سے مارا گیا بیٹا اوس ذلت سے زوجہ کی فضیحتی ہوئی کہ اس کے غلاموں نے اوس
[illegible] کی آبرو مال سب لیا اور ملک بدر کیا۔
مہتدی باللہ ۲۵۵ھ میں خلیفہ ہوا جو واثق باللہ کا بیٹا تھا کل ۱۱ ماہ ۱۵ یوم خلیفہ رہا مگر اتنے ہی
عرصہ میں اوس نے بھی حق خلافت کو ادا کر دیا اور جناب امام کو قید کیا چنانچہ ابو جعفر ہاشمی
کا بیان ہے کہ ہم بھی حضرت کے ساتھ مقید تھے۔ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ یہ چاہتا ہے کہ ہمکو
قتل کرے حالانکہ ہمارے ابھی اولاد نہیں ہوئی ہے جو وارث امامت ہو اور عنقریب وہ
مولود ہونے والا ہے جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دیگا لہذا خدا نے اسکی عمر کو کم

کی اور آج ہی شبکو اسکا خاتمہ ہوگا چنانچہ اوسی شبکو ترکون نے اوسکا خاتمہ کیا مناقب صـ۱۲۳
اس خلیفہ کا حال کچھ سابقًا بیان ہوا کہ نہایت سخت تھا چنانچہ جعفر بن محمود کو صرف اس جرم
کہ وہ شیعہ ہے۔ جلا وطن کیا جعفر بن واحد کا بیان ہے کہ مجھسے بعض باتون مین اس سے
گفتگو ہو رہی تھی کہ مینے کہا احمد بن حنبل کی یہ راے تھی گر تھا مت باپ دادا کے خوف سے اوسکا
اظہار نہین کرتے تو مہتدی نے کہا رحم اللہ احمد بن حنبل واللہ لو جاز لی ان اتبرء من
من ابی لتبرءت منہ صـ۲۴۵ تاریخ الخلفا السیوطی
یعنی خدا رحم کرے احمد بن حنبل پر اگر جائز ہوتا کہ ہم اپنے باپ سے تبرا کرین تو اتباع احمد بن حنبل مین
ہم اون سے بھی تبرا کرتے۔
تعصب مہتدی باللہ کیلئے یہی واقعہ کافی ہے کہ وہ احمد بن حنبل کو ایسا امام برحق جانتا تھا کہ اوسکے
اتباع مین اپنے باپ سے تبرا کرنے پر بھی راضی تھا جو بنا بر مذہب اہلسنت خلیفہ برحق تہا پھر قید و
قتل امام مین اوسکو کب تامل ہوتا۔
محمد بن شمعون بصری نے بھی مہتدی کی شکایت کا خط لکھا تو حضرت نے لکھا کہ آج سے پانچ روز
تک شمار کرو کہ چھٹے روز وہ قتل ہوگا چنانچہ ویسا ہی ہوا مناقب صـ۱۲۳
اس چند روزہ خلافت مین مہتدی نے اسی ۲۵۵ھ مین ایک فوج طبرستان بھیجی (جہان ۲۵۰ھ
سے سادات حسنی و حسینی۔ کی سلطنت قائم تھی) جسکا سردار لشکر مفلح تھا اس نے حسن بن
زید علوی سے جنگ کیا (جو جناب امام حسنؑ کی اولاد سے تھے) حسن کو ہزیمت ہوئی۔ دیلم کیطرف
وہ چلے گئے۔ مفلح نے اونکے کل مکانات جلا دئے۔ تاریخ کامل جلد ۷ صـ۲۶
یہ قدیم سنت خلفائے اہلسنت ہے جو وقت وفات رسول اللہ صـ سے اولاد رسول اللہ کے ساتھ
برتا جاتا چنانچہ مہتدی کیلئے یہ دعا کی جاتی تھی یا معشر المسلمین ادعوا اللہ لخلیفتکم العدل
المضاھی لعمر بن الخطاب صـ۳۵ کامل جلد ۷
یعنی خلیفہ کے لئے دعا کرو کہ انکو وہ عدل حاصل ہو جو عمر بن الخطاب کو حاصل تھا۔ تو عمر کا عدل
بجز اسکے کیا تھا کہ خانہ جناب سیدہ کے گھر جلانے کو آگ لکڑی لیگئے تھے۔

حضرت کا قید — زمانہ مہتدی باللہ مین نہین معلوم ایک ہی دفعہ یا دو دفعہ کیونکر چلے

ایک روایت ابوجعفر ہاشمی کی لکھ چکے ہین۔ دوسری روایت یہ ہے۔ علی بن اسمٰعیل علوی بیان کرتا ہے کہ صالح بن وصیف جو بہت بڑا افسر تھا اوس سے عباسیون نے فرمایش کی کہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے قید مین بہت سختی کرنا۔ صالح نے کہا کہ ہمنے نہایت شریر و سرکش دو آدمی بارمش و اقامش کو معین کیا تھا کہ حضرت کو خوب تکلیف دے مگر وہ دونو تو ایسے عابد و زاہد ہوگئے ہین کہ حضرت کو دیکھکر سر اپنا خاک پر رکھدیتے ہین۔ وہ دونو آدمی بلائے گئے۔ تو اونہون نے کہا کہ ہم حضرت کے بارہ مین کیا کہین تمام روز روزہ رکھتے ہین اور تمام شب عبادت خدا بجالاتے ہین۔ جب ہم حضرت کی طرف نظر کرتے ہین تو جوڑ جوڑ ہمارے کپنے لگتے ہین اور اسقدر ہیبت طاری ہوتی ہے کہ بیان نہین کرسکتے ص۳۱ مناقب

ہمنے اس واقعہ کو زمانہ مہتدی مین اسلئے لکھا کہ صالح بن وصیف اسی مہتدی کے حکم سے ۲۵۶ھ مین قتل ہوا ص۷۰ کامل جلد ۷

لہذا معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اسی خلافت میشوم کے زمانہ کا تھا۔ اور بغرض تطبیق روایت کہہ سکتے ہین کہ یا تو حضرت امامؑ دو مرتبہ قید کئے گئے یا یہ کہ بعد قتل صالح بن وصیف دوسرا شخص افسر قید خانہ ہوا جسکے قید مین حضرت کے دعا کی برکت سے مہتدی باللہ اس طرح مرا کہ ف۔

خلعوا اصابع یدیہ ورجلیہ من کعبیہ و فعلوا بہ غیر شیٔ حتی مات ص۷۰ کامل جلد ۷

یعنی اوسکے ہاتھ اور پیر کی انگلیونکو بند بند سے جدا کردیا تھا اور چند قسم کا عذاب کیا جس سے وہ ماہ رجب ۲۵۶ھ مین واصل جہنم ہوا

خلافت معتمد علی اللہ مہتدی کی موت کے دوسرے روز یہ خلیفہ ہوا اور عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو وزیر مقرر کیا۔ ۲۳ برس تک خلیفہ رہا اور ۲۷۹ھ مین خلافت سے معزول و مقتول ہوا۔

حضرت کی مدت حیات اس خلافت مین کل چار برس تھی جس سے زیادہ حضرت کو کسی خلافت کا زمانہ نہین ملا۔ مگر اس خلافت مین بھی حضرت کے ساتھ وہی سلوک رہا جو پہلی خلافتون مین ہوچکا تھا۔ حالانکہ معتمد کو جو ۲۳ برس کا زمانہ خلافت کیلئے ملا تو صرف حضرت ہی کی برکت دعا سے۔ چنانچہ علامہ شہر ابن آشوب رضی اللہ مناقب مین لکھتے

کرتے ہین کہ جب حضرت کو نحریر خادم کے قید مین دیا۔ تو زوجہ نے سمجھایا کہ حضرت کو تکلیف نہ دیا کر
کہ خوف ہے کوئی عذاب مین مبتلا ہو اوس نے کہا کہ ہم درندون کے کٹہرے مین ڈالے دیتے
ہین۔ چنانچہ خلیفہ سے اجازت لیکر ایسا ہی کیا اسکو یقین تھا کہ درندے حضرت کو کبھی زندہ نہ چھوڑینگے
تھوڑی دیر کے بعد جو دیکھا تو آپ کھڑے نماز پڑھ رہے ہین۔ اور شیر وغیرہ سب آپ کے گرد
حاضر ہین یحییٰ بن قتیبہ اشعری تین روز بعد وہان آیا اور اس حالت کو مشاہدہ کر کے خیال کیا
کہ شاید وہ اصلی حالت انکی باقی رہی۔ اسلئے امتحاناً ایک ہاتھی کو وہان لانے جسپر وہ شیر
جھلک پڑے اور رکھا ڈالا۔ تب یحییٰ وہان سے خدمت معتمد مین آیا اور حال بیان کیا۔ معتمد خود
حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا فرمائے کہ ہم بیس برس تک خلافت کرین۔ حضرت نے فرمایا۔
خدایا اسکی عمر کو طولانی کر چنانچہ وہ بیس برس تک خلیفہ رہا صفحہ ۲۰۳ مناقب

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت معتمد کے تیسرے سال کا واقعہ ہے کیونکہ اس روایت
مین ہے کہ اسکے بعد وہ بیس برس خلیفہ رہا۔ لہذا معلوم ہوا کہ خلافت کے تیسرے سال کا
یہ واقعہ ہے کہ اسکے بعد اوس نے بیس برس خلافت کی۔

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بھی حضرت کے معجزات و کرامات و آثار برکات دعا سے مطلع تہا
کہ اتنے خلفا جو قبل گذرے ہین وہ حضرت ہی کی بددعا کی بدولت اسقدر جلد ہلاک ہوے جس سے
اوس نے حضرت سے اس دعا کی استدعا کی۔

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان حضرات ائمہ اطہار کا اخلاق کیسا تھا کہ حضرت خود اسی معتمد
کے قید مین ہین اور اسی کے لئے یہ دعا فرما رہے ہین۔ حضرت کی دعا بھی قابل غور ہے
کہ آپ محض طول عمر کی دعا فرماتے ہین نہ خلافت کی جس سے ایک طرح کی حقیت اوسکی قایم
ہو کیونکہ کہہ سکتے تھے اگر خلافت اوسکی ناجائز تھی تو دعا کیون کی لہذا حضرت نے محض طول عمر کی
دعا فرمائی

مفصل دعا چھ صفات چونکہ محرم اسرار الٰہی تھے اور اون متعلق خداوند عالم پر مطلع تھے
جس سے کسی ظالم کو مہلت ملتی ہے اور کسی کی عذاب مین تاخیر ہوتی ہے لہذا حسب ضرورت
دعا فرمائی زاد المعاد ابن القیم مین ہے جلد اول صفحہ ۲۰۷ فارسل اللہ تبارک و تعم

الیہ ملک الجبال یستأمرہ ان یطبق الاخشبین علی اهل مکہ وهما جبلاها اللذان هو بینهما فقال لا بل استانی بهم لعل اللہ یخرج من اصلابهم من یعبدہ لا یشرک بہ شیئا

یعنی خدا نے فرشتہ جبال کو حکم دیا کہ حضرت اگر حکم دین تو مکہ کے دونو پہاڑون کو جو دونون طرف سے مکہ کو گھیرے ہین اہل مکہ پر منطبق کردین تو حضرت نے فرمایا نہین بلکہ ہم اونکو مہلت دیتے ہین کہ شاید اون کے اصلاب سے وہ لوگ نکلین جو خداوند عالم کی عبادت کرین۔

یہی مصلحت ہر امام کو ہمیشہ درپیش رہی کہ مصالح عامہ پر نظر فرماکر کبھی بددعا کرتے اور کبھی ہزارون ظلم وستم پر بھی خاموش رہتے۔ کیونکہ خود حضرت اپنی حالت ظاہر کرچکے ہین لا یسبقونہ بالقول وهم بامرہ یعملون یعنی کسی امر مین خدا کے حکم پر سبقت نہین کرتے بلکہ اوسکے حکم پر عمل کرتے ہین۔

حضرت کے حالات قید مین علامہ شیخ مومن شبلنجی شافعی مصری نور الابصار مین لکھتے ہین کہ جب داخل قیدخانہ ہوے تو ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری سے فرمایا ایک شخص کیطرف اشارہ کرکے جو مدعی ہاشمی تھا اگر یہ شخص نہوتا تو ہم بتا دیتے تم لوگ کب قید سے چھوٹوگے۔ اسلئے تم اوس سے بچتے رہو۔ ابو ہاشم بیان کرتا ہے کہ ہم نے ملکر اوسکی تلاشی جولی تو معلوم ہوا یہ خلیفہ کا جاسوس ہے۔ جو قیدخانہ کی خبرین لکھکر خلیفہ کو بھیجتا تھا۔ چنانچہ وہ خط اوسکے پاس ملا جو بنام خلیفہ لکھا تھا اور رفیقون کی عیب جوئی کی تھی۔ اوسوقت سے ہم لوگون نے احتیاط شروع کی۔

دوسری کرامت یہ لکھی ہے کہ وہی ابو ہاشم بیان کرتا ہے جناب امام حسن عسکری علیہ السلام جب تک قیدخانہ مین رہے آپکا معمول تھا دن کو روزہ رکھتے بوقت افطار ہم سب شریک ہوتے ہمنے بھی حضرت ہی کی طرح روزہ رکھنا شروع کیا ایک روز جو ضعف غالب ہوا تو چھپکر ہمنے ایک جگہ جاکر کچھ خشک روٹیان کھالین پھر جب اپنی جگہ پر آئے تو کسی کو نہ معلوم ہوا مگر جناب امام حسن عسکری نے دیکھکر تبسم فرمایا اور فرمایا کہ کیا تو نے آج افطار کردیا حضرت کے اس کلام

ہم نکوے۔ حضرت نے فرمایا کہ اس مین کوئی مضائقہ نہین ہے۔ مگر دیکھو جب روزہ سے عاجز ہوا کرو تو گوشت کھایا کرو کیونکہ خشک روٹی مین قوت نہین ہوتی۔ پھر فرمایا کہ ہم تمکو تاکید کرتے ہین کہ جب روزہ چھوڑو تو تین روزیا پے چھوڑ دیا کرو کیونکہ جو شخص روزہ کے سبب کمزور ہو جاتا ہے۔ تو تین روز کے بعد اصلی قوت آتی ہے۔

اس واقعہ سے بھی اوس زمانہ کی حالت معلوم ہوتی ہے کہ قید خانہ مین بھی خلیفہ کے جاسوس رہا کرتے جو قیدیون کے ساتھ دیکھنے مین رہتے حالانکہ وہان سے وہ مخبری کیا کرتے۔ پھر کونسی جگہ امن کی مل سکتی تھی جہان انسان اطمینان سے بسر کر سکے۔

حضرت کی مروت معتمد نے حضرت کو علی بن جوین کے قید مین دیا اور برابر مستفسر حال ہالہ کیا کرتے ہیں علی بن جوین بیان کرتا کہ وہ روزہ نماز کوئی شغل نہین۔ آخر علی بن جوین سے کہا کہ جاکر حضرت سے ہمارا سلام کہو اور یہ کہ اب آپ اپنے دولتسرا پر تشریف لیجائیں کمال آرام و اطمینان سے علی بن جوین جو قید خانہ کے پاس آیا دیکھا حضرت کی سواری طیار ہے جب داخل زندان ہوا تو دیکھا آپ لباس پہنکر طیار بیٹھے ہین مجھکو دیکھکر فوراً اوٹھ کھڑے ہوئے اور سوار ہو کر بیرون در زندان آکر ٹھہر گئے۔ مینے عرض کیا اب کیون توقف ہے۔ فرمایا جعفر (چھوٹے بھائی جنکا لقب جعفر تواب مشہور ہے اور جتنے سادات نقوی ہین اونہین کی اولاد ہے) کا انتظار ہے کہ وہ بھی آلین تو چلین۔ مینے عرض کیا اونکو تو اجازت نہین ملی ہے حضرت نے فرمایا یہ خلاف مروت ہے کہ ہم دو بھائی ایک ہی گھر سے ایک ہی دفعہ آئین اور ہم تنہا جائین وہ رہ جائین۔ جاؤ خلیفہ سے کہو۔ علی بن جوین گیا اور تھوڑی کے بعد واپس آیا کہ خلیفہ نے کہا ہے آپکی خاطر سے ہمنے اونکو بھی رہا کیا اور آپکو جو تکلیف پہونچی اونہین کی وجہ سے۔ چنانچہ حضرت اونکو بھی لیکر اپنے دولتسرا مین تشریف لائے ریاض الشہادۃ صفحہ ۲۴۲

معجزہ نماز استسقا ان مظالم کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ غضب خدا جوش مین آئے اور ان اشقیا سے جو ایسے اولیاء خدا کو تکلیف دیتے تھے۔ انتقام لے جیسا کہ متوکل ملعون کے حالات مین آپ پڑھ چکے ہین کہ جب اوسنے انہدام قبر امام حسین کا حکم دیا تو کیسی کیسی بلائین نازل ہو

اور کس ذلت وخواری سے وہ مارا گیا۔ اوسکی زوجہ فاحشہ ہوئی بیٹا مارا گیا۔ اوسی طرح
خدا نے انکو پھر بلا نازل کی کہ آب باران کو روک دیا تھا قحط شدید مین مبتلا ہوئے علامہ شیخ
مومن شبلنجی شافعی مصری لکھتے ہین۔ کہ حضرت کے قید کو زیادہ امتداد نہین ہوا تھا کہ سامرہ مین
نہایت شدید قحط پڑا جسپر خلیفہ نے حکم دیا کہ لوگ نماز استسقا پڑھین تین روز تک مسلمانون
نے نماز استسقا پڑھی مگر پانی نہ برسنا تھا نہ برسا۔ تب چوتھے روز جاثلیق نصاری نماز استسقا
کیلئے باہر آیا جسکے ساتھ بہت سے پادری اور راہب تھے۔ ایک راہب نے جب ہاتھ
بڑھایا تو فورًا ابر نمایان ہوا اور خوب پانی برسا۔ دوسرے روز بھی اسی طرح جاثلیق کے
دعا کرنے پر خوب پانی برسا۔ اس واقعہ سے تمام مسلمانون مین عجیب طرح کا شک و اضطراب
پیدا ہوا۔ اور بہت سے مسلمانون نے دین عیسائی بھی قبول کیا۔ جس سے خلیفہ نہایت گھبرایا
صالح بن یوسف افسر جیل کو کہلا بھیجا کہ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کو لیکر دربار
خلافت مین آئے۔ جب حضرت تشریف لائے قال لہ ادرک امۃ جدک [illegible] یعنی
اپنے جد کے امت کی جلد خبر لو کہ ہلاک ہوا چاہتی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ تم اونکو حکم دے کہ
کل بھی نماز استسقا کیلئے نکلے۔ خلیفہ نے کہا اب تو پانی کی ضرورت نہین رہی حضرت نے فرمایا کہ
اسلئے حکم دے کہ ہم شک زائل کرین چنانچہ تیسرے روز بھی خلیفہ کے حکم سے جاثلیق نماز
استسقا کیلئے نکلا جب اوس راہب نے ہاتھ دعا کیلئے بڑھایا تو حضرت نے حکم دیا کہ اوسکا
ہاتھ جا کر پکڑ لو۔ چنانچہ اوسکے ہاتھ سے ایک ہڈی نکلی جو آدمی کی ہڈی سی تھی۔ اوسکو حضرت
نے لیکر ایک کپڑے مین لپٹوا دیا اور فرمایا کہ اب دعا کرو۔ اب جو ہاتھ اوس نے اٹھایا
تو جسقدر ابر آچکا تھا وہ سب منحرف ہو گیا۔ خلیفہ نے حضرت سے اسکی حقیقت دریافت
کی تو فرمایا یہ ہڈی کسی نبی کی ہے جو انکو کسی پیغمبر کے قبر سے مل گئی ہے جسکا خاصہ ہے
کہ جب زیر آسمان برہنہ ہوگی تو ضرور پانی برسے گا۔ چنانچہ پھر تجربہ کیا گیا تو حضرت کے کلام کی
تصدیق نمایان ہوئی اور سب کے دلون سے وہ شک جو بجہت دین نصاری کا پیدا
ہوا تھا زائل ہوا۔ اور حضرت با حرمت و احترام اپنے دولتسرا مین تشریف لیگئے اور اسی
معجزہ کی بدولت وہ لوگ بھی قید سے رہا ہوئے جو حضرت کے ساتھ قید تھے۔

اس معجزہ کو نہ صرف شبلنجی نے نور الابصار مین لکھا ہے بلکہ صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۱ مین بھی ہے جسمین خلیفہ نے کہا تھا اوسکے استمداد اور تاریخ الاول وغیرہ سب مین یہ واقعہ موجود ہے مگر کسی مورخ نے سہ نہین لکھا۔

اخبار الدول قرمانی مین ہے وکان فی تلک المشہد الخلیفۃ فمن دونہ صفحہ ۱۱۱ یعنی اوسوقت خود خلیفہ بھی وہان حاضر تھا اور کل ارکین سلطنت موجود تھے۔ جس سے معلوم ہوا کہ مسلمانون مین کس قسم کا تہلکہ پڑگیا ہوگا اور کیسی قیامت ہو گی کیونکہ واقعن الناس مرقوم ہے کہ تمامی اہل اسلام اس فتنہ مین مبتلا تھے اور روا تھا حق بجانب تھا کہ کیسے کیسے علما اوس زمانہ مین موجود تھے جنھون نے نماز استسقا پڑھی اور پانی نہ برسا ایک عیسائی نے ہاتھ بڑھایا اور پانی برسنے لگا۔ کسقدر رشک کی بات تھی۔

اس واقعہ سے آپکو یہ بھی معلوم ہوگا کہ خلیفہ رسول کا صرف یہی کام نہین ہے کہ وہ حکمرانی کرے کیونکہ اسمین تو ہر شخص کے دواعی نفسانی جدا ہوتے ہین۔ بلکہ اصلی منصب خلیفہ برحق کا یہی ہے کہ دین رسول پر جو آفت آئے اور اوسکو موقع ملے تو وہ اوس بلا کو دفع کرتا رہے چنانچہ حضرات ائمہ اطہار حسب ضرورت اس فرض منصبی کو ہمیشہ ادا کرتے رہے خواہ خلائق آپکو خلیفہ مانے یا نہ مانے مطیع و منقاد ہوا ہو یا نہو۔

اثبات امامت بلا تسلط ظاہری

(۱) چنانچہ بعد جناب امیرؑ جب خلیفہ اول نے خلافت کو غصب کیا اور رسول اللہؐ کے وفات کی خبر تمام ممالک مین پھیلی تو قیصر نے بمشورہ نصاری سو آدمیونکو منتخب کیا اور کہا کہ اس وصی رسول (ابوبکر) کے پاس جاؤ اور اوس سے ان مسائل کو دریافت کرو جو انبیاء سے پوچھے جاتے ہین۔ اگر خلیفہ اسکا جواب دے تو سمجھو کہ رسول اللہؐ رسول تھے۔ ورنہ ایک مرد تھے جو بزور تدبیر بادشاہ اپنی قوم کے ہو گئے۔ یہودیون نے بھی اسی طرح کے سوالات منتخب کرکے بھیجے۔ ابوبکر ایک مسئلہ کا بھی جواب نہ دیسکے کبھی معاذ بن جبل کی طرف دیکھتے کبھی ابن مسعود کی طرف جسپر راس جالوت نے عبرانی مین کہا کہ یہ شخص (رسول اللہؐ) پیغمبر نہ تھے حضرت سلمان فارسی وہان موجود تھے۔ کہا کیا کرتے ہو بلاؤ اوس شخص کو جو توریت والونکو مطابق توریت کے حکم دے

اور اہل انجیل کو مطابق انجیل اور اہل زبور کو مطابق زبور۔ تب جناب امیر بلائے گئے اور حضرت نے کل مسائل کا جواب لکھوا دیا جسپر وہ یہودی بے اختیار اسلام لایا اور کہا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمدا رسول اللہ و انک وصی رسول اللہ وقال المسلمون لعلی بن ابیطالب یا مفرج الکرب بزین العنق عاصمی کما فی التشئید صـ۱۳۵

کہ ہم توحید و رسالت کی شہادت دیتے ہین اور اسکی گواہی دیتے ہین کہ آپ وصی رسول اللہ ہین اور مسلمانون نے بخطاب جناب امیر کہا یا مفرج الکرب

(۲) عہد خلیفہ دوم جب ابو شحمہ پسر خلیفہ بعلت زنا و شرب خمر گرفتار ہو کر آیا اور خلیفہ نے اوسپر حد جاری کرنا چاہا فقال ابو شحمہ معاشر المسلمین من فعل فعلی فی الجاھلیۃ او الاسلام فلا یحد نی فقام علی بن ابیطالب وقال لولدہ الحسن فلخذ یمینہ وقال لولدہ الحسین فلخذ یسارہ ثم ضرب ستۃ عشر سوطا فاغمی علیہ ثم قال اذا وفیت ربک فقل ضربنی الحد من لیس للہ فی جنبہ حد ثم قام عمر حتی اقام علیہ تمام المائۃ سوطا فمات من ذلک صـ۱۳۵ ازالۃ الخفا جلد ۲

تو ابو شحمہ نے کہا مسلمانو! جس نے ہمارا سا کام جاہلیت یا اسلام مین کیا ہو وہ ہمپر حد نہین لگا سکتا پس کھڑے ہوئے حضرت علی اور کہا امام حسن سے داہنا ہاتھ پکڑو اور امام حسین سے کہا بایان ہاتھ پھر خود سولہ کوڑا مارا کہ وہ غش کہا کر گر پڑا حضرت نے چھوڑ دیا اور فرمایا جا خدا سے کہدینا کہ ہمپر اوس نے حد جاری کیا ہے جسکے ذمہ تیری کوئی حد نہین۔ اسکے بعد عمر نے سو کوڑا پورا کیا اور وہ مر گیا۔

یہ ہے امام زمانہ کا کام۔ یہ ہے حجت خدا کا کام کہ کسی طرح اوسکا عذر چل نہ سکے۔ اتنے بھرے مجمع مین مہاجرین و انصار کے کوئی نہ تھا جو زنا اور شراب خوار ی سے بچا تھا جو مطابق شرط ابو شحمہ حد لگاتا۔

(۳) جنگ شام مین جب رومیون نے بہ کثرت اہل لشکر اسلام کے تباہ ہونیکا سامان ہوا ہے۔ سعید یہ خبر لیکر مدینہ مین آئے ہے۔ تو جناب امیر نے فرمایا۔ لکھو تم امیر المومنین کو تاکہ تمہین و تمہکو تمہارے پاس پہونچے ہو نگے مین اور تم اور یہ سب ساتھ ہونگے مہاجرین سب اور سب

دیکھئے ہم زمین شام اگرچہ ۱ انشے مگر فتوح الشام واقدی جلد ۲

(۴) عہد جناب امام محمد باقرؑ میں عبد الملک بن مروان نے جب ملک روم کے کاغذ کی آمد جبکی ہے جسپر اب ۔ ام ۔ روح کا مارک رہتا تو قیصر نے دھمکی دی کہ اگر ہمارے ملک کا کاغذ تمنے نہ جاری کیا تو ہم تمامی سکو نپر (معاذ اللہ) سب رسول کو جاری کر دینگے کیونکہ ہمارے ہی سکہ تمہارے ملک میں رائج ہے ۔ صدہا علما اور زرا موجود تھے کوئی جواب نہ دیسکا ۔ آخر جناب امام محمد باقرؑ مدینہ منورہ سے بلائے گئے اور آپنے آکر فرمایا وہ اسپر قادر نہیں اور تو مجبور نہیں اسلامی سکہ جاری کر جسکی وزن وغیرہ کو خود حضرت نے درست کرایا ۔ ملاحظہ ہو اصلاح ملے جلد ۱۲

اسی قسم سے یہ معجزہ جناب امام حسن عسکری کا کہا وصفیکہ نہ انکو امور خلافت میں دخل ہے نہ کوئی آپکی قدر و منزلت ہے ۔ بلکہ ناحق و ناروا آپ قید میں ہیں ۔ مگر حق خلافت رسول ادا کر رہے ہیں تمام مسلمانوں کو چاہ ضلالت سے نکالکر شاہ راہ ہدایت پر لا رہے ہیں ۔

اہلسنت ان واقعات سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جناب امیر ابو بکر عمر کو خلیفہ برحق جانتے تھے اسلئے مصلاح و مشورہ میں شریک رہتے اور یہ نہیں سمجھتے کہ یہی حضرات تو خلیفہ رسول تھے اسلام کے محافظ تو وہی تھے لہذا جب ضرورت پڑتی ۔ موقع ملتا اسلام کو بچاتے خواہ ابوبکر عمر خلیفہ ہوں یا عبد الملک و معتمد علی اللہ ۔

سلوک علمای اہل سنت اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان حضرات کے علوم کس شان کے تھے اور کس معنی سے حضرت نے فرمایا تھا انا مدینۃ العلم و علی بابہا ۔ کیونکہ ایسی روایتوں کے راوی تو ہزاروں تھے جو کہتے حدثنا اسمعیل بن خلیل قال اخبرنا علی بن مسہر قال اخبرنا ابو اسحق ھو الشیبانی عن عبد الرحمن بن الاسود عن ابیہ عن عائشۃ قالت کانت احدانا اذا کانت حائضا فاراد رسول اللہ ان یباشرہا امرہا ان تتزر فی فور حیضتہا ثم یباشرہا صحیح بخاری جلد اول (اسکا ترجمہ نہیں ہوسکتا)

مگر ان علوم کا کوئی بھی عالم نہ تھا کہ مسلمانوں کی نماز استسقاء تو پانی نہ برسا اور ایک نصرانی کی دعا سے فوراً برسنے لگا ۔

یہ جملہ جو حضرت اس لئے لکھا کہ ابن تیمیہ نے منہاج السنہ صفحہ ۲۳۳ جلد اول میں لکھا ہے ولا یشک

عاقل ان رجوع مثل مالک وابن ابی ذئب وابن الماجشون واللیث بن سعد
والاوزاعی والثوری وابن ابی لیلی وشریک وابی حنیفہ وابی یوسف ومحمد
بن الحسن وزفر۔ والحسن بن زیاد۔ واللولوی والشافعی والبویطی والمزنی
واحمد بن حنبل وابی داؤد السجستانی والاثرم وابراہیم الحربی۔ والبخاری۔
وعثمان بن سعید الدارمی وابی بکر بن خزیمہ ومحمد بن جریر الطبری ومحمد بن
نصر المروزی وغیر ہولاء الی اجتہادہم واعتبارہم مثل ان یعلموا سنۃ النبی
الثابتہ عنہ ویجتہدوا فی تحقیق مناط الاحکام وتنقیحہا وتخریجہا خیر لہم من ان
یتمسکوا بنقل الروافض عن العسکریین وامثالہما فان الواحد من ہولاء
لاعلم بدین اللہ ورسولہ من العسکریین انفسہما فلو افتاہ احدہما بفتیا
کان رجوعہ الی اجتہادہ اولی من رجوعہ الی فتیا احدہما بل ذلک ہو
الواجب علیہ فکیف اذا کان نقلا منہا من مثل الرافضۃ والواجب علی مثل
العسکریین وامثالہما ان یتعلموا من الواحد من ہولاء

یعنی ابن تیمیہ ان لوگوں کا نام لیکر لکھتے ہیں کہ ان لوگوں کا اجتہاد۔ اور انکی روایت زیادہ بہتر
تھی بہ نسبت روایت واجتہاد جناب امام علی نقی و امام حسن عسکری کے اور یہ لوگ زیادہ عالم تھے
بہ نسبت عسکریین کے بلکہ جناب امام علی نقی و امام حسن عسکری پر واجب تھا کہ ان لوگوں سے علم
حاصل کرتے۔

جس سے معلوم ہوا کہ اوس زمانہ میں ایسے ایسے علماء اہلسنت موجود تھے جو بقول ابن تیمیہ
اس قابل تھے کہ جناب امام حسن عسکری کے استاد ہوتے۔ مگر جب اسلام پر یہ وقت آیا تو کسی سے کچھ
نبنا۔ اور کوئی اس عقدہ کو نہ حل کرسکا بجز اسکے کہ مجبور ہو کر امام زمان کی طرف رجوع
کرے۔ اور کہے اور اسکا مستحق لوگ اپنے جد کی امت کی خبر لیجئے کیونکہ وہ لوگ تو ویسی ہی
روایتوں کے راوی تھے جسکا نمونہ ہم نے صحیح بخاری سے پیش کیا۔ اور اسرار الٰہی کے محرم تو یہی
حضرات تھے جنکے بارہ میں رسول اللہ نے فرمایا تھا انا مدینۃ العلم وعلی بابہا۔

معجزہ فصد	یہ معجزہ سب سے عجیب و غریب ہے کہ علامہ قطب راوندی خرائج میں لکھتے ہیں کہ حضرت

نے بختیشوع طبیب نصرانی کو جو متوکل کے زمانہ سے ملازم دربار خلافت تھا۔ کہلا بھیجا کہ اپنے کسی لائق شاگرد کو بھیجدے کہ فصد کھولے۔ اوس نے اپنے ایک لائق شاگرد کو منتخب کیا جو اس روایت کا راوی ہے وہ بیان کرتا ہے کہ بختیشوع نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر حضرت کی فصد کھولین اوسی بختیشوع نے یہ بھی کہا کہ جناب امام حسن عسکری تمام دنیا سے بزرگتر عالم ہین ایسا نہو کہ تو اونپر کسی طرح اعتراض کرے جو حضرت فرمائین اوسی کے مطابق عمل کرنا۔ جب وہ طبیب حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا فلاں حجرہ مین قیام کر جب ہم طلب کرین تو آنا۔

طبیب کہتا ہے کہ ہم جسوقت گئے تھے فصد کیلئے وہی ساعت مناسب تھی۔ مگر حضرت نے اوس کے ایک ساعت کے بعد فصد کیلئے جو ہمارے علم سے فصد کے مناسب نہ تھی طلب کیا۔ حضرت نے ایک طشت بڑا طلب کیا اور فرمایا کہ رگ اکحل کی فصد لے۔ اسقدر خون نکلا کہ وہ طشت بھر گیا تب حضرت نے فرمایا بند کر۔ اور فرمایا کہ اوسی حجرہ مین جاکر قیام کر۔ اسکے بعد کھانا آیا اور نہایت آسودہ ہوکر ہم نے کھایا۔ پھر بوقت عصر حضرت نے طلب کیا اور اوسی رگ کو پھر کھلوایا۔ اسدفعہ بھی اتنا خون آیا کہ طشت بھر گیا تب حضرت نے بند کرنیکا حکم دیا۔

حسب الحکم شبکو بھی ہم وہین حاضر رہے۔ بعد طلوع آفتاب حضرت نے پھر طلب کیا اور اوسی رگ کی فصد لی۔ اسدفعہ خون سفید رنگ نکلنے لگا مثل دودھ کے جس سے پھر وہ طشت بھر گیا حضرت نے بوقت رخصت مجھکو پچاس اشرفیان عنایت کین۔ اور بعض اقسام لباس سے اور فرمایا کہ یہ لے اور مجھکو معذور رکھ۔ طبیب نے عرض کیا مجھے حکم دیجئے کہ مین اوسکی تعمیل کرون حضرت نے فرمایا کہ

دیر عاقول کا راہب جو تیرے ساتھ آئے اوسکے ساتھ نیک رفاقت کرنا۔

طبیب کہتا ہے کہ جب ہم بختیشوع کے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ تو بختیشوع نے کہا آدمی کے بدن مین سات قسم کا خون ہوتا ہے۔ اور اسقدر پانی کا کسی چشمہ سے نکلنا بھی تعجب خیز ہے چہ جائیکہ خون اسقدر نکلے۔ اور اس سے زیادہ عجیب دودھ کا نکلنا ہے بجائے خون پہلے تو وہ اسکو دیکھ سوچتا رہا پھر کتابین طلب کین اور تین شبانہ روز انکو دیکھتا رہا۔ بعد اسکے کہا کہ مجھے اسطرح کا کتابون مین کہین کا کوئی واقعہ اسکے مطابق نہ ملے گا۔ لہذا تو جا نصاریٰ کا راہب دیر عاقول کے پاس جا کہ اسوقت اوس سے بڑھکر کوئی عالم دین نصاری کا دنیا مین نہین ہے۔

طبیب وہ خط لیکر جب دیر عاقول کے پاس پہونچا تو اسنے آواز دی۔ راہب نے دیر پر سے سر نکالا پوچھا کون ہے اسے کہا کہ بختیشوع طبیب کا شاگرد ورفیق اوسنے ایک ٹوکری اوپر سے نیچے گرائی جسمین بہنے وہ خط رکھدیا خط پڑھتے ہی راہب دیر سے نکل آیا اور پوچھا کہ خود تو نے یہ فصد کھولی ہے۔ کہا ہان۔ کہا خوش قسمت ہے تیری ماں تو تجھ ایسا لڑکا بھی اسکے بعد فوراً وہ استر پر سوار ہوا اور جانب سامرہ روانہ ثلث شب باقی ہوگی کہ وارد سامرہ ہوا ہمنے کہا۔ کہاں ٹہروگے بختیشوع کے یہان یا اوس شخص کے یہان جسکی فصد کھولی تھی۔ راہب نے کہا اوسی شخص کے یہان چلو چنانچہ اذان صبح کے وقت ہم اور وہ وہان پہونچے۔

ہمنے کسی قسم کی اطلاع نہ دی تھی کہ ایک غلام سیاہ باہر آیا اور پوچھا راہب دیر عاقول تم مین کون ہے راہب نے کہا مین ہون نصر خدا ہون۔ غلام نے اوسکا ہاتھ پکڑا اور دولتسرا کے اندر لیگیا اور مین باہر ہی کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتے ہین کہ وہ راہب لباس رہبانیت اوتار کر لباس سفید پہنے ہوئے باہر آیا اور کہا کہ اب بختیشوع کے یہان چلو۔

بختیشوع نے جو دیکھا تو سرو قد تعظیم کے لئے اوٹھکر کھڑا ہوا اور پوچھا کہ یہ کیا ہوا جو تمنے لباس رہبانیت کو اوتار دیا۔

راہب نے کہا ہمنے مسیح کو دیکھا اور اونکے ہاتھ پر مسلمان ہوے بختیشوع نے پوچھا خود مسیح کو دیکھا یا مثیل مسیح کو۔ راہب نے کہا مثیل مسیح کو۔

بختیشوع۔ کہان سے معلوم ہوا کہ وہ مثیل مسیح ہیں۔ کہا یہ فصد جو تیرے شاگرد نے کھولی ہے آجتک دنیا مین بجز حضرت مسیح کسیکی ایسی فصد نہین کھولی گئی لہذا معلوم ہوا کہ یہ مثیل مسیح ہین آیات و براہین میں اسکے بعد وہ راہب ملازم رکاب سعادت انتساب رہا یہانتک کہ انتقال کیا۔

حضرت کے حالات میں علامہ قرمانی اخبار الدول مین لکھتے ہین واما مناقبہ فلم نقل ایام مدتی الدنیا لیظہر للناس ما ثرہ ومزایاہ مثلا

یعنی حضرت کے مناقب وفضائل اسوجہ سے زیادہ نہ ظاہر ہوسکے کہ بہت کم حضرت نے زندگانی کی مگر اسکو بھی قدرت خدا ہی سمجھنا چاہیئے کہ اس چھ سال کی مختصر زمانہ امامت میں حضرت سے معجزات باہرہ ظاہر ہوئے کہ عقل انسانی حیران ہے اسلئے کہ بین ثبوت قدرت خدا تھے اور

کچھ نہیں کر سکتے۔

شہادت امام چونکہ حضرت امام حسن عسکری بہ اعتبار ظاہری آخری حجت خدا تھے کہ آپکے بعد جو حجت خدا ہوا اسکو اخفا و استتار کا حکم تھا۔ لہذا خدا نے آپکے ہاتھوں اس قلیل مدت میں اس قدر معجزات ظاہر کئے کہ عقل انسانی ان کے ادراک سے قاصر ہے۔ اور چونکہ یہ امر تمام اسلامی دنیا میں مشہور تھا کہ حضرت امام مہدی موعود آپ ہی کے صلب سے ظاہر ہونگے جو دنیا سے ظلم و جور کو دفع کرینگے۔ اس لئے جتنے خلفا ہوئے وہ اسمیں کوشان رہے کہ جہانتک ہوسکے اس نور خدا کو چھپا لیں۔ جسکے لئے ہمیشہ قیدخانہ طیار رہا۔ چنانچہ جناب سید ابن طاؤس علیہ الرحمہ مہج الدعوات میں لکھتے ہیں ان مولانا الحسن بن علی العسکری کان قد اراد قتلہ الثلاثۃ ملوک الذین کانوا فی زمانہ حیث بلغہم ان مولانا المہدی یکون من ظہرہ وحبسوہ عدۃ دفعات فدعا علی من دعا علیہ منہم فہلک فی سریع الاوقات کہ جناب امام حسن عسکری کے قتل کا تینوں خلیفہ نے ارادہ جو آپکے ہم زمانہ تھے کیونکہ وہ جانتے تھے جناب مہدی موعود آپکے فرزند ہونگے اور چند مرتبہ قید کیا جسمیں سے بعض پر حضرت نے بددعا کی اور وہ بہت جلد ہلاک ہوئے۔ اسکے بعد مستعین۔ معتز۔ مہتدی کے حالات بھی جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا۔

مگر آخری معجزہ جو حضرت سے بنماز استسقا کا علی رؤس الاشہاد ظاہر ہوا۔ جس سے نہ خود خلیفہ معتمد شرمندہ اور خجل ہوا۔ بلکہ وہ علما بھی ذلیل و خوار ہوئے جو اسوقت مسند قضا و افتا پر متمکن تھے اور شریعت رسول کے وارث بنے تھے جنکے نسبت ابن تیمیہ نے لکھا کہ امامیہ کو مناسب تھا کہ وہ ان سے علوم حاصل کرتے۔ اور جسنے معتمد احمق حسد غیظ کو مشتعل کیا ہے کہ بظاہر تو ہر طرح اعزاز و اکرام سے پیش آیا۔ مگر معمولی دوائی حیلہ زہر خورانی سے کام لینا پڑا کہ حضرت کو زہر سے شہید کیا۔

کیفیت زہر خورانی تو ابھی تک نہیں معلوم ہوئی کہ حضرت کو کیونکر زہر دیا گیا۔ مگر حضرت نے اسکی پیشینگوئی پہلے سے فرمادی تھی چنانچہ حضرت کی والدہ ماجدہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا تھا سنہ میں مجکو حرارت ہوگی جس سے حادثہ ہوگا ... جناب معصوم

ہوئیں۔ تو حضرت نے فرمایا اضطراب سے کیا حاصل یہ تو شدنی ہے حکم خدا بدل نہیں سکتا۔
بوقت وفات حضرت آپکی والدہ مدینہ منورہ میں تشریف فرما تھیں جب ۲۶۰ھ کا ماہ صفر آیا تو آپکا اضطراب بیحد
لگا بیرون مدینہ ہمیشہ روتی پھرتی تھیں آخر کار کچھ حال معلوم ہوا۔ ایک روز معلوم ہوا کہ حضرت کو اور آپکے بھائی جعفر
کو معتمد علی اللہ نے قید کیا ہے جس سے ممکن ہے کچھ تسکین ہو گئی ہو۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آخر زمانہ حیات تک قید کی مصیبت جھیلا کئے کیونکہ یہ واقعہ ماہ صفر
کا ہے اور آٹھویں ربیع الاول کو حضرت کا انتقال ہوا۔ تو چند ہی روز قبل وفات حضرت کو قید خانہ سے
رہائی ملی چنانچہ محمودی راوی ہے کہ میں نے خود حضرت کی تحریر مبارک دیکھی کہ جب آپ محبس معتمد سے باہر
آئے ہیں تو لکھا یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون [illegible]
جس سے ممکن ہے کہ حضرت نے اس طرف اشارہ فرمایا ہو۔ یہ آخری نوبت قید ہے اب ہم اپنے آبا طاہرین سے ملحق ہوتے ہیں

شب وفات حضرت نے بروز جمعہ ۸ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو اس دار فانی سے انتقال کیا اور اس شب کو آپ
ایسے مصروف تھے کہ بہت سے خطوط خود اپنے دست مبارک سے اہل مدینہ کے نام لکھے۔ خادم خدمت صرف صیقل جاریہ
تھی۔ اور عقیل خادم۔ حضرت نے حکم دیا کہ مصطکی جوش دیکر لاؤ۔ جب حاضر کیا گیا۔ تو آپنے فرمایا کہ پہلے
نماز پڑھ لینا چاہیئے۔ چنانچہ آپ نے وضو کیلئے پانی طلب کیا اور وضو کرکے نماز صبح پڑھی۔ اسکے بعد
جوشاندہ مصطکی پینا چاہا تو ہاتھ آپکا کانپنے لگا اور پیالہ سے دانت پر ضرب آنے لگی۔ صیقل نے پیالہ
آپکے ہاتھ سے لیا۔ اور آپ راہی فردوس معلی ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احمد بن عبید اللہ بن خاقان۔ وزیر خلیفہ کا بیٹا بیان کرتا ہے جو نہایت ناصبی تھا کہ ہمارا باپ عبید اللہ
بن خاقان حضرت کی اسقدر تعظیم کرتا کہ وہ تعظیم نہ کسی شاہزادہ کی نسبت بجا لاتا نہ ولیعہد خلیفہ کی (جیسا کہ
پہلے مذکور ہوا)

ایکروز ہم اپنے باپکے پاس بیٹھے تھے کہ خلیفہ کا ملازم گھبرایا ہوا آیا۔ ابن الرضا (امام حسن عسکری) بیمار ہو گئے
ہیں۔ عبید اللہ وزیر یہ خبر سنکر فوراً اٹھا اور حاضر دربار ہوا وہاں سے پانچ آدمی شاہی خدام
سے ساتھ لایا جو خلیفہ کے مخصوصین اور محرم اسرار تھے جنمیں ایک نحریر بھی تھا (جسکی قید میں حضرت
رہ چکے تھے) ان سبکو وزیر نے حضرت کے در دولت پر بھیجا اور کہا کہ ہر وقت حاضر رہنا اور ہر خبر دیتے
رہنا۔ اسکے بعد چند طبیب کو اطبائے شاہی سے حکم دیا کہ صبح شام حضرت کو دیکھیں اور علاج کریں۔

اسکے دو روز بعد یہ ہوا کہ حضرت کا ضعف بہت بڑھ گیا۔ تو وزیر کو دشوار معلوم ہو گیا۔ معتمد خلیفہ کو حکم دیا کہ
شب و روز دونوں وہیں رہیں پھر قاضی القضاۃ کو بلوایا اور حکم دیا کہ اپنے معتمدین سے دس آدمی کو لاکر حاضر کرے کہ
وہ سب ہمہ وقت وہیں رہیں۔ وہ سب وہیں رہتے تھے کہ حضرت نے چند روز بعد ماہ ربیع الاول ۲۶۰ھ میں انتقال کیا
اس خبر کے پھیلتے ہی سامرہ میں ایک شور عظیم برپا ہوا۔ قیامت قائم ہوا۔ ادھر یہ قیامت قائم ہے۔ ادھر شاہی حکم ہے
کہ حضرت کا مکان تلاش کیا جائے تمام حجرے تختے چھت کلا ... ت اور اسباب پر شاہی مہریں لگیں۔ لونڈیوں کا تجسس ہونے
لگا کہ کوئی حاملہ تو نہیں ہے۔ قابلہ عورتیں بلائی گئیں ان میں سے ایک جاریہ پر حمل کا شبہ ہوا ایک حجرہ میں
قید کی گئی اور نحریر خادم و قضات ہوا کہ حفاظت کرے۔

اسکے بعد سامان تجہیز و تکفین شروع ہوا تمام دوکانیں شہر کی بند کی گئیں خود وزیر اپنے حشم و خدم کے ساتھ
سوار ہوا اور تمام بنی ہاشم اور سرداران لشکر کتاب اور تمامی اہل اسلام حاضر جنازہ میت ہوئے اور روز سامرہ محشر
بنا ہوا تھا کسی کو ہوش نہ تھا جب جنازہ صحن خانہ میں رکھا گیا۔ ابو عیسیٰ پسر متوکل کو خلیفہ نے حکم دیا کہ نماز جنازہ پڑھے
اور سے الٹ کر حضرت کا چہرہ کھول دیا اور پکار کر کہا یہ حسن بن علی بن محمد بن الرضا ہیں جو اپنی موت سے مرے
ہیں۔ فلاں فلاں اشخاص گواہ ہیں جو مصاحب خلیفہ لازم تھے۔ اسکے بعد نماز پڑھی اور آپکو قبر مطہر جناب امام
علی نقی کے پہلو میں دفن کیا جو آجتک مزار عالم ہے اسکے بعد پھر حضرت کے اولاد کی تفحص شروع ہوئی اور
صیقل نامے جاریہ پر شبہ حمل قید رہی یہانتک کہ خلیفہ کو زنگیوں سے لڑائی پیش آئی تب اس جاریہ کی جان چھٹی
یہ وہ واقعات ہیں جو حضرت کی وفات اور دفن وکفن سے متعلق تھے۔ حالانکہ حضرت صاحب الامر ۲۵۵ھ میں
پیدا ہو چکے تھے اور اس وقت سے آپ بحکم خدا پوشیدہ رہے۔ نماز جنازہ پہلے آپ ہی نے پڑھی تھی کیونکہ
بعد وفات جناب امام حسن عسکری آپکے بھائی جعفر نے جو بظاہر وارث تھے نماز پڑھنا چاہا تو حضرت صاحب الامر
نے آپکو ہٹا دیا اور فرمایا تاخر یا عم فانا احق بالصلوۃ علی ابی فتاخر جعفر وقد اسود وجہہ فتقدم
الصبی فصلی علیہ پیچھے ہو جاؤ اے چچا کہ ہم زیادہ مستحق ہیں کہ اپنے باپ پر نماز پڑھیں۔ حضرت جعفر پیچھے ہوئے
اور امام الزمان نے نماز پڑھی۔

جو اہتمام ملازمت اطباء و قضاۃ اور گواہی میں کیا گیا۔ وہ بجائے اسکے گواہ ہیں کہ حضرت کو زہر دیا جس پر
تمامی مورخین و محدثین نے جہاں حضرت کی وفات کو لکھا ہے وہاں یہی لکھا ہے یقال انہ مات مسموماً
اور اسپر بھی سبکا اتفاق ہے کہ حضرت کے صرف ایک ہی فرزند گرامی ہے ابو جعفر محمد عجل اللہ ظہورہ وسلم

تمت والحمد للہ

ہمارے مذاق کے مطابق ہے کہ شیعہ اپنی نوعیت پر قایم رہیں اور سنی اپنی نوعیت پر ان میں سے کوئی دوسرے کی نامانوس رسم میں شریک نہو۔ مگر امور مشترکہ میں سب شریک ہوں مثلاً شیعوں کی سینہ کوبی۔ دشنام صحابہ و تبرا بازی۔ تعزیہ سازی وغیرہ میں کوئی سنی نہ جائے۔ لیکن وہ نبوت محمدیہ اور قرآن کی حمایت کرنے کو کھڑے ہوں تو سب سے پہلا سنی جو اونکے ساتھ شریک ہوگا مین ہوں گا"

آپنے نوعیت کا لفظ تو لکھدیا۔ مگر یہ نہ لکھا اسکی کیا نوعیت ہے کیونکہ نوع میں ایک جنس ایک فصل ہوتا ہے جنس میں کل انواع شریک ہوتے ہیں اور فصل اوسکی مخصص ہوتی ہے۔ شیعہ سنی دونوں کی نوع تولا۔ تبرا ہے جسمیں ہر دو فریق شریک ہیں لہذا دونو ایک نوع ہوتے ہوئے فرق ہے تو سنفیت میں کہ شیعہ تبرا کو بعض افراد سے مخصوص کرتے ہیں اور سنی بلا تخصیص تبرا کرتے ہیں۔

سنی کا مخصص صنفی صرف کف لسان ہے کہ وہ صحابہ کے بارہ میں زبان بند کئے رہنے ہیں یعنی اپنی زبان سے نہیں کہتے۔ بیہودہ حکم آپنے کہاں سے لگا دیا" دشنام صحابہ۔ تبرا بازی وغیرہ میں کوئی سنی نہ جائے" کیونکہ آپکا مذہبی حکم کف لسان ہے کہ زبان سے نہیں کہتے۔ نہ کہ سمع کہ کان بھی نہیں سنتے ہاں امر مشترک جو آپنے قرار دیا کہ "نبوت محمدیہ قرآن کی حمایت کرنیکو کھڑے ہوں" تو اس سے معلوم ہوا یہ بھی مذہبی رسم ہے۔ حالانکہ یہ بدیہی امر ہے کہ اسکا تعلق علما سے ہے نہ عوام سے۔ یہاں بحث اتفاق عوام سے ہے جو مصدر شر و فساد عموماً ہوتے ہیں۔

حمایت دین۔ یا نبوت یا قرآن۔ تو علما سے متعلق ہے جسکے فرائض کو وہی خوب جانتے ہیں اور حسب ضرورت انجام دیتے ہیں۔ آجتک چونکہ عزاداری امام حسین شیعہ۔ سنی بلکہ ہنود بھی مشترک رہے اور اسوقت تک بھی مشترک ہے اگرچہ آپ ایسے وجود سے اونمیں تفریق ہو رہی ہے لہذا آپکے دل میں کھل بلی پیدا ہو رہی ہے کہ کہیں اس تقریب اتفاق سے شیعہ و سنی میں ایسا۔ اتفاق ہو جائے جیسا کہ پہلے تھا کہ ہر ایک فریق باہم دیگر تقریبات مخصوصہ میں شریک ہوتے اور عزاداری کو تو سنی شیعوں سے زیادہ اپنی مذہبی تقریب کہتے۔ اسلئے آپکو یہ سوجھی کہ امر مشترک کی تعریف کریں۔ کیونکہ امر مشترک فی الحقیقت آپکا درینہ حال لا اشتہار دوری ہو جا

حالانکہ یہ نہ سمجھا کہ جو آگ آج دس بیس برس سے خود غرضی داری کے متعلق آپلوگون کی بدولت مشتعل ہو چکی ہے وہ ایسی ہلکی نہین ہے کہ صرف اس ایک چھینٹے سے آب اتفاق کی بجھ سکے۔ بجز ناحق آپنے اسقدر جلد اپنے کو یون فضیحت کیا۔ اتفاق کا پہلا دشمن اخبار اہلحدیث ہے جس نے ایک ہی ہفتہ مین اتفاق اختلاف رائے ظاہر کیا۔

نبوت محمدیہ اور قرآن تو اور اسکی حمایت کا محتاج ہی نہین خدا کا وعدہ ہے ویظہرہ علی الدین کلہ جسکا اثر آپ تمام دیکھ رہے ہین۔ آریہ کس درجہ مخالفت پر تلے ہوئے ہین اور اسلام ہے کہ دن دونی ترقی کر رہا ہے اخبار دیکھو پڑھیے تو معلوم۔ افریقہ۔ جاپان۔ امریکا۔ لندن مین اسکی کیا ترقی ہے جسپر عیسائی مشنری ہر طرف رشک کھا رہے ہین اور حق کا اقرار کر رہے ہین رہا ہندوستان جسمین کچھ مسلمان آریہ بن رہے ہین تو یہ صرف آپ حضرات کی ترکیبون کا نتیجہ ہے آپ ایسے نومسلم مرتد ہو کر آریہ یا عیسائی بن رہے ہین

اب اپنا اخبار مسلمان دیکھیے کہ آریہ کے ایک نمبر اعتراض کا جواب کئے نمبر مین دیتے ہین اور درمیان مین کے نمبر خالی دیتے ہین۔ مگر آریون کی گالی دینے سے کوئی نمبر خالی نہین جاتا۔ تو کیا یہ کام جو آپ کر رہے ہین امور مشترکہ سے ہو جائیگا۔

ملاحظہ ہو مسلمان کہ مسافر کے تنقید قرآن مجید کے صرف ۲۰ کا آپنے کئے نمبرون مین جواب دیا ہے ۲۰ مورخہ ۲۰ دسمبر مین ہے ۲۱ ۔ ۲۹ ۔ ۲ نمبر ۳۰ مین ہے۔ ۲۲ نمبر ۳۲ مین ہے ۲۳ نمبر ۳۵ مین ہے ۳۶ ۔ ۳۷ ۔ ۳۸ ۔ ۳۹ نمبر ۴۰ ۔ ۴۱ مین ہے ۲۴ (۴۳ باوصف مطالبہ ملا نہین ۴۴ ۔ ۴۵ ۔ نمبر ۱ اور ۲۶ سے دوسرا باب شروع کیا حالانکہ مسافر کے ۷ جلد [illegible] ۱۳ مارچ سے نیا باب شروع ہوتا ہے اسکے قبل وہ ۳۰ نمبر نکال چکا ہے۔ جسکے صرف ۲۰ مین [illegible] صاحب مسلمان نے ۲۰ دسمبر لغایت ۱۰ ربیع الثانی خرچ کر دیا اور جواب معقول تو ایک نمبر کا بھی نہ دے سکے۔ معمولی جواب مین بھی صرف ایک یا دو نمبر پر آپکا قلم روان ہوا۔ تو کیا اسکو آپ مشترک کام قرار دیتے ہین۔ اور اس سے وہ مسلمان جو آپکے اخبار مسلمان کے خریدار ہین آپکی کمزوری نہین محسوس کرینگے دنیا بھر کا مشکل تو آپ مسلمان [illegible] لکھدین کہ جہلاء بجو حدت نے کیا دھرم پال سے یون بحث کی اور تنقید قرآن مجید کا جواب

ڈھونڈو تو کہین دو نمبر غائب کہین تین نمبر غائب۔ اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ خود آپکے بھائی بند ناظرین مسلمان اسلام سے منحرف ہوکر آریہ ہو رہے ہین کہ جو شخص شیر پنجاب اپنا لقب لے رہا ہے وہ اس طرح دبک رہا ہے کہ بھاگتا جاتا ہے اور بھونک رہا ہے۔ اگر آپکو لیاقت جواب دینے کی نہ تھی جیسا کہ ان نمبرون کے شکست کرنے سے ظاہر ہے تو آپکو کس نے کہا تھا جواب دیجئے۔ یونہی آریونکو گالیان دیا کرتے کہ پھر بھی آپکی کچھ عزت رہ جاتی۔

اگر قدرت خدا دیکھنا ہے تو الشمس جلد ۱۴ ملاحظہ فرمائے جسمے بمقابلہ آریہ قلم اوٹھایا ہے نہ اوسکے سلسلے مین کبھی شکست آئی نہ ایک حرف خلاف تہذیب لکھا اور ایسا جواب دیا کہ مخالف کو بھی بجز سکوت چارہ نہ رہے۔ خواہ مخالف آریہ ہو یا سنی کیونکہ جو تقریر ہے محققانہ مہذبانہ ہر دعوی کی سند مع نشان صفحہ و کتاب موجود ہے۔

دیکھئے الشمس جو ایک طرف آریونکا محققانہ مہذبانہ جواب دیتا ہے دوسری طرف آپکو بھی سمجھاتا ہے کہ اس طرح جواب دینا چاہیئے۔ نہ کہ جسطرح آپ جواب دیرہے ہین کہ ہزارون قسم کی غلطی کرتے ہین اور

ہمارے علمائے افترا

انوار صاحب دوسری تجویز مصالحت یہ نکالتے ہین "نواب صاحب اپنی عمومی حیثیت دینی سے کچھ وقت اس خدمت دینی کیلئے نکالین اور اپنے مکان پر علمائے فریقین کو جمع کرکے مسائل متنازعہ مین گفتگو کرا دین میری تقریر سے کوئی صاحب یہ نہ سمجھین کہ فریقین کے علما کو کوئی بیت بڑا چاہتا ہون نہین مین انکو بھی کافی جانتا ہون کہ میرے دوست مولانا حائری اور مین گفتگو کرین (کیا ابھی ارادہ ہے) اور نواب صاحب اور انکے خاص احباب شریک جلسہ ہون اور نیک نیتی سے (جو انکا شیوہ ہے) ضمیر خالص سے فیصلہ کرلین"

کتنی معقول تجویز ہے کہ نواب صاحب دام ظلہ نے امرتسر کی انجمن مرتضوی مین اتفاق و اتحاد کیا اگر چاہتے کہ اب مولوی امرتسری کو دعوت بھی دین۔ مباحثہ کیلئے طلب کرین۔ اور صبح بازی کا تماشا دیکھین کیون صاحب سنہ ۱۹ سے تو آپ الاشرار اصلاح کو چیلنج دیتے تھے جسپر حضرت لبیک کہی گئی اور آج تک آپ فرار ہی کرتے رہے ملاحظہ ہو اصلاح ۲ جلد ۱۲

پھر سنہ ۲۰ مین جناب مولوی فرمان علی صاحب کے ینہ شہر پٹنہ مین پہنچ کر زبانی مناظرہ شروع

کرکے بعذر خستگی آملاز فرار کیا تحریری مناظرہ جاری کیا تو آخر عذر کرکے بند کر دیا کہ آپ امام رازی کو گالی دیتے ہین حالانکہ ایک گالی کا بھی آجتک ثبوت نہ دیا۔

اب آپ جناب مولانا حائری سے آمادہ ہوئے۔ پہلے ایک مرد سے تو مقابلہ کر لیجئے پھر دیکھا جائیگا کتنی قوت برداشت آپ مین ہے۔

ہان صاحب ذرا اسکا نتیجہ بھی فرمائے کہ آپ اور مولانا حائری تنہا گفتگو کرینگے تو اسکا اثر پبلک پر کیا پڑیگا۔ اور اوسکو کیا معلوم ہوگا کہ کس نے فرار کیا۔ اور ایک شخص کے فرار یا غلبہ سے فرقہ پر کیا اثر پڑیگا۔ آپکی غرض تو ایک طرف دہر تو بہتر ہے کہ جناب نواب فتح علیخان صاحب کے روپیہ ہاتھ سے گم ہو گا دوسری غرض یہ ہے کہ اپنے ہوشیار اخبار مین غلط سلط جو چاہینگے لکھینگے اور مریدون سے چندہ وصول کرینگے۔

او ڈیٹر صاحب جیسا کہ پہلے گذارش کیا گیا کہ کسی آباد مقام مین جہان سنی شیعہ کی تعداد معقول ہو پہلے حفظ امن کا سامان کیجئے پھر عام دعوت دیجئے جسمین فریقین جمع ہون پھر فریقین کے علما مین دس بارہ روز تک مسلسل مناظرہ ہو کہ کچھ نتیجہ بھی حاصل ہو ورنہ ایسی فضول تقریرین تو صد ہا مرتبہ سنی گئین جنکا اثر گذشتہ کے برابر بھی نہین ہے۔ اصلاح نمبر ۱۱ جلد ۱۲ صفحہ ۲۰ مین اہلحدیث کا "آخری فرار" پڑھئے اور اوسکے شرائط پر غور کرکے جواب معقول دیجئے جسکے انتظار مین آجتک ۵ مہینے تمام ہو چلے۔

آخر مین ہم جناب نواب فتح علی خان بہادر سی آئی اے سے گذارش کرتے ہین کہ جو آپ نے دیا دلی۔ آپ امانت قاتلان امام حسینؑ مین دکھا رہے ہین جس سے سنیون نے آپکو گویا اپنا نیشنل بنک بنا لیا ہے اوسکا کچھ حصہ اپنی قوم کو بھی تو پہونچا دیجئے کیونکہ جس قوم کی آپ اعانت کر رہے ہین یہ وہی قوم ہے جس کے پیشواؤن نے رسول اللہ کا جنازہ یونہی چھوڑ کر سقیفہ کی راہ لی۔ یہ وہی قوم ہے جسکے بزرگون نے جناب سیدہ کا گھر جلایا۔ جناب امیرؑ کو محروم کیا امام حسنؑ کو ترک خلافت پر مجبور کیا اور اونکے جنازہ پر تیر چلایا اور امام حسینؑ کو اس بیدردی سے شہید کیا اور آج تک تعزیہ داری مین اعلانیہ اشتہار دیکر تجارت کر رہے ہین اونسے آپکیا امید عزاداری رکھ سکتے ہین۔ آپنے اتفاق شیعہ و سنی پر کیا تقریر فرمائی کہ گویا آپنے سنیونکی تراویح کو موقوف کر دیا۔ یا اذان سے الصلوٰۃ خیر من النوم کو نکال دیا اب سے بھی سمجھئے آپ کس قوم کی حمایت مین اپنا لاکھون روپیہ برباد کر رہے ہین جلوہ اپنی یہ تقریر بھی نہین ہین ۔۔۔ دو قومون مین اتفاق پیدا کر سکتے ہین۔ جناب مولانا حائری کی خدمت مین بھی

گذارش ہے کہ آپ بھی اب جناب مولوی سید باقر علی شاہ صاحب فاتح مناظرہ فتہ ۔ اور ابو الصفا صاحب امرتسری اور شیران پنجاب چودہری نیاز علی خان صاحب او حکیم ڈاکٹر سید اکبر علی شاہ صاحب اور جناب حکیم قمر الدین صاحب کو حکم دیجئے کہ وہ ان مولیان ۔ دبارہ ایران احد وخیبر وحنین کو ذو الفقار حیدر کرار کا مزہ چکھا دیں ۔ میرا آب زیادہ نمائش سے فکر کو دور کیجئے ۔

اڈیٹر صاحب میں اگرکچھ بھی حصہ حیات عثمانی کا ہے کا تو ہما ۔ ے ان پانچ سوالوں کا جواب دیجئے جس پر عصہ انعام کا وعدہ ہو چکا ہے اور مہینہ مہینہ سے رہا وہ جواب کا اوسکا انتظار ہے ۔ اڈیٹر

امام باڑہ راولپنڈی ایک مطبوعہ پمفلٹ مجانب جناب سید محمد حسین صاحب ملازم تار اس مضمون کا موصول ہوا کہ راولپنڈی میں سید فضل علی شاہ صاحب مرحوم نے بذریعہ چندہ مومنین ایک امام باڑہ بنایا جس میں مجالس عشرہ محرم وغیرہ مراسم عزاداری انجام پاتے تھے جسکو دو ایک برس کا عرصہ ہوا مسٹر شہاب الدین عرضی نویس نے ۲ مئی کو ایک مجلس کے بہانے سے کل مومنین کو بلا کر ایک لکچر دیا جس میں انجمن امامیہ کو بانی فتنہ کا خطاب دیکر حکم دیا کہ آیندہ سے اس امام باڑہ میں ۔ احمد شاہ صاحب حسن محمد صاحب ۔ عطا حسین صاحب نہ آئیں ورنہ مداخلت بیجا کا مقدمہ قائم کیا جائیگا اور اگر کسی کو آنے کی ضرورت ہو تو بہ اجازت حکیم اصغر علی و فتح علی شاہ بہرہ آیا کرے حالانکہ ان لوگونکو اسکا بھی اقرار ہے کہ امام باڑہ وقف ہے اور چندہ کے ذریعہ سے بنا ہے ۔ اسی غرض سے مومنین نے اپنی زمین عطا کی اصلی وجہ اسکی یہ ہے کہ راولپنڈی میں مومنین کی تعداد کم ہے اور زیادہ تر مسافرین و واردین و صادرین کے ذریعہ سے مجالس عزا وغیرہ ہوتی ہے لہذا جملہ مومنین راولپنڈی پر لازم ہے کہ ہمت مجالس عزا وغیرہ کرتے رہیں اور بذریعہ عدالت اسکے وقف ہونیکا استحکام کریں اور قبضہ کامل کریں کہ مخالفین کبھی ہماری ایذا دہی سے باز نہیں آئینگے ۔ اس سال چونکہ وہاں مجلسیں وغیرہ نہیں ہوئیں اس سے اسقدر موقع ملا آیندہ ہر فرد بشر پر لازم ہے کہ اس قسم کی فروگذاشت سے بجز خرابی اور کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہو سکتا ۔

یہ سارا فساد مرزائیوں کا ہے جو وہاں زور رہے ہیں فضل علی شاہ مرحوم کے لڑکے بھی شاید مرزائی ہو گئے ہیں لہذا مستعدی سے کاروائی ہونی ضروری ہے کیونکہ امام باڑہ شیعوں کا حق ہے ۔

جلسہ وزیر آباد ۵ مئی کو بصدارت جناب سید قائم علیشاہ صاحب لیڈر منٹگمری مومنین کا عظیم الشان

احراق کتبخانہ اسکندریہ

چونکہ یہ زمانہ انکار واقعات قدیمہ ہے۔ اسلئے جہاں ہزاروں واقعات کا انکار ہو رہا ہے۔ وہاں عمر صاحب کے
کتبخانہ جلانے سے بھی انکار کیا جاتا ہے جسکے موجد پہلے مولوی شبلی صاحب ہوئے جنہوں نے ایک رسالہ بھی لکھ
لکھا۔ حال میں ایک صاحب نے پیسہ اخبار میں بھی مضمون دے گھسیٹا۔ مورخہ ۲۹ مارچ [illegible] جلد ۲۵
واقعی یہ ضرور ہے۔ ہر زمانے کا رنگ۔ [illegible] کہ نہیں [illegible] رسول اللہ نے قلم دوات مانگا
ان الرجل لیہجر کہہ دیا کہ یہ مرد ہذیان کہتا ہے جب رحلت فرمایا انہوں نے وفات سے انکار۔ جناب سیدہ کا
گھر جلا دیا یا آگ لکڑی جلانے کو لیگئے۔ جب اعتراض ہونے لگا انکار۔ جناب امیر سے معویہ عائشہ
لڑتی رہیں۔ بوقت اعتراض انکار۔ جناب امام حسینؑ کو معرکہ کربلا میں دن دوپہر شہید کرڈالا۔ اب
انکار۔ قرآن کو جلا ڈالا۔ اب انکار۔ اسیطرح کتبخانہ کو کہیئے تو اس زور شور سے اسپر افتخار کیا جاتا
تھا۔ اب انکار۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اتنا انکار مذہب کیا ہے کیونکہ علامہ ابن تیمیہ جیسا محقق مورخ محدث ہونے پر
حنفی وہابی سب کا اودا رہے کہ انکے بڑھکر کوئی محقق ہوا نہ ہوگا۔ و ملاحظہ رسالہ جواب اہل العلم والایمان
بن المحقرین ص ۲۵ مطبوعہ مصر مطبع شاہی قسم

وروی البیہقی وغیرہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم انہ رای بید عمر بن الخطاب کتابا
موسی حیا ثم اتبعتموہ وترکتمونی لضللتم ... وفی روایۃ ما وسعہ الا اتباعی
وفی لفظ فتغیر وجہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم لما عرض علیہ عمر ذلک فقال لہ
بعض الانصار یا ابن الخطاب الا تری الی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فقال عمر رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا وہذا کان الصحابۃ ینہون
عن اتباع کتب کثیرۃ من کتب العجم فکتبوا فیہا الی عمر فامر بہا ان تحرق و
قال حسبنا کتاب اللہ۔

یعنی رسول اللہ نے عمر کے ہاتھ میں توریت دیکھا تو فرمایا کہ اگر موسیٰ زندہ ہوتے اور تم انکی پیروی

کیسنا کو جب پڑھیں تو ضرور گمراہ ہو جاتے - دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا حضرت موسیٰ کو بھی اسکے چارہ نہ تھا کہ وہ میری پیروی کرتے اور تیسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ کا چہرہ متغیر ہوا تو ایک انصاری نے کہا کہ اے ابن خطاب کیا چہرہ رسول اللہ کو نہیں دیکھتا تو عمر نے کہا ہم راضی ہوئے (اتنک ناراض تھے) خدا کے رب - اور اسلام کے دین - اور محمدؐ کے نبی ہونے پر اسوجہ سے صحابہ ہمیشہ منع کرتے تھے دوسری کتابوں کے اتباع سے کتب روم جسے صحابہ نے عمر کو لکھا تو عمر نے لکھا کہ ان سبکو جلا دو ہم کو کتاب خدا کافی ہے۔

اب مولوی شبلی صاحب اور ان کے اتباع جتاتے ہیں کہ یہ واقعہ اسی کتبخانہ اسکندریہ کا ہے یا کسی دوسرے کتبخانہ کا - کیونکہ اگر بالفرض کچھ کتابیں قبل اسکے کتبخانہ اسکندریہ ہی نقصان ہوئی تھیں - تو کیا نہیں ہو سکتا کہ جو باقی رہ گئی تھیں انکو عمر صاحب نے جلوا دیا ہو سب کو ما بین مدار

کتبخانہ فارس اب ایک ہی کتبخانہ اسکندریہ کے نام پر ور ہے حالانکہ یہ وہ بزرگ ہیں جنھوں نے کتبخانہ فارس کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا جسکی تصدیق اس واقعہ سے ہو سکتی ہے کہ ازالۃ الخفا میں ہے صفحہ ۱۹۹ -

واتی [illegible] لما افتتح المدائن [illegible] اصبنا کتابا فیہ علوم من علوم [illegible] کلام معجب [illegible] ما بال اللہ فجعل یقرء بہ بماشئہ فقرء نحن نقص علیک احسن القصص ویقول ویلک اقصص احسن من کتاب اللہ انما ہلک من کان قبلکم لانہم اقبلوا علی کتاب علمائہم واساقفتہم وترکوا التوراۃ والانجیل حتی درسا وذہب ما فیہما من العلم -

یعنی عمرؓ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ جب مداین کو ہمنے فتح کیا تو وہیں ایک کتاب ہمکو ملی جسمیں علوم فارس تھا اور کلام خوش آیند تو عمر نے درہ منگایا اور اسکو مارنا شروع کیا پھر کہ نحن نقص علیک احسن القصص کی تلاوت کی اور کہا کیا کتاب خدا سے بہتر ہے کوئی کتاب قصہ کی - جو لوگ تھے وہ صرف اسیوجہ سے ہلاک ہوئے کہ اپنے علما اور اساقفہ کی کتابوں پر دھیوں نے توجہ کی اور توراۃ وانجیل کو چھوڑ دیا جس سے وہ کتابیں ضایع ہو گئیں اور جو کچھ علوم اون میں تھے وہ مٹ گئے

اگرچہ اس روایت مین جلانے کا قصہ تو نہیں لکھا گیا ہے۔ بلکہ صرف اسقدر ہے کہ جب نوس صحابی نے کتاب فارس کا نام لیا تو اوسپر مار پڑنے لگی۔ مگر آپ کو پاس تو عقل ہے جس سے سمجھ سکتے ہین کہ اوس کتبخانہ کے ساتھ کیا سلوک ہوا ہوگا۔ کیونکہ اوس زمانہ کا تمدن خود ہی مقام پر تھا یا روم مین یا فارس مین کتبخانہ روم کیساتھ وہ سلوک کیا کتبخانہ فارس کیساتھ یہ۔

یہ سب نتیجہ تھا اوسی جہالت کا جسکو فخریہ بیان فرماتے کل الناس افقد من عمر حتی المخدرات فی الحجال ہماری غرض یہان صرف کتبخانہ اسکندریہ کے جلانے سے نہیں متعلق ہے بلکہ عام کتابونکے ساتھ جو سلوک خلیفہ دوم اور صحابہ نے کیا اوسپر اجمالی نظر ڈالنا ہے جسمین کتبخانہ اسکندریہ بھی داخل ہے کشف الظنون مین ہے صفحہ ۳۵ حتی یروے انہم احرقوا ما وجدوا من الکتب فی فتوحات البلاد۔

یعنی روایت کی گئی ہے کہ صحابہ نے فتوحات بلاد مین جسقدر کتابین پائین اون سبکو جلا دیا۔ تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ اسکندریہ کا کتبخانہ یا فارس کا کتبخانہ انکے دست برد ظلم سے بچا ہوگا۔ ابجد العلوم نواب صدیق حسن خان صاحب مین ہے صفحہ ۱ حتی یروے انہم احرقوا ما وجدوا من الکتب فی فتوحات البلاد۔

صحابہ کو کتابوں سے ایسی نفرت تھی کہ کرہ بعضہم کتابۃ العلم صف۳ کشف الظنون۔ کہ علمی باتون کے لکھنے سے بھی کراہت رکھتے تھے۔ حالانکہ رسول اللہ کی حدیث سن چکے تھے العلم صید والکتابۃ قید قیدوا رحمکم اللہ تعالی علومکم بالکتابۃ۔ یعنی علم وحشی ہے کتابت قید ہے۔ اپنے علوم کو کتابت سے قید کرو۔

اسکی وجہ غالباً اونکو رسول اللہ اور جناب امیر سے عداوت رہی کہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا حضرت فرما چکے تھے کہ ہم علم کے شہر ہین اور علی اوسکے در ہین۔ کیونکہ یہ دونو ذوات جامع تھے علم کی۔ اور یہان جہالت انکی فطری ہے چنانچہ کشف الظنون مین ہے ولما سلیر العرب بعد الملوک فکانوا اهل وبر و بادیہ بجهل لکن فیہم عالم سوی کی اہلا مکہ جو نص[illegible]

وکانت ادیانهم مختلفة ۔ ۔ ولما علم الفلسفة فلم یمنحهم الله شیئا منه ولا هیأ طباعهم للعنایة به الا نادرا منه

یعنی سایر اہل عرب بعد ملوک کے نہ اون مین کوئی عالم مشہور تھا نہ حکیم معروف ۔ فقط ادیان مختلف تھے ۔ اور علم فلسفہ تو اون کو کسی طرح کا تعلق ہی نہ تھا اون کے طبائع مین اسکی قابلیت ہی نہ تھی پھر کیونکر ممکن تھا کہ وہ علم کے قدردان ہوتے خصوصاً فلسفہ کے کیونکہ الناس اعداء لما جھلوا مشہور ہے کہ لوگ ان باتون کے دشمن ہوتے ہین جسکو نہین جانتے ۔

اختصاص اہل عجم بالعلوم ان سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہان خلافت خاندان رسالت سے نکلی وہان علم کی دولت بھی تمام عرب سے جاتی رہی ۔ کیونکہ علم تو صرف خاندان رسالت مین تھا وہ بالکل ترک کر دیا گیا پھر کیونکر علم حاصل ہوتا ۔

کشف الظنون مین ہے ان حملة العلم فی الاسلام اکثرهم العجم وذلک من الغریب الواقع لان علماء الملة الاسلامیة فی العلوم الشرعیة والعقلیة اکثرهم العجم الا فی القلیل النادر وان کان منهم العربی فی نسبه فهو اعجمی فی لغته پھر لکھتے ہین ۔

فصارت هذه الامور کلها علوما محتاجة الی التعلیم فاندرجت فی جملة الصنایع والعرب ابعد الناس عنها فصارت العلوم لذلک حضریة والحضر هم العجم او من فی معناهم لان اهل الحواضر تبع للعجم فی الحضارة واحوالها من الصنائع والحرف ، لانهم اقوم علی ذلک للحضارة الراسخة فیهم منذ دولة الفرس فکان صاحب صناعة النحو سیبویه والفارسی والزجاج کلهم عجم فی انسابهم اکتسبوا اللسان العربی فی مخالطة العرب وصیروه قوانین لمن بعدهم ۔ وکذلک حملة الحدیث وحفاظه اکثرهم عجم او مستعجمون باللغة وکان علماء اصول الفقه کلهم عجما وکذلک حملة اهل الکلام واکثر المفسرین ولم یقم بحفظ العلم وتدوینه الا الاعاجم ۔ والعرب الذین ادرکوا هذه الحضارة وخرجوا الیها

من البداوۃ فشغلهم الرئاسۃ فی الدولۃ العباسیۃ وما دفعوا الیہ من القیام بذلک عن القیام بالعلم مع ما یلحقهم من الانفۃ عن انتحال العلم لکونہ من جملۃ الصنائع والرؤساء یستنکفون عن الصنائع واما العلوم العقلیۃ فلم تظهر فی الملۃ الا بعد ان تمیز حملۃ العلم ومؤلفوہ واستقر العلم کلہ صناعۃ فاختصت بالعجم وترکها العرب فلم یحملها الا المعربون من العجم ص ۳۲

یعنی حاملان علم اسلام میں اکثر اہل عجم ہیں۔ اور یہ بھی عجائب واقعات سے ہے کیونکہ علماء ملۃ اسلام اکثر عجم ہی ہیں الا شاذ و نادر اور اگر کوئی نسب کے حیثیت سے عربی بھی ہے (اشارہ ہے مسلم جامع صحیح مسلم نیشاپوری) تو زبان کے اعتبار سے وہ عجمی ہے۔ اسکے بعد علم کے صناعت ہونے کا بیان کر کے لکھتے ہیں کہ چونکہ علوم شرعیہ محتاج ہیں دوسرے علوم کے طرف لہذا یہ سب علوم ہوئے جو محتاج ہیں تعلیم کے لہذا یہ صناعت میں داخل ہوا اور عرب صناعت سے بالکل دور ہیں لہذا علوم مخصوص ہوئے اہل عجم کے ساتھ جو زمانہ دو فارس سے صاحب تمدن تھے صاحب صناعت علم نحو سیبویہ فارسی بچہ ہی تھا جو سب کے سب عجم میں زبان عرب کو انھوں نے حاصل کیا اور انکو تو اسلاف اہل مغرب کئے اسیطرح حاملان علم حدیث (بخاری مسلم نیشاپوری ترمذی ابو داود سجستانی) اکثر وہ لوگ عجم میں یا مستعجم (یعنی گو عرب ہوں مگر علم اور زبان عجم حاصل کیا)، اسی طرح علم اصول فقہ کے علما عجم میں اسی طرح علماء علم کلام اور مفسرین کہ اکثر عجم میں حفظ علوم اور تدوین علوم صرف عجم سے ہوا۔

غرض جو لوگ اس زمانہ میں اہل تمدن تھے وہ سب اشتغال ریاست دولت عباسیہ میں مشغول تھے جس سے وہ علوم کے طرف توجہ نہ کر سکے۔ دوسری وجہ یہ ہوئی کہ یہ سب رئیس تھے اور رئیسوں کو فطرۃ نفرت ہوتی ہے اخذ علوم سے کیونکہ علم صناعت ہے اور صناعت سے رؤسا کو نفرت ہے۔ رہی علوم عقلیہ وہ تو اسیطرح اہل عرب میں ظاہر ہی نہ ہوئی بلکہ وہ مخصوص ہو گیا عجم کے ساتھ۔

پس جب ملک عرب کی فطری حالت یہی تھی کہ کتابت علوم سے نفرت تھی اور مشغلہ انکا صرف

ریاست وسلطنت تھا تو پھر معلوم کتابوں کے جلانے اور مٹانے سے کیوں انکار کیا جاتا ہے حالانکہ آپنے صدہا اور ہزاروں کتابوں میں دیکھا ہوگا کہ خلفاے ثلثہ جو ابتدا سے اس طرح میں اسلام لائے تھے اوراسی فکر میں شب و روز منہمک رہے۔ علم قرآن وعلم حدیث سے انکو کسقدر دلچسپی تھی کنز العمال میں ہے ملاحظہ جلد اول

مر عمر بن الخطاب بغلام وهو يقرء في المصحف النبي اولى بالمومنين من انفسهم وازواجه امهاتهم وهو اب لهم فقال يا غلام حكها قال هذا مصحف ابي فذهب اليه فسأله فقال انه كان يلهيني القرآن ويلهيك الصفق بالاسواق

یعنی عمر گذرا ایک لڑکے پر جو قرآن میں آیہ النبی اولی بالمومنین من انفسهم وازواجه امهاتهم وهو اب لهم پڑھ رہا تھا تو عمر نے کہا اے غلام اسکو چھیل دے تو لڑکے نے کہا یہ مصحف ابی ہے۔ عمر وہاں گئے اور پوچھا تو۔ ابی نے کہا ہمارا شغل قرآن کا تعلیم لینا تھا۔ اور تمہارا کام بازار میں تالی بجانا یا خرید و فروخت کرنا۔

(۲) اذ جعل الذين كفروا في قلوبهم الحمية حمية الجاهلية ولو حميتم كما حموا لفسد المسجد الحرام فانزل الله سكينته على رسوله ابی اسطرح اس آیہ کو پڑھتے تھے۔

عمر نے انکار کیا۔ پہلے زید سے پڑھوایا۔ پھر ابی سے قال لا تكلم قال تكلم فقال لقد علمت اني كنت ادخل على النبي ويقرئني وانت بالباب فان احببت ان اقرء الناس على ما اقرءني اقرءت والا لم اقرء حرفا ما حييت قال بل اقرء الناس

تو ابی نے کہا اگر کہو تو ہم بھی کچھ کہیں۔ عمر نے کہا کہو۔ ابی نے کہا۔ کہ تم جانتے ہو ہم خدمت رسول میں داخل ہوتے تھے اور وہ حضرت ہمکو پڑھاتے تھے۔ اور تم بیرون دروازہ رہتے تھے (اندر آنیکی اجازت نہیں ملتی تھی) پس اگر تمہاری اجازت ہو تو جسطرح رسول اللہ نے پڑھایا تھا پڑھائیں۔ ورنہ ایک حرف بھی نہ پڑھائینگے جب تک زندہ رہیں۔ عمر نے کہا پڑھاؤ۔

(۳) فقال ابی واللہ یا عمر انک لتعلم اني كنت احضر وتغيبون واُدعى وتحجبون و

یضیع بی واللہ لئن احببت لالزمن بیتی فلا احدث احدا بشیء

(۴) فقال عمر کذبت قال انت اکذب فقال رجل تکذب امیر المومنین قال انا اشد تعظیما لحق امیر المومنین منک ولکن کذبته فی تصدیق کتاب اللہ ولم اصدق امیر المومنین فی تکذیب کتاب اللہ فقال عمر صدق ص۲۵۳

یعنی ابی نے کہا قسم خدا کی اے عمر تم جانتے ہو کہ ہم خدمت رسول میں حاضر رہتے۔ اور تم لوگ غائب رہا کرتے۔ ہم بلائے جاتے تم لوگ روکے جاتے قسم خدا کی اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو ہم اپنے گھر میں بیٹھ رہینگے پھر ایک حرف بھی کسی سے حدیث نہ کرینگے ازالۃ الخفا ص۲۱۱ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

عمر نے ابی کو کہا کہ تو کاذب ہے۔ تو ابی نے کہا تو اکذب ہے (سب سے بڑھکر کاذب) ایک شخص نے کہا امیر المومنین کی تکذیب کرتے ہو تو ابی نے کہا ہم سب سے زیادہ تعظیم کرنے والے ہیں مگر تکذیب ہماری تصدیق کلام اللہ میں ہے۔

یہ ساری گفتگوئیں صرف اسکے متعلق ہیں کہ ولو حمیتم کما حمو الفسد المسجد الحرام کو جلنۂ قرآن سے نکالنا چاہتے تھے آخر بزور خلافت نکال ہی دیا گیا۔

(۵) قال بی الثالثہ وھو غضبان نعم واللہ لقد انزلھا اللہ علی جبرئیل وانزلھا جبرئیل علی محمد فلم یستامر فیھا الخطاب ولا ابنہ ص۲۱۱ ازالۃ الخفا۔

عمر نے چاہا کہ آیہ السابقون الاولون من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان سے واو کو نکال ڈالیں۔ (جیسے خط کھینچ دیا ہے) اسپر ابی بن کعب تین مرتبہ رد و بدل ہوا آخر غصہ ہو کر کہا کہ قسم خدا یونہی خدا نے جبرئیل پر نازل کیا جبرئیل نے محمد پر اسمیں خطاب کا اجارہ ہے نہ اسکے بیٹے کا

ایک دو کو خلیفہ سوم نے بھی نکالنا چاہا تو یہی ابی تلوار لیکر کھڑے ہوئے کہ اگر اسکو نکالوگے تو ہم جہاد کرینگے تفصیل اسکی الشمس میں ملاحظہ ہو صفحہ ۱۲۳ جلد ۔

ان روایات نے آپکو بتا دیا کہ ان خلفا کو عموماً اور خلیفہ دوم کو جمع قرآن سے کسقدر دلچسپی تھی جسکا ثبوت بعض ابی بن کعب کرتے ہیں کہ ہم تو بازار میں سودا سلف بیچتے تھے اور ہم رسول اللہ کیساتھ رہتے حاضر رہا کرتے۔ ہمارا دیکھنا اور ہمارا اضافہ مسند ہوتی۔

البتہ البتہ ان خلفا نے نہیں بالخصوص خلیفہ دوم نے تو یہ چاہا تھا کہ قرآن لکھا ہوا نہ ہو بلکہ چنانچہ اس بارہ میں جو باتیں وہ اختلاف تمہارا سب کو معلوم ہے۔ کنز العمال میں ہے۔ لما استحر القتل فی قراء القرآن یوم الیمامۃ قتل منھم یومئذ اربعمائۃ رجل لقی زید بن ثابت عمر بن الخطاب فقال له ان ھذا القرآن ھو الجامع لدیننا فان ذھب القرآن ذھب دیننا وقد عزمت ان اجمع القرآن فی کتاب فقال له انتظر حتی اسال ابابکر فمضینا الی ابی بکر فقال لا تعجل حتی اشاور المسلمین

یعنی جب لڑائی یمامہ میں قرآن کے قاری نہایت تیزی سے مارے جانے لگے یہانتک کہ چار سو آدمی قاریوں سے مارے گئے۔ تو زید بن ثابت نے عمر سے ملاقات کی اور کہا قرآن ہی تو ہمارا دین کا جامع ہے اگر وہ ضائع ہوا تو ہمارا دین ہی گیا۔ لہذا میں نے ارادہ کیا ہے کہ ایک کتاب میں جمع کرلیں۔ عمر نے کہا انتظار کرو کہ ابوبکر سے پوچھ لیں۔ زید کہتے ہیں کہ ہم لوگ ابوبکر کے پاس گئے ابوبکر نے کہا جلدی نہ کرو مسلمانوں سے مشورہ کرلیں۔

کیا اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ سچے مسلمان تھے دل سے ایمان لائے تھے۔ رسول اللہ کا انتقال ہوچکا جنگ یمامہ میں چار سو قاری قرآن مارے گئے کسی کے کان پر جوں بھی نہ رینگی کہ کیا قیامت آرہی ہے قاریان قرآن مارے جارہے ہیں۔ زید کو خیال بھی آیا تو عمر صاحب ابوبکر پر ٹالتے ہیں۔ ابوبکر صاحب مشورہ مسلمین پر کہ اونسے مشورہ لے لیں۔

بخلاف اسکے جناب امیر نے یہ کیا کہ اوسی کنز العمال میں ہے ان علیا ابطا عن بیعۃ ابی بکر

بخلاف اسکے جناب امیرؑ نے یہ کیا کہ اوسی کنز العمال مین ہے ان علیا ابطاء عن بیعۃ ابی بکر فقال اکرھت امارتی قال لا ولکن الیت بیمین ان لا ارتدی برداء الا الصلوٰۃ حتی اجمع القران قال فزعموا انہ جمع علی تنزیل قال محمد فلو اصبت ذلک الکتاب کان فیہ علم قال ابن عون سالت عکرمہ عن ذلک الکتاب فلم یعرفہ صفحہ ۲۲۸ جلد اول

یعنی محمد بن سیرین راوی ہین کہ جناب امیر بیعت ابوبکر مین نہین شریک ہوئے ابوبکر نے کہا کیا آپکو ہماری امارت سے کراہت ہوئی حضرت علیؑ نے کہا نہین مگر مینے قسم کھا کر عہد کیا تھا اپنے دوش پر ردا نہ ڈالنیکے جب تک قرآن کو جمع نہ کرلون محمد بن سیرین کہتے ہین کہ حضرت نے اس قرآن کو مطابق تنزیل جمع کیا تھا تو مجھے گمان ہے کہ اگر یہ کتاب ملتی تو البتہ اوس مین علم ہوتا ابن عون نے عکرمہ سے اس کتاب کو دریافت کیا مگر وہ بھی اس کو نہ بتا سکے۔

سو یہان نہ تو مسئلہ خلافت سے بحث ہے نہ اوس سے بلکہ ثابت یہ ہوا کہ جناب امیر کو قرآن کی اسقدر ضرورت محسوس ہوئی کہ دوش پر ردا بھی گوارا نہ رہی بعد وفات رسول قسم کھا کر گھر مین بیٹھے کہ قرآن کو جب تک جمع نہ کرلین باہر نہ نکلین اور خلیفہ بننے والون کی یہ حالت ہے کہ زید بن ثابت اسکی ضرورت بتا رہے ہین اور عمر ابوبکر پر ٹالتے ہین ابوبکر مشورہ مسلمین پر۔

تو جن لوگونکو اسدرجہ قرآن سے دلچسپی ہو کہ نہ عہد رسول مین کبھی قرآن کو لکھا نہ جمع کیا اون سے اسپر کیونکر تعجب ہوسکتا ہے کہ کتبخانہ روم و فارس کو انہون نے جلوایا ہو جسکے انکار مین آج کل گرمی دکھائی جاتی ہے۔

مولوی شبلی صاحب نے ایک دلیل یہ بھی دی ہے کہ خلیفہ دوم نصاریٰ وغیرہ اہل ذمہ کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے اونکے ساتھ خوش عہدی کرتے تھے یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسا کیا ہو۔ مگر افسوس کہ یہ بھی صرف حسن ظن ہے یا ابلہ فریبی۔ کیونکہ علامہ سیوطی حسن المحاضرہ مین لکھتے ہین کتب عمر بن الخطاب ان یختم فی رقاب اہل

الذمۃ بالرصاص ویظہروا مناطقہم ویجزوا نواصیہم ویرکبوا بالاکف عرضاً ولا یدعوہم یتشبہوا بالمسلمین فی ملبوسہم ص۶۲

کہ عمر نے عمرو عاص کو لکھا تھا کہ ذمیوں کی گردن میں سیسہ کی تختیاں ڈالدیں۔ اور انکی کمربند کو نمایاں کریں۔ اونکے نواصی (پیشانی) کو کاٹ دیں حکم دیں کہ سوار ہوں الٹے سے عرضاً (یعنی سواری پر سیدھے نہ بیٹھیں) اور لباس میں مسلمانوں سے تشبہ نہ کریں"

کہیئے اس سے بڑھکر کیا اہل ذمہ کی حرمت ہو سکتی ہے کہ گھوڑے گدھے کی سواری بھی آزادی سے نہ کر سکیں۔

کیا یہی تعلیم تھی رسول اللہ کی کیا کوئی اسکو اسلامی حکم قرار دیسکتا ہے۔ حاشا وکلا یہ وہ احکام میشومہ ہیں جس نے اسلام کو ہمیشہ کیلئے داغدار کر دیا اور وحشی گری کا الزام نہیں اوٹھ سکتا۔

خلیفہ دوم نے جو یہود و نصاری کیلئے یہ احکام جاری کئے تھے اونسے یہانتک ترقی کی کہ حسن المحاضرہ میں ہے وفی شعبان سنہ سبعمائۃ امر بمصر والشام الیہود بلبس العمائم الصفر والنصاری بلبس الزرق والسامرۃ بلبس الحمر واستمر ذلک الی الآن ص۱۷۱

یعنی شعبان سنہ۷۰۰ھ میں حکم دیا گیا کہ یہودی زرد رنگ کا عمامہ باندھا کریں۔ اور نصاری نیلے رنگ کا اور سامرہ سرخ رنگ کا۔ اس حکم کا عمل درآمد سیوطی کے زمانہ تک جاری رہا۔

وفی سنۃ خمس وخمسین وسبعمائۃ امر بان یکون ازار النصرانیۃ ازرق وازار الیہودیۃ اصفر وازار السامریۃ احمر ص۱۷۲

یعنی ۷۵۵ھ میں یہ حکم جاری ہوا کہ نصاری کا ازار ازرق ہو (نیلا) اور یہودیوں کا ازار زرد رنگ اور سامری کا سرخ۔

یہ تصویر قابل تصور ہے کہ عمامہ یا ازار نیلا ہو یا زرد یا سرخ اور باقی لباس باعتبار قطع پر سنکر اور بھی آپکو تعجب ہوگا کہ جو احکام یہود و نصاری پہ جاری کئے گئے تھے وہی حکم سادات اور اولاد رسول اللہ کے لئے بھی جاری ہوا چنانچہ اوسی حسن المحاضرہ میں ہے

وفی سنة ثلاث وسبعین رسم للاشراف بالدیار المصریة والشام ان یعمموا عمائمهم بعلامة خضراء میزاً لهم عن سائر الناس ففعل ذلک فی مصر والشام وغیرهما وفی ذلک یقول ابو عبد اللہ بن جابر الاندلسی الاعمی نزیل حلب

جعلوا لابناء الرسول علامة | ان العلامة شان من لم یشهر
نور النبوة فی کریم وجوههم | یغنی الشریف عن الطراز الاخضر

سنہ ۷۷۳ھ میں سادات واشراف کیلئے یہ حکم ہوا کہ اپنے عماموں پر سبز نشان لگائیں تاکہ ان کی شناخت ہوتی رہے اسکی تعمیل بھی اسی طرح ہوئی مصر وشام میں۔ اس بارہ میں ابو عبد اللہ بن جابر اندلسی کہتا ہے۔ ان لوگوں نے اولاد رسول کیلئے نشان مقرر کیا ہے۔ حالانکہ نشان کی ضرورت اوسکے لئے ہے جو مشہور نہ ہو۔ نور نبوت اونکے بزرگ چہروں پر ایسا نمایاں ہے کہ شریف (سید) کو طراز اخضر (نشان سبز) کی ضرورت نہیں۔

اس سے بھی آپکو معلوم ہو سکتا ہے کہ اولاد رسول کے ساتھ بھی ان لوگوں نے وہی برتاو کیا تھا جو یہود و نصاری کے ساتھ کیا تھا کہ سبز نشان لگانے کا حکم دیا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ایڈیٹر اہلحدیث اس مضمون پر خاص طور سے توجہ کرینگے جس سے اونلوگوں کو معلوم ہوگا کہ حمایت عمر میں جو کتب خانہ اسکندریہ وغیرہ کے جلانے سے انکار کیا جاتا ہے وہ کس قسم کی زبردستی ہے۔

آج جو مصیبت اہل اسلام پر گذر رہی ہے کہ ہر ہر مقام پر ذلیل وخوار ہو رہے ہیں انہیں مظالم خلیفہ دوم کا نتیجہ ہے کہ ایک طرف اولاد رسول کے ساتھ وہ سلوک کیا دوسری جانب اہل ذمہ کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ اسلام بدنام ہوا جس سے آجتک روح رسول اللہ متاذی ہو رہی ہے وفی هذا الکفایة لمن کان له درایة

اتفاق پھیلانیکا نیا ڈھنگ

جہاں ہمدردان قوم وحامیان اسلام اتفاق واتحاد کی دائمی کوشش میں مصروف ہیں

وہاں ایک رنگ یہ بھی نظر آرہا ہے کہ اتفاق و اتحاد پر کوئی اسپیچ دی یا مضمون لکھ مارا اور اوس میں اپنے خاص مذہبی عقائد کو ایک نئے ڈھنگ سے جلوہ دیکر عام مسلمانوں کو اُس طرف مائل ہونیکی کوشش کی جایا کرتی ہے۔ جس سے بجز نفاق کے اور کوئی ثمر نہیں حاصل ہوتا۔

اگرچہ حقیقی اور واقعی اتفاق تو یہی ہے کہ کل اسلامی فرقے نہیں بلکہ تمام دنیا کی قومیں ایک راہ پر چلتی ہوئی نظر آئیں تاکہ خدا اور اُسکے رسول کی اصلی غرض پوری ہو۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ آیا آپ اس رنگ میں کامیاب بھی ہو سکتے ہیں یا نہیں؟

اسلام میں کون ایسا فرقہ ہے جو اپنے کو حق پر نہیں سمجھتا پھر اگر کوئی فرقہ یہ چاہے کہ ہمارے ہی خیال کے سب فرقے ہو جائیں تو فرمائیے اسپر کتنے فرقے راضی ہونگے در آنحالیکہ سب اپنے کو حق پر سمجھ رہے ہوں۔ پس ایسی حالت میں اگر آپ اپنے مذہبی خیال کی طرف کسی کو مائل کرنا چاہیں تو سوائے مذہبی تعصب پر محمول کرنے کے اور کوئی رائے قائم نہیں ہو سکتی۔

ہمکو نہایت افسوس ہے [illegible] کہ وکیل جیسا صلح کل اور ہمدرد اسلام اخبار بھی اس رنگ [illegible] کا مبادا ہی استطرف ہو جایا کرتا ہے۔ ہم اپنے اس قومی [illegible] ناپسند کرتے ہیں۔ اگر وہ واقعی اور سچے دل سے قومی یگانگت [illegible] تو اسکو ہر اسلامی فرقہ کی دلجوئی ملحوظ رکھنی چاہئیے۔ اور کوئی ایسی بات [illegible] نہ لانی چاہیے جس سے ذرہ بھر بھی کسی فرقہ کی دل آزاری و ناراضی کا باعث ہو۔ وہ [illegible] ان باتوں سے انکار کرے اسلئے ہم یاد دلا کر سوال کرتے ہیں کہ گذشتہ سال [illegible] مضامین لکھنے پر کونسی قومی یگانگت اُس نے پیدا کی تھی؟ سوائے اسکے کہ ایک [illegible] میں ناراضی و برہمی پھیل گئی اور جواب دینے کیلئے متعدد قلم اُٹھ گئے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔ ہاں شاید ان مضامین کی کثرت لکھنے سے وکیل ٹریڈنگ کمپنی کو فائدہ ہوا ہوگا۔

ہمنے مانا کہ عزاداری اور محرم کے تمام رسومات آپکے نزدیک ناجائز ہی ہیں لیکن اگر آپ میں قومی غیرت و حمیت موجود تھی تو کم سے کم اتنا خیال ضرور رہنا چاہیے تھا کہ ہم یہ کسی خاص فرقہ

کے رسومات مذہبی پر اخبار ی دنیا مین نکتہ چینی نہین ررہے ہین بلکہ مخالفین اسلام کو اسلام ہنسی اڑانیکا موقع دے رہے ہین۔ لیکن افسوس اسکا خیال نہین کیا گیا اور قومی رنگ پہ مذہبی رنگ غالب رہا۔

خیر یہ تو پرانی باتین تھین اب ۲۹۔ اپریل ۱۱ء کے وکیل مین دیکھئے اُسمین خلافت کا جھگڑا چھڑا ہوا ہے۔ مگر سی رنگ مین اُسی اتفاق کے رنگ مین۔ ملاحظہ ہو بعد ذکر اختلاف مذاہب رقمطراز ہے۔

"اب رہی خلافت۔ یہ منصوص نہین۔ کوئی کسی کو حق پہ سمجھے کوئی کسیکو۔ مگر اسلام سے اسکو کوئی بڑا واسطہ نہین۔ نہ خلافت سے کفر و اسلام کا تعلق۔ خلافت کے منصوص نہ ہونیکی بڑی دلیل یہ ہے کہ اسپر مسلمانون کا اتفاق نہین جیسا رسالت پر ہے۔ کوئی کسی کو خلیفہ مانتا ہے کوئی کسیکو پھر فصل و بلا فصل کا بھی جھگڑا ہے۔ نتیجہ یہی نکلیگا کہ خلافت کو کوئی مسلمان نہین مانتا۔ اگر قرآن کی رو سے اسکا وجود ہوتا تو مسلمانون کی کیا طاقت تھی کہ کسی کی خلافت سے سرتابی کرتے"

پھر اپنی رائے جو ظاہر کی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو۔

"پس اسلامی فرقون مین ایسا ہی فروعی اختلاف ہے جو ہونا چاہیے تاکہ قرآنی حکم کی تعمیل ہو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الآیہ"

ملاحظہ فرمایا آپنے یہ مینے بہت سی قابل اعتراض باتون مین سے چند کلمے نقل کئے ہین۔ اب مین اپنے مکرم دوست سے عرض کرونگا کہ جناب عالی خلافت منصوص کیون نہین ہے؟ آیا آپ اپنے دعوی کے ثبوت مین کوئی دلیل قرآن مجید یا حدیث رسول صلعم سے بھی پیش کر سکتے ہین؟ اور پھر اس سے اسلام کو بڑا واسطہ نہ ہونیکی وجہ؟

خلافت کو اسلام سے اتنا ہی بڑا واسطہ ہے کہ حدیث متفق علیہ ہے کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ جو مرجائے اور اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانے وہ کفر کی موت مرا جسکو یاد کرکے خلیفہ زادے حضرت عبد اللہ بن عمر عبد الملک کی بیعت کرنیکے لئے حجاج کے پاس شب کے وقت تشریف لیگئے تھے۔ اور آپ مانتے تھے کہ کوئی بڑا واسطہ نہیں

ہے" اور خلافت کے منصوص نہ ہونیکی ایسی دلیل آپکے نزدیک یہ ہے کہ "اسپر مسلمانون کا اتفاق نہین ہے جیسا توحید و رسالت پر" مین کہتا ہون یا ادنی سے ادنی نہین بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی دلیل نہین ہے۔ اسلئے کہ اسلام مین کوئی مسئلہ توحید سے لیکر معاد تک ایسا نہین ہے جسپر حضرت اختلاف اپنا رنگ نہ جمائے ہوے ہون۔ کیا توحید کے مسئلہ مین اختلاف نہین ہے کیا رسالت کے مسئلہ مین اختلاف نہین ہے؟ جناب عالی ایسا ہی اختلاف تو ہے کہ رسول رسول ہی نہین باقی رہتے۔ توحید توحید ہی نہین باقی رہتی۔ یون تو سوائے بعض کے تمام دنیا کی قومون کا توحید پر اتفاق ہے پھر اسلام سے کیا خصوصیت؟ آپ وسیع النظر ہونگے تو میرے دعوی کی تصدیق کرینگے۔

اگر آپ ایسے مسلمانون کے نزدیک خلافت منصوص نہین ہے یا خلافت پر اتفاق نہین ہے تو نہ ہو۔ عدم علم شے سے یہ ضروری نہین ہے کہ وہ شے واقعی نہو۔ غلط ہے آپکا نتیجہ نکالنا کہ خلافت کو کوئی مسلمان نہین مانتا۔

اور آپ کا یہ مبالغہ آمیز دعوی کہ "اگر قرآن مین اسکا وجود ہوتا تو کوئی مسلمان سنا بی نہ کرتا" قرآن مجید کے دعوی لا رطب ولا یابس الخ کی کسقدر او رکھلم کھلا تکذیب کر رہا ہے۔ قرآن مجید مین کیا چیز نہین ہے سب کچھ تو ہے۔ اگر حقائق شناس اور حق بین نظرین ہون تو ہر خشک و تر دیکھ سکتی ہین۔

اچھا اگر خلافت کو اسلام سے کوئی بڑا واسطہ نہین نہ اس سے کفر و اسلام کا تعلق" تو اسکو چھوڑ کر شیعون کے ہمخیال ہو جائے آج ہی تو اتفاق و اتحاد مین جان پڑ جائیگی۔ تمام فرق اسلامی مین تو ایک جزوی اختلاف ہے اور کچھ ایسی نزاع بھی نہین رہا کرتی زیادہ تر نزاع انہین دو بڑے گروہ مین ہوا کرتی ہے پھر آج ہی تو امن و امان ہو جاتی ہے۔

ہان شاید آپ یہ کہین کہ شیعہ تو معاذ اللہ ۔ ام کی خلافت کے قائل رہین گے" تو مین عرض کرونگا کہ انکے نزدیک خلافت و امامت اصول دین سے ہے اور اسکا تارک خارج از ایمان۔ اور آپکے نزدیک یہ کوئی بڑی چیز نہین ہے نہ اس سے کفر و اسلام کا تعلق پھر آپ توچھوڑ دیجے مین کیا عذر رہا شیعہ اپنے خیال پر باقی رہین گے رہا کرین محل نزاع تو

باقی تو رہے گا؟ جسپر دن رات جھگڑا ہوا کرتا ہے۔

اچھا اب ادہر آئیے اگر آپکو نہیں معلوم ہے تو میں قرآن مجید مین خلافت کا وجود دکھلاتا ہون۔ دو آیتین پیش کرتا ہون (۱) انی جاعل فی الارض خلیفہ
(۲) اخلفنی فی قومی یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ جس سے خلافت کا وجود بھی قرآن مین اور منصوص ہونا بھی ثابت ہو گیا اب اس سے صحیح آیت عرض کرتا ہون دونون کو تطبیق دے لیجے۔ القرآن یفسر بعضہ بعضاً حق تعالی سورہ نساء مین فرماتا ہے یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم الآیہ اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول صلعم کی اور جو تم مین سے صاحبان امر ہون اُن کی"
اب تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ اطاعت اللہ اور اُسکے رسول اور صاحبان امر کی واجب و لازم ہے۔ اور چونکہ آپکے بعد کوئی نبی نہ ہوگا لہذا رسول کی اطاعت کے بعد طاعت نہین ہو سکتی مگر اوسی شخص کی جو آپکی شریعت کا تابع ہو یہی امامت وخلافت ہے اور یہی کیا؟ اور پھر اسی اولی الامر سے خلافت کی تعیین وتخصیص بھی ہو گئی اسلئے کہ خدائے تعالی نے مطلقاً اطاعت کا حکم دیا ہے اور اطاعت ہر امر مین نہین ہو سکتی مگر اوسی کی جو خطا کا نہو یعنی معصوم ہو۔ لہذا آپ چراغ لیکر ڈھونڈ ڈالیے سوائے ائمہ اثنا عشر کے اور کوئی بعد رسول صلعم معصوم نہین ملنے کا۔ کافی ہے ہمارے دعوی کے ثبوت مین امام فخر الدین رازی جیسا محقق اور حکیم اسلام ہمارا ہمخیال ہے اس امر مین کہ یہان اولی الامر سے مراد معصومین ہین ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد ثالث صفحہ ان اللہ تعالی امر بطاعۃ اولی الامر علی سبیل الجزم فی ھذہ الآیۃ ومن امر اللہ بطاعتہ علی سبیل الجزم والقطع لا بد وان یکون معصوماً عن الخطأ اذ لو لم یکن معصوماً عن الخطا کان بتقدیر اقدامہ علی الخطا یکون قد امر اللہ بمتابعتہ فیکون ذلک امراً بفعل ذلک الخطا والخطأ لکونہ خطأ منہی عنہ فھذا یفضی الی اجتماع الامر والنہی فی الفعل الواحد باعتبار الواحد وانہ محال فثبت ان اللہ

تعالی امر بطاعة اولی الامر علی سبیل الجزم وثبت ان کل من امر الله تعالیٰ بطاعته
علی سبیل الجزم وجب ان یکون معصوما عن الخطا ثبت قطعا ان اولی
الامر المذکور فی هذه الایة لا بد ان یکون معصوما لیجیے تعیین بھی ہوگئی اسلئے
کہ جب یہ ثابت ہو لیا کہ اولی الامر سے مراد معصومین ہیں تو یہ نہیں ہو سکتا کہ خدا ایسے لوگون
کی اطاعت کا حکم دے جنکا وجود عالم میں نہو لا یکلف الله نفسا الا وسعها [illegible]
معصوم کا وجود [illegible] اسلام سوائے حضرات ائمہ
اثنا عشر [illegible] معصوم [illegible]
اہل عصمت [illegible] مفہوم آیت [illegible]
[illegible] امامت [illegible]
[illegible] امامت [illegible] امام صاحب نے اولی الامر سے مراد اجماع لیا ہے [illegible]
اس کو معصوم قرار دیا ہے لیکن خود [illegible] یہ قول خلاف اجماع ہے [illegible] اسلام سے
تا زمان امام رازی اجماع ہے کہ تمام علمائے اسلام کا اولی الامر کی تفسیر [illegible] دو قول
پر اتفاق [illegible] سلاطین و امرائے اسلام یا ائمہ اثنا عشر اور امام صاحب نے بعد [illegible] اجماع سے ایک
قول ثالث پیدا کیا اور یہ اولی الامر سے مراد اجماع لیا جو خود موجب نقض اجماع ہو [illegible]
نہین معلوم کہ امام رازی جیسا کامل کیونکر اس امر پر راضی ہوا علاوہ اسکے یہ اولی
الامر کا لفظ جو افراد [illegible] صرف ذوی العقول کیلئے استعمال کیا گیا ہے اجماع کی
چیز کیلئے جسکا وجود خارجی بھی نہین استعمال کرنا اور اسکو معصوم کہنا نہین معلوم کیونکر روا
رکھا گیا۔ کیا صرف اسلئے کہ کہین ائمہ اثنا عشر کی امامت نہ ثابت ہوجائے۔ بہرکیف تعیین
بھی ثابت ہوگئی۔

اب رہا یہ کہ شاید آپ یہ کہین کہ خلافت کے متعلق زید عمرو بکر کا نام نہین آیا۔ تو یہ آپکا
کہنا بیجا ہوگا اسلئے کہ قرآن مجید میں اگر یہ باتین توضیح کے ساتھ بیان ہوتین تو قرآن بھی [illegible]
[illegible] اور ایسی حالت مین اسکی وہ فصاحت و بلاغت باقی نہ رہتی
جواب [illegible] قرآن مجید کا [illegible] کم ہے کہ اگر حقائق شناس نظرین ہون تو قرآن سے

اسلام مین وہی ہے جو فرمودہ خدا و رسول پر عمل کرے اور خدا کو خدا اور رسول کو رسول سمجھے - اور جب اُس سے کوئی اُسکی حقیت دریافت کرے تو وہ علاوہ اپنی کتاب کے اپنے حقیت کی دلیل اپنے مخالف اعتقاد فرقہ کی کتابون سے پیش کرے - اب آپ دُنیا چھان ڈالئے سوائے شیعون کے اور کوئی فرقہ اسلام مین ایسا نہ پائینگے - اور یہی سب سے بڑی اور مستحکم دلیل اسکے حقیت کی ہے - لہذا حبل خدا سے وہی شاہراہ مراد ہے جسپہ یہ فرقہ چل رہا ہے - آیئے ہم آپ مل کے خدا کی اس رسّی کو مضبوط پکڑ لین اور اختلاف کا موقع کالا کرین والسلام -

نجابت حسین عیش بنارسی

شیعہ سنیونکے اتفاق کی قابل تقلید مثال

بنارس مین ایک امام باڑہ مین ۳۰ اپریل ۱۹۱۱ء کو شیعون نے ایک مجلس وعظ منعقد کی جسمین صرف مولوی محمد عظیم صاحب پنجابی سنی حنفی کو پڑھوایا - ہمارے سنی بھائیون کو چاہیئے کہ وہ بھی ایسی مثال قائم کرین - اگر ایسا ہی دونون طرف سے ہوا کرے تو اتفاق و اتحاد مین کیسی جان پڑجائے - جناب مولوی صاحب موصوف نے منجملہ اور باتون کے بیان فرمایا کہ "شیعہ جو کرتے ہین کرین اور سنی جو کرتے ہین کرین - لیکن اسطرح نہین کہ ایک دوسرے کی رنجش کا باعث ہو اور دنیوی امور مین دونون فریق ایک دوسرے کا ساتھ دیں" واقعی بات یہ ہے کہ اس سے بڑھکر اتفاق و اتحاد کی صورت ممکن نہین - اتفاق جبھی ہو سکتا ہے کہ جب ایک فریق اپنے مذہبی مراسم کو ادا کرے تو دوسرا اگر اوسکا شریک نہو تو کم سے کم اتنا تو ہو کہ اُسکی مزاحمت بھی نہ کرے - اور دنیوی امور اور حمایت اسلام کے وقت ہر فریق ایک دوسرے کا پورا پورا ساتھ دے -

نجابت حسین عیش بنارسی

التقریظات

افسوس ہے کہ دفتر کی بدنظمی سے ہم اپنے اکثر برادران ایمانی کی تالیفات جدیدہ کی رسید بھی نہ لکھ سکے چہ جائیکہ ریویو کرتے -

(۱) ترجمہ قرآن مجید جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی کا ترجمہ قرآن مجید

جو پارہ پارہ چھپ رہا ہے دو پارہ اور موصول ہوا، وہ جسکی خوبیان پہلے عرض کر چکا ہون۔ کیونکہ جسقدر اسکی ضرورت تھی۔ اوسیقدر اہتمام ہو رہا ہے مگر بڑا عیب یہ ہے کہ ناتمام ہے۔ ۹۔ ۱۰ ابھی عنقریب شایع ہوتا ہے خدا کرے کہ جلد تمام ہو جائے کہ عجب نعمت خداداد ہے۔

(۲) عجالہ نافعہ جناب سلطان العلما سید محمد صاحب طاب ثراہ عقائد کا مختصر رسالہ ہے جو با ترجمہ انجمن یادگار علما نے شایع کیا ہے۔ کتاب کی خوبی۔ ترجمہ کی لطافت چھاپے کی عمدگی سب ہی جمع ہے۔ مگر یہ خیال دلکو بیچین کر رہا ہے کہ انجمن یادگار علما دو سال مین فقط دو رسالہ شایع کرے۔ قیمت ۲

(۳) حسن اعتقاد انجمن دار التالیف کا پہلا رسالہ ہے جسکے اہتمام کا عرصہ سے اخبارون مین شہرہ سنتے تھے۔ خدا خدا کرکے ۲ جز کا پہلا رسالہ نکلا جس سے امید ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد یہ سلسلہ مسلسل قائم ہو چھپائی لکھائی کاغذ بہت خوب ہے۔ اصلاح عقیدہ اول فرض ہے مگر با دلیل ہو تو سبحان اللہ۔ لہذا اسکی اشاعت مین پوری کوشش کرنی چاہیے کہ اس ذریعہ سے یہ سلسلہ خیر جاری رہ سکتا ہے قیمت ۲ محلہ غوث گنج وزیر گنج لکھنؤ سے طلب فرمائیے۔

(۴) اخبار وقت لاہور سے یہ ایک نیا اخبار نکلا ہے جسکے دس بارہ نمبر اسوقت تک نکل چکے ہین جناب مرزا علی حسین صاحب اسکے اڈیٹر ہین جو ایک مشہور اہل قلم ہین بہت سے اخبارونکے اڈیٹر رہ چکے ہین اخبار کی غرض و غایت قوم اور ملک کی خدمت ہے۔ مذہبی معاملات مین ابھی تک کشمکش نظر آتا ہے مگر پنجابی پبلک کا تقاضا ہے کہ آزادی جہانتک ہو سکے برتی جائے مگر اوس حد تک جائز ہے جسمین تہذیب و شایستگی قائم رہے اور مضامین محققانہ ہون۔

مضامین عنوان تحریر نہایت دلچسپ ہے علمی اخلاقی صنعتی طبی۔ تجارتی زراعتی ہر قسم کے مفید مضامین ہوتے ہین عنوان اسکا کہہ رہا ہے کہ ضرور ترقی کریگا بشرطیکہ مذہبی مباحث مین نہ اولجھا چندہ سالانہ صرف ۵ ہے اخبار وقت لاہور کافی پتہ ہے۔

ملک کو بیحد ضرورت ہے کہ ایسے اخبار بکثرت شایع ہون جو مذہبی تعصب سے علحدہ رہتا ہو

اور ملک و قوم کی خدمت کرین مگر یہ کام سمجھ بوجھ کر کرنا چاہئیے نفع نقصان سب پر عام نظر ڈالنا چاہیے

دعائے الامان سید سجاد علی صاحب مالک کتبخانہ تجارتی چوک لکھنؤ نے طاعون اور دیگر وبائی امراض کیلئے طبع کرائی ہے قیمت ار ہے غربا سادات کو صرف محصول ڈاک پہونچنے پر بھیجتے ہین - حق یہ ہے کہ قوم پر یہ بھی ایک احسان ہے اسکی قدر کرنی چاہیے -

منشور المسرت - جناب مرزا قاسم حسین صاحب قزلباش جاگیردار و اسپیشل درباری کورٹ انسپکٹر و ہیڈ ماسٹر ڈسٹرکٹ پولیس ٹریننگ اسکول مراد آباد نے اپنے فرزند دلبند آغا مرزا فاضل حسین صاحب قزلباش سلمہ اللہ کی تقریب کتخدائی پر اس منشور کو شایع کیا ہے جس سے زینت مقدرہ بارات وغیرہ سب معلوم ہوتی ہے نامی شعرائے سہرے بھی درج ہین - ہم بھی اپنے دوست کو اس مبارک تقریب پر مبارکباد دیتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ خداوند عالم ہمیشہ ایسی مبارک تقریبین انکو دکھائے - اگر اسکے ساتھ کچھ قومی خدمتین بھی ہوتین تو نہایت انسب تھا کیونکہ اس سے بہتر ذریعہ اظہار شکریہ خداوند عالم دوسرا نہین

نغمہ توحید مع تاریخ الوہابیہ - تذکرہ جذبہ توحید - عون المغیث فی رد رسالہ اہل الحدیث القبس اللہیب یہ چار رسالے مولوی محمد توحید صاحب داناپوری نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی نہایت خوبی سے خبر لی ہے نغمہ توحید کا موضوع بحث یہ ہے کہ وہابی القین میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو موجب شرک کہتے ہین - اسکی تحقیقات کی گئی ہے اور وہابیونکا انکار رسالت سے دکھایا گیا ہے .

اگر مسلمانون نے ادہر توجہ نہ کی تو وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ کھل جائیگا کہ وہابی دراصل آریہ ہین فرق صرف اسقدر ہے کہ آریہ بالکل آزادی سے کام لیتے ہین اور وہابی ڈر ڈر کر کہ کہین عوام اہل اسلام بھڑک نہ جائین - اذان سے بھی اشہد ان محمدا رسول اللہ کے نکالنے کی کوشش ہو رہی ہے کیونکہ یہ شرک ہے - مردہ کی تلقین سے بھی یہ شہادت نکالی جا چکی ہے احادیث رسول اللہ سے عام طور پر انکار ہو رہا ہے - وہابیون سے ایک صاحب امیہ بھی بنا چکے ہین - اڈیٹر اہلحدیث خلافت کا فیصلہ حدیث سے نہین مانتے قرآن سے چاہتے ہین - اڈیٹر وکیل کہتے ہین قرآن نے خلافت کا کوئی فیصلہ بھی نہین کیا - پہر کیا ضلالت منتج کیا نکلیگا اسپر نہ پنچایت

ابوبکر کی خلافت بھی منوا رہے ہین ۔

آپ ان رسائل کو حافظ عبد الغنی صاحب مسجد سرای دانا پور سے طلب فرما سکتے ہین۔

(۸) الہادی ہمارے دوست جناب سید سجاد حسین صاحب شیر پنجاب کا یہ وہ مقبول رسالہ ہے جسے مشعلِ ہدایت کہنا چاہیئے۔ آپ ایک مشہور مولف ہین رسالہ سجادیہ شرح کنز مکتوم اور بہت سے رسائل آپکے مقبول عام و خاص ہو چکے ہین زبان نہایت شیرین مطالب نہایت برجستہ ایک شیعہ سنی [illegible] کا مناظرہ ہے قیمت فی جلد

(۹) اسرار المبین حصہ دوم جناب امیر المومنین علیہ السلام کے حالات مین جناب سید اولاد حیدر صاحب [illegible] کی تازہ تصنیف ہے۔ پہلا حصہ [illegible] صفحہ کا پہلے شائع ہو چکا جسکی قیمت عمر ہے اب دوسرا حصہ بھی شائع ہوا ہو [illegible] تمام [illegible] قیمت صرف عمر کوات ضلع آرہ سے طلب فرمائیے خوش قسمتی ہے یہ رسالہ جو ائمہ معصومین علیہم السلام کی سوانح [illegible] بیان اس آب و تاب سے شائع ہو رہا ہے اور روز [illegible] زمانہ قریب [illegible] ہر طرح حق کو غلبہ ہو

(۱۰) تہذیب اسلام اس کتاب پر ہم سے ہمارا ارادہ تھا کہ ریویو لکھین مگر دفتر کی ابتری نے مہلت نہ دی یہانتک کہ ایک عرصہ گذر گیا اتفاقاً پیسہ اخبار مورخہ ۱۲ اپریل نظر سے گذرا جسمین اڈیٹر صاحب نے حسب ذیل لفظون مین ریویو لکھا ہے۔ "۵۲۴ صفحہ کی ضخیم کتاب اردو مین اخلاق و آداب اور حسن معاشرت کے متعلق ان احادیث کا مجموعہ ہے جو ائمہ اہلبیت سے مروی ہین اس مین لباس، سرمہ و خضاب، مناکحت و مباشرت خوشبو اور تیل لگانے جاگنے سونے تقیہ و حجامت [illegible] سلوک اور طلب معاش [illegible] خانہ داری تجارت و زراعت اور سفر و اقامت وغیرہ کے آداب شرح و تفصیل اور توضیح سے لکھے ہین۔ گو سند و روایت کے لحاظ سے یہ کتاب صرف شیعہ اصحاب کیلئے ہی حجت ہو سکتی ہے مگر اسکے مضامین وہ مواضع ہر ہر فرقے کے مسلمان کیلئے خالی از فائدہ نہین ہین۔ بلکہ جہانتک سرسری نظر سے دیکھا گیا معلوم ہوا کہ شاید ہی کچھ مسائل اسمین سنی مذہب کے خلاف درج ہون۔

ہان اسمین ایک ایسا مسئلہ میری نظر سے گذرا ہے جسکو مین اپنے قیاس مین سنی مذہب کے خلاف سمجھتا ہون۔ وہ یہ کہ اسمین ائمہ اہلبیت کی روایت سے لکھا ہے کہ تصویر بنانا حرام ہے

اور رسیدے علم اور تجربہ کی رو سے اس مذہب کے نزدیک نہ صرف تصویر بنانا بلکہ تصویروں سے کسی تفسیر قرآن کو زینت دینا بھی روا ہے۔ کتاب کی لکھائی چھپائی نفیس ہے قیمت بلا جلد درجہ اول سے درجہ دوم ۱۲؎ درجہ سوم ۸؎ ملنے کا پتہ جواہر ایڈ کمپنی دفتر شفاخانہ ہندوستانی بازار چتلی قبر دہلی۔

اصلاح اس ریویو کے بعد تو پھر ایک لفظ کہنے یا لکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی مگر اسقدر کہ اس کتاب کے مصنف کا نام جناب مولوی حکیم سید مقبول احمد صاحب دہلوی ہے دام ظلہ اور یہ ترجمہ حلیۃ المتقین کا جو مصنفات ملا محمد تقی مجلسی علیہ الرحمہ سے ہے جسکے بعد کسی سفارش کی ضرورت نہیں ہے مگر آہ اڈیٹر پیسہ اخبار نے یہ کیسا نشتر مارا جو لکھتے ہیں "اس مذہب کے نزدیک نہ صرف تصویر بنانا بلکہ تصویروں کے ساتھ کسی تفسیر قرآن کو زینت دینا بھی روا ہے"۔ حالانکہ سب جانتے ہیں اشخاص کے افعال سے مذہب پر الزام نہیں آسکتا کیا ابو حنیفہ کے فتوی حلت شراب و فتوای مالک بحلت لواطہ سے مذہب اسلام پر الزام آسکتا ہے حاشا و کلا کوئی عاقل اسکو نہیں مان سکتا۔

پھر اگر کسی مطبع والے نے یا بالفرض خود مصنف نے اپنی تصویر تفسیر کے ساتھ شائع کی تو اوس سے مذہب پر کیا الزام آسکتا ہے۔ کیا آپکو اپنے صحابی جلیل القدر ابو عبیدہ جراح کا حال نہیں معلوم کہ اونہوں نے خود آپکے خلیفہ دوم عمر مجسمہ ... ... اور اوسکی آنکھ صرف اس غرض سے پھڑوایا تھا کہ ایرانیونکا غصہ فرو ہو فتوح الشام و ... ... صفحہ ۱

ہم دعا کرتے ہیں خدا مسلمانوں کو اسکی توفیق دے کہ وہ شریعت کا اتباع کریں اور ایسے بیجا نام و نمود سے باز آئیں جس سے پاک مذہب پر دھبہ آئے۔ اسی لئے تو ہزاروں احادیث میں علماء سوء کی مذمت وارد ہے اذا فسد العالِم فسد العالَم

آگ پر ماتم

جنوبی ہند میں آگ پر ماتم کرنا ایک عرصہ دراز سے مروج ہے اور ہر سال یہ رسم نہایت شان و شوکت کے ساتھ بیشتر ہنود اسے بجا لاتے ہیں چنانچہ امسال بھی خبر "ٹیمز آف انڈیا" و "انڈین ڈیلی ٹیلیگراف" میں نہایت زور سے گشت لگا رہی ہے جسکو ہم ناظرین اصلاح کیواسطے پانیر مطبوعہ ۱۳ فروری ۱۹۱۱ء کے دو شنبہ کی اشاعت میں حسب ذیل یہ خبر شائع ہوئی ہے۔

"ایک حیرت ناک رسم بروز چہارشنبہ گذشتہ مشیرآباد میں قریب ہوگس ٹاون کی اس سڑک پر مشاہدہ میں آئی جو حیدرآباد کی رزیڈنسی بازار کو جاتی ہے۔ تمام اضلاع سے جوق جوق لوگ اس تماشے کے دیکھنے کے واسطے وہان جمع ہوئے "ٹائمس آف انڈیا" کا نامہ نگار تحریر کرتا ہے کہ یہ رسم جو یہان آگ پر چلنے کے نام سے مشہور ہے اسکی اصلیت اٹھارہ سال گذشتہ سے یون ہے کہ ایک ہندو کو دو علم ایک کنوین مین ملے جنھین وہ لیکر مشیرآباد آیا اور کچھ مسلمانون کو دکھائے۔ مگر انھین انکی اصلیت مین کچھ شبہہ ہوا جسکے ثبوت کیلئے وہ ہندو آمادہ ہوا کہ ان علمون کو لیکر ایک فرش آتش پر وہ چل سکتا ہے اور ان علمون کی اصلیت اسوقت ظاہر ہو جائیگی جبکہ اسکو آگ کچھ نقصان نہ پہونچا سکے۔ جب سے ہر سال یہ رسم ادا کی جاتی ہے اور ہمیشہ تمام دور اور نزدیک مقامات کے لوگ اُس جگہ جمع ہو جاتے ہین۔ ایک ہندو جسکا نام بلیا ہے اور جو کہ اس ہندو کا رشتہ دار بھائی ہے جو پہلے آگ پر چلا تھا۔ اُسی نے چہارشنبہ کے روز یہ تماشہ کیا تھا مختلف اقسام کے باجے اور تماشے بجائے گئے جن سے معلوم ہوا کہ بلیا آ پہونچا۔ وہ ایک نہایت مبہوت اور از خود رفتگی کی حالت تھا اور سفید کپڑے پہنے تھا۔ وہ معہ خاص سوارون کے اس کنوین پر آیا جہان سے وہ علم نکلے تھے یہان آنکر معلوم ہوا کہ صدہا تماشائی چھوٹے چھوٹے لیمپ ہوئے تماشے کے منتظر ہین۔ جبکہ بلیا اُس کنوین پر پہونچا تو اس نے اپنی پگڑی اُتار ڈالی اور فی الفور اُس کنوین مین جسکا پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا کود پڑا خیال یہ تھا کہ یہ تیسرے علم کی تلاش مین کودا ہے مگر بہت دیر نہین لگتی تھی اسلئے فوراً کنوین کے دوسرے سمت سے نکلتا دکھائی دیا۔ جب یہ اُبھرا تو اسنے کچھ مرثیہ یا نوحہ پڑھنا شروع کیا اور کنوین کے اوپر جو لوگ تھے اُن سب نے ملکر آوازین ملائین اور وہ نوحہ پڑھتا رہا۔ اسکے بعد وہ تیرکر کنوین کے وسط مین آیا اور پکار کر کہا کہ ایک سروش غیبی نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین سات بار آگ پر چلون اب وہ کنوین سے نکلکر مشیرآباد پہونچا۔ یہان آگ بہت اچھی طرح سے روشن ہو چکی تھی اور سوا دہکتے ہوئے انگارون لکڑی کا نام نہ رہا تھا اور یہ تمام آگ بطور ایک فرش کے بچھی ہوئی تھی جسکا قطر تیس فیٹ تھا اور اسکے گرداگرد بیشمار آدمی جمع تھے اس موقع پر بلیا کے واسطے ایک پنڈال کھڑا کیا گیا تھا وہ علم لینے کے واسطے وہان گیا چنانچہ ایک علم

اس نے اپنے ہاتھ میں لیا اور دوسرا ایک اور ہندو کو دیا اور چار آدمی اور اسکے ساتھ ہولئے اور
برہنہ پا اُن دہکتے ہوئے انگاروں میں پھاند پڑے - اگرچہ آگ کی گرمی کا یہ حال تھا کہ سو فٹ کی مسافت
تک صرف محسوس ہوتی تھی تاہم جو لوگ اسپر چلے تھے اور بہت تیز قدم سے نہیں گئے تھے بلکہ آہستہ آہستہ
چلتے تھے وہ کسیطرح نہیں جلے۔ صرف علم کا ایک مرتبہ ہاتھ میں لینا تھا کہ یہ معلوم ہوا کہ آگ سے جلانے
اور نقصان پہونچانے کی خاصیت سلب ہو گئی۔ یہ دیکھکر گروہ گروہ مخلوق فی الفور دوڑے اور
اُسی آگ پر خوب کودے اور اس پار سے اوس پار چلے گئے اکثر یورپین صاحبان جو تماشا دیکھنے کے
واسطے آئے تھے انھوں نے بھی اپنے جوتے اور موزے اُتار ڈالے اور آگ پر سے اس پار سے
اُس پار گذر گئے انکا تجربہ صرف اسقدر تھا کہ اُنہیں صرف اتنی گرمی محسوس ہوتی تھی جیسی کہ
سمندر کے کنارے دھوپ میں ریت یا بالو گرم ہو جاتی ہے "

الحق جواب دو | مرزائیوں کا ایک اخبار الحق بھی ہے جو دہلی سے نکلتا ہے ۳۰ جلد ۱ مورخہ ۲۶ مئی لکھتا ہے اسلامی
تلوار کی تعریف میں " یہ وہی تلوار تھی جس نے ایک ہی حملہ میں مالک بن نویرہ جیسے مرتد کو مسلمان بنا دیا "
براہ کرم اصلی تحقیقات بتائیے کہ اس تلوار نے مالک بن نویرہ کو مسلمان بنایا۔ کیونکہ وہ تو بلا جنگ و پیکار خود رسول
کے ہاتھ مسلمان ہوا تھا حضرت نے اُسکو اپنے قبیلہ کی سرداری عنایت کی تھی۔ ابو بکر خلیفہ بحق نہ مانا خالد
بن ولید اوسکی حسین عورت پر عاشق تھا اسلئے ارتداد کا جرم لگا کر اوسکو قتل کیا جسپر عمر صاحب نہایت تشدد
سے ابو بکر سے لڑتے رہے کہ خالد کو قتل کرو کہ اسنے ایک مسلمان کو قتل کیا یا اسکو قید کر دیا معزول کرو مگر ابو بکر نے
نہ مانا۔ پھر مالک کو مسلمان کیونکر کیا۔ کیا جو قتل کیا جاتا تھا وہ مسلمان ہو جاتا تھا۔

شیعیان اہلبیت علیہم السلام کو مژدہ

کتاب عقائد المومنین حصہ اول جسکا انتظار حضرات مومنین کرتے تھے جسمیں توحید۔ عدل۔ نبوت کا بحث
وضاحت و صراحت سے بیان کیا گیا ہے نہایت آب و تاب سے چھپکر تیار ہو گیا ہے۔
جناب مولانا سید آقا حسن صاحب قبلہ و جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہما العالی نے توثیق نامجات
اس کتاب کی خوبی اور عمدگی کیلئے بھی امر کافی ہے کہ اپنے اعتقاد رکھنے والوں کو ... رسول و ائمہ طاہرین
علیہم السلام سے ملاتی ہے اور جنت میں پہونچاتی ہے حصہ دوم بھی عنقریب تیار ہونیوالا ہے کسی مومن کا
مکان اس کتاب سے خالی نہ رہنا چاہیئے۔ قیمت ۸ دو محصول ۱ صفحات کتاب ۲۲۲
المشتہر حکیم حسن علی ناظم جناب سردار جگجیت سنگھ صاحب بہادر ڈاکخانہ پپری ضلع بلیا

صلی فیه اربع رکعات یقرء فی کل رکعة
بالحمد مرة وقل هو الله احد غفر الله له
ذنوب خمسین عاما ماضیة وخمسین عاما
مستقبلة وبنی له فی الملاء الاعلی الف
منبر من نور ومن سقی شربة من ماء
فکانما لم یعص الله طرفة عین ومن اشبع
اهل بیت مساکین یوم عاشوراء مر علی
الصراط کالبرق الخاطف ومن تصدق
بصدقة فکانما لم یرد سائلا قط ومن
اغتسل یوم عاشوراء لم یمرض الا مرض الموت
ومن اکتحل یوم عاشوراء لم ترمد عیناه
تلک السنة کلها ومن امر یده علی
راس یتیم فکانما امر یده علی یتامی
ولد آدم کلهم ومن عاد مریضا یوم
عاشوراء فکانما عاد مرضی ولد آدم کلهم
اخرجه ابن الجوزی وقال رجاله ثقات
والظاهر ان بعض المتاخرین وضعه و
رکبه علی هذا الاسناد وقال ابن عراق
قلت قال الذهبی ادخل علی ابی طالب محمد
بن احمد العشاری احادیث فحدث
به ببلادة باطن وفی سنده ابو بکر
النجاد وقد عمی باخره فیجوز ان
یکون ادخل علیه شیء فیحتمل ان یکون

ہوگا۔ م برس کا یہ وہ روز ہے جسے
خدا نے دنیا میں پیدا کیا اور باران
نازل ہوا اسی روز عاشورا کو تو جو
شخص اس روز روزہ رکھے اوس
نے گویا تمام عمر روزہ رکھا۔ یہ روز
انبیا کے روزہ کا ہے جسنے اس شب
کو عبادت کی بہ بیداری دوسری
گویا عبادت کی اہل سموات کے
برابر۔ جسنے چار رکعت نماز پڑھی
کہ ہر ہر رکعت مین یکبار حمد پڑھے
اور قل ہو اللہ تو خدا اوس کے
پچاس برس کے گناہوں کو بخش
دیگا گذشتہ اور ۵۰ برس آیندہ
اور ملاء اعلی مین اوسکے لیے
ہزار منبر نور کا بنا دیگا جو ایک بار
پانی پلاوے تو گویا اوسنے کبھی معصیت
خدا ہی نہ کی چشم زدن برابر اور جو
ایک خاندان کو مسکینون کے سیر
کرے گا بروز عاشورا تو وہ صراط
پر مثل برق خاطف گزریگا اور
جو تصدق کرے تو گویا اوس نے
کسی سایل کو کبھی محروم ہی نہین
رکھا۔ جو اس روز غسل کرے گا وہ

مما ادخل علیہ الخ ۔ ص ۳۲۶ وہ کبھی بیماری نہ ہوگا الا مرض الموت
مین جو شخص بروز عاشورا سرمہ لگائیگا تو پھر کبھی سال بہر تک اوسکی آنکھ ہی نہ جوش کریگی۔ جو شخص کسی یتیم کے سر پر ہات پہیریگا گویا اوس نے تمام اولاد آدم کے یتیمونکے سرون پر ہاتہ پہیرا اور جو شخص اسروز کسی مریض کی عیادت کرے تو گویا اوس نے تمامی فرزندان آدم کے عیادت کی۔

اس روایت کو ابن الجوزی نے تخریج کیا ہے اور کہا کہ دجال اسکے ثقات ہین اور ظاہر یہ ہے کہ بعض متاخرین نے اسکو وضع کیا ہے اور اس ترتیب سے رواۃ اوس کے رکہے۔ ابن عراق نے کہا کہ ذہبی نے کہا کہ ابو طالب محمد بن احمد عشاری پر بعض رواۃ نے اوس کے داخل کر دیا جس نے بسلامت جاہل اس روایت کی حدیث بیان کی اسکی سند مین ابو بکر نجار ہے جو آخر عمر مین اندہا ہو گیا تہا خطیب نے یہ تجویز کیا ہے کہ اوسپر کچہہ داخل کیا گیا ہو جس مین یہ بہی داخل کیا گیا ہے۔

مین کہتا ہون کہ اس تحقیقات سے آپ کو یہ بہی معلوم ہوگا کہ علماے اہل سنت کیسے کیسے چالاک گزرے ہین کہ ایسی ایسی روایتین بنائین جس مین کوی قدح نہین ہو سکتی ہین کیونکہ ابن الجوزی نے آخر صاف کہدیا کہ بعض متاخرین نے اس طرح اس حدیث کو بنایا کہ راوی اس کے کل ثقہ لوگ قرار دئے گئے تو پہر کیا وجہ ہے کہ اس قاعدہ سے صحیحین کی حدیثین وضعی نہین بنای جاتین جو صرف اسی وجہ سے یہ حدیثین بیان کی جاتی ہین کہ درج صحیح بخاری بہی۔

مولوی عبد الحی صاحب لکہتے ہین۔ ص ۳۲۶

ومن الاحادیث الواردۃ فی یوم عاشورا احادیث فضل الاکتحال فیہ وھی لا تخلو عن ضعف شدید بل ھی موضوعۃ واحادیث التوسعۃ علی العیال وقد حکم علیھا ابن الجوزی وابن تیمیہ فی منہاجہ

یہی احادیث سے وہ حدیثین بہی ہین جنمین ذکر ہے سرمہ لگانے کا بروز عاشورا یہ حدیثین ضعف سے خالی نہین بلکہ سب موضوع ہین۔ رہی وہ حدیثین جو دربارہ توسیع علی العیال ہے ذکر کئے

السنة وغيرهما من خدري حذوهما بالوضع
وقد تعقب كثير من المحققين في لهم و
انتهوا انها حسنة قابلة للاحتجاج و
العمل بها ومع ذلك فهو مجرب ايضا
اخرج الحاكم في مستدركه ومن طريقه
ابن الجوزي بسنده الى جويبر عن
الضحاك عن ابن عباس مرفوعا من
اكتحل بالاثمد يوم عاشوراء لم يرمد ابدا
قال الحاكم انا ابرء الى الله من عهدة
جويبر انتهى وفي ميزان الاعتدال جويبر
بن سعيد ابو القاسم الازدي المفسر
البلخي صاحب الضحاك قال ابن معين
ليس بشيء وقال الجوزجاني لا يشتغل
به وقال النسائي والدارقطني وغيرهما
متروك الحديث قلت له عن انس
شيء روى عنه حماد بن زيد وابن
المبارك ويزيد بن هارون وطائفة
ابو مالك عن جويبر عن الضحاك عن ابن
عباس مرفوعا قال عجب الصلوة على الغلام
اذا عقل والصوم اذا اطاق ويروى
عن جويبر عن الضحاك عن ابن عباس
حديث من اكتحل بالاثمد يوم عاشوراء لم يرمد
ابدا قال ابو قدامة السرخسي [illegible]

باتوں کو وسعت دینا چاہیے تو اگرچہ
ابن الجوزی و ابن تیمیہ نے اون کو
موضوع کہا ہے منہاج السنۃ مین
اور دوسرے علما نے بھی مگر بہت سے
لوگوں نے تعقب کیا ہے اور ثابت
کیا ہے کہ وہ حدیثیں جسن مین درجہ صحیح
سے گری ہوئی ہو قابل احتجاج و
عمل ہیں اور ساتھ اس کے مجرب ہے
(۱) حاکم نے مستدرک مین اور اسی طریق
سے ابن الجوزی نے جویبر سے ضحاک
سے ابن عباس سے روایت کی ہے
کہ جو شخص سرمہ لگائے بروز عاشورا
کے ہمیشہ اوسکو جوش چشم نہ ہوگا کہا حاکم
نے ہم بری ہیں عہدہ جویبر سے
میزان الاعتدال مین ہے کہ جویبر [illegible]
ابو قاسم ازدی ومفسر بلخی ساتھی
ضحاک کہا ابن معین نے وہ کچھ
چیز نہیں ہے کہا جوزجانی نے اوسے
اشتغال نہ کرنا چاہیے نسائی و دار
قطنی وغیرہ نے متروک الحدیث کہا ہے
ذہبی لکھتے ہیں کہ انس [illegible]
[illegible]
[illegible]

القطان تساهلوا فی اخذ التفسیر عن قوم
لا توثقهم فی الحدیث ثم ذکر لیث بن ابی سلیم
وجویبرا والضحاک ومحمد بن ابی السائب
وقال هؤلاء لا یحمد حدیثهم ویکتب التفسیر
عنهم انتهی واخرج البیهقی حدیث الکحل من
طریق الحاکم وقال سنده ضعیف بمرة و
کذلک رواه بشر بن احمد بن بشر
النیسابوری عن عمه الحسین بن بشر ولم
ار ذلک فی روایة غیره عن جویبر وجویبر
ضعیف والضحاک لم یلق ابن عباس انتهی
واخرجه ابن النجار فی تاریخه من حدیث
ابی هریرة بلفظ من اکتحل یوم عاشوراء باثمد
فیه مسک عوفی من الرمد وفی سنده
اسماعیل بن معمر قال الذهبی فی المیزان
لیس بثقة انتهی وقال ابن عراق فی تنزیه
الشریعة وجاء من حدیث سلمان رأیت
بخط ابی العلامة ابی الفتح المراغی منسوبا
الی تخریج الحافظ النسفی وفی سنده محمد
بن عبد الرحمن ضعیف وفی الجزء المسمی
بالمغنی عن الحافظ والکتاب بقولهم لم یصح
شیئ فی هذا الباب للحافظ ابی حفص
بن بدر الموصلی ما نصه الاکتحال یوم

راوی ہین۔ ابو مالک جویبر ابن عباس
سے مرفوعا روایت کرتے ہین کہ واجب
ہے نماز لڑکے پر جب وہ عاقل ہو اور
روزہ جب اوسکو طاقت آجاوے
جویبر سے روایت ہے کہ جو شخص سرمہ
لگائے بروز عاشورا اوسکی آنکھیں
کبھی خرش نہ کریگی۔ کہا ابو قدامہ حمصی
نے کہ ۔ کہ یحیی بن قطان نے
کہا مساہلہ کرو روایت مین اوس
قوم سے جن پر تم کو وثوق نہ ہو
حدیث مین۔ پہر ذکر کیا لیث بن
ابی سلیم وجویبر وضحاک
ومحمد بن ثابت کو اور کہا ان کی
حدیثین قابل وثوق نہین ہین مگر
تفسیر اون سے لی جاوے گی۔
(۲) بیہقی نے سرمہ والی حدیث کو
طریق حاکم سے نقل کیا ہے اور کہا سند
اوسکی نہایت ہی ضعیف ہے اسیطرح
بشیر بن احمد بن بشیر نیشاپوری نے
بہی اپنے چچا حسن بن بشیر سے روایت
کی ہے مگر مینے کسی روایت مین بجز
جویبر کے نہ پایا اور جویبر ضعیف ہے

یوم عاشوراء لم یرد فیه شیء عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وهی بدعة ابتدعها
قتلة الحسین انتهی وفی بعض کتب الحنفیة
ما نصه یکره الکحل یوم عاشوراء لان یزید
او ابن زیاد اکتحل بدم الحسین وقیل
بالاثمد لتقر عینه بقتل الحسین انتهی
کلام ابن عراق وفی الصواعق المحرقة فی الرد
علی اهل البدع والزندقة لابن حجر المکی
اعلم ان ما اصیب به الحسین رضی اللہ
عنه فی یوم عاشوراء انما هو الشهادة
الدالة علی مزید حظوته ورفعته ودرجته
عند اللہ والحاقه بدرجات اهل بیته
فمن ذکر ذلک الیوم مصابه لم ینبغ ان
یشتغل الا بالاسترجاع امتثالا للامر واحرازا
لما رتبه تعالی علیه بقوله اولئک علیهم
صلوات من ربهم ورحمة واولئک
هم المهتدون ولا یشتغل ذلک الیوم
الا بذلک ونحوه من عظائم الطاعات
کالصوم وایاه ان یشتغل ببدع الرافضة
ونحوهم من الندب والنیاحة والحزن
اذ لیس ذلک من اخلاق المؤمنین والا
لکان یوم وفاته صلی اللہ علیه وسلم اولی بذلک
واحری او ببدع الناصبة المتعصبین

ضحاک سے اور ابن عباس سے ملاقات
نہیں ہوئی۔
(۳) ابن النجار نے اپنی تاریخ میں حدیث
ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ جو شخص
لگائے بروز عاشورا اوس سرمہ سے
جس میں مشک ہو تو وہ عافیت پائیگا
درد سے اس میں اسمٰعیل بن معمر ہے
جس کے بنسبت ذہبی کہتے ہیں وہ
موثق نہیں ہے۔
(۴) کہا ابن عراق نے تنزیہ الشریعہ میں
کہ حدیث سلمان سے آیا ہے جس کو خط
علامہ ابو الفتح خزاعی کے میں نے دیکھا اور وہ
منسوب ہے طرف تخریج حافظ سلفی کے
اوس کی سند میں محمد بن عبد الرحمان
ہے جو ضعیف ہے۔
(۵) جزء مسمی بالتنبیہ عن الحفاظ والکتاب
میں ہے کہ اس بارے میں کوئی حدیث
صحیح نہیں آئی ہے حافظ ابو حفص بن
بدر موصلی کہتے ہیں کہ روز عاشورا کے
سرمہ لگانے کے بارہ میں کوئی حدیث
رسول اللہ سے نہیں آئی بلکہ اس بدعت
کو ایجاد کیا ہے قاتلان امام حسین نے
(۶) بعض کتب حنفیہ میں ہے مکروہ ہو

یا قبل اسکے جو حدیثین نماز کے متعلق وارد ہین یا یہ کہ خدا نے توبہ آدم کو قبول کیا یا یہ کہ حضرت نوح کی کشتی کوہ جودی پر ساکن ہوی یا حضرت ابراہیم کو اس روز آگ سے نجاۃ ملی یا فدیہ اسمعیل آیا اور حضرت یوسف اپنے باپ کو مل گئے۔ یہ کل حدیثین موضوع ہین مگر حدیث توسعہ علی العیال مگر اوسمین بھی وہ شخص ہے جس کے بارے مین کلام کیا گیا ہے۔

پس ان ناصبیون نے بسبب جہالت اوسکو روز عید قرار دیا اور ان لوگون نے (روافض) اسکو ماتم قرار دیا حالانکہ دونون خاطی ہین مخالف سنت دیگر فرق یہ ہے کہ بنابر فرض شیعون نے اس روز ماتم کیا اور نواصب و خوارج بزرگان اہل سنت نے ہزارون وضعی روایتین بھی بنائین) حاکم نے باوصفیکہ اسکی روایت کی ہے کہ سرمہ لگانا بروز عاشور موجب امن ہے رمد سے مگر تصریح کی ہے کہ یہ بدعت ہے اسیوجہ سے ابن الجوزی نے اسکو موضوعات مین داخل کیا ہے اور مجد لغوی نے حاکم سے روایت کیا ہے کہ جتنی حدیثین اس روز کی فضیل مین ہین (بہ استثناے صوم) وہ سب موضوع ہین خواہ نماز کے فضایل مین ہون یا انفاق خضاب اور ہان (تیل ملنا) سرمہ لگانا۔ دالون کا پکانا سب موضوع و مفتری ہین اسی کی تصریح کی ہے ابن القیم نے بھی۔ اور کہا کہ حدیث سرمہ یا تیل لگانے کی حدیث یا عطر کی حدیث بروز عاشورا یہ سب کذا بین کی موضوعات سے ہے اسیطرح جن حدیثون مین سرمہ لگانے کی تخصیص ہے بروز عاشورا۔ تمام ہوا کلام ابن حجر جو آثار مرفوعہ مولوی عبدالحی صاحب مین منقول ہے بہ صفحہ ۳۲۹۔

اسکے بعد صفحہ ۱۳۳ مین ابن تیمیہ کا یہ قول نقل کرتے ہین۔

ما یذکرون فی فضایل عاشورا من التوسعہ علی العیال و فضایل المصافحہ و الخضاب و الاغتسال و نحو ذلک و یذکرون فیہا صلوۃ کل ذلک کذب علی رسول اللہ صلعم فی عاشورا الا فی فضل صیامہ

یعنے ابن تیمیہ کہتے ہین کہ جتنی حدیثین فضایل عاشورا مین بیان کی جاتی ہین خواہ وہ توسیع عیال سے متعلق ہو یا فضایل مصافحہ مین یا خضاب لگانے اور غسل کرنے مین یا نماز مین جو اس روز مقرر کیگئی ہین وہ سب جھوٹ ہے افترا ہے رسول اللہ پر بہ استثناے اون روایتون کے جنمین روزہ کے

رجسٹرڈ سی ۲۷۰

رسالہ

اصلاح

[illegible]

نمبر ۸ | بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ مطابق ماہ اگست ۱۹۱۱ء | جلد ۴

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

وہاں بہادر، حکیم نظیر حسن خانصاحب و نواب مرتضی حسین خانصاحب کی بھی رائے ہے ہم ایک گشتی
چٹھی کے ذریعہ سے خیال پوچھے ہیں۔

اخبار مشیر کی رائے آب زر سے لکھنے کے لایق ہے۔ ہم گورنمنٹ کو اس نازک موقع پر صلاح دیتے ہیں کہ
مسٹر یوسف حسین صاحب کی حکمت عملی کو مد نظر رکھکر اس معاملہ میں خود فرمائیگی اور سنیوں کو یہ صلاح دیتے
ہیں کہ شیعہ بھائی اگر نصف کے طالب ہیں آپ لوگ نصف سے زیادہ جگہوں پر انکو موقع دیں جس سے
یہ ثابت ہو جائے کہ فرقہ بندی کوئی چیز نہیں ہے۔ مذہبی اختلاف ملک میں موجود ہے اور خوف ہے
کہ مولفہ اختلاف سے اس قدر زیادہ کام لیا جائے۔ اسواسطے سنیوں کو عام طور پر کوشش کرنی چاہیے
کہ شیعہ صاحبان بڑھنے پائیں۔ مورخہ ۱۲ جولائی سنہ ۹

اگر تمام قومی لیڈر ایسی رائے کے ہوں اور ہر شخص اختلاف کے دفع کرنے میں اسی طرح کوشش کرے تو کوئی
وجہ نہیں جماعات میں نہایت آسانی سے اتحاد و اتفاق قایم ہو سکتا ہے کیونکہ حق یہی ہے ہمکو سب سے زیادہ
ضرورت اتفاق کی ہے۔ اسلئے کہ جو نسبت سنیوں کو ہندؤں سے باعتبار تعداد و کثرت و قلت افراد ہے وہی
نسبت شیعوں کو سنیوں سے۔ ایسی حالت میں یہ تفریق کسقدر مضر ہوگی۔

مگر مسٹر یوسف حسین صاحب کی نظر اون نظیروں پر جو ممبری کونسل کے موقع پر نظر آئی کہ بہت سے
لایق اصحاب شیعہ صرف اسوجہ سے ممبری سے محروم ہوے کہ وہ شیعہ تھے اور اونکا فریق مخالف سنی [illegible]
خیال مسٹر یوسف کو غلطاً ایسا سمجھ لیا ہو ورنہ اگر حضرات اہل سنت مشیر کی رائے پر عمل
کرینگے تو پھر کوئی بات ہی نہیں۔

مسٹر یوسف حسین صاحب بیرسٹر ایٹ لا ایک ایسے ہمدرد قوم ہیں جو صاف گوئی اور حق پژوہی ہمیشہ شعار
سمجھتے وہ بالقوہ کار کی حق پژوہ جست بیان کرتے ہیں خوشنما الفاظ کے ذریعہ سے۔

مگر یہ سنکر نہایت تعجب ہوا کہ راجہ علی محمد خانصاحب بہادر نے جو اس جلسہ کے پریسیڈنٹ تھے نہایت سختی سے اس
تقریر کو روکدیا چنانچہ اخبار اثنا عشری مورخہ ۳۰ جولائی راوی ہے کہ صدر انجمن نے بخواہش حضرات مخالف
اہل تشیع خلاف تمام قواعد تہذیب جلسہ نہایت سختی سے ایک رکن شیعہ کو روکا۔ سب کے نزدیک اور [illegible]
یہی سمجھے اسوقت تک کسی اخبار نے نہیں لکھا اگر صدر انجمن نے شیخ یوسف حسین بیرسٹر
ایٹ لا کو روکا تو وہ زیادہ تیار ہو جاتے وہ جو خیالات ظاہر نہیں ہو سکے ہیں کی تھیں انہیں بھی روکا

اور یہی بات اُنکے ورد زبان

فتفرقوا يميناً وشمالاً حتى بقي في اصحابه الذين جاؤا معه من مكة وانما فعل ذلك لانه علم ان الاعراب ظنوا انه ياتي بلداً قد استقامت له طاعة اهله فاراد ان يعلموا على ما يقدمون عليه صـ۱ جلد ۴

یعنی جب امام حسین ؑ کو شہادت برادر رضاعی اور حضرت مسلم کی پہونچی تو آپ نے سبکو سنا دیا اور فرمایا کہ ہماری یاری سے دست برداری کرلو جسکا جی چاہے وہ چلا جائے کہ اوسپر کسی طرح کا الزام نہیں ہے۔ یہ سنکر لوگ دامیں بامیں متفرق ہوگئے یہانتک کہ صرف وہی لوگ رہ گئے جو آپکے ساتھ مکے سے آئے تھے حضرت نے یہ ہم اسلئے کیا کہ جو عرب آپکے ساتھ آئے تھے اونکا گمان تہا کہ انتظام ملکی آپکے لئے درست ہے لوگ مطیع و فرمانبردار ہوچکے ہیں کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے۔ اسلئے حضرت نے اونکو بتادیا کہ کیا حالت ہے یہی سیرت رسول اللہ ﷺ تھی کہ کسیکو جہاد پر مجبور نہیں کرتے تھے لا اکراہ فی الدین جو شخص خوشی و رضا و رغبت سے شریک جہاد ہوتا اوسکو ساتھ لیتے اور جو نہ چاہتا اوس سے تعرض نہیں کرتے۔

یہی دستور تھا جناب امیر کا حالانکہ حضرت کو بھی قریب قریب وہی مصیبت پیش تھی جو جناب امام حسین کو پیش تھی کیونکہ اہل کر عائشہ کے ساتھ جنگ کے لئے نکل چکے ہیں۔ اہل مدینہ کنائی کاٹ رہے ہیں جب بمقام ربذہ پہونچے قام علی بالربذة فقال من احب ان يلحقنا فليلحقنا ومن احب ان يرجع فليرجع ما دفنا من خرجهم صلـ زوضہ مزیہ

تو حضرت علی نے خطبہ فرمایا اور کہا کہ جو شخص چاہے وہ ہمارے ساتھ چلے اور جو چاہے پھر جائے کوئی حرج نہیں۔

حالانکہ یہاں ضرورت تھی کثرت فوج کی مگر آپکا جہاد بغرض ملک گیری نہیں تھا جو اسکی فکر ہوتی بلکہ غرض آپکے جہاد کی حفاظت اسلام تھی جسکی شان لا اکراہ فی الدین ہے۔ اوسمیں جبر و تشدد ویسے ہی مثل لوٹ جہاد خلافت شریعت رسول تھا اونکی شان یہ تھی تاریخ خمیس میں ہے فلما اظهر الله خالداً بامر ماتم تسلل بعض من الى المدينة يتالون ابا بكر ان يا جهم على الاسلام ويوهنهم فقال لهم بيعتي واملي لكم ان تلحقوا بخالد بن الوليد ومن معه من المسلمين فمن كتب الى خالد بانه من معه اليمامة فهو من خليلة شاهد كم غائبكم ولا تقعدوا

اور یہ بھی دیکھنے کی بات

جب وہ قریش سے لڑنے کو نکلے ہیں حضرت نے مشورہ لینا چاہا کیا کرنا چاہئے تو صحابہ نے کہا کہ یہ قریش مردان
کار و جنگار قتال را ابس وحسب آمدہ سو کذا ام صفحہ ۱۰۲ جلد ۲ مدارج النبوۃ۔

فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ انہا قریش وخیلاؤہا واللہ ما ذلت منذ عزت ولا آمنت منذ کفرت
واللہ لتقاتلنک فتاھب لذلک اھبتہ واعدد لہ عدتہ فقال رسول اللہ اشیروا علی فقال المقداد
بن عمرو انا لا نقول لک کما قال اصحاب موسی اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون
ولکن اذھب انت وربک فقاتلا انا معکم متبعون تفسیر در منثور سیوطی صفحہ ۱۶۶ جلد ۳
تفسیر سورہ انفال۔

یعنی جب حضرت نے مشورہ لیا کہ اب کیا کرنا چاہئے قافلہ مال کا نکل گیا لڑنے والے آرہے ہیں تو عمر نے کہا
یا حضرت یہ قریش ہیں اور اونکی عزت کہ جب سے عزت کی ذلیل نہیں جب سے کافر ہوئے ایمان نہ لائے خدا کی قسم
آپ سے لڑینگے آپ اوسکا سامان کر لیجئے حضرت نے پھر کہا مشورہ کیا کرتے ہیں تو حضرت مقداد نے کہا ہم آپ سے وہ
کلام نہیں کہتے جو حضرت موسی کے اصحاب نے حضرت موسی سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو اور
ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ آپ جہاد کیجئے ہم آپکے ساتھ ہیں اس جنگ میں ۳۱۳
مسلمان تھے۔ کفار کا لشکر نو سو سے زیادہ ہزار سے کم تھا۔

مگر امام حسین کا لشکر ۷۲ تھا اور لشکر یزید ۳۰ ہزار یا ایک لاکھ اس سے دونوں اصحاب
میں آپ فرق کر سکتے ہیں۔

(۵۲)

خداوند عالم ان اصحاب کی حالت کو ان الفاظ سے بیان فرماتا ہے وان فریقا من المؤمنین لکارھون
یجادلونک فی الحق بعد ما تبین کانما یساقون الی الموت وھم ینظرون۔

یعنی مسلمانوں کا ایک گروہ کارہ تھا جو تم سے مجادلہ کرتا حق میں بعد اسکے کہ ظاہر ہو چکا گویا کہ وہ موت
کی طرف ہنکائے جاتے ہیں حالانکہ دیکھ رہے ہیں جس سے معلوم ہوا خداوند عالم غضب میں اظہار
ان صحابہ کا بیان کر رہا ہے۔

تیسرا موقع جنگ احد کا ہے جسکا حال سبکو معلوم ہے کہ انھیں عمر و ابوبکر وغیرہ کی بدولت
اسلام کو شکست ہوئی خاص حضرت عمر کا یہ حال تھا تاریخ خمیس میں ہے ان انس بن النضر

یعنی فوید ظفر

چوتھا موقع جنگ خندق کا ہوا جسکے بارہ مین خدا فرماتا ہے اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ہنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا

یعنی جب کفار اوپر اور نیچے سے آگئے اور آنکھین پتھرا سی گئین اور دل منہ کو دوڑنے لگا اور طرح طرح کی بدگمانیان تم مین پیدا ہونے لگی اور مومنین مبتلا کئے گئے اور ہلا دئے گئے ہلانا شدید۔

اس جنگ مین عمرو بن عبد ود نے ابوبکر وعمر کا نام لیکر للکارا مگر نہ گئے بلکہ عمر صاحب تو اوسکی شجاعت کی تعریف کرنے لگے دیکھو تنقید بخاری حصہ ۲ صفحہ ۹۲

پانچوان موقع جنگ خیبر کا ہے ثم بعث عمر فہزم ہو واصحابہ فجاؤا یجبنونہ ویجبنہم ازالۃ الخفا صفحہ ۳۲۲

یعنی عمر جو لڑنے گئے تو تھوڑی ہی دیر مین بھاگ آئے عمر لشکر والون کو نامرد بتاتے ہین اور لشکر والے عمر کو

چھٹا موقع جنگ حنین کا ہے سنہ ۸ ہجری مین بعد فتح مکہ تاریخ خمیس مین ہے ولم یبق معہ الا اربعۃ ثلاثۃ من بنی ہاشم علی والعباس وابو سفیان بن حارث وواحد من غیرہم وہو عبد اللہ بن مسعود صفحہ ۱۲۳

کہ حضرت کے ساتھ صرف چار آدمی رہ گئے تھے تین بنی ہاشم حضرت علی عباس ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب اور ایک غیر بنی ہاشم سے عبد اللہ بن مسعود۔

یہ یہ مختصر حالات صحابہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ ورسول اللہ اس غرض سے لکھے ہین تا کہ معلوم ہو اصحاب جناب امام حسین کیسے تھے اور با ایمان تھے کہ جناب امام حسینؑ اونسے کہہ رہے ہین کہ ان اشقیا کو صرف میرے مطلب ہے تم مجکو تنہا چھوڑ کر چلے جاؤ۔ مگر وہ ایسے جان نثار تھے کہ ایک منٹ کیلئے بھی جدا نہوئے۔ اور صحابہ رسول کی یہ حالت تھی کہ خود خدا فرماتا ہے تم بہاڑ پر چڑھے جاتے تھے والرسول یدعوکم فی اخریکم حالانکہ رسول اللہ آخر مین پیچھے تم لوگون کو پکار رہے تھے۔

اور عزم و ارادہ

اب آخری حالت میں دیکھیے کہ رسول اللہ کا دنیا سے انتقال ہوا عن عروہ ان ابابکر و عمر لم یشہدا دفن النبی وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا کنز العمال ص۱۴۰ جلد ۳ یعنی ابوبکر و عمر نہیں شریک ہوئے دفن رسول اللہ میں وہ دونوں انصار میں سے (سقیفہ بنی ساعدہ) پس حضرت دفن کر دیئے گئے قبل اس کے کہ وہ دونوں پھر کر آئیں۔

امام حسین کے اصحاب کا حال ملاحظہ کیجیے تاریخ کامل ابن اثیر واما سوید بن مطاع فانہ صرع فوقع بین القتلی مثخنا بالجراحات فسمعہم یقولون قتل الحسین فوجد خفۃ ومعہ سکین وکانت سیفہ قد اخذ فقاتلہم بسکینہ ساعۃ ثم قتل قتلہ عروۃ بن بطان الثعلبی وزید بن رقاد الجنبی وکان آخر من قتل من اصحاب الحسین ص۳۲ جلد ۴

یعنی سوید بن مطاع زخمی ہو کر مقتولوں میں پڑے تھے۔ بدن ان کا کثرت زخم سے چور تھا۔ لوگوں کو سنا کہتے ہیں امام حسین قتل ہوئے۔ کچھ ان کو خفت معلوم ہوئی تو اٹھ بیٹھے ان کے پاس ایک چھری تھی۔ کیونکہ تلوار چھن چکی تھی پس اسی چھری سے تھوڑی دیر جہاد کیا آخر گر گئے تو عروہ بن بطان اور زید بن رقاد نے قتل کیا آخر اصحاب حسین تھے جو مارے گئے۔

ان واقعات سے یہ راز بھی کھل گیا کہ ماجرائے شہادت کے بیان میں اہل سنت اس قدر کیوں سراسیمہ ہیں جس سے بعض صحابہ میں ہیجان ہوتا ہے وہ اسے سمجھتے ہیں کہ اہل اسلام جب ان واقعات کو سنیں گے اور ان واقعات بے وفائی صحابہ رسول سے مقابلہ کریں گے تو بے اختیار ان صحابہ سے نفرت پیدا ہوگی اور وہی ہوگا جو ہوتا ہے۔

شجاعت اصحاب

اصحاب امام حسین میں سوار کل ۳۲ تھے مگر لکھتا ہے تاریخ کامل ابن اثیر وقاتل اصحاب الحسین قتالا شدیدا وہم اثنان وثلاثون فارسا فلم تحمل علی جانب من خیل الکوفۃ الا کشفتہ فلما رای ذالک عزرۃ بن قیس وہو علی خیل الکوفۃ بعث الی عمر فقال الا تری ما تلقی خیلی منذ الیوم من ہذہ العدۃ الیسیرۃ ابعث الیہم الرجال والرماۃ ص۲۹

یعنی امام حسین کے اصحاب میں سوار ۳۲ تھے مگر ایسا سخت مقاتلہ کیا کہ جس پر حملہ کیا اور ہرایک ...

اور علم و ارادہ کے ساتھ مقتول ہو جانے پر آمادہ ہو گئے تو اصحاب یا قتل گوارا نہ کرتے اور
لشکر کے جمع کرنے میں (بقدر امکان) کوشش عمل میں لاتے نہ یہ کہ جو ہمراہ تھے انھیں
بھی متفرق ہو جانے کو کہہ دیتے چونکہ کوئی صہ (۲۸)

کو بھگا دیا آخر عروہ بن قیس سردار سواران نے عمر کو کہلا بھیجا کیا نہیں دیکھتا اس قلیل لشکر نے ہمارا
کیا حال کر دیا جلد پیادوں اور تیر اندازوں کو بھیج۔

(۲۸) جناب امام حسین کا جو خیال تھا وہ تو تھا ہی چنانچہ بحار الانوار میں ہے کہ راوی بیان کرتا
ہے ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کچھ خطوط ملاحظہ کرتے تھے فرمایا ھذہ کتب اھل
کوفہ وھو قاتلی یعنی یہ خطوط اہل کوفہ کے ہیں حالانکہ وہ سب ہمارے قاتل ہیں۔

حضرت کے اصحاب کا بھی یہی خیال تھا کہ امام پر فدا ہو جائیں کامل میں ہے وجاء عابس بن ابی
شبیب الشاکری و شوذب مولی ... الی الحسین فسلما علیہ و تقدما فقاتلا فقتل
شوذب واما عابس فطلب البراز فتحاماہ الناس لشجاعتہ فقال لھم عمر ارموہ بالحجارۃ
فرموہ من کل جانب فلما رای ذلک القی درعہ ومغفرہ وحمل علی الناس فھزمھم بین (۵۶)
یدیہ ثم رجعوا علیہ فقتلوہ ...

یعنی عابس بن ابی شبیب شاکری۔ اور شوذب آزاد کردہ شاکر خدمت امام حسین علیہ السلام کے
رخصت ہوئے اور قتال کرنے لگے۔ شوذب کو تو سبھوں نے قتل کیا۔ مگر عابس کے شجاعت نے
ایسا ہراسان کیا کہ میدان جنگ میں کوئی نہ آیا عمر نے حکم دیا کہ پتھر مارو ہر طرف سے پتھر پڑنے
لگا حضرت عابس نے جب یہ دیکھا تو زرہ و مغفر سے اوتار دی اور قوم پر حملہ کیا سب بھاگ
گئے۔ پھر پلٹ کے سب آئے اور ملکر قتل کیا۔

کیا دنیا کی تاریخ کوئی ایسی نظیر پیش کر سکتی ہے کہ جو فوج مقابلہ سے گریزاں ہے۔ اوسکے سامنے
زرہ مغفر اوتار کر جائے کہ ہمکو قتل کریں۔ یہ شجاعت صرف اصحاب امام حسین کو ملی تھی۔

تلمیح و مطائبہ اب اس سے بھی بڑھ کے سنئے کہ حضرت نے شہادت کے قبل نورہ کا استعمال
فرمایا۔ تو عبد الرحمن بن عبد ربہ اور یزید بن حصین ہمدانی کو اپنی حفاظت کے لئے مقرر کیا فجعل
یزید ... عبد الرحمن فقال لہ واللہ ما ھذہ بساعۃ باطل فقال یزید واللہ

وطن کا درباری نمبر مورخہ ۲۳ جون بتقریب جشن تاجپوشی اعلیٰ حضرت جارج پنجم شہنشاہ ہند سلمہ اللہ سائر المسلمین بوجوہ وبے وجوہ شائع ہوا۔ اوسمین بعنوان "سیرۃ و مشاغل رسول کریم و امہات المومنین و صحابہ کرام" قاضی محمد سلیمان صاحب سپل مجسٹریٹ ریاست پٹیالہ ایک تحریر شایع کی ہے۔ جسکا مضمون حسب ذیل ہے۔

(۳) امہات المومنین کا وقت تو زیادہ تر فرقہ نسوان کی تعلیم و تربیت مین گذرا کرتا تھا۔ وہ امت کی عورتون کو قرآن پڑھاتی۔ عقائد سکھاتی۔ مسائل کے جواب دیتی تھین اور اگر کسی مسئلہ کا جواب انکو خود نہ آتا تو نبی کریم سے خود دریافت کر دیتی تھین۔ حیض و نفاس۔ نکاح۔ طلاق۔ عدت وغیرہ معاملات کی حدیثون کی راوی اکثر امہات المومنین ہی ہین حقوق زوجین کے مسائل بھی زیادہ تر امت کو انہی سے ہی معلوم ہوئے ہین۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادات و حالات و معاملات خانہ داری کے احوال امہات المومنین سے ہی لوگون تک پہونچے غرض ہم کہہ سکتے ہین کہ امہات المومنین فرقہ نسوان مین اسلام پھیلانے کیلئے نبی صلعم کی نیابت کرتی تھین اور ان کے اوقات بہت معمور رہتے تھے۔

قرآن مجید کے سورہ احزاب مین یا نساء النبی کے عنوان سے چند آیتین پائی جاتی ہین جنسے امہات المومنین کے فرائض معلوم ہوتے ہین۔ ان مین سے ایک آیت یہ ہے۔ واذکرن مایتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ ان اللہ کان لطیفاً خبیراً ۰

اے نبی کی بیبیو۔ تمہارے گھرون مین خدا کی جو آیتین اور حکمت و دانشمندی کی باتین پڑھی جاتی ہین انکو یاد رکھے ان وعظ کریا کرو۔

مگر افسوس کہ یہ پوری تحریر خیالی تصویر ہے جسمین ثقاہت سے معری گئی ہے نہ کسی حدیث سے سند۔ نہ واقعات تاریخی کا حوالہ۔ بلکہ محض جوش اعتقادی سے یہ فسانہ تصنیف ہوا۔ کہ چونکہ رسول اللہ اشرف الانبیاء خاتم النبیین کی زوجہ تہیں۔ لہذا ان کے بھی مشاغل ہونے چاہیئے۔ جسکی ہم بھی تصدیق کرتے ہین کہ ضرور ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ مگر معاملہ تھا اسکے برعکس۔

مشکوۃ شریف مین ہے صفحہ ۲۸۱ جلد ۲ مطبوعہ احمدی پریس لاہور "روایت عائشہ سے کہ لوگ قصد کرتے تھے ساتھ تحفون اپنے کے بیچ نوبت میری کے طلب کرتے تھے ساتھ اس قصد کے رضا پیغمبر خدا کی اور کہا عائشہ نے کہ بیویاں رسول اللہ کی دو گروہ تھین ایک گروہ مین عائشہ حفصہ سودہ تھین۔ دوسرے گروہ مین ام سلمہ تھین اور باقی بیویان۔
پس گفتگو کی ام سلمہ کی گروہ نے اور کہا کہ یا حضرت آپ کلام کرین لوگون سے اور کہہ دین کہ جو کوئی چاہے تحفہ بھیجے طرف رسول اللہ کے تو حضرت کی طرف تحفہ بھیجیں جہاں ہون
تو کیا اس پارٹی بازی سے کوئی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ تعلیم و تربیت امت کا کام دیتی تھین کیونکہ آپ دیکھ رہے ہین دونو فریق کو تحفہ و ہدایہ کی تاک ہے عائشہ کہتی ہین کہ لوگ اوسی روز ہدیہ بھیجے جس روز ہماری باری ہوتی اور حضرت ام سلمہ یہ چاہتی ہین کہ جہاں رسول رہین وہان تحفہ جایا کرے۔ اکیلی عائشہ کیون کھائین۔ جن لوگون کے یہ اخلاق تھے کیا وہ امت کی ہادی بن سکتی ہین۔ پھر اوسی مشکوۃ مین ہے۔
انس سے صفیہ کو یہ خبر پہونچی کہ حفصہ نے اون کو یہودی کی بچی کہا ہے۔ صفیہ نے حضرت سے شکایت کی تو حضرت نے فرمایا تم بیٹی ہو نبی کی تمہارے چچا نبی تھے۔ تمہارا شوہر نبی ہے پھر کس بات پر حفصہ فخر کرتی ہے۔ حفصہ سے کہا خدا سے ڈر اے حفصہ ص۲۸۱
کیا اس سے نہین معلوم ہوا کہ ازواج نبی کا کام باہم گالی گلوج کرنا تھا کہ ایک دوسرے کو مثل معمولی عورتون کے گالی دیا کرتی تھین۔ کیا یہی شان ہے ہادی امت کی۔
عائشہ نے کہا ازواج نبی سے مجھکو کسی پر اتنی غیرت نہ آئی جتنا کہ حضرت خدیجہ پر غیرت آئی کہ حضرت اکثر ذکر کرتے اور اکثر ذبح کرتے بکری کو اور تقسیم کرتے حضرت خدیجہ کی دوست عورتون کو پس اکثر اوقات ہم کہا کرتے کہ گویا نہ تھی دنیا مین کوئی عورت سوائے خدیجہ کے حضرت فرماتے کہ وہ ایسی تھین ایسی تھین خدا نے اون سے مجھے اولاد دی صفحہ ۵۷۴ مشکوۃ
کیا اس اخلاق کی عورت ہادی ہو سکتی ہے جسکو اپنی مردہ سوتن سے یہ عداوت ہو اور آخر اوس عداوت کو جناب سیدہؑ کے ساتھ اس طرح پورا کیا کہ وفات جناب سیدہ مین بھی نہ شریک ہوئین۔ جناب امیرؑ سے لڑتی ہیں۔ جناب امام حسنؑ سے جبکہ نبی آخر روضہ مین تو دفن ہونے

حضرت عائشہ کے جو اشغال عہد رسول اللہ مین تھے اون کی تفصیل حضرت ابوہریرہ نے خوب کی ہے ملاحظہ ہو مستدرک صفحہ ۲ نصف ثانی ذکر ابو ھریرہ باب المناقب عن عائشہ بنہا دعت ابا ھریرۃ فقالت یا ابا ھریرۃ ماھذہ الاحادیث التی یبلغنا انک تحدث بہا عن النبی ھل سمعت الا ما سمعنا وھل رأیت الا ما رأینا قال یا اماہ انہ کان یشغلک عن رسول اللہ المرآۃ والمکحلۃ والتصنع لرسول اللہ وانی واللہ ما کان عنہ شئ وھذا حدیث صحیح لم یخرجاہ۔

یعنی عائشہ نے ابوہریرہ کو بلا کر کہا اے ابوہریرہ یہ کیسی حدیثین ہمکو پہنچتی ہین کہ تم رسول اللہ سے بیان کرتے ہو حالانکہ تمنے بھی وہی سنا جو ہمنے سنا تہا اور تمنے بھی وہی دیکھا جو ہمنے دیکھا تھا۔ تو ابوہریرہ نے کہا اے امان تمکو باز رکھتی تھین رسول اللہ سے۔ آئینہ سرمہ دانی۔ بناؤ سنگھار رسول اللہ کیلئے اور قسم خدا کی ہمکو کوئی چیز نہین باز رکھتی تھی رسول اللہ سے۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے مگر بخاری و مسلم نے نہین روایت کیا۔

اب تو قاضی صاحب کو اچھی طرح معلوم ہو گا کہ ازواج نبی کا خصوصاً حضرت عائشہ کا کیا شغل تھا ایک طرف آئینہ ہوتا دوسری طرف سرمہ تیسری طرف بناؤ سنگھار۔

پھر آپنے کہان سے یہ مضمون تراشا "کہ امہات المومنین کا وقت تو زیادہ تر فرقہ نسوان کی تعلیم و تربیت مین گذرا کرتا تہا" کیونکہ پارٹی بازی ہونا۔ ہدایا تحفے کیلئے لڑنا۔ اپنی سوتنو سے رشک و حسد کرنا آئینہ سرمہ دانی۔ بناؤ سنگھار مین مشغول رہنا کب سلسلۂ تعلیم و تربیت مین شامل ہوسکے۔ حضرت عائشہ کا تاج دیکھنا اور رسول اللہ کو اسپر مجبور کرنا بغرض ہدایت امت تھا۔

عرب مین متقدیم الایام سے پردہ کا رواج تہا۔ بعد نزول حکم حجاب اونہون نے پورا پردہ کیا پھر کیا وجہ تھی کہ عورتین خود رسول اللہ سے نہ پوچھتین جو عائشہ و حفصہ سے دریافت کرتین دیکھو صحیح مسلم خود سلیم نے رسول اللہ سے پوچھا کہ کیا عورتونکو بھی احتلام ہوتا ہے صفحہ ۱۲۵ جسپر حضرت ام سلمہ نے کہا تو نے عورتون کو فضیحت کر دیا۔ حیض کے بارہ مین سے ایک عورت نے پوچھا جبکا نام نہین دیا کہ کیونکر غسل کرون صفحہ ۱۴۹

اسماء شکل کی بیٹی کا اسی طرح سوال ہے۔ اُم حبیبہ بنت جحش نے اسیطرح سوال کیا مشکوۃ
اسی طرح صدہا روایتیں ہیں جنمیں خود عورات نے حضرت سے مسائل حیض نفاس جنابت کو پوچھا ہے اور آپنے بلا توسط ازواج جواب دیا ہے۔ پھر آپنے کہان سے یہ خیالی پلاؤ پکا لیا کہ امت کی عورتوں کو قرآن پڑھاتین عقائد سکھاتین مسائل کے جواب دیتی تھیں۔
کیونکہ امت کی عورتیں نہ انکو اس قابل جانتین نہ کبھی ان سے پوچھتین بلکہ جو کچھ پوچھنا ہوتا خود رسول اللہ سے پوچھتین یہ بات دوسری ہے کہ خود آنحضرت بوجہ حیا و شرم ازواج کے ذریعہ سے کبھی کبھی بتا دیتی ہون یا وہ عورتین شاذونادر ازواج کے ذریعہ سے سوال کرتی ہون۔
یہ بھی غلط ہے کہ حیض و نفاس و طلاق وعدۃ وغیرہ معاملات کی حدیثوں کی راوی اکثر ام المومنین ہی ہین۔
کیونکہ ابھی مذکور ہوا تمام تر خود عورتین راوی ہین اور اگر انکی روایت ہے تو وہی اپنی بیتی نہ پریتی اور ایسی گندی اور بیہودہ روایتین جن سے شان رسالت میں دھبہ آگیے۔ ملاحظہ ہو لنگوٹی والی روایت صحیح مسلم جسکے تذکرہ سے بھی شرم آتی ہے۔
پھر روایت بوسہ۔ پھر روایت احتلام رسول حالانکہ محض غلط ہے۔
افسوس قاضی صاحب ازواج نبی کا نائب اسلام کے پھیلانے میں فرماتے ہین حالانکہ اعمال اشتغال افعال ایسے تھے کہ پیچ ایذا دہی رسول کوئی کام ہی نہ تھا یہانتک کہ رسول جیسا کریم الخلق جسکی شان مین انک لعلی خلق عظیم وارد ہے وہ ان سے ایسا تنگ آیا کہ ایک مہینہ تک انکو چھوڑ دیا۔
قرآن مجید کے سورہ احزاب کی آیت یا نساء النبی تو آپکو یاد ہوگی مگر اوسکے مطلب اور معنی نہ معلوم ہوے کہ خدا کیا کہہ رہا ہے ملاحظہ ہو اوسکا ترجمہ اے پیغمبر کی بی بیو جو تم سے فاحشہ مبینہ کا مرتکب ہوگا اوسپر دوہرا عذاب ہوگا اور جو خدا و رسول کی تابعداری کریگا اوسکو اجر ملیگا۔ اے عورتین پیغمبر کی تم مانند معمولی عورتوں کے نہین ہو اگر پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو نرم نرم باتین نکیا کرو کہ جسکے دل مین مرض ہے وہ تم مین طمع کرے۔ قول معروف

کیا کرو اور گھر مین بیٹھی رہا کرو اور جس طرح جاہلیت کی عورتین اظہار قبل کیا کرتین اوس طرح تم نہ اظہار زینت کیا کرو۔

کیا اس قسم کا خطاب اون عورتون سے ہو سکتا ہے جو نیک پارسا فرمانبردار و مطیع ہون حاشا و کلا ہرگز نہین۔

اسی لئے اہلبیت نبی کے بارہ مین خدا فرماتا ہے انما یرید اللہ۔ خدا تو تم اہلبیت سے ناپاکی کو دور کرنا چاہتا ہے اور بالکل پاک و صاف کرنا۔

پھر نہ معلوم حضرات اہلسنت انکی محبت و تعظیم سے کیون دست بردار ہین جو اونکی مدح سرائی مین مشغول ہین جنکے بارہ مین من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ وارد ہے کہ جو تم سے فاحشہ مبینہ کی مرتکب ہوگی اوسپر دوہرا عذاب ہوگا۔

ہماری غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ آپ اگر مسلمانون کی اصلاح چاہتے ہین تو سچی باتین سچے واقعات اور ثبوت تاریخ جو ملین جہان تک ممکن ہے جلوہ گر کیا کرنا چاہیئے کیونکہ جب آپ صحابہ کی عموماً اور ازواج کی عموماً مدح و ثنا کرینگے تو اون کی عظمت ذہنون مین راسخ ہوگی اوسکے بعد تواریخ مین اگر اونکے کارنامے پڑھینگے تو سمجھینگے کہ انہین افعال کی وجہ سے وہ مستحق تعظیم ہوئے حالانکہ وہ افعال ایسے ہین کہ مسلمان کیا کافر بھی اوس سے شرم آئے لہذا اس غلط کارروائی سے اخلاق مین اور بھی خرابی آئیگی۔

بخلاف اسکے اگر سچے واقعات بیان کئے جائینگے اور سچے حالات سنائے جائینگے تو لیلاف اسلام کی عظمت نمایان ہوگی دوسرے صدق و راستی کی وقعت بڑھیگی کہ اسلام ایسا دین حق تھا کہ باوصفیکہ ایسے مذنب اخلاق اوسکے گرد جمع تھے مگر اسلام ترقی کرتا گیا۔ اور صدق و راستی کی یہ عظمت جبکہ اونکی مخالفت سے صحابہ و ازواج ناقابل مدح و ستایش ہین تو دوسرے لوگ ان افعال سے کب ممدوح ہو سکتے ہین۔

اسلامی دنیا کی مشکلات

اس عنوان سے وکیل مورخہ ۔۔ مین ایک مفصل تحریر شایع کی ہے جسمین روسی مسلمان ترکی مسلمان ہندوستانی مسلمان اور ایران مصری۔ روم شام عرب کے مسلمانون کا نقشہ کھینچا ہے کہ وہ کیسی ردی حالت مین مبتلا

ہین سلطنت کا اونکے ساتھ کیا برتاؤ ہے وہ سلطنت ہے کیسے طبیع و منقاد ہین جس سے ہر
قلب کا متاثر ہونا ضروری ہے۔

مگر یہ اصلی وجہ اسکی تباہی نہ اسکا علاج کیا جائے جو اس سے نجات ملے۔ حالانکہ
ہر تاریخ دان جانتا ہے کہ جو انقلاب یہودیون۔ عیسائیون۔ ہنود پر آئے آجتک اہل اسلام
اوس سے محفوظ ہین۔ مگر یہ فرقے ہر روز ترقی کر رہے ہین اور اسلام باوصفیکہ ہنوز صاحب
سلطنت ہے اور متعدد سلطنتون پر قابض ہے۔ مگر روز بروز ذلیل ہو رہا ہے۔

اصلی وجہ اسکی یہی ہے کہ یہود و نصاریٰ و ہنود جتنے مذاہب ہین اون مین جو مخالفت
احکام شریعت سے ہوئی تو بعد امتداد ایام کے بعد بخلاف مسلمانون کے جنہون نے رسول
اللہ صلعم کے آخری عہد سے مخالفت شروع کی۔ اور آنکھ بند ہوتے تو وہ خلفشار ہوا کہ غدر
۵۷ء کو بھی اوس سے نسبت نہین۔

اگر آپ تاریخ دان ہوتے اسلامی تاریخ پر نظر عبرت سے غور کئے ہوتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ
جو روز بد آج پیش ہے اوسکی پیشگوئی جناب امام حسینؑ نے اوسی روز فرمائی تھی جبکہ مسلمانون
بلکہ صحابہ رسول نے آپکو یکہ و تنہا چھوڑ دیا۔ اور آپ حمایت دین نبوی کیلئے جان دینے پر
مستعد ہو گئے ملاحظہ ہو تاریخ کامل صفحہ ۲۰ جلد ۴

وکان الحسینؑ یقول واللہ لا یدعونی حتی یستخرجوا ہذہ العلقۃ من جوفی
فاذا فعلوا سلط اللہ علیہم من یذلہم حتی یکونوا اذل من فرام والفرام
خرقۃ تجعلہا المرأۃ فی قبلہا اذا حاضت ثم خرج الحسین یوم الترویۃ۔

یعنی امام حسینؑ کہا کرتے تھے کہ قسم خدا کی یہ لوگ ہمکو نہ چھوڑینگے جبتک اس علقہ (دلکو) ہمارے
سینہ سے نہ نکالینگے جب ایسا کرینگے تو خدا ایسے لوگونکو مسلط کریگا جو انکو ذلیل کرے۔
یہانتک کہ یہ لوگ فرام سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائینگے۔ فرام اوس لتہ کو کہتے ہین جو عورتین
حیض مین استعمال کرتی ہین۔ اسکے بعد امام حسینؑ بروز ترویہ روانہ کربلا ہوئے۔

کیا آپ کہہ سکتے ہین امام حسینؑ کی پیشین گوئی غلط ہو سکتی ہے؟ لاواللہ دیکھ لیجئے یہی
حالت ہوئی یا نہین کہ ہم ہنوز صاحب سلطنت بھی ہین۔ روم۔ ایران۔ مصر۔ مراکو۔ کابل۔

سے آپکے اعمال کی بدولت بلند ہو چکی تھی۔
آپنے تاریخ کامل مین یہ بھی دیکھا ہوگا فقال لہم الحسین ویلکم ان لم یکن لکم دین ولا تخافون یوم المعاد فکونوا احراراً ذوی احساب امنعوا رحلی واہلی من طغاتکم وجہالکم ص ۳۱
یعنی اگر تم مین بالکل دین نہین ہے۔ قیامت کا خوف نہین ہے تو مرد آزاد و بھلا مانس کا ایسا برتاؤ کرو کہ ہمارے خیمہ اور اہل و عیال کو اپنے جاہلون بدمعاشون سے تو بچاؤ۔ پھر تعجب ہے کہ آپ ایسے کافرون کی حمایت کرتے ہین۔
اڈیٹر صاحب ذرا تاریخ الخلفا بھی تو دیکھ لیجئے قال الحسن البصری افسد امر الناس اثنان عمرو بن العاص یوم اشار علی معویہ فرفع المصاحف فحملت وقال این القراء فحکم الخوارج فلا یزال ھذا التحکیم الی یوم القیمہ والمغیرہ بن شعبہ فانہ کان عامل معویہ علی الکوفۃ فکتب الیہ معویہ اذا قرءت کتابی فاقبل معزولا فابطاء عنہ فلما ورد علیہ قال ما ابطا بک قال امر کنت اوطئہ واھیئہ قال وما ھو قال البیعۃ لیزید من بعدک قال او قد فعلت قال نعم قال ارجع الی عملک فلما خرج قال لہ اصحابہ ما وراءک قال وضعت رجل معویہ فی غرز غی لا یزال فیہ الی یوم القیمۃ قال الحسن فمن اجل ذالک بایع ھولاء ابناءھم ولولا ذالک لکانت شوریٰ الی یوم القیمۃ ص ۱۴۰
حسن بصری کہتے ہین کہ امت محمدیہ کو دو آدمیون نے فاسد کیا ایک عمرو عاص نے کہ جنگ صفین میں معویہ کو مشورہ دیا کہ نیزون پر قرآن بلند کئے جائین جس سے خوارج مین تحکیم جاری ہوئی جو قیامت تک رہیگی۔ دوسرے مغیرہ بن شعبہ نے جو معاویہ کی طرف سے حاکم کوفہ تہا معویہ نے معزول کرکے اوسکو طلب کیا وہ دیر کرکے آیا تو معویہ نے پوچھا کیوں دیر لگائی اوس نے کہا ہم ایک فکر کر رہے تھے۔ معویہ نے پوچھا وہ کیا۔ کہا کہ بیعت یزید کا سامان کر رہے تھے۔ معویہ۔ پھر کیا ہوا۔ کہا کر چکا۔ معویہ تو آپنے جگہ پر جا۔ مغیرہ جب نکلا تو لوگون نے پوچھا کیا خبر ہے۔ اوس نے کہا کہ ہمنے معویہ کے پیر کو غوایت کی رکاب مین ایسا ڈالا ہے کہ قیامت

تھا اوس سے نہ نکلا۔ حسن بصری کہتے ہین کہ اگر ایسا ہوتا تو پھر کوئی اپنی اولاد کو خلیفہ نہ بناتا بلکہ ہمیشہ شوری رہتا۔

اس تحریر سے ہماری غرض یہ ہے کہ یہ تو آپنے ملاحظہ فرمایا کہ دو جلیل القدر صحابی اسکے ذمہ وار بنائے گئے ہین ایک عمرو عاص دوسرے مغیرہ جو مثل خلفائے ثلثہ صحابی تھے صحبت رسول اللہ سے مشرف تھے اور بہ صفت خلفاے متصف تھے۔ پس جب اونکو مفسد قرار دینے مین حسن بصری کو تامل نہین ہوا۔ تو آپکو خلفائے ثلثہ کے بارہ مین کیون تامل ہے کیونکہ وہان بھی تو حکم رسول کے خلاف ابوبکر کی خلافت مین صرف عمر و ابو عبیدہ کوشان تھے۔ اور عمر صرف حکم ابوبکر سے خلیفہ ہوئے۔ تو پھر ایک صحابی کو مفسد ماننا اور دوسرے کو اوس سے بری کرنا کونسا انصاف ہے

حالانکہ آپکو یقیناً معلوم ہے کہ نہ خدا اپنی مخلوقات سے غافل تھا نہ رسول اپنی امت سے بیخبر تھے۔ بلکہ سب کا بندوبست کر گئے تھے مگر ان بندون نے خدا کی خدائی کو نہ مانا اپنی کو نہ مانا اپنی خواہش نفسانی سے مقابلہ میں حکم رسول سے سرتابی کرنا کون مشکل تھا

تنبیہ مخالفین اتفاق

جناب مولانا مولوی وحید الزمان صاحب نے پیسہ اخبار مورخہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ حال مین ایک مضمون متعلق اتفاق اہل اسلام پر بلحاظ زمانہ حال مین اشد ضرورت بغرض خلوص نیت اور حسن طویت کے ساتھ لکھا تھا۔ نہ اوسمین کسی فریق کی اہانت تھی نہ کسی سے خصومت اوس کی غرض اصلی یہ تھی کہ جس طور سے ہو سکے مسلمانون کے دو عالیشان گروہ یعنی سنی اور شیعہ متفق ہوجائین اور امن وامان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرین جس سے خود دین اسلام کی رونق اور ترقی ہو اور نیز ہماری عادل اور منصف گورنمنٹ کو روزانہ کے فسادات اور جھگڑون سے اطمینان حاصل ہو۔ اور نیز یہ دونون گروہ بحیثیت اجماعی بقوت متفقہ

مخالفین اسلام کے مطاعن اور راعتراضات کی تردید مین معروف اور مشغول رہین۔
خلاصہ اس مضمون کا یہ تھا کہ کچھ شیعہ تنزل کرین کچھ اہل سنت یعنی شیعہ خلفائے ثلثہ اور
جناب عائشہ صدیقہ کی سب وشتم سے سکوت کرین اعدائے اہل بیت علیہم السلام مثل معاوی
وعمرو بن عاص ویزید وابن زیاد کو جتنا چاہین برا کہین اور اہل سنت جناب امیر کو افضل
صحابہ سمجھین اور اظہار مناقب اور فضائل اہل بیت کیا کرین فرمایئے اس مین کونسی
قباحت لازم آئی مگر افسوس ہے کہ یہ مضمون مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری اور
نیز اونکے برادر خورد مولوی ابراہیم سیالکوٹی کو بہایت ناگوار گذرا اور ہر دو صاحبان موصوفین
نے محض براہ تعصب وعناد جس سے نصب اور خروج کی بدبو آتی ہے جو چاہا وہ لکھ مارا اور طریقہ
ادب اور تہذیب کو چھوڑ کر برخلاف حدیث الکبر الکبر ایک بزرگ اور سن رسیدہ عالم اہلسنت
کے نسبت زبان درازی اور دریدہ دہنی پر کمر باندھی۔ ہر چند ایسے اطفال مکتب کے رد و
قدح کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر بعض احباب کے اصرار سے مختصراً کچھ عرض کردینا پڑا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے اعتراضات حسب ذیل ہین

(۱) کیا کوئی سنی مان سکتا ہے کہ امیر معاویہ کو بجائے رضی اللہ عنہ کے سب وشتم سے یاد کرے
(۲) تعزیون جیسی شرکیہ اور کفریہ مخالف اسلام رسم اور مخالف اہل بیت پر خاموش رہ سکتے ہیں
(۳) سنی تو جناب امیر کو افضل صحابہ جانین اور شیعہ اصحاب ثلثہ پر صرف اتنی ہی مہربانی
کرین کہ اون کے حال سے خاموش رہین یہ مذہبی دست اندازی نہین تو کیا ہے۔

اعتراضات سیالکوٹی صاحب

(۴) اس مشورہ پر عمل کرنے سے اسلام ہی صفحۂ دنیا سے نابود ہوجائیگا۔
(۵) کوئی اہل سنت بقائمی ہوش وحواس ایسا مشورہ نہین دے سکتا۔
(۶) مولانا نے حضرات اہل تشیع کو ایک تل برابر بھی نہین بڑھایا بلکہ اونکو رفض تک پہونچنے
اور بعض صحابہ پر کھلم کھلا تبرا کہنے کی اجازت دی۔

(۷) جب مولانا نے اہل سنت کو کہا کہ تم حضرت امیرؑ کو افضل صحابہ تسلیم کر لو تو گویا دوسرے الفاظ میں اونکو یہ کہا کہ تم شیعہ بن جاؤ۔

(۸) شیعوں کو جب یہ کہا کہ تم معاویہ (علیہ ما علیہ) صحابی آنحضرت کو کہلم کہلا برا کہو تو گویا اون کو تشیع سے گذر کر رفض ہونے اور تبرا کہنے کی کہلی اجازت دی۔

(۹) بڑا فرق صرف فضیلت کا ہے جب ہمکو یہ مشورہ دیا گیا کہ تم حضرت صدیق اکبرؓ پر حضرت علیؓ کو فضیلت دو تو گویا صاف لفظوں میں کہا گیا کہ تم شیعہ بن جاؤ اور لطف یہ کہ شیعونکو کہا کہ تم رافضی بن جاو۔

(۱۰) معاویہ نے اپنے عہد میں اشاعت اسلام کی وہ خدمت کی کہ جو حضرت امیرؑ بھی نہ کر سکے

(۱۱) غضب تو یہ ہے کہ آپنے اہل سنت بن کر ہمسے دغا کی اور ہمیں برا مشورہ دیا اور ایسے امور ہمارے سامنے کئے جنہیں ہم ضلالت جانتے ہیں۔

(۱۲) اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا قادیانی اور چکڑالی اور نیچری فرقوں کے اتفاق کو درجہ ثانیہ میں رکہتے ہیں۔

(۱۳) مولانا کو ان فرقوں کے اتفاق کی بالکل پروا نہیں کیوں صاحب جو جماعتیں ہزاروں کی تعداد میں ہوں اور کلمہ اسلام کا اقرار کرتی ہوں اونکو ایسی بے پرواہی سے فراموش کرنا حمیت اسلام کا تقاضا ہے۔

(۱۴) اگر آپ یہودیوں کو الگ رکہیں گے تو جسم بلا روح سے کیا کرینگے یہ لوگ مسلمانوں کی دنیوی بہی خواہی میں سب اسلامی فرقوں پر سبقت لے گئے ہیں۔

(۱۵) مولانا نے اس میں بھی صرف اہل سنت ہی کو لتاڑا ہے اور اونکے جنازے نا جائز قرار دئے ہیں اور اون کے مقابلہ میں اونکے مدمقابل حضرات شیعہ کو نہیں کہا۔

(۱۶) جو شخص ان نصائح پر عمل نہ کرے اوسکا تو جنازہ نا جائز لیکن جو شخص خلافت خلفاء ثلثہ سے انکار اور بالخصوص افضلیت جناب صدیق اکبرؓ سے انکار ...

حکم ہے اور جو شخص آنحضرتؐ کے کسی صحابی کو برا کہے یا برا کہنے کی اجازت دے اوس پر کیا فتویٰ انتہی مختصراً بالفاظہا۔

اب جوابات بطریق لف ونشر مرتب سنیئے۔

جواب اعتراض اول

(۱) معاویہ پر سب جن بزرگان دین نے کیا ہے اون کے اقوال حسب ذیل ہین

۱؎ قول جناب امیرؑ انہ شیطان ۱۲ نہایہ مجمع البحار

۲؎ قول قیس بن سعد بن عبادہ رضؓ لہ انت وثنی ابن وثنی دخلت فی الاسلام کرھا و خرجت منہ طوعا وانت عدو اللہ وحزبک حزب الشیطان ۱۲ ابن قتیبہ محدث تو بت پرست ہے اور بت پرست کا لڑکا زبردستی اسلام لایا خوشی سے اسلام سے نکل گیا تو دشمن خدا ہے اور تیرا گروہ گروہ شیطان ہے۔

۳؎ قول جاریہ بن قدامہ یا معاویۃ انت اھون علی اھلک اذ سموک معاویہ۔ ابن عساکر۔ کسقدر تو ذلیل ہے اپنے اہل پر کہ نام تیرا معویہ رکھا (بھونکنے والی کتیا)

۴؎ قول جناب امیرؑ فاتق اللہ یا معاویہ فی نفسک وجاذب الشیطان قیادک ۱۲ نہج البلاغہ۔ اسے معویہ خدا سے خوف کر۔ اور شیطان کی پیروی نہ کر۔

۵؎ قول محمد بن ابی بکر من محمد بن ابی بکر الی الغاوی معاویہ بن صخر انت اللعین ابن اللعین لم تزل انت و ابوک تبغیان علی رسول اللہ صلعم الغوائل وتجھدان فی اطفاء نور اللہ ۱۲ مروج الذہب مسعودی۔ گمراہ معویہ بن صخر کے نام ہے کہ تو لعین ہے ابن لعین۔ تو اور تیرا باپ ہمیشہ رسول اللہؐ کے درپے آزار رہا اور چاہتا تھا کہ نور خدا کو بجھا دے۔

۶؎ قول ابو ایوب انصاری عھد الینا ان نقاتل مع علی القاسطین فھذا وجھنا الیھم یعنی معاویہ واصحابہ ۱۲ ابن عساکر۔ عہد لیا ہمسے آنحضرتؐ نے کہ قتال کرین ہم علیؑ کے ساتھ قاسطین سے یہ ہے ہماری توجہ کرنے کی معاویہ واصحاب معویہ کی طرف۔

ک قول جناب امیر حزبنا حزب اللہ والفئۃ الباغیۃ حزب ابلیس ومن سوی بیننا وبین عدونا فلیس منا۔ ہمارا لشکر لشکر خدا ہے۔ اور فئۃ باغیہ (گروہ باغی) لشکر شیطان ہے جو ہم مین اور ہمارے دشمنون مین مساوات برابری کا قائل ہو وہ ہمسے نہین

ک قول ابن عباس القاسطون معاویہ واصحابہ ۱۲ بیہقی کہا ابن عباس نے کہ قاسطین معویہ اور اوسکے اصحاب ہین۔

ک قول جناب ممدوح قاتلوا من حاد اللہ ورسولہ وحاول ان یطفئ نور اللہ فقاتلوا الخاطئین الضالین القاسطین الذین لیسوا بقراء قرآن ولا فقہاء فی الدین ولا علماء فی التاویل ولا لہذا الامر باھل فی سابقۃ الاسلام واللہ لو ولوا علیکم لعملوا فیکم باعمال کسریٰ وھرقل ۱۲ ابن الاثیر

ک قول جناب ممدوح ان معاویۃ وعمرا وابن ابی معیط وحبیبا وابن ابی سرح والضحاک لیسوا باصحاب دین ولا قرآن انا اعرف بہم منکم قد صحبتہم اطفالا ثم رجالا فکانوا شر اطفال وشر رجال ۱۲ ابن الاثیر

ک قول جناب ممدوح بہ دخلت فی الاسلام کرھا وخرجت منہ طوعا ۱۲ نہج البلاغہ

ک قول جناب ممدوح لہ الذی لم یجعل لہ سابقۃ فی الدین ولا سلف صدق فی الاسلام طلیق ابن طلیق حزب من الاحزاب لم یزل حربا للہ ولرسولہ ھو وابوہ حتی دخلا فی الاسلام کارھین ۱۲ ابن اثیر

ک قول جناب ممدوح لہ سیروا الی قتلۃ المھاجرین والانصار قد طال ما سعوا فی اطفاء نور اللہ وحرضوا علی قتل رسول اللہ صلعم الا ان رسول اللہ صلعم امرنی بقتال القاسطین وھم ھولاء الذین سرنا الیھم ۱۲ مروج الذہب

۱۴ قول امام حسن علیہ السلام لمعاویۃ لو آثرت ان اقاتل احدا من اھل القبلۃ لبدأت بقتالک ۱۲ نیل الاوطار شوکانی

۱۵ وجہ معاویہ بسر بن ارطاۃ والضحاک بن قیس ورجلا من غامد وامرھم ان یسیروا فی البلاد فیقتلوا کل من وجدوہ من شیعۃ علی رض وان یغیروا علی سائر عمالہ ویقتلوا اصحابہ ولا یکفوا ایدیھم عن النساء والصبیان فانتھی بسر للمدینۃ فقتل بہا اناساً من اصحاب علی وھدم بہا دورا الی اخرہ ۱۲ ابو الفرج اصبہانی

۱۶ قول امام حسین لہ سبحان اللہ یا معاویہ لکانک لست من ھذہ الامۃ ولیسوا منک وانی واللہ ما اعرف افضل من جہادک ما اراک الا قد اوبقت نفسک واھلکت دینک ۱۲ ابن قتیبہ

۱۷ قول جناب امیر لبسر بن ارطاۃ ذروہ لعنہ اللہ ولقد کان معاویہ اولی بذلک منہ

۱۸ قول زیاد لمعاویہ العجب کل العجب من ابن آکلۃ الاکباد وراس النفاق

۱۹ قول عائشہ صدیقہ لمعاویہ رکبت الصلیعاء ۱۲ نہایہ

۲۰ قال ابو الفرج مات الحسن علیہ السلام شہیدا مسموما دس معاویہ الیہ الی سعد بن ابی وقاص حین اراد ان یعہد الی یزید ابنہ ۱۲ اصبہانی

۲۱ لما بلغ موت الحسن کبر فرحا بموتہ ۱۲ ابن جریر الطبری

۲۲ لما بلغ عائشۃ قتل محمد بن ابی بکر جزعت علیہ جزعا شدیدا وقنتت دبر الصلوۃ تدعو علی معاویۃ وعمرو۔

۲۳ لما بلغ عائشۃ قتلہ اشترکت مع اھل البیت تلعن معاویہ وحزبہ ۱۲ مروج

۲۴ [illegible] معاویہ [illegible] سب علیاً وابن عباس والحسن والحسین و

الاشتر ۱۲ ابن اثیر

وقال النبیؐ من سب علیاً فقد سبنی وساب النبی صلعم ملعون بالاتفاق

۲۵ لما مات الحسن بن علی دخل معاویہ المدینۃ واراد ان یلعن علیاً

علی منبر رسول اللہ صلعم ۱۲ ابن عبد ربہ فی العقد۔

۲۶ کان معاویہ یقنت فیقول اللھم ان ابا تراب الحد فی دینک وصد عن

سبیلک فالعنہ لعنا وبیلا وعذبہ عذابا الیما وکتب بذلک الی الافاق

فکانت ھذہ الکلمات یشاد بہا علی المنابر الی ایام عمر بن عبد العزیز ۱۲ الجاحظ او السیوطی

۲۷ وکتب معاویہ الی عمالہ بعد عام الجماعۃ ان برئت الذمۃ ممن روی

شیئاً من فضل ابی تراب واھل بیتہ فقامت الخطباء فی کل کورۃ وعلی

کل منبر یلعنون علیاً ویبرأون منہ ویقعون فیہ وفی اھل بیتہ

۱۲ المدائنی فی کتاب الاحداث

۲۸ امر معاویہ حجر بن عدی ان یقوم فی الناس فیلعن علیاً ۱۲ کامل

۲۹ استعمل معاویہ علی المدینۃ مروان فکان لا یدع سب علی علی المنبر

کل جمعۃ تنفید الاوامر امرہ ۱۲ الکامل وابن حجر مکی

۳۰ وولی معاویۃ بسر بن ارطاۃ فکان یشتم علیا علی المنبر ۱۲ مروج الذہب

۳۱ ذکر عند معاویہ قتل ابن الاشرف فقال بنیا مین کان قتلہ غدراً فقال

محمد بن مسلمۃ یا معاویۃ ایغدر عند رسول اللہ صلعم ثم لا تنکر واللہ

لا یظلنی وایاک سقف بیت ابدا ۱۲ ابن تیمیہ فی الصارم المسلول

۳۲ ذکر عند معاویہ موت الامام الحسن فقال رجل جمرۃ اطفاءھا اللہ

فسکت معاویہ ولم ینکر علیہ ۱۲ ابو داؤد

۳۳ قول سمرۃ بن جندب لعن اللہ معاویہ واللہ لو اطعت اللہ لما

الصعت معاویہ ماحذ بنی ابدا ۱۲ محمد بن جریر الطبری بسندہ و ابن اثیر

۲۳ ان عمرو بن العاص صعد للمنبر فوقع فی علی ثم صعد الحسن فحمد اللہ و اثنی علیہ ثم قال انشدکما اللہ یا عمرو یا مغیرہ ان رسول اللہ صلعم لعن السائق والقائد (ھما ابو سفیان و معاویہ) ابن حجر مکی

۲۴ کان علی بن ابیطالب اذا صلی الغداۃ تقنت فیقول اللعن معاویہ و عمروا و ابا الاعور و حبیبا و عبد الرحمان بن خالد والضحاک بن یزید والولید ابن اثیر

۲۵ کان یقول علی فی قنوتہ اللھم علیک بمعاویۃ واشیاعہ و عمرو بن العاص واشیاعہ وابی الاعور السلمی واشیاعہ و عبد اللہ بن قیس واشیاعہ ۱۲ ابن ابی شیبہ

۲۶ قال علی علی منبر الکوفۃ الا لعن اللہ الافجرین من قریش بنی امیہ وبنی المغیرہ ابن عساکر

۲۷ قال الحسن البصری اربع خصال فی معاویہ لو لم تکن فیہ الا واحدۃ منھا لکانت موبقۃ ۱۲ کامل

۲۸ قال الشعبی انہ کان کالنحل الطب ۱۲ نہایہ و مجمع

۲۹ قال التفتازانی سب علی و ھرب معاویہ اشتقاق معاویہ من ... الکلب اذا صاح ۱۲ مطول و مختصر

۳۰ انہ کان قبل المصالحۃ باغیا جائرا و مثلہ عنہ الدین والسنۃ ...

یہ مشتے نمونہ از خروارے چند اقوال صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین نقل ... کیا یہ لوگ بقول شائی صاحب سنی نہ تھے جو انہوں نے سب و شتم ... علی رو ...

جواب اعتراض دوم

آپ کی تحقیق علمی اور شرعی کا کیا کہنا سبحان اللہ ابھی حضرت تعزیہ تو شبیہ ...

ذبیحتنا فذلک المسلم اس حدیث مین آپ اتنا اور بڑھا دیجئے فضل ابابکر علی علی آپ
امام الحرمین کا قول ملاحظہ فرمائے کہ مسئلہ تفضیل شیخین کچھ اصول اسلام مین سے نہین ہے عبد اللہ
بن مسعود رض کو آپ مسلمان سمجھتے ہین یا نہ اور کچھ انہون نے فرمایا ہے نقول افضل اہل المدینہ
علی بن ابیطالب لطف خاص یہ ہے کہ جناب آپ خود ہی تحریر فرماتے ہین کہ وہ مسلمان بلکہ افضل کہوا
اسلام فرماتے ہین اور اونکی حمایت اور ہمدردی کی ترغیب دیتے ہین اور یہان صرف تفضیل
امیر المومنین کو باعث نابودی و مفقودی اسلام خیال کرتے ہین حالانکہ تیرہ خدا کے قائل نہ ہین نہ
رسول کے نہ شریعت کے وہ تو آپکے نزدیک پکے مسلمان اور واجب التایید ہین اور بیچارے
تفضیلیہ اسلام سے خارج بلکہ اسلام کے نابود کرنیوالے ہوئے آپکی [illegible] یہان تک بیان کیجاتی
ہے کہ ائمہ حدیث مین سے عبد الرزاق اور حاکم اور نسائی وغیرہم سب مفضلین جناب امیر ہین
تھے لیکن کسی نے انکو بالاتفاق ائمہ دین سمجھا ہے نہ خارج از دین لاحول ولا قوۃ الا باللہ امام
شوکانی پہلے خود زیدی تھے اور نیل مین کتب زیدیہ سے سیکڑون نقول کرتے ہین حالانکہ زیدی
سب تفضیل جناب مرتضوی کے قائل ہین۔ اسکے علاوہ مین آپ سے یہ پوچھتا ہون کہ آپ
اپنی تئین محمدی اور اہلحدیث کہتے ہین جیسے آپنے اپ اور انہون نے [illegible] بھی اپنا لقب
محمدی تحریر فرمایا ہے محمدی اور اہلحدیث ہو کر آپ اہل کلام اور اقوال رجال کے مقلد ہوئے جاتے
ہین چنانچہ خاتمہ رسالہ مین تحریر فرماتے ہین اور اونکے علم کلام و عقائد کی کتابین جناب شاہ
اہلحدیث تو اہل کلام سے سخت بیزار ہین امام شافعی تو اونکو زندیق فرماتے ہین اور تعجب یہ ہے کہ
آپ صفات مین تو اہل کلام سے سخت مخالف ہین اور اونکو گمراہ جانتے ہین اور مسئلہ تفضیل
اونکا اتباع ضروری سمجھتے ہین معلوم ہوا آپ [illegible] جہان چاہا تقلید کو چھوڑ دیا اور جہان
چاہا پھر چاہ تقلید مین گر پڑے جناب والا قرآن اور حدیث سے اگر آپ بسند صحیح تفضیل ابوبکر
بر علی ثابت کر دیجئے تو ساری عمر اپکا ممنون ہونگے آپ اپنے امام امام الحرمین کا قول
کیون نہین دیکھتے فرماتے ہین لم یقطع بدلیل قطعی علی افضلیۃ الخلفاء [illegible] بعضہم
[illegible] مسئلہ [illegible] اپ حدیث صحیح پر کیون نظر نہین فرماتے انت منی بمنزلۃ
ہارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی جس سے فضیلت جناب امیر تمام صحابہ پر مخفی نہین ہے

جواب اعتراض بست وششم معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کے ہوش وحواس تو بدستور بفضلہ تعالی قائم ہیں اور آپ ہی خود بے حواس ہو رہے ہیں کہ ایسی بہکی بہکی تحریرات کر رہے ہیں۔

جواب اعتراض بست وہفتم مولانا نے تو حضرات اہل تشیع اور حضرات اہل سنت دونوں کو الفاظ اور معلومات بتلانا چاہیے تھا اور بتلا دیا اور رفض معنی سب شیخین اور عثمان اور عائشہ صدیقہ سے باز رہنے کیلئے حضرات شیعہ کو صلاح دی البتہ معاویہ کے نسبت انکو اپنے حال پر چھوڑ دیا کیونکہ معاویہ کی حمایت اور پشتی کی ایسی حالت میں جب صحابہ یکبارگی توہین کی باعث ہو ہمکو ضرورت نہیں ہے اور آپ جو سب معاویہ کو رفض قرار دیتے ہیں تو یہ آپ کی خوش فہمی ہے اگر سب اور بغض معاویہ رفض ہو تو معاذ اللہ جناب امیر اور حضرت عائشہ اور امام حسن اور قیس بن سعد وغیرہم کبراے صحابہ رافضی ٹھہرتے ہیں اور افسوس اس امر پر ہے کہ معاویہ جو ساری عمر سب امیر المومنین کرتے رہے اور سب خلفا کو منابر پر اس سب کا حکم دیتے رہے وہ تو رافضی قرار نہ پائیں بلکہ حضرت اور رضی عنہ کے مستحق ہوں اور ہم ایسے ساب خیر الاصحاب کے سب میں رافضی اور مستوجب عتاب ہوں ان ہذا لشئی عجاب۔

جواب اعتراض بست وہشتم یہ ف جناب امیر کو افضل صحابہ کہنا باعث ملامت ہے اور نہ موجب خروج از مذہب اہل سنت ہے عبد اللہ بن مسعود رض اور زبیر وغیرہ بہت ائمہ حدیث اس تفضیل کے قائل ہیں اور یہ تشیع تو تمھارے اسلاف میں معیوب ہے نہ کہ اہل حدیث لوگ شیعہ اولی اور شیعہ علی ہیں اور آپ ایسے فرماتے ہیں تو شیعہ معاویہ ہو رہے ہو یا سرو کار تمھ یزید ہوں مما اعلن وانا بری مما تعملون

جواب اعتراض بست ونہم معلوم نہیں آپ شدت بے حواسی میں کیا فرما رہے ہیں ارے بھائی شیعہ تو اول ہی سے معاویہ کو کیا بلکہ خلفاء ثلثہ اور اکثر صحابہ کو برا کہہ رہے ہیں اور انکو ناصب و ظالم جانتے ہیں بنے اونکو اس سب کی اجازت نہیں دی بلکہ سب شیخین اور ما جلا سے صحابہ کو روک دیا اور معاویہ کی نسبت اونکو اپنے حال پر چھوڑ دیا آمین لیا گناہ ہوا یہ تو فرمائیے کہ بنی امیہ کی مدت دراز تک جناب امیر کو موجودگی ہزار با صحابہ اور تابعین برا کہا گئے اور رو خانہ ہوئے تو کیا وہ سب داعی الی الرفض ٹھہرے یہ اعتراض تو آپ کا اوسوقت درست تھا جب یہ

سے وہ معاویہ کے ثناخوان اور مداح ہوتے اور ہمارا فتوی معاویہ کے سب وشتم کی بابت یہ ہے
اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ صحابہ سے کف لسان کیا جانے نہ کہ کف ہمہ جو کوئی بے ادبی کریگا وہ اوسکے
کے نامۂ اعمال میں لکھا جائیگا اور اپنے کیے کی جزا سزا پائیگا۔

جواب اعتراض نہم آپ صریح خطا میں مبتلا ہیں یہ فرق صحت اور عدم صحت خلافت کا ہے
اہل سنت خلفاء ثلثہ کی خلافت کو صحیح جانتے ہیں اور شیعہ اوسکو غیر صحیح باقی افضلیت یہ ایک جدا مسئلہ
ہے اور یہی وجہ ہے کہ اہل سنت نے خلافت مفضول بوجود فاضل جائز رکھی ہے نہ اوسکو علیحدہ
نہیں ہے کہ ایک جماعت اہل سنت تفضیل علی بر عثمان کی قائل ہے گو خلافت عثمان کو صحیح جانتی
ہے اور اگر آپکے نزدیک صحت خلافت افضلیت پر مبنی ہو تو پھر معاویہ کی خلافت جو مرحوم
بعض اہل سنت ہے محض باطل ہوئی کیا امام حسن اور سعد بن ابی وقاص اور امام حسین
اور عبد اللہ بن عباس وغیرہم معاویہ سے بدرجات افضل تھے۔

جواب اعتراض دہم ہو تو عین نصب اور خروج ہے معاویہ نے کونسی اشاعت اسلام کی ہاں
البتہ ستر ہزار صحابہ اور تابعین کو شہید کرا کر اسلام کو تباہ کر دیا کہ ستر صحابہ کو بلا قصور بسر قتل کیا
امام حسن کو زہر دلوایا آپکی وفات پر خوشی کی بیت المال کے اموال کو اپنے عیش وعشرت
اور خورد ونوش میں خوب اوڑایا الا الشیخ بعد بطنہ کا ظہور ہوا برخلاف جناب حیدر کرار کے
آپنے بڑے بڑے سرکش پہلوانان کفار کو نیچا دکھلایا اعداء رسول اللہ کو جہنم پہونچایا ایسا حسب کہ
معاویہ کا اون کے پدر بزرگوار نے قتل کیا عمرو بن عبدود کو ابوسفیان نے مارا خیبر کا دروازہ
شاید ہندہ مادر معاویہ نے اوکھاڑا برین عقل ودانش بباید گریست
آپکو یہ دہوکا شاید اس وجہ سے ہوا کہ معاویہ نے قسطنطنیہ پر لشکر کشی کی تھی تو یہ بات جو لشکر کشی بھی
محققین اہل تواریخ کے نزدیک خلافت عثمان میں ہوئی تھی نہ امارت معاویہ میں البتہ معاویہ
کو اگر آپ حیدر کرار سے افضل سمجھیں تو اس روایت کے روسے ہوسکتا ہے کہ ذکر کیا محدث
ابن قتیبہ انہ قال لعثمان اما ذنب علی غضب اجماع ہولاء القوم فقال من ہم قال
علی وطلحہ والزبیر فقال سبحان اللہ اقتل اصحاب رسول اللہ صلعم بے شک قاتل طلحہ
او زبیر اسد قاتل جناب امیر اور اجلائے صحابہ اب ہم کا ہم پایہ ہوسکتا ہے بہلا اگر آپ معاویہ کو

جناب حیدر کرار سے افضل جانتے ہین جیسے آپکے برادر جانی یا ایمانی مولوی ثناء اللہ صاحب کی
عبارت سے صریح ہے فرماتے ہین (اہل سنت نے جس کسی کو جیسا مانا ہے اوسکے اسلامی خدمات
کے لحاظ سے ٹھیک مانا ہے) اور آپ یہ فرماتے ہین کہ معاویہ نے اپنے عہد مین اشاعت اسلام حضرت
امیر سے بھی زیادہ کی اسکا صاف نتیجہ یہ ہے کہ معاویہ بلحاظ مزید خدمات جناب حیدر کرار سے بڑھکر ہین
تو اب بسم اللہ تم آپ بیٹھکر سر کھولکر درگاہ قاضی الحاجات یون دعا کرین مین تو یہ دعا کرون یا
اللہ یہ احشر حیدر کرار کے اتباع اور جنود مین ہو اور آپ یون دعا فرمائے کہ آپکا حشر اتباع اور جنود
معاویہ مین ہو آمین یارب العالمین

جواب یازدہم مولانا نے تو جناب کسی کو دغا نہین دی نہ اونکی نیت دنیا طلبی یا عزوجاہ کی ہے
جو کام وہ کرتے ہین وہ محض خلوص اور خیرخواہی اسلام اور مسلمین کیلئے حیرت ہے ہمکو جہانتک معلوم
ہے مولانا نے نہ تو آپ سے کوئی منفعت دنیوی حاصل کی نہ آپکے خاندان مین کوئی پیغام دیا پھر یہ
دغا دینا کیا معنی کچھ سمجھ مین نہین آتا آپ جن امور کو ضلالت سمجھتے ہین وہ عین ہدایت اور مصلحت
ہین جیسے اوپر گذر چکا۔

جواب اعتراض دوازدہم قادیانی اور نیچری اور چکڑالی فرقون کی نسبت مولانا نے یہ لکھا تھا کہ
بالفعل اون سے قطع نظر کیجائے لیکن کاپی نویس نے پیسہ اخبار مین لفظ بالفعل کو بالکل کر دیا ہو
اسی وجہ یہ تھی کہ ہر ایک کام تدریج اچھا ہوتا ہے پہلے شیعہ اور سنی کو ملانا اور اونہی کی ملاپ کی فکر کرنا
مقتضائے عقل اور دوراندیشی ہے مطلب بالکل فوت بالکل اسکے علاوہ مولانا کا یہ مطلب ہرگز نہین تھا
کہ دوسرے فرق اسلامیہ کی بالکل فکر نہ کیجائے البتہ شیعون اور سنیون کے مقابلہ مین وہ ثانیہ ہین
جن کا خود انکو بھی اقرار ہے اور ایک وجہ ان فرقون سے بالفعل قطع نظر کرنے کی یہ ہے کہ قادیانی
متنبی نے اپنے متبعین کو یہ ہدایت کر دی ہے کہ وہ عام مسلمانون کی اقتدا نہ کرین بلکہ اونکو کافر سمجھین
اور چکڑالی نیچری اونکا احادیث و ائمہ اسلام سے خارج ہین اسیطرح نیچری بھی جو منکر خدا و رسول اور
منکر اصول اسلام ہین۔

جواب اعتراض سیزدہم اگر یہ فرقہ بازون کی تعداد مین ہین تو سنی شیعہ کروڑون کی تعداد
کروڑ کے سامنے انکی کیا حقیقت ہے پہلے سواد اعظم کی فکر لازم ہے اسکے علاوہ یہ محض آپ کا

دروغ بے فروغ ہے چکڑالیون کی تعداد سیکڑون تک بھی نہین پہونچی چہ جائیکہ ہزارون تک

جواب اعتراض چہاردہم یہ سارا اعتراض آپکی سوء فہمی اور ناواقفی پر مبنی ہے مہربان من نیچری وہ شخص ہے جو نہ خدا کو مانے نہ رسول کو نہ قیامت کو نہ ملائکہ کو غرض اصول اسلام کا منکر ہو آپ جو علیگڈہی جماعت کو نیچری سمجھے ہوئے ہین یہ آپکی غلطی ہے علیگڈہی جماعت کے لوگ عقائد مین سرسید کے پیرو نہین ہین۔

چنانچہ نواب وقار الملک بہادر سکرٹری کالج علیگڈہ پابند صوم وصلوۃ اور نہایت پرہیزگار اور متبع شرع جلیل مین ہین مولانا نے تو خود مسلم یونیورسٹی مین سب سے پہلے چندہ دیا ہے اور اوسکی اعانت کیلئے تمام اہلحدیث کو ہدایت فرمائی ہے چنانچہ پیسہ اخبار وغیرہ سے آپکو معلوم ہوا ہوگا آپکا یہ فرمانا کہ نیچری روح ہین اور تمام مسلمان جسم بے روح کس قدر تعجب خیز ہے ایک شخص اہلحدیث ہونیکا مدعی ہو اور صرف تفضیل مرتضوی پر اوسکو اتنا غصہ آتا ہو کہ پناہ بخدا لیکن وہ نیچریت اور الحاد کا مداح ہو۔

گر مسلمانی ہمین است کہ ابراہیم نمود ۔۔۔ وائے گر در پے امروز بود فردا ئے

اپنے تئین آپ محمدی بھی فرماتے ہین علاوہ اشداء علی الکفار کو طاق نسیان پر رکھتے ہین قل ان کان ابناء کم اور لایوادون من حاد اللہ ورسولہ کو بالکل فراموش کردیا ہے دنیاوی ترقی اور اصلاح افساد دین کے مقابل کیا وقعت رکھتی ہے فانظر بنات الذین قل ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا۔ اہلحدیث علماء ایسی تحریرات باعث گریہ کا ہین فلیبک علی الاسلام من کان باکیا۔

جواب اعتراض پانزدہم مولانا نے جو شیعون مین مقلد اور غیر مقلد کا ذکر نہین کیا اسکی وجہ بیان یہ ہے کہ حضرات شیعہ اخباری لوگون کو برا نہین سمجھتے اور ما اون مین یہ نزاع نہین ہے بخلاف اہل سنت کے۔ اور جنازہ خارق جماعت پر نماز نہ پڑھنا بطور تشریع نہ تھا بلکہ تہدیدا بلحاظ مصلحت مولانا نے ایسا الہام تاکہ فساد ڈالنے والے اور جماعت توڑنیوالے ڈر کر اس قسم کی حرکات سے جن سے نفاق اور شقاق پیدا ہو احتراز کرین۔

جواب اعتراض شانزدہم صلوا علی من قال لا الٰہ الا اللہ صلوا علی کل بر و فاجر پر ہمارا عمل ہے اور مولانا کا بھی یہی مسلک ہے جو شخص افضلیت جناب ابوبکر صدیق سے انکار کرے وہ کافر نہیں ہے بلکہ مسلمان اور اہل قبلہ ہے اسی طرح جو معاویہ کا سب و شتم کرے وہ بھی مسلمان ہے اس کا ثبوت اوپر گذر چکا۔ وفی ذلک کفایۃ لاہل النہٰی

راقم بندہ حافظ غلام حلیم انصاری سنی المذہب نقشبندی حنفی۔ شد سنہ

اسرار قرآنی

الحمد للہ کہ اہلسنت کے عقائد قرآن کی بدولت روز بروز اہل رہے ہیں۔ جو درحقیقت منوص الشمس سے ہیں کیونکہ الشمس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے

تہذیب الاخلاق جو یادگار سید احمد خانصاحب دفتر وکیل امرتسر سے شایع ہوا ہے اوسکے چند فقرات قابل قدر ہیں۔

(۱) خود اڈیٹر صاحب لکھتے ہیں خود قرآن مجید سے ثابت ہے کہ یہ آسمانی کتاب عہد رسول میں مرتب ہو چکی تھی (مگر افسوس کسی آیت کا پتہ نہ دیا) حالانکہ آیت ان علینا جمعہ وقرآنہ مستقبل کی خبر دیتی ہے لیکن احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ ایسا بھی ہے جو اس رائے کو غلط بتاتا ہے اور ایسی روایتیں پیش کرتا ہے جنکا مطلب یہ ہے کہ رسول خدا کے بعد بھی بہت دنوں تک یہ مقدس کتاب غیر مرتب رہی اور ترتیب دیتے وقت اسمین حذف و اصلاح بھی ہوئی فقرات خط کشیدہ خصوصاً قابل غور ہیں۔ کیونکہ اڈیٹر النجم بھی مناظرہ شیعہ و سنی میں لکھ چکے ہیں کہ اہلسنت یہ تو مانتے ہیں کہ قرآن جسقدر اوترا تھا وہ کل نہیں ہے اسلئے حذف و اصلاح میں کیا عذر ہے —

(۲) پھر لکھتے ہیں شیعہ وہ فرقہ ہے جو خلفاء ثلثہ کو سرے سے نعوذ باللہ کافر سمجھتا ہے اور انکے ہاتھ سے جو کام انجام پایا ہو اسپر کبھی اعتماد نہیں کرتا (ملخصاً صفحہ ۷۶) اسلئے کہ خلفاء راشدین کے ماننے نہ ماننے پر اسلام کا انحصار نہیں ہے اصولاً یہ دونو فرقے ایک ہیں اور جیسا کہ ناظرین آگے کے نمبر میں ملاحظہ فرمائینگے۔ اصل اسلام یعنی قرآن کے ماننے اور اسکے عمل ہونے پر دونوں میں کسی کو اختلاف نہیں !!

تو اب اڈیٹر النجم غور کریں جو مناظرہ شیعہ و سنی میں ہشت جگہ پر شاہ صاحب کے رسالے کے معنی بدل کر لکھ گئے ہیں کہ شیعہ قرآن کو نہیں مانتے۔ حالانکہ خود اپنے مناظرہ طولانی میں لکھ چکے ہیں موضوع شواہد ہیں اصول بحثہ فی

ہمین مسلم ہوچکا ہو کہ اصول شریعت بھی چار ہین۔ قرآن مجید۔ قول معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام اجماع مجتہدین قیاس مجتہدین۔ جس سے قرآن کا اصل شریعت ہونا باتفاق فریقین بقول اڈیٹر صاحب ثابت ہوا مسور رمضان کو یہ بھی لکھ چکے ہین ہمارے تمہارے درمیان مین جسقدر اختلافات ہین ان سب کا اصل اصول یہی ہے کہ تم صحابہ کو نہین مانتے ہم مانتے ہین اسکے سوا اور کچھ نہین ہے تو لیا اس سے اڈیٹر صاحب کا یہ دعویٰ نہین غلط ہوا کہ شیعہ قرآن کو نہین مانتے۔ حالانکہ راست اڈیٹر دلیل معلوم ہوچکی "خلفائے راشدین کے ماننے نہ ماننے پر اسلام کا انحصار نہین ہے"

(۳) مولوی شبلی صاحب لکھتے ہین "یہ بھی مسلم ہو کہ حضرت علیؑ نے قرآن مجید مرتب کیا تھا جس کی ترتیب بالکل مختلف تھی جو سینوں مین سے طبرانی اور بیہقی وغیرہ محدثین نے یہ روایتین نقل کین جیسا کہ اوپر نقل ہوچکین کہ بعض سورتین قرآن مجید سے نکل گئین اور بعض سورتوں کی بہت سی آیتین جاتی رہین"

یہ تو کھلا ہوا حق کہ تحریف قرآن کا خود بخود اقرار کیا ہے

(۴) مولوی شبلی صاحب لکھتے ہین مصاحف کے اس اختلاف اور بعض غیر مستند روایتوں سے جو بڑی بڑی کتابون مین مذکور ہین لوگون کو یہ شبہہ ہوا ہے کہ قرآن مجید بھی توراۃ اور انجیل کی طرح بہت کچھ بدل گیا" لہٰذا یہ خیالات نکلے ہین۔ کسکو شبہہ ہو رہا ہے سنی کو یا شیعہ کو

مولوی شبلی صاحب کی یہ تحریر ایسی ہو کہ اسپر ایک نظر غائر کی ضرورت ہو انشاء اللہ بہت جلد مفصل بحث کیجائیگی ضرورت لعنت اگرچہ جب خلیفہ دوم کو بھی اہلسنت سے ایک ہو اسوقت سے ارادہ تھا کہ جھوٹی جھوٹی لعنتون کو موقوف کردین مگر اڈیٹر النجم کی مہربانی مجبور کرتی ہو کہ وہ سلسلہ موقوف نہ ہونے پاوے۔

۲۰ جمادی الثانی۔

تنقید بخاری کا جواب ایڈیٹر اصلاح کو تنقید بخاری پر ٹرانا تھا النجم نے اس زمانہ میں خاک مین ملا کر پھر اولٹ کر جواب دینے کی جرات آجتک نہ ہوئی یہ سلسلہ کئی پرچون مین ختم ہوا۔ لکھتے اسپر یہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا کہا جائے حالانکہ الشمس جلد اول مین نہایت متانت سے بعنوان نقد التنقید جواب ہو چکا ہے تو ایسی حالت مین اڈیٹر صاحب کا یہ لکھنا "پھر اولٹ کر جواب دینے کی جرأت آجتک نہ ہوئی" کیونکر نہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہنے پر مجبور کرے۔

اہلسنت اگر اس جلد الشمس کو طلب کرین تو بیگانے دام کو صرف پر مل سکتی ہے کہ اڈیٹر صاحب کی تکذیب مین ہوسکو مشتہر کرین

ذکر چکا ہوں اور اسی روایت کے بارے میں امام رازی بھی تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۷۸۳ میں تحریر فرماتے ہیں واعلم ان ھذہ الروایۃ کالمتفق علی صحتہا بین اہل التفسیر والحدیث ترجمہ یہ سمجھ لو کہ اس روایت کی صحت پر تمام اہل تفسیر و حدیث کا گویا اتفاق ہے

۹ ابن جریر حاکم اور ابن مردویہ نے سعد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ پر وحی نازل ہوئی تو آپ نے حضرت علی اور جناب فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹوں کو اپنے کپڑے کے نیچے کر لیا۔ اور عرض کی خداوندا یہی میرے اہل اور اہلبیت ہیں

۱۰ ابن ابی شیبہ۔ احمد۔ ابن جریر۔ ابن منذر۔ ابن ابی حاتم طبرانی اور حاکم نے تصحیح کر کے اور بیہقی نے اپنے سنن میں واثلہ بن اسقع سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ حضرت فاطمہ کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ امام حسن و حسین اور حضرت علی بھی تھے یہانتک کہ اندر گئے اور علی و فاطمہ کو پاس بلا کر اپنے سامنے بٹھایا اور امام حسن و حسین کو بلایا اور اپنے زانوں پر بٹھایا۔ پھر ان سب پر ایک کپڑہ لپیٹ دیا۔ اور میں اون کے پیچھے تھا پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس الایہ

۱۱ ابن ابی شیبہ۔ احمد۔ اور ترمذی نے بطریق حسن اور ابن جریر ابن منذر۔ طبرانی اور حاکم نے صحیح کہکر اور ابن مردویہ نے انس ابن مالک سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ حضرت فاطمہ کے دروازے پر سے نماز صبح کیواسطے گذرتے تھے تو فرماتے الصلوۃ یا اہل البیت الصلوۃ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس ویطہرکم تطہیرا ترجمہ۔ ای اہلبیت نماز کیلیے آمادہ ہو جاؤ۔ خدا تو بس یہی چاہتا ہے کہ تمسے برائی کو دفعہ رکھے اور تم کو ایسی طرح پاک و پاکیزہ رکھے۔

۱۲ ترمذی طبرانی۔ ابن مردویہ۔ ابو نعیم اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ خدا نے مخلوقات کی دو قسمیں کیں اور مجھے اچھے قسم میں قرار دیا

اور اسی کی طرف اشارہ ہے اصحاب الیمین و اصحاب الشمال میں تو میں اصحاب یمین سے ہوں اور
ان میں سب سے بہتر ہوں۔ پھر دونوں کی تین قسمیں بنائیں۔ اور میں تینوں میں بہتر ہوں
اور اسی کا اشارہ خدا کے قول فاصحاب المیمنۃ ما اصحاب المیمنۃ و اصحاب المشئمۃ ما
اصحاب المشئمۃ والسابقون السابقون میں ہے تو میں سابقین میں ہوں اور ان میں بھی
سب سے بہتر ہوں پھر ان تینوں قسموں کے چند قبیلے بنائے اور مجھ سب سے بہتر قبیلہ میں
بنایا اور یہی مطلب ہے قول خدا وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ
اتقاکم۔ کا تو میں تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور معزز ہوں اور پھر کوئی فخر
نہیں۔ پھر قبیلوں کے گھر بنائے۔ تو مجھے سب سے بہتر گھر میں قرار دیا اور اسی
کی تشریح ہے قول خدا انما یرید اللہ لیذہب الخ۔ تو میں اہلبیت تمام گناہوں سے پاک ہیں
اس حدیث میں اگرچہ رسول اللہ نے تصریح نہیں فرمائی کہ آپ کے اہلبیت کون ہیں مگر اشارۃً
فرما دیا اور [illegible] اشارہ ابلغ من التصریح سو اگر آپ نے فرمایا میں اور میرے اہلبیت
[illegible] اور یہ بہت واضح ہے کہ ازواج نبی میں کوئی عورت بھی معصومہ
نہ تھی اور ازواج نے عصمت کا کوئی دعویٰ [illegible] خصوصاً حضرت عائشہ نے وقرن فی بیوتکن کے
خلاف کیا اور وہ بھی چھپے نہیں علانیہ عالم آشکارا ہیں جس سے تاریخ کے صفحات بھرے
پڑے ہیں۔ اور جنگ جمل اس کی تفصیل خاص کا گواہ ہے۔ اسی بنا پر قول ابی شیبہ ابن سعد عبد اللہ
ابن احمد اور ابن منذر نے روایت کی ہے جب حضرت عائشہ اس آیت وقرن فی
بیوتکن کو پڑھتی تھیں تو (کچھ یاد کر کے) اس قدر روتی تھیں کہ ان کی چادر آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی
دیکھو درمنثور جلد ۵ صفحہ ۱۹۶۔

۴۱ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے قول خدا انما یرید اللہ الآیہ کی تفسیر میں روایت
کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اہلبیت وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے ہر برائی سے پاک کیا ہے اور اپنی رحمت سے
مخصوص کیا ہے۔

۴۲ ضحاک بن مزاحم سے روایت ہے کہ رسول اللہ فرماتے تھے کہ ہم نبوت کے درخت اور ایسے
گھرانے والے ہیں جس کو خدا نے پاک و پاکیزہ رکھا ہے اور رسالت اور فرشتوں کے

آمد و رفت اہل بیت رحمت کا گھر ہے۔ علم کی کان ہے۔ ان دونوں حدیثوں میں بھی
اہل بیت سے ازواج نبی مقصود نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ تمام کمالات جو انکی پاک ہونیکی
شان کے اسمیں بھی سب اوصاف ازواج خالی ہیں۔ فتامل

۱۵ ابن مردویہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت علی اور جناب
فاطمہ ایک گھر میں رہنے لگی تو مہینہ بھر تک صبح کو حضرت رسالت مآب اون کے دروازے پر
آکر فرماتے تھے السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ نماز کیواسطے
آمادہ ہو جاؤ خدا تمپر رحم فرمائے خدا تو بس یہی چاہتا ہے کہ اے اہلبیت تم سے برائی کو
دور رکھے اور اچھی طرح پاک و پاکیزہ رکھے تم جس کو دشمن رکھو اوس کا میں دشمن ہوں
اور تم جس کو دوست رکھو اوسکا میں دوست ہوں۔

۱۶ ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابو الحمرا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں مدینہ میں حضرت
رسول کی خدمت میں آٹھ مہینے رہا۔ اور جب آپ نماز صبح کیواسطے نکلتے تھے تو حضرت علی کے
دروازے پر ضرور آتے تھے اور اپنے دونوں ہاتھ دروازے کے دونوں جانب رکھ کر
فرماتے تھے۔ اے اہلبیت نماز کیواسطے آمادہ ہو جاؤ۔ اسکے بعد آیت انما
یرید اللہ الآیہ کی تلاوت فرماتے تھے۔

۱۷ ابن مردویہ نے ابن عباس سے حدیث کی ہے کہ نو مہینے تک رسول اللہ کو دیکھا
کہ آپ روزانہ ہر نماز کیوقت حضرت علی ابن ابیطالب کے دروازہ پر آکر فرماتے تھے السلام
علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اہل البیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم
الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا۔ الصلوٰۃ (نماز کیلئے تیار ہوجاؤ)
رحمکم اللہ۔ اسی طرح روزانہ پانچ مرتبہ فرماتے تھے

۱۹ جامع صحیح مسلم۔ صحیح ترمذی۔ اور ابن منذر و حاکم بیہقی نے سعد
بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت قل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم
الآیہ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین کو بلایا اور ارشاد
خدا سے عرض کی خداوندا یہ لوگ میرے اہلبیت ہیں۔

۴ یہ حضرات تمام گناہوں سے پاک و پاکیزہ اور معصوم ہیں
۵ اس کے راوی اول حضرت ام سلمہ (جن کے گھر کا ہونا خود دیکھ کر شہادت دی)
ابوسعید خدری حضرت عائشہ سعد واثلہ بن اسقع انس بن مالک ابن عباس۔
قتادہ ضحاک ابن مزاحم ابو الحمراء سعد بن ابی وقاص عمر ابن ابی سلمہ جیسے صحابی ہیں۔
اور علمائے اہلسنت سے ابن جریر طبری ابن منذر ابن ابی حاتم طبرانی ابن مردویہ خطیب
بغدادی جامع صحیح ترمذی بیہقی ابن ابی شیبہ۔ امام احمد ابن حنبل جامع صحیح مسلم حاکم
اور حافظ ابو نعیم ہیں جس سے اس روایت کے متواتر المعنے ہونے میں شک نہیں ہوسکتا
۶ یہ آیت حضرت ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی اور وہ بی بی صاحبہ موجود تھیں پر ہم نہ تھیں
مخاطب یا کسی اور کا یہ کہنا کہ سیاق عبارت ازواج کی تخصیص پر دلالت کرتا ہے اہلبیت
مراد ہونے پر دلالت کرتا ہے بالکل غلط ہے کیونکہ وہ آیات جن میں ازواج نبی سے براہ راست
خطاب ہے اور ان کی شان نزول ہی کچھ اور ہے۔ اور اس کی کچھ اور۔ اس کے علاوہ ان
آیات اور آیہ تطہیر کے نزول کا وقت بھی ایک نہیں ہے بلکہ دو جدا ہیں دونوں کے
نزول کی علحدہ علحدہ ہیں موقع بھی ان آیات کا کچھ اور ہے۔ اور اس آیت کا کچھ اور۔ ان
آیات کا موقع ازواج نبی کا مال دنیا کیواسطے رسول اللہ کو اذیت دینا اور یہاں تک
حد کی اذیت کہ آپنے ایک مہینہ تک ازواج سے ملنا جلنا ترک کر دیا اور یہ آیت بارگاہ خدا سے
بعنوان عتاب نازل ہوئی۔ دیکھو تفسیر در منثور جلد ۵ صفحہ ۱۹۴ و صفحہ ۱۹۸ اور یہ آیہ تطہیر ترحم
پر مشتمل مدح وثنا و خوشنودی کے موقع پر نازل ہوئی۔ پھر باوجود ان امور کے کیا کوئی
کہہ سکتا ہے کہ ان دونوں قسم کی آیتوں کا مخاطب ایک شخص ہے۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں
چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ کہیے مولانا اب بھی آپ کی سمجھ میں آیا کہ اس آیت میں
اہلبیت سے کون لوگ مراد ہیں اور سیاق عبارت کیا تھا ہاں ان تمام آیات کا وقت
و مکان ایک ہوتا اور صیغے بھی یکساں چلے آتے تو البتہ آپکا یہ فرمانا (بالتعلق رائے
آپ کے) کچھ درست ہوسکتا تھا۔ افسوس آپنے اتنے دنوں کے بعد ایک
بات بھی کہی تو ایسی جیسے دبر گزیدہ کہ جل و صل اب آپکو شاید یہ شکایت کرنیکا

موقع ہے۔ یہی آپ کی مطلب کی روایتیں ہیں بحث نہین کی لہذا مین اس شبہات کو بھی دفع کرتا ہون اور ایک تنقیدی نظر اونپر بھی ڈالتا ہون۔ ملاحظہ ہو۔

نمبر۱۔ ابن ابی حاتم ابن عساکر نے عکرمہ کے طریقہ سے اور عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی ہی کہ آیہ انما یرید اللہ الایہ کے بارے مین ابن عباس نے کہا کہ آیت خاص ازواج نبی کے بارے مین نازل ہوئی حضرت عکرمہ فرماتے ہین کہ جو شخص چاہے مین لوگوں سے مباہلہ کرنیکو تیار ہون کہ یہ آیت ازواج نبی کے بارے مین نازل ہوئی

نمبر۲۔ ابن مردویہ نے سعید ابن جبیر اور اونھون نے ابن عباس سے روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ یہ آیت ازواج نبی کے شان مین نازل ہوئی

نمبر۳۔ ابن جریر اور ابن مردویہ نے عکرمہ سے روایت کی ہی کہ وہ قول خدا انما یرید اللہ الآیہ کے بارے مین کہتے تھے کہ اس سے جو تم لوگ سمجھتے ہو وہ مراد نہین ہے

نمبر۴۔ ابن سعد نے عروہ سے روایت کی ہی وہ کہتے ہین کہ قول خدا انما یرید اللہ الآیہ مین اہلبیت سے ازواج نبی مراد ہین اور یہ بھی کہ یہ آیت حضرت عائشہ کے گھر مین نازل ہوئی ہی ان چارون روایات سے معلوم ہوتا ہی کہ آیہ انما یرید اللہ الآیہ مین اہلبیت سے مراد ازواج رسول ہین۔ مگر ان روایات کی صحت اور کذب سے قطع نظر کر کے چند باتین غور طلب ہین مین امید کرتا ہون کہ ہمارے معزز مخاطب بھی غور کرینگے

نمبر۱۔ ان روایات مین کوئی روایت ایسی نہین ہے جس مین حضرت رسول کا قول و حکم نقل کیا ہو بلکہ یہ سب روایتین ان ہی حضرات راویون کی ذاتی رائین ہین اور یہ ظاہر ہی کہ قول و حکم رسول (جسکے بارے مین ما ینطق عن الہویٰ ان ہو الا وحی یوحیٰ نازل ہوا ہو) کے مقابلہ مین کسی کی ذاتی رائے چاہے وہ کوئی ہو ہرگز کوئی وقعت نہین رکھتی اور کوئی مسلمان بشرطیکہ وہ ایمان و اعتقاد رکھتا ہو ان روایات کو اگرچہ نقل صحیح بھی مان لی جائین۔ قول رسول کے مقابلہ مین برابر یا مرجح نہ رکھتا ہی

الوان قادیانی

(سلسلہ کیلئے پرچہ ۔۔۔ ملاحظہ ہو)

حضرت زینب خاتون کی اگر ابتدائے نشر پر اعتراض ہے تو مطابق عقائد اہلسنت کل یا اکثر انبیاء کے والدین کافر و مشرک رہے ہیں تو اسکو سنت اللہ سمجھئے۔ مگر مطابق عقائد شیعہ وہ تو مومنہ تھیں جو تعلیم رسول اللہ سے مشرف باسلام ہوئیں پھر انکی قوم کہاں حکمران ہے۔ اگر باوصف اختلاف مذہب ہم قوم کا اعتبار ہے تو پھر کفار مکہ بھی تو رسول اللہ کے ہم قوم تھے جنہوں نے کیسی کیسی اذیتیں حضرت کو دین اور منافقین صحابہ بھی تو ہم قوم تھے جنہوں نے مرتے وقت ان الرجل لیہجر کہا۔

(۲) پھر لکھتے ہیں " اول تو امام غائب کی حضوری حاصل کرنا مشکل اور اگر کہیں کو دنیا یا ان کی ملک چلتے پھرتے آپ سے بھیڑ ہو بھی جاتی تو وہ التقیۃ دینی و دین ابائی یعنی میرا دین تقیہ ہے اور یہی میرے باپ دادوں کا دین۔ کا معقول عذر پیش کر دیتے تو نا حق کی زحمت ہی ہوتی اور کیا ہوتا۔ اس واسطے حامیان دین نے امام العصر کا کچھ پتہ ہندوستان میں نہ قائم کیا "

الجواب خدا و رسول نے نہ آپکو اسکا حکم دیا ہے کہ تمہارے نبی یا امام کی خدمت میں تم حاضر ہو کر قدمبوس ہو۔ نہ اسکا حکم دیا ہے کہ اوسکے قد و قامت کی شناخت کرو بلکہ ایمان لانیکا حکم دیا ہے اسلئے پہلے ہی سورہ بقرہ میں یومنون بالغیب فرمایا کہ غائبانہ ایمان لاتے ہیں لہذا آپکی ساری تدبیر فضول ہے آپکے اسلاف نے رسول اللہ کی زیارت کرکے کب ایمان قبول کیا جو آپ سے اسکی امید ہو کہ غائبانہ ایمان لائینگے۔

کیا آج اگر کسی ہندو کو آپ مسلمان کرنا چاہیں تو وہی عذر نہیں کر سکتا کہ رسول کی خدمت میں حاضری مشکل اور اگر غائب ملک چلتے چلتے ملاقات ہو جائے تو وہ آیہ الا ان تتقوا منہم تقیۃ پر عمل کر تقیہ کی ہدایت کریگی۔ تو جو جواب آپ اوس ہندو کو دینگے وہی جواب میری طرف سے قبول فرمائے۔

تقیہ پر نص قرآن آیہ الا ان تتقوا منہم تقیۃ نص صریح موجود ہے صحابہ بھی آپ نانے تو ہم

کیا ارسطو شیعون نے اسکے لئے دعا کرین کہ خدا آپکی اصلاح کرے ملاحظہ ہو اصلاح نمبر جلد ۱۲
تقیہ پر استہزا کرنا پہلی بد ہمت ہے۔ مخالفت قرآن کی کیونکہ خدا فرماتا ہے لا یتخذ المومنون
الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ الا
ان تتقوا منھم تقیۃ ویحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر۔ آل عمران
یعنی مومنون کو چاہیے کہ کفار سے دوستی نہ کرین اور جو ایسا کریگا وہ خدا سے کسی امر مین نہین مگر
یہ کہ تم ان سے تقیہ کرو اور خدا تمکو اپنے غضب سے بچاتا ہے اور اوسی کی طرف باز
گشت ہے۔
تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے عن ابی العالیہ فی الآیۃ قال التقیۃ باللسان ولیس بالعمل
واخرج عبد بن حمید عن الحسن قال التقیۃ جائزۃ الی یوم القیامہ واخرج عبد عن
ابی رجاء انہ کان یقرء الا ان تتقوا منھم تقیۃ یا لیاء صـ۱۶ جلد ۲
اور تفسیر طبری مین ہے فالتقیۃ التی ذکرھا اللہ فی ھذہ الآیۃ انما ھی تقیۃ من الکفار
لا من غیرھم صـ۱۲ جلد ۳
پڑھیے قرآن کی آیت کہ کس طرح تقیہ کی اجازت دی ہے بعد اوسکی تفسیر کو ملاحظہ فرمائیے کہ تقیہ
تا بہ قیامت جائز ہے اور ابو رجا اور قتادہ سب اسکو تقیہ پڑھتے تھے۔
اور تفسیر طبری مین ہے کہ جس تقیہ کا ذکر خدا نے کیا ہے یہ کفار سے ہے نہ غیر کفار سے۔
اب آپ ہی بتائیے اصول قرآن کے عامل آپ ہین۔ جو قرآن پر استہزا کرتے ہین جسمین تقیہ
کا حکم دیا گیا ہے۔ یا ہم جو مطابق حکم خدا اوسکی تعمیل کرتے ہین۔
پس اگر آپ مسلمان ہوتے تو ضرور تقیہ پر اعتبار کرتے کیونکہ خدا نے حکم دیا ہے مگر چونکہ آپکی بنیاد دین
کوئی اور ہے لہذا تقیہ پر مضحکہ کرنا آپکا مناسب ہے۔ پھر لکھتے ہین۔
(۵) پہلی صدیون مین قرآن کا پتہ و نشان شیعون کی کتابون مین صاف اور قریب الفہم اور
مشہور مقامات مین مندرج ہے لیکن آجکل کے مجتہدین نے ان کا مقر امر تقریباً ربع
مسکون سے باہر بتلایا ہے یعنی خشکی اور خشکی کے رہنے والون انسانون سے نکال کر ان کو
خواجہ خضر کی طرح پانی اور تری مین مچھلیون اور مینڈکون کا امام بنایا ہے کیون نہو آخر

وہ بھی خدا کے مخلوق ہین ان کی ہدایت نوع انسان کی ہدایت سے زیادہ ضروری ہے شاید
اسواسطے گردانی گئی ہو کہ خروج کے وقت شیعہ تو کوفیون کی طرح غیبت نفاق کرینگے۔ آخر
مہدی کی افواج قاہرہ کا یہی کام دینگے ::

(۸) الجواب آپکے استہزا کے جواب مین خدا قرآن مین فرما چکا ہے اللہ یستہزئ بہم و
یمدہم فی طغیانہم یعمہون کہ خدا اونکا ویسا ہی استہزا سے جواب دیتا ہے اور اون کو
اندھے پن مین بڑھاتا ہے کہ طغیان کرتے رہین لہذا استہزا کا جواب تو استہزا ہے۔ مگر جب آپکو
باتفاق فریقین معلوم ہو چکا ہے کہ امام مہدی بحکم خدا غائب ہین تو یہ سوال ہی بیجا اور ساقط ہے۔
ہان پہلے زمانہ غیبت صغری تھا کہ آپکا قیام قریب مقامات پر تھا۔ اور اب زمانہ غیبت
کبری ہے لہذا یہ اسرار خدا سے ہے کہ آپکا قیام کہان ہے کسی کو معلوم نہین ہو سکتا۔ نظیر جیسے
حضرت الیاس و حضرت خضر موجود ہین جنپر فریقین کا اتفاق ہے کہ اسی دنیا مین موجود ہین
مگر مقام معین اونکا کسی کو نہین معلوم۔

ہان جب آپ حضرات کی ہدایت سلب ہو چکی تو یقیناً آپ سے وہ جانور چرند و پرند بہتر ہین کیونکہ
خود خداوند فرماتا ہے ان ہم الا کالانعام بل ہم اضل سبیلا۔ یعنی یہ تو چارپایون
سے بھی بدتر ہین تو آپکو مچھیون اور مینڈکون پر کیون رشک آتا ہے۔

آپ تو ایک نیا مہدی تراش کر مسلمانون سے علیحدہ ہو گئے پھر اہل حق مسلمانون کی کیون دل
آزاری کرتے ہین۔ اونکو تو جو حکم خدا و رسول ہے اوسکی تعمیل کرتے ہین اور اب مہدی موعود
کے منتظر ہین جسکی نسبت یملأ الارض قسطا وعدلا آیا ہے کہ وہ زمین کو عدل و انصاف
سے بھر دیگا جس سے آپکے مہدی کا کذب یقیناً نمایان ہوا کیونکہ آپکا مہدی تو طاعون
و زلازل کا پیش خیمہ تھا جسپر وہ ہمیشہ فخر کرتا اور ہر مسلمان کے مرنے کو وہ اپنی تصدیق سمجھتا
یہانتک کہ ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کے مقابلہ مین وہ ہلاک ہوا۔

(۹) پھر لکھتے ہین چنانچہ کتاب تحفۃ العوام مین جو روزمرہ کے اعمال و عبادات کی کتاب ہے
اس مین ایک دعائے سر لعینہ مندرج ہے اور ہدایت کی گئی ہے کہ یہ دعا لکھکر بند کرکے دو پتھرون کے
درمیان رکھے یا پاک مٹی مین رکھدے دریا یا نہر یا گہرے کنوئین مین ڈالے کہ جناب صاحب

الامام علیہ السلام کی خدمت مین بھیجتا ہے اور وہ مشکل کشا حاجات ہوتے ہین اور پندرھوین شعبان کو علی الصباح دریا مین ڈالنا معمول اصحاب ہے دیکھو کتاب تحفۃ العوام حصہ دوم باب ۲ مطبوعہ نولکشور ۱۹۰۰ء

اے اثنا عشریہ شیعو یہ ہے تمھارا بارھوان امام مشکل کشا حاجات اور یہ ہے اسکی امامت کی کائنات کیا اس امام کی امامت کی تم تمام دنیا کو دعوت کرتے ہو اور اسی جوان مرد کی طاقت پر بھروسہ کرکے تم ساری دنیا مین اسلام کی اشاعت کے خواب دیکھا کرتے ہو ایک مشہور حدیث بھی تم اکثر لوگون کو سناتے رہتے ہو کہ جسنے اپنے امام الوقت کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا ہم کو بتلاؤ پہلے تمنے کس طرح اپنے زمانہ کے مزعومہ کو جانا اور پہچانا پھر پیچھے لوگون کو اس کی معرفت پر بلانا ہم اسکی معرفت بتاتے ہین کسی گہرے کنوئین مین سے اسکو نکالکر روے زمین پر تو لاکھڑا کرو یا تحفۃ العلوم مین سے عریضہ والی دعا لکھکر اور ایک عریضہ اسی مضمون پر لکھکر گہرے کنوئین مین ڈالدو۔ دیکھین کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

الجواب مگر نہ معلوم اس کتاب کا کونسا جملہ آپکے خلاف گذرا جسپر آپکو یہ غصہ آیا اگر آپ مسلمان ہوتے یا صاحب عقل ہوتے تو آپکو معلوم ہوتا نبی اور امام کو خلق سے کیا تعلق ہوتا ہے اگر زیادہ نہ ہو سکے تو صرف اصلاح نمبر ۱۰ جلد ۱ دیکھیے جسمین آپکے فخر الدین رازی کی پوری عبارت مقاصد عالیہ سے مع ترجمہ مولوی شبلی صاحب نعمانی لکھی گئی ہے جسکے بعض جملے یہان لکھے جاتے ہین دنیا مین تین طرح کے آدمی ہین ناقص یعنی جنکی قوت نظری اور عملی دونون ناقص ہے یہ عوام الناس ہین (۲) خود کامل ہین لیکن دوسرونکو کامل نہین کرسکتے یہ اولیا اور صلحا ہین (۳) خود کامل ہین اور دوسرونکو بھی کامل کرسکتے ہین یہ انبیا ہین (۴) قوت نظری اور عملی کے درجے بلحاظ نقصان و کمال و شدت و ضعف نہایت مختلف ہین یہانتک کہ انکی کوئی حد نہین قرار پا سکتی۔

(۴) گو عموماً تمام لوگون مین نقصان پایا جاتا ہے لیکن ضرور ہے کہ انہین مین کوئی ایسا کامل بھی ہو جو نقصان سے بمراحل دور ہو اسکی تصدیق مختلف مثالون سے ہوتی ہے (۱) یہ ظاہر ہے کہ انسانون مین کمال اور نقصان کے درجے نہایت متفاوت ہین نقصا

ے مدارج گھٹتے بڑھتے اس حد تک پہونچ جاتی ہے کہ بعض انسان عقل او رادراک میں بعض
جانوروں سے قریب ہو جاتے ہیں۔ جب نقصان کی جانب یہ حال ہے تو ضرور ہے کہ کمال کی جانب
بھی یہی حال ہو یہانتک کہ انسانیت کے سرحد ملکوتیت سے ملجائے۔

(۲) استقرا بھی اسکی شہادت دیتا ہے۔ اجسام عنصری کی تین قسمیں ہیں۔ معدن۔ نبات۔ حیوان۔
ان میں سب سے افضل حیوان ہے۔ پھر نبات پھر معدن۔ حیوان کی بھی بہت سی انواع ہیں۔
اور ان سب میں افضل انسان ہے اسی طرح انسان کی بہت اصناف ہیں مثلاً زنگی۔ رومی۔
شامی۔ فرنگی۔ ترکی۔ ان سب میں جو لوگ ایشیا کے وسط حصہ میں سکونت رکھتے ہیں وہ سب سے
افضل ہیں۔

اس قیاس پر ضرور ہے کہ خود ان لوگوں میں بھی کمال کا درجہ متفاوت ہو کر بڑھتا جائے یہانتک
کہ ایسا شخص نکل آئے جو اپنی صنف میں بھی سب سے افضل ہو۔

ہر زمانہ میں ایک ایسا شخص ہوتا ہے جو اپنے زمانہ کا افضل الناس ہوتا ہے صوفیہ اسکو قطب
کہتے ہیں اور یہ سچ ہے کیونکہ جب اس عالم جسمانی کا بہترین حصہ انسان ہے جو قوت نظریہ کی
وجہ سے مادہ صورت سے استفادہ کرتا ہے اور قوت عملیہ کی وجہ سے عمدہ انتظام کر سکتا ہے تو عالم
کا مقصود اصلی دراصل یہی انسان ہے۔ اور جب یہ شخص (یعنی قطب) اور تمام انسانوں سے
افضل ہے تو گویا تمام عالم عنصری کا حاصل یہی شخص ہے اس بنا پر اس شخص کو عالم کا قطب کہنا
بالکل صحیح ہے۔ شیعہ اسی کو امام معصوم صاحب الزمان اور غائب عن العیان کہتے ہیں
اور یہ لقب انکا بجا ہے کیونکہ جب وہ نقائص سے خالی ہے تو معصوم ہے اور جب اپنے دور کا مقصد
اصلی ہے تو صاحب الزمان ہے اور چونکہ عام لوگ اسکے حال سے واقف نہیں اسلئے وہ غائب
عن العیان ہے۔

اسی قیاس پر ایک ایسا شخص بھی ہونا چاہیے جو سب سے افضل ہو ایسا شخص کہیں سیکڑوں
ہزاروں برس میں جا کر پیدا ہوتا ہے اور وہی پیغمبر برحق اور موجد شریعت ہوتا ہے ایسے
اشخاص بھی ہوتے ہیں جو ان فضائل میں پیغمبر سے کم لیکن اور تمام لوگوں سے زیادہ ہوتے
ہیں۔ یہ امام اور قائم مقام پیغمبر ہوتے ہیں امام کو پیغمبر سے وہ نسبت ہوتی ہے جو چاند کو

آفتاب سے ہے۔ امام سے جو کمرتبہ ہین اونکو پیغمبر سے وہ نسبت ہوتی ہے جو عام ستارون کو آفتاب سے باقی عوام الناس تو وہ گویا حوادث یومیہ ہین جو اجرام فلکی کی تاثیر سے وجود مین آتے ہین۔

(۵) پیغمبر انسانیت کی اخیر سرحد پر ہوتا ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر نوع کی انتہا دوسرے نوع کی ابتدا سے متصل ہے اسلئے بشریت کی انتہا ملکوتیت کی ابتدا ہے اسی بنا پر پیغمبر مین ملکوتی صفات پائے جاتے ہین وہ جسمانیات سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ روحانیت اسپر غالب ہوتی ہے اسکی قوت نظریہ کے آئینہ مین معارف الہی مرتسم ہوتے ہین اسکی قوت عملیہ عالم اجسام مین طرح طرح کے تصرفات کر سکتی ہے اور اسی کا نام معجزہ ہے۔ صفحہ ۱۲ الکلام

عربی عبارت امام فخر رازی کی تھی جو بخوف اختصار یہان حذف کر دی گئی اور ترجمہ مولوی مولوی شبلی صاحب کا ہے جس سے

(۱) جہان نبی اور امام مین اتحاد نوعی معلوم ہوا کہ وہ نوایک نوع او ایک صنف کے ہوتے ہین کہ ایک کو آفتاب کہہ سکین تو دوسرے کو مہتاب

(۲) وہان یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے شخص کا خلیفہ اور جانشین ہونا اور ہر دور مین رہنا بھی ضروری ہے اور اسکی طرف احادیث اہل بیت طاہرین مین اشارہ ہے کہ زمین حجت خدا سے خالی نہین ہوتی۔ یعنی ہر وقت حجت خدا موجود رہتا ہے۔

(۳) اسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو عقیدہ شیعونکا دربارہ جناب صاحب الامر علیہ السلام ہے کہ وہ زندہ ہین موجود ہین۔ صاحب الزمان ہین معصوم ہین۔ آنکھون سے غائب ہین وہ سب سچ اور حق ہے۔ پھر ان سنیون سے مین کیا کہون جو اس زمانہ مین بڑھ چڑھ کر باتین بنا رہے ہین اور رخارجیت پھیلا رہے ہین۔

یہ فخر رازی اہلسنت کے علی الاطلاق امام ہین کہ جب لفظ امام بولا جاتا ہے تو یہی سمجھے جاتے ہین حکمت۔ فلسفہ کے ایسے استاد ہین کہ اپنا ہمسر نہین رکھتے تصوف سے کوئی واسطہ نہین جو یہ کہا جائے کہ بمذاق تصوف اونہون نے لکھا پھر کون سنی علم و عقل والا ہو سکتا ہے جو اس عقیدہ سے عدول کرے ہان جاہل احمق سے بحث نہین۔

اب اس نامہ نگار کو ان فقرات پر غور کرنا چاہیئے "کمال قوت عملیہ کی وجہ سے دنیا کا عمدہ سے عمدہ انتظام کر سکتا ہے"۔ "وہ اپنے دور کا مقصد اصلی ہے" "اور کلی قوت عملیہ عالم اجسام میں طرح طرح کے تصرفات کر سکتی ہے"۔

تو ہر روایت میں اگر اونکو مشکل حاجات لکھا تو کیا بیجا لکھا خود شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امیر و ذریت طاہرہ او را تمام امت مثل پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشان وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشان رائج گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمین معاملہ است و نام شیخین را در ین مقدمات کسے بر زبان نمی آرد و فاتحہ و درود و نذر و منت و عرس و مجلس کسے شریک نمی کنند و امور تکوینیہ را وابستہ بایشان نمی دانند گو معتقد ال افضلیت ایشان باشند۔

پس جب باتفاق شیعہ و سنی حضرات ائمہ اطہار واسطہ امور تکوینیہ ہیں اور او نکے ذریعہ سے امت کی حاجات پوری ہوتی ہیں تو پھر عریضہ ڈالنے اور اظہار حاجت کرنے پر انکو کیوں تشنیع ہے۔

شاہ صاحب باب ہفتم کید ۵۰ میں لکھتے ہیں و حقیقت الامر اینست کہ منصب امامت اصلاح عالم است و ازالہ افساد۔

شاہ صاحب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں در حدیث شریف وارد است کہ مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی و من تخلف عنھا غرق یعنی مثال اہلبیت من در شما مثال کشتی حضرت نوح است ہر کہ سوار شدہ در آن کشتی از طوفان نجات یافت و ہر کہ پس ماند از ان کشتی غرق طوفان گشت و وجہ تخصیص حضرات اہلبیت علیہم السلام باین مرتب و فضیلت آنست کہ کشتی حضرت نبی علیہ السلام کمال علمی انجناب بودہ بہ حضرات اہلبیت را ازین حق نقات صورت کمال علمی جناب خاتم المرسلین بزمانیہ بودہ کہ عبارت از طریقت ست زیرا کہ کمال علمی آن جناب بدون مناسبت شخصی باآنجناب در قوائے ردیہ و در عصمت و حفظ و فتوت و سماحت متصور نیست کہ در ہر کسے جلوہ گر شود این مناسبت بدون ولادت و علاقہ اصلیت و فرعیت ممکن الحصول نیست پس این کمال را با جمیع شعب ان کہ معدن ولایات متمامہ است در ین مجری جاری کردند از ہمین تا دوان ریختند و ہمین است معنے امامت کہ

یکے مرد یگرے را اناینشان بان وقتی ساخت وہمین است سر آنکہ این بزرگواران مرجع جمیع سلاسل اولیائے امت شدند وہر کہ بحبل اللہ بماید چارو ناچار شد استفاضہ او باین بزرگواران منتہی میگردد و در این کشتی می نشیند الخ

اب بتاؤ کہ تمھارے اعتراضات اس تقریر سے ہوا ہوئے کہ نہیں کیونکہ باتفاق فریقین شیعہ وسنی حضرات ائمہ اطہار واسطہ ہوتے ہین تو پھر اون سے رجوع حاجات مین کیا مذہبی اور عریضہ لکھنے پر کیا اعتراض ہے کیونکہ خود قرآن مین ہے وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب یعنی کسی سے خدا کلام نہین کرتا الا بذریعہ وحی یا کسی پردہ سے تو عریضہ کو بھی ایک پردہ سمجھئے۔

ہم خود اپنے دل سے اس امام کی امامت کی تمام دنیا کی دعوت نہین کرتے بلکہ رسول اللہ فرما گئے ہین یملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا کہ امام مہدی بعد نکلنے زمین کو عدل وانصاف سے جیسا کہ بھری ہوئی ظلم وجور سے۔ تو اب آپکو اختیار ہے خدا ورسول پر جو چاہین اعتراض کرین اوسکو خواب وخیال قرار دین یا جو چاہین۔

مشہور حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ کے راوی صرف شیعہ ہی نہین ہین سنیون کے یہان بھی یہ روایت اسی طرح مانی گئی ہے بلفظہ از شرح عقائد نواب صدیق حسن خان صاحب مین ہے معنا آنست کہ واجب است بر خلق عقلاً قال صلعم القوی من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ رواہ مسلم من حدیث ابن عمر بلفظ من مات بغیر امام الخ

تو اب تمھارا یہ سوال پہلے رسول اللہ سے ہونا چاہیئے جنہون نے ایسی حدیث فرمائی۔ پھر مسلم سے جو اسکے راوی ہین۔ پھر صدیق حسن خان صاحب سے جنہون نے اس حدیث کو دلیل وجوب نصب امام قرار دیا ہے۔

پس جسطرح خدا اور رسول کی معرفت مکتوب دیکھے حاصل ہوئی اوسی طرح امام زمانہ کی معرفت بھی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ تقریر سابق سے نبی وامام کا متحد الجنس ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

ولو كان للسيد تاج الدين ذكر هذا الكتاب
او وجد في بعض تاليفه ومولفاته لوصل
الينا خبره ولشوهد منه عينه او اثره و
هذه كتب علماء الشيعة واخبارهم باسرها
خالية عن ذكر هذه القصة صفر باجمعها
عن هذا الكتاب فضلا عن عيون الفاظه
فليت شعري كيف وقف الوصاف على
عين هذا الكتاب وهذا ايضا يقوي
وجوه الشك والارتياب في صحة هذا
الكتاب ومما يدل ايضا على ان هذا الكتاب
مجعول على الوزير ابن العلقمي انه
لا يوجد له ذكر او تلويح في كتاب جامع
التواريخ الذي للوزير السعيد الخواجا
رشيد الدين الشافعي الذي استوزره
القان الاعظم سلطان ايلجايتو خان
خربنده ويمتنع ان يذهب الامر عليه
وعلى قواعد دولته هلاكو خان واولاده
واعيان ملكه وسلطنته وكذا لا يكون
منه خبر عند اهل السير والاخبار
من الطائفتين السنية والشيعية
ولا يذهب على مثل صاحب الوصاف
مع انه لم يذكر له اصلا وماخذا اولا
حيث وقف على هذا السر العظيم

اور اگر سید تاج الدین اس خط کا اپنی کسی کتاب
یا تصنیف مین ذکر کیا ہوتا تو اوس کی خبر ہمین
ضرور معلوم ہوتی اور اوس کی اصل عبارت
یا عینہ کہین نقل ہمین سے ضرور معلوم ہوجاتا حالانکہ یہ
علمائے شیعہ کی کتابین سب موجود ہین مگر کہین
اس قصہ کا ذکر اور اس خط کا حال یا اوسکی عبارت
کا تو کیا ذکر اوسکا کہین تذکرہ بھی نہین نیز مجھے
حیرت ہے کہ وصاف کو یہ اصل خط کیونکر ملا اس سے
اور زیادہ شک اس کتاب کی صحت مین ہوتا ہے
علاوہ برین ایک اور ثبوت بھی اس بات کا
ہے کہ یہ خط ابن العلقمی پر جعل باندھا گیا ہے
اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ اسکا کہین ذکر یا اشارہ
کتاب جامع التواریخ مصنفہ وزیر سعید خواجہ رشید
الدین طوسی مین نہین ملتا جسکو وزیر قان کبیر
سلطان ایل جایتو خان خوربندہ کی تھی۔
اور یہ امر محال ہے کہ اس خط کا واقعہ
ہلاکو خان کے ارکان سلطنت سے اور اوسکی
اولاد اور اولاد در اولاد سے پوشیدہ رہے
اور علاوہ بران سنی اور شیعہ کل مصنفین
سیر اور تواریخ تو کچھ اوس کا ذکر نہ کرین
اور کہین اوس کا حوالہ نہ دین اور وہ صرف
صاحب وصاف کو مل جائے حالانکہ صاحب وصاف
نے کوئی ماخذ بھی اپنا نہین نقل کیا انہین یہ

له الضحاك قالوا اسلم شنسبان هذا
على يد امير المومنين على عليه السلام
فيما روى الخبر به ابو عمر عن المليكه ماه
ملك بنت السلطان غياث الدين
ابى الفتح محمد بن سام ملك الغور قال و
نظم انساب هولاء وقصة اسلام جدهم
شنسبان رجل من قدماء الشعراء اسمه
ملك الكلام فخر الدين مبارك شاه فمنظوم
ا لى عملها لاجل السلطان علاء الدين
حسين المعروف بجهان سوز ذكر فيه
ان شنسبان هذا ملك ارض الغور
وجلس على سرير ملكه وقويت شوكته
ثم قدم على سيدنا امير المومنين ع
واسلم على يديه وانه عليه السلام كتب
له بذلك عهدا وعقد له لواء يتوارثها
اهله وولده الى الساعة وان كل
من قام بالامر من هذه العائلة سلم
اليه هذه العهد وهذا اللواء وما لم يسلم
اليه ذلك لا يقبلونه بالملك والسلطنة
قال ابو عمر فذلك هو الوجه فى ان
هذه الطائفة من الملوك معروفون
بحب الوصى وائمة اهل البيت من
ولده عليه الى هذه الساعة وجملة

کہتے ہین اون لوگون کا بیان ہے کہ یہ شنسبان
امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام لایا اور
اس خبر کو ابو عمر نے ملکہ ماہ ملک بنت سلطان
غیاث الدین ابو الفتح محمد بن سام
ملک غور سے سنا ہے اوس کا بیان ہے کہ
ان سلاطین کے نسب کو اور ان کے جد
شنسبان کے اسلام کو ایک پرانے شاعر نے نظم
بھی کیا ہے کہ اوسکا نام ملک الکلام فخر الدین مبارک
شاہ تھا جو مثنوی اوسنے سلطان علاء الدین حسین
معروف بہ جہان سوز کے لئے تصنیف کی تھی
اوسمین اوسنے یہ ذکر کیا ہے کہ شنسبان ملک
غور کا بادشاہ ہوا اور وہان کے تخت شاہی پر سلطان ہو
گیا اور شوکت اوسکی بہت بڑھ گئی اوسکے بعد جناب
امیر کی خدمتمین حاضر ہوا اور اونکے ہاتھ پر اسلام
لایا اور حضرت نے اوسکو ایک سند لکھدی اور ایک
جھنڈا سلطنت کا اوسکے واسطے اپنے ہاتھ سے تیار
کیا اور یہ دونون چیزین اوسکی خاندان مین ابتک
چلی آتی ہین اور جب کوئی بادشاہ اس خاندان سے
تخت سلطنت پر بیٹھتا ہے تو سند اور جھنڈا اوسکے سپرد
کیا جاتا ہے اور جبتک یہ اوسکے سپرد نہین ہوتا تب
تک وہ اوسکو بادشاہ تسلیم نہین کرتے ابو عمر کا بیان ہے
یہی وجہ ہے جو یہ خاندان سلاطین کا جناب امیر اور
ائمہ اہلبیت کی محب ابتک مشہور ہے خلاصہ یہ کہ

القول انه یجوز ان یکون شنسبان هذا
قد ظفر ببعض هذه الآثار والمکاتیب
عن سیدنا امیر المومنین علیه السلام
ومنها هذه القصیدة لا یجوز ان یکون
ابو عمر قد وجدها فی خزائن هؤلاء الملوک
فانه کان خصیصا بهم قد نشاء فی حجر ابنة
الملک محمد بن سام فیما صرح بذلک فی
تاریخه وقد اشار الی هذه القصیدة
ولم یذکرها بعینها العلامه ابن خلدون
الحضرمی فی مقدمه تاریخه وذکر الامام
یحیی بن اعقب ولوح الی ملاحمة المنسوبة
الیه ایضا هذا ومن هنا نکتر راجعا
الی قول ابن العلقمی فاذا رایت الکوکبین
تقارنا فاقول زعم البعض انه یشیر
بذلک الی القران الثانی عشر للعلویین
وهما زحل والمشتری فی الجدی الذی
هو برج ارضی من المثلثة الارضیة
وینبغی ان یکون لهما قران فی کل مثلثة
اثنی عشر مرات بین کل قرانین
عشرون عاما قلت وذلک انهما
یقترنان فی کل عشرین سنة مرة
فی برج من المثلثة ثم یقع مثله فی
برج آخر من هذه المثلثة من التثلیث

بہت ممکن ہے کہ اس شخص بان کو کچھ
اس قسم کے آثار اور تحریرات جناب امیر
سے ملی ہون کہ جس مین سے یہ قصیدہ
بھی ہو اور ممکن ہے کہ ابو عمر نے
اسکو بادشاہون کے خزانون مین پایا ہو کیونکہ
اسکو اون کے ساتھ بہت خصوصیت تھی اور
یہ شخص بادشاہ محمد بن سام غوری کی بیٹی کی گود
مین پلا تھا جسکا ذکر اوس نے خود اپنی تاریخ مین کیا
اور اس قصیدہ کی طرف اشارہ ابن خلدون نے
اپنے مقدمہ تاریخ مین کیا ہے لیکن اوس قصیدہ
کو ذکر نہین کیا اور یحیی بن اعقب امام کا بھی ذکر کیا
اور اوسکے واقعات عظیمہ جنگی پیشین گوئی اون کے
جانب منسوب ہے اوسکا بھی اشارہ کیا ہے اب ہم
سے ہم رجوع کرتے ہین ابن العلقمی کے اس قول کی طرف
کہ جب تم دیکھو دو ستارونکو یعنی زحل اور مشتری کو کہ
اون کا قران ہو گیا برج جدی مین ۔
مین کہتا ہون کہ بعض لوگون کا یہ گمان ہے کہ اس
سے اشارہ اونکا زحل اور مشتری کے بارہوین
قران کی طرف ہے برج جدی مین کہ جو برج خاکی
ہے مثلثہ خاکی سے اور ضرور ہے کہ اون دونون کا
قران ہر مثلثہ مین بارہ مرتبہ ہو اور ہر دو قران
کے درمیان مین بیس برس پھرتی ہے کیونکہ زحل
مشتری ہر بیس برس مین ایک مرتبہ کسی مثلثہ کے کسی

الصادق علیہما السلام فذکر فیہ القرانات
الکائنۃ فی الملۃ الاسلامیۃ وبیان الحدثان
فی دولۃ بنی العباس وذکر انقراضہا
وذکر فاجعۃ بغداد وانہا تقع فی منتصف
المائۃ السابعۃ والی غیر ذلک من
الحوادث ولعلہ طرح فیما طرح من الکتب
واتلف فی دجلۃ بغداد اذ بامرہلاکو
فیما یقال فاما نحن فلم نقف علیہ ولا
سمعنا بخبرہ الا من کتاب ابن خلدون
الذی جعلہ کالمقدمۃ لتاریخہ الکبیر
قلت فقال خصوم ابن العلقمی انہ
لما استجلب الوزیر عساکر ہلاکو الی
بغداد وتم ما تم علیہا وعلی الخلیفۃ
فہناک اختلف الکلمۃ فی عاقبۃ الوزیر
فبعضہم زعموا انہ قتلہ اشد قتلۃ
ومثل بہ اقبح مثلہ وبعضہم قالوا
انہ لم یقتلہ ولکنہ استبقاہ لیحیی حیاۃ
ذمیمۃ فعاش ردی الحال یتلاعب
بہ اراذل الرجال حتی صار فراشہ
مبال خیول الاتراک کان الرجل منہم
یاتیہ فیدنو منہ وہو راکب الخیل و
یہیج فلیبول فرسہ علی فراشہ و
یصیبہ رشاش ہذا البول ونحو ذلک

منسوب اور مشہور ہے حضرت نے اوسمین کل
ان قرانات کی خبر دیدی ہے جو ملت اسلام مین ہونے
والے ہین اور بنی عباس کی سلطنت مین جو حوادث
گذرنے والے تھے اور اوسکا خاتمہ اور بغداد کی مصیبت
ان سب کی تو کل خبر دیدی تھی اور یہ بھی فرما دیا تھا کہ ساتوین
صدی کے نصف پر واقعہ ہوگا اور اسیطرح سے دیگر حوادث
کی بھی خبر دیدی تھی لیکن شاید وہ کتاب بھی اون کتابون مین
شامل ہو گئی جو ہلاکو خان کے حکم سے دریاے دجلہ مین تلف
کردی گئین لوگونکا ایسا بیان ہے مگر ہمنے وہ کتاب نہین
دیکھی صرف ابن خلدون کی کتاب سے اوسکا پتہ ملتا ہے
جسے اوسنے اپنی تاریخ کا مقدمہ قرار دیا ہے جو لوگ ابن
العلقمی کو اس واقعہ عظیمہ کا داعی قرار دیتے ہین وہ بعد
اس واقعہ کے ختم ہونے کے باہم اس امر مین اختلاف
رکھتے ہین کہ بعد اس واقعہ کے اوسکا انجام کیا ہوا
بعضے تو یہ کہتے ہین کہ ہلاکو نے اوسے بہت بری
طرح قتل کیا اور بعضے کہتے ہین کہ نہین اوسنے قتل
تو نہین کیا لیکن اوسے اس طرح سے زندہ رکھا کہ وہ
نہایت بری زندگی بسر کرے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بری
ردی حالت مین زندگی بسر کرتا رہا اور لوگ اوس سے
مذاق کرتے تھے یہانتک کہ ترکونکے گھوڑونکے اوسکی گستردہ شاہانہ
ہو گئی تھی اون مین سے کوئی شخص اوسکے پاس آتا اور
گھوڑے پر سوار اوسکے قریب آجاتا تھا تو اوسکا گھوڑا اوسکے
فرش پر پیشاب کر دیتا تھا اور اوسکی چھینٹین اوسپر پڑتی تہین

دینا بالکل نہیں تھی بلکہ دین اسلام کی ترقی روک دی اگر وہ جنگ صفین میں ہزاروں بہادران اسلام
کا خون نہ کراتے تو ساری یورپ اور ایشیا میں آج اسلام ہی کا دین ہوتا تو یوں کہنا صحیح ہے کہ معاویہ نے
اشاعت اسلام کی بجائے حضرت علیؑ نے اشاعت اسلام کی ... بڑے مخالفین اسلام پہلوانان کفار کو واصل
جہنم کیا واللہ علی القول شہید ۔ اصطلاح تبرا ان ... مرسلین کو اہل اسلام کی سعی قرار دینا صریح
کفر ہے اعاذنا اللہ منہ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ الایہ
اور ومن یتولہم منکم فانہ منہم ایسے شخص کی بے ایمانی پر نص قاطع ہے اور حدیث میں ہے اذا مدح
الفاسق غضب الرب تو جب مدح فاسق موجب غضب الٰہی ہے تو مدح کفار اور ملحدین کا جو حکم ہوگا وہ ظاہر
ہے محتاج بیان نہیں واللہ اعلم بالقلوب ۔ حررہ العبد العاجز وحید الزمان عفا عنہ المنان
اصاب من اجاب حسن محمد چشتی ۔ الجواب صحیح نور محمد حنفی ۔ صح الجواب عبد الصمد محمد اعظم اہلحدیث

معجزہ اہل بیت علیہم السلام

سلف سے یہی قاعدہ چلا آتا ہے کہ صاحبان اعجاز و کرامات اور انکے ساتھی معدودے چند اور انکے مقابل جم غفیر و انبوہ کثیر۔ سب کا بیان طویل ہو اسکے لئے گنجایش اس صفحہ مین کہان مگر چونکہ اس امت کو امت موسیٰ سے تشبیہ دی گئی ہے اسلئے اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ موسیٰ و ہارون و چند مومنین ایکطرف ہین۔ اور فرعون و ہامان و تمام ارالین سلطنت و جم غفیر کہ جنکے منجملہ ستر یا بہتر ہزار جادوگر ہی ہین وہ دوسری طرف ہین انجام مین حق کا بول بالا ہوتا ہے اور چھوٹے گروہ بڑون پر غالب آیا ہی کرتے ہین چنانچہ وہان بھی ایسا ہی ہوا

اب یہان کے منظر پر نظر ڈالئے۔ عام امت رسول ایکطرف ہے اور خاص آل رسول مع گنتی کے مومنین ایکطرف فرعون صفت ہامان صفت اشقیائے امت آل رسول یعنی اولاد ہارون کی منزلت کے خون کے پیاسے ہین جنہون نے قتل پر اکتفا کی نہ غارت پر بلکہ اسپر آمادہ ہوئے کہ عام امت رسول انکا ذکر تک نہ کرے انکے فضائل کی منکر ہو انکو کوئی چیز ہی نہ جانے۔ اس مطلب کیلئے وقتاً فوقتاً بہت سی کتابیں لکھی گئین مگر معجزہ اسے کہتے ہین کہ ادہر کا جم غفیر جو کام کرے ادہر کے گروہ قلیل سے خدا تعالیٰ ہر فرعون کے لئے ایک موسیٰ پیدا کر دے اور اسکا جواب دلوا دے سیکڑون مثالون مین سے اس وقت دو پر اکتفا کی جاتی ہے تحفہ اثنا عشریہ ملک ہندوستان مین دہلی سے لکھا گیا وہین سے خدا تعالیٰ نے اسکا کامل جواب نزہۃ اثنا عشریہ جناب حکیم مرزا محمد کامل صاحب دہلوی سے لکھوا دیا۔ اس زمانہ مین قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ جسمین اہلبیت کے فضائل چھپائے گئے ہین یا انکار کیا گیا ہو نذیر احمد نام نے دہلی سے لکھا تو اس سے زیادہ صحیح و بامحاورہ ترجمہ مع حواشی تفسیری جسمین اظہار حق اہلبیت کیا گیا ہے اور حوالے دیگر مستند طور سے [illegible] ثابت کیا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مقبول احمد نام سے دہلی سے لکھوایا بھی اور چھپوایا بھی کیا یہ معجزہ نہین ہے؟ دس پارہ تک چھپ چکا ہے گیارھوان اور بارھوان زیر طبع ہے۔ تین درجہ کے کاغذ پر چھپا ہے۔ ہدیہ مع خرچ ڈاک پورے دس پارہ کا درجہ اول [illegible] - درجہ دوم [illegible] - درجہ سوم [illegible]

ملنے کا پتہ:-

منیجر صاحب جبلر لمیٹڈ کمپنی شفاخانہ ہندوستانی کھتلی قبر دہلی

(۱۵ شعبان)

عید میلاد

حضرت حجۃ اللہ مہدی موعود علیہ السلام

اس تاریخ مسعود کی برکت سے آج بھی اوسی تحقیق کا اعلان کیا جاتا ہے جسکا اعلان ۱۲ رجب کو ہوا تھا اور مومنین اسوجہ سے شاکی تھے کہ دیر سے پہونچا

مگر اس رعایت مین یہ شرط ہو کہ لفافہ یا کارڈ پر اسم گرامی حضرت مہدی موعود علیہ السلام جلی قلم سے لکھا جائے۔

مناظرہ احمدیہ ہر دو حصہ ۲ روپیہ ۸ آنہ جسکی فہرست میں درج ہے

مجالس عشرہ فی الحفال الشہ جسمین مصائب کربلا صحیح روایات سمت مواعظ بترتیب خاص مذکور ہین ۔ ۲

عقل و تہذیب اہلحدیث جو وہابیون کیلئے بجائے سبق آموز کے ہے کہ پھر کبھی کوئی وہابی کسی شیعہ کا مقابلہ نہ کرسکے ۔ ۲

دفع الوثوق جسمین عقد حضرت ام کلثوم کا تفصیلی جواب فریقین کی روایات سے دیا گیا ہے ۔ ۵

ارسال الیدین جسمین ہاتھ کھولکر نماز پڑھنے کے دلائل کتب اہلسنت سے دئے گئے ہین۔ ۲

تصحیح تاریخ جسمین کل اسلامی تواریخ کی پوری حقیقت دکھائی گئی ہے ۔ ۱۲

الشمس جلد ۲۹

مین آریونکا مسلسل جواب دیا جاتا ہے جو قرآن پر اعتراض کرتے ہین اور تمامی اہل اسلام کے دل اوس سے پاش پاش ہو رہے ہین ۔ ان اعتراضونکا جواب آجتک اہلسنت سے نہو سکا جنکے بیجواب اخبار ہفتہ وار بلکہ روزانہ جاری ہین بیصرف الشمس کی روشنی ہو کہ حق نمایان ہو رہا ہے ۔

رد الملاحدہ بجواب خلافت راشدہ کشف الظلام بجواب آیات بینات بھی شایع ہوگا انشاء اللہ بشرطیکہ کم سے کم دو سو خریدار جدید پیدا ہون ۔

سابق جلدین بھی مرتب ہو رہی ہین ۔ اور جلد ماہوار گلستان سالانہ اہلسنت کیلئے عہ کر دیا گیا ہے

فی جلد عہ

منیجر اصلاح

سید ظہیر حسین پرنٹر پبلشر

رجسٹرڈ ڈی ۳۷۰

عام مسلمانوں کی مذہبی و تمدنی اصلاح

رسالہ

اصلاح

[illegible]

نمبر ۸ | بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ مطابق اگست ۱۹۱۱ع | جلد ۴

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

جلد ۱۴	بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۲۹ھ مطابق ماہ اگست ۱۹۱۱ء	نمبر ۸

مبارکباد

(۱) چونکہ یہ ماہ مبارک مجمع اعیاد عظیمہ ہے کہ ۳ شعبان روز ولادت جناب امام حسین ہے اور ۱۵ تاریخ ولادت باسعادت جناب صاحب الامر ہے۔ لہذا تمام مومنین کی خدمت میں مبارکباد عرض ہے۔

جشن تاجپوشی شاہنشاہ معظم خلد اللہ ملکہ ۲۲ جون کی تاریخ ہمیشہ کے لئے یادگار رہیگی جسمیں شہنشاہ ہند جارج پنجم کی رسم تاجپوشی ولایت میں اس عظمت و شان سے ادا کی گئی کہ تاریخ عالم میں یادگار رہیگی۔ ہندوستان میں بھی ہر ہر ضلع ہر ہر مقام پر رعایا کے ہر طبقہ نے اس خلوص و ارادت سے اظہار مسرت کیا کہ وفاداری کا ثبوت اس سے بڑھکر کیا ہو سکتا ہے۔
گورنکا ضلع ملتان میں جناب پیر سید غلام رسول شاہ صاحب رئیس نے تقریب تاجپوشی پر ایک بھاری جلسہ مرتب کیا۔ خود مخدوم صاحب شہر ملتان کے جلسہ کارونیشن میں شریک ہوئے تمام علاقہ گورنکا و دیگر دیہات کے معززین و عام پبلک قریب چھ ہزار کے جمع ہوا پہلے جامع مسجد میں سلامتی بادشاہ و ترقی ملک و اقبال کی دعا مانگی گئی دوسرے شاہی مضمون پر تقریریں ہوئیں اور تمام رعایا کو اطاعت و فرمانبرداری کی تلقین کی گئی تیسرے ہزاروں غربا فقرا کو پلاؤ۔ گوشت۔ زردہ۔ حلوا تقسیم کیا گیا چوتھے شام کے وقت تمام چراغان کیا گیا اور آتشبازیاں چھوڑی گئیں اس کارروائی کی اطلاع صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور لفٹنٹ گورنر و گورنر جنرل بہادر کو بذریعہ تہنیتی تار دی گئی اور قومی [illegible]

یہ مضمون روانہ کیا گیا۔ خداوند عالم اس تقریب کو مبارک کرے اور اس سلطنت عظمیٰ کو قایم رکھے کہ ما یا!
کہ مرفعالی ہندوستان کا امن وامان۔ اسی سلطنت کے بدولت قایم ہے۔ خصوصاً شیعونکو اس سلطنت
مین وہ آزادی حاصل ہے کہ کبھی خواب مین بھی نہ دیکھا تھا اصلاح چونکہ علمی رسالہ ہے لہذا اور
تحریرین نہ شایع کرسکا۔

شاہی خاندان اودھ - ہندوستان بلکہ عرب عجم کونسا ملک ہے جو اس کے حقوق سے انکار کرسکتا
ہے۔ گورنمنٹ مین بھی اسکی یہ خوشہری کہ گو بہت سے صوبے سلطنت دہلی سے علیحدہ ہوئے مگر شاہی کا
خطاب صرف اسی سلطنت کو منجانب گورنمنٹ مرحمت ہوا۔ ایسی حالت مین اس خاندان کا معمولی
امرا کی طرح بسر کرنا ضرور عبرتناک اور قابل ہمدردی ہے۔

نواب انیس الدولہ بیرسٹرایٹ لا کلکتہ کی مراسلت دربار ماسترواد ملک اودھ اگرچہ بہ طرح مدلل ہے۔
خصوصاً جبکہ مہاراج بنارس کے ساتھ گورنمنٹ یہ فیاضی دکھاچکی تو اس حیثیت سے ایک اسلامی ریاست کے
ساتھ برتاؤ نہایت درجہ ضروری ہے

بقول اخبار **وقت** لاہور صاحب عالم پرنس فرزند مرزا محمد عابد علی صاحب خلف اکبر جناب واجد علیشاہ
صاحب مرحوم کو معقول جاگیر و اختیارات اور خطاب عطا فرماکر یہ لوگ خاندان بنانا چاہیے نواب وزیر کا خطاب
جس سے اعزاز شاہی عطا ہونے سے پہلے یہ خاندان مخاطب تھا مگر عطا کیا جائے جو اسکی قدیمی تاریخی اعزاز کو زندہ
رکھنے کا باعث ہوگا!!

اگر دربار دہلی کے موقع پر شاہنشاہ جارج پنجم خلد اللہ ملکہ نے یہ فیاضی دکھائی اور خاندان شاہ
اودھ مرحوم کو زندہ کیا تو یہ طرح یہ تاجپوشی ہندوستانی تاریخ مین اپنی نظیر ہوگی۔

شاہ اودھ مرحوم جیسے گورنمنٹ کے مطیع و فرمانبردار تھے اوسکی تمام تاریخ دان واقف ہین کہ جب ضبطی
اودھ کا فرمان صادر ہوا تو واجد علی شاہ مرحوم نے گورنمنٹ انگلشیہ پر اعتماد کرکے بقصد اپیل کرنے ولایت
کیجانب روانہ ہوئے اور مدۃ العمر مٹیابرج کلکتہ مین قیام پذیر رہے ایسی حالتمین گورنمنٹ انگلشیہ کا فرض
ہے کہ اس خاندان کیلئے سلف کو ہر طرح قایم و برقرار رکھے۔

نواب بہادر مرشد آباد کے نسبت بھی ایسے ہی افواہ مشہور ہوئی ہے خدا کرے کہ گورنمنٹ ان دونو
خاندانوں کے حقوق پر نظر عاطفت فرماکر تمامی اہل اسلام کو اپنا رہین منت کرے کہ تمام اہل اسلام کی نظر

اس جانب لگی ہوئی ہے اور مراسم خسروانہ اس مبارک موقع پر انتظار ہے۔

خبر این کربلا و نجف اشرف کے نسبت یہ خبر تشفی بخش ہے کہ گورنمنٹ ہند نے اعلان شائع کیا ہے کہ صدر اعظم عثمانی نے وکیل گورنمنٹ ایران کو اطمینان دلایا ہے کہ چونکہ اس مسئلہ کو تین ماہ گذر گئے اور ترکی نے کوئی کارروائی اسکے متعلق نہیں کی اسلئے یہ باور کرنے کی معقول وجہ ہے کہ وہ خیال ترک کر دیا گیا۔

یہ نتیجہ ہے مومنین کے اوس بیداری کا جو صحیح موقع پر ہر طرف سے اسکی مخالفت کی گئی۔ اسی طرح اگر ہم اپنے حقوق پر متفقہ آواز سے کام لیں تو بہت کچھ کامیابی ہو سکتی ہے۔

ایران کے مشکلات افسوس کہ روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ جب سے جناب ناصر الملک نائب السلطنت ہو کر یورپ سے تشریف لائے بہت سے امور میں اصلاح ہوئی ہر طرف ملکی انتظام کا سامان ہو رہا تھا امریکہ سے چند لایق افسر صیغہ مال کے انتظام کے لئے بھی آگئے۔ کچھ قرض بھی لے لیا گیا جس سے فوری ضرورتیں رفع ہو گئیں مگر اسکا کیا علاج کیا جائے کہ روس کسی طرح نہیں چاہتا کہ اس ملک کا استقلال و انتظام درست رہ سکے۔ مرزا محمد علی سابق معزول شاہ کے کل حرکات و سکنات کا وہ ذمہ دار ہوا تھا۔ مگر اب اوسنے آزاد کر دیا جس سے پھر وہ ایران میں آکر آمادہ فساد ہیں۔ اونکے بھائی سالار الدولہ نے اونکے سلطنت کا اعلان دیدیا ہے گورنمنٹ ایران بھی اس مدافعت میں پوری مستعدی سے کام کر رہی ہے جس سے امید ہے کہ بہت جلد یہ فتنہ فرو ہو۔ مگر یہ ہر دو نتیجہ خرابی کے سوا کچھ نہیں آتا مومنین دعا کریں۔ پہلے ایک روس کا خطرہ تھا اب انگلیس۔ جرمنی۔ عثمانی سب سے خطرہ ہے مگر پھر بھی لا تقنطوا من رحمۃ اللہ مایوس نہ ہونا چاہئے کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ قول اصدق الصادقین ہے۔ مومنین دعا کریں کہ انشاء اللہ نتیجہ حسن ہو۔

انتخاب جداگانہ یہ بھی ہماری بدقسمتی ہے کہ حکومت مختیاری کے اختیارات ہمکو دیئے جارہے ہیں جس سے تفریق قومی روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ ہندو مسلمان میں پوری تفریق ہو چکی اب سنی شیعہ کا جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا ہے جناب مسٹر یوسف حسین خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا کی رائے ہے کہ ڈسٹرکٹ بورڈ میونسپل کمشنری کے لئے شیعوں کا انتخاب علیحدہ ہونا درست ہے اور ارباب حل و عقد اسکے برخلاف ہیں چنانچہ نواب مہدی حسن صاحب و مسٹر [illegible] حسین خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا

مسئلہ بائیکاٹ اور بھی زیادہ مضحکہ ہے کہ یہ خطوط اوسکے ہیں جو اصلاح کے نہ خریدار ہیں نہ کسیطرح
معاون پھر وہ بائیکاٹ کسکا کرینگے، اور اگر یہی منظور ہے تو بسم اللہ حسب الحکم ارشاد ہر سال چار سو پانچ
سو روپیہ بس لگتے ہیں وہاں اور بھی دس بیس ہی۔
جو لوگ دین کی خدمت کرتے ہیں تمام سالانہ چندہ تو اصلاح کے اخراجات کو بھی کافی نہیں ہے چہ جائیکہ
اوس سے کوئی ذاتی نفع ہو۔

ان خطوط میں نوابصاحب کے نسبت لکھا گیا ہے کہ وہ بھی ناراض ہیں حالانکہ ہمارا مضمون صرف استقلال
سے کر لکھا تھا جو فیاضی اور دریادلی آپ غیروں میں دکھاتے ہیں اوسکا کچھ حصہ اپنی قوم کو بھی
پہونچائیے، اگر یہی موجب ملال ہے تو افسوس تادم مرگ ہم اس جملے کہنے کو نہ بند کر سکتے ہیں نہ کسیطرح
معذرت کیسکتے ہیں۔ بلکہ ہم تو بندا ی بلند بھی کہیں گے اپنے قوم کو درست کیجئے۔ اپنی قوم کو قوم بنائیے
اسکے عزت اسکے رونق میں کوشش کیجئے یعنی دریادلی جو کچھ دکھائی اپنے قوم کے ساتھ کہ نہایت
فلاکت عسرت میں مبتلا ہے۔

ابھی اسی ماہ جولائی میں مسٹر یوسف حسین خانصاحب بیرسٹر ایٹ لا نے لکھنؤ میں ایک
اشتہار شائع کیا تھا جسمیں شکایت کی تھی کہ راجہ صاحب جہانگیر آباد سنی ہیں لیکن انکی قومی ہمدردی یہ ہے کہ
کہتین ملازموں میں صرف دس شیعہ نوکر رکھے ہیں وہ بھی سپاہیوں میں اور راجہ صاحب محمود
آباد (جو کہ شیعہ ہیں) کی ریاست میں دس گیارہ ہزار روپیہ ماہواری کے ملازم ہیں اوسمیں ایک ہزار
روپیہ اہل تشیع کو معاوضہ خدمت ملتا ہے باقی دس ہزار کے ملازم اہل سنت ہیں۔ تفریح
لکھنؤ۔

تو ایسی حالت میں کون ہمدرد قوم ہو سکتا ہے جو اپنے لیڈروں سے اسکی فریاد نہ کرے کہ اپنی فیاضی دریادلی
سے کچھ اپنے قوم کو بھی حصہ دیجئے۔

ان خطوں میں یہ بھی لکھا تھا کہ پنجاب کو اتفاق اہل اسلام کی نہایت ضرورت ہے مگر ہم نہیں سمجھ سکتے
اتفاق اہل اسلام کس مسلمان کو نہیں ضرورت ہے پنجاب کی تخصیص کیا ہے ہر مسلمان پر فرض ہے
کہ جہانتک ہوسکے اتحاد و اتفاق اہل اسلام میں کوشاں ہو۔ نوابصاحب اور مولویصاحب انجمن
مرتضوی بھی اتفاق ہی کرانے گئے تھے باوجودیکہ مسبر اڈیٹر اہلحدیث اسقدر ہم ہوا اصلاح جن

اوسکا جواب دیا جس سے اب وہی لوگ ناواقف ہوکر ہمیشہ اتفاق کو ضروری کہہ رہے ہیں کیا اتفاق کے یہی معنی ہیں کہ ہماری عدالت ہارا عزا اور ہمارا مال جو کچھ ہے دوسروں کے لئے۔ اور بغیر بیچارونکو مسجد سے روکیں اذان نکلنے دیں۔ مجلس نہ کرنے دیں عزائے امام حسین ع نہ برپا کرنے دیں اگر اتفاق اسی کا نام ہے تو اس سے علیحدہ ہمکو ہندوؤں سے حاصل ہے جو کم سے کم ہمارے روا سمجھ میں تو شامل ہیں۔ پھر اونسے معاملات کیوں نہ کریں جو کسی طرح ہمکو آزار نہیں پہونچانے۔

دربارہ تعطیل گورنمنٹ نے اہل ڈھاکہ کے لئے ۲ تعطیلیں زاید منظور کی ہیں مگر افسوس مسلمانوں کے حقوق کا اوسمیں نہیں خیال کیا گیا جسپر ہمسایہ اخبار نے معقول بحث کی ہے۔ علاوہ اسکا نہایت زبردست یوم مخصوص عاشورہ محرم تو ایسا دن ہے کہ کوئی مسلمان جسکے دلمیں ذرا بھی اپنے مذہب کی محبت باقی ہے۔ مصائب آل عبا کی غم انگیز یاد سے مہلت نہیں پاسکتا کہ وہ کسی دنیوی کام میں مشغول ہوسکے۔ لہذا آئین مصلحت و انصاف یہ تھا کہ جو زاید تعطیل ہیں تین ہندو اور تین اسلامی تہواروں کے لئے رکھی جائیں یا ایک تعطیل اور بڑھا کر سب سے بڑی اسلامی تقریبات کی تعطیلیں پوری کر دیجائیں۔"

ہم امید کرتے ہیں کہ تمام شیعہ انجمنیں اس میں متفقہ آواز سے اپنی فریاد گورنمنٹ تک پہونچائینگی کیونکہ عید الفطر و عید الضحیٰ میں تو بعد ادائے فریضہ کسیقدر مہلت بھی ملسکتی ہے بخلاف روز عاشورہ کے کہ وہ تو تمام دن حزن و غم و فاقہ کا ہے۔ پھر کیونکر ممکن ہے اسمیں کوئی کام ہوسکے۔ یہ مشترکہ کام ہے تمام اہل اسلام کا جسمیں متفقہ کوشش کی ضرورت ہے۔

شیعہ شوگر کمپنی جناب سید غضنفر حسن صاحب مینیجنگ ڈائرکٹر شیعہ شوگر کمپنی امروہہ ضلع مرادآباد سے لکھتے ہیں "ایک تو کمپنی کا سرمایہ ابھی تک نہایت قلیل ہے اسپر یہ افتاد پڑی کہ اس سال یہاں بالکل شیرہ و کھانڈ کے کاٹ کی نہیں۔ کھانڈ جو دو سو من پختہ تیار ہوئی ہے وہ سب ابتک پڑی ہے۔ آپ اپنے پرچہ میں۔ اسمضمون کو شایع فرماکر جملہ مومنین بزنس کار کمپنی کو توجہ دلائیں کہ وہ اس کھانڈ کے فروخت میں اہتمام بلیغ فرمائیں تاکہ اس سال کا حساب ختم اور منافع تقسیم ہوجائے شیعوں کی تیار کردہ کھانڈ ہو۔"

اصلاح بڑا عجیب تو یہی ہے کہ شیعوں کی تیار کردہ ہے تمام قومیں میدان ترقی میں بڑھتی ہوئی آگے چلتی ہیں اور ہم ہیں کہ اوٹھنا بھی نہیں چاہتے۔

مہ خدا خدا کرکے ایک شیعہ شوگر کمپنی قائم ہوئی تھی اسکا یہ حال کہ ایک طرف سرمایہ کی قلت دوسری طرف مال فروخت نہیں نتیجہ یہ کہ برطرف شتابند کا خطرہ اور شبہ کا موقع خدا خدا جلتے ہیں۔

تبرا قتل الکفار سنۃ

من جعلوا جعلکم الی خالد ص ۲۳

یعنی جب خالد نے انلوگوں کو قتل کیا تو کچھ لوگ ابوبکر کے پاس مدینہ میں تھے صاحب مسلم پر بیعت ہو۔ ابوبکر نے لکھا جاری بیعت لو اور امان دیں ہے انلوگ خالد کے پاس جاویں جسکے بارہ میں خالد کو حکم بھیجا تو اوسکو امان ہے اس حکم کو پہنچا شام غائب تک پہونچائے اور ہمارے پاس کوئی نہ آئے سب کے سب خالد کے پاس جائیں جس سے معلوم ہوا کہ اسطرح کا جبر نہ تشدد تھا کہ اگر کوئی شریک نہ ہو تو اوسکی بیعت قبول ہو نہ اوسکا امان ہے

جناب امام حسین علی یہ تقریر صرف اسی مد نظر نہیں کہ امام حسین نے شب عاشور اپنے ارشاد فرمایا وانی قد اذنت لکم جمیعا فانطلقوا فی حل لیس علیکم منی ذمام ھذا اللیل قد غشیکم فاتخذوہ جملا و لیاخذ کل رجل منکم بید رجل من اھل بیتی فجزاکم اللہ جمیعا خیرا ثم تفرقوا فی البلاد فی سوادکم ومدائنکم حتی یفرج اللہ فان القوم یطلبونی ولو اصابونی لھوا عن طلب غیری فقال لہ اخوتہ وابناؤہ وابناء اخوتہ وابناء عبد اللہ بن جعفر لم نفعل ھذا لنبقی بعدک لا ارانا اللہ ذلک ابدا ۱ ص تاریخ کامل

یعنی حضرت نے فرمایا میں اپنے اصحاب سے بڑھکر وفادار اور نہ اپنے اہلبیت سے کسی کو زیادہ صلہ رحم ادا کرنے والا پاتے ہیں تم سبکو میں نے اجازت دی چلے جاؤ۔ اس تاریکی شب کو پردہ بنا دو تم سب پر کسی قسم کا الزام عیب نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے اہلبیت سے ایک ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر نکل جاؤ خدا تم سب کو جزائے خیر دے اور اپنے اپنے ملکوں اور دیار میں چلے جاؤ کہ یہ لوگ صرف ہمارے طلبگار ہیں جب ہمکو پالینگے تو پھر کسیکو نہ پوچھینگے حضرت کے بھائیوں بھتیجوں بھانجوں اور فرزندان عبد اللہ بن جعفر نے جواب دیا خدا وہ دن نہ دکھائے کہ آپکے بعد ہم زندہ رہیں خدا ایسا نہ کرے۔

یہ کلام تو حضرت کے اعزا و اقربا کا تھا اصحاب کا یہ کلام تھا انحن نخلی عنک وبم نعتذر الی اللہ فی اداء حقک اما واللہ لا افارقک حتی اکسر فی صدورھم رمحی واضربھم بسیفی ما ثبت قائمہ بیدی واللہ لو لم یکن معی سلاح لقذفتھم بالحجارۃ دونک حتی اموت معک وتکلم اصحابہ بنحو ھذا فجزاھم اللہ خیرا ص تاریخ کامل

میرے سامنے ہے

حضرت مسلم بن عوسجہ نے کہا پھر ہم خدا سے کیا معذرت کرینگے کہ آپکے اداے حق کے بارہ مین قسم خدا کی ہم
ہرگز آپسے جدا نہونگے یہانتک کہ اپنے نیزے اونکے سینون مین توڑدین اور اپنی تلوارونسے مارین جب
تک تلوار کا قبضہ ہمارے ہاتھون مین ہے قسم خدا کی اگر سلاح جنگ بھی ہمارے ساتھ نہو تو ہم اونپر پتھر مارینگے
یہانتک کہ آپکے ساتھ قتل ہوجائین

اجمالی نظر صحابہ انبیا و اولیا۔ یہان ایک اجمالی نظر اون صحابہ پر بھی ڈالنا چاہئے جو دیگر انبیا و اولیا
کے ساتھ تھے جس سے ان اصحاب کی وفاداری نمایان ہو

انبیا مین سب سے پہلے حضرت موسیٰ کو جنگ کرنے کا موقع ملا ہے جسکا حال قرآن مین دو جگہ پر مذکور ہے
ایک تو آپ جب کوہ طور پر گئے ہین تو انکا۔ قوم موسی من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار
تو حضرت موسی کی قوم یعنی اصحاب نے زیور کا بچھڑا بنا لیا جسمین سے بیل کی سی آواز نکلتی تھی۔
دوسرے جب قوم عمالقہ سے لڑنے گئے ہین قالوا یا موسی انا لن ندخلہا ابدا ما داموا فیہا فاذہب
انت وربک فقاتلا انا ہہنا قاعدون سورہ مایدہ
تو اصحاب حضرت موسیٰ نے کہا ہم اسمین ہرگز داخل ہونگے جب تک وہ اسمین رہینگے تم اور
تمہارا رب جاؤ اور انسے لڑو ہم یہان بیٹھے ہین۔ یہ تو اصحاب حضرت موسیٰ کا حال تھا

حضرت عیسیٰ کے اصحاب کا حال سب کو معلوم ہے انجیل یوحنا مین ہے [illegible] یسوع نے (شمعون پطرس)
اوسے جواب دیا کیا تو میرے لئے جان دیگا۔ مین تجھ سے سچ سچ کہتا ہون کہ مرغ بانگ نہ دیگا جب تک
کہ تو تین مرتبہ میرا انکار نہ کرے صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ [illegible]۔
تب یہوداہ سپاہیون کا ایک غول اور سردار کاہنون اور فریسیون سے پیادہ لیکر مشعلون اور چراغون اور
ہتھیارون کے ساتھ وہان آیا (۳) اور یسوع نے سب کچھ جو ہونے والا تھا جانکے آگے بڑھا صفحہ ۱۴۲

رسول اللہ پر ایک سخت وقت وہ گذرا ہے جب خلیفہ دوم نے اسلام ظاہری قبول کرکے ایسی شورش
پیدا کی کہ تین سال تک رسول اللہ کو شعب ابوطالب مین محصور رہنا پڑا۔ لیکن [illegible] دانہ پانی سب
بند تھا۔ ایک شخص بھی صحابہ سے شریک حال نہ تھا بجز جناب امیر

دوسرا وقت جنگ مباہلہ کا [illegible] حضرت جنگ کے لئے نکل بچے قافلہ [illegible] جنگی سپاہ

اور یہ بھی دیکھنے کی بات

تو چاہا وہ قریش سے لڑنے کو آگئے ہیں حضرت نے مشورہ پیش کیا کہ کیا کرنا چاہئے تو صحابہ نے کہا مگر کہ مردان راہ جنگ نا رفتار را بس درجست آمد رسول خدام صفحہ ۱۰۶ جلد ۲ مدارج النبوۃ۔

فقال عمر بن الخطاب یا رسول اللہ انہا قریش وعزہا واللہ ما ذلت منذ عزت ولا امنت منذ کفرت واللہ لیقاتلنک فتاھب لذلک اھبتہ واعدد لہ عدتہ فقال رسول اللہ اشیروا علی فقال المقداد بن عمرو انا لا نقول لک کما قال اصحاب موسیٰ اذھب انت وربک فقاتلا انا ھھنا قاعدون ولکن اذھب انت وربک فقاتلا انا معکم متبعون تفسیر در منثور سیوطی صفحہ ۱۶۶ جلد ۳ تفسیر سورہ انفال۔

یعنی جب حضرت نے مشورہ لیا کہ اب کیا کرنا چاہئے قافلہ مال کل چلا گیا اور لڑنے والے آرہے ہیں تو عمر نے کہا یا حضرت یہ قریش ہے اور اوسکی عزت کہ جب سے عزت ملی ذلیل نہیں ہوئے جب سے کافر ہوئے ایمان نہ لائے پھر وہ آپسے لڑینگے آپ اوسکا سامان کرلیجیے حضرت نے پھر کر مشورہ کیا تب تو حضرت مقداد نے کہا ہم آپسے وہ کلام نہیں کہتے جو حضرت کے موسیٰ کے اصحاب نے حضرت موسیٰ سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو ہم یہان بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم یہ کہنے میں کہ آپ جہاد کیجئے ہم آپکے ساتھ ہیں اس جنگ میں ۳۱۳ مسلمان تھے۔ کفار کا لشکر نو سو سے زیادہ ہزار سے کم تہا۔

مگر امام حسین کا لشکر ۷۲ تھا اور لشکر یزید ۳۰ ہزار یا ایک لاکھ۔ اس سے دونوں اصحاب میں آپ فرق کر سکتے ہیں۔

خداوند عالم ان اصحاب کی حالت کو ان الفاظ سے بیان فرماتا ہے وان فریقاً من المومنین لکارھون یجادلونک فی الحق بعد ما تبین کانما یساقون الی الموت وھم ینظرون۔

یعنی مسلمانوں کا ایک گروہ کارہ تھا جو تم سے مجادلہ کرتا حق میں جداً کے کہ ظاہر ہو چکا گویا کہ وہ موت کی طرف ہنکائے جاتے ہیں حالانکہ دیکھ رہے ہیں جس سے معلوم ہوا خداوند کریم غضب میں ہے ان صحابہ کو بیان کر رہا ہے

تیسرا موقع جنگ احد کا ہے جسکا حال سبکو معلوم ہے کہ حضرت عمر وابوبکر وغیرہ کی بدولت اسلام کو شکست ہوئی خاص حضرت عمر کا یہ حال تھا تاریخ خمیس میں ہے انتہی انس بن النضر

جہاد حسینؑ کا اثر

عن انس بن مالک انتہی الی عمر بن الخطاب وطلحہ بن عبید اللہ فی رجال من المہاجرین والانصار وقد القوا بایدیہم فقال ما یجلسکم قالوا قتل رسول اللہ قال فما تصنعون بالحیاۃ بعدہ قوموا فموتوا علی ما مات علیہ رسول اللہ ثم استقبل القوم فقاتل حتی قتل۔

یعنی انس بن نضر عم انس بن مالک کا گذر ہوا عمر بن الخطاب و طلحہ پر جو ایک جماعت مہاجرین و انصار کے ساتھ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے تھے۔ انس نے کہا یہاں کیوں بیٹھے ہو کہا کیا کریں رسول اللہ تو مارے گئے انس نے کہا پھر زندہ رہ کر کیا کرو گے چلو اسی راہ پر مرو جس پر حضرت نے وفات پائی مگر کوئی نہ اٹھا۔ خود انس لڑنے گئے اور مارے گئے۔

خداوند عالم اس منزل کی نسبت فرماتا ہے۔ اذ تصعدون ولا تلوون علی احد والرسول یدعوکم فی اخراکم فاثابکم غما بغم لکیلا تحزنوا علی ما فاتکم ولا ما اصابکم واللہ خبیر بما تعملون سورہ آل عمران۔

(۵۳)

یعنی یاد کرو وہ وقت جب کہ پہاڑ پر چڑھے چلے جاتے تھے اور مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول پیچھے سے تم کو بلا رہے تھے تو خدا نے تم کو غم پر غم پہنچایا تاکہ اس بات پر یا مصیبت پر جو تم پر پڑی ہے محزون نہ ہو اور خدا خبیر ہے تمہارے عمل سے۔

تفسیر در منثور میں ہے لما خالف اصحاب النبی صلعم اما امرہم انفرد رسول اللہ فی تسعۃ سبعۃ من الانصار ورجلین من قریش وہو عاشرہم

یعنی جب کہ مخالفت کی صحابہ نے رسول کی یعنی عصیان کیا تو حضرت کو نو آدمیوں میں چھوڑ دیا جس میں سے سات تو انصار تھے اور دو مہاجرین سے اور حضرت دسویں تھے۔

خود حضرت عمر فرماتے ہیں لما کان یوم احد ہزمناہم ففررت حتی صعدت الجبل فلقد رأیتنی انزو کاننی اروی ص ۸۹ در منثور۔

یعنی روز جنگ احد مسلمانوں نے پہلے کفار کو ہزیمت دی۔ پھر ہم بھاگے یہاں تک کہ پہاڑ پر چڑھ گئے پس اگر تو نے دیکھا ہوتا کہ ہم اچھلتے کودتے تھے گویا بز کوہی تھے۔

یعنی فتویدوں قلم

چوتھا موقع جنگ خندق کا ہے ۵ھ جسکے بارہ میں خدا فرماتا ہے اذجاء کم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ھنالک ابتلی المومنون وزلزلوا زلزالا شدیدا

یعنی جب کفار اوپر سے اور نیچے سے آگئے اور آنکھیں تمہاری کج ہو گئیں اور دل منہ کو دوڑنے لگا اور طرح طرح کی بدگمانیاں تم میں پیدا ہونے لگی او وقت مومنین مبتلا کئے گئے اور ہلا دئے گئے بلانا شدید۔

اس جنگ میں عمرو بن عبد ود نے ابوبکر وعمر کا نام لیکر پکارا مگر نہ نکلے عمر صاحب تو اوسکی شجاعت کی تعریف کرنے لگے دیکھو تنقید بخاری حصہ ۲ صفحہ ۹۲

پانچواں موقع جنگ خیبر کا ہے فلم یلبثوا ان ھزموا عمر واصحابہ فجاؤ ایجبنونہ ویجبنہم مدارج النبوۃ ازالۃ الخفا صفحہ ۹۴

یعنی عمر جو لڑنے گئے تو تھوڑی ہی دیر میں بھاگ آئے کہ عمر لشکر والوں کو نامرد بتاتے ہیں اور لشکر والے عمر کو

چھٹا موقع جنگ حنین کا ہے ۸ھ ہجری میں بعد فتح مکہ تاریخ خمیس میں ہے ولم یبق معہ الا اربعۃ ثلاثۃ من بنی ھاشم علی والعباس وابو سفیان بن حارث وواحد من غیرھم وھو عبد اللہ بن مسعود صفحہ ۱۱۳

کہ حضرت کے ساتھ صرف چار آدمی رہ گئے تھے تین بنی ہاشم سے حضرت علی۔ عباس ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب اور ایک غیر بنی ہاشم سے عبد اللہ بن مسعود۔

یہ بہ مختصر حالات صحابہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ ورسول اللہ اس غرض سے لکھے ہیں کہ معلوم ہو اصحاب جناب امام حسین کیسے باوفا اور باایمان تھے کہ جناب امام حسینؑ اونسے کہہ رہے ہیں کہ ان اشقیا کو صرف میرے سے مطلب ہے تم مجھکو تنہا چھوڑکر چلے جاؤ۔ مگر وہ ایسے جاں نثار تھے کہ ایک منٹ کے لئے بھی جدا نہوئے۔ اور صحابۂ رسول کی یہ حالت تھی کہ خود خدا فرماتا ہے تم پہاڑوں پر چڑھے جاتے تھے والرسول یدعوکم فی اخریکم حالانکہ رسول اللہ آخر میں کھڑے تملوگوں کو پکار رہے تھے۔

اور علم و ارادہ

اب آخری حالت بھی دیکھ لیجئے کہ رسول اللہ کا دنیا سے انتقال ہوا عن عروۃ ان ابا بکر و عمر لم یشہدا دفن النبی وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا کنز العمال ص۱۴۰ جلد ۳

یعنی ابوبکر و عمر دفن میں شریک نہیں ہوئے دفن رسول اللہ میں وہ دونوں انصار میں تھے (سقیفہ بنی ساعدہ) پس حضرت دفن کر دیے گئے قبل اسکے وہ دونوں واپس آئیں۔

امام حسین کے اصحاب کا حال ملاحظہ ہو تاریخ کامل جز ۴ سوید بن مطاع فکان قد صرع فوقع بین القتلی مثخنا بالجراحات فسمعهم یقولون قتل الحسین فوجد خفة وکان معه سکین وکان سیفه قد اخذ فقاتلهم بسکینه ساعة ثم قتل قتله عروة بن بطان الثعلبی وزید بن رقاد الجنبی وکان آخر من قتل من اصحاب الحسین ص۳۳ جلد ۴

یعنی سوید بن مطاع زخمی ہو کر مقتولوں میں پڑے تھے بدن اونکا کثرت زخم سے چور تھا لوگوں سے سنا کہتے ہیں امام حسین قتل ہوئے۔ کچھ اونکو خفت معلوم ہوئی تو اوٹھ بیٹھے اونکے پاس ایک چھری تھی۔ تلوار چھین لی گئی تھی پس اسی چھری سے اسقدر حملہ کیا کہ مار ڈالے عروہ بن بطان ثعلبی اور زید بن رقاد نے قتل کیا یہ آخر اصحاب حسین سے تھے جو مارے گئے۔

ان واقعات سے یہ راز بھی کھل گیا کہ ماجرائے شہادت کے بیان میں اہل سنت کیوں اسقدر برہم ہیں جس سے بعض صحابہ میں ہیجان ہوتا ہے؟ اسوجہ سے کہ اہل اسلام جب ان واقعات کو سنیں گے اور ان واقعات بے وفائی صحابہ رسول سے مقابلہ کریں گے تو بے اختیار ان صحابہ سے نفرت پیدا ہو گی اور وہی ہو گا جو ہوتا ہے۔

شجاعت اصحاب

اصحاب امام حسین بیس سوار کل ۳۲ تھے مگر لیجئے تاریخ کامل سے وقاتل اصحاب الحسین قتالا شدیدا وهم اثنان وثلاثون فارسا فلم تحمل علی جانب من خیل الکوفة الا کشفته فلما رای ذلک عروة بن قیس وهو علی خیل الکوفة بعث الی عمر فقال الا تری ما تلقی خیلی هذا الیوم من هذه العدة الیسیرة ابعث الیهم الرجال والرماة ص۳۰

یعنی امام حسین کے اصحاب بیس سوار ۳۲ تھے مگر ایسا سخت مقابلہ کیا کہ جس پر حملہ کیا اوس کو ہٹا دیا اور ...

اور ظلم وارادہ کے ساتھ مقتول ہو جانے پر آمادہ نہ ہو گئے تو اسطرح اپنا قتل گوارا کرتے اور لشکر کے جمع کرنے میں (بقدر امکان) کوشش عمل میں لاتے۔ نہ یہ کہ جو ہمراہ تھے انھیں بھی متفرق ہو جانے کو کہہ دیتے چونکہ کوئی ضد (۲۸)۔

کو بھگا دیا آخر عروہ بن قیس سردار سواران نے عمر کو کہلا بھیجا کیا نہیں دیکھتا کہ اس قلیل لشکر نے ہمارا کیا حال کر دیا جلد پیادوں اور تیراندازوں کو بھیج۔

(۲۸) جناب امام حسین کا جو خیال تھا وہ تو تھا ہی چنانچہ بحار الانوار میں ہے کہ راوی بیان کرتا ہے ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کچھ خطوط ملاحظہ کرتے تھے فرمایا ھذہ الکتب اھل کوفہ وھم قاتلی یعنی یہ خطوط اہل کوفہ کے ہیں حالانکہ وہ سب ہمارے قاتل ہیں

حضرت کے اصحاب کا بھی یہی خیال تھا کہ امام پر فدا ہو جائیں کامل ہیں ہے وجاء عابس بن ابی شبیب الشاکری و شوذب مولی شاکر الی الحسین فسلما علیہ وتقدما فقاتلا فقتل شوذب واما عابس فطلب البراز فتحاماہ الناس لشجاعتہ فقال لھم عمر ارموہ بالحجارۃ فرموہ من کل جانب فلما رای ذلک القی درعہ ومغفرہ وحمل علی الناس فھزمھم بین یدیہ ثم رجعوا علیہ فقتلوہ منہ

(۵۶)

یعنی عابس بن ابی شبیب شاکری۔ اور شوذب آزاد کردہ شاکر خدمت امام حسین علیہ السلام میں ادائے سلام کر کے رخصت ہوئے اور قتال کرنے لگے۔ شوذب کو تو سبھوں نے قتل کیا۔ مگر عابس کی شجاعت نے ایسا ہراسان کیا کہ میدان جنگ میں کوئی نہ آیا عمر نے حکم دیا کہ پتھر مارو ہر طرف سے پتھر پڑنے لگا حضرت عابس نے جب یہ دیکھا تو زرہ۔ مغفر سے اوتار دا اور قوم پر حملہ کیا کہ سب بھاگ گئے۔ پھر پلٹ کے سب نے ادھر کر قتل کیا

کیا دنیا کی تاریخ کوئی ایسی نظیر پیش کر سکتی ہے کہ جو فوج مقابلہ سے گریزاں ہے۔ اوسکے سامنے زرہ مغفر اوتار کر جائے کہ ہمکو قتل کریں۔ یہ شجاعت صرف اصحاب امام حسین کو ملی تھی۔

تیغ و ملاطفہ اب اس سے بھی بڑھ کر سنئے کہ حضرت نے شہادت سے کے قبل نورہ کا استعمال فرمایا تو عبد الرحمن بن عبد ربہ اور بریر بن حصین ہمدانی کو اپنی حفاظت کے لئے مقرر کیا فجعل بریر یضاحک عبد الرحمن فقال لہ یا بریر اتضحک ما ھذہ ساعۃ باطل فقال بریر واقدعلم

وطن کا درباری نمبر مورخہ ۲۳ جون بتقریب جشن تاجپوشی اعلیٰ حضرت جارج پنجم شہنشاہ ہند متعنا اللہ سائر المسلمین بوجودہ وجودہ شائع ہوا۔ اوسمین بعنوان "سیرۃ و مشاغل رسول کریم و امہات المومنین و صحابہ کرام" قاضی محمد سلیمان صاحب سپیل مجسٹریٹ ریاست پٹیالہ ایک تحریر شائع کی ہے۔ جسکا متن حسب ذیل ہے۔

(۳) امہات المومنین کا وقت تو زیادہ تر فرقہ نسوان کی تعلیم و تربیت مین گذرا کرتا تھا۔ وہ امت کی عورتون کو قرآن پڑھاتی۔ عقائد سکھاتی۔ مسائل کے جواب دیتی تھین اور اگر کسی مسئلہ کا جواب انکو خود نہ آتا تو نبی کریم سے خود دریافت کر دیتی تھین حیض و نفاس۔ نکاح۔ طلاق۔ عدت وغیرہ معاملات کی حدیثون کی راوی اکثر امہات المومنین ہی ہین حقوق زوجین کے مسائل بھی زیادہ تر امہات کی روایتون سے ہی معلوم ہوتے ہین۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی عبادات و حالات و معاملات خانہ داری کے احوال امہات المومنین سے ہی لوگون تک پہونچے۔ غرض ہم کہہ سکتے ہین کہ امہات المومنین فرقہ نسوان مین اسلام پھیلانے مین نبی صلعم کی نیابت کرتی تھین اور اون کے اوقات بہت معمور رہتے تھے۔

قرآن مجید کے سورہ احزاب میں "یا نساء النبی" کے عنوان سے چند آیتین پائی جاتی ہین جن سے امہات المومنین کے فرائض معلوم ہوتے ہین۔ ان مین سے ایک آیت یہ ہے۔ واذکرن ما یتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ ان اللہ کان لطیفاً خبیراً ؀

اے نبی کی بیبیو۔ تمہارے گھرون مین جو اللہ کی آیتین اور حکمت و دانشمندی کی باتین پڑھی جاتی ہین اونکو یاد کر کے اون کا وعظ کر دیا کرو۔

مگر افسوس کہ یہ پوری تحریر خیالی تصویر ہے جسمین نہایت بے دردی کی گئی ہے نہ کسی حدیث سے سند۔ نہ واقعات تاریخی کا حوالہ۔ بلکہ محض جوش اعتقادی سے یہ فسانہ تصنیف ہوا۔ گو چونکہ رسول اللہ اشرف الانبیا خاتم النبیین کی زوجہ تھین لہذا اون کے بھی مشاغل ہونے چاہیئے جیسی ہم بھی تصدیق کرتے ہین کہ ہاں ایسا ہی ہونا چاہیئے مگر معاملہ تھا اسکے برعکس۔

مشکوۃ شریف میں ہے صفحہ ۱۴۱ جلد ۲ مطبوعہ احمدی پریس لاہور "روایت عائشہ سے کہ لوگ
قصد کرتے تھے ساتھ تحفوں اپنے کے بیچ نوبت میری کے طلب کرتے تھے ساتھ اس قصد
کے رضا پیغمبر خدا کی اور کہا عائشہ نے کہ بیویاں رسول اللہ کی دو گروہ تھیں ایک گروہ میں
عائشہ حفصہ۔ سودہ تھیں۔ دوسرے گروہ میں ام سلمہ تھیں اور باقی بیویاں ۔
پس گفتگو کی ام سلمہ کی گروہ نے اور کہا کہ یا حضرت آپ کلام کریں لوگوں سے اور کہدیں
کہ جو کوئی چاہے تحفہ بھیجے طرف رسول اللہ کے تو حضرت کی طرف تحفہ بھیجیں جہاں ہوں
تو کیا اس پارٹی بازی سے کوئی یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ یہ تعلیم و تربیت امت کا کام دیتی
تھیں کیونکہ آپ دیکھ رہے ہیں دونوں فریق کو تحفہ و ہدایہ کی تاک ہے عائشہ کہتی ہیں کہ
لوگ اوسی روز ہدیہ بھیجتے جس روز ہماری باری ہوتی اور حضرت ام سلمہ یہ چاہتی ہیں کہ جہاں
رسول رہیں وہاں تحفہ جایا کرے۔ لیکن عائشہ کیوں کھائیں۔ جن لوگوں کے یہ اخلاق ہیں
کیا وہ امت کی ہادی بن سکتی ہیں۔ پھر اوسی مشکوۃ میں ہے۔
انس سے صفیہ کو خبر پہونچی کہ حفصہ نے اون کو یہودی بچی کہا ہے۔ صفیہ نے حضرت
سے شکایت کی تو حضرت نے فرمایا تم بیٹی ہو نبی کی تمہارے چچا نبی تھے۔ تمہارا شوہر نبی ہے
پھر کس بات پر حفصہ فخر کرتی ہے۔ حفصہ سے کہا خدا سے ڈر اے حفصہ ص ۱۴۳
کیا اس سے نہیں معلوم ہوا کہ ازواج نبی کا کام باہم گالی گلوج کرنا تھا کہ ایک دوسرے کو
مثل معمولی عورتوں کے گالی دیا کرتی تھیں۔ کیا یہی شان ہے ہادی امت کی۔
عائشہ نے کہا ازواج نبی سے ہمکو کسی پر اتنی غیرت نہ آئی جتنا کہ حضرت خدیجہ پر غیرت آئی کہ حضرت
اونکا ذکر کرتے اور اکثر ذبح کرتے بکری کو اور تقسیم کرتے حضرت خدیجہ کی دوست عورتوں کو جس پر
اکثر اوقات ہم کہا کرتے کہ گویا نہ تھی دنیا میں کوئی عورت سوائے خدیجہ کے حضرت فرماتے کہ وہ
ایسی تھیں ایسی تھیں خدا نے اون سے مجھے اولاد دی صفحہ ۱۴۱ مشکوۃ
کیا اس اخلاق کی عورت ہادی ہو سکتی ہے جسکو اپنی مردہ سوتن سے یہ عداوت تھا اور آخر
اوس عداوت کو جناب سیدہ کے ساتھ اس طرح پورا کیا کہ وفات جناب سیدہ میں بھی نہ
شریک ہوئیں۔ جناب سیدہ سے لڑتی رہیں۔ جناب امام حسنؑ سے جنازہ پر لڑیں آخر روضہ میں دفن ہونے نہ دیا

اسماء شکل کی بیٹی کا اسی طرح سوال ہے۔ ام حبیبہ بنت جحش نے استحاضہ سوال کیا مشکوٰۃ
اسی طرح صدہا روایتیں ہیں جنمیں خود عورات نے حضرت سے مسائل حیض۔ نفاس جنابت کو پوچھا ہے اور آپنے بلا توسط ازواج جواب دیا ہے۔ پھر آپنے کہاں سے یہ خیالی پلاؤ پکا لیا کہ امت کی عورتوں کو قرآن پڑھاتیں۔ عقائد سکھاتیں مسائل کے جواب دیتی تھیں۔ کیونکہ امت کی عورتیں نہ انکو اس قابل جانتیں نہ کبھی ان سے پوچھتیں بلکہ جو کچھ پوچھنا ہوتا خود رسول اللہ سے پوچھتیں یہ بات دوسری ہے کہ خود آنحضرت بوجہ حیا و شرم ازواج کے ذریعہ سے کبھی کبھی بتا دیتے ہوں یا وہ عورتیں شاذ و نادر ازواج کے ذریعہ سے سوال کرتی ہوں۔

یہ بھی غلط ہے کہ حیض و نفاس وطلاق۔ عدۃ وغیرہ معاملات کی حدیثوں کی راوی اکثر ام المومنین ہی ہیں۔

کیونکہ ابھی مذکور ہوا تمامتر خود عورتیں راوی ہیں اور اگر انکی روایت ہے تو وہی اپنی بیتی نہ پریتی۔ اور ایسی گندی اور بیہودہ روایتیں جن سے شان رسالت میں دھبہ لگے۔ ملاحظہ ہو لنگوٹی والی روایت صحیح مسلم صفحہ ۱۲۸ جسکے تذکرہ سے بھی شرم آتی ہے۔ پھر روایت بوسہ۔ پھر روایت احتلام رسول حالانکہ محض غلط ہے۔

افسوس قاضی صاحب ازواج نبی کا نائب اسلام کے پھیلانے میں فرماتے ہیں حالانکہ اعمال اشغال افعال ایسے تھے کہ بجز ایذا دہی رسول کوئی کام ہی نہ تھا یہانتک کہ رسول ہم ایسا کریم الخلق جسکی شان میں انک لعلی خلق عظیم وارد ہے وہ ان سے ایسا تنگ آیا کہ ایک مہینہ تک انکو چھوڑ دیا۔

قرآن مجید کے سورہ احزاب کی آیت یا نساء النبی تو آپکو یاد ہی ہوگی مگر اسکے مطلب اور معنی نہ معلوم ہوئے کہ خدا کیا کہہ رہا ہے ملاحظہ ہو اسکا ترجمہ اے پیغمبر کی بی بیو جو تم سے فاحشہ مبینہ کا مرتکب ہوگا اسپر دوہرا عذاب ہوگا اور جو خدا اور رسول کی تابعداری کریگا اسکو اجر ملیگا۔ اے عورتیں پیغمبر کی تم مانند معمولی عورتوں کے نہیں ہو اگر پرہیزگار رہنا چاہو تو نرم نرم باتیں نہ کیا کرو کہ جسکے دل میں مرض ہے وہ تمہیں طمع کرے۔ قول معروف

کیا کرو اور گھر میں بیٹھی رہا کرو اور جس طرح جاہلیت کی عورتیں اظہار تجمل کیا کرتیں اوس طرح تم نہ اظہار زینت کیا کرو۔

کیا اس قسم کا خطاب اون عورتوں سے ہو سکتا ہے جو نیک پارسا فرمانبردار و مطیع ہوں حاشا و کلا ہرگز نہیں۔

اسی لئے اہلبیت نبی کے بارہ میں خدا فرماتا ہے انما یرید اللہ۔ خدا تو تم اہلبیت سے ناپاکی کو دور کرنا چاہتا ہے اور بالکل پاک و صاف کرنا

پھر نہ معلوم حضرات اہلسنت انکی محبت و تعظیم سے کیوں دست بردار ہیں جو اونکی مدح سرائی میں مشغول ہیں جنکے بارہ میں من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ وارد ہے کہ جو تم سے فاحشہ مبینہ کی مرتکب ہوگی اوسپر دونا عذاب ہوگا۔

ہماری غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ آپ اگر مسلمانوں کی اصلاح چاہتے ہیں تو سچی باتیں سچے واقعات اونکو بتائے تاکہ وہ جانیں ہمیں کیا فرض ہے ہمکو کیا کرنا چاہئے۔ کیونکہ جب آپ صحابہ کی عموماً اور ازواج کی خصوصاً مدح و ثنا کرینگے تو ان کی عظمت ذہن نشین راسخ ہوگی اوسکے بعد تواریخ میں اگر اونکے کارنامے پڑھینگے تو سمجھینگے کہ انہیں افعال کی وجہ سے وہ مستحق تعظیم ہوئے حالانکہ وہ افعال ایسے ہیں کہ مسلمان کیا دنیا کو بھی اوس سے شرم آئے لہذا اس غلط کارروائی سے اخلاق میں اور بھی خرابی آتی ہے۔

بخلاف اسکے اگر سچے واقعات بیان کئے جائینگے اور سچے حالات سنائے جائینگے تو ایک طرف اسلام کی عظمت نمایاں ہوگی دوسرے صدق و راستی کی وقعت ہوگی کہ اسلام ایسا دین حق تھا کہ باوصفیکہ ایسے مرتکب اخلاق اوسکے کرتا دھرتا تھے مگر اسلام ترقی کر گیا۔ اور صدق و راستی کی یہ عظمت ہے کہ اوسکی مخالفت سے صحابہ و ازواج ناقابل مدح و ستائش ہیں تو دوسرے لوگ ان افعال سے کب ممدوح ہو سکتے ہیں۔

اسلامی دنیا کی مشکلات اس عنوان سے وکیل مورخہ ۳ مئی نے ایک مفصل تحریر شایع کی ہے جسمیں ہندی مسلمان تین کروڑ چینی مسلمان ہم کروڑ ہمراکش۔ مصری۔ روم شام۔ عرب کے مسلمانوں کا نقشہ کھینچا ہے کہ وہ کیسی ہندی حالت میں مبتلا

سے آپکے اعمال کی بدولت بلند ہو چکی تھی۔

آپنے تاریخ کامل مین یہ بہی دیکھا ہو گا فقال الحسین ویلکم ان لم یکن لکم دین ولا تخافون یوم المعاد فکونوا احرارا ذوی احساب امنوا رحلی واھلی من طغاتکم وجھالکم ص۳۱

یعنی اگر تم مین بالکل دین نہین ہے۔ قیامت کا خوف نہین ہے تو مرد آزاد بھلا مانس کا ایسا برتاؤ کرو کہ ہمارے خیمہ اور اہل وعیال کو اپنے جاہلون بدمعاشون سے تو بچاؤ۔ پھر تعجب ہے کہ آپ ایسے کافرون کی حمایت کرتے ہین۔

اڈیٹر صاحب ذرا تاریخ الخلفا بہی تو دیکھ لیجئے قال الحسن البصری افسد امر الناس اثنان عمرو بن العاص یوم اشار علی معویہ فرفع المصاحف فحملت وقال این القراء فحکم الخوارج فلا یزال ھذا التحکیم الی یوم القیمہ والمغیرہ بن شعبہ فانہ کان عامل معویہ علی الکوفۃ فکتب الیہ معویہ اذا قرءت کتابی فاقبل معزولا فابطاء عنہ فلما ورد علیہ قال ما ابطاءک قال امر کنت اوطئہ واھیئہ قال وما ھو قال البیعۃ لیزید من بعدک قال او قد فعلت قال نعم قال ارجع الی عملک فلما خرج قال لہ اصحابہ ما وراءک وقال وضعت رجل معویہ فی غرز غی لا یزال فیہ الی یوم القیمۃ قال الحسن فمن اجل ذلک بایع ھولاء ابناءھم ولو لا ذلک لکانت شوری الی یوم القیمۃ ص۱۴۰

حسن بصری کہتے ہین کہ امت محمدیہ کو دو آدمیون نے فاسد کیا ایک عمرو عاص نے کہ جنگ صفین مین معویہ کو مشورہ دیا کہ نیزون پر قرآن بلند کئے جائین جس سے خوارج مین تحکیم جاری ہو گئی جو قیامت تک رہیگی۔ دوسرے مغیرہ بن شعبہ نے جو معاویہ کی طرف سے حاکم کوفہ تہا معویہ نے معزول کرکے اوسکو طلب کیا وہ دیر کرکے آیا تو معویہ نے پوچھا کیون دیر لگائی اوس نے کہا ہم ایک فکر کر رہے تھے۔ معویہ نے پوچھا وہ کیا۔ کہا کہ بیعت یزید کا سامان کر رہے تھے۔ معویہ۔ پھر کیا ہوا۔ کہا کر چکا۔ معویہ تو آپنے جگہہ پر رہا۔ مغیرہ جب نکلا تو لوگون نے پوچھا کیا خبر ہے۔ اوس نے کہا کہ ہمنے معویہ کے پیر کو غوایت کی رکاب مین ایسا ڈالا ہے کہ قیامت

تک اوس سے نہ نکلا۔ حسن بصری کہتے ہین کہ اگر ایسا ہوتا تو پھر کوئی اپنی اولاد کو خلیفہ نہ بناتا بلکہ ہمیشہ شوری رہتا۔

اس تحریر سے ہماری غرض یہ ہے کہ یہ تو آپنے ملاحظہ فرمایا کہ دو جلیل القدر صحابی اسکے ذمہ وار بنائے گئے ہین ایک عمرو عاص دوسرے مغیرہ جو مثل خلفائے ثلثہ صحابی تھے صحبت رسول اللہ سے مشرف تھے اور بہر صفت خلفائے متصف تھے۔ پس جب اونکو مفسد قرار دیتے ہیتے حسن بصری کو تامل نہین ہوا۔ تو آپکو خلفائے ثلثہ کے بارہمین کیون تامل ہے کیونکہ وہان بہی تو حکم رسول کے خلاف ابوبکر کی خلافت مین صرف عمرو ابو عبیدہ کوشان تھے۔ اور عمر صرف حکم ابوبکر سے خلیفہ ہوے۔ تو پھر ایک صحابی کو مفسد ماننا اور دوسرے کو اوس سے بری کرنا کونسا انصاف ہے

حالانکہ آپکو یقیناً معلوم ہے کہ نہ خدا اپنی مخلوقات سے غافل تہا نہ رسول اپنی امت سے بیخبر تھے۔ بلکہ سبکا بندوبست کرگئے تھے مگر ان بندوبستون سے خدائی خوانی کونہ ماننا ہی کو نہ ماننا اپنی خواہش نفسانی کے مقابلہ مین حکم رسول سے سرتابی کرنا کون مشکل تہا

تنبیہ مخالفین اتفاق

جناب مولانا مولوی وحید الزمان صاحب نے پیسہ اخبار مورخہ کیم جمادی الثانی ۱۳۲۸ حال مین ایک مضمون اتفاق اہل اسلام پر جسکی زمانہ حال مین اشد ضرورت ہے محض خلوص نیت اور حسن طویت کے ساتھ لکھا تھا نہ اوسمین کسی فریق کی اہانت تھی نہ کسی سے خصومت اوس کی غرض اصلی یہ تھی کہ جس طور سے ہوسکے مسلمانون کے دو عالیشان گروہ یعنی سنی اور شیعہ متفق ہوجائین اور امن وامان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرین جس سے خود دین اسلام کی رونق اور ترقی ہو اور نیز ہماری عادل اور منصف گورنمنٹ کو ہمات دن کے فسادات اور جھگڑون سے اطمینان حاصل ہو اور نیز دونون گروہ بحیثیت اجماعی بقوت متفقہ

حکم ہے اور جو شخص آنحضرت صلعم کے کسی صحابی کو برا کہے یا برا کہنے کی اجازت دے اوس پر کیا فتویٰ انتہی مختصراً بالفاظہا۔

اب جوابات بطریق لف ونشر مرتب سنیئے۔

جواب اعتراض اول

(۱) معاویہ پر سب بن بزرگان دین نے کیا ہے اون کے اقوال حسب ذیل ہین

۱ قول جناب امیر انہ شیطان ۱۲ نہایہ مجمع البحار

۲ قول قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ انت وثنی ابن وثنی دخلت فی الاسلام کرھا وخرجت منہ طوعا۔ وانت عدو اللہ وحربک حزب الشیطان ۱۲ ابن قتیبہ تدرت تو بت پرست ہے اور بت پرست کا لڑکا زبردستی اسلام لایا خوشی سے اسلام سے نکل گیا تو دشمن خدا ہے اور تیرا گروہ۔ گروہ شیطان ہے۔

۳ قول جاریہ بن قدامہ یا معاویۃ انت اھون علی اھلک اذ سموک معاویہ۔ ابن عساکر۔ سقدر تو ذلیل ہے اپنے اہل پر کہ نام تیرا معویہ رکھا بھونکنے والی کتیا

۴ قول جناب امیر فاتق اللہ یا معاویہ فی نفسک، وجاذب الشیطان قیادک ۱۲ نہج البلاغہ اے معویہ خدا سے خوف کر۔ اور شیطان کی پیروی نہ کر۔

۵ قول محمد بن ابی بکر من محمد بن ابی بکر الی الغاوی معاویہ بن صخر انت اللعین ابن اللعین لم تزل انت و ابوک تبغیان علی رسول اللہ صلعم الغوائل وتجھد فی اطفاء نور اللہ ۱۲ مروج الذہب مسعودی مراد معویہ بن صخر کے نام ہے کہ تو لعین ہے ابن لعین تو اور تیرا باپ ہمیشہ رسول اللہ صلعم کے درپے آزار رہا اور رہا چاہتا تھا کہ نور خدا کو بجھا دے

۶ قول ابو ایوب انصاری عہد الینا ان نقاتل مع علی القاسطین ھذا ادجھنا الیہ یعنی معاویہ واصحابہ ۱۲ ابن عساکر۔ عہد لیا ہے ہم سے کہ قتل کریں ہم علی کے ساتھ قاسطین سے۔ یہ وجہ ہے ہماری رخ کرنے کی معاویہ و اصحاب معویہ کی طرف۔

ک قول جناب امیر حزبنا حزب اللہ والفئۃ الباغیۃ حزب ابلیس ومن سوی بیننا وبین عدونا فلیس منا۔ ہمارا لشکر لشکر خدا ہے۔ اور فئتہ باغیہ گروہ باغی لشکر شیطان ہے جو ہم میں اور ہمارے دشمنوں میں مساوات برابری کا قائل ہو وہ ہم سے نہیں

ش قول ابن عباس القاسطون معاویہ واصحابہ ۱۲ بیہقی کہا ابن عباس نے کہ قاسطین معویہ اور اوسکے اصحاب ہیں۔

ص قول یعربی قاتلوا من حاد اللہ ورسولہ وحاول ان یطفیٔ نور اللہ فقاتلوا الخاطئین الضالین القاسطین الذین لیسوا بقراء قرآن ولا فقہاء فی الدین ولا علماء فی التاویل ولا لہذا الامر باھل فی سابقۃ الاسلام واللہ لو ولوا علیکم یعملوا فیکم باعمال کسریٰ وھرقل ۱۲ ابن اثیر

۱۰ قول جناب ممدوح ان معاویۃ وعمروا وابن ابی معیط وحبیبا وابن ابی سرح والضحاک لیسوا باصحاب دین ولا قرآن انا اعرف بہم منکم قد صحبتہم اطفالا ثم رجالا فکانوا شر اطفال وشر رجال ۱۲۔ ابن الاثیر

۱۱ قول جناب ممدوح لہ دخلت فی الاسلام کرھا وخرجت منہ طوعا ۱۲ نہج البلاغہ

۱۲ قول جناب ممدوح لہ الذی لم یجعل لہ سابقۃ فی الدین ولا سلف صدق فی الاسلام طلیق ابن طلیق حزب من الاحزاب لم یزل حربا للہ ولرسولہ ھو وابوہ حتی دخلا فی الاسلام کارھین ۱۲ ابن اثیر

۱۳ قول جناب ممدوح لہ سیروا الی قتلۃ المہاجرین والانصار قد طال ما سعوا فی اطفاء نور اللہ وحرضوا علی قتل رسول اللہ صلعم الا ان رسول اللہ صلعم امرنی بقتال القاسطین وھم ھولاء الذین سرنا الیہم ۱۲ مروج الذہب

۱۴ قول امام حسن علیہ السلام لمعاویۃ لو آثرت ان اقاتل احدا من اهل القبلہ لبدأت بقتالک ۱۲ نیل الاوطار شوکانی

۱۵ وجه معاویہ بسر بن ارطاۃ والضحاک بن قیس ورجلا من غامد وامرهم ان یسیروا فی البلاد فیقتلوا کل من وجدوه من شیعة علی رض وان یغیروا علی سائر عماله ویقتلوا اصحابه ولا یکفوا ایدیهم عن النساء والصبیان فانتهی بسر المدینة فقتل بها ناساً من اصحاب علی واهل هوادہ الی حرۃ ۱۲ ابو الفرج اصبہانی

۱۶ قول امام حسین لہ سبحان اللہ یا معاویہ لکأنک لست من هذه الامۃ و[illegible] ۔ فضل من جهادک ما [illegible] [illegible] دینک ۱۲ ابن قتیبہ

۱۷ قول جناب امیر لبسر بن ارطاۃ ذروہ لعنہ اللہ ولقد کان معاویہ [illegible] [illegible] منہ

۱۸ قول زیاد لمعاویہ العجب کل العجب من ابن [illegible] دوراس النفاق

۱۹ قول عائشہ صدیقہ لمعاویہ رکبت الصلیعاء ۱۲ [illegible]

۲۰ قال ابو الفرج مات الحسن علیہ السلام شہیدا مسموما دس معاویہ الیہ الی سعد بن ابی وقاص حین اراد ان یعهد الی یزید ابنہ ۱۲ اصبہانی

۲۱ لما بلغ موت الحسن کبر فرحا بموتہ ۱۲ ابن جریر الطبری

۲۲ لما بلغ عائشۃ قتل محمد بن ابی بکر جزعت علیہ جزعاً شدیداً وقنتت [illegible] تدعو علی معاویۃ وعمرو۔

[illegible] معاویہ وحزبہ [illegible] [illegible] الحسن والحسین و

الاشتر ۱۲ ابن اثیر

وقال النبیؐ من سب علیاً فقد سبنی وساب النبی صلعم ملعون بالاتفاق

۳۵ لما مات الحسن بن علی دخل معاویہ المدینۃ واراد ان یلعن علیاً علی منبر رسول اللہ صلعم ۱۲ ابن عبد ربہ فی العقد۔

۳۶ کان معاویہ یقنت فیقول اللھم ان ابا تراب الحد فی دینک وصد عن سبیلک فالعنہ لعنا وبیلا وعذبہ عذابا الیما وکتب بذالک الی الافاق فکانت ھذہ الکلمات یشاد بہا علی المنابر الی ایام عمر بن عبد العزیز ۱۲ نصائح کافیہ

سنۃ وسنہ معاویہ الی عمالہ بعد عام الجماعۃ ان برئت الذمۃ ممن روی شیئاً من فضل ابی تراب واہل بیتہ فقامت الخطباء فی کل کورۃ وعلی کل منبر یلعنون علیاً ویبرأون منہ ویقعون فیہ وفی اھل بیتہ ۱۲ مدائنی فی کتاب الاحداث

۳۷ امر معاویہ حجر بن عدی ان یقوم فی الناس فیلعن علیاً ۱۲ کامل

۳۸ استعمل معاویہ علی المدینۃ مروان فکان لا یدع سب علی علی المنبر کل جمعۃ ثم عزل وامر سعید ۱۲ کامل وابن حجر مکی

۳۹ وولی معاویۃ بسر بن ارطاۃ فکان یشتم علیاً علی المنبر ۱۲ مروج الذہب

۴۰ ذکر عند معاویہ قتل ابن الاشرف فقال بنیامین کان قتلہ غدراً فقال محمد بن مسلمۃ یا معاویۃ ایغدر عندک رسول اللہ صلعم ثم لا تنکر واللہ لا یظلنی وایاک سقف بیت ابداً ۱۲ ابن تیمیہ فی الصارم المسلول

۴۱ ذکر عند معاویہ موت الامام الحسن فقال رجل جمرۃ اطفاھا اللہ فسکت معاویہ ولم ینکر علیہ ۱۲ ابو داؤد

۴۲ یقول سمرۃ بن جندب لعن اللہ معاویہ واللہ لو اطعت اللہ کما

مطعنت معاویہ ماخذ سبنی ابد ۱۲ محمد بن جریر الطبری بسندہ و ابن اثیر

ان عمرو بن العاص صعد المنبر فوقع فی علی ثم صعد الحسن فحمد اللہ و اثنی علیہ ثم قال انشدکما اللہ یا عمرو و یا مغیرہ ان رسول اللہ صلعم لعن السائق والقائد (ھما ابوسفیان و معاویہ) ابن حجر مکی

کان علی بن ابیطالب اذا صلی الغداۃ تقنت فیقول اللعن معویہ و عمرو و ابا الاعور و حبیب و عبد الرحمان بن خالد والضحاک بن یزید والولید ابن اثیر

کان یقول علی فی قنوتہ اللھم علیک بمعاویۃ واشیاعہ و عمرو بن العاص واشیاعہ و ابی الاعور السلمی واشیاعہ و عبد اللہ بن قیس اشیاعہ ۱۲ ابن ابی شیبہ

قال علی علی منبر الکوفۃ الا لعن اللہ الافجرین من قریش بنی امیہ و بنی المغیرہ۔ ابن عساکر

قال الحسن البصری اربع خصال فی معاویہ لو لم تکن فیہ الا واحدۃ منھا لکانت موبقۃ ۱۲ کامل

قال الشعبی انہ کان کالجمل الطب ۱۲ نہایہ و مجمع

قال التفتازانی سکب علی و حرب معاویہ اشتقاق معاویہ من عوی الکلب اذا صاح ۱۲ مطول و مختصر

انہ کان قبل المصالحۃ باغیا جائرا و مثلہ عن الدین والسنۃ...

یہ مشتے نمونہ از خروارے چند اقوال صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین منقول ہو کیا یہ لوگ بقول ثنائی صاحب سنی نہ تھے جو انہوں نے سب و شتم معاویہ علی ... کی۔

جواب اعتراض دوم

آپ کی تحقیق علمی اور شرعی کا کیا کہنا سبحان اللہ اجی حضرت تعزیہ تو شبیہ ہے روضہ

جناب یہ دریافت اصل جانتے ہیں جیسے آپکے برادر جانی یا ایمانی مولوی ثناء اللہ صاحب کی
عبارت سے متریح ہے فرماتے ہین دااہل سنت نے جس کسی کو جیسا مانا ہے اوسکے اسلامی خدمات
کے عادے ٹھیک مانا ہے) اور آپ یہ فرماتے ہیں کہ معاویہ نے اپنے عہد مین اشاعت اسلام حضرت
امیر سے بھی زیادہ کی اسکا صاف نتیجہ یہ ہے کہ معاویہ بلحاظ خدمات جناب حیدر کرار سے بڑھکر ہین
تو اسے بسم اللہ ہم آپ مینکر سر کھولکر بدرگاہ قاضی الحاجات یون دعا کرین ہین تو یہ دعا کرون یا
اللہ یہ اشعثیہ کرار اتباع اور جنود مین ہو اور آپ یون دعا فرمائے کہ آپکا حشر اتباع اور جنود
معاویہ مین ہو آمین یارب العالمین
جواب یازدہم مولانا نے تو جناب کسی کو دغا نہین دی نہ اونکی نیت بناطلبی یا غرض وجاہ کی ہے
جو کام وہ کرتے ہین وہ محض خلوص اور خیرخواہی اسلام اور مسلمین کیلئے حیرت ہے ہمکو جہانتک معلوم
ہے مولانا نے نہ تو آپ سے کوئی منفعت دنیوی حاصل کی نہ آپکے خاندان مین کوئی پیغام دیا ہے
دغا کیا کیا یعنی کچھ سمجھ مین نہین آتا آپ جن امور کو ضلالت سمجھتے ہین وہ عین ہدایت اور صنعت
ہین جیسے اوپر گذر چکا۔
جواب اعتراض دوازدہم قادیانی اور نیچری اور چکڑالی فرقون کی نسبت مولانا نے یہ لکھا تھا کہ
بالفعل اون سے قطع نظر بہی ہے میلن کاپی نویس نے پیسہ اخبار مین لفظ بالفعل کو بالکل کر دیا اور
اسی وجہ سے بھی یہ ایک کا مترپنج پیدا ہوتا ہے پہلے شیعہ اور سنی کو ملانا اور اونہی کی ملاپ کی فکر کرنا
مقتضائے عقل اور دور اندیشی ہے مطلب الکل فوت الکل اسکے علاوہ مولانا کا یہ مطلب ہرگز نہین ہے
کہ دوسرے فرق اسلامیہ کی بالکل فکر نہ کیجائے البتہ شیعون اور سنیون کے مقابلہ مین دوسرے تباعہ ہین
جنکا خود آپکو بھی اقرار ہے اور ایک وجہ ان فرقون سے بالفعل قطع نظر کرنیکی یہ ہوئی کہ قادیانی
متنبی نے اپنے متبعین کو ہدایت کر دی ہے کہ وہ عام مسلمانون کی اقتدا نہ کرین بلکہ اونکو بے ایمان سمجھین
اور چکڑالوی تو بوجہ انکار احادیث دائرہ اسلام سے خارج ہین اسیطرح نیچری بھی جو منکر فرشتوں اور
منکر اصول اسلام ہین۔
جواب اعتراض سیزدہم اگر یہ فرقہ ہزارون کی تعداد مین ہین تو سنی شیعہ کروڑون کی تعداد
کروڑون کے سامنے انکی کیا حقیقت ہے پہلے سواد اعظم کی فکر لازم ہے۔ اسکے علاوہ یہ محض آپ کا

دروغ بے فروغ ہے جھگڑالیون کی تعداد سیکڑون تک بھی نہین پہونچی چہ جائیکہ ہزارون تک

جواب اعتراض چہاردہم یہ سارا اعتراض آپکی سوء فہمی اور ناواقفی پر مبنی ہے مہربان من نیچری وہ شخص ہے جو نہ خدا کو مانے نہ رسول کو نہ قیامت کو نہ ملائکہ کو غرض اصول اسلام کا منکر ہو آپ جو علیگڈھی جماعت کو نیچری سمجھے ہوئے ہین یہ آپکی غلطی ہے علیگڈھی جماعت کے لوگ عقائد مین سر سید کے پیرو نہین ہین۔

چنانچہ نواب وقار الملک بہادر سکرٹری کالج علیگڈہ پابند صوم و صلوۃ اور نہایت پرہیزگار اور متبع شرع جلیل مین ہین مولانا نے تو خود مسلم یونیورسٹی مین سب سے پہلے چندہ دیا ہے اور اوسکی اعانت کیلئے تمام اہلحدیث کو ہدایت فرمائی ہے چنانچہ پیسہ اخبار وغیرہ سے آپکو معلوم ہوا ہوگا آپکا یہ فرمانا کہ نیچری روح ہین اور تمام مسلمان جسم بے روح کس قدر تعجب خیز ہے ایک شخص اہلحدیث ہونیکا مدعی ہو اور صرف تفضیل و تفوق پر اوسکو اتنا غصہ آتا ہو کہ پناہ بخدا لیکن وہ نیچریت اور الحاد کا مداح ہو۔

گر مسلمانی ہمین است کہ ابراہیم نمود | وائے گر دین امروز بود فردا است

یہی نہین آپ محمدی بھی فرماتے ہین اور آیہ اشداء علی الکفار کو طاق نسیان پر رکھتے ہین قل ان کان ا... لہ اور لا یوادون من حاد اللہ ورسولہ کو بالکل فراموش کر دیا ہے دنیاوی ترقی اور اصلاح انسداد دین کے مقابل کیا وقعت رکھتی ہے فاظفر بذات الدین قل ہل ننبئکم بالاخسرین اعمالا الذین ضل سعیہم فی الحیوۃ الدنیا وہم یحسبون انہم یحسنون صنعا۔ المجدیت نمبر کے ایسی تحریرات باعث گریہ و بکا ہین فلیبک علی الاسلام من کان باکیا۔

جواب اعتراض پانزدہم مولانا نے جو شیعون مین مقلد اور غیر مقلد کا ذکر نہین کیا اصلی وجہ جسکی ہے کہ حضرات شیعہ اخباری لوگون کو برا نہین سمجھتے اور اون مین یہ نزاع نہین ہے برخلاف اہل سنت کے۔ اور جواز مفارق جماعت پر نماز پڑھنا بطور تشریع نہ تھا بلکہ تہدیدا لکھا گیا مصلحت مولانا نے ایسا لکھا تاکہ فساد ڈالنے والے اور جماعت توڑنے والے ڈر کر اس قسم کی حرکات سے جن سے نفاق اور شقاق پیدا ہو احتراز کریں۔

جواب اعتراض شانزدہم صلوا علی من قال لا الہ الا اللہ صلوا علی کل بر وفاجر پر ہمارا عمل ہے اور مولانا کا بھی یہی مسلک ہے جو شخص افضلیت جناب ابو بکر صدیق سے انکار کرے وہ کافر نہیں ہے مگر مسلمان اور اہل قبلہ ہے اسی طرح جو معاویہ کا سب وشتم کرے وہ بھی مسلمان ہے اس کا ثبوت اوپر گذر چکا وفی ذلک کفایۃ لاولی الالباب

راقم بندہ حافظ غلام حلیم انصاری سنی المذہب نقشبندی عفی اللہ عنہ

اسرار قرآنی

الحمد للہ کہ اہلسنت کے عقائد قرآن کی بدولت روز بروز کھل رہے ہیں۔ جو درحقیقت بیّن وض الشمس سے ہیں کیونکہ الشمس نے کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے

تہذیب الاخلاق جو یادگار سید احمد خان صاحب دفتر وکیل امرتسر سے شائع ہوتا ہے اوسکے چند فقرات قابل قدر ہیں

(۱) خود ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں موجودہ قرآن مجید سے ثابت ہے کہ آسمانی کتاب عہد رسول میں مرتب ہو چکی تھی مگر افسوس کسی کی آنکھ نہ کھلی حالانکہ آیت تسلیم جمعہ وقرانہ مستقبل کی خبر دے رہا ہے لیکن احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ ایسا بھی ہے جو اس امر کو جھٹلاتا ہے اور ایسی روایتیں پیش کرتا ہے جن کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ کے بعد بھی بہت دنوں تک یہ مقدس کتاب غیر مرتب رہی اور ترتیب دیتے وقت اس میں حذف واصلاح بھی ہوئی فقرات خط کشیدہ خصوصاً قابل غور ہیں۔ کیونکہ ایڈیٹر النجم بھی مناظرہ شیعہ وسنی میں لکھ چکے ہیں کہ اہلسنت یہ تو مانتے ہیں کہ قرآن جسقدر اوترا تھا وہ کل نہیں ہے مگر تحریف وحذف واصلاح ترتیب ان کا مذہب ہے۔

(۲) پھر لکھتے ہیں شیعہ وہ فرقہ ہے جو خلفاء ثلثہ کو سرے سے نعوذ باللہ کافر سمجھتا ہے اور جو کام ان کے ہاتھ سے انجام ہوا اسپر کبھی اعتماد نہیں کرتا۔ دیکھو صفحہ ۷ اسلئے کہ خلفاء راشدین کے ماننے نہ ماننے پر اسلام کا انحصار نہیں ہے اصولاً یہ دو نوں فرقے الگ ہیں اور جیسا کہ ناظرین آیندہ نمبر میں ملاحظہ فرمائینگے۔ اصل اسلام یعنی قرآن کے ماننے اور اسکے عمل ہونے پر دونوں میں کسی کو اختلاف نہیں۔

جواب ایڈیٹر النجم عذر کریں جو مناظرہ شیعہ وسنی میں بشدت جگہ جگہ پر شاہ صاحب کے حوالے سے لکھ چکے ہیں کہ شیعہ قرآن کو نہیں مانتے۔ حالانکہ خود اپنے مناظرہ کے اول ہی میں لکھ چکے ہیں موضوعہ مشمولہ بین الاصول ہمتہ...

مین مسلم ہوچکا ہو کہ اصول شریعت یہی چار ہین. قرآن مجید قول معصوم علیہ الصلوٰۃ والسلام اجماع مجتہدین۔ قیاس مجتہدین۔ جسمین سے قرآن کا اصل شریعت ہونا باتفاق فریقین بقول اڈیٹر صاحب ثابت ہوا اور رمضان کو یہی لکھ چکے ہین ہمارے تمھارے درمیان مین جسقدر اختلافات ہین ان سب کا اصل اصول یہی ہے کہ تم صحابہ کو نہین مانتے ہم مانتے ہین اسکے سوا اور کچھ نہین" تو کیا اس سے اڈیٹر صاحب کا یہ دعویٰ نہین غلط ہوا کہ شیعہ قرآن کو نہین مانتے۔ حالانکہ اب اڈیٹر کی دلیل معلوم ہو چکی "خلفائے راشدین کے مانتے نہ ماننے پر اسلام کا انحصار نہین ہے"

(۳) مولوی شبلی صاحب لکھتے ہین "یہ بھی مسلم ہو کہ حضرت علیؑ نے قرآن مجید مرتب کیا تھا جسکی ترتیب بالکل مختلف تھی جو سینون میں سے طبرانی او بیہقی وغیرہ محدثین نے یہ روایتین نقل کی ہین جیسا کہ اوپر نقل ہو چکین کہ بعض سورتین قرآن مجید سے نکل گئین اور بعض سورتون کی بہت سی آیتین جاتی رہین" یہ ہے کلمہ حق کہ تحریف قرآن کا خود بخود اقرار کیا ہے

(۴) مولوی شبلی صاحب لکھتے ہین "مصاحف کے اس اختلاف اور بعض معتبر روایتون سے جو بڑی بڑی کتابون مین مذکور ہین لوگون کو یہ شبہہ ہوا ہو کہ قرآن مجید بھی توراۃ اور انجیل کی طرح بہت کچھ ادل بدل گیا" لیجیے یہ خیالات سنیون کے ہین جنکو شبہہ ہوا ہے سنی ہوا شیعہ کو

مولوی شبلی صاحب کی یہ تحریر ایسی ہو کہ اسپر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے انشاءاللہ آیندہ جلد مفصل بحث کیجائیگی ضرورت لعنت اگرچہ جب خلیفہ دوم کو بھی اہلسنت سے ماننا پڑا اسوقت سے ارادہ تھا کہ ہم بھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کو موقوف کردین مگر اڈیٹر النجم کی مہربانی سے مجبور ہین کہ یہ سلسلہ موقوف ہو ابھی جاری رہے

۲۰ جمادی الثانی۔

تنقید بخاری کا جواب اڈیٹر اصلاح کو تنقید بخاری پر بڑا ناز تھا النجم نے اس ناز کو ایسا خاک مین ملا کر پھر اولٹ کر جواب دینے کی جرات آجتک نہ ہوئی یہ سلسلہ کئی پرچون مین ختم ہوا لیجیے اسپر بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین کیا کہا جائے حالانکہ الشمس جلد اول میں نہایت صفائی سے بعنوان نقد التنقید جواب ہو چکا ہے تو ایسی حالت مین اڈیٹر صاحب کا یہ لکھنا "پھر الٹ کر جواب دینے کی جرات آجتک نہوئی" کیونکر نہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہنے پر مجبور کرے۔

اہلسنت اگر اس جلد الشمس کو طلب کرین تو بیجا نہ ہوگا اونکو معلوم ہو سکیگا کہ اڈیٹر صاحب کی تکذیب مین

خاتمہ بحث انما یرید اللہ

(سلسلہ کیلئے دیکھو صفحہ ۲۰ ۔۔۔)

اور میں دروازے پر تھی تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں اہلبیت میں نہیں ہوں آپ نے فرمایا کہ تم یقینی نیکو کار ہو۔ (مگر اہلبیت میں نہیں ہو بلکہ) تم ازواج نبی میں ہو۔

۵۔ ابن مردویہ اور خطیب نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ ام سلمہ کے باری کا دن تھا کہ جبرئیل رسول اللہ کے پاس یہ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس الایہ لیکر نازل ہوئے تو رسول اللہ نے حسن حسین علی اور فاطمہ کو بلایا۔ اور اپنے پاس بٹھایا اور ان لوگوں پر ایک کپڑا اوڑھایا اور ام سلمہ کے سامنے پردہ پڑا ہوا تھا اسوقت آپ نے عرض کی خدایا یہی لوگ میرے اہلبیت ہیں خدایا ان سے برائی کو دور رکھ اور ان کو جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے پاک و پاکیزہ رکھ ام سلمہ نے عرض کی ای نبی خدا تو کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں؟ آپ نے فرمایا اپنی جگہ بیٹھی رہو اس میں شک نہیں کہ تم نیکی پر ہو۔

۶۔ ترمذی نے حکم بہ صحت دیکر اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم نے تصحیح کرکے اور ابن مردویہ اور بیہقی نے چند طریقوں سے ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ میرے گھر میں آیہ انما یرید اللہ الایہ نازل ہوئی اور میرے گھر میں فاطمہ حسن حسین علی بیٹھے تھے تو رسول اللہ جو چادر آپ اوڑھے ہوئے تھے ان لوگوں پر اوڑھا دی۔ اس کے بعد فرمایا خدایا یہی لوگ میرے اہلبیت ہیں۔

۷۔ ابن جریر ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ آیت پانچ آدمیوں کے باب میں نازل ہوئی میرے اور علی اور فاطمہ و حسن و حسین کے بارے میں۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس و یطہرکم تطہیرا

۸۔ ابن ابی شیبہ احمد مسلم ابن جریر۔ ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے یہ وہی روایت ہے جو بیضاوی نے نقل کیا ہے۔ اور میں بھی پہلے عرض

گذرچکا ہوں اور [illegible] ابن حجر [illegible] میں [illegible] صفحہ ۸۵ میں
یہ تحریر فرماتے ہیں واعلم ان معظم المفسرین [illegible] منقول عن جمع اکثر
اہل التفسیر والحدیث ترجمہ [illegible] کہ اس روایت کی صحت پر تمام
اہل تفسیر و حدیث کا گویا اتفاق ہے

۹ – ابن جریر حاکم اور ابن مردویہ نے سعد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ پر
وحی نازل ہوئی تو آپ نے حضرت علی اور جناب فاطمہ اور اون کے دونوں بیٹوں
کو اپنے کپڑے کے نیچے کر لیا اور عرض کی خداوندا یہی میرے اہل اور اہلبیت ہیں

۱۰ – ابن ابی شیبہ احمد ابن جریر ابن منذر ابن ابی حاتم طبرانی اور حاکم نے
تصحیح کر کے اور بیہقی نے اپنے سنن میں واثلہ بن اسقع سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ
رسول اللہ حضرت فاطمہ کے پاس آئے اور آپ کے ساتھ امام حسن و حسین اور حضرت
علی بھی تھے یہاں تک کہ اندر گئے اور علی و فاطمہ کو پاس بلا کر اپنے سامنے بٹھایا
اور امام حسن و حسین کو بلایا اور اپنے زانوں پر بٹھایا۔ پھر ان سب پر ایک کپڑا لپیٹ
دیا۔ اور میں اون کے پیچھے تھا۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ انما یرید اللہ
لیذھب عنکم الرجس الآیہ

۱۱ – ابن ابی شیبہ احمد اور ترمذی نے بطریق حسن اور ابن جریر ابن منذر
طبرانی اور حاکم نے صحیح کہکر اور ابن مردویہ نے انس ابن مالک سے روایت کی ہے
کہ جب رسول اللہ حضرت فاطمہ کے دروازے پر سے نماز صبح کیواسطے گذرتے تھے تو فرماتے
الصلوۃ یا اھل البیت الصلوۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس
ویطھرکم تطھیرا ترجمہ ای اہلبیت نماز کیلئے آمادہ ہو جاؤ خدا تو بس یہی چاہتا ہے کہ تمسے
برائی کو دفع کرے اور تم کو اچھی طرح پاک و پاکیزہ رکھے

۱۲ – ترمذی طبرانی ابن مردویہ ابو نعیم اور بیہقی نے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں
کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ خدا نے مخلوقات کی دو قسمیں کیں اور مجھے بہترین قسم میں قرار دیا

آمد و رفت کی جگہ ہو سعت کا گھر ہی۔ علم کی کان ہو۔ ان دونوں حدیثون مین بھی اہل بیت سے ازواج نبی مقصود نہیں ہوسکتے کیونکہ وہی تمام گناہوں سے پاک ہونیکی شرط اسمین بھی ہے اور اس سے ازواج خالی ہیں فتامل

۱۵ ابن مردویہ نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہو کہ جب حضرت علی اور جناب فاطمہ ایک گھر مین رہنے لگے تو چالیس روز تک صبح کو وقت رسالت مآب اون کو دروازے پر آکر فرماتے تھے السلام علیکم یا اھل البیت و رحمۃ اللہ و برکاتہ نماز کیواسطے آمادہ ہو جاؤ خدا تمپر رحم فرمائے خدا تم بس یہی چاہتا ہی کہ ای اہلبیت تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور اچھی طرح پاک و پاکیزہ رکھے تم جس کو دشمن رکھو اوس کا مین دشمن ہون اور تم جس کو دوست رکھو اور اوسکا مین دوست ہون۔

۱۶ ابن جریر اور ابن مردویہ نے ابو الحمرا سے روایت کی ہو وہ کہتے ہین کہ مین مدینہ مین حضرت رسول کیخدمت مین آٹھ مہینے رہا۔ اور جب آپ نماز صبح کیواسطے نکلتے تھے تو حضرت علی کے دروازے پر ضرور آتے تھے اور اپنے دونون ہاتھ دروازے کے دونون جانب رکھکر فرماتے تھے۔ ای اہلبیت نماز کیواسطے آمادہ ہو جاؤ۔ اوس کے بعد اس آیت انما یرید اللہ الآیہ کی تلاوت فرماتے تھے۔

۱۷ ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہو کہ ہمنے نو مہینہ تک رسول اللہ کو دیکھا کہ آپ روزانہ ہر نماز کیوقت حضرت علی ابن ابیطالب کے دروازے پر آکر فرماتے تھے السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ الصلوٰۃ (نماز کیلیے تیار ہو جاؤ) یرحمکم اللہ۔ اسی طرح روزانہ پانچ مرتبہ فرماتے تھے

۱۹ جامع صحیح مسلم۔ صحیح ترمذی۔ اور ابن منذر۔ و حاکم و بیہقی نے اپنے سنن مین سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت قل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم الآیہ نازل ہوئی تو رسول اللہ نے حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین کو بلایا اور بارگاہ خدا مین عرض کی خداوندا یہی میرے اہلبیت ہین۔

۲۰ امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں ام سلمہ سے روایت کی ہے جسکا آخر فقرہ یہ ہے کہ رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ اٹھو اور میرے اہلبیت سے علحدہ ہو جاؤ۔

۲۱ ترمذی ۔ ابن جریر طبرانی اور ابن مردویہ نے عمر بن سلمہ ربیب رسول) سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ۔ حضرت کے پاس ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی ۔ تو حضرت رسول نے فاطمہ حسن اور حسین کو اپنے سامنے بلایا اور حضرت علی کو اپنے پیچھے پھران سب پر ایک چادر اوڑھا دی اور عرض کی خدایا یہی میرے اہلبیت ہیں ان سے برائی کو دور رکھ اور ان کو اچھی طرح پاک و پاکیزہ رکھ۔ یہ سنکر ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ میں بھی ان کے ساتھ ہو جاؤں ؟ آپ نے فرمایا تم اچھی جگہ پر ہو تم یعنی نیکی پر ہو۔

ایک ذاتی رائے بھی بنونہ کیطور پر سن لیجیے صاحب تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۱۹۳ سطر نوزدہم جدر اتیہ مباہلہ کے فرماتے ہیں وفیہ دلیل لاشئی اقوی منہ علی فضل اصحاب الکساء اس میں اصحاب کساء کی فضیلت کی ایسی دلیل ہے جس سے زیادہ قوی دلیل نہیں ہو سکتی اور ظاہر ہے کہ مباہلہ کیلئے رسول اللہ نے انہی چاروں حضرات کو لیا تھا ۔ اور ان کو صاحب کشاف نے اصحاب کساء سے تعبیر کیا ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اصحاب کساء ہی کو اہلبیت فرمایا ہے غرض ان روایات سے چند امور روز روشن کیطرح واضح و ثابت ہو گئے ہیں۔

۱ آیہ مذکورہ میں اہلبیت سے مراد جناب امیر حضرت سیدہ امام حسن اور امام حسین ہیں اور اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہو سکتا ۔ ۲ ان حضرات کے سوا کوئی شخص خواہ ازواج ہوں یا کوئی اور ہرگز داخل نہیں ہیں ۔ کیونکہ خود حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان حضرات کے ساتھ ہو کر اہلبیت میں داخل ہونا چاہا مگر رسول اللہ نے کہا کہ تم اہلبیت میں شامل نہیں ہو بلکہ ازواج ہی ہو اور ازواج اہلبیت میں نہیں ہیں

۳ یہ سب روایتیں متفق اللفظ والمعنے تصریحا بتاتی ہیں کہ اس آیت میں اہلبیت حسنین و علی و فاطمہ علیہم السلام کے تخصیص ظاہر ہے پھر حضرت رسول کا قول و حکم ہے کسی راوی کی ذاتی رائے نہیں ہے

بلکہ ان اقوال کو تو سنت (حدیث) ہی نہیں کہہ سکتا بلکہ صحابی کا قول

۲ۃ ان میں کی دو روایتوں میں حضرت ابن عباس کا قول مذکور ہے حالانکہ خود ابن عباس سے دو روایتیں حضرت رسول کے قول کی نقل اسکے مناقض پہلے بیان ہو چکیں پس ظاہر ہے کہ جب ابن عباس سے ایک نقل کی تائید قول رسول سے ہوتی ہے تو دوسرے قول کو جو قول رسول کے مخالف ہے کیونکر کوئی مان سکتا ہے؟ بلکہ ہر ایماندار حضرت ابن عباس کے اسلام و ایمان کا لحاظ کر کے فرض کر سکتا ہے کہ ہرگز ابن عباس نے قول رسول کے خلاف نہیں کہا ہوگا۔ اور نہایت آسانی سے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ یہ قول ابن عباس کا نہوگا۔ بلکہ کسی نے خواہ مخواہ اون کی طرف منسوب کر دیا ہے اور کیا عجب ہے کہ حضرت عکرمہ نے جنکی پارٹی فیلنگ کسی خاص وجہ سے ایسی تیز نظر آتی ہے اسکے متعلق کوئی کام دالی کی

۳ۃ ایک رائے اسمین حضرت عکرمہ کی ہے اور وہ بھی اس زور و شور سے کہ میں مباہلہ کر سکتا ہوں کس قدر تعجب خیز اور قابل مضحکہ ہے میں ان کے جواب میں اور تو کیا کہوں بس اتنا کہونگا کہ للہ تشریف لیجائیے اور رسالت مآب سے مباہلہ کر لیجئے اور اوس کے بعد جو نتیجہ اس سے برآمد ہوگا اوس کا مزا آپ خود دیکھ لیجئیگا۔

۴ۃ تیسری حدیث میں حضرت عکرمہ کا یہ فرمانا کہ اس آیت سے جو تم لوگ سمجھے ہو مراد نہیں ہے صاف بتلاتا ہے کہ آپ کسی خاص وجہ سے اسکے دلدادہ ہو رہے تھے ورنہ آپ کے ہم عصر اور اصحاب بھی اس آیت میں اہلبیت سے ازواج نبی کو مراد نہیں لیتے بلکہ کچھ اور لوگوں کو

۵ۃ ان دونو راوی تابعی عکرمہ۔ عروہ کے اقوال یا ان کے ذاتی رایوں کو ادنی صحابی کے اقوال و روایات (جنکا متواتر المعنے ثابت ہو چکا) کے مقابلہ میں کہاں تک کوئی عاقل بالخصوص ہمارے حضرت مخاطب صحیح فرما سکتے ہیں۔

۶ۃ ان میں ایک رائے حضرت عروہ کی ہے اور عباس کے ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عائشہ کے گھر میں نازل ہوئی مگر یہ بھی ایک عجیب معمہ ہے کہ خود حضرت عائشہ تو فرمائیں کہ میرے گھر میں یہ آیت نہیں نازل ہوئی اور آپ فرماتے ہیں کہ حضرت ام

الوان قادیانی

(سلسلہ کیلئے رد صفحہ ۱۱ ملاحظہ ہو)

حضرت نرجس خاتون کی اگر ابتدائے نشر پر اعتراض ہے تو مطابق عقائد اہلسنت کل یا اکثر انبیا کے والدین کا فر و مشرک رہے ہیں تو اسکو سنت اللہ سمجھئے۔ گو مطابق عقائد شیعہ وہ تو مومنہ تھیں جو تعلیم رسول اللہ سے مشرف باسلام ہوئیں پھر اونکی قوم کہاں عطران ہے اگر باوصف اختلاف مذہب ہم قومی کا اعتبار ہے تو پھر کفار مکہ بھی تو رسول اللہ کے ہم قوم تھے جنہوں نے کیسی کیسی اذیتیں حضرت کو دیں اور منافقین صحابہ بھی تو ہم قوم تھے جنہوں نے مرنے وقت ان الرجل لیھجر کہا۔

(۲) پھر لکھتے ہیں اول تو امام غائب کی حضوری حاصل کرنا مشکل اور اگر کسی کو وہ بیابان کی خاک چھانتے چھانتے آپ سے بھینٹ ہو بھی جاتی تو وہ التقیۃ دینی ودین ابائی یعنی میرا دین تقیہ ہے اور یہی میرے باپ دادوں کا دین کا معتقل عمد بیان کر دیتے تو نا حق کی خفت ہی ہوتی اور کیا ہوتا۔ اس واسطے حامیان دین نے امام العصر کا کچھ پتہ و نشان ہی نہ قائم کیا:

الجواب خدا و رسول نے نہ آپکو اسکا حکم دیا ہے کہ ہمارے نبی یا امام کی خدمت میں تم حاضر ہو کر قدمبوس ہو۔ نہ اسکا حکم دیا ہے کہ اونکے قد و قامت کی شناخت کرو۔ بلکہ ایمان لانیکا حکم دیا ہے اسلئے پہلے ہی سورہ بقرہ میں یومنون بالغیب فرمایا کہ غائبانہ ایمان لاتے ہیں لہذا آپکی ساری تقریر فضول ہے آپکے اسلاف نے رسول اللہ کی زیارت کرکے کب ایمان قبول کیا جو آپ سے اسکی امید ہو کہ غائبانہ ایمان لائینگے۔

کیا آپ اگر کسی ہندو کو آپ مسلمان کرنا چاہیں تو وہ یہی عذر نہیں کر سکتا کہ رسول کی خدمت میں حاضری مشکل اور اگر خاک چھانتے چھانتے ملاقات ہو جائے تو وہ آیہ الا ان تتقوا منہم تقیۃ پڑھکر تقیہ کی ہدایت کرینگے۔ تو جو جواب آپ اوس ہندو کو دینگے وہی جواب میری طرف سے قبول فرمائیے۔

تقیہ پر نص قرآن آیہ الا ان تتقوا منہم تقیۃ نص صریح موجود ہے نہ کہ پہلے ہی تپہنا نے تو ہم

کیا کر سکتے ہین بجز اسکے کہ دعا کرین کہ خدا آپکی دشمنی کرے ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۳ جلد ۳
تقیہ پر استہزا کرنا جہلی علامت ہے۔ مخالفت قرآن کی کیونکہ خدا فرماتا ہے لا یتخذ المومنون
الکافرین اولیاء من دون المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ الا
ان تتقوا منھم تقیہ ویحذرکم اللہ نفسہ والی اللہ المصیر۔ آل عمران
یعنی مومنون کو چاہیے کہ کفار سے دوستی نہ کرین۔ وجو ایسا کریگا وہ خدا سے کسی امر مین نہین مگر
یہ کہ تم اون سے تقیہ کرو اور خدا تمکو اپنے غضب سے بچاتا ہے اور اوسی کی طرف باز
گشت ہے۔
تفسیر درمنثور سیوطی مین ہے عن ابی العالیہ فی الآیۃ قال التقیۃ باللسان ولیس بالعمل
واخرج عبد ابن حمید عن الحسن قال التقیۃ جائزۃ الی یوم القیامہ واخرج عبد عن
ابی رجاء انہ کان یقرء الا ان تتقوا منھم تقیہ یا لیاء ص۱۶ جلد ۲
اور تفسیر طبری مین ہے فالتقیۃ التی ذکرھا اللہ فی ھذہ الآیۃ انما ھی تقیۃ من الکفار
لا من غیرھم ص۱۵۳ جلد ۳
پڑھیے قرآن کی آیت کہ کس طرح تقیہ کی اجازت دی ہے۔ پھر اوسکی تفسیر کو ملاحظہ فرمایئے کہ تقیہ
تا بہ قیامت جائز ہے اور ابو رجاء و قتادہ سب اسکو تقیہ پڑھتے تھے۔
اور تفسیر طبری مین ہے کہ جس تقیہ کا ذکر خدا نے کیا ہے یہ کفار سے ہے نہ غیر کفار سے۔
اب آپ ہی بتایئے اصول قرآن کے عامل آپ ہین۔ جو قرآن پر استہزا کرتے ہین جسمین تقیہ
کا حکم دیا گیا ہے۔ یا ہم جو مطابق حکم خدا اوسکی تعمیل کرتے ہین۔
پس اگر آپ مسلمان ہوتے تو ضرور تقیہ پر اعتبار کرتے کیونکہ خدا نے حکم دیا ہے مگر چونکہ آپکی بنیاد دین
کوئی اور ہے لہذا تقیہ پر مضحکہ کرنا آپکا مناسب ہے۔ پھر لکھتے ہین۔
(۸) پہلی صدیون مین قرآن کا پتہ و نشان شیعون کی کتابون مین صاف اور قریب الفہم اور
مشہور مقامات مین مندرج ہے لیکن آجکل کے مجتہدین نے ان کا مقر یا مستقر تقریباً ربع
مسکون سے باہر بتلایا ہے یعنی خشکی اور تری کے رہنے والون انسانون سے نکال کر ان کو
خواجہ خضر کی طرح پانی اور تری مین مچھلیون اور مینڈکون کا امام بتایا ہے کیون تھو آخر

الامام علیہ السلام کی خدمت مین پہنچتا ہے اور وہ متکفل حاجات ہوتے ہین اور پندرھوین شعبان کو علی الصبح دریا مین ڈالنا معمول اصحاب ہے" دیکھو کتاب تحفۃ العوام حصہ دوم باب مطبوعہ نولکشور ۱۹۰۹ء

اے اثنا عشریہ شیعو! یہ ہے تمھارا یہ جوان امام متکفل حاجات اور یہ ہے اسکی اہمیت کی کائنات کیا اس امام کی امامت کی تم تمام دنیا کو دعوت کرتے ہو اور اسی جوان مرد کی طاقت پر بھروسہ کرکے تم ساری دنیا مین اسلام کی اشاعت کے خواب دیکھا کرتے ہو ایک مشہور حدیث بھی تم اکثر لوگون کو سناتے رہتے ہو کہ جس نے اپنے امام الوقت کو نہ پہچانا وہ جاہلیت کی موت مرا۔ ہمکو بتلاؤ پہلے تم نے کس طرح اپنے زمانہ کے معصوم کو جانا اور پہچانا پھر پیچھے لوگون کو اس کی معرفت یہ بلانا ہم اسکی معرفت پر بالکل تیار ہین کسی گہرے کنوئین مین سے اسکو نکالکر روے زمین پر تو لا کھڑا کرو یا تحفۃ العلوم مین سے عریضہ والی دعا لکھکر اور ایک عریضہ اسی مضمون پر لکھکر گہرے کنوئین مین ڈالدو۔ دیکھین کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

الجواب کمر نہ معلوم اس کتاب کا کونسا جملہ آپکے خلاف گذرا جسپر آپکو یہ غصہ آیا اگر آپ مسلمان ہوتے یا صاحب عقل ہوتے تو آپکو معلوم ہوتا نبی اور امام کو خلق سے کیا تعلق ہوتا ہے اگر زیادہ نہ ہو سکے تو صرف رسالہ اصلاح [illegible] ۱۹۰۸ء جلد ا دیکھیے جسمین آپکے فخر الدین رازی کی پوری عبارت مقاصد عالیہ سے مع ترجمہ مولوی شبلی صاحب نعمانی لکھی گئی ہے جسکے بعض جملے یہان لکھے جاتے ہین۔

دنیا مین تین طرح کے آدمی ہین ناقص یعنی جنکی قوت نظری اور عملی دونون ناقص ہے یہ عوام الناس ہین (۲) خود کامل ہین لیکن دوسرونکو کامل نہین کرسکتے یہ اولیا اور صلحا ہین (۳) خود کامل ہین اور دوسرونکو بھی کامل کر سکتے ہین یہ انبیا ہین (۴) قوت نظری اور عملی کے درجے بلحاظ نقصان وکمال وشدت وضعف نہایت مختلف ہین یہانتک کہ انکی کوئی حد نہین قرار پا سکتی۔

(۴) گو عموماً تمام لوگون مین نقصان پایا جاتا ہے لیکن ضرور ہے کہ انہین مین کوئی ایسا کامل بھی ہو جو نقصان سے بمراحل دور ہو اسکی تصدیق مختلف مثالون سے ہوتی ہے (۱) یہ ظاہر ہے کہ انسانون مین کمال اور نقصان کے درجے نہایت متفاوت ہین نقصان

نے مدارج ترقی سے بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہونچ جاتی ہے کہ بعض انسان عقل اور ادراک مین بالکل جانورون سے قریب ہوجاتے ہین جب نقصان کی جانب یہ حال ہے تو ضرور ہے کہ کمال کی جانب بھی یہی حال ہو یہانتک کہ انسانیت کے سرحد ملکوتیت سے ملجائے۔

(۱۱) استقرا بھی اسکی شہادت دیتا ہے۔ اجسام عنصری کی تین قسمین ہین۔ معدن۔ نبات۔ حیوان۔ ان مین سب سے افضل حیوان ہے۔ پھر نبات پھر معدن۔ حیوان کی بھی بہت سی انواع ہین۔ اور ان سب مین افضل انسان ہے اسی طرح انسان کی بہت اصناف ہین مثلاً زنگی۔ رومی شامی۔ فرنگی۔ ترکی۔ ان سب مین جو لوگ ایشیا کے وسط حصہ مین سکونت رکھتے ہین وہ سب سے افضل ہین۔

اس قیاس پر ضرور ہے کہ خود ان لوگون مین بھی کمال کا درجہ متفاوت ہوکر بڑھتا جائے یہانتک کہ ایسا شخص نکل آئے جو اپنی صنف مین بھی سب سے افضل ہو۔

ہر دور مین ایک ایسا شخص ہوتا ہے جو اپنے زمانہ کا افضل الناس ہوتا ہے صوفیہ اسکو قطب کہتے ہین اور سچ کہتے ہین کیونکہ جب اس عالم جسمانی کا بہترین حصہ انسان ہے جو قوت نظریہ کی وجہ سے عالم الملکوت سے استفادہ کرتا ہے اور قوت عملیہ کی وجہ سے عمدہ انتظام کرسکتا ہے تو عالم کا مقصود اعلی در اصل یہی انسان ہے۔ اور جب یہ شخص (یعنی قطب) اور تمام انسانون سے بڑھکر ہے تو گویا تمام عالم عنصری کا حاصل یہی شخص ہے اس بناپر اس شخص کو عالم کا قطب کہنا بالکل صحیح ہے۔ شیعہ اسی کو امام معصوم صاحب الزمان اور غائب من العیان کہتے ہین اور یہ لقب انکا بجا ہے کیونکہ جب وہ نقائص سے خالی ہے تو معصوم ہے اور جب اپنے دور کا مقصد اصلی ہے تو صاحب الزمان ہے اور چونکہ عام لوگ اسکے حال سے واقف نہین اسلئے وہ غائب من العیان ہے۔

اسی قیاس پر ایک ایسا شخص بھی ہونا چاہئے جو سب سے افضل ہی ہو ایسا شخص کہین سیکڑون ہزارون برس مین جاکر پیدا ہوتا ہے اور وہی پیغمبر برحق اور موجد شریعت ہوتا ہے ایسے اشخاص نبی ہوتے ہین جو ان فضائل مین پیغمبر سے کم لیکن اور تمام لوگون سے زیادہ ہوتے ہین۔ یہ امام اور تمام مقام پیغمبر ہوتے ہین امام کو پیغمبر سے وہ نسبت ہوتی ہے جو چاند کو

آفتاب ہے ہے۔ امام سے جو کم رتبہ ہین انکو پیغمبر سے وہ نسبت ہوتی ہے جو عام ستارون کو آفتاب سے باقی عوام الناس تو وہ گویا حوادث یومیہ ہین جو اجرام فلکی کی تاثیر سے وجود مین آتے ہین۔

(۵) پیغمبر انسانیت کی اخیر سرحد پر ہوتا ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر نوع کی انتہا دوسرے نوع کی ابتدا سے متصل ہے اسلئے بشریت کی انتہا ملکوتیت کی ابتدا ہے اسی بنا پر پیغمبر مین ملکوتی صفات پائے جاتے ہین وہ جسمانیات سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ روحانیت اسپر غالب ہوتی ہے اسکی قوت نظریہ کے آئینہ مین معارف الٰہی مرتسم ہوتے ہین اسکی قوت عملیہ عالم اجسام مین طرح طرح کے تصرفات کر سکتی ہے اور اسی کا نام معجزہ ہے صفحہ ۱۲ الکلام

عربی عبارت امام فخر رازی کی تھی جو بخوف اختصار یہان حذف کردی گئی اور ترجمہ مولوی مولوی شبلی صاحب کا ہے جس سے

(۱) حیان نبی اور امام مین اتحاد نوعی معلوم ہوا کہ دونو ایک نوع اور ایک صنف کے ہوتے ہین کہ ایک کو آفتاب کہہ سکین تو دوسرے کو مہتاب

(۲) وہان یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسے شخص کا خلیفہ اور جانشین ہونا ہر دور مین رہنا بھی ضروری ہے اور اسکی طرف احادیث اہل بیت طاہرین مین اشارہ ہے کہ زمین حجت خدا سے خالی نہین ہوتی یعنی ہر وقت حجت خدا موجود رہتا ہے۔

(۳) اسکے ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو عقیدہ شیعونکا دربارہ جناب صاحب الامر علیہ السلام ہے کہ وہ زندہ ہین موجود ہین۔ صاحب الزمان ہین معصوم ہین آنکھون سے غائب ہین۔ وہ سب سچ اور حق ہے۔ پھر ان سنیون سے مین کیا کہون جو اس زمانہ مین بڑھ چڑھ کر باتین بنا رہے ہین اور رخادجیت پھیلا رہے ہین۔

یہ فخر رازی اہلسنت کے علی الاطلاق امام ہین کہ جب لفظ امام بولا جاتا ہے تو وہی سمجھے جاتے ہین حکمت فلسفہ کے ایسے اوستاد ہین کہ اپنا ہمسر نہین رکھتے تصوف سے کوئی واسطہ نہین جو یہ کہا جائے کہ بمذاق تصوف انہون نے لکھا پھر کون سنی علم و عقل والا ہو سکتا ہے جو اس عقیدہ سے عدول کرے ہان جاہل احمق سے بحث نہین۔

اب اس نامہ نگار کو ان حضرات پر غور کرنا چاہیئے کہ کمال قوت علمیہ کی وجہ سے دنیا کا عمدہ سے عمدہ انتظام کر سکتا ہے: وہ اپنے دور کا مقصد اصلی ہے اور اسکی قوت عملیہ عالم اجسام میں طرح طرح کے تصرفات کر سکتی ہے"

تو یہ روایت میں اگر اونکو مشکل حاجات لکھا تو کیا بیجا لکھا خود شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت امیر و ذریت طاہرہ او را تمام امت مثل پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را با ایشان وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشان رائج گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمین معاملہ است و نام شیخین را در ہیچ مقدمات کسے بزبان نمی آرد و فاتحہ و درود و نذر و منت و عرس و مجلس کسے شریک نمی کنند و امور تکوینیہ را وابستہ با ایشان نمی دانند گو معتقد کمال افضلیت ایشان باشند۔

پس جب بہ اتفاق شیعہ و سنی حضرات ائمہ اطہار و اسطہ امور تکوینیہ ہیں اور اونکے ذریعہ سے امت کی حاجات پوری ہوتی ہیں تو پھر عریضہ ڈالنے اور اظہار حاجت کرنے پر اونکو تشنیع ہے۔

شاہ صاحب باب ہفتم کید ۵۰ میں لکھتے ہیں و حقیقت الامر اینست کہ منصب امامت اصلاح عالم است و ازالہ افساد۔

شاہ صاحب تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں در حدیث شریف وارد است کہ مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی و من تخلف عنہا غرق یعنی مثال اہل بیت من در شما مثال کشتی حضرت نوح است ہر کہ سوار شدہ در آن کشتی از طوفان نجات یافت و ہر کہ پس ماند از آن کشتی غرق طوفان گشت و وجہ تخصیص حضرات اہل بیت علیہم السلام باین مراتب و فضیلت آنست کہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام کمال عملی آنجناب بودہ و حضرات اہل بیت را نیز حق تعالیٰ صورت کمال عملی جناب خاتم المرسلین گردانیدہ بودہ کہ عبارت از طریقت ست زیرا کہ کمال عملی آن جناب بدون مناسبت شخصی با آنجناب و رقوائے ردیہ و در عصمت و حفظ و فتوت و سماحت متصور نیست کہ بہر کسے جلوہ گر شود این مناسبت بدون ولادت و علاقہ اصلیت و فرعیت ممکن الحصول نیست پس این کمال را با جمیع شعب ان کہ معدن ولایات مختلفہ است در این مجری جاری کردند باز ہمین کہ او ان ریختند و ہمین است معنے امامت کہ

یکے مرد دیگرے را انماینشان بلن وصی ساخت وہمین است سر آنکہ این بزرگو اران مرجع جمیع سلاسل اولیائے امت شدند وہرکہ بحبل اللہ بمایدچار وناچار شد استفاضہ او باین بزرگواران منتہی میگرد دو درین کشتی می نشیند الخ

اب بتاؤ کہ تمھارے اعتراضات اس تقریر سے ہوا ہوئے کہ نہین کیونکہ با تفاق فریقین شیعہ وسنی حضرات ائمہ اطہار واسطہ امور تکوینیہ ہین توپھر اون سے رجوع حاجات مین کیا عذر ہے اور عریضہ لکھنے پر کیا اعتراض ہے کیونکہ خود قرآن مین ہے وماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب یعنی کسی سے خدا کلام نہین کرتا الا بذریعہ وحی یا کسی پردہ سے تو عریضہ کو بھی ایک پردہ سمجھیے۔

ہم خود اپنے دل سے اس امام کی امامت کی تمام دنیا کی دعوت نہین کرتے بلکہ رسول اللہ فرما گئے ہین یملا الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا کہ امام مہدی بھر دینگے زمین کو عدل وانصاف سے جیسا کہ بھری ہوئی ظلم وجور سے۔ تو اب آپکو اختیار ہے۔ خدا ورسول پر جو چاہین اعتراض کرین اوسکو خواب وخیال قرار دین یا جو چاہین۔

مشہور حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ کے راوی صرف شیعہ ہی نہین ہین سنیون کے یہان بھی یہ روایت اسی طرح مانی گئی ہے بلفظہ الراد شرح عقائد نواب صدیق حسن خان صاحب مین ہے ومختار آنست کہ واجب است بر خلق سمعا لا عقلا لقولہ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ رواہ مسلم من حدیث ابن عمر بلفظ من مات بغیر امام ص۹۲

تو اب تمھارا یہ سوال پہلے رسول اللہ سے ہونا چاہیے جنہون نے ایسی حدیث فرمائی۔ پھر مسلم سے جو اسکے راوی ہین۔ پھر صدیق حسن خان صاحب سے جنہون نے اس حدیث کو دلیل وجوب نصب امام قرار دیا ہے۔

پس جسطرح خدا اور رسول کی معرفت تم کو بے دیکھے حاصل ہوئی اوسی طرح امام زمانہ کی معرفت بھی ہونی چاہیے۔ کیونکہ تقریر سابق سے نبی وامام کا متحد الجنس ہونا ثابت ہو چکا ہے۔

ولو کان السید تاج الدین ذکر هذا الکتاب
او ادرجه فی بعض تالیفه ومولفاته لوصل
الینا خبره ولشوهد منه عینه او اثره و
هذه کتب علماء الشیعه ولجبا رهم باسرها
خالیة عن ذکر هذه القصه صفرا باجمعها
نخیح هذا لکتاب ضلا عن عیون الفاظه
ھیت شعری کیف وقف الوصاف علی
عین هذا الکتاب وهذا ایضا یقوی
وجوه الشک والارتیاب فی صحة هذا
الکتاب ومما یدل ایضا علی ان هذا الکتاب
مجعول علی الوزیر ابن العلقمی انه
لا یوجد له ذکر او تلویح فی کتاب جامع
التواریخ الذی للوزیر السعید الخواجا
رشید الدین الشافعی الذی ستوزه
القان الاعظم سلطان ایلجا یتو خان
خربنده ومتنع ان یذهب الامر علیه
وعلی قواد دولة هلاکو خان واولاد
واعیان مملکه وسلطنه وکذا لا یکون
منه خبر عند اهل السیر والاخبار
من الطائفتین السنیة والشیعة
ولا یذهب علی مثل صاحب الوصاف
مع انه لم یذکر له اصلا ومنخذ او بینه

اور اگر سید تاج الدین اس خط کا اپنی کسی کتاب
اور تصنیف مین ذکر کیا ہوتا تو اوس کی خبر ہمین
ضرور معلوم ہوتی اور اوس کی اصل عبارت
بعینہ کہین نہ کہین سے ضرور معلوم ہو جاتی حالانکہ یہ
علماے شیعہ کی کتابین سب موجود ہین مگر کہین
اس قصہ کا ذکر اور اس خط کا حال یا اوسکی عبارت
کا لوگون کا ذکر اوسکا کہین تذکرہ بھی نہین نیز مجھے
حیرت ہے کہ وصاف کو یہ اصل خط کیونکر ملگیا اس سے
اور زیادہ شک اس کتاب کی صحت مین ہوتا
علاوہ برین ایک اور ثبوت بھی اس بات کا
ہے کہ یہ خط ابن العلقمی پر جعل باندھا گیا ہے
اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ اسکا کہین ذکر یا اشارہ
کتاب جامع التواریخ مصنفہ وزیر سعید خواجہ رشید
الدین طوسی مین نہین ملتا جو کہ واسطے قان کبیر
سلطان ایلجائیتو خان خوربندہ کی تھی۔
اور یہ امر محال ہے کہ اس خط کا واقعہ
ہلاکو خان کے ارکان سلطنت سے اور اوسکی
اولاد اور اولاد الاولاد سے پوشیدہ رہے
اور علاوہ برآن سنی اور شیعہ کل مصنفین
سیر اور تواریخ تو کچھ اوس کا ذکر نہ کرین
اور کہین اوس کا حوالہ دین اور وہ صرف
صاحب وصاف کو ملجاے حالانکہ صاحب وصاف

تا المطلع على ذلك المكيدة العظيمة لابن
العلقمي اخرج له سنداً او اصلاً نتوصل
به الى اكتشاف هذا السر المخزون الذي
ما زال محجباً عن العوام واصحاب
السير والتواريخ غير هذا المسكين وصاحب
المحزنة والذي احسب انه ربما مرّ
على لسان الوزير بعض الابيات للوذ(؟)
بتلك الملهمة العظيمة فاتخذه الوضاعون
عمدة واساساً لجعل هذا الكتاب
واني لا اشك ان الوزير انه كان
رجلاً غزير العلم وافر الادب على جانب
عظيم من العلم والحكمة فكان عنده
بعض علوم اهل البيت واخبارهم
عليهم السلام في الملاحم والكوائن
وتقاليب الدول استدل بما على
انقراض دولة العباس وان العهد
بذلك قد دنى وحان فاخبرهم بذلك
تعزية لهم وتسلية لما قد اصابهم
من الحزن والمصيبة في وقعة الكرخ
التي كانت تلو وقعة الطف يوم العاشور
واني لا استبعد ان يكون ابن العلقمي
قد وقف على قصيدة الامام يحيى بن
عقب الذي كان من خاصة سيدنا

خط کہان سے ملا حالانکہ انہین ضرور تھا کہ وہ
اوسکی کوئی سند اور ماخذ ذکر کر دیتے کہ جسکے
ذریعہ سے اونہین یہ راز معلوم ہوا جو ہمیشہ
کل اصحاب سیر اور تواریخ اور عوام وخواص
سے پوشیدہ رہا صرف ان بیچارے وصاف
سے پوشیدہ نہ رہا میرا گمان بجائے خود یہ ہے کہ وزیر
کی زبان پر بعض اس قسم کے اشعار جسمین اس
واقعہ عظیمہ کی خبر تھی نکل جاتے ہونگے لہذا گڑھنے
والون نے ان سکو بنیاد اس افترا پردازی کی
وزیر کی واسطے قرار دی اسمین شک نہین کہ وزیر
ایک بڑا دانا اور علامہ فیلسوف تھا اور علم وحکمت
مین اوس کا رتبہ بہت بلند تھا اور راویت با ...
علوم اہلبیت تھے خصوصاً واقعات عظیمہ سلطنتون
کے انقلابات وغیرہ جن سے اوس نے
یہ سمجھ لیا تھا کہ آل عباس کی سلطنت
اب ختم ہوا چاہتی ہے اور اب وہ وقت
آگیا ہے کہ اس سلطنت کا خاتمہ ہو جاے تو اوسنے
اپنے ہم مذہب علما کو بطور تشفی و دلاسے کی خبر دیدی
کیونکہ یہ واقعہ کرخ سے اونکو بے حد رنج و مصیبت
دامنگیر رہتی تھی اور یہ واقعہ کرخ روز عاشورا
کے معرکہ سے کچھ ہی کم تھا میرے نزدیک کچھ بعید
نہین ہے کہ ابن العلقمی کو امام یحیی بن اعقب
کا قصیدہ ملگیا ہو جو کہ خاص اصحاب امیر المومنین

میر المومنین علیه السّلام مورّخ المؤرخ
الشهیر ابو عمر عثمان بن محمد المنہاج بن
سراج الجوزجانی فی تاریخه الشهیر طبقة
ناصری الذی الفه فی امرة السلطان
ناصر الدین محمود الثانی من ملوك
الهند صنفه فی القرن السّابع زعم
فیه ان یحیی هذا کان استاد السبطین
سلام الله علیهم الی قوالی الملوین ولم
یات علی ذلك بحجة قبح الله واضع
هذا الافك المحال وجملة القول ان
لیحیی هذا قصیدة معروفة فی ملحمة
الترك اخذ الخبر بها عن سید نا امیر
المومنین ع اولها ... احذ ربنی من
القرآن العاشر وانفی باهلك قبل
نفر النافر، وظنی ان اباعمر المذکور
وقف علی هذه القصیدة فی بعض
خزائن ملوك الغوریات جدّهم فیما
ذکره ابو عمر المذکور کان اسمه شنسبان
بالشین المعجمة المکسورة یتلوها نون
ساکنة بعدها سین مهملة ساکنة
یقفوها باء موحدة ومنه یقال لهم
الملوك الشنسبانیة کان من ولد
الملك الجبار بیوراسپ الذی یقال

علیه السّلام سے تھے اور مورخ مشہور
ابو عمر عثمان ابن محمد بن حاج ابن سراج
جوزجانی اپنی تاریخ طبقات ناصری مین جو
اوس نے سلطان ناصر الدین محمود ثانی ملوک
ہند سے تھا اوس کے زمانے مین ساتوین
صدی مین تصنیف کی تھی بیان کرتا ہے
کہ یہ یحییٰ امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کا
اوستاد تھا اگرچہ اسپر کوئی دلیل نہین لکھی خدا منہ
سیاہ کرے اس محال کی بنانے والے کا۔
خلاصہ یہ کہ اس یحییٰ کا ایک قصیدہ ہے
ترکون کی شان مین اور وہ بہت مشہور
قصیدہ ہے اوراوسکی خبر یحییٰ کو امیر المومنین
علیہ السّلام سے پہونچی اوسکا پہلا شعر یہ ہے کہ اے
فرزند ڈر دسوین قران سے۔ اور قبل اسکے کوئی
نکل بہاگے تو اپنے اہل وعیال کو لیکے نکل بہاگ۔ اور
میرا گمان یہ ہے کہ ابو عمر مذکور کو یہ قصیدہ سلاطین غوریہ کے
کسی خزانہ مین ملا ہو گا کیونکہ اون کا جد اعلیٰ
جیسا کہ ابو عمر کا بیان ہے اوسکا نام شنسبان ہے
پہلے شین مکسورہ اوسکے بعد نون ساکنہ اوسکے
بعد سین مہملہ ساکنہ اوس کے بعد بائے موحدہ
اور اسی وجہ سے اون کو شنسبان
کہتے ہین یہ شخص بادشاہ جبار بیوراسپ کی
اولاد مین تھا جسے ضحاک تازی

لما المصالحي قالوا اسلم شنسبان هذا
على يد امير المومنين على عليه السلام
فيما روى الخبر به ابو عمر عن المللكه ماه
ملك بنت السلطان غياث الدين
ابي الفتح محمد بن سام ملك الغور قال و
نظم انساب هولاء وقصة اسلام جدهم
شنسبان رجل من قدماء الشعراء اسمه
ملك الكلام فخر الدين مبارك شاه في منظوم
انشاها الاجل السلطان علاء الدين
حسين المعروف بجهان سوز ذكر فيه
ان شنسبان هذا ملك ارض الغور
وجلس على سرير ملكه وقويت شوكته
ثم قدم على سيدنا امير المومنين ع
واسلم على يديه وانه عليه السلام كتب
له بذلك عهدا وعقد له لواء يتوارثها
اهله وولده الى الساعة وان كل
من قام بالامر من هذه العائلة سلم
اليه هذه العهد وهذا اللواء وما لم يسلم
اليه ذلك لا يقبلونه بالملك والسلطنة
قال ابو عمر فذلك هو الوجه في ان
هذه الطائفة من الملوك معروفون
بحب الوصي وائمة اهل البيت من
ولده عليه الى هذه الساعة وجملة

کہتے ہین اون لوگون کا بیان ہے کہ یہ شنسبان بانہ
امیر المومنین علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام لایا اور
اس خبر کو ابو عمر نے ملکہ ماہ ملک بنت سلطان
غیاث الدین ابو الفتح محمد بن سام
ملک غور سے سنا ہے اوس کا بیان ہے کہ
ان سلاطین کے نسب کو اور ان کے جد
شنسبان کے اسلام کو ایک پرانے شاعر نے نظم
بھی کیا ہے کہ اسکا نام ملک الکلام فخر الدین مبارک
شاہ تھا جو مثنوی اوسنے سلطان علاء الدین حسین
معروف بہ جہان سوز کے لئے تصنیف کی تھی
اوسمین اوس نے بیان کیا ہے کہ شنسبان بادشاہ
غور کا بادشاہ ہوا اور وہان کے تخت شاہی پر بیٹھا
گیا اور شوکت اوسکی بہت بڑہ گئی اوسکے بعد جناب
امیر کی خدمتمین حاضر ہوا اور اونکے ہاتھ پر اسلام
لایا اور حضرت نے اوسکو ایک سند لکھدی اور ایک
جھنڈا سلطنت کا اوسکے واسطے اپنے ہاتھ سے تیار
کیا اور یہ دونون چیزین اوسکی خاندان مین ابتک
چلی آتی ہین اور جب کوئی بادشاہ اس خاندان سے
تخت سلطنت پر بیٹھتا ہے تو سند اور جھنڈا اوسکے سپرد
کیا جاتا ہے اور جبتک یہ اوسکے سپرد نہین ہوتا تب
تک وہ اوسکو بادشاہ تسلیم نہین کرتے ابو عمر کا بیان ہے
کہ یہی وجہ ہے جو یہ خاندان سلاطین کا جناب امیر اور
ائمہ اہلبیت کی محب ابتک مشہور ہے خلاصہ یہ کہ

القول انه یجوز ان یکون شنبار هذا
قد ظفر ببعض هذه الآثار والمکاتیب
عن سیدنا امیر المومنین علیه السلام
ومنها هذه القصیدة فیجوز ان یکون
ابو عمر قد وجدها فی خزائن هولاء الملوک
فانه کان خصیصا بهم قد نشأ فی حجر ابنة
الملک محمد بن سام فیما صرح بذلک فی
تاریخه وقد اشار الی هذه القصیدة
ولم یذکرها بعینها العلامة ابن خلدون
الحضرمی فی مقدمه تاریخه وذکر الامام
یحیی بن اعقب ولوح الی ملاحمه المنسوبة
الیه فیها هذا ومن هنا نلتزم راجعا
الی قول ابن العلقمی فاذا رایت الکوکبین
تقارنا فاقول زعم البعض انه یشیر
بذلک الی القران الثانی عشر للعلویین
وهما زحل والمشتری فی الجدی الذی
هو برج ارضی من المثلثة الارضیة
وینبغی ان یکون لهما قران فی کل مثلثة
اثنی عشر مرات بین کل قرانین
عشرون عاما قلت وذلک انهما
یقترنان فی کل عشرین سنة مرة
فی برج من المثلثة ثم یقع مثله فی
برج آخر من هذه المثلثة من التثلیث

بہت ممکن ہے کہ اس شنبار کو کچھ
اس قسم کے آثار اور تحریرات جناب امیر
سے ملی ہوں کہ جس میں سے یہ قصیدہ
بھی ہو اور ممکن ہے کہ ابو عمر نے
اسکو بادشاہوں کے خزانوں میں پایا ہو کیونکہ
ان بادشاہوں کے ساتھ بہت خصوصیت تھی او
یہ شخص بادشاہ محمد بن سام غوری کی بیٹی کی گود
میں پلا تھا جسکا ذکر اوس نے خود اپنی تاریخ میں کیا
اور اس قصیدہ کی طرف اشارہ ابن خلدون نے
اپنے مقدمہ تاریخ میں کیا ہے لیکن اوس قصیدہ
کو ذکر نہیں کیا اور یحیی بن اعقب امام کا بھی ذکر کیا
اور اوسکے واقعات عظیمہ جنگی پیشین گوئی اون کے
جانب منسوب ہے اوسکا بھی اشارہ کیا ہے اب ہم اس مقام
سے ہم رجوع کرتے ہیں ابن العلقمی کے اس قول کی طرف
کہ جب تم دیکھو دو ستاروں کو یعنی زحل اور مشتری کو کہ
اون کا قران ہو گیا برج جدی میں۔
میں کہتا ہوں کہ بعض لوگوں کا یہ گمان ہے کہ اس
سے اشارہ اونکا زحل اور مشتری کے بارھویں
قران کی طرف ہے برج جدی میں کہ جو برج خاکی
ہے مثلثہ خاکی [illegible] ہے کہ اون [illegible]
قران ہر مثلثہ [illegible]
کے [illegible]
مشتری [illegible]

الامين وهكذا الى آخر المثلثة فيستكمل
عند ذلك مدة ستين سنة ثم يعود
فيستوى بها فى ستين سنة وهكذا
يعود فى هذه المثلثة الى اربع مرات
فيستوى فى المثلثة وقوع هذا القران
اثنى عشر مرات واربع عودات فى
مأتين واربعين سنة ثم ينتقل الى
المثلثة التى تليها والقران ينقسم
الى ثلثة انواع كبير وصغير ووسط
فما كان منه فى درجة واحدة من
الفلك فهو كبير وانما يعود اليها فى
مدة تسعمائة وستين سنة مرة
واحدة والوسط ما يحصل من اقترانهما
فى المثلثة اثنى عشر مرات والصغير
ما كان منهما فى درجة برج وبعد
عشرين سنة يقترنان فى برج آخر فى
مثل هذه الدرجة او الدقيقة على
تثليثه الايمن وعلى هذا يكون هذا
القران هو القران الاوسط يستدل
به المنجمون على ظهور المتغلبين على
والطالبين للملك وفيه مستندهم
فى حدوث الدول وتخصيصها على
وفق ما تقتضيه هيئة الفلك عند

برج مین جمع ہوتے ہین یا اونکا قران ہوتا ہے اوسی
طرح سے اونکا قران اسی مثلثہ کے ایک دوسرے برج مین
ہوتا ہے تثلیث ایمن مین اور اسی طرح اوس مثلثہ تک کہ
اسمین سے ساٹھ برس کی مدت پوری ہو جاتی ہے اور
پھر از سر نو یہی دور دوبارہ شروع ہوتی ہے اور پھر ساٹھ
برس کی مدت مین ختم ہوتی ہے اور اسیطرح سے یہ قران
اسی مثلثہ مین چار مرتبہ واقع ہوتا ہے اس حساب سے
ایک مثلثہ مین اس قران کو بارہ مرتبہ اور چار عودات
جب بازگشت کہتے ہین دو سو چالیس برس کی مدت مین
ہو جانا چاہیئے جب ایک مثلثہ سے اس مدت مین فراغت
حاصل ہو تو پھر لازم ہے ایسی قران بہ شکل ہو کر دوسرے مثلثہ
مین جاے جو اس مثلثہ کے بعد ہے اور قران تین قسمونکا
ہوتا ہے کبیر صغیر اور متوسط تو جو قران کسی فلک خاص
ایک ہی درجہ مین واقع ہو وہ قران کبیر کہلاتا ہے کیونکہ
نوسے ساٹھ برس کی مدت مین ویسا قران پھر ایک مرتبہ اوسی
مقام میں ہوگا اور قران متوسط وہ ہے جو کہ ان دونونکے
قران سے پیدا ہوتا ہے کسی مثلثہ مین بارہ مرتبہ اور قران
صغیر یہ ہے کہ یہ دونون کسی برج کے کسی درجہ مین مجتمع
ہون اور پھر بیس برس کے بعد کسی اور برج کے اسی
درجہ اور اسی دقیقہ مین تثلیث ایمن کے حساب سے انکا قران
واقع ہو اس طریقہ سے قران قران اوسط قرار پائیگا
جس سے کہ منجمین استدلال کرتے ہین کہ سلطنتونکی پھر ختم ہو
اور سلطنتونکے طلبگار پیدا ہونگے اور کونسی نئی سلطنت

وقوع هذا القران لان له دلالة عندهم
على حدوث الدولة وجهاتها من
القران والقائمين بها من الامم
وعدد ملوكهم واسمائهم واعمارهم
ومدة ملكهم واديانهم كل ذلك
يحكمون عليه بالقران الاوسط فاما
القران العاشر الذي ذكره ابن عقيب
فانه وقع في سنة ۱۷ من بعد الستمائة
وفيها كان خروج جنگيزخان وفتنة
من اقاصي الشرق فيما ذكره ابو عمر
المذكور في تاريخه وانما انذر به
ابن اعقب لما كان فيه مبتدأ الدولة
التي محت منها الدولة الاسلامية
وخرج الملك من آل العباس فتمام
نكايتها فهو انما كان في زمن
هلاكو خان في القران الثاني عشر
فيما احسب واليه اشار ابن العلقمي
في شعره ولعله وقف على كتاب
القرانات الذي يحسبه ابن خلدون
من وضع يعقوب بن اسحاق الكندي
منجم الرشيد والمامون وهو معروف
عند الشيعة بكتاب الجفر المنسوب
الى سيدنا ابي عبد الله جعفر ابن محمد

قائم ہو جیسا کہ ہیئت فلک کا مقتضی ہو کیونکہ ان
کے نزدیک دلالت کرتا ہے کہ سلطنتوں میں انقلاب
پیدا ہوا بلکہ وہ لوگ جہت تک مقرر کر دیتے ہین
اور جو شخص کہ نئی سلطنت کا بانی ہوتا ہے اوسکو
بھی بتلا دیتے ہین اور اوسکے بادشاہوں کی تعداد
اور اونکے نام اور عمرین اور مدت سلطنت اور اونکا
مذہب ان سب باتوں کا حکم قرآن اوسط سے معلوم ہوتا ہے
لیکن جس قرآن عاشر کا ذکر ابن اعقب نے کیا ہے وہ ۶۱۷ھ
مین واقع ہوا اور اوسی سال چنگیز خان کا خروج
ہوا تھا اور اوسکی شورش اقصائے شرق سے پیدا
ہوئی جسکا ذکر ابو عمر نے اپنی تاریخ مین کیا ہے اور ابن
اعقب نے اس وجہ سے اوس سے ڈرایا تھا کہ اوسی سے
آغاز اوس سلطنت کا ہوا جس سے کہ دولت اسلام
تہ و بالا ہو گئی اور سلطنت بنی عباس سے
نکل گئی اور رہا تتمہ اسکی تکمیل کا سو ہلاکو
خان کے زمانہ مین ہوا بارہوین قرآن مین جسپر
کی طرف ابن العلقمی نے اپنے شعر مین اشارہ
کیا ہے شاید انہیں کتاب القرانات ملی
تھی جسے ابن خلدون نے یعقوب بن
اسحاق کندی منجم ہارون رشید
مامون رشید کی تصنیف بتایا ہے
مگر در حقیقت وہ شیعوں مین کتاب الجفر
کے نام سے امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف

لصادف عليها السلام ذكر فيه القرانات
الكائنة في الملة الاسلامية وبيان الحوادث
في دولة بني العباس وذكر انقراضها
وذكر فاجعة بغداد وانها تقع في منتصف
المائة السابعة والى غير ذلك من
الحوادث ولعله طرح فيما طرح من الكتب
التي تلفت في دجلة بعد ان امر هلاكو
دمار بغداد فانا نعني فلم نقف عليه ولا
سمعنا بخبره الا من كتاب ابن خلدون
الذي جعله كالمقدمة لتاريخه الكبير
[illegible] فقال خصوم ابن العلقمي انه
لما استجلب الوزير عساكر هلاكو الى
بغداد وتم ما تم عليها وعلى الخليفة
فهناك اختلف الكلمة في عاقبة الوزير
فبعضهم زعموا انه قتله اشد قتلة
ومثل به اقبح مثلة وبعضهم قالوا
انه لم يقتله ولكنه استبقاه ليحيى حياة
ذميمة فعاش ردي الحال يتلاعب
به اراذل الرجال حتى صار فراشه
مبال خيول الاتراك كان الرجل منهم
ياتيه ويدنو منه وهو راكب الخيل و
يرجع فيبول فرسه على فراشه و
يصيبه رشاش هذا البول ونحو ذلك

منسوب اور مشہور ہے حضرت نے اوسمین کل
ان قرانات کی خبر دیدی ہے جو ملت اسلام مین ہونے
والے ہین اور بنی عباس کی سلطنت مین جو حوادث
گذرنیوالے تھے اور اوسکا خاتمہ اور بغداد کی مصیبت
ان سب باتونکی خبر دیدی تھی اور یہ بھی فرمادیا تھا کہ ساتوین
صدی کے نصف پر یہ واقعہ ہوگا اور اسیطرح سے دیگر حوادث
کی بھی خبر دیدی تھی لیکن شاید وہ کتاب بھی اون کتابون مین ہو جو
تلف ہوگئی جو ہلاکو خان کے حکم سے دریاے دجلہ مین تلف
کردیگئین لوگونکا ایسا بیان ہے مگر ہمنے وہ کتاب نہین
دیکھی صرف ابن خلدون کی کتاب سے اوسکا پتہ لگتا ہے
جسے اوسنے اپنی تاریخ کا مقدمہ قرار دیا ہے جو لوگ ابن
العلقمی کو اس واقعہ عظیمہ کا باعث قرار دیتے ہین وہ بعد
اس واقعہ کے ختم ہونے کے باہم اس امر مین اختلاف
رکھتے ہین کہ بعد اس واقعہ کے اسکا انجام کیا ہوا
بعضے تو یہ کہتے ہین کہ ہلاکو خان نے اوسے بہت بری
طرح قتل کیا اور بعضے کہتے ہین کہ نہین اوسنے قتل
تو نہین کیا لیکن اوسے اس طرح سے زندہ رکھا کہ وہ
نہایت بری زندگی بسر کرے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بری
ردی حالت مین زندگی بسر کرتا رہا اور لوگ اوسکی
تذلیل کرتے تھے یہانتک کہ ترکونکے گھوڑونکے موتنے کی نشستگاہ
ہوگئی تھی اون مین سے کوئی شخص اوسکے پاس آتا تھا اور
گھوڑے پر سوار اوسکے قریب چلا آتا تھا تو اوسکا گھوڑا اوسکے
فرش پر پیشاب کردیتا تھا اور [illegible]

اصلاح اہلحدیث مورخہ ۱۰ رجب ۱۳۲۶ھ میں مولوی ابراہیم سیالکوٹی کی یہ تحریر شایع کرکے ہی حضرت معاویہ کو جسنے ایمان کے ساتھ آنحضرت کی صحبت کا شرف پایا۔ در آپکی اور اپنے وفات تک اسلام پر قائم رہا اور اپنے عہد میں اشاعت اسلام کی وہ خدمت کی جو حضرت امیر علیہ السلام اسد اللہ الغالب بھی نہ کر سکے "
اس تحریر کو اور ان فقراؤں کو ملانے تو نتیجہ خود بخود ظاہر ہو جائے۔

لطف یہ ہے کہ آجتک از سلف تا خلف کوئی سنی بھی تفضیل معاویہ کا نہیں قائل ہوا۔ مگر اس روشنی اور نئے زمانہ کا جدید مذہب ہے کہ معاویہ افضل تھا اللہم احشرہم مع معاویہ۔ تفصیلی بحث آئندہ نمبر میں ہوگی انشاء اللہ

شیعہ کانفرنس دفتر انجمن تہذیب الاخلاق بنارس سے اطلاع آئی ہے۔ قبل سے آپلوگونکو معلوم ہو چکا ہے کہ اجلاس پنجم شیعہ کانفرنس بمقام قلعہ متصل ریلوے اسٹیشن کاشی بنارس میں بتاریخ ۳۰ دسمبر لغایت ۲ اکتوبر ۱۹۱۰ء کو منعقد ہوگا۔ اور کمیٹی انتظامیہ بنارس نے تاریخ وصولی فیس طعام یکم اگست سے مقرر کیا تھا اب یکم ستمبر ۱۹۱۰ء تک وہ مدت وسیع کی گئی۔ لہذا جن حضرات کو اپنے طعام کا بندوبست بذریعہ کمیٹی انتظامیہ کرنا ہو وہ تاریخ یکم ستمبر تک یا تو سفیران کانفرنس سے رسید فیس طعام دیکر حاصل کرلیں یا براہ راست کمیٹی انتظامیہ بنارس سے فیس طعام بھیجکر رسید طلب فرمائیں ورنہ کمیٹی اونکے انتظام طعام کی ذمہ دار نہوگی۔

غم اور قومی ہمدردی دنیا تو دار محن ہے۔ ہزاروں حوادث ہوتے ہیں اور لاکھوں آلام پہونچتے ہیں مگر خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو قومی ہمدردی کو نہیں چھوڑتے۔
جناب میر علی عباد صاحب ہیڈ کلرک سوسائٹی آف انڈیا ڈیرہ دون کی زوجہ محترمہ جنکے شادی کو صرف دس مہینہ گذرے تھے ۹ مارچ کو بمرض طاعون انتقال کیا۔ جسکا صدمہ و ملال اس حادثے سے گذرا ہوگا دکھو [illegible]

معجزہ اہل بیت علیہم السلام

سلف سے یہی قاعدہ چلا آتا ہے کہ صاحبان اعجاز و کرامات اور انکے ساتھی معدود سے چند اور انکے مقابل جم غفیر و انبوہ کثیر۔ سب کا بیان طویل ہے اسکے لئے بہت سے صفحے چاہیئے یہاں کہاں مگر چونکہ اس امت کو امت موسیٰ سے تشبیہ دی گئی ہے اسواسطے اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ موسیٰ و ہارون و چند مومنین ایک طرف ہین۔ اور فرعون و ہامان و تمام اراکین سلطنت و عام جم غفیر کہ جنکے ساتھ بہت سے ساحر و جادوگر بھی ہین وہ دوسری طرف ہین۔ انجام مین حق کا بول بالا ہوتا ہے اور چھوٹے گروہ بڑون پر غالب آیا ہی کرتے ہین چنانچہ وہان بھی ایسا ہی ہوا

اب یہان کے منظر پر نظر ڈالئے۔ عام امت رسول ایک طرف ہے اور خاص آل رسول مع گنتی کے مومنین ایک طرف۔ فرعون امت۔ ہامان امت۔ اشقیائے امت آل رسول یعنی اولاد ہارون منزلت کے خون کے پیاسے ہین جنہون نے قتل پر اکتفا کی نہ غارت پر بلکہ اسپر آمادہ ہوئے کہ عام امت رسول انکا ذکر تک نہ کرے انکے فضائل کی منکر ہو انکو کوئی ہیچ ہی نہ جانے۔ اس مطلب کیلئے وقتاً فوقتاً بہت سی کتابیں لکھی گئین مگر معجزہ اسے کہتے ہین کہ ادہر اس جم غفیر کا حملہ ہے ادہر کے گروہ قلیل سے خدا تعالیٰ ہر فرعون کے لئے ایک موسیٰ پیدا کر دے۔ اور اسکا جواب دلوا دے سیکڑون مثالون مین سے اس وقت دو پر اکتفا کی جاتی ہے تحفہ اثنا عشری ملک ہندوستان مین دہلی سے لکھا گیا وہین سے خدا تعالیٰ نے اسکا کامل جواب بنہج اثنا عشری جناب حکیم مرزا محمد کامل صاحب دہلوی سے لکھوا لیا۔ اس زمانہ مین قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ جسمین اہلبیت کے فضائل چھپائے گئے ہین یا انکار کیا گیا ہے نذیر احمد نام نے دہلی سے لکھا تو اس سے زیادہ صحیح و بامحاورہ ترجمہ مع حواشی تفسیری جسمین اظہار حق اہلبیت کیا گیا ہے اور دوسرے دیگر مستند طور سے بپایہ ثبوت کیا گیا ہے خدا تعالیٰ نے مقبول احمد نام سے دہلی سے لکھوایا بھی اور چھپوایا بھی کیا یہ معجزہ نہین ہے؟ دس پارہ تک چھپ چکا ہے گیارھوان و بارھوان زیر طبع ہے۔ تین وجہ کے کاغذ پر چھپا ہے۔ ہدیہ مع خرچ ڈاک پورے دس پارہ کا وجہ اول [illegible]۔ وجہ دوم [illegible]۔ وجہ سوم [illegible]

ملنے کا پتہ:-

منیجر صاحب جنرل ٹریڈنگ کمپنی شفاخانہ ہندوستانی [illegible] دہلی

(۱۵ شعبان)

عید میلاد

حضرت حجۃ اللہ مہدی موعود علیہ السلام

اس تاریخ مسعود کی برکت سے آج یہی دینی تحقیق کا اعلان کیا جاتا ہے جس کا اعلان ۱۳ رجب کو ہوا تھا اور مومنین - اسوجہ سے شاکی تھے کہ دیر سے پہونچا

مگر اس رعایت میں یہ شرط ہو کہ لفافہ یا کارڈ پہ اسم گرامی حضرت مہدی موعود علیہ السلام علی قرأت لکھا جائے۔

مناظرہ احمدیہ پر دو حصہ ہے مجموعہ جسکی فہرست یہ میں درج ہے

مجالس عشرہ فی محافل اسمیں مصائب کربلا صحیح روایات سے مع اعظم سبب خاص مذکور ہیں - عمہ

نقل و تہذیب الحدیث شیعو اہیون کیلئے بجائے سبب گولک ہے کہ پھر کبھی کوئی وہابی کسی شیعہ کا مقابلہ نہ کر سکے۔ عہ

رفع الوثوق جسمیں عقد حضرت ام کلثوم کا تفصیلی جواب فریقین کی روایات سے دیا گیا ہے۔ ۵ ر

ارسال الیدین جسمیں ہاتھ کھولکر نماز پڑھنے کے دلائل کتب اہلسنت سے دیے گئے ہیں۔ ۴ ر

تصحیح تاریخ جسمیں کل اسلامی تواریخ کی پوری حقیقت دکھائی گئی ہے۔ ۱۲ ر

الشمس جلد ۲۹ ۱۲ ؎

میں آریوں کا مسلسل جواب دیا جاتا ہے جو قرآن پر اعتراض کر رہے ہیں اور تمامی اہل اسلام کے دل اوس سے پاش پاش ہوتے ہیں - ان اعتراضوں کا جواب آج تک اہلسنت سے نہ ہو سکا جتنے بیجا جواب اخبار ہفتہ وار یکا روزانہ جاری ہیں یہ صرف الشمس کی روشنی ہو کر حق نمایاں ہو رہا ہے۔

رد الملاحدہ جواب خلافت راشدہ کشف انقلاب جواب آیات بینات بھی شائع ہوگا اگر بشرطیکہ کم سے کم دو سو خریدار جدید پیدا ہوں۔

سابق جلدیں بھی مرتب موجود ہیں - اور جلد ۲ ماہوار نکلتا ہے سالانہ اہلسنت کیلئے مقرر کر دیا گیا ہے

۵ جلد عہ

منیجر اصلاح

سید ظہور حسین پرنٹر پبلشر

رسالہ

اصلاح

نمبر ۹ | بابت ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ مطابق ستمبر ۱۹۱۱ء | جلد

نمبر شمار	فہرست مضامین	اسماء مضمون نگاران	صفحہ
۱	اہمیت ضرورت تنقید نگاری	اڈیٹر	۲
۲	تنبیہ مخالفین اتفاق	جناب مولوی غلام علیم صاحب انصاری سنی	۶
۳	فلسفہ شہادت	اڈیٹر	۱۶
۴	عمر داماد ابوبکر و عائشہ	"	۲۵
۵	تقدم مذہب شیعہ	"	۳۳
۶	الوصواص	جناب مولوی شیخ فدا حسین صاحب پروفیسر	۳۹
۷	قومی مراسلات	متفرقات	۶۳
۸	مسلم یونیورسٹی	اڈیٹر	۶۷
۹	حالات ایران	"	۶۸

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

اہمیت ضرورت تنقید بخاری

گذشتہ نمبر مین ہم اسکے متعلق مختصر تحریر لکھ چکے ہین کہ تنقید بخاری ایک ایسی ضروری چیز ہے کہ اگر تمام اسلامی تصنیفات ترک کرکے اسکی طرف توجہ کی جائے تب بھی کم ہے۔ اصلاح اس خدمت کے لئے سب سے زیادہ تیار ہے مگر سوال یہ ہے کہ اگر اصلاح کے ساتھ مثل سابق شائع ہو تو بہت سے ناظرین اصلاح کی حق تلفی ہوتی ہے جو مضامین تنقید بخاری کے لئے ابھی تیار نہین ہین علیحدہ شائع ہو تو قدردانی معلوم۔ اسلئے درخواست کیگئی تھی کہ خریداران اصلاح سے صرف دوسو آدمی ایسے ہون جو عہ کا اضافہ منظور کرین تو سال آئندہ سے پھر یہ سلسلہ شروع ہو سکتا ہے اس پر حسب ذیل رائین موصول ہوئین۔

(۱) جناب سید کاظم علی صاحب ڈپٹی انسپکٹر سیتاپور تحریر فرماتے ہین کہ "تنقید بخاری کا طبع ہونا نہایت ضروری کام ہے جس کے امداد کے لئے مومنین کیطرف سے عہ کا سالانہ دو سال تک حاضر کرونگا اور وہ بھی یکمشت سے بشرطیکہ تنقید بخاری حصہ ثالثہ مسلسل طور پر شائع ہو۔ منظوری سے اطلاع دیجئے۔

(۲) جناب مولوی ریاض اکبر حسین صاحب وکیل حیدرآباد دکن سے لکھتے ہین۔ "تنقید بخاری کا طبع ہونا نہایت ضروری کام ہے جسکی امداد کے لئے مجھسے اسقدر ہوسکتا ہے کہ عہ سالانہ کا اضافہ چندہ اصلاح مین قبول کرتا ہون اور عہ نذرانہ اس شرط پر کہ اسی سال سے اسکی اشاعت شروع ہو جائے۔

(۳) جناب حکیم حمزہ علی صاحب امین چندوسی سے لکھتے ہین "مین بھی ایکروپیہ زائد دونگا اور جناب حکیم سید محمد صاحب نمبر ۲۳۰۸ ہم بھی تنقید بخاری کے لئے ایکروپیہ سالانہ منظور کرتے ہین۔ خدا کا نام لیکر آپ شروع کر دیجئے (ایکروپیہ پہلے وصول ہو چکا ہے)

(۴) جناب سید غلام عباس صاحب نمبر ۹۰۴۔ آپ نے تنقید بخاری کے لئے عہ سالانہ طلب کیا ہے۔ ہم جانتے ہین مومنین سے کوئی ایسا نہ ہوگا جو اس مین دریغ کرے آپ اعلان شائع کرین ہم بخوشی تمام ایکروپیہ سالانہ منظور کرتے ہین۔

(۵) جناب نواب سید محمد تقی علیخان صاحب ۵۰۰ لکھنو سے تحریر کرتے ہین "تنقید بخاری

کے لئے ایک روپیہ سالانہ چندہ اصلاح مین اضافہ منظور کرتا ہون۔ ماہ نومبر ... للہ ... جلد ... دیجئے خدا کرے کہ تنقید بخاری کا سلسلہ کسیطرح پہر قایم ہو کہ نہایت ضروری ہے۔

(۶) جناب سید رضی حسن صاحب بلک نمبر ۲۹ سرینگر کشمیر سے لکھتے ہین جناب نواب وقار نواز جنگ صاحب کی تحریبات اتفاق اہل اسلام نہایت مفید اور دلچسپ تحریر ہے کوشش فرمایئے کہ تمام اسلامی اخبارون مین اس قسم کے مضامین شائع ہوتے رہین۔ ضروریات اصلاح و تنقید بخاری کے لئے پانچ روپیہ سالانہ اصلاح کا منظور کرتا ہون۔ ہم شیعہ لوگ آپکے تابع فرمان ہین جیسا حکم ہوگا ویسی تعمیل کرینگے۔

(۷) جناب جمال الدین صاحب پٹواری ۴۴۶ کنڈرول ضلع جہلم سے تحریر کرتے ہین آپکو مبارک ہو کہ آپ کی عنایت سے اصلاح کے ہر ایک مضمون نے اس علاقہ کے معاویہ شاہی بانی کو حیرت مین ڈالدیا ہے اور اب بالکل سکوت اختیار کرتے ہین علانیہ اذان مکتب ... اکثر لوگ مضامین اصلاح سنتے ہین۔ کلمہ کا اختتام بھی اکثر علی ولی اللہ وصی رسول اللہ پر ہوتا ہے۔ تنقید بخاری کے لئے عہ سالانہ ہمکو بھی منظور ہے۔

(۸) جناب سید تہذیب الحسین صاحب انسپکٹر سالٹ ریونیو کھیوڑہ سے لکھتے ہین۔ تعصب یہان پر بھی زیادہ ہے خاصکر وہابی لوگ اس کثرت سے آگئے ہین۔ عہ سالانہ ہم بھی تنقید بخاری کے لئے منظور کرتے ہین یا جو حکم ہو۔

(۹) جناب سید فضل حسین صاحب نائب تحصیلدار شرقپور گوجرانوالہ ۲۹/۶ لکھتے ہین نمبر ۷ جلد ۲ مین جناب نے جو تحریر فرمایا کہ رسالہ اصلاح کی قیمت زیادہ لیجاتی ہے بالکل واجبی ہے ایسے عمدہ مضامین اور ۶۰ صفحہ حجم ضرور تین روپیہ کی قیمت ہونا چاہئے۔ افسوس کہ مومنین ذرا توجہ نہین کرتے۔ اصلاح نے مذہب شیعہ کو تمام جہان مین روشن کردیا اور سب کو معلوم ہوگیا کہ یہی ایک فرقہ ناجی ہے اضافہ ایک روپیہ ہم کو بخوشی منظور ہے۔

(۱۰) جناب سید مغنی حسین صاحب امروہوی ۱۹/۶/۳ مین ایک کم حیثیت آدمی ہون مگر تنقید بخاری کے لئے ایک روپیہ سالانہ کا اضافہ منظور کرتا ہون۔

(۱۱) جناب سید مصطفے حسین صاحب بہوا نمبر ۱۸ تحریر کرتے ہین خداوند عالم آپکی عمر ...

ترقی دے۔ درحقیقت ہکو اشد ضرورت ہی کہ تنقید بخاری پر پوری طور سے زور دیا جائے مجھے بھی ایک روپیہ سالانہ کا اضافہ منظور ہے۔ میرے خیال مین سب سے بہتر طریقہ ہوگا کہ آپ اصلاح کے ساتھ اس اضافہ کے لئے اور ۳ صفحہ ۱۹۲ لغایت ۲۰۳ کے لئے ہر خریدار کے نام ایک ایک پرچہ روانہ کیجئے مجھے امید ہی کوئی عذر نہ کرے گا۔ درحقیقت آپکا یہ قول بالکل صحیح ہے کہ عہ سالانہ کی جگہ عہ ماہوار پر بھی یہ بات ہاتہ نہ آئے گی۔

(۲) جناب قاضی ہدایت حسین صاحب ساکن نواده۔ ارقام والا نہایت درست ہی عہ سالانہ منظور ہے۔

(۳) جناب مستطاب مولانا السید سلامت علی صاحب دامت برکاتہ ہوگلی نمبر ۸۹ ۶ تحریر فرماتے ہین۔ از وفور قباحت و عدم سماحت قوم خود بسا غم و غصہ خوردم خلاجرم بمفاد کان حقا علینا نصر المومنین مبلغ ایک روپیہ سالانہ را اضافہ اعانۃ فرمودم

(۴) جناب سید رضا حسین عرف رزاق حسین صاحب ۵۲ ۵ تہانہ سکندر گنج۔ تنقید بخاری کے لئے ایکروپیہ سالانہ منظور ہے۔ نہایت ضروری ہے۔

(۵) جناب شاہ محمد حسین صاحب ۸۶۲ کویشہ سے لکھتے ہین۔ تنقید بخاری کے لئے عہ سالانہ کا اضافہ بخوشی منظور ہے۔ ضرور شروع کیجئے۔

اصلاح :۔ ان رایون سے جو مسرت ہوئی وہ بیان نہین ہو سکتی۔ مگر کیا اتنی رایون پر کسی کام کی بنا ہو سکتی ہے ؟ قوم کو لاکہ طرح سے خط لکہا جائے۔ بدبجا اصلاح تحریک کیجائے مگر یہہ ایسا طبنان ہے کہ جواب دینا تو جانتی ہی نہین۔ ہان اگر کوئی نمبر اصلاح نہ پہونچے یا کسی فرمایش کی تعمیل نہ ہو تو پہر اوسوقت خطوں کی بہرمار قابل دید ہے۔ لہذا اگر قوم نے صرف دو ہزار درخواستین بھی منظوری کی روانہ کی تو انشاء اللہ محرم ۱۳۴۳ھ سے یہ سلسلہ مستقل طور پر شروع کر دیا جائے گا کیونکہ اصلاح کے ناظرین اکثر کم مایہ کم علم نادار ہین اور تنقید بخاری ایک علمی ذخیرہ ہے جس مین صدہا ہزار ہا کتابون کی عبارتین اور مضامین درج ہوتے ہین جس سے اون لوگون کو دلچسپی نہین ہو سکتی جو کم علم ہین۔ اب اگر دس بارہ سو بیچارے تو میون کے خیال سے عام طور پر سلسلہ تنقید شروع کیا جائے جسطرح پہلے تہا تو مستقل نہ ہوگا

آدمیون کی حق تلفی ہوتی ہے اسلئے بہتر یہی ہے کہ جو لوگ شوق سے خواہان تنقید بخاری
ہین وہ اپنا نام علیحدہ درج رجسٹر کرا لین۔ اسی لئے تین ماہ کی مہلت دیجاتی ہے کہ اونکا
رجسٹر علیحدہ ہوگا۔ اگرچہ یہ اونکی اصول کے ساتھ ہوگی اگر آپ غور فرمائین تو احکام خدا جو
قرآن مجید مین ہین۔ احکام رسول اللہ جو خود احادیث اہل سنت مین ہین وہ صرف اس
وجہ سے معطل ہو رہے ہین کہ بخاری کی روایتین اوسکے خلاف ہین اسلئے سب سے زیادہ
ضرورت تنقید بخاری کی خود اہل سنت کو تھی کہ وہ غور کرتے احکام خدا و رسول کیا ہین
اور ہمارا عمل کیا ہے مگر چونکہ یہ فرقہ ہمیشہ تابع سلطنت رہا یا اپنے علما کا مطیع اسلئے
اسکی امید کہ وہ کسی شیعہ کتاب کو دیکھے فضول ہے کیونکہ کتب روافض کا دیکھنا اونہیں
علمانے حرام کیا ہے۔ حالانکہ تمامی عالم کو عموماً اور ناظرین اصلاح کو خصوصاً معلوم ہے کہ
اصلاح مین جو مضامین شائع ہوتے ہین اون سب کی سند کتب اہل سنت سے مع
حوالہ صفحہ و کتاب دی جاتی ہے اور تنقید بخاری مین تو اور بھی اسکا التزام کیا گیا ہے
مگر اسکا کیا جواب ہے کہ نہ قرآن کی ہدایت مانی جائے نہ خود صحیح بخاری کی نہ صحاح ستہ
کی۔ نہ مولوی شاہ عبد العزیز صاحب کی نہ دیگر علمائے متقدمین و متاخرین کی اور
سنی جاسے تو مولانا ثناء اللہ کی۔ عبد الشکور کی۔ مرزا حیرت کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی
کی۔ اسلئے ہم صرف اپنے فرقہ حقہ شیعہ ایدہم اللہ سے مستدعی ہین جنکی حقیت و پابندی
مذہب و دینداری کا تمام علماء اہل سنت کو بھی اقرار ہے کہ آپ سے جسطرح ہو سکے
اس سلسلہ تنقید بخاری کو جاری کرائے جس سے ایکطرف آپکو اپنے مذہب کی
حقیت بدیہی طور پر معلوم ہوگی دوسری طرف شاید آپکی بدولت وہ بھی ہدایت پائین
جنہون نے صحیح بخاری کو اپنا قرآن بنایا ہے کیونکہ صحیح بخاری کی جس حدیث
کی موضوعیت دکھائی گئی ہے یا جس حدیث کا غلط ہونا دکھایا گیا ہے وہ صرف
علماے اہل سنت کی زبانی جس کا صفحہ و مطبع وغیرہ بھی دیا گیا
ہے کہ پھر کسی طرح کا شک و شبہہ نہ رہے۔

ایڈیٹر

تنبیہ بر مخالفین اتفاق (مسلسلہ)

اتفاق اہل اسلام پر جو مخالفین نے اعتراض کیا تھا اوسکا لکھ چکا تھا کہ اخبار اہلحدیث مورخہ ،، رجب سنہ حال مین ایک او مضمون بتائید مولوی ثناء اللہ صاحب نوشتہ مولوی عبدالسلام صاحب مبارکپوری نظر سے گذرا جس کا عنوان قیامت صغری ہے اوس کی بھی حقیقت کہولدینا ہے۔ مولویصاحب موصوف سب معاویہ پر سکوت کرنے کو قیامت صغری بتلاتے ہین حالانکہ قیامت کبری یعنی سب جناب امیر خود مولوی صاحب کے ممدوح یعنے معاویہ قدیم کر چکے ہین۔ یہ صغری اور کبری دونون مولویصاحب کو مبارک رہین۔ ہم کو تو اونکی شغل پسند نہین ہے۔

مولویصاحب ایک ایسے عالم حدیث پر جسکی ذات سے ہندوستان مین نشر اور اشاعت حدیث جیدہ ہوئی ہے کفر کا فتوی لگاتے ہین چنانچہ یہ شعر حسب حال لکھتے ہین ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ،، مولوی صاحب کو یہ خبر نہین کہ جب مولانا وحید الزمان صاحب صرف نیۃ بنی اصلاح اور ابتلاف جماعت مسلمین معاویہ پر سب پر سکوت کرنے سے کافر ہو گئے تو نہ معلوم اونکا کیا حال ہوگا جو باغراض نفسانی اور شیطانی ساری عمر سب جناب امیر کرتے رہے۔ وجہ یہ ہے کہ مولوی صاحب اسی مضمون کے آخر مین ایسے شیطان کو حضرت کے ساتھ یہ تعظیم او تکریم تمام یاد فرماتے ہین سچ یہ ہے ؎ نہفتہ رخ ردیو در کرشمہ و ناز ۔ بسوخت عقل ز حیرت کہ این چہ بوالعجبی است ۔

مولویصاحب لکھتے ہین کہ اس مضمون سے رافضی پرچون مین خوشی ہے تو نا بانیکہ رافضی پرچون مین تو نہین البتہ اسلامی محب اہل بیت پرچون مین تو خوشیان ضرور ہونگی ہان ناصبی اور خارجی پرچون مین بے شک ماتم ہوگا چنانچہ اون کے سرگروہ خود مولویصاحب اپنے مضمون کے شروع مین آہ و زاری اور نالہ و فریاد کرتے ہین اللہم زدہم نکالا و وبالا مولوی صاحب فرماتے ہین کہ مولوی ابوالوفا صاحب نے ایسا اعلی ایڈیٹوریل نوٹ دیا جس سے اوسکی پوری حقیقت کہل گئی۔ مولوی ابوالوفا کے علم و صفای نوٹ کا حال تو اوپر کہل چکا کہ سراسر جہل اور بے معنی ہے۔ یہ تو وہی مثل ہوئی ؎ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو ہر یک

صاحب لکھیں دوسرے تعریف کے پل باندھ دیں - یہ عجب سفیہانہ سازش ہے جسکو اہل نظر بخوبی تاڑ گئے ہیں سه مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز ؛ ورنہ در مجلس رندان خبرے نیست کہ نیست ۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ ہم حصہ اول ہدیۃ المہدی ہی کو رو رہے تھے کہ ایک نہ شد دو شد کا مضمون ہو گیا۔ مولوی صاحب آپ خوب رونے اور ہم آپکو آیندہ بھی رولاتے رہینگے اور آپکے ممدوح معاویہ کی نسبت وہ وہ حال کھولینگے جن کے افشا پر صرف رونے پر قناعت نہ ہوگی بلکہ نوحہ کی نوبت پہونچے گی قل موتوا بغیظکم۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ حصہ اول ہدیۃ المہدی سے بدعتی صوفیوں اور قبر پرستوں میں خوشیاں منائی گئیں۔ جناب الا بدعتی صوفیوں اور قبر پرستوں کا حصہ اول میں رد ہی وہ کیا او سپر خوشیاں منائیں گے البتہ وہابی منکرہ ہوا اور اعدائے ائمہ اہلبیت علیہم السلام میں اوس کے شائع ہونے سے رونا پیٹنا پڑ گیا چنانچہ ابتک رو رہے ہیں اور قیامت کا سمان اونکو نظر آرہا ہے۔

مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ علامہ ابو الطیب اوسکے رد کا سب سامان کر چکے تھے لیکن ترتیب سے پہلے فوت ہو گئے۔ خیر ابو الطیب مرگئے تو شیخ ابو الجہلات تو زندہ ہیں آپ حملہ کرکے دیکھئے بایدہ و شاید آپکی مدافعت ہو گی۔ مولانا سید ابو بکر بن شہاب الدین العلوی الحسینی تیار بیٹھے ہیں ادھر بھی سب سامان ہر کس ہے اول مردی خود بیاز ما و ننگ زن گنی۔

مولوی صاحب بقول شخصے تنہا کچھ نہیں کر سکتے تو زمانہ بھر کے علمائے اہل حدیث کو اپنی امداد کے لئے بلاتے ہیں اور منت و سماجت کرتے ہیں کہ از برائے خدا ہماری مدد کرو ہماری عزت سنبھالو لیکن امید نہیں کہ مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی سا با خدا عالم ایسی لغویات کی طرف توجہ کرے اگر مولانا جبارین صاحب کو اس حصہ اول سے اختلاف ہوتا تو اوس کی اشاعت ہے پانچ سال بیشتر زیادہ عرصہ گزر چکا ابتک کچھ تو کچھ ضرور قلم اوٹھاتے چہانتک سننے میں آیا ہی وہ یہ ہے کہ مولانا وحید الزمان صاحب نے یہ مجرد تالیف یہ حصہ اول الطیب مرحوم کے ملاحظہ میں بھیجدیا تھا اور یہ درخواست بھی کی تھی کہ اگر آپ کو اسمیں کچھ بھی ہو ... ے

اختلاف ہوتو مذہ ترجیح فرماتے مگر ابو الطیب صاحب ہمیشہ حیلہ و حوالہ کرتے رہے اور مولوی نقیر اللہ صاحب پنجابی سے طالب امداد ہوئے اور اونکو غیرت ایمانی کا جوش دلایا مگر مولوی نقیر اللہ صاحب نے اون کو مدد دینے سے انکار کیا اسکی وجہ آپ خود سمجھ سکتے ہین۔

مولوی صاحب عبارت حصہ مذکور اللہم ایدنی بروح اما منا الحسن بن علی علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہین شاید اوسکو فقرہ سمجھے ہوئے ہین اور حدیث اللہم ایدہ بروح القدس کو فراموش خاطر شریف ہوئے ہین خیر حدیث شریف فراموش ہوئی مگر آیت قرانی ایدک بنصرہ وبالمومنین بھی کیا یاد نہین رہی اصول دانی تو قفا بادا ایسے ایسے مدعیان علم قران اور احادیث مشہورہ تک بھی انہین پہونچا ہدیۃ المہدی کا رد کرینگے اور مولانا وحیدالزمان صاحب ایسے متبحر اور وسیع النظر عالم سے مقابلہ کرینگے۔ بسیار باید تا پختہ شود خامی۔

پھر نداے اموات کا مولوی صاحب نے تذکرہ فرمایا ہے ندائے اموات تو خود حدیث صحیح سے ثابت ہے اور ارشاد نبوی ہے کہ ما انتم باسمع منہم لاو اور اہلحدیث کے دو قرن اماموں یعنی ابن تیمیہ اور ابن قیم نے سماع اموات ثابت کیا ہے مولویصاحب کچھ بہ نسبت کی بھی خبر ہے۔

استمداد از اہل قبور کے جواز مین اگر آپ کو شبہہ ہے تو شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی شرح مشکوۃ ملاحظہ فرمائے۔ آپکی تشفی ہوجائے گی۔ مولانا نے ہدیہ مین جواز اور عدم جواز دونون نقل لئے ہین۔

توسل کے جواز کے تو آپ کے مسلم امام علامہ شوکانی قایل ہین اور آپ کے ممدوح مولانا اسماعیل شہید جن کو آپ معصوم سمجھتے ہین تقویۃ الایمان مین یون لکھتے ہین البتہ اگر کوئی یون کہے یا اللہ فلان بزرگ کے وسیلہ سے میری حاجت بر لا تو یہ درست ہے اب فرمائے اس سے زیادہ ثبوت اور کیا آپ چاہتے ہین۔

مولویصاحب لکھتے ہین اگر مولانا اسمعیل شہید کی نسبت غال و متشدد فی الدین لکھا گیا ہو تو یہ افترا ہے حساد ل کتاب مذکور مین جابجا مولانا صاحب کا نام بہ تعظیم تمام مولانا اسماعیل شہید لکھا گیا ہے البتہ خطا کی نسبت اونکی طرف دو ایک مقامون مین کی ہے تو

یکونی ذم نہیں ہے خطا بجز نبی معصوم کے ہمارے نزدیک اور حضرات امامیہ کے نزدیک بجز نبی اور ایمہ معصومین کے ہر ایک عالم اور مجتہد یہانتک کہ صحابہ اور خلفاء راشدین سے بھی ہوئی ہے المجتہد یخطی ویصیب کلیہ مشہور ہے۔ کیا وہ بھی آپکو یاد نہین رہا اور آپکے امام تیمیہ نے جابجا علامہ ابن حزم کے نسبت لکہا ہے اخطا ابو محمد بن حزم سلف سے آجتک سب ایسے کلمے علما کی نسبت مسایل اختلافی مین کہتے چلے آئے ہین یہان تک کہ صوفیہ کرام سے بھی ایساہی ماثور ہے۔ حضرت مجدد اپنے مکاتیب مین شیخ ابن عربی کے نسبت لکھتے ہین من بیقین میدانم کہ شیخ درین مسئلہ خطا کردہ است اما چہ کنم کہ شیخ بہ نظر کشفے از اولیاء اللہ بہ نظر می آید۔

تعجب ہے کہ آپ کے حوارین اور اتباع بلکہ عام غیر مقلدین امام ابو حنیفہ اور شافعی کی نسبت لکھتے ہین کہ انہون نے خطا کی اور مولانا صاحب مولوی اسماعیل صاحب شہید کی نسبت خطا سے گنہگار اور خاطی قرار پائے شاید آپکو کوی دلیل قرآن اور حدیث سے مولوی اسماعیل صاحب کے عصمت کی ملگئی ہوگی۔ کہین وہ مثل تو صادق نہین آتی۔ عصمت بی بی از بے چادری۔

اسکے بعد مولویصاحب فرط غیظ و غضب مین تمام صوفیہ اور اولیاء اللہ کی ہجو پر جہک پڑتے ہین اور تمام مومنین کو تاکید کرتے ہین کہ کبھی کسی صوفیہ کے مرید نہ ہون تو اس کا جواب باصواب مولوی حافظ جماعت علی شاہ صاحب یا خواجہ حسن نظامی صاحب دینگے۔ مولانا وحید الزمان صاحب کا اس مین کوی نقصان نہین نہ مولانا کسی کو اپنا مرید کرتے ہین نہ کسی کو اپنا معتقد بنانا چاہتے ہین نہ وہ تقدس کی روٹی کہاتے ہین۔

ہان خوب یاد آیا آپ کے پیر و مرشد مولانا اسماعیل صاحب شہید بھی تو سید احمد صاحب بریلوی کے مرید تھے اور مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی جن سے آپ طالب امداد ہوئے ہین انہون نے بھی سلسلہ پیری مریدی کا قایم رکہا ہے۔ مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے تو ادنکو مرزا قادیانی سے تشبیہ دی ہے۔

مولویصاحب مولوی ثناء اللہ صاحب کے آرٹیکل کے بڑے مداح ہین حالانکہ

جماعت اہل حدیث کے ایک قابل تعظیم ممبر یعنے مولوی فقیر اللہ صاحب پنجابی نے اون کو
ملحد اور بیدین قرار دیا ہے اب آپکو اختیار ہے کہ بموجب فقرہ یا رب احد ہا دونوں سے کسیکی
طرف الحاد اور کفر کی نسبت دیجئے دیکھیے کہ یہ حضرت علیہم الذلۃ کا ظہور ہے خود آپکی جماعت
کے علما ایک دوسرے کی تکفیر کر رہے ہیں پھر آپ کس منہ سے مولانا وحید الزمان صاحب
کی نسبت یہ شعر چسپان فرماتے ہیں سعہ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔
مولوی صاحب نے غنیمت ہے کہ اپنے دونوں رفیقوں یعنے ثنائی اور سیالکوٹی
کیطرح حضرت صدیق کی افضلیت کی بحث نہیں چھیڑی ورنہ اس میں بھی منہ کی کھاتے
لیجئے جناب استیعاب بن عبد البر اور دوسری کتابیں اہلحدیث کی ملاحظہ فرمائے
مفصلہ ذیل صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین نے جناب امیرؓ کو افضل صحابہ کہا ہے
مقداد بن اسود۔ زید بن ارقم۔ سلمان فارسی۔ ابوذر غفاری۔ خباب بن ارت۔ جابر
بن عبد اللہ انصاری۔ ابو سعید خدری۔ عمار بن یاسر۔ ابی بن کعب۔ حذیفہ۔ بریدہ
ابو ایوب۔ سہل بن حنیف۔ عثمان بن حنیف۔ عبد اللہ بن مسعود۔ ابو الہیثم بن تیہان
خزیمہ بن ثابت۔ ابو الطفیل عامر بن واثلہ۔ عباس بن عبد المطلب۔ عبد اللہ بن عباس
اویس قرنی۔ زید بن صوحان۔ صعصعہ بن صوحان۔ جندب خیر۔ عطیہ عوفی۔ عبیدہ
سلمانی۔ خالد بن سعید بن عاص۔ عمر بن عبد العزیز۔ عبد الرزاق۔ امام نسائی۔ حاکم
وغیرہم ممن لا یحصی عددہم
اب سیالکوٹی صاحب جو اپنے مضمون مندرجہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۰ رجب میں
تحریر فرماتے ہیں کہ جو شخص افضلیت جناب صدیق اکبر سے انکار کرے اوسکا کیا حکم ہو
اب حکم خود سیالکوٹی صاحب دیں کہ ایسا شخص کافر ہے یا مومن۔ سیالکوٹی صاحب یہ
بھی لکھتے ہیں کہ جو شخص آنحضرت کے کسی صحابی کو برا کہے اوسپر کیا فتوی تو ہم اوپر
ایک جماعت صحابہ اور تابعین کے اقوال متضمن مذمت معاویہ بن ابو سفیان ذکر کیئے
ہیں سیالکوٹی صاحب اونہیں پر کیا فتوی لگاتے ہیں دیکھنا چاہیئے مگر مجھکو اسوقت
ایک حکایت یاد آگئی مولانا محمد عبدہ جو مفتی دیار مصر ہے اور اہل حدیث کے بہت قریب

اسباب تنزل اسلام

دلمین اک ہوک اوٹھی آنکھوں مین آنسو بھر آئے بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانئے کیا یاد آیا

اسلام کی موجودہ پست ساعت بہ ساعت تنزلی دیکھکر بے سینہ مین ایک درد بھرا ہوا دل ہو خون کے آنسو روئے بغیر نہین رہ سکتا مگر بجز اس کے کہ جب دل زیادہ درد مین آئے تو ایک مضمون افسوسناک لکھدے اور کوئی چارہ کار نظر نہین آتا جیسا کہ اکثر مضامین ہمدردان قوم خواہان ترقی کے دیکھنے مین آتے ہین مگر چونکہ وہ مضامین اک ذرا بے ضابطگی کا پہلو لئے ہوئے ہوتے ہین یا بعض کے مضامین نیک نیتی پر مبنی نہین ہوتے اسوجہ سے آج تک اونکا کوئی عمدہ نتیجہ ظہور مین نہیں آیا مگر ہان فی الحال رسالہ البرہان کی تازہ اشاعت بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء مین ہمارے محترم کرمفرما افتخار قوم ایڈیٹر صاحب البرہان دام مجدہ نے (ہم کیون نہین ترقی کرتے) کے عنوان سے ایک تحریر نہایت با قاعدہ شروع کی ہے اوس مختصر تحریر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے عجب نہین کہ یہ مضمون تمام ہونے پر مفید و قابل عمل ہو (خدا کرے ایسا ہو) کیونکہ پہلے وجوہات تنزل اسلام دکھانا چاہتے ہین بعدہ اوس کے دفعیہ کیطرف غور فرماوینگے جس طرح بعد تشخیص امراض دوائین شروع کیجاتی ہین یہ کارروائی نہایت عاقلانہ ہے۔ مجکو ہرگز یہ مجاز حاصل نہ تھا کہ باین کمفہمی و ناقابلیت و ضعف دماغ ایسے اہم مسئلہ پر خامہ فرسائی کرتا۔ مجھ مین ہرگز وہ قابلیت نہین جو اس مسئلہ پر اس طرح کی بحث کرون جو مفید ثابت ہو۔ مگر مطابق قول مشہور ہ بارہ برس کا روگی بید ہو جاتا ہے یعنی بہت روز کا بیمار ایک بیماری یا مختلف عوارض کا مبتلا اوس عارضہ یا مختلف بیماریون کا طبیب ہو جاتا ہو۔ چونکہ اس مسئلہ پر ایک مدت سے مین غور کر رہا تہا اسلئے شافی مطلق نے اس مرض مہلک کے تشخیص کا مادہ اور مجرب نسخہ مجھے عطا فرمایا لہذا بعد تشخیص مرض وجوہات تنزل اسلام نسخہ مجرب ملک کے سامنے پیش کرونگا اہل اسلام اگر چند امور کے پرہیز کے ساتھ استعمال کرینگے تو اس مرض مہلک سے نجات پاکر بہت جلد قوی اور توانا و تندرست ہو جاوینگے۔ مین اپنے سچے مہربان فخر قوم ایڈیٹر صاحب البرہان کی خدمت مین مستدعی ہون

کہ اگر میں نے تشخیص مرض مین غلطی نہ کی ہو تو اس خادم قوم کی تحریر پر اپنی قابلانہ مضا[illegible]

مین گہری نظر ڈالین۔ تنزل اسلام کسوقت سے ہوتیگا اور اوسکے اسباب کیا ہین مختصر لفظونمین واقفان تاریخ عالم اس سے بخوبی واقف و اگاہ ہین کہ بعد وفات بانی اسلام (جناب رسولخدا) اہل اسلام کے دماغ مین خودی اور حکومت کی ہوا چکر کہانے لگی جس سے حامی اسلام کی ہاتھونکی مرتب کی ہوی بنیاد کمزور ہو چلی ہر شخص بجائے خود حاکم بن بیٹھا۔ قانون اسلام کا اجرا برای نام باقی رہا جسقدر کتاب اللہ کے پیرو بظاہر دکہانے کے مسلمان رہے اہل مذہب دین ابھی اونکی حکومت ٹھہرا ایسی حالت مین اسلام کو کیا فروغ ہو سکتا تہا۔ مگر پہر بھی حکومت کے شید اخلیفہ دوم نے بظاہر کسیقدر اسلام کو فروغ دیا جو حقیقتاً اسلامی ترقی نہین کہی جا سکتی کیونکہ اسلام پر قایم رہکر جب اسلام کی ترقی کرے تو وہ ترقی جائز ترقی اور حقیقی سمجھی جاویگی اسلام سے کوسون دور رہو اور زبانی حمایت اسلام مین بہ لالچ حکومت کمر بستہ تو اکر فتح بہ بہی تو وہ معکوس ترقی سمجھی جائیگی۔ اصلی ترقی وہ ہے جو مطابق احکام خیر الانام ہو جب اس کا خیال بھی نہ ہوا کہ تمنے کس منہ سے بیخ کہا تہا وہ کیونکر حامیت اسلام کا دل ادہ و فریفتہ کہا جا سکتا ہے۔ اُف اُف۔ دشمنان اسلام نے تو اوسیوقت اسلام کی کمر توڑ دی افسوس یہ کیا کوئی معمولی بات ہو بانی اسلام کے نوسہ؟ زر (جو بعد وفات رسول سرپرست اسلام تہا) کے گلے مین جیادر بانہ کر گہسیٹا اور ایک غیر مستحق ناقابل خلافت کے ہاتہ پر بیعت کی استدعا کی خانہ رسول کے دروازہ کو جگر گوشۂ رسول کے پہلوئے مبارک پر گرایا جسکے صدمہ سے ایک معصوم اور بالکل بیگناہ کا خون ہوگیا جس نے اسلام مین ایک زبردست مثال قایم کردی کہ اہل بیت رسول کا خون بلا وجہ جائز و مباح ہے۔ اسلام تو اوسیوقت قریب مرگ ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون خانہ فاطمہ مین آگ لگنا گیا خرمن ترقی کو پہونکدینا نہیں ہے۔ ہم ان حادثات کے بعد کیونکر ترقی کر سکتے ہین لیکن ترقی اب بھی ممکن ہے اگر صلہ کا جائز خلیفہ خلیفہ مان لیا جاتا۔ یہان تو اسلام اوسی اصول کا پابند نظر آتا ہے لا کہ خود قبلہ علی نے اپنے حق کے اور مسلمانون سے اون کے حق کا انکار بہی نہ کیا مگر شوق حکومت نے اول تا ثالث کسی کو بہی محکوم ہونے کی اجازت نہ دی نہ ہی حکومت کی ہوا نہ دماغ مین گونج رہی تھی دماغون کو فاسد و پراگندہ اور غفلیان کو سمجھنے سے قاصر رکہا اور بعض جنقدر رہ گئیہ

اپنے حق سے محروم رہا۔ چوتھی مرتبہ اپنے حق پر فائز ہوا ۔ کیا اوس وقت بھی ترقی اسلام
ہو سکتی تھی بیشک ممکن تھی اگرچہ اسلام کے ذبح کرنے میں مدعیان اسلام نے کوئی ممکن
دقیقہ اوٹھا نہ رکھا تھا مگر بہت جلد یہ منعت جاتا رہتا لیکن مشکل یہ ہے کہ اسی خلافت
کے ماننے والے معدودی چند تھے اگر جملہ اہل اسلام حلقہ اطاعت کانون میں ڈالتے تو بے
شک ایک تازہ روح اسلام میں پہونکدی جاتی اور قابل رشک زمانہ ترقی ہونی لیکن
حقیقت یہ ہے کہ باستثناء چند مخلصین کسینے انکو چوتھا خلیفہ بھی نہ مانا بلکہ چوتھا خلیفہ
شام کے ایکشخص کو سمجھنے لگے۔ حضرت کا زمانہ خلافت نہیں اشرار کے دفعیہ شرارت
میں گزرا۔ اصلاح و ترقی اسلام کی تدابیر کا موقع ہی نہ ملا پہر ترقی اسلام کیونکر ہو سکتی تھی
حضرت کے بعد امام حسن کی بھی وہی حالت رہی جو اونکے پدر بزرگوار کی بلکہ اوس سے
بھی خراب اگر اب بھی اتفاق ہو جاتا اور یہ نبی کیطرح وصی و خلیفہ خلیفہ مانا جاتا تو نمایان
ترقی اہل اسلام کی نظر آتی اصلاح کف افسوس نہ ملنا پڑتا۔ یہہ سب کچھ ہو گیا جس کے باعث سے
کمزور اور حد سے زیادہ کمزور ہو گیا مگر صاحب فراش نہ ہوا تھا سخت بیمار مگر مایوس العلاج نہوا تھا
افسوس ابتدا سے جب مسلمان خود اسلام کی جڑ کاٹنے پر آمادہ ہوں تو سرسبزی اسلام کیونکر ہو سکتا ہے
ان سب زخمون کے بعد جو اسلام پر نہایت سخت و صعب تھے۔ رسول کے تیسرے جانشین خلیفہ حسین کو خلیفہ
مانے جاتے اور قوم اوس جناب سے استفادہ حاصل کرتی تو واللہ آج ہمکو یہ خون کے آنسو رونا پڑتا
نہ میدان ترقی مین ایک قدم بھی ہم کسی سے پیچھے رہتے۔ مگر افسوس اسلام نے بجائے مستفید ہونیکے
فرزند رسول کے گلے پر اس بیدردی سے چھری پھیردی کہ زمین کو زلزلہ ہوا آسمان چکر مین آیا۔ ملائکہ
انگشت بدندان ہوئے سر پیٹ کر کہنے لگے بار الہا نبی کا نواسہ (جسکا نظیر عالم مین نہین) اس سختی
سے ذبح کر ڈالا کہ ہمسے دیکھا نہین جاتا خداوندا اس قوم کو ذلیل اور شفاعت سے محروم رکھ یالیتنی
کنت معہم فافوز فوزا عظیما اے اسلام کے محافظ و نگہبان امت مرحومہ پر جان دینے والے حسین
میری جان تجہپر صدقہ ہو افسوس اسلام نے تیری قدر نہ کی۔ تیری عزت نہ کی ورنہ آج ہم یون ذلیل و
خوار نہ ہوتے۔ ہم بعد اس واقعہ جانکاہ کے جس سے انسان بالکل بیجان اور مایوس العلاج ہو گیا
کیونکر ترقی کی امید کرین اگر یہ جانگزا واقعات اسلام کے ہاتھون نہ ہوئے ہوتے تو آج اسقدر پستی

ہرگز اسلام کو نہ ہوتی خصوصاً قتل حسینؑ۔ ہم اور بہت سی وجوہ تنزل اسلام کے پیش کرسکتے ہیں مگر سب کا مبدء قتل حسینؑ معلوم ہوگا اسواسطے جملہ امور کو ہم بنظر خوف طوالت نظرانداز کرتے ہیں۔ کیا اب بھی ترقی کی آرزو کرکے کامیاب بھی ہوسکتے ہیں۔ رحمت الٰہی بہت وسیع ہے امید کامیابی ہم ضرور رکھ سکتے ہیں مگر افسوس یہ قیامت ہے کہ بعد شہادت حسین مظلوم مدعیان اسلام اب بھی اپنے کردار بد پر نادم و پشیمان نہیں ہیں بلکہ اس گناہ کبیرہ پر نہایت سختی کے ساتھ اصرار ہے جو قتل حسینؑ سے کم نہیں یعنی اوس مظلوم و بیکس کی یادگار (عزاداری) جو حضرات قایم کرتے ہیں جو (سبب ترقی اسلام کی باعث ہے) اوسکے مٹانے کے لئے جس طرح نشان قبر حسینؑ مٹانے کی فکریں کیگئی تہیں طرح طرح کی تدبیریں کی جاتی ہیں کہیں اشتہار مذمت عزاداری کے تقسیم کئے جاتے ہیں۔ کہیں واعظ اپنی وعظ میں سناتے پھرتے ہیں تعزیہ داری کا ذکر نہ کرو۔ یہ بدعت ہے۔ بت پرستی ہے۔ کفر ہے الغلط فتنہ دشمنان اسلام کو شرم نہیں آتی کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور کیا کہہ رہے ہیں۔ پھر اسپر زبانی دعوی ان زوروں میں کہ بناہ بخدا۔ اسلام کی ترقی ہوتی ہے مگر یہ جاہلی دار سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ کس غرض سے یہ دنیا کے کتے دین کے پردہ میں ترقی ترقی پکارتے ہیں اور دین کے شیدائی بنتے ہیں لیکن اس جگہ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب عزاداری باعث ترقی اسلام ہے تو کیا سبب ہے کہ شیعہ جو پابند عزاداری ہیں جملہ فرقہائے اہل اسلام سے اس میدان میں پیچھے نظر آتے ہیں اسکے بہت سی وجوہات ہیں ہم صرف دو وجہو نپر اکتفا کرتے ہیں۔ تاریخ عالم کی ورق گردانی کرنے والے اصحاب پر یہ امر بالکل آئینہ ہے کہ حد سے زیادہ بے درد اور خدا سے نہ خوف کرنیوالے ظالموں نے مظلوم شیعوں کی نام و نشان مٹانے میں کوئی ممکن دقیقہ اوٹھا نہ رکھا۔ خون سادات کے گاری کی دیواریں ابتک شہادت کے لئے کھڑی ہیں ایسی حالت میں شیعوں کا فروغ۔ شیعوں کا تمام ترقی اسلام کرتا کیونکر ممکن تھا کوئی بے وقوف بھی نہیں کہہ سکتا جبکہ ہزار ہا دشمن انکی نیستی کی فکر میں ستے اور وہ نہیں اپنی جان بچانی دشوار تھی۔ کیا ترقی کرسکتے تھے ہرگز نہیں شیعوں نے جسقدر بھی ترقی کی مستحقات اور تفضلات الٰہی سمجھنا چاہئے جو بالکل اسی عزاداری کی برکت ہے۔ دوم شیعوں میں اخیار برودی کا ایسا فاسد مادہ ہے کہ جو سبب ضرر رسان ہے

اپنے مخالف پارٹی کی ضرورت سے زیادہ امداد کر کے اون کو اپنے مقابلہ کے لئے قوی
اور توانا بنا دیتے ہین اور راہ دن کے بیچ مین آجانے کے بعد بہت پچھتاتے ہین مگر بیکار لیکن
زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اس نادانی کو وہ بہت جلد بھول جاتے ہین اور پھر وہی
کرتے ہین مثلاً علیگڈہ مین شیعون نے بہت سا روپیہ دیکر کیا پھل پایا اب تک پچھتاتے
اور کف افسوس ملتے رہے۔ مگر مطلب گانٹھنے والون کی تھوڑی سی تقریر مین ایسی
خود فراموشی ہوئی کہ کل باتین نسیاً منسیاً ہو گئین اور مسلم یونیورسٹی (جو ہرگز مفید اسلام نہین
بلکہ مخلّ اسلام ہے) کی امداد پر دامی درمے قدمی کیسا پھسلے پڑتے ہین یونیورسٹی کا نام
سنکر رال ٹپکی پڑتی ہے (وا ہی نادانی) نہ استحفاظ عزاداری مین مدد کرتے ہین نہ مخالفین کے
حملون کو رد کرنے کی کوشش کرتے ہین (حالانکہ اس مین جو ترقی کا راز مضمر ہے اوس کو
حضرات شیعہ خوب جانتے ہین) نہ اپنے برادران ایمانی کی تباہی کی حالت مین مدد کرتے ہین
مثلاً ایران اور سلطنت ایران کی بربادی و خرابی پر کسی فرد بشر نے بھی کامل توجہ نہ کی
پھر ایسی حالت مین مین تو نہین سمجھتا کہ حضرات شیعہ ترقی کے کسی زینہ پر پہونچ سکتے ہین
اب ہم بخوف طوالت مضمون چند ضروری امور کو نظر انداز کرتے ہوئے اوسی بے نظیر نسخہ
کو پیش کرتے ہین جملہ اہل اسلام اگر خواہان ترقی ہین تو

نسخہ: بمتفقہ کوشش سے فرقہ ہائے اسلام خصوصاً حضرات اہل سنت و شیعہ صاحبان بطیب
خاطر نہایت صفائی قلب سے یکدل ہو کر عزاداری مظلوم کربلا مین منہمک ہون۔

پرہیز: سنی حضرات ہرگز اسکے انہدام کی کوشش نہ کرین بلکہ اجرائے عزاداری کو بمحبت رسول
واجب سمجھین۔ شیعہ حضرات جو بعض امور مین جلدی کر جاتے ہین اوس مین برائے خدا تھوڑا غور
کرین تامل فرمائین۔

پھر دیکھئے انشاءاللہ کیسی قابل رشک ترقی اسلام و اہل اسلام کو ہوتی ہے ورنہ بلا اسکے
جملہ کوششین فضول۔ کل تدبیرین بیکار اور محض بیکار۔ ہم منتظر ہین کہ اہل اسلام اگر نیک
نیتی سے ترقی ترقی پکار رہے ہین تو دیکھین ہماری مجوزہ رائے کو کس قدر جلد عملی جامہ سے مزین
آراستہ فرماتے ہین سے مانو نہ مانو جان جہان اختیار ہے ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہین

سوائے مقتول ہو جانے کے کچھ نہیں

قومی لقد صلوا الی ما احببت البارحة شابا ولا کهلا ولکنی مستبشر بما نحن لاقون والله ما بیننا وبین الحور العین الا ان یمیل علینا هؤلاء باسیافهم۔ تاریخ کامل صفحہ ۲۵

پھر یزید نے عبدالرحمٰن سے مزاح کرنا شروع کیا۔ عبدالرحمٰن نے کہا یہ وقت لغویات کا نہیں ہے۔ یزید نے کہا قسم بخدا ہماری قوم بخوبی جانتی ہے کہ میں نے نہ جوانی میں بطالت کو پسند کیا نہ پیری میں مگر ہم اس وجہ سے خوش اور فرحناک ہیں کہ قسم بخدا ملاقات حور العین میں صرف اسقدر فاصلہ رہ گیا ہو کہ یہ قوم ہم پر حملہ کرے اور ہم ملاقی ہوں۔

اللہ اللہ کیا ایمان ہے کیا یقین کہ اس مصیبت میں گھرے ہوئے ہیں اور اسدرجہ خوش ہیں اور جنت کا یہ یقین ہے۔ کیا کوئی شخص ایسی نظیر کسی تاریخ عالم میں دکھا سکتا ہے۔

جب صحابہ امام کا یہ حال تھا تو خود امام کی کیا حالت ہوگی۔ تاریخ کامل میں ہے۔ وحمل الناس علیه عن یمینه وشماله فحمل علی الذین عن یمینه فتفرقوا ثم حمل علی الذین عن یساره فتفرقوا فما رأی مکثور قط قد قتل ولده واهل بیته واصحابه اربط جاشا منه ولا امضی جنانا ولا اجرأ مقدما منه ان کانت الرجالة لتنکشف عن یمینه وشماله انکشاف المعزی اذا شد فیها الذئب فبینما هو کذلک اذ خرجت زینب وهی تقول لیت السماء انطبقت علی الارض وقد دنا عمر بن سعد فقالت یا عمر ایقتل ابو عبد الله وانت تنظر الیه فدمعت عیناه حتی سالت الدموع علی خدیه ولحیته وصرف وجهه عنها وکان علی الحسین جبة من خز وکان معتما مخضوبا بالوسمة وقاتل راجلا قتال الفارس الشجاع یتقی الرمیة ویفترص العورة ویشد علی الخیال وهو یقول اعلی قتلی تجتمعون اما والله لا تقتلون بعدی عبدا من عباد الله اسخط علیکم لقتله منی وایم الله انی لارجو ان یکرمنی الله بهوانکم ثم ینتقم لی منکم من حیث لا تشعرون اما والله لو قتلتمونی لالقی الله باسکم بینکم وسفک دماءکم ثم لا یرضی بذلک منکم حتی یضاعف لکم العذاب الالیم صفحہ ۳۲۔

یعنی حضرت پر لوگوں نے حملہ کیا۔ داہنی بائیں طرف سے حضرت نے داہنے والوں پر حملہ کیا کہ سب

(۵۷)

خیالات عالی اور اُس مقدس وجود لطیف کا

متفرق ہوگئے۔ پھر بائین جانب حملہ کیا وہ بھی بھاگ گئے۔ حضرت سے بڑھکر کوئی ایسا شخص
شکستہ خاطر نہین دیکھا گیا جس کے اولاد اہل بیت اصحاب سب قتل کر دیگئے ہون کہ وہ ایسا
حواس قوی دل ہو اور نہ ایسا جری دلاور کہ سوار و پیادہ حضرت کے سامنے سے اسطرح بھاگے
تھے جیسے دُنبیان بھیڑیے سے بھاگتی ہین۔ حضرت اسی حال مین تھے کہ حضرت زینب خیمہ سے نکل
آئین عمر سعد سے فرمایا اے عمر کیا ابو عبد اللہ قتل ہون اور تو دیکھے۔ اس کلام سے اُسکی آنکھین بھر
آئین اور آنسو داڑھی اور رخسارہ پر جاری ہوئے اور عمر نے مُنہ پھیر لیا۔

امام حسین بوقت شہادت جبۂ خز پہنے ہوئے تھے۔ سر پر چادر تھا خضاب لگائے ہوئے تھے گھوڑے
سے گر کر بھی حضرت نے اسطرح مقاتلہ کیا جسطرح سوار مقاتلہ کرتا ہے۔ تیرونکو بچاتے اور کسیکو موقع
نہ دیتے اور سوارون پر حملہ کرتے اور فرماتے۔

کیا ہمارے قتل پر تم مجتمع ہوئے قسم خدا کی اب ہمارے بعد تم کسی ایسے شخص کو نہ قتل کرسکوگے
جسکے قتل سے خدا زیادہ غضبناک ہو بہ نسبت ہمارے قتل کے۔ قسم خدا کی ہم گمان کرتے ہین
کہ جسقدر تم ہمکو ذلیل کرنا چاہتے ہو اوسیقدر خدا ہمکو عزت دیگا پھر تم سے خدا اسکا انتقام لیگا
اسطرح کہ تمکو خبر نہ ہو۔ قسم خدا کی اگر تم نے ہمکو قتل کر لیا تو خدا تمہارے دلون مین اپنا ہی خوف
ڈالیگا اور تمہارے خون کو بہائیگا اسپر بھی خدا راضی نہ ہوگا یہانتک کہ تمپر اپنے عذاب
کو مضاعف کرے۔

ان حالات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت نے کس صبر و استقلال سے جام شہادت نوش فرمایا
ہے کہ نہ خوف ہے نہ ہراس۔ شجاعت وہ ہے کہ جدھر حملہ کرتے ہین دل کے دل فوج کے بھیڑونکی
طرح بھاگ جاتے ہین۔ صبر و متانت وہ ہے کہ نہ کوئی کلمۂ خوف ہے نہ کوئی کلمۂ یاس۔ کلمات وہ
ہین جیسے آثار نبوت نمایان ہے کہ ایکطرف اونکو عذاب الٰہی سے خوف دلا رہے ہین اور ایک
طرف وہ پیشینگوئیان فرماتے ہین جو گویا لوح محفوظ کا نوشتہ تھا۔

کیونکہ سبکو معلوم ہے بنی امیہ بنی عباس کی کیسی سطوت تھی مگر حضرت کے بعد کسی نامہ کو علانیہ
قتل نہ کرسکے حضرت کے خون کا انتقام اسطرح لیا کہ مختار بن عبیدہ ثقفی کو آمادہ کیا جنہون نے کوفہ

مقدمہ تھا مد نظر اونکے نہ تھا اسلئے انہون نے

ہی ایسا انتقام لیا کہ آجتک یادگار ہے۔ باہم دگر مین وہ تفریق پیدا ہوئی کہ اتنی بڑی سلطنت
مسلمانونکی آخر تباہ ہی ہوئی اسوقت جو دو تین سلطنتین باقی بھی ہین وہ ایسی ذلت وخواری
مین مبتلا ہین کہ اونسے بدرجہا وہ لوگ بہتر ہین جو زیر حکومت   اور جبتک حق کی طرف رجوع
نکرینگے یہ ذلت وخواری انکی ترقی ہی کرتی جائیگی۔ اور اسکے مقابلہ مین شیعونکی وہ ترقی ہے کہ
نہ اونمین کوئی فساد ہے نہ نزاع نہ اختلاف۔

امام حسینؑ کی وہ عزت ہے کہ غیر سے غیر بھی جتنے مخالفین اسلام ہین وہ بھی حضرت کی عزت کرتے
ہین اور حضرت کے روضۂ اقدس پر جاکر تو وہ حالت ہوتی ہے کہ اگر ہفت اقلیم کا بادشاہ
بھی ہو تو سر جھکا دے۔

جناب امام حسینؑ کو جو واقعہ پیش آیا اوسکی اگر فی الجملہ نظیر ملتی ہے تو حضرت عیسی علیہ السلام
سے جنکی نسبت انجیل مقدس مین ہے ۲۷ ۴۶ نوین گھنٹے کے قریب یسوع نے بڑے شور سے چلا کر
کہا ایلی ایلی لما سبقتانی یعنے اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے کیون مجھے چھوڑ دیا صفحہ ۴۲
مطبوعہ مرزاپور ۱۸۷۰ء۔

اہل اسلام عموماً اور فرقہ شیعہ خصوصاً حضرت عیسی کو روح اللہ نبی معصوم جانتے ہین۔ اس
واقعہ سے کوئی تعریض نہین مقصود ہے بلکہ یہ دکھانا ہے کہ جس امتحان مین حضرت عیسی ایسا نبی یہ
کلمہ کہے کہ اے خدا تو نے کیون چھوڑ دیا۔ وہان امام حسینؑ کیا کہتے ہین کہ اگر تم ہمکو قتل کروگے
تو پھر ہمارا ایسا شخص تم کو نہ ملیگا جسکو قتل کرو۔

بحار الانوار مین ہے جو کتب حدیث شیعہ سے ہے فوقف علیہ السلام یستریح ساعۃ وقد
ضعف عن القتال فبینا ھو واقف اذ اتاہ حجر فوقع فی جبھتہ فاخذ الثوب لیمسح
الدم عن وجھہ فاتاہ سھم محدد مسموم لہ ثلث شعب فوقع السھم فی صدرہ
وفی بعض الروایات علی قلبہ فقال الحسین بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ
ورفع راسہ الی السماء وقال الٰہی انک تعلم انھم یقتلون رجلا لیس علی وجہ الارض
ابن نبی غیرہ ثم اخذ السھم فاخرجہ من قفاہ فانبعث الدم کالمیزاب [illegible]

(۵۹)

یہی سمجھکر کہ بہت بڑا ذریعہ اسکا یکسی

علی الجرح فلما امتلات نظم جعاد اسہ ولحیتہ وقال ھکذا اکان حتی القی جدی رسول اللہ وانا مخضوب بدمی

جب حضرت لڑتے لڑتے تھک گئے تو تھوڑی دیر کے لئے بغرض استراحت کھڑے ہوگئے ایک پتھر پیشانی پر پڑا جسکو حضرت رومال سے پاک کرنیلگے تو ایک تیر سہ پہلو جو زہر میں بجھا ہوا تھا وہ حضرت کے صدر یا قلب پر پڑا حضرت نے فرمایا بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اوسکے بعد سر آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا خدایا تو جانتا ہے کہ یہ قوم ایسے شخص کو قتل کر رہی ہے جسکے سوا دنیا میں کوی فرزند نبی نہیں ہے اسکے بعد حضرت نے اوس تیر کو کھینچا جس سے اس طرح خون نکلنے لگا کہ گویا نالے سے پانی بہتا ہے۔ حضرت نے وہ خون لیکر چہرے پر اور ریش مقدس پر ملا اور کہا کہ اسیطرح اپنے جد رسول اللہ سے ملاقات کرونگا۔

اب آخری وقت کا استقلال ملاحظہ ہو فغضب شمر لعنہ وجلس علی صدرہ وقبض لحیتہ وھم بقتلہ فضحک الحسین فقال لہ اتقتلنی ولا تعلم من انا فقال اعرفک حق المعرفۃ امک فاطمۃ الزہرا وابوک علی المرتضی وجدک محمد المصطفی وخصمک اللہ العلی الاعلی اقتلک ولا ابالی فضربہ بسیفہ اثنا عشرۃ ضربۃ ثم حز راسہ یعنی جب شمر حضرت کے سینہ پر سوار ہوا اور ریش مقدس آپ کی بغرض ذبح پکڑی اور قتل کا ارادہ کیا تو امام حسین ہنس پڑے اور فرمایا جانتا ہے کسکو قتل کرتا ہے اوس نے کہا ہم خوب جانتے ہیں کہ تمہاری ماں فاطمہ زہرا ہیں اور پدر بزرگوار علی مرتضی اور جد امجد محمد مصطفی ہیں اور آپکی طرف سے مخاصمہ کرنیوالا خداوند عالم مگر کوئی پروا نہیں اسکے بعد بارہ ضرب میں حضرت کو ذبح کیا اور سر جدا کیا۔

خدا لعنت کرے اوس ملعون پر اور جو بانی ہوا اس ظلم و ستم کا۔

ہماری غرض یہاں واقعات شہادت کا بیان کرنا نہیں تھا جس کے سننے کی کسی کو طاقت ہی نہ لکھنے کی ہمکو صرف حضرت کے اوس اطمینان قلب کو دکھانا ہے جو ایسی حالت میں آپکی تھی کہ قاتل سینہ پر سوار ہے اور آپ ہنس رہے ہیں۔

اور مظلومیت نے اسی کو اختیار کیا تاکہ اون کی مصیبت دلون مین زیادہ
ترموثر ہوجائے

(۲۹) ظاہر ہے کہ وہ محبوبیت کا مرتبہ جو اوس زمانہ مین حسینؑ کو مسلمانون مین
حاصل تھا اگر وہ سکے ساتھ اپنی قوت بڑھانا چاہتے تو ایک (بڑا) لشکر فراہم
کرسکتے تھے مگر اس صورت مین اگر وہ مقتول بھی ہوتے تو وہ مظلومیت جسکا
نتیجہ عظیم الشان (ریوولیوشن) تھا حاصل نہ ہوتا (۳۰) کہ اپنے پاس سوای
اون لوگون کے جن کی جدائی امکان سے باہر تھی کسی کو اپنے ساتھ نہین

ف یہ معنی آیہ یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ کے ای نفس
مطمئنہ اپنے خدا کی طرف خوش و راضی اور راضی کیگئی پھرآ
(۲۹) اسکی تصدیق واقعات ذیل سے ہوتی ہے کہ جب حضرت نے قصد سفر عراق کیا ہی تو عبد اللہ
بن جعفر نے خط لکھا کہ ان ہلکت الیوم طفی نور الارض فانک علم المھتدین ورجاء
المومنین۔ تاریخ کامل صفحہ ۱۷ یعنی اگر آپ ہلاک ہوئے تو سمجھ لیجئے کہ زمین کا نور خاموش
ہوگیا کیونکہ آپ علم طالبین ہدایت ہین اور مومنین کی امیدگاہ۔ اسی قسم کی گفتگو عبد اللہ بن
مطیع سے ہوئی و لئن قتلوک لایہابون بعدک احدا ابدا یعنی اگر آپکو انہون نے قتل
کیا تو پھر کسی کا انکو خوف نہ رہیگا عبد اللہ بن عمر نے بھی حضرت کی فہمایش کی تو آپ نے فرمایا
اما تعلم ان بنی اسرائیل انہ ایقتلون ما بین طلوع الشمس سبعین نبیا ثم یجلسون
فی اسواقھم یبیعون ویشترون کان لم یصنعوا شیئا فلم یعجل اللہ علیھم بل
اخذھم بعد ذلک اخذ عزیز ذی انتقام اتق اللہ یا ابا عبد الرحمن ولا تدع نصرتی
بحار الانوار۔
(۳۰) اسی مصلحت سے جناب امیر علیہ السلام نے عہد شیخین مین صلح کا فیصلہ کیا نہ بعہد معاویہ کیونکہ
حضرت کے دعوی خلافت سے سب واقف تھے یہان تک بعد وفات رسول اللہ جب ابی بکر
کی بیعت ہوئی تو آپ خانہ نشین ہوکر جمع قرآن مین مشغول ہوے۔ مگر ادس حق نے جو آپ کا
مسلم اور معلوم تھا خلیفہ کو مجبور کیا کہ حضرت سے بیعت لین جسکے لیے جنگ کی نوبت بھی پہنچیا اشتعال ہوا

مخصوص نامحابد باوفا کے (۳۱) تا اینکہ اونسے فرمایا کہ تم بھی چھوڑ کر جدا ہو جاؤ مگر انھون نے منظور نکیا اور یہی ایسے حضرات تھے کہ مسلمانون کے نزدیک تقدس اور جلالت قدر کے اوصاف رکھتے تھے اور اُن کا حسینؑ کے ساتھ قتل ہو جانا اُس واقعہ کی زیادہ عظمت و تاثیر کا سبب ہے جناب حسینؑ نے اپنے علم و سیاست کی قوت کے ساتھ بنی امیہ کے ظلم وستم کے افشا میں اور اون خیالات کے اظہار مین جو بنی ہاشم اور اولاد محمد کی عداوت مین اونلوگون کے دلون مین تھی کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا اونمین سے ایک بات یہ ہے کہ چونکہ بنی امیہ کی عداوت کو آپ اپنے اور اپنے خاندان کے ساتھ جان چکے تھے (یہی) جانتے تھے کہ میرے قتل کے بعد بنی ہاشم کی عورتین اور بچے (جملہ آل محمد تھے) اسیر و مقید ہو جائینگے اور یہ واقعہ مسلمانون مین علی الخصوص

کی ہلاکت سے نسل رسول منقطع ہوتی ہے اور عبداللہ بن جعفر و محمد بن حنفیہ کی ہلاکت سے جو لطف زندگی جاتا وہ علحدہ۔ حضرت اس مصلحت کو صاف لفظون مین نہ بیان کرسکے کہ اگر ہم قتل ہوتے (۴۴) ہین تو یہ سب قتل ہوتے ہین دین رسول اللہ ہمیشہ کے لئے برباد ہوتا ہے اور حرص طمع خلافت کا الگ الزام آتا ہے کہ اسکے لئے خود اپنی جان دی اور نسل رسول کو ضائع کر دیا لہذا اس پہلو سے ارشاد فرمایا کہ اس جنگ کا نتیجہ استیصال خاندان رسالت تھا اس مصلحت سے خاموش رہے یہی مصلحت جناب امام حسنؑ کو داعی ہوئی کہ انقطاع جنگ اپنے ساتھ دین اسلام [illegible] ہے بخلاف شہادت جناب امام حسینؑ کے کہ اس سے [illegible] احیاء دین ہوئی تمام عالم نے [illegible] جانشین مجاور حرم رسول اللہ ہین محض [illegible] جاتے ہین کہ فرزند رسول اللہ ہین۔

(۳۰) یہان [illegible] کہ خاص اوس وقت بھی وہ [illegible] سعادت جدا ہو گئے تھے جنکا دل خالص نہ تھی چنانچہ تاریخ کامل میں ہے کہ جب حضرت عابس اور سوذب شہید ہو چکے جنکا حال پہلے مذکور ہوا اور ان لوگون کی جنگ آخری وقت کی ہے وضحاک بن عبداللہ مشرقی آیا اور کہا میں نے پہلے ہی کہدیا تھا کہ جب تک آپکے ساتھ لڑنیوالے ہونگے ہم بھی رہینگے اور اگر کسیکو جنگ کرنے والا نہ پائینگے تو ہمکو جانے کی اجازت ہے حضرت نے فرمایا ہان سچ کہا۔ مگر کیونکر نجات پا سکتا ہے اگر ممکن ہو تو تجھے اجازت ہے وہ خیمہ مین جا کر گھوڑا نکال لایا اور پیادہ آدمی کو ساتھ لے کر نکلا اور روانہ ہو گیا۔ فوج مخالف نے بھی راہ دیدی۔ صفحہ ۳۰

(۳۲) اسکی تصدیق اس سے ہوتی ہے ثم مات مسلم و صاحت جاریۃ لہ فقالت یا ابن

عرب میں اوس درجہ پر پُر تاثیر ہو جائیگا جسکا تصور بھی نہیں ہو سکتا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بنی امیہ کی ظالمانہ حرکت اور اُن کے بیرحمانہ سلوک جو انہوں نے اپنے نبی کے حریم (مخدرات) اور اطفال کے ساتھ کیا اسقدر مسلمانوں کے دلوں میں تاثیر کر گیا جو کسیطرح حسین اور اُن کے ہمراہیوں کے قتل ہو جانے سے کم نتھا جس نے خاندان محمد کے ساتھ بنی امیہ کی دشمنی کو اور اسلام کے ساتھ اونکے عناید کو اور مسلمانوں کے ساتھ اون کے برتاؤ کو (اچھی طرح) واضح کر دیا۔ یہ سبب تھا کہ حسینؑ اپنے اُن دوستوں سے جو اونھیں اس سفر سے مخالفت کرتے تھے صاف طور پر کہدیتے تھے

عو سیجہ فنادی اصحاب عمرو قتلنا مسلما فقال شبث لبعض من حوالہ ثکلتکم امہاتکم انما تقتلون انفسکم بایدیکم و تذلون انفسکم لغیرکم اتفرحون بقتل مسلم اما والذی اسلمت له لرب موقف له قد رایته فی المسلمین فلقد رایته یوم سلق اذربیجان قتل ستة من المشرکین قبل ان تنام خیول المسلمین افیقتل مثله وتفرحون ص ۲۰ تاریخ کامل
یعنی حضرت مسلم بن عوسجہ جب شہید ہوئے تو اونکی ایک جاریہ نام لے کر رونے لگی جسپر اصحاب عمر نے غل مچایا کہ ہمنے مسلم کو قتل کیا شبث نے کہا تمہاری مائیں سوگ نشین ہوں کہ اپنے ہاتھوں سے اپنکو قتل کرتے ہو اور غیروں کے لئے ذلیل ہوتے ہو کیا تم مسلم کے قتل پر خوش ہوتے ہو واللہ انہوں ... نے کیسی خدمتیں اسلام کی کی ہیں جنگ آذربیجان میں قبل اسکے کہ لشکر اہل اسلام ٹھیرا ہو انہوں نے چار چھ کافر کو قتل کیا تو کیا مسلم ایسے تھے جن کے قتل پر تم خوش ہوسکتے ہو ثم صاح عمرو بن الحجاج بالناس اندرون من تقاتلون فرسان اهل المصر قوما مستمیتین لا یبرز الیهم منکم فانهم قلیل فما یبقون یعنی عمرو بن الحجاج نے پکار کر آواز دی کہ جانتے ہو کس سے لڑتے ہو۔ یہ سواران مصر سے ہیں جو جان دینے پر آمادہ ہیں کوئی ان سے لڑنے نہ نکلے کہ بہت کم ہیں۔ حق یہ ہے کہ جناب سیدالشہدا کے اصحاب باوجود صاحب جلالت وعبادت تھے کہ تمام دنیا میں اونکے زہد و اتقا کا سکہ بیٹھا ہوا تھا ایسی جماعت ہو کہ آجتک علماء اہلسنت سے بھی کسیکو یہ جرأت نہ ہوئی ... انکی تکفیر کرنے اور جناب سیدالشہدا پر صدہا اعتراض کیا کرتے ہیں ... اسیر ... کا وجہ ... مسئلہ ہے کہ اخر ابن تیمیہ ہو اس سے اسکار ہی کر دیا کیونکر آج ... ہو ... ہو ... اقرار ... ظلم

استدلال کرنا ہی شاید لسیان امر حق سے ہو چنانچہ خود ایڈیٹر صاحب نے بھی مسافر پر یہی اعتراض کیا ہی کہ وہ ہمارے عبارت نہیں نقل کرتا تو خود انقیضت و دیگر سے رافضیت کا مضمون ہوا۔
آپ لکھتے ہیں کہ سنئے ام کلثوم دو ہیں حالانکہ کنز مکتوم رفع الوثوق مین متعلق واقعہ چار ام کلثوم ثابت کیگئی ہیں۔ ام کلثوم بنت ابوبکر جن سے واقعہ کی ابتدا ہی۔ ام کلثوم بنت جرول خزاعیہ جو زوجہ عمر تھی ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جنسے عمر نے بوقت صلح حدیبیہ عقد کیا تھا۔ حضرت ام کلثوم بنت جناب سیدہ کے نسبت کل واقعات بنابر اشتباہ از راہ افترا منسوب کئے جاتے ہیں۔ آپکا بڑا زور اسپر ہے کہ حدیث کافی مین مروی ہی کہ عمر نے جناب امیر سے خطبہ کیا جسپر لکھتے ہیں۔ شیعہ دوستو اہم تمکو علی کی عزت کا واسطہ دیکر پوچھتے ہین امید ہے کہ سچ کہوگے کیا تمہاری کتاب فقہ کی کسی کتاب مین یہ مسئلہ ملتا ہے کہ لڑکی زید کی ہو اور نکاح کا پیغام خالد کو دیا جائے نہیں بلکہ ہمیشہ پیغام نکاح ولی کو دیا جاتا ہی تم بھی بتلاؤ کہ تمہے فخر الحکما کیا فرماتے ہین۔ ایڈیٹر صاحب بس یہی زور تمہارا ختم ہوا یا اور بھی کچھ ہے تو اسکو بھی بتا دو
دیکھو تاریخ کامل وخطب ام کلثوم بنت ابی بکر الصدیق الی عایشۃ فقالت ام کلثوم لاحاجۃ لی فیہ انہ خشن العیش شدید علی النساء صفحہ ۲۱ ج ۳ یعنی عمر نے پیغام نکاح دیا ام کلثوم بنت ابوبکر عایشہ کو۔ ام کلثوم نے کہا ہمکو اسکی ضرورت نہیں ہے وہ خشن العیش شدید ہی عورتون پر پھر بتاؤ تمہارا کلیہ غلط ہوا یا نہیں کہ پیغام نکاح ہمیشہ ولی کو دیا جاتا ہے۔ کیا عایشہ ولی تھین۔ کیا تمہاری کسی کتاب فقہ مین عورتون کو بھی ولایت ہوتی ہے حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے کہ ولایت مردون سے متعلق ہے نہ عورتون سے۔
اور یہان تو بات ہی دوسری ہے کہ عمر نے عایشہ سے خطبہ کیا۔ عایشہ نے قبول کیا مگر لڑکی نے نہ مانا تب اونکو ندامت ہوئی ایک طرف عمرو عاص بلائے گے دوسری طرف جناب امیر سے گفتگو آئی ہی اسی کو حدیث مین ملخطب بیان کیا۔
ہان لطف تو یہ ہین ہی کہ ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم چار سالہ ہی گویا شیرخوار جسپر عمر صاحب کی رال ٹپک رہی ہے تو اب احمق بنائے اپنے مورخون اور محدثون کو جنہون نے بالاتفاق

لکھا ہے کہ عمر نے ام کلثوم بنت ابوبکر سے خطبہ کیا۔ اور ام کلثوم بنت علی کا نام تو حسب روایات مذکورہ بالا عمرو عاص نے بتایا ہے۔ پھر کیا آپ تمام دنیا کو احمق بناتے ہیں جو مورخین و محدثین کے اقوال کو غلط جان کر آپ کے عقلی نکتہ پر جائیں گے۔ ر بالغہ لڑکی کو چھوڑ کر شیر خوار لڑکی کو پیغام دیا جائے۔ مترجم"

مگر افسوس آپ کے عمر صاحب کو شرم نہ آئی جو چار سالہ لڑکی کو تاکنے چلے۔

اس واقعہ سے بھی عمر صاحب کے اس بیان کی تصدیق ہوتی ہے جو فرماتے ہیں

فقال عمر انا بعد ذلک حتی انی لاریدالحاجۃ فتقول لی ما تذهب الا الی فتیات بنی فلان تنظر الیهن تاریخ الخلفاء ص۹۰

یعنی عمر کہتے ہیں کہ ہم جب کہیں جانے لگتے ہیں تو ہماری عورتیں کہتی ہیں۔ تم تو فلاں خاندان کی چھوکریوں کو گھورنے جاتے ہو۔

یہ ظاہر ہے کہ ہر شخص کا حال جو اوسکے گھر والے جانتے ہیں اوسکو دوسرا کوئی نہیں جان سکتا۔ پھر بی بیوں سے بڑھ کر کون شخص محرم راز ہو سکتا ہے جو اپنے مرد کے بدنظر ہونے سے واقف ہو اسی وجہ سے ازواج عمر صاحب کہا کرتی تھیں کہ تم تو فلاں قبیلہ کی عورتوں کو گھورنے جاتے ہو۔ مگر یہ تو نیا شگوفہ نکلا کہ آپ صرف جوان عورتوں کو نہیں تاکا کرتے تھے بلکہ چار سالہ شیر خوارہ پر بھی ویسے ہی نظر پڑتی تھی وہ بھی کوئی چار سالہ لڑکی جو اپنے محسن و مربی کی بیٹی ہو کیا ابوبکر کی چار سالہ بیٹی ام کلثوم کا۔

بہرحال ایڈیٹر صاحب نے چار سالہ شیر خوار لڑکی کے پیغام نکاح کو موجب حمق قرار دیا ہے تو اب وہ اون روایات کو شائع جنمیں ام کلثوم بنت ابوبکر کا چار سالہ ہونا مذکور ہو اور عمر صاحب کا پیغام دینا جس پر تمامی روایات اہل سنت کا اتفاق ہے جیسا سابقاً مذکور ہوا۔

آخر میں لکھتے ہیں " ہاں ایڈیٹر صاحب اصلاح نے ایک مذہبی لباس اور لیاقت اچھا عذر کیا ہے کہ اگر حضرت علی کی لڑکی ہوتی تو حضرت علی اوسکو صبیہ (بچی) کیوں کہتے وہ تو بالغہ تھی اسی مرتضوی جواب سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ام کلثوم بنت علی

تھی ورنہ حضرت علی کیون جواب دیتے۔ ہان اس بات کو سب جانتے ہین کہ وہ لڑکی گو بہ لحاظ آب و ہوا عرب کے بالغہ ہو لیکن عمر کے لحاظ سے تو ہنوز بچی ہے اسلئے جناب علی مرتضیٰ نے کہا انہا صبیۃ پھر جب ثانی (عمر) کی طرف سے اصرار ہی ہوا تو نکاح کر دیا جسکو شیعہ وکیلین نے ندامت اوتارنیکو کہدیا (فرج غصبناہ) جبکہ یہ قول ہو وہ مسلمانون کے امیر اور حاکم اور امیرالمومنین کے معزز لقب سے ملقب ہو سکتے ہین سچ ہے ؎ ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند"

افسوس یہ ہے کہ تعصب خود بری بلا ہے اوسپر جہالت کے اضافہ سے تو پھر آدمی انا معاجہ بالسبب ہی ہو جاتا ہے کیونکہ جب تمہاری روایات اہل سنت مین یہ مسلم ہے کہ جناب امیر نے عذر کمسنی کیا بلکہ یہ بھی روایتون مین موجود ہے کہ اوسوقت چار پانچ برس کا سن تھا تو پھر لغیہ اسکے کہ ام کلثوم دختر ابو بکر مراد ہو روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہے جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ وہی مخطوبہ تھی اور اوسی کا ذکر تمامی روایات مین ہے۔

ایڈیٹر صاحب فرماتے ہین "۹ سالہ لڑکی گو بہ لحاظ آب و ہوا عرب کے بالغہ ہو ہے لیکن عمر کے لحاظ سے تو ہنوز بچی ہے" مگر افسوس آپ کشمیری ہوکر ایسی بات فرماتے ہین کیا آپ نے صحیح بخاری مین یہ روایت نہین پڑھا ہے عن عایشۃ ان النبی تزوجہا وہی بنت ستۃ سنین وبنی بہا وہی بنت تسع سنین یعنے رسول اللہ نے عایشہ سے عقد کیا چھ برس کے سن مین اور ۹ برس کے سن مین زفاف کیا یہان تک کہ اس کا ایک باب ہی خاص باندھا گیا ہے کیون صاحب عرب کی لڑکیان عام طور پر جب ۹ سالگی مین بالغہ ہوتی ہین تو پھر وہ صبیہ کیونکر کہی جا سکتی ہے

بلکہ عرب مین عام طور سے چھ سات برس کا سن قابل نکاح ہے جیسا کہ صحیح بخاری مین ہے ان النبی خطب عایشۃ الی ابی بکر فقال لہ ابو بکر انما انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ وکتابہ وہی لی حلال ص ۷۶۹ یعنی جب حضرت نے عایشہ کا خطبہ کیا تو ابو بکر نے کہا کیونکر عقد ہو سکتا ہے حالانکہ ہم آپ کے بھائی ہین تو

حضرت نے فرمایا تم دینی بھائی ہو اور وہ میرے لئے حلال ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ یمن عام طور سے وہان قابل شادی تہا ورنہ ابوبکر بھی عذر کرتے کہ وہ ابھی لڑکی ہے تو جب شش سالہ لڑکی کو یہ نہ کہ سکے کہ وہ لڑکی ہے تو جناب ایڈیٹر نہ سالہ لڑکی کو کب یہ فرما سکتے تھے کہ وہ بچی ہے۔

تو اب بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اوسی ام کلثوم بنت ابوبکر سے متعلق ہے یقیناً اوسوقت چار سالہ تھی۔

یہ جملہ خوب مزے دار ہے کہ نو سالہ لڑکی گو بالغہ ہوتی ہے لیکن عمر کے لحاظ سے تو ہنوز بچی ہے،، کیونکہ یون تو ہر بڑا چھوٹے کو لڑکا کہ سکتا ہے مگر کچھ لغت پر بھی تو خیال کیجئے کہ صبی کسکو کہتے ہین۔

اب ہوا خواہ خلیفہ دوم مین ایسا حواس باختہ ہو رہے ہین کہ کچھ نہین معلوم ہوتا کیا کہ رہے ہین۔ اڈیٹر صاحب جب خلیفہ دوم بخیال حق تلفی ابوبکر ام کلثوم بنت ابوبکر کے عقد سے باز آئے جیسا کہ تاریخ کامل وغیرہ مین مذکور ہے تو کیا حق رسول کا اولاد پر ابوبکر کے برابر بھی نہ تھا کہ اس کے بعد وہ اسکا قصد کرتے۔

یہ سب افترا پردازیان آپ کے مورخین و محدثین کی ہین جنہون نے محض اس شرم کے مٹانے کو کہ ابوبکر کی بیٹی ام کلثوم چار سالہ سے عقد کرنا چاہا اور اوسنے انکار کر دیا یہ سب قصہ گڑھا کہ اوس کے بعد حضرت ام کلثوم سے قصد عقد کیا جو بالکل محال ہے کیونکہ حضرت ام کلثوم کا عقد تو محمد بن جعفر طیار سے ہوا تھا جسپر تمامی مورخین و محدثین کا اتفاق ہے اور اکثر محدثین کا یہ قول ہے کہ محمد بن جعفر نے بعہد عمر جنگ تستر مین شہادت پائی چنانچہ تاریخ کامل مین ہے صفحہ ۲۱۳ جلد ۲ حوادث سنہ ۱۷ھ و قتل محمد بن جعفر بن ابی طالب شہیدا علی تستر فی قول بعضہم کہ محمد بن جعفر جنگ تستر مین مارے گئے تو پھر بنو اسکے عقد ام کلثوم ان سے پہلے ہوا کیونکر قول عقد صحیح ہو سکتا ہے۔

ایڈیٹر صاحب نے پھر بھی دھوکہ دیا ہے کہ حضرت ام کلثوم کا سن اوس وقت

تو سال کہ بتاتے ہیں حالانکہ سابق تحریروں میں ۱۲ سال لکھا گیا ہے۔ اڈیٹر صاحب کو یہ
بھی نہیں معلوم کہ اونکے خلیفہ دوم کی کیا حالت تھی کہ صرف ام کلثوم بنت ابوبکر ہی نے
اونکے عقد سے نہیں انکار کیا بلکہ دوسری عورتیں بھی اونکو نہایت نفرت کی نگاہ سے
دیکھتی تھی اوسی کامل میں ہے وخطب ام ابان بنت عتبة بن ربیعة فکرهته و
قالت يغلق بابه ويمنع خيره ويدخل عابسا ويخرج عابسا ص ۲۳ جلد ۳
یعنی عمر نے ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ سے بھی خطبہ کیا تھا اوس نے انکار کیا اور کہا
کہ دروازہ بند کرتا ہے اور خیر کو روکتا ہے منہ بنائے آتا ہے منہ چڑہائے نکلتا ہے۔
کہو صاحب جس عمر کی یہ حالت ہو کہ ادنی ادنی درجہ کی عورتیں اوسکو ناپسند کریں
او[illegible] صاحب ا[illegible] کا کہنہ کر سکیں اوسکی نسبت آپ یہ خیال کر سکتے ہیں کہ جناب امیر
[illegible] سے اپنی لڑکی کا بخوشی و رضا و رغبت نکاح کرینگے اور اگر کہئے کہ عمر صاحب نے
بزور حکو[illegible] کیا جیسا کہ آپ کے مصرعہ "ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند" کا مطلب
ہی توصیف ہو کہ یہ ایسے شخص کو بھی مسلمان کہے چہ جائیکہ مومن یا خلیفہ رسول تو آپ
جیسے عاقل سے آپکا اسلام عمر سے دست برداری لازم آئیگی۔
اڈیٹر صاحب۔ اگر آپ کو شوق مناظرہ ہے یا صرف اسی بحث میں طبع آزمائی کا شوق ہو تو
پہلے کتاب مکتوم و دفع الوثوق دیکھ لیجئے تب کچھ تحریر فرمائے کیونکہ ان کتابوں میں اس قصہ کا
تار تار الگ کر دیا گیا ہے جس کے بعد کوئی عاقل تو نہیں کہ سکتا کہ عمر صاحب نے خطبہ کیا ہو یا
[illegible] واقع ہوا ہو کیونکہ خود اسباب وغیرہ میں ہے کہ عمر نے جب خطبہ کیا تو حضرت علی نے صغر
سن کا عذر کیا لوگوں نے عمر سے کہا کہ حضرت علی نے تمہاری درخواست کو رد کر دیا فقال
[illegible] ابعث بها اليك فان احببت فهي امرتك فارسل اليه فكشف عن ساقها فقالت
مه لولا انك امير المومنين لطمت عينك صفحہ ۵۰۲ تو حضرت علی نے فرمایا میں اوسکو تمہارے
پاس بھیجتا ہوں اگر تم راضی ہو تو وہ زوجہ تمہاری ہے پس حضرت علی نے بھیجدیا عمر نے
اوسکے ساق کو کھولا بس کہا کہ اگر تم امیر المومنین نہ ہوتے تو ہم آنکھیں تمہاری پھوڑ دیتے
کیوں اڈیٹر صاحب کیا آپکا ایمان اسکی اجازت دیتا ہے کہ جو لڑکی بالغہ ہو قابل عقد

دوازدہ سالہ یا دوازدہ سالہ اوسکو جناب ایڈیٹر ایک مرد اجنبی کے پاس بھیج سکتے
ہین اور عام مجمع مین۔

آخر آپ عمر صاحب کو کسی دین و ملت کا پابند جانتے ہین یا نہین اگر پابند دین نہ
تھے تو کیا انسانیت سے بھی گذر گئے تھے کہ عین مجمع مین جوان لڑکی نا کدخدا کی پنڈلیان
کھولین جسپر اوس لڑکی کو ایسی غیرت آئی کہ اگر تم بادشاہ نہ ہوتے تو ہم تمہاری آنکھین پھوڑ
دیتے۔ اگر آپ کسی روایت کو نہ دیکھتے صرف اسی روایت کو دیکھتے تو آپکی عقل ہدایت کرتی
کہ یہ واقعہ اوس کمسن لڑکی سے متعلق ہے جو ایسی بچی ہے جسکی آمد و رفت مین کسی مجمع مین کسیکو
عذر نہین ہو سکتا یا اسطرح اوسکا پیر کھولنا معیوب نہین کہا جاتا۔

جس سے بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ یہ واقعہ ام کلثوم بنت ابوبکر کا ہے جو اوسوقت یقیناً کمسنا
تھی۔ عمر نے کسیوقت اوسکو دیکھ لیا تھا جسکے بعد یہ خیال کر کے کہ وہ قابل شادی ہے عایشہ کو
پیغام دیا۔ عایشہ نے عمر کی خوشامد مین کہ ۱۲ ہزار کا وظیفہ ملتا تھا منظور کر لیا مگر جب لڑکی
کے مان نے سنا ہے تا تو انکار کیا یا خود لڑکی نے۔ اب قیامت ہے کہ ایکطرف عمر کی خواستگاری
دوسری طرف عایشہ کا اقرار تیسری طرف لڑکی کا یا اوسکی مان کا انکار جس سے خود عایشہ ایسا
پریشان ہوئین کہ عمرو عاص مکار کو بلایا اوسنی بھی فقرہ بازی سے عمر کو دہوکہ دینا چاہا لہذا اس
سے ابوبکر کی حق تلفی ہوئی مگر یہ فقرہ ایسا نہ تھا کہ عمر صاحب جیسے کا کام دیتا تب جناب
ایڈیٹر کو مداخلت کرنی پڑی۔ عمر نے بغرض فروگزاشت حضرت نے خود اوس لڑکی کو بھجوا دیا کہ تم اپنی
آنکھ سے دیکھو کہ قابل شادی ہے یا نہین۔

یہ ہے اصلیت قصہ کی معلوم ہوتی ہے اوسکو یارون نے اسطرح گڑھا کہ بناوٹ کہ خدا ہمیں
ایسے ایسے شرمناک واقعات ملانے لگے کہ لکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔

اسی ام کلثوم بنت ابوبکر کے متعلق کافی کی روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا ذلک فرج
غصبناہ کیونکہ خاندان رسالت کا قصد ہوگا کہ اسکا عقد حضرت جعفر طیار کے تیسرے بیٹے
عون بن جعفر سے ہو جو بوجہ مزاحمت عمر رک گیا۔

۲۔ آخر مین ایڈیٹر صاحب کا یہ فرمانا ہے جس کا یہ قول ہو وہ بھی مسلمانون کے امیرو

حاکم اور امیرالمومنین کے معزز لقب سے ملقب ہوسکتے ہین سچ کہا ہے ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند،، تو بہت صحیح ہے کیونکہ یہی خیال تو معویہ کا تہا جسپر جناب امیر نے لکہا تہا الاعضاً تنسلم المسلم ان کان مظلوما کہ مرد مسلمان پر کوئی عیب نہین جبکہ وہ مظلوم ہو۔ گر آپ جناب امیرؑ کا قول کیون ماننے لگے آپکا ایمان تو ع ہر کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند،، یہ ہے جس سے ایکطرف تو ابوبکر کو مانتے ہین جنہون نے خانہ جناب سیدہ جلایا یا حکم دیا اور ہزارون لاکھون مسلمان کو صرف اس جرم پر زندہ آگ مین جلوایا کہ وہ انکی خلافت کو خدا و رسول کا حکم نہین مانتے تھے دوسری طرف عمر کو مانتے ہین جو ہمیشہ جہاد سے فرار کرتے رہے اور انکے اہل عیال سب انکو بدنظر جانتے تھے کہ ابوبکر کی ہچار ساله بیٹی کو کہورنے چلے تیسری طرف معویہ کو مانتے ہین جو بہتر لڑائیان وصی رسول سے لڑ مارا چوتھی طرف یزید کو مانتے ہین جسنے خاندان رسالت کو تباہ کیا اور صحابہ کے [illegible] یا عبد الملک ولید سب یہ آپکا ایمان ہے جو بقول آپ کے مصداق ہے کہ شمشیر زند سکہ بنامش خوانند۔

ایڈیٹر صاحب اگر آپ غور کرینگے تو جز آپ حضرات کے دنیا مین کوئی مذہب ایسا ہوگا جسنے ظالمون سفاکون خونخوارون کو اپنا پیشوا اپنے دین قرار دیتا ہو کہ جسکو بادشاہت ملی وہ آپکا خلیفہ ور امام ہوا۔ اسلام تو صرف حقدار کا تابع ہے خواہ وہ کیسا ہی مظلوم ہو۔ حکم خدا ورسول سے جو خلیفہ یا امام مقرر ہوا اسکو مانتا ہے۔ ظالمون سفاکون خون خوارون سے تو اسکو نفرت اور قلبی عداوت ہے خواہ وہ عمر ہو یا ابوبکر ہو کیونکہ یہان تو حکم خدا ورسول سے مطلب ہے نہ اس سے کون بادشاہ ہوا کسنے خوب فتوحات کئے کسنے ملکی انتظام درست کیا یہ سب تو دنیاوی بہبودیان ہین اس سے دین کو۔ اسلام کو۔ مذہب کو کیا تعلق۔ دیکھنا یہ چاہئے خدا ورسول نے کسکو ہمارا حاکم مقرر کیا۔ وہ عالم تہا یا جاہل معصوم تہا یا غیر معصوم اوسنے راہ ہدایت ہمکو کیا سکہایا یا شریعت کو کسطرح زندہ کیا احکام خدا ورسول کو کیونکر تعلیم دی کیونکر تعمیل کی سو مار چہ ازین قصہ که گاؤ آمد و خر رفت۔

ہان صاحب یہ سب تو طے ہوا مگر آپ نے اصلی مضمون تحریر اصلاح کا کچہہ جواب نہین دیا کیونکہ اصلی بحث تو یہ تھی کہ عمر صاحب نے ابوبکر کی چار سالہ لڑکی ام کلثوم سے خواہش عقد صرف

مشرف فرمائے والسلام

تقدم مذہب شیعہ

اس بحث پر ایک مفصل مگر مختصر مضمون اصلاح نمبر ۸ مین شائع ہو چکا ہے جس سے پھر کسی کافر کو بھی [illegible]
شک نہین رہ سکتا کہ اسلام کی ابتدا الصورت شیعہ ہوئی یعنی جو اصول شیعہ ہین وہی اصول
اسلام ہین و شیعہ۔ اسلام مترادف تھا جبتک عہد رسول اللہ تھا جو مسلمان تھا شیعہ تھا
کیونکہ اوسوقت کی اسلامی تقسیم دو ہی تھی مومن یا منافق مومن وہ تھا جو شیعہ تھا منافق
جتنے تھے منافق کہلاتے۔ کنا نعرف المنافقین ببغضهم علیا اخرج الترمذی صواعق محرقہ صفحہ [illegible]
یعنی منافقین کی علامت یہی تھی بغض جناب امیر علیہ السلام [illegible] علامت اکثر تھی
(۱) اس زمانہ مین نہ کوئی سنی تھا نہ مذہب اہلسنت کہو کہ اسکی ایجاد تو [illegible] بعد [illegible] ہوئی [illegible] مین
جسکا نام عام الجماعۃ رکھ گیا اور عام [illegible] اصلاح مین نام اہل سنت و الجماعۃ [illegible]
جماعت کے سوال والے جواب [illegible] اہل سنت و الجماعت ہوا۔

ہمکو امید تھی کہ اس زمانہ مین جتنے لوگ اہل حدیث کہلاتے ہین وہ اس سے ضرور خوش ہونگے
کیونکہ بعض شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی تحفہ مین اور بعض جناب مولوی وحید الزمان صاحب
نزل الابرار و ہدیۃ المہدی مین [illegible] اہل الحدیث ہم شیعۃ علی [illegible]
مگر فرقہ ثنائیہ کے [illegible] مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث کو اسپر بہت غصہ آیا چنانچہ نمبر [illegible]
مورخہ ۱۵ شعبان مین لکھتے ہین جب سے حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کل محدثۃ بدعۃ
وکل بدعۃ ضلالۃ زبان زد خاص و عام ہوئی ہے تب سے ہر ایک فرقہ کو فکر ہے ایسا
نہو کہ ہم مبتدع قرار دئے جائین۔ کیونکہ نیا فرقہ [illegible] سب مسلمانون مین تہتر بلکہ اس سے بھی
زیادہ فرقے ہوئے اور رہینگے۔ (۲) لازمی بات یہ ہے کہ انمین ایک کے سوا باقی سب حادث اور
جدید ہون [illegible] نے ایک مضمون لکھا تھا جس سے [illegible]
اب بھی لکھتے ہین کہ قدیم و جدید فرقہ کے پہچاننے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جو فرقہ اپنے فتوون
اور مسائل کی صحت اور تحقیق پر خدا اور رسول کے کلام کے سوا کسی دوسرے کے کلام سے [illegible]
خواہ بانی تحقیق مسائل کے وقت یا عمل کیوقت [illegible] وہی فرقہ جدید اور حادث ہے کیونکہ جس شخص
کی ذات سے [illegible] ہو سکے [illegible] نسبت بھی حادث ہے اسلئے انتساب [illegible] مذہب

الیہ کے وجود پر متفرع ہوئی ہے عام بچاپن۔ مگر [illegible] سنئے گا۔ تو یہ شیعہ اصحاب
بھی اس بات کے قائل ہوئے ہین کہ ہمارا مذہب قدیم ہے اور اہل سنت کا جدید۔ اس دعوی کو
ہم اپنے الفاظ مین نہین بلکہ اڈیٹر اصلاح کے مکتوبات مین سناتے ہین اڈیٹر موصوف آیۂ کریمہ
واذ جعلنا [illegible] تک لکھکر فرماتے ہین"

اصلاح۔ مگر افسوس یہ نہ لکھا کہ یہ حدیث صحیح ہے یا وضعی جس سے معلوم ہوا کہ آپنے راہ فرار پہلے
ہی سے طیار کر لی ہے کہ اگر زیادہ گفتگو ہوئی تو وضعی کہہ دینگے۔ (۲) شکر ہے کہ اسکا اقرار کیا ایک
کے سوا سب حادث اور جدید ہین جسکے ساتھ آپ ہی کا اقرار بھی لازمی ہے کیونکہ حدیث ستفترق
مین کلہم فی النار موجود ہے۔ اور چونکہ اہل سنت کے چار فرقے ہین حنفی شافعی، مالکی، حنبلی یہ چارون
وہابی (اہلحدیث) الہذان کے حادث ہو کر کلہم فی النار مین کچھ بھی عذر نہ ہوگا۔ (۳) مگر افسوس آپنے
اسپر کوئی سند نہین دی کہ یہ پہچان آپکو کس ذریعہ سے معلوم ہوئی بذریعہ قرآن یا حدیث کیونکہ ہر
امر کا دارومدار تو قرآن و حدیث پر ہے پہر اس شناخت کی دلیل کس آیت سے ہے یا کس حدیث سے
یا اجماع سے یا قیاس سے اسکو بھی تو لکھئے کہ غور کیا جائے کیونکہ اگر یہ اصول مانا جائے تو سب سے
قدیم فرقہ اہل قرآن ہوتا ہے جسکے حدوث کو ابھی ۲۵ برس بھی نہین ہوا۔ یا فرقہ نیچری جسکو اہل
حدیث نمبر ۳ مین روح اسلام کا لقب دیا گیا چنانچہ لکھتے ہین "اگر آپ نیچریون کو الگ رکھینگے
اور انکے حال زار پر رحم نہ کہائین گے تو جسم بلا روح کیا کام کریگے" جو صرف کلام اللہ ہی کو مانتا ہے
نہ حدیث کو تو بہر طور فرقہ اہل حدیث خارج ہوا۔ کیونکہ وہ صرف قال اللہ و قال الرسول کو نہین مانتا
بلکہ بہت سے احکام مین صحابہ کے اقوال کو بھی سند مین لاتا ہے بلکہ تابعین کے اقوال کو بھی جو نہ قال اللہ
ہے نہ قال الرسول بلکہ قال ابوہریرہ ہے یا قال عمر و قال ابوبکر وغیرہم من اصحاب الکبار

اگرچہ ایڈیٹر صاحب نے اس ایجاد کی کوئی دلیل نہین دی مگر یہ بھی [illegible] خدا ہے کہ اس
قاعدہ سے بھی اصل الاصول اور تمامی مذاہب مین مقدم مذہب شیعہ ہی ہوتا ہے جسنے ہر چیز
مین قال اللہ و قال الرسول پر اپنے کل اعمال کا مدار رکہا ہے کہ خلافت مین بھی وہ صرف قال اللہ
و قال الرسول کا قائل ہے بخلاف اہلحدیث جسکی نسبت خود ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین "اسی لئے خود
اہلسنت کا مذہب ہے کہ نصب خلفا [illegible] پر فرض ہے جسکے صاف معنی یہ ہین کہ خدا [illegible]

اگر رسول اللہ کو آپ صادق القول مانتے ہین اور مثل محمد بن عبد الوہاب نجدی صرف چیٹھی رسان نہین جانتے۔ تو آپکو ماننا ہوگا کہ دعوی قدامت مذہب شیعہ مثل دعوای رسالت رسول اللہ صحیح ہے کیونکہ ایک نہین ہزارون حدیثین آپکے یہان موجود ہین جنمین حضرت نے شیعونکا ذکر خیر فرمایا ہے ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۲ صفحہ ۷ کی وہ عبارت جو آپنے اسی مضمون زیر بحث سے حذف کر دیا ہے اوسکے علاوہ صواعق محرقہ مین ہے قال لعلی اما ترضی انک معی فی الجنۃ والحسن والحسین وذریتنا خلف ظہورنا وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا ص ۹۶ یعنی جناب نے فرمایا کیا تم اسپر نہین راضی ہو کہ ہمارے ساتھ جنت مین رہو اور حسن و حسین اور ذریت ہماری پیچھے ہون اور ازواج ہماری خلف ذریت اور شیعہ ہمارے داہنے بائین ہون یا علی انت واصحابک فی الجنۃ انت وشیعتک فی الجنۃ یعنی اے علی تم اور تمہارے اصحاب اور تمہارے شیعہ جنت مین ہون گے۔

اڈیٹر صاحب کا انکار قدامت شیعہ سے انکار شہادت مرزا حیرت سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ مرزا حیرت تو صرف ایک واقعہ کے منکر تھے جو اعظم وقائع قوم شیعہ سے ہے اور اڈیٹر صاحب تو بالکل قوم ہی کے منکر ہین جو فرماتے ہین۔ مگر ناظرین حیرانی سے سنینگے کہ اور تو اور شیعہ اصحاب بھی اسبات کے قائل ہین کہ ہمارا مذہب قدیم ہے اور اہل سنت کا جدید، جس سے معلوم ہوا کہ اور مذہب اگر اسکا دعوی کرے تو چندان موجب حیرانی نہین ہے مگر شیعونکا دعوای قدامت بالکل حیرانی کا باعث ہے کہ ایسا امر عجیب ہے کہ جو نہ سنا گیا نہ دیکھا گیا۔

جب مذہب اہلسنت مین ایسے ایسے علما ہون گے تو پہر کیون نہ آریون سے شکست کہایا کرینگے۔ کیونکہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے نہ انہون نے کبھی قرآن پڑھا جسمین وان من شیعتہ لابراھیم اور فاستغاثہ الذی من شیعتہ موجود ہے نہ حدیثین جنکا نمونہ کچھ یہان بھی دکھایا گیا ہے کچھ اصلاح نمبر ۲ مین بھی نہ کبھی رجال دیکھا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم مین صدہا [illegible] شیعہ کی روایتین بھری ہوی ہین پھر ایسے منکر بدیہیات کا کیا جواب ہے۔

آپ اڈیٹر اصلاح کی عبارت بھی نقل کرتے ہین مگر کس طرح کہ اول و آخر [illegible] درمیان کی عبارت نقل کرنے لگے جس سے تمام کشمیریون کا آپنے کان کاٹا ملاحظہ ہو، صفحہ [illegible] جسمین پہلے مذہب

دقار جنگ بہادر کی ایک تحریر لکھی گئی ہے - پھر وہابیوں یعنی اہلحدیث کی اتباع سلف سے تصریح نواب صدیق حسن خانصاحب دکھائی گئی ہے - ان سب کو ایڈیٹر صاحب نے ہضم کرکے صفحہ ۱۸ کی سطر ۱۸ سے نقل کرنا شروع کیا تا بآیۃ سطر ۱۶ صفحہ ۱۹ اور اسکے بعد سب ہضم جسمین احادیث منقول ہین مدح وفضائل شیعہ مین -

ایڈیٹر صاحب کی اس کارروائی پر تو اصلاح مدتون سے رو رہا ہے مگر اب مخالفین اسلام بھی اس پر طعنہ زن ہین جو تازہ گرفتاران دام محبت اڈیٹر صاحب سے ہین چنانچہ اخبار دستاویز مورخہ ۱۸ مئی لکھتا ہے "میان جی نے ہمارے مضامین کے جواب کا ایسا عجیب وغریب ڈھنگ نکالا ہے کہ بس شاید وہ طریقہ آپکے اوستاد نے آپ ہی کیلئے ریزرو کیا تھا آپ کیا کرتے ہین کہ اول تو جبکا نمبر جی ہضم کر جاتے ہین اور رسید تک نہین دیتے . دوم یہ کہ میان جی لکھینگے تو دو چار سطر اٹھا کر چار سطر دوسری جگہہ سے اور چلو جواب ہوگیا -

بہرحال ایڈیٹر صاحب کا منشا تو اپنی قوم کو گمراہ کرکے پیسہ کمانا ہے ورنہ جو لوگ صاحب عقل ہوتے ہین یا انکو اپنے مذہب کی حقیت پر کسیطرح کا اعتماد ہے انکا یہی قاعدہ چلا آتا ہے کہ اپنے خصم کی پوری عبارت نقل کی اور ہر فقرہ کا جواب دیا اگر جواب نہو سکا تو تسلیم کیا مگر یہ نئی ایجاد ہے کہ اصلاح خصم کی عبارت ہضم ہو جائے چنانچہ فرماتے ہین -

اہلحدیث - جواب (۶) دینے سے پہلے شیعہ کے متعلق ایک لطیفہ لکھتے ہین کسی شیعہ نے ایک سنی کو کہا کہ حضرت ابراہیم شیعہ تھے لہذا شیعہ مذہب حق ہے - سنی منچلے نے کہا ابراہیم علیہ السلام شیعہ ہون یا نہون ہمین تو شیعہ بننے سے صاف قرآن شریف مین منع آیا ہے شیعہ نے کہا کہان - سنی نے کہا غور سے سنو - ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیء (جو لوگ شیعہ ہوے ۱۲ ای تی) (ایسے بڑے ہین کہ تیرا اون سے کوئی تعلق نہین ہے) یہ سنکر شیعہ حیران ہوکر خاموش رہ گیا - آجتک تو ہم ... غصہ کو بازاری گپ جانتے تھے مگر مصلح کی مذکورہ بالا عبارت پڑھکر یہ کہنے پر مجبور ہین کہ آجکل بھی ایسے علماء ہین جو اس آیت سے شیعہ مذہب کی حقانیت کا ثبوت دیتے ہین -

اسی قسم کا استدلال ایک دفعہ اخبار اہلحدیث امرتسر مین چھپا تھا کہ حنفی مذہب اسلئے سچا ہے کہ اصلاح

صلی اللہ علیہ وسلم بھی حنفی تھے کیونکہ اون کو حکم تھا واتبع ملۃ ابراہیم حنیفا حقیقۃ ہمین اس قسم کے
استدلال وہ لوگون کے ہوتے ہین جو یا تو قرآن مجید کے اصل مطالب سے واقف نہین یا دانستہ حق
کو چھپاتے ہین۔

شیعۃ۔ لفظ کے معنی ہین گروہ۔ آیت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم حضرت نوح کے گروہ سے تھے
یعنی اونکی تعلیم کے ماننے والے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ... تھے۔ ان معنی سے ہر نبی کو ہر
نبی کیطرف نسبت ہوسکتا ہے کیونکہ بحکم لنؤمنن بہ ولتنصرنہ ہر نبی مامور ہے کہ پہلے نبی کی
تصدیق کرے۔

خیر اس معمولی گفتگو کے بعد ہم اصل مطلب کی کہتے ہین۔ فاضل ایڈیٹر کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ شیعہ و
سنی مذہب مین حد فاصل بلا فصل خلافت علی ہے اور خلافت علی بلا فصل کی بنیاد خود آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی مین رکھی ہے جیسا کہ اس روایت سے ثابت ہے تو گویا (نہین بلکہ
یقینا) شیعہ مذہب کی بنیاد آنحضرت نے خود رکھی جسکو دوسرے لفظون مین یون کہئے کہ جس روز ان
حضرت نے یہ وعظ فرمایا اور وعظ مین اعلان کیا کہ میرا خلیفہ علی ہے اوسی دن شیعہ مذہب
کی بنیاد پڑی۔ اور جس دن سے حضرت ابوبکر کی خلافت ہوئی اوس دن سے سنی مذہب کی بنیاد لگی
اور ظاہر ہے کہ پہلا واقع آنحضرت کی زندگانی کا ہے دوسرا واقع بعد زندگی کے ہے اسلئے اول
واقع مقدم ہے دوسرا موخر لہذا شیعہ مذہب قدیم اور سنی مذہب جدید

جواب۔ تاریخ طبری کا حوالہ صفحہ ۱۹ غلط ہے جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ پر یہ مضمون ہے۔ بہرحال ہم تسلیم کرتے
ہین کہ مضمون ہے۔ مگر افسوس ہے کہ فاضل ایڈیٹر اصلاح نے اسکا مطلب ہی نہین سمجھا۔ اس
عبارت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب خلافت حکومت کا نہین تھا بلکہ خلافت تبلیغ کیونکہ
اسوقت جبکہ آپ پیغمبر ہوئے ہین خود آنحضرت حاکم نہ تھے نہ کسی کا ذہن آپکی حکومت کی طرف
منتقل ہوتا تھا۔ جب اصل ہی نہین تو فرع کیا؟ اسلئے بروایت طبری اور کامل اس روایت کے
ساتھ ہی یہ الفاظ بھی ہین کہ کفار عرب نے جب سنا کہ آنحضرت نے فرمایا علی میرا خلیفہ ہے تو ہنسی
سے ابو طالب کہنے لگے امرک ان تسمع لابنک وتطیع (محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے تجھے حکم دیا ہے
کہ اپنے بیٹے علی کی بات کو سن اور اوسکی تابعداری کر) یہ الفاظ صاف کہہ رہے ہین کہ یہ خلافت۔

خلافت کا لمنع ہے نہ خلافت حکومت کیونکہ خلافت حکومت تو بعد انتقال اصل دمنیبہ کے ہوتی ہے جیسے شیعہ اصل والی حکومت کے زمانہ مین والی حکم نہین سمجہا جاتا۔ مگر شیعی اصطلاح ہی جدید ہے اسکو کہتے ہین ع نیرو کی فیس نہ فریاد کرینگے ، ہم طرز جنون اور ہی ایجاد کرینگے۔ پس اس روایت سے شیعہ مذہب کو کوئی تعلق نہین یہ بھی ایڈیٹر صاحب کی دہوکہ دہی یا دہوکہ خوردگی ہے جو آپنے اہل سنت کے مذہب کی ابتدا خلافت صدیق اکبر سے بتائی ہے۔ اہلسنت کے مذہب کی بنیاد تحقق خلافت پر نہین بلکہ قرآن وحدیث کی آیات پر ہے۔ ہمارا یہ مذہب ہے کہ خلافت سے پہلے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین بھی اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سب اہل سنت تھے اگر خلافت کی تسلیم پر ہوتا تو وہ کیونکر اہلسنت ہوسکتے بلکہ اہل سنت کے معنی ہی یہی ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مطہرہ پر عمل کرنیوالے اسلئے اہل سنت کا مذہب ہے کہ نصب خلیفہ امت پر فرض ہے جس کے صاف معنی ہین کہ خلافت عملی امر ہے ایمانی نہین بلکہ شیعون کے مذہب مین ایمانیات مین داخل ہے چونکہ خلافت علی کا تحقق بعد خلافت اصحاب ثلٰثہ ہوا اسلئے مذہب شیعہ مذہب اہل سنتہ سے متاخر اور حادث ہے یہ تقریر ہماری کہ [illegible] بنا پر ہے کہ [illegible] ہب کی حقیقت کو خلافت علی سے دیکہین اور اگر ہم دوسری نظر سے دیکہین جو بالکل واقعات پر مبنی ہے جو دسوان امر ہم پہلے بتلاچکے ہین ہر مذہب کی حدوث اور قدامت اوس مذہب کے طرز استدلال سے ثابت ہوتی ہے چونکہ شیعہ کے یہان [illegible] نویسی اور تحقیق مسایل مین ایمہ اہلبیت کے اقوال سے استدلال ہوتا ہے مسایل شرعیہ مین انکے اقوال کو سند مانا جاتا ہے حالانکہ ایمہ [illegible] [illegible] جب البتہ حادث او جدید ہے تو نسبت کرجا [illegible] ہونے مین کیا کلام لہذا شیعہ مذہب حادث اور جدید [illegible] ہین ع

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچہا مری ولین ، زلیخا نے کیا خود پاکدامن ماہ کنعان کا

اصلاح :- ان کنت لاتدری فتلک مصیبۃ ، وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم ، افسوس صد افسوس ہے یا الٰہی یہ کیا محبت یہ کیا [illegible] ہے جہگڑا تمام دن ہے [illegible] تمام رات ، ہم تو آیات واحادیث سے استدلال کرتے ہین اور آپ [illegible] [illegible] کام لیتے ہین مگر کچھ [illegible] نقل بین ایسی ہو کہ بالکل [illegible] [illegible]

ان الذین فرقوا دینہم کی تلاوت کی تہی تو اوسکا جواب فوراً اوس شیعہ نے یہ دیا تہا کہ قرآن مین جہان سنت کی اضافت انسان کی طرف کیگئی ہے وہان تو کفار ہی مراد ہین قل للذین کفروا ان ینتہوا یغفر لہم ما قد سلف وان یعودوا فقد مضت سنۃ الاولین (سورہ انفال) لا یومنون بہ وقد خلت سنۃ الاولین (سورہ حجر) جس سے کفار مراد ہین۔ بخلاف شیعہ کہ قرآن مین خاص انبیا اکرام و مومنین کے لئے آیا ہے وان من شیعتہ لابراہیم۔ فاستغاثہ الذی من شیعتہ جس سے وہ سنی ایسا شرمندہ ہوا کہ پہر کچہ چون نہ کیا فبہت الذی کفر کا مصداق ہوا۔

افسوس کہ آپ نے اپنا خاندانی طریقہ چہوڑ دیا ورنہ آپ اپنے والد بہائی سے دریافت کر سکتے تہے کہ اس اصلی نقل مین بہ تقلید بخاری جو نقل بالمعنی کرتے ہین آپ نے خیانت کی ع درکفر ہم ثابت نہ زنار را رسوا مکن ۔ لعنت ہے ایسی تعالی پر جس سے اصطلاح قرآن کی معاذ اللہ مٹی خراب کیجاتی ہے کہ ایکطرف بعض عثمان خوش ہو دوسری طرف بعض بخاری کہ اصطلاح کی تحریف اون سے بہی نہ ہوگی دیکہئے ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب جو باتفاق اہل سنت تمامی ترجمون سے صحیح ہے وہ لکہتے ہین ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شیئ جنہون نے راہین نکالین اپنے دین مین اور ہو گئے کئی فرقے تجکو انسے کوئی کام نہین سورہ انعام۔

ایڈیٹر صاحب جب آپکی دیانت کا یہ حال ہے کہ صرف شیعون کی عداوت مین قرآن کا اس طرح ناس کر رہے ہین تو آپ سے کیا امید ہو یہی توجہ ہے کہ کل علمائے اہلحدیث نے آپکی تکفیر کا فتوی دیدیا ہے افسوس۔

خدا آپ پر رحم کرے جو اس طرح اپنے مذہب کو برباد کر رہے ہین بلکہ یہ نہین سوچتا کہ اسلام کا استعمال کیا ہے۔ اصلاح تمہارا وہ فرق بہی ظاہر ہے کہ خدا نے تسمیہ مسلمین کو حضرت ابراہیم کی طرف منسوب کیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے یہ نام رکہا اور خدا نے خود حضرت ابراہیم کو شیعہ فرمایا تو کیا اس مین آپکو عذر ہے۔ بہرحال چونکہ ایڈیٹر صاحب خود اسی ترجمہ کو بلفظ ہی لکہتے ہین لہذا ہم بہی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہکر چپ ہوتے ہین

۔) جب اسکو مانتے ہین حکو شیعہ لفظ کے معنی ہونگے ، وہ تو اب آپ ہی فرمائے لفظ اشداء علی الکفار
کا تعلق کس ترجمے سے ہوگا کیونکہ وہ لون ترجمہ آپ ہی کا ہے ۔
اس تحقیقات کی تو ضرورت تو نہ تھی کہ ہر تو خوبی مقدم کی طرف منسوب ہو سکتا ہے کیونکہ یہان
اسکی بحث نہین بلکہ لفظ شیعہ کی بحث ہے کہ خدا نے خود حضرت ابراہیم کی نسبت لفظ شیعہ کا استعمال
کیا ہے لہذا یہ لفظ قابل تعظیم ہے ۔ تقابل توہین ۔ بخلاف لفظ سنۃ الاولین کے کہ جب استعمال
ہوا ہے تو کفار کے حق مین لہذا آپ اہل سنت ہوکر اہل کفر قرار پائے ۔
(۸) یہان بھی آپنے تحریف کی کیونکہ ہمارا یہ مطلب نہین کہ حضرت نے اپنے زمانہ مین شیعہ مذہب
کی بنیاد رکھی جس سے اسلام اور مذہب شیعہ کوئی دو شئے علحدہ ہون بلکہ اسلام و مذہب شیعہ مین
تمام تر ہوف و اتحاد تھا بلکہ اسکی بنیاد خود خدا نے رکھی کہ اسلام کی ابتدا اسی قاعدہ سے ہوئی
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی خلیفۃ رسول اللہ ۔
پھر یہ بھی افترا بر خدا و رسول ہے کہ حضرت نے وعظ فرمایا بلکہ تبلیغ رسالت کیا جسکی بنا پر مذہب شیعہ ہوا
شیعہ ہی کی صورت مین ظاہر ہوا نہ کہ اسلام کوئی علیحدہ شے ہے ۔ اور سنی مذہب تو صرف جدید ہی
نہین ہے بلکہ خلاف حکم خدا و رسول ہے ۔
(۹) ایک دیہاتی لطیفہ یہان یاد پڑا کہ بکری ہمیشہ مین مین کہا کرتی ہے جب ذبح کیجاتی ہے
اور اوس کی کھال چھوڑا کر تانت اوسکی بنتی ہے اور دھنے کی موگری کی مار پڑتی ہے تب
وہ جاکر تین تین کہتی ہے ۔ وہی حالت آپکی ہے کہ دو برس کی لگاتار محنت پر جاکر آپنے
اس حدیث کا اقرار کیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ آپکی فطرت بھی بالکل حضرت عمر کے مطابق
ہے جنکی نسبت شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین در تہذیب و تربیت حضرت
فاروق چندین دفعہ ضعف شد تا آن حضرت ظاہر شده چنانچہ در تعرفات او نسخہ تورات را
واقع شده صفحہ ۱۸۸ مقصد دوم ۔
ان آپنے یہ بڑی بھاری غلطی نکالی کہ تاریخ طبری کا حوالہ صفحہ ۱۹۰ غلط ہے جلد ۲ صفحہ ۱۰۲
یہ مضمون جسے آپکو ڈھونڈنا تھا وہ ہے ۔ کہنا بہت درست ہے ۔ کیونکہ اگر یہ غلطی نہ ہوتی تو
آپ سے صحیح بات نکل جاتی

آپکو یاد ہوگا کہ اصلاح نمبر ۱۲ ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ مین بحوالہ تاریخ کامل جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ یہی روایت لکھی گئی تھی جسکے نسبت آپنے اہلحدیث مورخہ ۱۸ مارچ مین لکھا تھا۔ تاریخ کامل کا حوالہ جو آپنے دیا ہے مہربانی کرکے یہ تو بتلا دین کہ اسکا نسخہ بھی کہین امام وقت کے پاس تو نہین جا پہونچا ورنہ موجودہ کامل مین تو یہ حوالہ نہین ملتا براہ عنایت عبارت بالفاظہ مع نشان جلد و صفحہ لفظون مین لکھئے۔ بذریعہ خط بھی آپ سے تصحیح کا تقاضا کیا گیا مگر آپنے جواب ندارد یا اوسمین ایسی دروغ گوئی صفحہ ۵ کالم ۱ سطرہ ۱۔ (دیکھئے اب کون دروغگو ہوا لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھا جائے)۔

پہر اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۳ ربیع الاول مین بجواب سوال ۱۲۲ لکھا اس قسم کی روایتین شیعہ کی ہین اہلسنت کی کتابون مین نہین لکھی ملتی تو ہے اس مضمون پر بحث کسی قدر اخبار ۱۱ مارچ مین ہوچکی اللہ شیعہ عموماً ایسی بیسرو پا روایتین بیان کیا کرتے ہین "

یہ ہین آپکی سابق تحقیقات جنکا جواب اصلاح ۱۰ جلد مین بعنوان علم الہدایہ لرفع الغوایہ دیا گیا جسمین بہت سی کتابون کی عبارت مع صفحہ و جلد و مطبع لکھی گئی مگر ایڈیٹر صاحب اوسکو ایسا ہضم کرگئے کہ ڈکار بھی نہ لی۔

مضمون حقیقت و قدامت نہ ...ہب مندرجہ اصلاح ۷ جلد ۴ مین جب اونہین کتابون کا حوالہ مع صفحہ و جلد دیا لیا اور مضمون بھی وہ لکھا گیا جس سے تمامی مذاہب اہلحدیث و اہلسنت کا خاتمہ ہوتا تہا تو بہ مجبوری اسکا اقرار باکرہ تاریخ طبری صفحہ ۲۱۰ پر یہ مضمون ہے مگر وہ بیجو مدا تھا کہ تاریخ کامل کا پہر بھی اقرار نہ کیا کیونکہ اُسکی نسبت فرما چکے ہین "اسکا نسخہ بھی کہین امام وقت کے پاس تو نہین جا پہونچا"

بہرحال جب آپ تسلیم کرتے ہین کہ یہ مضمون ہے تو پہر ایمان کیون نہین لاتے جو اسکے بعد انحراف کرکے فرماتے ہین "اس عبارت مین آنحضرت کا مطلب خلافت حکومت کا نہین تھا بلکہ خلافت تبلیغ۔"

تو اب معلوم ہوا اسیوجہ سے کفار نے حضرت کے اس معاہدہ کو نہین مانا کہ خلافت حکومت تو تھی نہین۔ خلافت تبلیغ ہے کون جانے اس نزد سری مین پڑنے کو گریا جو حضرت تبلیغ کے لئے کافی دیتے جو تبلیغ کے لئے خلافت کی ضرورت ہوئی۔ ہان براہ کرم یہ تو ارشاد ہو کہ حضرت

کا یہ مقصود ولی آپکو کیونکر معلوم ہوا کیا وحی آئی یا الہام ہوا یا اُسی بڑھیا نے بیان کیا جس نے حضرت سے پوچھا تھا کہ آپکو نہ پائین تو کسکے پاس آئین تو بروایت بخاری حضرت نے ابوبکر کا نام لیا۔

آجتک جتنے علماء اہلسنت گزرے ہین وہ تو ان احادیث کے حل سے عاجز ہو شارح مقاصد نے اسکو دعوی امامیہ کہکر چھوڑ دیا۔ شاہ ولی اللہ نے منتہائے فہ کا خطاب دیا۔ مگر ایڈیٹر صاحب سب سے زیادہ تیز نکلے جنہوں نے خلافت فی التبلیغ کی ایجاد کی۔ ملاحظہ ہو شرح مقاصد صفحہ ۲۰۳ وان النص الجلی فعند الامامیہ دون الزیدیۃ وھو قولہ علیہ السلام سلموا بامرۃ المومنین وقولہ مشیرا الیہ واخذا بیدہ ھذا خلیفتی فیکم من بعدی فاسمعوا واطیعوا لہ وقولہ انت الخلیفۃ بعدی وقولہ صلی اللہ و قد جمع بنی عبد المطلب ایکم یبایعنی ویوازرنی یکن اخی ووصی وخلیفتی من بعدی فبایع علی رضی اللہ عنہ یعنی امامیہ مدعی نص جلی ہین کہ حضرت نے خلافت جناب امیر پر نص کیا کیونکہ ایک حدیث مین فرمایا علی پر سلام کرو امیر المومنین کہکر دوسری حدیث مین ہے کہ حضرت نے جناب امیر کا ہاتھ پکڑکر فرمایا یہ میرا خلیفہ ہے بعد میرے اسکا سنو اور اطاعت کرو تیسری حدیث مین فرمایا کہ تو میرے بعد خلیفہ ہے چوتھی حدیث یہی ہے کہ حضرت نے تمامی بنی عبد المطلب کو جمع کرکے فرمایا یہ میرا بھائی۔ وصی۔ اور خلیفہ ہے بعد میرے۔

شارح مقاصد نے ان احادیث کو نقل کرکے بالکل سکوت سے کام لیا اور وہی پرانا جواب دیا کہ اگر نص جلی ہوتا تو صحابہ سے کیونکر مخفی رہتا۔ مگر معلوم نہین مخفی ہونے کا کون مدعی ہے سب جانتے تھے۔ عمداً جہلاً۔ عدواناً امر حق کو مٹانا چاہتے تھے۔

جو لوگ روس۔ جرمن۔ فرانس۔ انگریزوں کی چال کو ایران و ترک کے ساتھ دیکھ رہے ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ صحابہ روس و انگریز سے کسی بات مین کم نہ تھے بلکہ بڑھے ہوئے تھے پھر اونسے کسی بات پر تعجب کرنا خود نادانی ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب اس حدیث کو منتہائے الخلافۃ کا خطاب دیتے تھے صفحہ ۲۰۲ واز انجملہ پیش از ہجرت آن حضرت با او معاملہ

منشعر الخلافت کہ یکے از لوازم خلافت خاصہ است بجا آوردند اخرج النسائی فی کتاب
الخصائص۔ روایت وہی ہے جو طبری و کامل کی ہے۔ فرق اسقدر ہو کہ شاہ صاحب نے
ازراہ کمال ہمدردی و حیا لفظ خلیفتی کو نکالدیا ہے بلکہ اسطرح لکھا وایکو یا یعنی علی ۲ ت
کون اخی وصاحبی وواد ثی فلو یقوا الیہ احد مگر یہ عجب لطف کی بات ہو کہ رسول آ
تے فرماتے ہین ھذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم. کہ علی ہمارے خلیفہ ہین تم لوگون مین مگر
شاہ صاحب اوسوقت نہین بلکہ آیندہ کے لئے امید وار بناتے ہین۔
آپکو تعجب ہوگا کہ یہ خلافت فی التبلیغ کہان سے ایجاد ہوا کیونکہ الفاظ حدیث مین تو
گنجایش نہ تھی۔ مگر یہ نتیجہ اوس واقعہ سے اخذ کیا ہو جو آج کے اشارہ۔ اونیس برس بعد پیش آیا
کہ جا کر اہل مکہ کو سنائین جسکے بعد بحکم خدا ورسول وہ
معزول کئے گئے اور جناب امیر ع بھیجے گئے اسی سے یہ استنباط کیا ہو کہ جناب امیر کو خلافت
تبلیغی عنایت ہوی تھی مگر ہمارے اسپر نہ غور کیا کہ ابو بکر عمر تو ہر طرح سے گئے کیونکہ جب خلیفہ
تبلیغ نے خلیفہ حکومت کو معزول کر دیا جو بحکم رسول نامزد ہوئے تھے تو پھر بعد وفات
رسول خلیفہ تبلیغ کے مقابلہ مین وہ شخص کیونکر خلیفہ بن سکتا ہو جسکے لئے کسیطرح کی اجازت
تبلیغ بھی نہ حاصل ہوی۔ ملاحظہ ہو شاہ ولی اللہ صاحب کی قرۃ العینین صفحہ ۲۳۴۔ ان
رسول اللہ بعث ابا بکر وعمر ببراءۃ الی اہل مکۃ فانطلقا فاذا ہما براکب فقال
من ھذا قال انا علی فقال یا ابا بکر ما علمت الا خیرا لخذ علی الکتب فذھب بہ
ورجع ابو بکر وعمر الی المدینۃ فقالا ما لنا یا رسول اللہ فقال ما لکما الا خیر
ولکن قیل لی انہ لا یبلغ عنک الا انت او رجل منک یعنی حضرت نے ابو بکر و عمر کو سورہ
برات لیکر بھیجا تھا وہ جا رہے تھے کہ پیچھے سے ایک سوار آیا پوچھا کون ہے۔ کہا مین
ہون علی اسکے بعد حضرت علی نے وہ کتاب ابو بکر و عمر سے لے لی۔ اور ابو بکر و عمر دونون
پھر آئے مدینہ کی طرف۔ حضرت نے فرمایا ہماری طرف تبلیغ یا خود ہم کر سکتے ہین یا وہ شخص
جو ہم سے ہو۔

ازالہ شیر پیر صاحب چیلت ہے خلیفہ تبلیغ کی کیلئے فرد خاص سے فلیکہ ووو خلیفہ ہو ست گو

ذلت و خواری سے پھیرا۔ مگر ہائے یہ عظمت صرف اوسیوقت تک رہی جبتک رسالتمآب زندہ تھے ورنہ بعد وفات رسول اللہ کا حال تو سب کو معلوم ہے کہ انہیں ابوبکر و عمر نے ان سب امور کا معاوضہ اسطرح لیا کہ ایکطرف آگ گھر میں لگائی دوسریطرف بزور حکومت پکڑوا بلایا۔

یہ قصہ عزل ابوبکر کا تبلیغ سورہ برات سے نہایت معرکہ آرا قصہ ہے جس میں بہت سی باتیں پائی جاتی ہیں مگر حدیث کو کیا کریں۔ درمنثور سیوطی میں ہے فاخذ الکتاب منہ ووجع ابوبکر فقال ابوبکر وجد فی نفسہ یا صدقتہ یعنی ابوبکر پھر آئے اور حضرت ابوبکر کو رسول اللہ پر بہت غصہ آیا بہرحال بہ اقرار آپکے خلافت جناب امیرؑ بنص رسول اللہ اول روز اعلان نبوت ثابت ہے اگرچہ وہ خلافت تبلیغ ہی کیوں نہ ہو تو پھر تباہے ابوبکر کیونکر خلیفہ بنگئے جو اس کام کے لائق بھی نہ سمجھے گئے کہ دونوں آدمی ملکر حضرت کی طرف سے سورہ برات کی تبلیغ کر سکیں۔

(۱۰) اس دلیل کی معقولیت تو ایسی ہو کہ روح معاویہ بھی پھڑک جاوے جس نے عمار کا قاتل جناب امیرؑ کو بنایا تھا کیونکہ آپکے خیال میں حکومت تو اوسیوقت حاصل ہوتی ہو جب حضرت عمر کی طرح بازاروں میں اسطرح درہ پٹہکار اکریں دہریب عورتوں کو استغاثہ حل ہوجاے ورنہ اگر خدا و رسول کسی کو اپنا نائب یا کسی کو حاکم یا خلیفہ مقرر کرے اور لوگ اوسکے حکم سے سرکشی کریں تو وہ آپکے نزدیک نہ حاکم ہو نہ بادشاہ۔ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں: "نفوس قدسیہ انبیا علیہم السلام در غایت صفا و علو مرتبت آفریدہ شدہ است و در حکمت الٰہی بہمان صفا و علو فطرت مستوجب وحی گشتہ اند و ریاست عالم بایشان مفوض شدہ قال اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ صفحہ ۹۔

پس جب کل انبیا کی یہ حالت تھی جس بعد بہ فطرت سے مستوجب وحی ہوتے اور ریاست عالم اُن سے مفوض ہوتی تو کیا اشرف الانبیا خاتم المرسلین کی نسبت آپکا یہ خیال ہو کہ جسوقت حضرت نے جناب امیرؑ کو اپنا خلیفہ و وصی ارشاد فرمایا ہے حضرت حاکم نہ تھے لاحول ولا قوۃ دیکھئے عداوت جناب امیرؑ آپکو کہاں لیجاتی ہے۔ آپ تو فرماتے ہیں "جبکہ آپ یہ فرما رہے ہیں خود آنحضرت بھی حاکم نہ تھے نہ کسیکا ذہن آپکی طرف منتقل ہوتا تھا۔" افسوس کتاب و سنت دنیا میں مذہب اہلحدیث باقی ہو نہ کوئی لوگ عالم بھر حیاہے کہ جائے۔ مگر یہ تو ایسا کلمہ ہے کہ بلحاظ اہل اسلام قائل اسکا کافر ہے کیونکہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا میں

فرماتے ہیں "۔ واز احادیث متواترہ کہ دراں شک دارا نیست ثابت شدہ کہ آنحضرت از ابتداے بعثت آخر حیات وعدہ فتح عجم وروم میداد وجہرۃ میفرمود کہ خدا تعالی دین خود را بر اہل عرب و بر غالب خواہد ساخت " صفحہ ۲۳۲

تو کیا حضرت نے جو ہزاروں آدمی سے اسکا وعدہ فرمایا تھا تو اسمین کسیکا ذہن بھی حضرت کی حکومت کیطرف نہ منتقل ہوتا تہا جو حضرت کا جناب امیر کو خلیفہ کرنا صحیح ہو سکے۔

(۱۱) ماشاء اللہ کیون نہ ہو اصلی رنگ کہاں چھپ سکتا ہے۔ ہم تو حدیث رسول اللہ بیان کر رہے ہین کہ حضرت نے فرمایا ایکو یوم الدار جب حضرت علی نے قبول کیا تو فرمایا ہذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم مگر اسکا مطلب اور مفہوم آپکے سمجھ مین نہ آیا اور کفار کا مقولہ سمجھ مین آگیا جو فرماتے ہین اسلئے بروایت طبری وکامل اس روایت کے ساتھ یہ الفاظ بھی ہین کہ کفار عرب نے جب سنا کہ آنحضرت نے فرمایا علی میرا خلیفہ ہے تو ہنسی سے ابو طالب کو کہنے لگے امرک ان تسمع لابنک وتطیع محمد نے تجھے حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے علی کی بات کو سن اور اوس کی تابعداری کر یعنے خدا رحم کرے آپ پر کہ مقولہ کفار کو آپ روایت رسول بنا رہے ہین جو فرمایا اسلئے روایت کے ساتھ یہ الفاظ بھی ہین " او صاحب یہ مقولہ کفار ہے حضرت کا کلام وہین تک ہے فاسمعوا لہ واطیعوہ۔

پھر یہ بھی تو فرمائیے کہ آپ کے مقولہ مین اور کفار عرب کے مقولہ مین کیا فرق ہے وہان اُنہوں نے استہزا کیا تھا کہ حضرت ابو طالب کو حکم دیا جاتا ہے اپنے فرزند کی اطاعت کرو اور یہان آپ استہزا و تحقیق دو نو فرما رہے ہین کہ جسوقت آپ نے نائب مقرر کیا تھا اوسوقت خود ہی حاکم نہ تھے جب اصل ہی نہین تو فرع کیا۔ کہئے اسمین تحقیق بھی ہے اور استہزا بھی کہ حکومت وغیرہ تو کچھ حاصل نہین چلے ہین خلیفہ کرنے۔ لاحول ولا قوۃ۔

(۱۲) یہی آپکا بیان ہے کہ مقولہ کفار سے قول رسول اللہ کی تاویل کر رہے ہین اور یہ نہین سمجھتے کہ وہ کفار آپسے زیادہ ایا ندار وسمجھدار تھے کیونکہ حضرت کے اس فرمانے سے کہ ہذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوہ وہ اونہون نے ٹھیک سمجھا کہ جناب امیر کو خلیفہ کر دیا اسی نے حضرت ابو طالب سے استہزا کیا کہ اپنے فرزند کی اطاعت کرو۔ مگر اس سے خلافت کا

سمجھے جاتے تو رسول اللہ کی شان میں یہ کلمہ کہتے۔ مگر چونکہ وہ جانتے تھے کہ حضرت تو مدعی نبوت و رسالت و سلطنت سبھی کچھ ہیں لہذا بنسبت جناب امیر تو یہ استہزا کیا کہ ای ابو طالب اپنے بیٹے کی فرمانبرداری کرو۔

ہان یہ آپکی خوش قسمتی ہے یا بدقسمتی کہ جناب امیر کے بارہ میں جو کچھ ہے۔ لیکن تا آپکی سمجھ میں اوس کی خلافت اور کسی طرح نہ آئے کہ وہی لفظ جب ابوبکر کیلئے اسی روافض سے نقل جائے تو وہ ایسا نص ہو جائے کہ پھر نہ قول خدا کی ضرورت نہ قول رسول کی۔ دیکھئے ازالۃ الخفا کہ بحیرا کاہن سے جب ابوبکر نے خواب بیان کیا تو اوس نے جواب دیا فانہ یبعث نبی من قومک تکون وزیرہ فی حیاتہ وخلیفتہ بعد موتہ فاسرھا ابو بکر حتی بعث النبی صفحہ ۳۲ کہ تمہاری قوم سے ایک پیغمبر مبعوث ہوگا جسکی زندگی میں تم وزیر ہوگے اور بعد موت خلیفہ ابوبکر نے اس راز کو اپنے دل میں پوشیدہ رکھا۔

کہئے راہب نے جو ابوبکر کے حق میں پیشینگوئی کی تو اوسپر آپ ایمان لائے کہ شاہ صاحب کم سے کم بیس جگہ اسکو لکھا اور چونکہ یہان رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ ہذا اخی و وصی و خلیفتی فیکم لہذا آپکی سمجھ میں کسیطرح خلافت بمعنی نیابت نہیں آیا۔

یہ عجیب خرافت ہے کہ خلافت حکومت بعد انتقال اصل منیب کے ہوتی ہے۔ کیونکہ حضرت تو جس روز اعلان نبوت فرماتے ہیں اوسی روز اعلان خلافت اور آپ کہتے ہیں کہ بعد انتقال ہوتی ہوا رے صاحب بعد انتقال تو غاصبانہ خلافت ہوتی ہے اور وہ بھی بقول خلیفہ دوم بے سمجھی کے کام ہے سمجھی بوجھی ایک ہی خلافت بنی ہوئی۔

یہ خرافات ہم سمجھ نہیں سکتے۔ بجلا کبھی ولیعہد اصل والی حکومت کے زمانہ میں والی حکم نہیں کہا جاتا۔ جسکا نہ معلوم ہوتا ہے نہ پیمبر نہ یہ کہ کس جہ سے یہ مرادہ ہو کس نے دعوی کیا کہ خلیفہ وہ ولیعہد اصل حاکم ہوتا ہے۔

یہان تو صرف وہ ثابت ہے کہ جناب رسالتماب نے جناب امیر کو وصی وزیر خلیفہ وغیرہ مقرر کیا جس روز اعلان نبوت فرمایا جس سے ثابت ہے کہ اسلام کی ابتدا اسی اصل پر ہوئی۔ وقت پہلے نبوت امامت

حضرت کا یہ اعلان بخلافت جناب امیر مطابق ہے انبیاء سابقین کے تقرر خلیفہ مسلمہ کے بغیر آجکل جو زمانہ ان میں سلطنت کا دولج ہے اوسمین بھی جبتک بادشاہ وقت کا اعلان ہوتا ہے اوسکے ساتھ ولیعہد کا بھی۔ پہر اس تقریر کا ماحصل ارشاد ہو کہ ۱ آجکل ہی ولیعہد اہل و الی حکومت کے زمانہ مین والی حکومت نہین سمجھا جاتا ۳۲ مکس طرح درہ۔

ایڈیٹر صاحب آپ احوال انبیاء ما سبق دیکھئے۔ اسلامی تواریخ دیکھئے۔ تمامی دنیا کی تاریخ پڑہیے لیکن آپکو کوئی واقعہ اسکا نظیر نمل سکیگا کہ رسول اللہ نے جس روز اعلان نبوت فرمایا اوسی روز خلافت جناب امیرع کا اعلان کیا۔ نبوت کا جو کام ہوا وہ جناب امیرع کے ذریعہ سے معاملات ہوئی تو آپکے واسطہ سے۔ معاہدات ہوئے تو آپکے ہاتھ سے۔ رسول اللہ کا انتقال ہوا تو آپکی گود مین مگر آتنا زمانہ یارونکو غنیمت ملا کہ ادہر جناب امیرع رسول اللہ کی تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئی اور یارون نے موقع پاکر خلافت کو ہاتھ کیا۔

اپکے سلطنت کسی ریاست کسی علمی سلسلہ یا پیری مریدی مین یہ نہ دیکھینگے کہ بادشاہ یا استاد یا پیر نے کیسکو اپنا جانشین مقرر کیا ہو اور اوس کے ساتھ یہ برتاو ہوا ہو۔

(۳۱) ایڈیٹر صاحب قیامت آنیوالی ہے۔ خدا کو منہ دکھانا ہے۔ براہ کرم بتلائیے وہ کون سی اصطلاح جدید ہمنے پیش کی ہے۔ کیونکہ ہمنے تو اسیقدر لکہا تھا جس سے بداہتہ معلوم ہوا اصلی اسلام یہی مذہب شیعہ ہے جسکے اصول رسول اللہ نے اول روز اعلان نبوت مین مقرر فرمایا توحید۔ رسالت۔ امامت" پہر آپ مین کونسی اصطلاح ہے اور کونسی عبارت جسپر آپنے لکہا اس روایت سے شیعہ مذہب کو کوئی تعلق نہین ہے تو پہر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے بہی وہابیون کو تعلق نہین جبھی تو اب اذان مین شہادتین کہنا شرک قرار پا رہا ہے۔

اگر اس روایت سے شیعونکو تعلق نہین تو شایع مقاصد نے ان روایتونکو دلایل شیعہ مین کیون پیش کیا اور آپنے دو برس کیون اسکے انکار مین صرف کئے کہ اتنی مدت کے بعد اب اقرار کیا۔

ہان صاحب اپنے اخبار مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۲۹ھ مین سوال نمبر ۴ کے جواب مین یہ کیون لکہا۔ اس قسم کی روایتین شیعہ کی ہین اہلسنت کی نہین

ملاحظہ ہو صفحہ ۵

مماذکرہ اجلۃ الائمۃ من اھل التواریخ
واشباھہا انھم لم یتنقبوا الامر فی
ذلک حق التنقیب ولم یفتشوہ
حق التفتیش ولم یتواجدھم
فی احقاق الحق وتبیین ماھو
الواقع فی نفس الامر نعم یوجد
بینھم طائفۃ من اھل التحقیق و
شرذمۃ قلیلۃ من اصحاب النقد
والتنقید عاصروا ملوک الترک
وشاھدوا ھذہ الوقعۃ باعینھم
وھم لاجل کونہم من اھل
السنۃ وبعضہم کانوا نصاری
لیس لھم من [illegible] حق
[illegible]
[illegible] غیر [illegible]
[illegible] وخلوا عن جدید العالم
وبین ما ھو الواقع الصادق فی
نفس الامر منھم ابو [illegible] سعد
الخواجہ رشید الدین صاحب
الدیوان ستوزر [illegible] القان
الاعظم سلطان الجایتو خان
خربندہ ابن الملک السعید
غازان خان وقد الف تاریخہ

اور اسی قسم کے صدہا واقعات ائمہ اہل تاریخ نے
درج کئے ہیں مگر ہماری رائے میں معلوم ہوتا ہے
کہ ان لوگوں نے اس امر میں پوری تنقید نہیں کی
اور نہ کافی تفتیش عمل میں لائے اور نہ سچی بات
کے بیان کرنے میں اور نہ حق کے ظاہر کرنے میں
انہوں نے حق تحقیق ادا کیا ہاں انہیں میں ایک
گروہ اہل تحقیق کا بھی پیدا ہوا کہ جن کی
تعداد نہایت قلیل اور وہ لوگ سلاطین
ترک کے معاصر تھے اور اس واقعہ کو اپنی
آنکھوں سے دیکھا تھا اور وہ لوگ چونکہ
اہل سنت سے ہیں اور بعضے ان
میں سے نصاریٰ تھے اس لئے وہ ہمارے
نزدیک تمام خلق خدا میں اس بات کے
زیادہ سزاوار ہیں کہ جھوٹی داستان تیار
کرنے علقمی کو بے سبب تہمت لگا دینے یا دوسروں کی تباہی
پر زیادتی کرینگے اسی باعث سے ہیں
اور ازانجملہ خواجہ رشید الدین
صاحب الدیوان جنہیں سلطان
الجایتو خان خدابندہ نے اپنا
وزیر کیا تھا اور انہوں نے
ایک تاریخ تصنیف کی ہے
جس کا نام جامع التواریخ ہے اور وہ

الذی سماہ بجامع التواریخ من اصل المنشوٓرات وقراطیس الدولة المخزونة فی دواوین الترک لنا قدیم الدھر والازمان وتحری الصدق کما ادعاہ فی البیان عن طوارق الحدثان فاستبان لنا منہ ان السبب الاصلی فی ذلک انہ جاء سیل عظیم فی سنة اربع وخمسین وستمائة فی اخر العصف وتبرھمت بغداد ونقی ھذا السیل مدة خمسین یومًا تھدمت الزرع والنخیل والبلاد والدور والعمارات الشامخة ثم طمی الماء حتی غمر اکثر البلاد وذھب بالنصف الاعلی من مدینة السلام ثم اخذ ینقص شیئًا فشیئًا وکان الناس یتحدثون من ذلک اذ وقعت فتنة اسرنا ظرہ والرنود واوباش البلد فصاروا کل یوم یقتلون الانفس من غیر جرم وینھبون اموال الناس ویہتکون الستر ویرتکبون الفواحش وقد حملھم علی ذلک رجل من اعیان الدولة اسمہ

تاریخ اصل نوشتہ جات قدیمہ اور کاغذات سلطنت جو کہ ترکون کی کچہریون مین اور خزانون مین قدیم سے بند اور محفوظ چلے آرہے ہین اونہین نکلوا کر کمال تحقیق کے ساتھ اس تاریخ کو مرتب کیا ہے اور اس تاریخ کے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سبب اصلی اس معرکہ کا یہ ہوا کہ ۶۵۴ھ مین آخر موسم گرما مین ایک سیلاب عظیم آیا جس سے بغداد ڈوب گیا اور یہ سیلاب پچاس دن تک قائم رہا اور کہیتیان [illegible] باغات اور [illegible] اور عمارات [illegible] اور برباد کرتا رہا یہانتک کہ اکثر بلاد اس سیلاب سے بالکل غرق آب ہو گئے اور بالائی حصہ نصف بغداد کا پانی سے ڈہک گیا اور اسکے بعد رفتہ رفتہ کم ہونے لگا ابہی لوگ اس سیلاب کا چرچا کر رہے تھے کہ فتنہ رنا طرہ اور رنود اور شہر کے بدمعاشون کا فساد شہر مین برپا ہو گیا یعنی لوگ ہر روز اپنی بدمعاشی سے بے گناہ لوگونکو قتل کرتے تھے اور مال لوٹ لیتے تھے اور عورتونکی ہتک حرمت کرتے تھے اور نہایت بدکاریان کیا کرتے تھے اور انلوگونکو بہڑکا یا ایک شخص نے جو ارکان سلطنت سے تہا

مجاهد الدين ايبك الدواتدار وبذلك قوي امره ورأى ان المستعصم رجل ساذج لا يصلح له بالملك فعند ذلك شاور جماعة من اعيان الدولة واراد خلع الخليفة المستعصم والبيعة لاحد آخر من آل العباس فاتصل الخبر بذلك الى الوزير مويد الدين بن العلقمي فنمى به الى الخليفة واعلمه بذلك فدعى الخليفة الدواتدار واخبره بما نمى اليه الوزير وقال اني بما لي من الاعتماد عليك والثقة بك لا اصدق قول الوزير فيك وعليك ان لا تغتر بهذا الخواطر والهواجس فان من السمع والطاعة لنا واياك ان تخرج عنها فلما سمع الدواتدار وعرف شفقة الخليفة عليه قال ان رقبتي هذه وهذا السيف فليصنع امير المومنين ما شاء وما بدا له ومع ذلك فعفو امير المومنين وصفحه

اور اوسکا نام مجاہد الدین ایبک دوات دار تھا اور اس ذریعہ سے اوسنے قوت پکڑلی تھی اوسنے دیکھا کہ خلیفہ بالکل ایک سادہ لوح آدمی ہے اوسکو امور سلطنت مین یہ قابلیت نہیں ہے تو اوسنے چند ارکان سلطنت کو جمع کرکے باہم شورہ کیا اور چاہا کہ خلیفہ کو تخت سے اوتار دے اور کسی بنی عباس کی بیعت کرے یہ خبر وزیر ابن العلقمی کو پہونچی اوس نے فوراً اس راز سے خلیفہ کو مطلع کیا خلیفہ نے دوات دار کو بلوایا اور جو کچھ وزیر نے اوس کے بارہ مین اوس سے کہا تھا وہ سب اوس سے کہدیا اور کہنے لگا کہ چونکہ مجھے تجھپر پورا اعتماد ہے اسلئے مین وزیر کی چغلی تیرے بارہ مین نہیں سنتا اور تجھے بھی لازم ہے کہ ایسے بیہودہ خیالات سے اپنے تئین الگ رکھے اور ہماری اطاعت اور فرمانبرداری پر قائم رہ اور ہرگز اوسے ترک نکر جب دوات دار نے یہ سنا اور سمجھا کہ خلیفہ مہربان ہے کہا کہ یہ میری گردن حاضر ہے اور یہ تلوار ہے پس امیر المومنین کا جو جی چاہے وہ میرے ساتھ کرین اور باوجود اسکے پھر امیر المومنین کا عفو اور میری گناہون

عن جواشی وغفرانه فیعازب
ولا اصل ان الوزیر قد زاغ عن سبیل
الرشد وقد عبث بها الشیطان فصده
به عن طریق النصح والطاعة وان
هواه مع هلاکو وعساکر المغول
وان سعایته الی امیر المومنین
انما هی من اجل دفع التهمة عن
نفسه والا فانه قد تغیر علی امیر المومنین
وان هواه مع هلاکو وان عیونه
تتردد الیه فاستمال الخلیفة الدواتدار
واظهر له الرضا وقال لتکن
علی بصیرة وحذار من بعد
ذلک وخرج الدواتدار من عند
الخلیفة واستحشد کثیرا
من الرنود والاوباش اکثر مما
کان فی السابق وبثهم حول الخلیفة
وکانوا یلازمونه لیلا ونهارا
فاحس بذلک الخلیفة وتوهم
وامر بجمع العساکر لدفع فتنة الدواتدار
فاذدادالهرج ببغداد وجل
اهلها من آل العباس تنفروا
من تلک العامة وظنوا ان
ذلک کان نهایة دولتهم

سے درگذر کہین چلانہین گیا اور اصل
یہ ہے کہ وزیر راہ ہدایت سے برگشتہ
ہوگیا ہے اور شیطان نے اس کے ساتھ مذاق
کیا ہے اس وجہ سے خیرخواہی اور اطاعت
کے راستے سے اسکو بھکا دیا ہے اور اصل رغبت
اسکی ہلاکو خان اور مغلون کے لشکر کی طرف ہے
اور اُسنے جو امیر المومنین سے چغلی کھائی ہے اُسکی وجہ
یہی ہے کہ وہ اپنی ذات سے تہمت کو دور کرنا چاہتا
ہے ورنہ امیر المومنین سے منحرف ہوگیا ہے اور اُسکی
رغبت ہلاکو خان کی طرف ہے اور اُسکے جاسوس
ہلاکو خان کے پاس آیا جایا کرتے ہین پس خلیفہ نے
دواتدار کی دلجوئی کی اور اپنی رضامندی ظاہر کی
اور کہا اب سے تم عقلمندی اور زیرکی سے کام کرو دواتدار
خلیفہ کے پاس سے نکلا اور بہت سے بدمعاش اور
اوباش لوگون کو پیشتر سے بھی زیادہ جمع کیا اور
اُن کو خلیفہ کے ہر طرف دوڑا دیا اور وہ
لوگ دن رات اس کے ساتھ رہا کرتے
تھے خلیفہ کو یہ بات معلوم ہوگئی اور اُسکی
طرف سے وہم ہوگیا اور حکم دیا کہ لشکر دواتدار
کے فساد دور کرنے کے لیے جمع کیے جائین اس سے
بغداد مین اور بھی ہڑبونگ بڑھ گیا اور تمام باشندہ
بغداد کے جو بنی عباس سے تھے وہ سب اس خاندان
سے نفرت کرنے لگے اور اُنکی راے مین یہ قرار پایا کہ اب

قد دنی انقراض ملکهم وسلطانهم
فاختلف الکلمة وتشتت الاهواء
بینهم وذعر لذلک الخلیفة و
امر فخر الدین الدامغانی باسکات
الثورة واطفاء الفتنة وکان
صاحب دیوانه وکتب بخطه ان
ما اشتهر من مقالة الناس فی
حق الدواتدار کذب وبهتان
وان امیر المومنین لواثق بصدقه
ووفاءته وانه امن علی نفسه
واستحضره علی ید ابن درنوش
فحضر الی الخلیفة مخرج من عنده
مکرما مبجلا کانه ارضی الخلیفة
وتنودی فی البلدان ان جل
ما قیل فی حق الدواتدار واشتهر
عنه باطل وکذب وخطب باسمه
بعد الخلیفة علی اعواد المنابر
بعد ذلک وانطفت الفتنة وهدئت
الثورة قلت فهذا کان من
سیرة الدواتدار وغشه للخلیفة
وتناسی المورخون ان لم
یثبتوا اثباته فی الکتب واهملوا
ذکرها علی الاعمد ولعلهم ... الش

بنی عباس کی دولت کا خاتمہ ہے اور انکی ملک
وسلطنت قریب ختم ہے اب لوگون مین پھوٹ
پڑگئی اور خلیفہ خوف زدہ ہوگیا اب اس نے
فخر الدین دامغانی کو حکم دیا کہ اس شورش کو
فرو کرے اور اسکی آگ کو بجھا دے اور فخر الدین
اُسکا صاحب دیوان تھا اور خود خلیفہ نے
اپنے ہاتھ سے یہ تحریر لکھی کہ لوگون نے دواتدار
کے حق مین جو مشہور کیا ہے وہ بالکل جھوٹ
اور بہتان ہے اور امیر المومنین کو اُسکی راستی اور
اطاعت پر پورا اعتماد ہے اور اسکو اپنی جان
کی طرف سے کوئی خطرہ نہین ہے اور ابن درنوش
کے ہاتھ اُسکو بلا بھیجا وہ آیا اور خلیفہ سے ملا اور
بہت عزت اور احترام کیساتھ وہانسے نکلا گویا کہ
اُسنے خلیفہ کو راضی کرلیا اور شہرون مین منادی کی گئی
کہ جو کچھ دواتدار کے حق مین کہا گیا ہے اور مشہور
کیا گیا ہے وہ سب بے اصل اور جھوٹ ہے اور اسکے
بعد ممبرون پر خلیفہ کے نام کے بعد اُسکا
نام لیا جانے لگا اور فتنہ مٹ گیا اور شورش فرو
ہوگئی۔

مین کہتا ہون کہ یہ حال دواتدار کا تھا اور یہ
کیفیت اُسکی خلیفہ کیساتھ بدخواہی کی تھی مورخو
نے جان بوجھکر ان باتونکو بھلا دیا اور اُسکا ذکر کتابون
مین چھوڑ دیا اور ... سے ... الخ

الامر على من كان يأتي بعدهم و
غرسوا بذلك بغض الوزير اصحاب
اهل السنة وتلك من اعظم البلايا
منهم اعاذنا الله سبحانه منها
رجعنا الى كلام الوزير رشيد الدين
ثم اتفق ان هلاكو وصل الى الدينور
تاسع ربيع الاول سنة خمس وخمسين
وستمائة فقصد بذلك بغداد ثم
قفل راجعا حتى بلغ همدان في ثاني
عشر من شهر رجب وفي العاشر
من رمضان من هذه السنة
ارسل الى الخليفة يوعده ويهدده
قائلا نحن بعثنا اليك رسلا من
حضرتنا نستهديك حينما عزمنا
فتح قلاع الملاحدة فتظاهرت انك
على عهد المودة لنا وموالاتنا
لكنك اعتذرت ولم تبعث الينا
بجيش ولم تضمنا حزب وعائلتك
وان كانت قديمة وبيتك وان
كان جليلا وانت وان كنت ربيت
في عائلة الله ولد وترعرعت
في شجرة الابهة الا ان لمعة ان
القمر انما يلوح للناس متى كانت

حقیقت کو چھپایا اور بیچارے وزیر کی
عداوت کا تخم اہل سنت نے
سینون مین بو دیا اور یہ ان کا بہت بڑا گناہ
ہے خدا تعالی ہمین اس گناہ سے بچائے)
اسکے بعد ایسا ہوا کہ ہلاکو خان نوین
ربیع الاول ۶۵۵ ہجری مین دینور
مین بغداد کے ارادہ سے پہنچا
اسکے بعد لوٹ آیا یہانتک کہ بارھوین
رجب کو ہمدان مین آیا اور
اسی سال رمضان شریف کی
دسوین تاریخ خلیفہ کے پاس پیغام
بھیجا اور اس مین بہت کچھ اس کو
ڈرایا اور دھمکایا اور کہلا بھیجا کہ ہمنے تیرے
پاس ایلچی بھیجے اور ہمنے تجھسے مدد مانگی جبکہ
ہمنے ملاحدہ کے قلعون کے فتح کرنیکا ارادہ
کیا تھا تو تونے کہلا بھیجا تھا کہ تو ہمارا دوست ہے
لیکن تونے صرف عذر کیا اور ہمارے پاس نہ فوج
بھیجی اور نہ کسی لشکر سے ہماری مدد کی اور تیرا خاندان
اگرچہ پرانا ہے اور تیرا گھر اگرچہ بڑا ہے اور
اگرچہ تونے سلطنت کے خاندان مین پرورش
پائی ہے اور بزرگی کے درخت مین
نشو نما تیری ہوئی ہے لیکن تجھے نہ معلوم
تھا کہ چاند اس وقت لوگونکو دکھائی دیتا ہے جبکہ

واثر العبودية فليخرب الحصون
وليملاء الخنادق بالتراب ويسوّها
ارضا مستوية وليأتنا بنفسه ويحضر
في حضرتنا بشخصه وليخلف ابنه
في مكانه وان لم يجب الى ذلك
فليرسل الينا الثلثة الوزير و
سليمان شاه واللدواندا حتى يؤدوا
اليه رسالتنا على وجهها من غير
تحريف وتغيير ونقصان وتبديل
فان فعل الخليفة ذلك واطاعنا
فيما امرناه به ما يلزمنا خلافه و
ولا يجب علينا البغي والشقاق عليه
فان لم يصنع الى قولنا فليستعد
للقتال ولينهض بجنده وعسكره
للنزال فاما انا فان جندت له
الجنود وتوجهت بعساكري الى
بغداد فان سترت نفسك في
اعلى السماء واخفيت شخصك فيما
دون الثرى لاخرجنك منها
ولاتين بك من اعنان السماء و
بك كالاسد الظهر البطن من فوق
الجو على متن الارض ولئن اتركن
في ملكك من نفس منفوسه

وفرمانبرداری ہماری اختیار کرے تو اسے لازم ہے
کہ اپنے قلعوں کو خراب کرڈالے اور خندقوں کو مٹی سے
بھر دے اور اسکو بالکل زمین ہموار کر دے اور
خود ہمارے حضور مین حاضر ہو۔ اور اپنے بیٹے کو
اپنی جگہ چھوڑ دے اور اگر یہ منظور ہو تو ان
تینون کو یعنی وزیر اور سلیمان شاہ اور دواتدار
کو ہمارے پاس بھیجدے تاکہ ہمارا
پیغام ٹھیک ٹھیک بالکم و کاست
آپکو پہونچا دین اگر خلیفہ ایسا کرے
اور ہماری فرمانبرداری کرے
تو ہمین کچھ اس کی مخالفت ضروری
نہ ہوگی اور ہم پر اسکے ساتھ برائی کرنا ضروری
نہ ہوگا اور اگر وہ ہماری بات نہ سنے تو جنگ
کے واسطے آمادہ رہے اور اپنے لشکر و فوج کو ہمارے
مقابلے کے واسطے کھڑا کر دے جائے اور اگر میں اسکے
واسطے لشکر تیار کرون اور بغداد کی طرف
رخ کرون تو یاد رکھ کہ اگر تو مجھسے چھپکر
آسمان پر پوشیدہ ہو گا یا زمین کے نیچے
اپنی تئین مجھسے چھپائیگا تو مین وہان سے
تجھکو نکال لاؤنگا اور شیر کی طرح تجھے ہوا سے زمین پر
چت گرا دون گا اور تیری سلطنت
مین ایک متنفس کو زندہ نہ چھوڑونگا
اور کوئی آنکھ تیری سلطنت مین گردش

وہان تو خاص روایت شیعہ بتائی گئی تھی اور یہان جب اسکے وجود کا اقرار کیا تو شیعو نسے کوئی تعلق ہی نہ رہا۔ ماشاء اللہ

سنا غضرو! کچھ تو زبان کا پاس کیا کرو۔ اسی لئے تو حدیث مین کلاب النار کا خطاب ملا ہو کہ لقمہ ملگیا تو دُم ہلا کر خوشامد کرینگے ورنہ معاویہ کی صفت دکھاتے رہے

(۱۴) ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین یہ بھی اڈیٹر صاحب کی دھوکہ دہی یاد کہ خوری ہو مگر ہائے آپ کی تحقیقات کا اب کوئی قدردان نہ رہا۔ علماء اہلحدیث تکفیر کا فتوی دے رہے ہین۔ مرزائی۔ آریہ تمسخر کر رہے ہین۔ کسیکے منہ دکھانے قابل نہ رہی کیونکہ چشم بد دور ہر بات سے آپ انکاری کئے جاتے ہین مجمع بحار الانوار مین ہے السنۃ فی الاصل الطریقۃ والسیرۃ وفی الشرع یراد بھا ما امر بہ النبی ونھی عنہ وندب الیہ قولا وفعلا مما لم ینطق بہ الکتاب العزیز صفحہ ۱۴۴ جلد یعنی سنت اصل مین طریقہ اور سیرۃ کو کہتے ہین اور شرع مین مراد وہ چیزین ہین جنکا حکم دیا یا نہی کیا رسول اللہ نے قول وفعل سے جسمین کتاب اللہ نہین نازل ہوئی تو اپکا یہ فرمانا کہ اہلسنت کے مذہب کی بنیاد تحقق خلافت پر نہین بلکہ قرآن وحدیث کی آیات پر ہے بالکل دروغ ہے کیونکہ سنت تو صرف سیرت کا نام ہے جسمین قرآن نہین آیا۔ پھر آپنے ہدایات قرآن کو کہان سے داخل کیا یہ بھی آپکی دروغگوئی اور کم علمی ہے آپ دیکھئے سنت کا استعمال یہود مشرکین سب کیلئے آیا ہو وفی ح المجوس سنوا بھم سنۃ اھل الکتاب ای خذ وھم علی طریقتھم ۔ ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ ای طریقتہ ۔ لتتبعن سنن من قبلکم ھو بالضم سبیلھم السبیل والطریق والیھود بالرفع ای ھم الیھود ۔ فان قیل قد وقع فیما مضی قتل الانبیاء وتحریف الکتب قلت لعل ما وقع فی ایام بنی امیہ من قتل علماء التابعین قتل سعید بن المسیب وغیرہ من ھذا القبیل فعلماء امتہ کانبیاء ھم ضعیف وقد قتلوا فلذۃ کبد الرسول والی الذات ابیہ جس سے معلوم ہوا کہ سنت کا لفظ بری اہل کتاب مشرکین جاہلیہ یہود ونصاری سب کے لئے ہے اور حدیث مین جو یہ آیا ہو کہ تم لوگ اپنے قبل کے لوگون کی سنت اختیار کروگے تو مراد اوس سے یہود ہین جسطرح یہود نے انبیا کو قتل کیا اور کتاب مین تحریف کیا اوسیطرح اہلسنت کے اماموں نے علماء تابعین کو قتل کیا اور کیونکر نہ ہو

اما بعد خط تیرا پڑھا اور ہمیشہ مین تیری تو فکر کرتا تھا بسبب اوس حق کے جو مجھپر واجب ہے اور
علیؑ بے شک صاحب سوابق مبارک ہین اور ہمیشہ رئیس و سردار رہے یہانتک کہ خلیفہ اول
اور پچھلے اور اونکے حق کو چھین لیا پس جو کام ہم لوگ کرتے ہین اگر حق ہے تو تیرے باپ بادی
اول اوسکے ہین اور اگر خطا ہے تو تیرے باپ اوسکے سبب ہین اب جو چاہو اپنے باپ کے
بارہ مین کریا چھوڑدے اور امام ابو الحسن علی بن الحسن مسعودی مروج الذہب مین یون
ناقل ہین من معاویۃ بن صخر الی الزاری علی ابیہ محمد بن ابی بکر اما بعد فقد اتانی کتابک
تذکر فیہ ما اللہ اہلہ فی عظمتہ وقدرتہ وسلطانہ وما اصطفی بہ رسول اللہ وعلی الرسع کلام
کثیر لک فیہ تضعیف ولابیک فیہ تعنیف ذکرت فیہ فضل ابن ابی طالب وقدیم سوابقہ
وقرابتہ الی رسول اللہ ومواساتہ ایاہ فی کل ہول وخوف فکان احتجاجک علی وعیبک بے
بفضل غیرک لا بفضلک فاحمد ربا صرف ہذا الفضل عنک وجعلہ لغیرک فقد کنا وابوک فینا نعرف
فضل ابن ابی طالب وحقہ لازما لنا مبرورا علینا فلما اختار اللہ لنبیہ ما عندہ واتم لہ ما وعدہ
واظہر دعوتہ وافلج حجتہ وقبضہ الیہ صلوٰۃ اللہ علیہ کان ابوک وفاروقہ اول من ابتزہ
حقہ وخالفہ علی امرہ علی ذلک اتفقا واتسقا ثم انہما دعواہ الی بیعتہما فابطا عنہما وتلکا علیہما
فہما بہ الہموم وارادا بہ العظیم ثم انہ بایع لہما وسلم لہما واقاما لا یشرکانہ فی امرہما ولا یطلعانہ
علی سرہما حتی قبضہما اللہ ثم قام ثالثہما عثمان فہدی بہدیہما وسار بسیرتہما فعبتہ انت وصاحبک
حتی طمع فیہ الاقاصی من اہل المعاصی فطلبتما لہ الغوائل واظہرتما عداوتکما حتی بلغتما فیہ مناکما
فخذ حذرک یا ابن ابی بکر وقس شبرک بفترک تقصر عن ان توازی او تساوی من یزن الجبال حلمہ
لا یلین عن قسر قناتہ ولا یدرک ذو مقال اناتہ مہد مہادہ ابوک وبنی ملکہ وشادہ فان یکن ما
نحن فیہ صوابا فابوک استبد بہ ونحن شرکاؤہ ولولا ما فعل ابوک من قبل ما خالفنا ابن ابی طالب
ولسلمنا الیہ ولکنا راینا اباک فعل ذلک بہ من قبلنا فاخذنا بمثلہ فعب اباک بما بدا لک او دع
تو ہین انتاب صفحہ ۹، حاشیہ تاریخ کامل جلد ۶ - خلاصہ یہ کہ یہ خط ہے معاویہ کی طرف سے [illegible]
ابی بکر کے اما بعد حمد خدا ونعت رسول کے - تو نے بہت سی باتین لکھی ہین جنمین تیری رائے کی [illegible]
کی تضعیف ہو و تیرے باپ کی شدت اور سختی ہے تو نے ذکر کیا فضل (علیؑ) ابن ابیطالب کو اور ان کی

قدیم سابق کو اور قرابت رسول کو اور ہر خوف و خدعہ کے مقام مو منین مواسات کرنیکو تیری تجہ
بہیہ اور عیب گیری کا اپنی ذاتی فضیلت سے نہیں ہے بلکہ غیر کی بزرگیو نسے ہے مین خدا کا شکر ادا
کرتا ہون جسنے فضیلت نہ دی اور تیرے غیر کو دی بیشک ضرور ہم لوگ جبکہ تیرے باپ بھی ہم مین
موجود تھے پہچانتے تھے فضل علی ابن ابیطالب کو اور اونکے فاروق پہلے شخص ہین جنھون نے
اُنکے حق کو چھین لیا اور اُنکے امر کی مخالفت کی اسی پر اول دونون نے اتفاق کیا اور اجتماع بھر
اون دونون نے علی کو بلایا اپنی بیعت کے لئے تو دیری کی اونہون نے اونکی بیعت سے اور
تاخیر کرنیلگے تب اُن دونون نے اُنکے ساتھ بہت قصد کئے اور ارادہ اونکے ظلم کا کیا یہانتک کے انہون
نے بیعت کی اور مان لیا اُنکی حکومت کو وہ دونون کاروبار خلافت کرنے لگے انکو کسی امر مین
شریک کرتے ہین نہ اپنے اسرار اور راز کی باتون سے مطلع یہانتک کہ وہ دونون بھی مر گئے اور
تیرے عثمان اونکے قائمقام ہوئے اور اُسی طریقہ پر چلے اور وہی چال انہون نے بھی اختیار
کی تو تو اور تیرے ساتھی (جناب امیر) نے انپر عتاب کیا تا اینکہ اہل معصیت نے اونمین
طمع کی اور بکوشش قتل کرنا چاہا عداوت تم دونون نے ظاہر کی یہانتک کہ آرزوئین تمکو اونکی
پوری ہوئین اگر جو باتین ہم کرتے ہین وہ صحیح و درست ہین تو تیرے باپ اُسکے ساتھ متفرد ہین
اور ہم لوگ اُنکے شریک ہین اگر تمہارے باپ پہلے سے یہ کاروائی نہ کرتے تو ہرگز ہم لوگ علی ابن
ابیطالب کی مخالفت نہ کرتے اور اُنکی خلافت کو تسلیم کر لیتے مگر کیا کرین کہ تیرے باپ ہی نے
سبسے پہلے مخالفت کی تو ہم لوگ اُنہین کے طریقہ پر چلے ہین اب جو چاہو اپنے باپ کے حق مین
کہو یا چپ رہو والسلام علی من اناب مروج الذہب صفحہ ، بحاشیہ تاریخ کامل جلد ۶۔

کیا ان خطوط معاویہ کے دیکھنے کے بعد کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ خلافت خلیفہ اول کے پہلے کوئی
متنفس بھی سنی تھا کیونکہ معویہ صاف لکھ رہا ہے کہ ہم اور تمہارے باپ فضل علی ابن ابی
طالب کو خوب جانتے تھے اور اُنکے حق کو لازم مانتے۔ اگر عمر اور ابوبکر اتفاق کر کے حضرت علی کو نہ
مجبور کرتے تو ہرگز ہم علی کی مخالفت نہ کرتے اور اُنکے کل حقوق کو تسلیم کرتے پھر آپ کیونکر کہہ سکتے ہین
کہ خلافت ابوبکر کے پہلے کوئی بھی سنی تھا۔

ہم نہین سمجھتے آپکو صحابہ سے کیون ایسی عداوت ہے جو فرماتے ہین یہ خلافت سے پہلے خود آنحضرت

کے زمانہ مین بھی اصحاب کرام سب اہلسنت تھے" حالانکہ اسکو آپ تسلیم کرچکے ہین کہ جس روز
حضرت نے اپنی نبوت کا اعلان کیا اُسی روز خلافت جناب امیرؑ کا بھی اعلان کیا تو کیا یہ
ممکن ہے کہ کسی صحابی کا عقیدہ اس اعلان رسول کے خلاف ہو پھر وہ سنی کیونکر ہو سکتا ہے
یہی تو سبب ہے کہ سنت کا لفظ صحابہ اور رسول اللہ مین ایسا مشترک ہو گیا ہے کہ اگر مطلق سنت کہا
جاے تو اُس سے سنت رسول نہین مراد ہو سکتی چنانچہ کتاب اصطلاحات الفنون مین ہے لایحمل
علی سنة الرسول الا بدلیل معنے کہ مطلق سنت کہنے سے سنت رسول پر اُسکا حمل کرنا
بغیر دلیل نہین ہو سکتا۔ تو پھر اسکا دعوی کرنا کہ عہد رسول مین کسی صحابی کو اہلسنت کہا جاتا تھا
کس درجہ خلاف واقع ہے حالانکہ تمام اہل علم کو معلوم ہے کہ اُس زمانہ مین اس لفظ کی ایجاد ہی
نہین ہوئی تھی بلکہ اسکی ایجاد تو عہد معاویہ سے ہوئی کہ اوس سال کا نام سنة الجماعة رکھا
گیا جسکی طرف اہل سنت کی نسبت ہے السنة والجماعة۔ بہرحال اگر ایڈیٹر صاحب کو دعوی ہے
کہ کوئی شخص بھی عہد رسول مین بخطاب اہل سنت پکارا گیا ہو تو اسپر کوئی حدیث صحیح لائین
ہر حدیث پیچھے پچیس روپیہ انعام ملیگا۔

(۱۶) ماشاء اللہ چشم بد دور کیا دعوی ہے کیا دلیل۔ دعوی تو یہ ہے "اہلسنت کے معنی ہی
یہی ہین کہ پیغمبر خدا کی سنت مطہرہ پر عمل کرنیوالے" دلیل یہ ہے "اسلیئے اہل سنت کا مذہب
ہے کہ نصب خلیفہ امت پر فرض ہے" مگر یہ عجب طرح کا مذہب ہے کہ جسپر کوئی دلیل نہ ہو۔ ایڈیٹر
صاحب وہ دلیل تو لاے جسپر یہ مذہب قایم ہوا۔ کیا قرآن مین اسکی ہدایت ہے کہ تم اپنے
دل سے خلیفہ بنالو حالانکہ خدا فرماتا ہے وما کان لمؤمن ولا مؤمنة۔ کہ کسی مومن
ومومنہ کو اختیار نہین کیا کوئی حدیث اس مضمون کی ہے کہ تمکو اختیار دیا گیا ہے جسکو چاہو
خلیفہ بنالو ولله للرسول وہ آیت اور وہ حدیث لکھ دیجئے جسمین اسکی تصریح ہے۔ یہی تو شیعہ
سنی کا جھگڑا ہمیشہ کے لئے طے ہو۔ کیا خوب ارشاد ہوا ہے کہ "خلافت حق امور ایمانی نہین"
تو پھر اطاعت خدا و رسول و اولی الامر بھی تو گئی ہے کہ خدا فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا
الرسول و اولی الامر منکم تو کیا اس سے ہمکو یہ بھی حق حاصل ہوگا کہ خدا و رسول و اولی الامر
اپنے جیسے گڑھ لیوین۔ شاید اسی اصول پر مرزائی فرقہ وہابیون سے علحدہ ہوا کہ خلیفہ تراشی

علیہا الصحیحة فلاوجه لان یمتری من له ادنی انصاف فی ان من صدق علیهم هذا الحدیث والایة من غیر شائبة وهم الائمة الاثنی عشر من اهل البیت وسیدة نساء العلمین بضعة رسول الله ام الائمة الزهراء الطاهرة علی ابیہا وعلیہا الصلوة والسلام لاشائبة فی کونهم معصومین کالمهدی منهم علیهم السلام ۔ یعنی جبکہ ہر طرح صحت حدیث ثقلین کی اور اُسکے متعلقات کی لفظ و معنی دونوں تحقیق ہو چکے اور آیہ تطہیر کو اُسکے ساتھ ملایا مع تفسیر ۔ اور احادیث صحیحہ دال ہیں تو پھر جسکو تھوڑا بھی انصاف ہوگا وہ یقین کریگا کہ ائمہ اثنی عشر اہلبیت سے اور جناب سیدہ سب معصوم ہیں مثل مہدی کے جسپر یقیناً یہ حدیث صادق آتی ہے بلا کسی قسم کے شک و شبہ کے ۔ پھر عجیب ہے کہ بادشاہ صاحب اخفہ کا معصومین کے اقوال سے استناد کو دلیل حدوث مذہب شیعہ قرار دیں حالانکہ خود خدا نے انکی اطاعت کو عین اطاعت رسول فرمایا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اور رسول اللہ نے انی تارک فیکم الثقلین فرما کر کتاب اللہ و اہلبیت اطہار کو مساوی اور ہمسر قرار دیا ۔

تو پھر مذہب اہلسنت جو اصول و فروع تمامتر مخالفت احکام خدا و رسول پر مبنی ہے کیونکر دعوی اسلام کا کر سکتا ہے چہ جائیکہ دعوائے قدامت ۔

چہ جائیکہ وہابی اسلام کے مدعی ہوں جنکا بانی مذہب محمد بن عبدالوہاب سنہ ۱۱۱۱ھ میں راہی ملک عدم ہوا جن کے بعد سے تھوڑے ہی دنوں میں ہندوستان میں نمودار ہوئے ۔ بابی، آریہ مرزائی ہم امید کرتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب اہلحدیث اس مضمون کو پورا ایکدفعہ شائع کرینگے اور اوس سے سائل جو بیان جواب لکھیں ۔ اگر ایک دفعہ اس مضمون کو بسلسلہ تعیف شائع کرینگے تو ہم شروع سے اسکے معاوضہ میں حاضر کرینگے ۔ دیکھئے یہ انعام بھی لیتے ہیں یا جسطرح پانچ سوال کے جواب پر دعوت دیں کا انعام آج تک نہ دے سکے اسکو بھی چھوڑ کر جائینگے ۔

قومی مراسلات

جناب سید مہدی حسن صاحب موضع مرپور ڈاکخانہ خاص یورنیلی ضلع مظفرنگر سے لکھتے ہیں ۔ السلام علیکم ۔ پرچہ الشمس نمبر ۲۲ ماہ حال بدستور سابق ایک سال تک پرچہ مسلمان تنا ۔ الحمد لله تمہیری کا صرف شفا

اصلاح

نمبر ۱ | بابت ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۲۹ھ مطابق اکتوبر سنہ ۱۹۱۱ء | جلد ۴

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

قیمت سالانہ

مہاجر سید ... پبلشر

ضمیمہ اصلاح نمبر ۱

کارروائی خانبہادر مرزا شجاعت علی صاحب اور امام باڑہ ہوگلی

ناظرین کو معلوم ہے کہ سابق متولی اشرف الدین احمد خان بہادر کو سال گذشتہ ایک نوٹس کمیٹی کیطرف سے جسکا
مضمون یہ دیا گیا تھا کہ بعد ایکسال کے تم اپنے کو معزول سمجھو الفاظ تھا کہ جب اوپر کی میعاد ختم ہو تو اسکے بعد کیا [illegible]
ہوسکا سو جب کارروائی ہوگی مگر قبل اسکے کہ کسی قسم کی کارروائی اس بارے مین کیجاوے پریسیڈنٹ نواب خان بہادر
مرزا شجاعت علی صاحب نے بمکان پرنس غلام محمد شاہ صاحب بعد ازاں شرشیان کالج ایک میٹنگ منعقد کی جسمین [illegible]
اور زرولیوشنون کے ایک رزولیوشن اس مضمون کا بھی تھا کہ پریسیڈنٹ کو اختیارات دئے جائین کہ بوقت ضرورت
اس امر خاص مین وہ جس قسم کی کارروائی کرنا چاہین تنہا کرسکین کمیٹی کو کسے قسم کا اعتراض نہ ہوگا جب ممبران کمیٹی نے
اس زیرولیوشن پر غور کیا فوراً ایک خط بنام پریسیڈنٹ اس مضمون کا بھیجا کہ چونکہ اس رزولیوشن سے بعد کو کسی قسم
کی غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے لہذا مناسب ہے کہ فوراً ایک میٹنگ کیجاوے جسمین پریسیڈنٹ کے اصرار پر اس طرح
ترمیم کیگئی کہ اجراے نوٹس کے ۶ گھنٹے کے اندر اگر ممبران کمیٹی میٹنگ مین نہ پہنچ سکین تو پریسیڈنٹ کو اختیار ہوگا کہ وہ جو
کارروائی ضروری اور لازمی سمجھین کرین اگرچہ بعض ممبرون نے اس ۶ گھنٹے کے وقت کو ناکافی سمجھا مگر پریسیڈنٹ نے اس
زیرولیوشن کو اسیطرح پاس کرالیا جبسے ممبران کمیٹی کو اوسوقت سے یہ اندیشہ ہوا کہ خدا جانے کس وقت اس ریزولیوشن
کے ذریعے سے پریسیڈنٹ یہ کارروائی کرین کہ ممبر کمیٹیون کو مجبور ہوکر اون کا ساتھ دینا پڑے آخر وہی ہوا کہ ماہ رمضان المبارک
کی شب کو ایک بجے کے بعد ممبران کمیٹی کو اس مضمون کا نوٹس دیا کہ آپ حضرات صبح ۷ بجے ہمارے گھر پر پہنچ جائین
اس کارروائی کی بنیاد اوسی شب کو مولوی حسن عسکری کے گھر پر پائی تھی ۔ غرض صبح کو دو ممبران کمیٹی خواہ و نخواہ
وغیرہ ان کسی طرح پریسیڈنٹ کے مکان پر پہنچے جسمین اوسیوقت [illegible] کا اوسوقت تک اون سے پوشیدہ
رکھی گئی تھی دکھا کر یہ کہا گیا کہ چونکہ متولی صاحب کل سے کلکتہ آئے ہوئے ہین اور آج بھی یہین مقیم ہین گے لہذا
اسوقت فرصت کو غنیمت سمجھنا چاہیے اور فوراً چلکر امام باڑہ پر قبضہ کرنا چاہیے ایک ممبر نے جانے سے مجبوری ظاہر
کی اور کہا کہ جب تک ہم اچھی طرح سے سمجھ نہ لیوین گے ہم نہین جاسکتے اور کہا ۶ گھنٹے کا وقت ہم لوگون کو ملنا چاہیے
دیا تھا کہ ایک بجے شب کے ہم لوگون کو نوٹس بھیجا جاے مگر دو ممبرون نے مجبوری اپنی آمادگی ظاہر کی جسمین ایک وہ
اوسیوقت پریسیڈنٹ کے ہمراہ ہوگلی امام باڑہ روانہ ہوگئے اور دوسرے ممبر جو اوسی کے [illegible] ہوگلی پہنچے
ہان یہ بات تو رہی گئی کہ جسوقت پریسیڈنٹ نے ممبران کمیٹی سے ہوگلی چلنے کو کہا تو ممبران کمیٹی نے یہ اعتراض کیا کہ
شب ہی کو نوٹس مین کیون نہین لکھدیا گیا کہ آپ لوگون کو ہوگلی امام باڑہ چلنا ہوگا کہ ہم لوگ ہوگلی جانے کیلئے
تیار ہوکر آتے تو پریسیڈنٹ نے یہ عذر پیش کیا کہ افشاے راز کے خیال سے آپ لوگون کو نہ لکھا گیا کہ شاید متولی ہوگلی
امام باڑہ کو خبر ہوجاے اور وہ ہوگلی [illegible] ہون پریسیڈنٹ یہان تو یہ بیان کرتے ہین اور وہان جو کارروائی کی
تمام امام باڑہ مین ۷ بجے صبح کو پہنچے آجکے دو گھنٹہ بعد پریسیڈنٹ مع ایک ممبر کمیٹی کے امام باڑہ مین داخل ہوا
متولی کو دیکھکر پریسیڈنٹ نے اپنی تمام [illegible] تو متولی صاحب سے [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱۰ | بابت ماہ شوال المکرم ۱۳۲۹ھ مطابق اکتوبر ۱۹۱۱ء | جلد ۱۴

ضروری معروضات

(۱) خطوط کی تعمیل میں اسوجہ سے تاخیر ہوتی ہے کہ آپ نمبر خریداری نہیں لکھتے جس سے دو دو ہفتہ تک نام کی تلاش میں گزر جاتے ہیں لہذا ہر خط میں نمبر لکھنا ضروری ہے ورنہ تعمیل ناممکن ہے۔ (۲) دوسرے ممکن ہے کہ بوجہ ماہ رمضان و شرکت کانفرنس سے کسی حکم تعمیل نہ ہوئی ہو تو براہ کرم مطلع فرمائیں کہ تعمیل کیجائے۔

(۳) ہم نے محض قوم کی خیرخواہی اور تبلیغ احکام الٰہی کے لئے ۹ء میں اعلان دیا تھا کہ اصلاح کی سابق جلدیں مفت بلا قیمت اہل سنت کو دیجائینگی۔ صرف محصولڈاک کے لئے فی جلد ۴ر دینا ہوگا جو بحساب فی پرچہ ۔ر سوں ڈاک اور رفیس ویلو مگر افسوس کہ ایک سنی بھی طلبگار نہ ہوا صرف ۵ شیعوں نے مختلف جلدیں طلب کیں تو اب اسکی شکایت شروع ہوئی جلد کامل نہیں ہے حالانکہ مکرر اعلان کر دیا گیا تھا کہ جو دفتر کم ہوگا دفتر اسکا ذمہ دار نہیں اب ہر شخص کو کون جواب دے حالانکہ کامل جلدیں اب [illegible] پرچے نہیں مل سکتیں اسیلاہ [illegible] وہ ایسی ہی کرینگے جیسے [illegible] اور پرچہ کا ٹکٹ لگا ہوا تھا تو بجز اللہم اہد قومی فانہم لایعلمون کیا کہہ سکتا ہوں اسپر بعض مومنین کا خیال ہے کہ ایڈیٹر کے پاس کوئی خاص فنڈ اسکا ہو جس سے مسلسل طور پر اصلاح و الشمس کے اجرا کا بلاقیمت مطالبہ کیا جاتا ہے حالانکہ سو پرچہ سے زائد ہر وقت بھی مفت دیا جاتا ہے اور قوم سے ایک پیسہ چندہ کی امید ہے کیونکہ یہ سب باتیں تو اوس قوم میں ہوتی ہیں جو زندہ قوم کہلاتی ہیں بلکہ شیعوں کو اگر توجہ ہوگی تو الندوہ کی طرف یا مسلم یونیورسٹی کیطرف یا انجمن حمایت اسلام لاہور کیطرف کیونکہ اپنی قوم تو سوختنی و گردن زدنی ہے ہاں اگر امید ہے تو کسی غیر قوم سے جیسا کہ ہز ہائنس مہاراج بنارس نے پانچسو روپیہ اعانت شیعہ کانفرنس میں مرحمت فرمایا اللہم اصلح

(۴) قوم کی تو یہ قدردانی ہے اور اوسپر یہ تقاضا کہ مضامین ناتمام رہتے ہیں اور اسکو کوئی نہیں دیکھتا کہ نئے مضامین کا سلسلہ کن مجبوریوں سے شروع کیا جاتا ہے کہ لکھتے لکھتے صدہا خطوط آجاتے ہیں۔

(۵) الحمدللہ کہ تحقیق صوم عاشورا اس نمبر میں تمام ہوا۔ جہاں جہاں امرتسری مخالفت تعزیہ داری میں ہو پہنچے اون کے لئے کچھ زاید نسخے چھپوا لئے گئے ہیں قیمت ۲؍ ہے مگر ناداروں کو مفت ہو بشرطیکہ وہ خریدار اصلاح ہوں۔ (۶) فلسفۂ شہادت اس نمبر میں نہ شائع ہو سکا انشاءاللہ تک تمام ہو جائیگا

(۷) اب چونکہ یہ سال تمام ہو رہا ہے صرف دو نمبر باقی ہیں اسلئے بکمال ادب ملتجی ہوں کہ اگر سال آئندہ خریداری منظور نہ ہو ابھی سے بذریعہ کارڈ مطلع فرمائیں اور اگر خریداری منظور ہو تو ۱۵ ماہ ذیحجہ تک بذریعہ منی آرڈر مرحمت فرمائیں کیونکہ نمبر ۱ جلد ۱۵ عام طور سے ویلو ہوا جائیگا۔

(۸) ضرورت تنقید بخاری پر ایک مفصل تحریر نمبر ۸ میں لکھ چکے ہیں الحمدللہ کہ حسب ذیل حضرات نے اوسپر توجہ فرمائی اور اپنا نام نامی درج رجسٹر کرایا مگر افسوس کہ قوم کی ناتوجہی سے ہنوز تسو کی تعداد بھی پوری نہ ہو سکی حالانکہ کررعرض کیا گیا کہ جب تک دوسو کی تعداد نہ ہوگی اشاعت تنقید بخاری ناممکن ہے۔ اللہ اللہ جو تنقید بخاری کے لئے اہل حدیث میں کانفرنس ہو اور چار پانچ برس کی جانکاہ محنتوں، مشقتوں پر بھی ایک حرف کا جواب نہ دے سکیں اوس کتاب کی اشاعت میں ہماری قوم کو یہ پس و پیش ہو ایک پوسٹ کارڈ سے خشک منظوری کی بھی اطلاع نہ دیں پھر خدا ہی حافظ ہے اس دین حق کا جسکی اشاعت میں ہمارے معصوم کا مقدس خون شریک ہے آخر میں حسب ذیل حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے اپنی منظوری سے مسرور کیا جزاہم اللہ خیرا۔

(۱۰) جناب سید حسن عسکری صاحب	جناب مظاہر حسین صاحب	جناب سید محبوب حسین صاحب	جناب نواب سید نوری علی صاحب
جناب سید محمود علی خاں صاحب	جناب مولوی سجاد حسین صاحب	جناب منشی علی حسن صاحب	جناب قاضی فقیر علی صاحب
جناب منشی امیر حسن صاحب	جناب مرزا اعجاز حسین صاحب	جناب منشی خادم علی خاں صاحب	جناب سید آل عمران صاحب
جناب سید حسین صاحب	جناب سید محمد آتالیق صاحب	جناب تصدق حسین صاحب	جناب منشی لیاقت حسین صاحب
جناب سید فصیح احمد صاحب	جناب طالب حسین صاحب	جناب سید ذاکر حسین صاحب	جناب سید باقر علی صاحب
جناب سید غلام علی شاہ صاحب	جناب غلام علی شاہ صاحب	جناب چودھری نیاز علی صاحب	جناب محمد باقر صاحب
جناب منشی بادشاہ حسین صاحب	جناب اشرف علی صاحب	جناب قاضی نصیر محمد صاحب	جناب سید شاہ محمد حسین صاحب
جناب سید اشرف حسین صاحب	جناب سید ابو حسین صاحب	جناب برکت علی شاہ صاحب	

جناب سید نظیر حسن صاحب سکریٹری راجہ صاحب محمود آباد بشرط اشاعت تنقید بخاری دو سالانہ منظور کرتے ہیں جزاہم اللہ خیرا۔

(۹) الصواعق بھی بوجہ نہ ہونے کاتب اول کے اس نمبر میں نہ شائع ہو سکا

اجلاس پنجم شیعہ کانفرنس

قبل اسکے کہ کچھ حالات اس کانفرنس منعقدہ شہر بنارس کے لکھے جائین اوس اختلاف کا تذکرہ ضروری ہے جس سے سال بھر بے لطفی رہی ابتدا اسکی اجلاس چہارم منعقدہ امروہہ ۱۳۲۸ھ سے ہوئی جبکا منشا یہ تھا کہ صدارت کانفرنس کو ایک جماعت علما سے مخصوص چاہتی تھی دوسری جماعت تعلیم یافتون کی تعمیم چاہتی تھی کہ علما۔ امرا تعلیم یافتہ سب ہی وقتاً فوقتاً صدر ہو سکین۔

مسٹر وزیر حسن بیرسٹر ایٹ لا اس خیال کے محرک تھے اور اونکی ایسی زوردار تقریر ہوئی تھی کہ تعلیم یافتہ حضرات کا خیال تھا کہ اگر اوسوقت فیصلہ کیا جاتا تو ضرور وہ کامیاب ہو جاتے مگر جناب صدر المحققین مولانا السید ناصر حسین صاحب نے اپنے حق صدارت سے قطعی طور پر اسکا فیصلہ کر دیا کہ اسوقت فیصلہ نہ ہو سال آیندہ تک ملتوی رہے۔

اوسوقت سے تمام قومی اخبار و رسایل مین یہ اختلاف نہایت بدنما صورت سے دکھایا جاتا تھا جس سے خوف ہوتا تھا کہ آیندہ سال کانفرنس کیوقت نہایت بدنما صورت ہوگی۔

مگر [illegible] نے اس سال بھر مین ایک دفعہ بھی اسکے متعلق کچھ نہ لکھا کیونکہ وہ جانتا تھا ہمارے علماء دین کی ذوات مقدسہ ایسی نہین ہین جنکی صدارت سے کسی فرد کو افراد شیعہ سے اختلاف ہو تعلیم یافتہ جماعت بھی ایسی نہین ہے جسپر علما کو اعتماد نہو یا قوم کو اونپر وثوق نہو کیونکہ فضل خدا سے سب ہین تو افراد ہین پابند صوم و صلوۃ و متدین و ہمدرد قوم ہین پھر کیونکر ممکن ہے کہ ہمارے علما اونکو اپنا دست و بازو نہ بنا سکین۔

مگر سال بھر کے تجربہ نے بتا دیا کہ تعمیم مین کیا خرابی ہے کیونکہ مسلم یونیورسٹی۔ انعام اللہ و انتخاب جداگانہ کے پریسیڈنٹ ہی اکثر حضرات اوسے شیعہ ہی تھے مگر اونکی کارروائیان کہہ رہی ہین کہ قوم شیعہ کسی طرح قابل ہمدردی نہین ہے نہ اونکو اپنا سواد دینا چاہیے نہ اونکی کسی طرح سرپرستی کرنی چاہیے نہ ان کے کچھ حقوق ہین۔

راجہ علی محمد خان بہادر نے مسئلہ انتخاب جداگانہ مین جو قوم شیعہ کے ایک معزز رکن کے ساتھ برتاو کیا یا مولوی سید حسن صاحب بلگرامی نے اپنا نہایت معزز کتبخانہ الندوہ کو دیدیا

جس مین شیعون کو وہ تنے بھی حقوق نہین حاصل ہین جو قوم ہنود کو ہو سکتے ہین یہ ایسی باتین ہین جس سے ہر فرد قوم بلکہ ان عزیز تعلیم یافتہ حضرات کو بھی جنکے دل مین قومی ہمدردی کا مادہ ہے نہایت پرمعنی تو دیا کہ ایسوں کی صدارت قومی حق تلفی کا باعث ہوگی جسکی تحریک اول جلاس مین ہو چکی تھی کہ ایجوکیشنل کانفرنس کے ہوتے ہوئے اسکی کیا ضرورت ہے۔

آنریبل نواب سید محمد بہادر بھی مستحق شکریہ ہین جنہون نے مخصوص طور پر اس رفع اختلاف کیلئے وحدت خیالی کے پہلے علماے لکھنو کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اون سے بعلاوہ شرکت کانفرنس لیا اجلاس دوم ۷ شوال مین جب رزولیوشن پیش ہورہا تھا پریسیڈنٹ صاحب سے بکمال لجاجت ملتجی ہوئے کہ اسوقت اسکو روک کے علماے لکھنو تشریف لا رہے ہین اونکے حضور مین تصفیہ مناسب ہو۔

بعد تشریف آوری جناب نجم الملۃ دامت برکاتہ ایک منتخب کمیٹی دس آدمیونکی اسلئے قرار دی کہ باخود بالتصفیہ ہو جائے جسمین جناب فخر العلما مولوی سید سبط حسن صاحب ممتاز الافاضل جناب مولوی فرمان علی صاحب۔ جناب مولوی قاسم علی صاحب اور مسٹر وزیر حسن صاحب وکیل درجہ اول رئیس ضلع سارن منجانب علما تھے اور جناب آنریبل سید بہادر مسٹر وزیر حسن صاحب بیرسٹرایٹ لا مسٹر سید آل ہادی صاحب بیرسٹرایٹ لا۔ نواب سید شہنشاہ حسین صاحب وکیل۔ نواب خیبر حسن خانصاحب خیال جو سب تعلیمیافتہ ہین اس کمیٹی نے طے کر دیا کہ صدارت کانفرنس ذوات علما سے متعلق رہے مگر بوقت ضرورت حسب تجویز انتخاب حضرات علماے لکھنو غیر عالم بحیثیت قایم مقامی بھی صدر ہوسکتا ہے مگر چونکہ جناب صدر المحققین مولانا السید ناصر حسین صاحب دامت برکاتہ اوسوقت تشریف فرما نہ ہوئے تھے لہذا اجلاس سوم ۸ شوال کے اول وقت مین پیش نہ ہوسکا۔

الحمد للہ کہ آخر اجلاس مین جب کل علما تشریف لا چکے خصوصًا جناب صدر المحققین دام ظلہ تو مسٹر وزیر حسن صاحب بیرسٹر نے جو قبل سے نہایت دلچسپ تقریر کر رہے تھے اور اپنے اوس خیال کو ظاہر کر رہے تھے جس سے تفریق کا خیال پیدا ہوتا تھا۔ نہایت خندہ پیشانی سے مسئلہ صدارت کو علما کی راے پر چھوڑ دیا جس سے تمامی قوم مین نعرہ صلوات بلند ہوا اور رزولیوشن اسی حیثیت سے پاس ہوا کہ صدر اسکے ہمیشہ علماے دین ہون گے جن کا انتخاب مرکزی کمیٹی سے ہوگا اور

علمائے لکھنو کے تجویز و انتخاب سے بغیر عالم بھی بحیثیت قایم مقامی صدر ہو سکتا ہے۔
اس اختلاف نے بظاہر ایسی مہیب صورت اختیار کی تھی کہ کانفرنس کا خاتمہ ہی سمجھا جاتا تھا مگر شکر خدا کہ نہایت خوش اسلوبی سے اسکا انصرام ہوا اور اوس امر کی تصدیق ہوی جسپر تمامی مخالفین باوصف اختلاف متفق ہین کہ شیعون مین کسیطرح اختلاف نہین ہے چنانچہ اصلاح ۱۳ مین آپنے جناب نواب وقار نواز جنگ مولوی وحید الزمان صاحب حیدرآبادی کی تحریر پڑھی ہو گی۔
اب رہے دو فرق جو شیعہ مین ہین ایک اصولی اخباری ان مین تو خدا کے فضل سے باہمی کوئی تنازع اور فساد نہین ہے اون کو دیکھکر اہل سنت کے فروعی فرق کو عبرت اور نصیحت لینا چاہئیے یعنی جیسے مذہب شیعہ مین اصولی (فقہا) اخباری (اہلحدیث) آپس مین ملے جلے ہین ویسے ہی مذہب اہلسنت مین مقلدین ائمہ اربعہ اور اہلحدیث کو ملکر رہنا چاہئے اور تمام جاہلانہ نزاعات اور تعصبات کو یک قلم دور کرنا چاہئے ۱۲ صد ۳
اس تحریر سے ہمکو عبرت لینا چاہئے کہ اہل سنت ہمارے اتفاق کو کس نظر سے دیکھتے ہین پھر یہ کیسی نافہمی ہو گی جو ہم صدارت کانفرنس مین اسقدر اختلاف کرین اور دو فریق سمجھے جاین۔
بہرحال شکر خدا ہی کہ یہ ایک اختلاف بھی اس خوش اسلوبی سے دفع ہوا اور دونون فریق جو حقیقتاً حقیقی بھائی تھے مثل سابق شیر و شکر ملگئے جس سے امید ہی کہ یہ شیعہ کانفرنس قوم کیلئے آبحیات کا کام دیگی اور اتفاقی قوت سے وہ فواید حاصل ہون گے جو کبھی نہ ہوا تھا کیونکہ آپکو یاد ہو گا شیعو نپر وہ زمانہ ہتون گزرا ہی جبکہ شیعہ کا نام لینا جرم تھا اور صرف الزام تشیع قتل کے لئے کافی تھا اور اب یہ زمانہ ہی کہ برکت گورنمنٹ انگلشیہ کی بدولت ہم پوری آزادی سے اپنا نام شیعہ لیتے ہین اور ہزارون کا مجمع کرتے ہین اور قوم کی مفید تجاویز پیش کرتے ہین آخر مین ہم اپنے لایق دوست مرزا دبیر حسن صاحب بیرسٹرایٹ لا کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے نہایت خوش اسلوبی سے اختلاف کو دفع کیا۔ جزاہ اللہ خیرا۔

حالات شیعہ کانفرنس منعقدہ ۶۔ ۷۔ ۸ شوال بمقام بنارس

اس کانفرنس کا پہلا اجلاس روز شنبہ ۶ شوال کو منعقد ہوا۔ افتتاح جلسہ تلاوت آیات

کلام مجید سے کیا گیا مگر چونکہ استقبالی کمیٹی کے پریسیڈنٹ خان بہادر جناب مرزا شجاعت علی صاحب تشریف فرما نہ تھے اسلئے بعوض اون کے وائس پریسیڈنٹ حاجی جلال الدین صاحب نے ابتدائی تقریر فرمائی۔

بتحریک جناب مولانا فخر الحکما و تائید جناب مولانا السید ظہور حسن صاحب جناب نواب ... جو شاہ ...ملائی لکھنؤ ہیں صدر کانفرنس قرار پائے اور ہر طرف سے نعرہ درود بلند ہوا۔

جناب صدر نشین صاحب کی افتتاحی تقریر چونکہ پہلے سے چھپی ہوئی تھی اسلئے عام طور سے وہ مبارک تقریر مخفی نہ رہ سکی مگر نہایت ہی پر معنی تقریر تھی جسنے تمامی حضار جلسہ نہایت محظوظ اور متاثر ہوئے۔

۲ بجے دوسرا اجلاس ہوا جسمیں تعزیت مولانا السید کلب باقر صاحب جائسی متوطن کربلای معلی اور نواب نثار علیخان مرحوم رئیس حسین آباد اور میر راحت حسین صاحب وکیل کانپور متوطن نوتنی کی وفات پر تعزیت کا رزولیوشن پاس ہوا۔ پھر تعزیت وفات فرمانروائے حیدرآباد دکن کا رزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا بعدہ جشن تاجپوشی ملک معظم قیصر ہند اور مسند نشینی ہز ہائینس عثمان علی خان فرمانروائے دکن کا ریزولیشن پاس ہوا اور آخر میں مضمون کا ریزولیشن پیش ہوا کہ تاجپوشی ہند کی تاریخ مقررہ یکم جنوری عشرہ محرم میں پڑتی تھی مگر حضور معظم نے محض بخیال ہمدردی اپنی رعایائے اہل اسلام کے اوس تاریخ کو بدل دیا اسکا شکریہ کا تار دیا جائے۔

یہ اجلاس پہلے روز کا اسوجہ سے بہت اداس رہا کہ نہ جناب پریسیڈنٹ صاحب اور نہ کری صاحب علما لکھنؤ سے کانفرنس میں تشریف فرما ہوئے تھے جس سے عام خیالات پبلک پر نہایت برا اثر پڑ رہا تھا خصوصا اسوجہ سے کہ سکریٹریان کانفرنس نے عام طور پر اپنی رپورٹ سالانہ میں اسکی شکایت کی تھی کہ اسی اختلاف سے کوئی کام باقاعدہ نہ ہو سکا۔

اجلاس دوم ۱۰ شوال روز یکشنبہ کو ۸ بجے سے شروع ہوا سکریٹری وقت سکریٹری ہوکر سبسے پہلے اپنا سالانہ رپورٹ سنایا اور آخر میں وہی ریزولیوشن صدارت کانفرنس پیش ہوئے لیکن کہ جناب آنریبل نواب سید محمد خان بہادر نے نہایت اجمل ... ہوا اور سے جناب پریسیڈنٹ

صاحب سے التوا کی خواہش کی کہ جناب صدر المتقین مولانا السید ناصر حسین صاحب سے ہم وعدہ لے چکے ہیں اور تار بھی دیا ہے اوسوقت تک ملتوی کیا جائے جسے جناب پریسیڈنٹ صاحب نے منظور فرمایا اور نظم سید مجاہد حسین صاحب جو ہر ایڈیٹر اخبار اتحاد مراد آباد و سید صفی صاحب نے پڑھا جسپر یہ اجلاس ختم ہوا۔ مگر صرف اس خوش خبری نے کہ حضرات علما نے تشریف آوری کا وعدہ فرمایا ہے تمامی اہل جلسہ کی مایوسی کو امید سے مبدل کر دیا اور آثار مسرت ہر چہرہ سے نمایاں ہونے لگا۔

۲ بجے کے اجلاس میں ہز ہائینس مہاراج بنارس کی آمد کا انتظار تھا جسنے ساری اہل جلسہ کو محو نظارہ بنا دیا تھا ۳ بجے رونق افزاے جلسہ ہوئے اور منشی حیدر حسین صاحب خان بہادر چیرمین ورکینس جونپور نے اڈریس پیش کیا اور پڑھ کر سنایا جس سے حضور ممدوح نہایت خوش ہوے اور بجواب اوسکے نہایت عمدہ اسپیچ دی مگر چونکہ فی الجملہ طبیعت ناساز تھی لہذا ایک کن رسیدہ نے اس تقریر کو پڑھ کر سنایا جسکے یہ فقرات آب زر سے لکھنے کے قابل تھے یہ کہ آپ حضرات اولاد شبیر عبد افاتح بدر و حنین سے ہیں جو قومی ترقی کے لئے میرے حدود ریاست میں تشریف لائے ہیں اگرچہ آپکی تعداد قلیل ہے مگر لیاقت حسن و قابلیت سے آپنے اس کمی کو پورا کر لیا ہے جس سے یہ فرقہ کسی دوسری فرقے سے کم نہیں ہے ہماری ریاست کو ہمیشہ شیعوں سے مدد ملی ہے جس کے ہم ہمیشہ ممنون رہینگے۔ جناب مولوی گلشن علی صاحب مرحوم نے اس ریاست کو وہ ترقی دی جو کسی سے نہ ہو سکی"

یہ چند فقرات بنابر یادداشت لکھے گئے ہیں ورنہ اصلی اسپیچ کسی آیندہ موقع پر درج کی جائیگی اسکو ہیش خیمہ سمجھنا چاہئے۔ اتحاد ہندو مسلمان کا کیونکہ فرقہ شیعہ کا اصول یہی ہے کہ کسی فرقہ سے مخاصمت و مخالفت نہ رکھے سب کا خیرخواہ ہے۔

ہز ہائینس مہاراج بنارس کی تقریر کے بعد ہز ہائینس نواب بہادر رامپور کی اسپیچ پڑھی گئی جو ایک معزز رکن ریاست خیر زمان خان صاحب لائے تھے اور جناب ممدوح نے بوجہ ناسازی طبیعت عدم شرکت کی معذرت فرمائی تھی اس اسپیچ کا مطلب بھی یہی تھا کہ ابھی صرف مذہبی علوم ہی سے متعلق رہنا چاہئے کیونکہ اصلاح کی حاجت زیادہ تر عوام کو ہے جنکی تعداد زیادہ ہے

مگر افسوس کہ یہ آخری بھی بوجہ استعجال نہ مل سکی جو شامل کیجاتی۔ آخر میں یہ رزولیوشن پاس ہوا

چونکہ عدالت مال و فوجداری و دیوانی کی اوسان محکموں میں خفگی تعطیل عدالت مالگذاری ہوتی ہی تعطیل صرف عاشور دار محرم تک ہوتی ہے اور ۱۰ محرم کو ہر مسلمان مجالس کی شرکت اور تعزیہ کے کربلا تک لیجانے اور اوسکے ہمراہ رہنے سے فاقہ کے ساتھ تھک جاتا ہے اور تعزیہ کے دفن کرنے کے بعد اور اکثر جنکو دور جانا ہوتا ہی تعزیہ کے دفن کرنے کے پہلے ہی مجبوراً سفر کرنا پڑتا ہی جس سے اونکے مراسم تعزیہ داری پورے طور پر ادا نہ ہونے کے علاوہ اونکو پورا اطمینان اور آرام سے سفر کرنیکا موقع نہین ملتا ہے لہذا کانفرنس گورنمنٹ انڈیا سے اوسکے کمال ترحم پر نظر کرکے استدعا کرتی ہے کہ عدالت مال و فوجداری و دیوانی وغیرہ مین عشرہ محرم کے بعد لیکدن (۱۱) محرم کی تعطیل اور بڑھا دے۔ بالاتفاق یہ نہایت ضروری رزولیوشن پاس ہوا۔

اجلاس سوم ۸ شوال ۸ بجے صبح سے بعد قرات قرآن شروع ہوا جسکا پہلا رزولیوشن شکریہ گورنمنٹ تھا جس نے خاندان شاہی اودھ کی اولاد کی تعلیم کے واسطے وظائف مقرر فرماکر اونکی تعلیم کی طرف خاص توجہ فرمائی (۲) مسئلہ جواز وقف علی الاولاد کے متعلق جو بل پیش ہوا ہی اوسمین مسائل مذہب شیعہ کی مطابقت کا پورا اطمینان کرکے بتوسط علماے لکھنو تائید کیجائے۔ (۳) سکریٹری صاحب دارالترجمہ کی ذمہ داری پر کام کرنے اور ممبر بڑھانے اور کام مستعدی کرنے کی استدعا کی جائے

اسپر جناب مرزا محمد ہادی صاحب سکریٹری دارالترجمہ نے انگریزی ترجمہ صحیفہ کاملہ کو پیش کیا جسے مولوی محمد علی صاحب مولانی نے ترجمہ کیا ہے دو ہزار روپیہ اسکے طبع کا تخمینہ کیا گیا ہی جسکے لئے اوسیوقت چندہ کیا گیا اور نقد و وعدہ سے یہ رقم پوری کی گئی۔

۲ بجے کے اجلاس مین سب سے پہلے وہی دفعہ صدارت علما کا پاس ہوا جسنے وہ جوش پیدا کیا کہ تمامی مومنین کے چہرہ پر خوشی کے آثار نمایاں ہوئے اور فرط مسرت سے ہر طرف نعرہ درود بلند ہوا کیونکہ سال بھر سے یہ مسئلہ زیر اختلاف تھا۔

اس موقع پر ہم دوبارہ جناب عمدۃ الملک نواب سید محمد صاحب بہادر کا شکریہ ادا کرتے ہین جنکے مساعی جمیلہ نے فریقین کو رفع اختلاف پر آمادہ کیا اور مسٹر مرزا وزیر حسن صاحب بیرسٹر ایٹ لا کا بھی شکریہ ادا کرتے ہین جنہون نے نہایت صفائی و خلوص سے اپنے اختلاف کو اوٹھالیا اور شل

شیر و شکر ملنے کیجیے کہ بعد وہ دستور العمل بھی بجنسہ پاس ہوا جو اجلاس چہارم میں پیش ہوا تھا۔

یہاں ناشکری ہوگی اگر انجمن تہذیب الاخلاق کا شکریہ نہ ادا کیا جائے جسنے کانفرنس کو دعوت دی اور بنارس میں مدعو کیا اس انجمن کے کل ۶۰ ممبر ہیں جو اکثر نادار ہیں مگر صرف عالی الحاجات کے متکفل ہوئے بلکہ کل خدمات کانفرنس انہیں سے متعلق رہیں اور اس اختلاف کا خمیازہ زیادہ تر انہیں کو اوٹھانا پڑا کیونکہ اکثر مومنین علحدہ ہو گئے تھے جس سے ان لوگوں کو سخت دشواریاں پیش آئیں مگر ہزار آفرین کے قابل ہیں ممبران انجمن تہذیب الاخلاق جنہوں نے نہایت صبر و استقلال سے اس بار کو نہایت خوش اسلوبی سے اوٹھایا۔

چونکہ انجمن تہذیب الاخلاق بلکہ تمامی مومنین بنارس کے سرپرست جناب مولانا السید علی جواد صاحب دامت برکاتہ ہیں جن کے زہد و تقدس سے دنیا واقف ہے اور آپ ہی کے انفاس قدسیہ نے تمامی مومنین میں وہاں کے نور ایمان پھیلایا ہے لہذا ہم ممدوح کے خاص شکریہ پر اس تحریر کو ختم کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا مومنین کی توفیق کو زیادہ کرے جو اپنی قومی ضرورتوں کو سمجھیں اور وہ متوجہ ہوں کہ علما کے قدم کو نہ چھوڑیں کہ ساری برکتیں اونہیں کی بدولت حاصل ہوتی ہیں والسلام علی من اتبع الہدی۔ آئندہ اجلاس کانفرنس جونپور میں ہوگا۔

مصالحۃ المسلمین
نمبر ۱

اتحاد و اتفاق کی عام طور سے جس قدر ضرورت ہے اور خاص کر مسلمانوں کو اوس سے تو کسی کو انکار نہیں مگر افسوس ہے کہ ہر فرقہ بجائے اتحاد کے اختلاف کو ترقی دے رہا ہے۔

جناب نواب وقار نواز جنگ مولوی وحید الزمان صاحب حیدرآبادی نے علماے اہل سنۃ سے ایک تجویز نکالی تھی جو اصلاح ۵ میں صحیح ہے تو مخالفین اتفاق نے اس قسم کی مخالفت شروع کی کہ بجائے اتفاق اور اختلاف کو ترقی ہو گئی۔ ملاحظہ ہو اصلاح ۵ ش ۹۔

ان تحریروں میں اہلحدیث ابراہیم سیالکوٹی، مبارکپوری اصحاب ثلاثہ کا جواب مولوی ... صاحب امرتسری نے بنام اہلحدیث لکھا تھا جسے وہ ماہیوں کو طبع نہ ہوا تو اب ہم بر مذاق اہل سنت ضمیمہ لکھتے ہیں جس سے امید ہے کہ تسکین ظاہر ہو جائے۔

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث فرماتے ہیں "کیا کوئی سنی مان سکتا ہے کہ امیر معاویہ کو کیا ہی رضی اللہ عنہ
کے سب وشتم سے یاد کرے یا تعزیوں جیسے شرکیہ اور تعزیہ مخالف اسلام رسم امور مخالف اہل بیت
پر خاموش رہ سکے یا کوئی شیعہ سنیوں کے پیچھے فریضہ کی نماز پڑھنا گوارا کرے" مورخہ ۲۰ جمادی الثانیہ
مگر یہ نہ لکھا کہ سنی کون؟ کیونکہ جناب مولوی وحیدالزمان صاحب بھی جو اس تجویز کے مجوز ہیں سنی
ہیں اہلحدیث ہیں پھر کیونکر انہوں نے ایسی تجویز نکالی لہذا معلوم ہوا کہ یہ تجویز خلاف سنیت نہیں ہے
خود ایڈیٹر صاحب اپنے اخبار مورخہ ۲۴ جولائی میں لکھ چکے ہیں "تعجب ہے کہ باوجودیکہ اہل سنت
کا ہر ایک فرقہ اپنے آپکو اہلسنت جانتا ہے اور اپنے مخالف رائے کو حیثیت سے خارج کردیتا ہے تاہم آج تک
لقب اہل سنت کی جامع مانع تعریف ہماری نظر سے نہیں گذری"
تو پھر عام طور سے کسی مسئلہ کی نسبت یہ کہنا کہ مذہب اہل سنت کے خلاف ہے کسطرح درست ہوسکتا ہے
خصوصاً سب معویہ کہ سلف سے آجتک اسپر اتفاق اہل سنت ہوا اور چلا آتا ہے۔
یہی سوال ایڈیٹر صاحب نے مسلمانوں میں بھی کیا ہے "کانفرنس موصوف اس سوال کو بڑی قابلیت
اور قابلیت سے طے کردیگی۔ سوال یہ ہے کہ ہندو کون ہے؟ یعنی ہندو کی جامع و مانع تعریف کیا ہے"
جس سے ہندو اور سنی دونوں مساوی ٹھہرے کہ نہ انکی کوئی تعریف جامع و مانع ہے نہ انکی۔ تو پھر کیونکر
کہہ سکتے ہیں "کیا کوئی سنی مان سکتا ہے" کیونکہ ابھی تک سنی کی تعریف ہی نہیں معلوم ہے حالانکہ
بہ اتفاق مفسرین اہل سنت آیہ الشجرۃ الملعونۃ فی القرآن معاویہ و بنی امیہ کی شان میں وارد ہے
صحیح مسلم میں لا اشبع اللہ بطنہ بحق معویہ موجود ہے۔ پھر اوسکے حق میں رضی اللہ عنہا کہنا مخالفت
رسول نہیں تو کیا ہے۔
رہا تعزیہ کو شرکیہ و مخالف رسم اسلام کہنا کلمہ کفر نہیں تو کیا ہے جسکو تمامی علماء سلف واجب التعظیم
جانتے تھے اور جب تک النجم، اہلحدیث، کرزن گزٹ ٹھیکیداران یزید کا وجود نہ تھا
سنی شیعہ سب ہی تعزیہ دار تھے اور آج بھی لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں سنی تعزیہ دار ہیں بہ استثنائے
چند وہابی جنکا شمار انگلیوں پر ہوتا ہے۔
سنیوں کو تو خود آپنے فتویٰ دیا تھا کہ شیعوں کے پیچھے نماز پڑھیں ملاحظہ ہو اہلحدیث مورخہ ۱۳
مارچ سنہ ۹ء۔ پھر یہاں کیا ہو گیا جو اس سے عدول کرتے ہیں کیا یہ بھی دادی کی حلت کا

مسئلہ ہے کہ ایک مرتبہ حلال کیا اور پھر حرام۔

کیا آپ اسکو کم جانتے ہین کہ جو لوگ یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون کے مصداق ہوں اور اون کے بارے مین سکوت کیا جاے۔ کیا جناب امیرؑ کا افضل صحابہ ہونا مسئلہ مسلّمہ اہل سنت نہین ہے ملاحظہ ہو شرح فقہ اکبر مثلاً قول سعد الدین بل یجب ان یجزم بان علیاً رضی اللہ عنہ قد تواتر فی حقہ ما یدل علی عموم مناقبہ ونحوہ فضائلہ اتصافہ بالکمالات واختصاصہ بالکرامات یعنی واجب ہے اعتقاد کرنا افضلیت حضرت علی کا جنکی شان مین بہت سی حدیثین وارد ہین جو حضرت کے عموم مناقب وفضایل پر دال ہین اور اتصاف بکمالات و اختصاص بکرامات ظاہر ہین۔

خود شاہ ولی اللہ صاحب قرۃ العینین مین لکھتے ہین ابو عمر و اختیار بحث میکند در حدیث ابن عمر وانرا مسلم نمیدارد و ادعا نقل میکند کہ تفضیل حضرت صدیق بر حضرت فاروق و مرتضی متعین ست لیکن کسے فاروق را یا مرتضی را تفضیل دہد بر صدیق ہیچ مضایقہ نیست و میگوید کہ فی الجملہ در سلف اختلاف واقع بود در تفضیل صدیق بر مرتضی و شیخ عبد الحق دہلوی نقل میکند کہ در مسئلہ تفضیل خلاف ہست جمعے قطعی گویند و اکثر ظنی بلکہ سیاق کلام شیخ دلالت می کند کہ قول جمہور ظنیت است و ابوبکر باقلانی و امام الحرمین و امام رازی و قاضی عیاض و ملا سعد الدین تفتازانی ہمہ میل بظنیت اند ص ۱۴۲

پس جب اتنے علماے اہل سنت قایل بہ افضلیت جناب امیرؑ ہین اور خود مسئلہ افضلیت غیر قطعی بلکہ ظنی ہے تو ایڈیٹر صاحب کا یہ فرمانا کہ حضرت علی کو تمام اصحاب سے افضل جاننا شیعوں کا مذہب ہے، پھر یہ مذہبی دست اندازی نہین تو کیا ہے؟ کیونکہ صرف جناب وحید الزمان صاحب ہی تو اسکے قایل نہین ہین بلکہ اکثر علماء اہل سنت کا یہی مذہب رہا ہے۔

نواب صدیق حسن خان صاحب [illegible] مین لکھتے ہین۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی در عقیدہ خود گفتہ مراد افضلیت از جمیع وجوہ نیست تا نسب و شجاعت و قوت و علم و امثال آنرا نیز شامل باشد بلکہ معنی عظمت نفع در اسلام است و ابوبکر و عمر ہمین اند بلا ریب باتفاق در اشاعت حق ص ۹۔

جس سے معلوم ہوا شاہ ولی اللہ صاحب بھی باوصف [illegible] مطلق افضلیت

شیخین کے من جمیع الوجوہ قایل نہ ہوسکے بلکہ بہت سے وجوہ سے جناب امیرؑ کو افضل قبول کیا ہے
تو پھر فرمایئے آپکا یہ قول کیا ہوا "اہل سنت نے جس کو جیسا مانا ہے اوسکی اسلامی خدمت کے لحاظ
سے ٹھیک مانا ہے" اسلامی خدمات جس قدر صدیق و فاروق سے ہوئی ہیں کوئی اونسے بڑھکر
تو کیا برابر بھی نہیں دکھا سکتا بفضلہ تعالے اسلامی تاریخ زندہ گواہ ہے "حسن عقیدت اور
ہر واقعات کی تصدیق اور" کیونکہ اہل سنت کے ماننے کا حال تو معلوم ہو چکا کہ باوصفیکہ مدار
مذہب حسن عقیدت شیخین پر ہے مگر جنہیں کچھ بھی دیانتداری کی بو تھی اونھوں نے حق کا اقرار
کیا اور قایل ہوئے کہ جناب امیرؑ ہر طرح سے افضل تھے۔

ہاں صاحب اونکو بھی آپ اہل سنت سے مانیں گے یا نہیں جنہوں نے عمر صاحب کو خلافت
سے دودہ کی مکھی کیطرح نکال دیا ہے دیکھو تاریخ الخلفا ثلاثۃ ابوبکر الصدیق فی قتل اھل
الردۃ و عمر بن عبد العزیز فی رد المظالم و المتوکل فی احیاء السنۃ و اماتۃ التجھم
ص ۲۳ یعنی خلیفہ تین ہوئے ابوبکر جنہوں نے اہل ردہ کو قتل کیا۔ عمر بن عبد العزیز جنہوں نے
رد مظالم کیا۔ متوکل جسنے مذہب اہل سنت کو زندہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ آپکے عمر و عثمان تو
خارج ہوئے۔ کیا اسکی نسبت بھی یہ ارشاد ہوگا۔ کہ اہل سنت نے جس جیکو مانا ہے اوسکی اسلامی
خدمت کے لحاظ سے ٹھیک مانا ہے، کیونکہ اسکا قایل بھی تو سنی ہی تھا۔ پھر کیوں نہیں اسکو
ٹھیک مانتے۔

ہاں صاحب اہل سنت نے حدیث اثنا عشر امیر او خلیفہ میں یزید و عبد الملک کو بھی مانا ہے
تو وہ بھی ٹھیک مانا ہے کہ سب برابر مساوی خلیفہ تھے اور مصداق یکون الاسلام عزیزا حتے
یمضی اثنا عشر خلیفۃ۔ اسلامی خدمات کے لحاظ سے کسی کو ماننا موجب خروج عن المذہب ہے کیونکہ
مذہب اہلحدیث تو قال اللہ و قال الرسول پر ہے اسمیں اسلامی خدمات کو کیا دخل کیا آپنے صحیح بخاری
میں ان اللہ لیوید ھذا الدین بالرجل الفاجر نہیں پڑھا ہے تو کیا اس سے وہ رجل فاجر خلیفہ اور
افضل الناس ہو جائیگا۔

افسوس یہ ہے کہ تسکینات میں بھی تو دیانتداری کا لحاظ نہیں فرماتے۔ اسلامی خدمتیں تو
وہی معتبر ہیں جو باتباع حکم خدا و رسول ہو ورنہ آپ کے شیخین سے تو زیادہ اسلامی خدمات

سر سید نے کی کہ تمام ہندوستان کو چند روز میں بافتح و بلا خونریزی مسخر کر لیا"۔
آپ لکھتے ہیں ما سلامی خصلت صدیق الفاروق سے بڑھی ہوئی ہیں کوئی اونسے تشبیہ کر
تو کیا برابر بھی نہیں دکھا سکتا بفضلہ تعالیٰ اسلامی تاریخ زندہ گواہ ہے جس عقیدت اور نئے ہو
واقعات کی تصدیق اور "بخدا آپکی ہدایت کیسے خوب لکھا ہو جس عقیدت اور نئے ہو واقعات کی
تصدیق اھ" اب دیکھیے واقعات مصدق کیسے حسب دلخواہ ہوتی ہے۔

سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں قال ابن ابی عبلة رحم اللہ الولید واین مثل الولید
افتتح الہند والاندلس وبنی مسجد دمشق وکان یعطینی قصاع الفضة اقسمها علی قراء
مسجد بیت المقدس ولی الولید الخلافة بعهد من ابیه فی شوال سنة ست وثمانین
ففی سنة سبع وثمانین شرع فی بناء جامع دمشق وکتب بتوسیع المسجد النبوی وبنائه
وفیها فتحت بیکند وبخارا وسردانیة ومطمورة وقمیقم وبحیرة الفرسان عنوة وفیها حج
بالناس عمر بن عبد العزیز وهو امیر المدینة فوقف یوم النحر غلطا وتألم الناس لذلک وفی سنة ثمان
وثمانین فتحت جرثومة وطوانة وفی سنة تسع وثمانین فتحت جزیرة منورقة ومیورقة
وفی سنة احدی وتسعین فتحت نسف وکش وشومان ومدائن وحصون من بحر اذر
بیجان وفی سنة اثنتین وتسعین فتح اقلیم الاندلس باسره ومدینة ارمایل وقنزبون وسنة
ثلث وتسعین فتحت الدیبل وغیرها ثم الکرخ (الکیرج) وبرهم وباجة والبیضاء و
خوارزم وسمرقند والسغد وفی سنة اربع وتسعین فتحت کابل وفرغانة والشاش
وسندرة وغیرها وفی سنة خمس وتسعین فتحت الموقان ومدینة الباب وفی سنة
ست وتسعین فتحت طوس (طوبس) وغیرها وفیها مات الخلیفة الولید فی نصف جمادی
الاخرة وله احدی وخمسون سنة. قال الذهبی اقام الجهاد فی ایامه وفتحت فیها الفتوح
العظیمة کایام عمر بن الخطاب ص ۲۲۳۔

کیا ابن ابی عبلہ نے غلط ادعم کرے ولید پر اور کہاں ہو سکتا ہے مثل ولید جنے فتح کیا ہند و
اندلس کو اور بنایا مسجد دمشق اور دیتا تھا چاندی کی تھیلیاں کہ فقراء و مساکین مساجد بیت
المقدس پر ہم تقسیم کرتے دیکھیں صاحب جب کوئی مثل ولید نہیں ہو سکتا تو عمر اوس سے افضل کیونکر

ہوگئے کیا قائل اسکا سنی نہ تھا؟ ۸۶ھ مین خلیفہ ہوا اپنے باپ عبدالملک کے عہد سے ۸۷ھ مین
مسجد دمشق کا بنانا شروع کیا۔ مسجد نبوی کے بنانے اور وسیع کرنے کا حکم دیا۔ اسی ۸۷ھ مین بیکند
بخارا، سمرقند، مطورہ قسیقم بجز فرسان خنگ سے فتح کیا اسی ۸۸ھ مین عمر بن عبدالعزیز امیر
حاج ہوئے (غلطی سے بروز نحر وقوف کیا (یعنی ۱۰ ذی الحجہ کو) وقوف عرفات ہوا کہ ۹ ذی الحجہ کو ہوتا ہے)
۸۹ھ مین جزیرہ طوانہ فتح ہوا ۹۰ھ مین جزیرہ منورقہ و میورقہ فتح ہوا ۹۱ھ مین نسف کش
شومان مداین بحر آذربیجان کے چند قلعے فتح ہوئے ۹۲ھ مین اقلیم اندلس پورا شہر
ارمابیل قترین فتح ہوا ۹۳ھ مین ابیل ہیرکرخ [illegible] خوارزم سمرقند
سندھ فتح ہوا۔ ۹۴ھ مین کابل فرغانہ شاش سندرہ وغیرہ فتح ہوا۔ ۹۵ھ مین موقان مدینہ الباب
فتح ہوا۔ ۹۶ھ مین طوس (طوبس) فتح ہوا اور اسی ۹۶ھ مین ولید نے انتقال کیا
کہا ذہبی نے کہ جہاد اسکے زمانہ مین بکثرت ہوا اور فتوحات عظیمہ ہوئے مثل زمانہ عمر بن الخطاب
ایڈیٹر صاحب آپ تو لکھتے ہیں کوئی اون سے بڑھ کر تو کیا برابر بھی نہین دکھا سکتا اور آپکے
امام ذہبی نے تو ولید کو عمر کے ساتھ برابر کر دیا پھر کیا سپر نہ ایمان لاوینگے۔

اور ابن ابی عبلہ نے کہا واین مثل الولید یعنی مثل ولید کہان ممکن ہے جس کے عہد مین [illegible] فتح
ولید کے بھی قائل نہ رہے

اب اگر غور کیجئے تو فتوحات عمری کو فتوحات ولید سے کسیطرح کی نسبت نہین کیونکہ عمر آپ ہی
اپنے قصد و ارادہ سے [illegible] ہوتی بلکہ سردار لشکر نے جدہر چاہا رخ کیا اور خلیفہ کو ایک اطلاع تک
بھی نہ ہوئی نہ خلیفہ مانع بھی ہوتے مگر سردار لشکر موقع کو غنیمت سمجھ کر بڑھ جاتا اسپر حضرت عمر خلیفہ دوم
فرماتے لوددت ان بیننا وبین السواد جبل من نار لا یصلون الینا ولا نخلص الیہم [illegible]
تاریخ کامل جلد ۲۔ کہ کاش ہمارے اون کے درمیان مین کوئی سد حائل ہوتا کہ نہ وہ ادھر آسکتے
اور نہ ہم اودھر جاتے۔

کیا اسکا نام فتوحات ہے کہ خلیفہ کو خود فوج کشی بھی نہین لیکن چین سے گھر بیٹھے مال غنیمت مل
رہا ہے مگر یہ شجاعت ہے کہ کہہ رہے ہین کوئی ایسا سد ہوتا کہ نہ ہم اودھر جاتے نہ وہ ادھر آتے
بھلا ان کے ہاتھ مین اگر فتوحات کی باگ ہوتی تو کیا کرتے۔ مگر وہ خدا کا وعدہ تھا لیظہرہ علے

الان یونکلہ جو ہورہا ہے

ولید نے صرف فتوحات ہی نہیں کیا بلکہ تاریخ الخلفا میں ہے ورزق الفقہاء والضعفاء والفقراء وحرم علیہم سوال الناس وفرض لہم ما یکفیہم وضبط الامور اتم ضبط

یعنی ولید نے فقہا ضعفا۔ فقراء کے لئے وظائف مقرر کئے اور سوال کرنے کو روک دیا کہ کوئی کسی سے سوال نہ کرے اور ہر شخص کے لئے اس قدر وظیفہ مقرر کیا جو اوسکو کافی ہو اور کل امور کا نہایت مضبوطی سے انتظام کیا۔

تاریخ خمیس میں ہے کہ ولید نے مسجد دمشق کی تعمیر کی مسجد نبوی کو وسیع کیا طلاکاری کرائی بیماروں کے لئے مریض خانہ اور رہا لون کے لئے دار الضیافہ تمام سڑک پر میل قایم کرایا تیس ہزار مثقال طلا اسلئے بھیجا کہ خانہ کعبہ کا دروازہ میزاب ستون ستونوں کو طلاکاری ہو۔ مگر نہ عثمان نے ایسی خیر خیرات میں کوئی کوشش کی نہ [illegible] ہر ماہ رمضان میں سترہ مرتبہ قرآن ختم کرتے ابوبکر و عمر و عثمان نے شاید ایک ختم بھی کبھی نہ کیا ہو۔ محروموں کے لئے ولید نے عذر کیا [illegible] کے لئے ایک [illegible] مقرر کیا حافظان قرآن کو انعام دیتا اور ان کے قرضوں کو ادا کرتا۔

یہان تک کہ حمل الیہ ما ملک سلیمان بن داود [illegible] حضرت سلیمان بھی اسکو عطا کیا واتسعت ممالک الاسلام فی دولۃ ولید۔ ص ۲۹ ممالک اسلامی وسیع ہوگیا دولت ولید میں۔ پھر آپ کا یہ دعوی وہ اسلامی خدمات جس قدر [illegible] سے ہوئی ہیں اونسے بڑھکر تو کیا برابر بھی کوئی دکھا نہیں سکتے غلط ہوا یا نہیں۔

ان سب کے ساتھ اسکو بھی دیکھئے کہ اہل سنت نے اسکو کیسا مانا ہے تاریخ الخلفا میں ہے وکان الولید جبارا ظالما قال عمر بن عبد العزیز وکان الولید بالشام والحجاج بالعراق وعثمان بن حیان بالحجاز وقرۃ بن شریک بمصر امتلأت الارض واللہ جورا یعنی ولید بڑا جابر اور ظالم تھا۔ عمر بن عبد العزیز کہتے ہیں کہ ولید شام میں۔ حجاج عراق میں۔ عثمان بن حیان حجاز میں۔ قرہ بن شریک مصر میں ہے قسم خدا کی زمین ظلم و جور سے بھر گئی ہے۔

پھر فرمائیے جب اس قدر فتوحات اور اس حسن انتظام پہ ولید کو جبار و ظالم کا خطاب ملا تو عمر

صاحب کے ظالم اور جبار ہونے مین کیا عذر ہے جن کے فتوحات اور حسن انتظام بھی ولید کے برابر نہ تہا اور ظلم وجور یقینی شیعا ہوا تہا کیونکہ سارے مظالم کے وہی موجد اور بانی ہین خانہ جناب سیدہ کو انہین نے جلایا۔ کیا کوئی ظلم اس کے برابر ہوسکتا ہے۔

تاریخ الخلفا مین ہے قال عمر بن عبد العزیز لما وضعت الولید فی لحدہ اذا هو یرکض فی کفانہ یعنی ضرب الارض برجلہ ص ۱۵۳ یعنے عمر بن عبد العزیز کہتے ہین کہ جب ولید کو قبر مین لٹایا تو کفن مین پیر پٹکنے لگا۔ تاریخ کامل مین ہے جلد ۹ ص ۲ سلما دلی فجنازتہ جمعت رکبتاہ الی عنقہ فقال ابنہ اعاش ابی فقال لہ عمر بن عبد العزیز وکان فیمن دفنہ عوجل واللہ ابوک وانتفط بہ یعنے جب قبر مین لٹایا گیا تو دونون گھٹنے اوسکی گردن سے مل گئے جسپر اوسکے بیٹے نے کہا کیا زندہ ہوگیا تو عمر بن عبد العزیز نے کہا واللہ تیرے باپ کے عذاب مین تعجیل کیگئی۔

افسوس ہمکو فرصت نہین ورنہ ہم عمر و ولید مین ایک موازنہ کرتے جس مین دکھاتے کہ ہر صفت مین ولید عمر سے بہتر تھا۔

اب ایڈیٹر صاحب کو اختیار ہے کہ غور کرین اور دیکھین کہ اسلامی خدمات ولید کی زیادہ ہین یا ابوبکر و عمر کی جن سے اتنا بھی نہ ہوسکا کہ خانہ کعبہ پر ایک پوشش ڈالین بلکہ اگر جناب امیر نہ ہوتے تو عمر صاحب خزانہ خانہ کعبہ کو بھی صرف کرجاتے برخلاف اسکے کہ ولید نے ۳۰ ہزار مثقال طلا طلاکاری کے لئے بھیجا تو کیا ولید کو وہ عمر و ابوبکر سے افضل مان لینگے اور اوسکی حقیت خلافت کے قائل ہون گے۔ اگر ایسا نہین ہے تو پھر ابوبکر و عمر کے صرف جزئی فتوحات پر کیا نازان ہوتے ہین اور اون کے نتائج پر نہین غور کرنے کہ مصداق یلعنہم اللاعنون ہورہے ہین۔

ہم سمجھتے تھے کہ ایڈیٹر اہلحدیث چونکہ شب و روز آریون کے مناظرہ کے مشاق ہورہے ہین نہ تنہا او نکی سمجھ اب درست ہوگئی ہوگی کہ خلفا و سلاطین ظالمین کی طرفداری سے دست بردار ہوجائینگے اور سمجھین گے کہ دنیاداری اور چیز ہے دینداری اور چیز مسلمانون کو اہل دین سے سبق لینا اہل دنیا سے مگر خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ وہ تو اور تیز ہوگئے ہین کہ مثل ہندو اپنے باوا اون کے طرفدار ہین جنکو وہ اوتار مانتے ہین اوسی طرح یہ اون خلفا کے طرفدار ہین جو سب سے زیادہ دنیادار تھے اور سب سے بڑے ظالم و سفاک۔

اس تحریر کے آیڈیٹر صاحب نے مولوی عبدالجبار صاحب عمرپوری کی ایک تحریر شائع کی ہے جس کے چند فقرات قابل غور ہین "ہر شخص کا دل و دماغ اور فہم و رائے جداجدا ہے پھر اختلاف کا پیدا ہونا بھی ضروری ہے" مگر اسکو نہ لکھا کہ اتباع خدا و رسول کے بعد اختلاف کیون پیدا ہوا اور اس کے حکم مین بھی اختلاف ہو سکتا ہے پھر لکھتے ہین "چند روز گزرے کہ ایک فتوی شادی کے رسوم کی تردید مین لکھا گیا جو اہلحدیث کو جو رسوم مذکورہ مین شامل تھے بہت کچھ شرم و غیرت دلائی گئی بہت سے علماء و فضلا نے اسکو اپنے مہر سے مزین فرمایا لیکن بعض ملاؤن نے اوس پر رنج ظاہر کیا کیونکہ اس سے لوگون کی فایدون مین نقصان آتا ہے اور دعوتین بند ہوتی ہین اونکے مریدون و معتقدون پر اس کا برا اثر پہنچتا ہے"

بس جب ملایان اہلحدیث کی یہ حالت ہے کہ اپنے مقاصد ذاتی کے لئے اسپر بھی راضی نہین ہوتے کہ رسوم قبیحہ مٹائے جائین جنپہ علما کی مہرین بھی ہوتی ہین تو ایڈیٹر اہلحدیث اگر اس وجہ سے مخالفت کرین تو کون جانے تعجب ہے جن کے بہت سے اغراض قوم کی جہالت سے وابستہ ہین دعوتین ایکطرف نذیب فنڈ ایک طرف. فتوے پر اجرت ایکطرف. اخبار و کتابون کی قیمت ایک طرف اگر ایسے ہی ہو . اسلام مین ہوتے تو خانہ جناب سیدہ کیون جلایا جاتا. جناب امام حسینؑ کیون شہید ہوتے جن کے محو شہادت پر آپ ۵ فیصدی اشتہار فروخت کرتے ہین.

اب ہم اس تحریر کو تمام کرتے ہین اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی و مبارکپوری کی تحریر کا اگرچہ جواب سوچا ہے مگر آئندہ ہم بھی کچھ لکھینگے انشاء اللہ ایڈیٹران اہلحدیث و الہادی سے اس قدر عرض کرنا ضروری ہے کہ للہ اسلام پر رحم کیجئے اس اختلاف کو نہ بڑھائیے امت محمدیہ بہت تباہ ہو چکی ہے اگر معویہ کی ہمدردی کو نکال دیجئے تو بہت کچھ اصلاح ہو سکتی ہے اور اگر ہماری رائے کو قبول کر کے عمر کو حوالہ کیجئے تو پھر پوری اصلاح ہے وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ.

حوالگی عمر

الحمدللہ کہ ہماری استدعا کسی درجہ تو قرین اجابت ہو رہی ہے جس سے ایڈیٹر اصلاح مین ایک تحریر جناب نواب وقار نواز جنگ مولوی وحید الزمان صاحب کی شائع ہوئی ہے جس مین یہ جواب اسکے کہ معویہ و عمرو عاص وغیرہ بغرض سب و تبرا لکھے تھے یہ استدعا کی تھی کہ مگر ان سب کے عوض صرف خلیفہ دوم ہم کو ملجائین تو باقی حضرات کو ہم

حوالہ کرتے ہین اسپر اہلحدیث مورخہ ۲۸ اگست راقم ہے۔ اسی لئے شیعون نے بھی آپکی تجویز کو نہین مانا۔ ایڈیٹر اصلاح نے لکہا ہے کہ اورون سے ہمین کیا کام ہم کو ہمارے حوالہ کر دو۔ گو ہم مذاق مین کہہ سکتے ہین کہ ہم کو کسی کے حوالہ کرو۔ اور کسیکا ہم کے حوالہ ہین لسنا۔ [illegible] ست و نحالست وجنون مگر ایسا کہنے مین ہم اون کا حق سمجھتے ہین۔

[illegible] تو کسی [illegible] کو عارضہ ہوگا کیونکہ خود ایڈیٹر صاحب [illegible] نے ہماری اس [illegible] کو خوشی سے منظور کیا

[illegible] صاحب کا مذاق ہے۔ کہنا کہ این خیلست و محال [illegible] وجنون [illegible] [illegible] ہے [illegible] صاحب ایڈیٹر افغان نے لکہا تھا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب [illegible] کو ساتھ [illegible] کے ہو گئے جیسے لکہا ابھی پورے پچاس بھی [illegible] مین آئے [illegible] انکی [illegible] مطلب [illegible] [illegible] مطلب۔ افصح ہے۔ باریک بین سمجھ گئے مطلب اس کا۔

باشیعون کا نہ ماننا تجویز مولوی وحید الزمان صاحب کو کوئی انوکھی بات نہین [illegible] سنی [illegible] سنی بلکہ اہلحدیث کے عالم ہین۔ پھر کوئی شیعہ کیونکر اون کی کسی تجویز پر [illegible] کا رضا ہو سکتا ہے بخلاف آپکے کہ اسی نمبر مین چند مرتبہ جناب مولانا وحید الزمان صاحب بھی لکھتے ہین اور پھر اونکی تجویز پر کفر کا فتوی دیتے ہین آپکی مثل تو بالکل لشکر حرکی سی معلوم ہوتی ہے کہ نماز [illegible] مین تو سب امام حسین کو مقتدا بناتے ہین اور قتل کرنے مین یہ بھی نہین خیال کرتے کہ یہ فرزند رسول ہے جسکی ہم اقتدا کر چلے ہین جس کے فیض و کرم سے سب سیراب ہو چکے ہین۔

رہی یہ انوکھی تجویز۔ کہ ہر ایک فرد امت اپنے ذہن مین یہ بات جمالے کہ جو کام مجہ مین اور دوسرے شخص مین مشترک ہوگا مین اوس کام مین ہر حال مین اوسکا شریک رہونگا خواہ وہ میرا کیسا ہی مخالف ہو۔ اسی اصول پر شیعہ و سنی نبوت محمدیہ پر جمع ہون اسی اصول سے حنفی وہابی وغیرہ خلافت راشدہ پر جمع ہون۔ اسی اصول سے اہلحدیث بابی توحید و سنت کی اشاعت پر جمع ہون۔

جس سے پہلا فائدہ تو یہ ہو کہ آپنے وہابی کا لقب قبول کیا جس سے انکار تہا پھر یہ [illegible] تجویز تو مصداق [illegible] [illegible] ہے کیونکہ یہ تو سب کرہی رہے ہین مخالفین اسلام

اکی رد مین شیعہ سنی کا انتظار کرتے ہین۔ شیعہ سنی کا یہ امر دیگر ہے کہ ہر شخص الاہم فالاہم پر کاربند ہو۔ پنجاب مین خصوصاً لاہور و امرتسر مین آریون کا زیادہ زور ہے اسلئے وہان کے مقامی علما کو اسکی زیادہ ضرورت ہے بخلاف اون بلاد کے جہان آریون کا وہ زور نہین ہے وہان دوسرے فرق کی سرکوبی ضروری ہے جیساکہ اصلاح وہابیون اور سنیون کے دفع ضرر کو مقدم سمجھتا ہے کہ ہر بات مین یہ لوگ تعلیم اسلام کے مخالف کام کرتے ہین لہذا انکی اصلاح زیادہ ضروری ہے۔ یہ جو آپنے یہ کونسی تجویز نکالی جسپر خود بخود سب کے سب عامل ہین۔ اور فتنہ و فساد تو عوام سے ہوتا ہے لہذا انکی اصلاح ہوئی کیونکہ یہ امور تو علما سے متعلق ہے نہ عوام سے اور غرض ہے اصلاح عوام کی۔

الوضوے وہابیونکی فریاد

آپ جانتے ہین کہ [illegible] مین رسالہ الوضوء دفتر اصلاح سے [illegible] مین شائع ہوا از اہل اسلام کم سے کم طریقہ۔ جسمین تو بہ اتباع حکم خدا و رسول مشتمل ہونا جو پہلے صحاح ستہ سے وضو مین مسح رجلین کا سنت رسول ہونا ثابت کیا گیا پھر غسل قدمین کا رواج بحکم خلیفہ دوم و حجاج بن یوسف [illegible] ہوا اور اسکے بعد روایات صحیح بخاری کی فلاح حسب بیان علماے اہل سنت۔

یہ رسالہ دو مرتبہ شائع ہوا اور صدہا نسخے اُسکے علماء اہلحدیث کو بہ اداے محصول مفت بھیجے گئے جنکے اسمائے گرامی بھی الوضوء طبع ثانی مین درج کر دیے گئے ہین کیونکہ اصلی غرض مطلب یہ تھے جو علما [illegible] دعوے کرتے ہین کہ ہم حدیث صحیح کے تابع ہین تعصب مذہبی نہین ہے۔

اس رسالہ کا یہ اثر تو ضرور ہوا کہ بہت سے وہابیون نے بجاے غسل مسح رجلین شروع کر دیا اور بعض حنفی [illegible] نے لگے کہ مسح بھی کرتے ہین اور غسل بھی مگر جو خوارج نہروان کے بقایا سے رہ گئے تھے [illegible] خاص اثر پیدا ہوا کہ ایک بنارسی سنی او سکے جواب مین اقتضاء الثقلین لکھا جسکا جواب حکم الثقلین مین تفصیلاً دیا گیا دوسرے آدمی یا مظفر پوری نے بنام [illegible] ایک شیعہ کا جواب [illegible] رسالہ لکھا جسکا جواب اجمالی فوراً بنام لاجواب اصلاح کے ساتھ [illegible] جو [illegible] نیک نیتی سے لکھا تھا جسمین نہ فدک کی بحث تھی نہ خلافت کی نہ امامت کی نہ نہ عصمت کی نہ سخت کلامی تھی نہ درشتی گوئی بلکہ محض تحقیق حق کے طور پر لکھا گیا تھا جسکا اوسنے ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار کو ذرا گرم [illegible] بھی کیا مگر چونکہ کلمہ حق کہا گیا تھا اسلئے نتیجہ [illegible]

مین اسنے ایسا ناسور کیا جو آجتک مندمل نہین ہوتا ہے چنانچہ اخبار اہل حدیث مورخہ ۵ ار نمبر اپنے اخبار مین مبارکپوری نامہ نگار کی حسب ذیل تحریر شائع کرتا ہے۔

ہم اکابر اہلحدیث کو دوبارہ توجہ دلاتے ہین »کیا وہ لوگ ہدیۃ المہدی کیجانب توجہ مبذول فرماکر اوسکی تردید کرین گے۔ کیا آپنے ان مقامات کو ملاحظا نہین کیا۔ کیا مسح علی القدمین آپ کے خیال مین صحیح ہے کیا رسالہ الوضو جسکو کثرت سے مغالطے ہین کہ مغالطہ مین مولانا وحید الزمان صاحب کی طرح آپ بھی گئے ہین کیا آپ کو بھی رسالہ الوضو کا جواب جو آرہ سے شائع ہوا نہین پہونچا۔« صفحہ ۱ مئی ۲۶ء ۴۷۔

یہ تحریر آپکو بتا رہی ہے کس قسم کی حرقت ہو کیسا اخزاق کہ جناب مولوی وحید الزمان صاحب ایسے محقق کو۔ رسالہ وضو کے سبب سے مغالطہ مین آنا بیان کرتے ہین تو پھر اون علما بلکہ ائمہ محققین کی نسبت کیا ارشاد ہوگا جو آج سے صدیان قبل سکے تحقیق کر چکے ہین ملاحظہ ہو کشف الغمہ شعرانی بر حاشیہ میزان الکبری۔

فصل وغسل القدمین فی الوضوء مع القدرۃ فرض بالاتفاق وحکی عن احمد والاوزاعی والثوری وابن جریر مسح القدمین وان الانسان مخیر عندھم بین الغسل وبین مسح جمیع الرجلین وروی عن ابن عباس انہ قال فرضھما المسح

یعنے غسل قدمین وضو مین مع القدرۃ فرض ہے بالاتفاق اور احمد بن حنبل۔ اوزاعی سفیان ثوری۔ ابن جریر قایل تھے مسح قدمین کے اور یہ کہ انسان مختار ہے غسل کرے یا مسح اور ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ مسح کرنے کو فرض جانتے تھے۔

کیا مبارکپوری اپنے امام احمد کو بھی رسالہ وضو کے مغالطہ خوردون مین داخل کرینگے اور اوزاعی اور سفیان ثوری کو بھی جو اساتذہ بخاری سے ہین۔ اور امام ابن جریر طبری کو بھی مغالطہ خوردون مین بتائینگے جو سب تیسری چوتھی صدی کے علما ہین۔

اس کا نام ہے تاثیر حق کہ رسالۃ الوضو نے اپنے وجود سے قبل ایکے ابجد ین کردہ معاذ اللہ دیا کہ مذہب اس کے ہم آواز بن گئے حتی کہ حضرت ابن عباس مذہب مسح کے قایل تھے جو ایلی حضرت عمر کے بڑے معلم تھے۔

الوان قادیانی

(گزشتہ سے پیوستہ)

آپ کی سعادت اور قبول حق کی تعریف تو قرآن مین کر دیگئی ہے ولما جاءهم کتٰب من عند الله مصدق لما معهم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءهم ما عرفوا کفروا به فلعنة الله علی الکافرین جب خدا کے یہان سے کتاب اونکے پاس آگئی جو تصدیق کرنے والی ہے پہلی کتاب کی اور وہ ہمیشہ کافرون پر فتح مانگا کرتے تھے تو جب آئی وہ چیز اون کے پاس جسکو وہ خوب جانتے تھے۔ کافر ہوگئے۔ تو لعنت ہو خدا کی کافرین پر یعنے جس طرح یہود حضرت کی خبر تشریف آوری پر کامیابی کے امید وار تھے اور پھر بعد تشریف اوری کافر ہوگئے اوسیطرح آپکا یہ مقولہ ہے فرق امیقدر ہو کہ یہود بنص قرآنی مصداق ما عرفوا تھے کہ عارف ہوئے اسپر بھی کفر کیا اور آپ عرفان سے بھی انکار کرتے ہین۔

باقی استہزا اونکا جواب تو خود قرآن مین ہے والله یستهزئ بهم کہ خود خدا ہی اونسے استہزا کرتا ہے ہمکو جواب کی ضرورت نہین یہ بھی خدا کی شان ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو شیعیان امیر المومنین پر استہزا کرین حالانکہ خدا نے تمام عالم پر اونکی تکذیب ظاہر کر دی عبدالله آتھم آسمانی منکوحہ ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے مباہلات سب کے پیش نظر ہیں جنہین خود اپنے بیان سے جھوٹا قرار پایا کہ ہیضہ کی موت سے مرا۔ ایسے خادم حسین ہین جو جناب صاحب الامر پر اعتراض کرتے ہین حالانکہ وہ جانتے ہین کہ مذہب اسلام حق ہے تو حضرت امام مہدی پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

پھر لکھتے ہین کہ پھر بتاؤ کہ سب شیعہ ناجی ہین یا ایک تم شیعہ اثنا عشریہ ہی۔ اگر تم ہی سچے شیعہ ہو۔ تمہارے امام تو ۲۵۵ھ مین پیدا ہوے اور ۲۶۰ھ مین ہمیشہ کے واسطے غائب ہوگئے اسکے بعد تمہارا فرقہ بنا لیکن حضرت علی مرتضیٰ کے شیعہ جو تین صدیون تک گرگٹ کیطرح کتنی کتنی رنگ بدلتے رہے اور حضرت امام حسین کے بعد ہی ایمین سے امام زین العابدین کی امامت اور انکے بعد دوسرے امامون کی امامت سے دو متفرقہ نکار

رہا کچھ لوگوں کا انکار امامت امام زین العابدین سے پس اسکا الزام بھی آپ کے صحابہ وخلفا پر ہے جنہوں نے اسکی تعلیم دی کہ امامت و خلافت اپنے اختیار سے ہوتی ہے جہاں کچھ دن صحابہ نے حکم رسول کو در بارہ امامت و خلافت جناب امیر نہ مانا وہاں ان لوگوں نے بھی امامت امام زین العابدین سے انکار کیا۔ یہ محض غلط ہے کہ خاندان رسالت کے کوئی شخص بھی خلفائے ثلاثہ کو برا کہنے سے محترز رہا ہو کیونکہ سب اُن کو غاصب ظالم مانتے آئے ہیں مگر جو لوگ خلفائے ثلاثہ کو اچھا کہتے ہیں ان سب کا حشر ایک ساتھ ہوگا۔

بارہ امام کا نام تو خدا و رسول کی تعلیم سے منصوص ہے اس میں شیعوں کا کیا قصور ہے ینابیع المودۃ شیخ سلیمان قندوزی جواہر العقدین سید سمہودی شواہد النبوۃ ملا جامی دیکھیے ان کتابوں میں جو چاہو دیکھو کیونکہ جب کروڑوں بندوں نے خدا کی خدائی کو نہ مانا رسول اللہ پر ایمان نہ لائے تو اگر ان چند اشخاص نے بارہ ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی امامت کو نہ مانا تو اسمیں ہمارا یا خدا کا کیا قصور ہے۔

[illegible] افسوس کرنا پڑیگا کہ انہوں نے سب [illegible] ہوں کو اپنا مرید بنایا نہ اپنے مریدے بھائی آریوں کو اگر یہ کہتے کہ [illegible] سید آگیا بھی تو لیو [illegible] پنجاب میں حافظ [illegible] علی شاہ صاحب [illegible] تمہارے پیروں مریدوں سے بڑھی ہوئی ہے آغا خان کے [illegible] مریدوں کے حساب ہیں ہیں۔

پھر کہتے ہیں کہ ادھر کہتے ہو کہ حضرت آدم کی پیدائش سے بھی پہلے دوازدہ امام کا نام ساق عرش پر لکھا ہوا تھا اور آدم علیہ السلام جیسی کو بہشت سے نکالے گئے تھے کہ ان کے علو مرتبت پر رشک کیا تھا۔ ادھر رجعت کے مسئلہ میں تمہارا اعتقاد ہے کہ نہ صرف مہدی بلکہ علی سے لیکر سب کے سب امام دوبارہ زندہ کئے جاوینگے اور اپنے اپنے ظالم اور غاصبین حقوق کے جور و ظلم کا انتقام لینگے اور یہ سب ائمہ کرام کی زبانی بطور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہو اب تم خود ہی انصاف کرو اگر سچ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فضلیت

فرمائی ہوئی حدیثیں ہیں جنیں بیانقطۂ تصریح ہے کہ حسین کے بعد نو اور امام ہیں اور نواں امام مہدی ہے اور بیسیوں کتابوں میں سے ایک کا منکر ہے وہ سب کا منکر ہے علی الخصوص مہدی کی احادیث جنکو متواتر کہا جاتا ہے اور جسکے خروج کو بلکہ آیات کلام مجید سے ثابت کیا ہے۔ دیکھو حائری کی مایہ ناز کتاب غایۃ المقصود۔ صدر اول کے شیعیان علی ان سب احادیث و آیات سے کیا ایسے بیخبر اور کودن رہے کہ نہ صرف مہدی بلکہ اسکے باپ دادوں تک کا انکار کرتے رہے بس ایک عقلمند یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہے کہ تم اثنا عشری بھی توہمات اور ظن کی پیروی کر رہے ہو تمہارے امام مزعومہ کی بطلان پر کیا یہ کافی دلیل نہیں ہے کہ تین سو برس پہلے سے کسی کتاب میں تمہارے ہاں اسکا ذکر نہیں ہے اسکے بعد سے لیکر آجتک کہ ۱۳۴۲ھ ہے تمہاری کوئی بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچنی مشکل ہے۔ الجواب اس فضول تقریر کا کیا جواب دیا جائے جبکہ ایک ایک دعوی بلکہ ایک ایک لفظ کے متعلق صدہا تصنیفات ہماری طرف سے ہو چکی ہیں تو پھر اسکا کیا جواب دیا جائے۔ کتاب مستطاب عبقات الانوار کی جلد حدیث نور کو ملاحظہ فرمائے تو آپ کے سب شکوک دفع ہو جائیں۔ حضرت آدم کے رشک کا قصہ بھی آپکے یہاں موجود ہے حضرت موسیٰ کا حسد پہلے مذکور ہوا اسیطرح رجعت کا مسئلہ بھی اپنی جگہ پر بخوبی ثابت ہے جس کی یہاں گنجایش نہیں۔

رہا یہ امر کہ ان سب باتوں کے ساتھ صدر اول کے شیعیان ان سب احادیث و آیات سے کیا ایسے بیخبر اور کودن رہے یہی آپکی تقریر کا خلاصہ ہے مگر کیا آپ اس سے انکار کر سکتے ہیں کہ خداوند عالم کے وجود۔ توحید۔ قدرت سے یہ کروروں مخلوق واقف ہو کر انکار کرکے بت پرستی میں مشغول ہوئی

رسول اللہ کی رسالت کی خبر کیا توراۃ و انجیل میں نہ تھی جس سے یہود و نصاری آمادہ بغاوت رہے۔ کیا معجزہ شق القمر کو کفار و مشرکین نے نہیں دیکھا جو برسر فساد رہے کیا ابوبکر و عمر صاحب کو رسول اللہ کا خلیفہ و امام بنانا جناب امیر کو بروز اعلان نبوت نہیں معلوم تھا پھر واقعہ خم غدیر کو توجیہ صینہ بھی نہیں گذرا تھا کتابت وصیت نامہ

کوتو دس حصہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اب دو ہی صورت ہو سکتی ہے کہ یا تو ان باتوں کی واقعی خبر ان
لوگوں کو نہ تھی جس سے وہ انکار کرتے رہے تو اس سے توراۃ و انجیل۔ قرآن صحیح بخاری۔ صحاح
ستہ سب غلط ہو جاتی ہیں جنمیں اسکی تصریح موجود ہے جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم کہ باوجودیکہ
اونکے دلونکو یقین ہے مگر انکار کرتے ہیں
دوسری صورت یہ ہے کہ باوصف علم و یقین دیدہ و دانستہ انکار کرتے ہیں جسکو جناب سید الشہداء
روحی لہ الفدا نے معرکہ کربلا میں شہید ہو کر دکھا دیا کہ باوصفیکہ سب جانتے تھے آپ فرزند رسول
ہیں۔ امام معصوم ہیں مگر شہید ہی کر ڈالا۔
پس اگر آپ اپنے خلف کو آیات و احادیث متواترہ رسول [illegible] باوجود خلافت جناب امیر
پیغمبر اور کو دوں جانتے ہیں تو ہم بھی اون لوگونکو جنہوں نے انکار کیا اون [illegible]
اور اگر اون خلف کو باوصف علم و اطلاع متمردو سرکش کہیں [illegible] اونکے
جنہوں نے باوصف ظہور حق امر حق سے انکار کیا۔
اگر کوئی عقلمند صرف انکار پر [illegible] ایسا نتیجہ نکال سکتا ہے تو [illegible] پہلے
دشمن اور منکر سیکڑوں مخلوق خدا ابتدا سے آجتک [illegible]
اونکے مقابلہ میں ثابت کیجئے کا وہی دلیل تو ہماری [illegible]
یہ طرفہ مذاق ہے کہ تین سو برس سے پہلے کی کسی کتاب میں تمہارے یہاں اسکا ذکر نہیں۔ کیونکہ اگر
کتب شیعہ کا اعتبار ہے تو سب سے پہلے کتاب سلیم بن قیس ہلالی کی ہے [illegible] جناب امیر
سے روایت کی ہے اور حضرت کے زمانہ میں لکھی گئی ہے اوسمیں امام مہدی کے حالات موجود
ہیں اور اگر روایت اہل سنت پر اعتبار ہے تو سنہ [illegible] کے قبل عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج کی
تصنیف ہے بعضے ابو النضر سعید بن ابی عروہ۔ المتوفی سنہ ۱۵۶ کو پہلا مصنف کہتے ہیں اور بعضے
ربیع بن صبیح متوفی سنہ ۱۶۰ کو جواب نایاب ہیں آپ [illegible] کو لائیے تو حضرت مہدی کا
ذکر ان کتابوں میں نکال دیتے ہیں اور اگر یہ نایاب ہیں تو صحیح مسلم۔ ترمذی۔ ابو داود۔ بیہقی حمیدی
وغیرہ کو دیکھ لیجئے کہ کس کثرت سے حدیثیں اس بارہ میں وارد ہیں۔
اسکے علاوہ ابن حجر کی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں جو شیعوں کی دشمن ہے وقد تواترت الاخبار

وحی کی جو میرے پر نازل ہوئی جس کی عبارت یہ ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا
ما بانفسھم انہ اوی القریۃ ۔ ترجمہ خدا نے یہ ارادہ فرمایا کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز
دور نہین کریگا جب تک لوگ اون خیالات کو دور نہ کرین جو اُن کے دلون مین ہین یعنے
جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو نہ مان لیوین (۳) اور دیکھو اسی دافع البلاء کے صفحہ ۱۱
مین لکھتے ہین "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول قادیان مین بھیجا" (۴) اور دیکھو
اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۳۶ مین ھو الذی ارسل علیکم بالھدی ودین الحق وتھذیب
الاخلاق ترجمہ پھر فرمایا خدا وہ خدا ہے جسنے اپنے رسول کو یعنے اس عاجز کو ہدایت اور دین
حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا" (۵) اور دیکھو اخبار بدر مورخہ ۵ مارچ ۱۹۰۸ء مین
ہمارا دعوی ہے کہ ہم بغیر نئی شریعت کے رسول اور نبی ہین بنی اسرائیل مین کئی ایسے نبی ہوئے
جنپر کتاب نازل نہین ہوئی" خاکسار مرزائیو اب بھی کہو گے کہ مرزا نے رسول اور نبی ہونے
کا دعوی نہین کیا (۶) اور دیکھو اخبار البدر مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء مین "چونکہ اس مبارک
زمانہ مین خدا کا ایک برگزیدہ نبی اور رسول موجود ہے اسلئے عذاب بھی اس قسم کے نازل
ہورہے ہین جو انبیاء کے وقتون مین ہوتے تھے" (۷) اور دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۱۷ مارچ
۱۹۰۱ء مین اجتہادی غلطی سب نبیون سے ہوا کرتی ہے اوس مین سب ہمارے شریک
ہین" (۸) اور دیکھو حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۹۱ مین "جری اللہ فی حلل الانبیاء ترجمہ
یہ رسول خدا ہے نبیون کے پیرایہ مین یعنے ہر ایک نبی کی خاص صفت اسمین موجود ہے ۔ (۹)
اور دیکھو اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۱ء مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان مین "جبکہ مین اس
مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پاکر بچشم خود دیکھ چکا ہون کہ
صاف طور پر پوری ہوگئین تو مین اپنی نسبت نبی یا رسول ہونے کے نام سے کیونکر انکار کرون
اور جبکہ خدا تعالے نے یہ نام میرے رکھے ہین تو مین کیونکر انکار کرون اور مین جیسا قرآن
شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہون ویسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی
کھلی وحی پر ایمان لاتا ہون جو مجھے ہوئی" خاکسار مرزائیو اب صاف صاف کھلے
الفاظ مین نبوت اور وحی کا دعوی ہے اس قسم کے بہت سے حوالے میرے پاس موجود ہین مگر

جب ابو بکر نے بیعت اصرار کیا تو حضرت نواحی مسجد مین تشریف لائے اور ابو بکر نے خطبہ دینا
شروع کیا اسپر مشرکین کو غصہ آیا اور ابو بکر و مسلمانون کو مارنا شروع کیا جسمین کچل دئے گئے
اور بڑی مار مارا عتبہ بن ربیعہ نے تو جوتے سے مارنا شروع کیا جسمین تار دیوند (نعل)
لگا تھا جسکو مارتے وقت وہ کج کردیتا تھا جس سے ابو بکر کا منہ اسقدر سوج گیا کہ انکی ناک
پہچانی نہ جاتی تھی یہ پہلا نتیجہ مخالفت رسول اللہ کا کہ حضرت کی مرضی کے خلاف آپکو
مجبور کیا جس سے یہ نوبت پہونچی اس سے بھی روایت طبری کی تائید ہوتی ہے کہ اسلام
ابو بکر کا پچاس آدمیون کے بعد ہے کیونکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ بحیرا کاہن انکو خلافت
کی پیشینگوئی دے چکا تھا لہذا انکو خیال ہوا کہ حضرت جلد ظاہر ہو جائین تاکہ سلطنت کا انتظام
ہو اور ہماری دلی مراد پر فائز ہون لہذا اسلام لانے کے چند ہی روز بعد اصرار کرنا شروع
کیا کہ آپ ظاہر فرمائین حضرت بلحاظ مصالح مانع رہے کہ ابھی وقت نہین ہے جب انہون
نے نہ مانا اور حضرت کو خیال ہوا کہ کہین یہ بھی نہ مرتد ہو جائے تو آپنے اسلئے قبول فرمایا
کہ اس کا نتیجہ خود انہین مل جائیگا لہذا آپ مسجد مین تشریف لائے اور ہوا جو ہوا۔
ہان اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ان لوگون کا اسلام کیسا تھا کہ لاتے ہین اسلام اور پڑھتے ہین کلمہ
اقرار کرتے ہین نبوت کا اور پھیرا چاہتے رائے۔ یہانتک قدر اصرار کہ حضرت مجبور ہو کر انکی خواہش
پوری کرین حالانکہ مسلمانون کا فرض ہے کہ جسپر ایمان لایا ہے اسکے احکام مین چون و چرا نکرے
جو حکم ہو اسکو بجا لائے نہ اپنی بات کو اونچا کرے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جوتہ کی مار اسقدر
پڑی کہ ناک اور رخسارہ دونون برابر ہوئے۔

ہم کیا کوئی مسلمان بھی ایسے لوگون سے ہمدردی نہین کرسکتا جو کسی طرح بھی مخالفت
رسول کرے اگرچہ وہ کیسا ہی کامیاب ہو چہ جائیکہ اس ذلت و خواری سے جوتہ کھائے
اور رسول کو مصیبت مین گرفتار کرے۔

یہان یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اس واقعہ مین رسول اللہ کے ساتھ وہ بے ادبی نہین
کیگئی جو ابو بکر کے ساتھ پیش آئی جسکی دو وجہ معلوم ہوتی ہے ایک تو حضرت کا اعزاز
خاندانی دوسرے کفار کو یہ بھی معلوم تھا کہ حضرت خود اسطرح ظاہر فرماتے نہ تھے مجبوری

سلئے وہ سب اونہیں کو زیادہ ایذا دیتے جو اس طرح حضرت کو ایذا دیتے چنانچہ تاریخ طبری
مین ہے حدثنی یاسناد حسنی رأیت المشرکین مع رسول اللہ قال اقبل عقبہ بن ابی
معیط و رسول اللہ عند الکعبۃ فلوی ثوبہ فی عنقہ و خنقہ خنقا شدیدا ص ۲۳ ج ۲
یعنی عبداللہ بن عمر سے پوچھا کہ مشرکین نے جو حضرت کو سب سے زیادہ تکلیف دی اوسکو
بیان کرو تو کہا حضرت ایکروز خانہ کعبہ کے پاس تھے کہ عقبہ بن ابی معیط نے حضرت کی
گلوی مبارک مین آپکی رداکو زور سے لپیٹا اور سخت فشار دیا۔
جس سے معلوم ہوا کہ کفار قریش کی یہی سخت ترین ایذا تھی جسپر فقام ابو بکر الذی
ونہ یقول و ھو یبکی ویلکم اتقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ ثم انصرفوا عنہ
فان ذلک اشد ما رأیت قریشا بلغت منہ فقط یعنی ابو بکر کھڑے ہو کر رونے لگے
اور کہتے جاتے تھے کہ کیا تم لوگ ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے خدا ہمارا
رب ہے اسکے بعد وہ سب چلے گئے یہی سخت ترین ایذائے قریش ہے جو حضرت
کو دی گئی۔ اس روایت سے جہان ایذاء قریش کی انتہائی حالت معلوم ہوی
وہان یہ بھی معلوم ہوا کہ ابو بکر کا کام اوسوقت اسیقدر تھا کہ بڑھیاؤن کیطرح بین
کر کے رویا کرتے ہونہ ہاتھ پیر چلانا نہ گھونسا مارنا نہ جوتہ لات کرنا نہ تلوار ونہ وغیرہ
تاریخ خمیس مین ہے حتی جاءت فاطمۃ فالقتہ ظہرہ عنہ یعنی اسوقت جناب
سیدہ تشریف لائیں اور اوس ملعون کو حضرت سے جدا کیا جس سے اول ...
کی رحمدلی معلوم ہوی کہ جناب سیدہ جو اوسوقت چار پانچ برس کی تہین
انہیں اس ملعون کو اس درجہ خیال ہوا کہ فوراً علیحدہ ہو گیا بخلاف اسکے ... ہو ... ما
نے بعد وفات رسول اللہ جناب سیدہ کا گھر جلوایا اور وہ ظلم کیا جو ابتک ...
ہے غرض یہ ہے کہ اگرچہ قریش کو مذہبی مخالفت کیوجہ سے حضرت سے عداوت
تھی اور مخالفت پر طیار تھے مگر حضرت کا خاندانی اعزاز اور وہ حسن سلوک جو کفار
کے ساتھ کرتے تھے اور وہ حکمت جس سے روحانی طریقہ سے لوگوں کو مسلمان بنا
رہے تھے ایسا تھا کہ اگر حضرت اپنی طبیعت پر چھوڑ دئے جاتے تو نہ اسقدر مخالفت کی

اور نہ اس درجہ حضرت کو مصیبت اوٹھانا پڑتا جس کے ذمہ وار وہی لوگ ہین جنھون
کو اسطرح مجبور کرتے کیونکہ انکے گون کی خاندانی حالت قدیم الایام سے ایسی ظاہر تھی کہ کسی
طرح انکی عزت ہی نہ تھی۔ اخلاق بھی ایسے تھے کہ سب متنفر رہتے اور سیر اسلام لاکر اسطرح
تبلیغ کرنا اور اصرار بیجا کرنا بھی کفار کو مجبور کرتا تھا چنانچہ آپ نے دیکھا کہ ابوبکر صاحب
کے ساتھ کیا برتاو کیا گیا کہ اسقدر جوتے مارے کہ ناک دہانی نہ دیتی تھی اور عبد الرحمن
مسعود کے ساتھ یہ برتاو کہ کان اول من جہر بالقرآن بعد رسول الله بمکة
عبد الله ابن مسعود قال اجتمع یوما اصحاب محمد رسول الله فقالوا والله ما
سمعت قریش ہذا القرآن یجہر لہا بہ فمن رجل یسمعہموہ فقال عبد الله
انا قالوا انا نخشاہم علیک انما نرید رجلا لہ عشیرۃ یمنعونہ من القوم ان ارادوہ
فقال دعونی فان الله سیمنعنی قال فغدا ابن مسعود حتی اتی المقام فی الضحی
وقریش فی اندیتہا حتی قام عند المقام ثم قال بسم الله الرحمن الرحیم رافعا بہا
صوتہ الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان قال استقبلہا یقرؤہا
قال ثم استقبلہا یقرء قال وتاملوا وجعلوا یقولون ما یقول ابن ام عبد ثم قالوا
انہ لیتلو بعض ما جاء بہ محمد فقاموا الیہ فجعلوا یضربون فی وجہہ وجعل
یقرء حتی بلغ فیہا ما شاء الله ان یبلغ ثم انصرف الی اصحابہ وقد اثروا
بوجہہ فقالوا ہذا الذی خشینا علیک قال ما کان اعداء الله اہون علی
منہم الیوم قال ان شئتم لاغادینہم غدا بمثلہا قالوا حسبک فقد اسمعتہم
ما یکرہون صفحہ ۲۲۵ کہ جس نے سب سے پہلے مکہ مین قرآن کو ظاہر بظاہر پڑھا وہ عبد اللہ
ابن مسعود تھے جن کے پاس حضرت کے کچھ اصحاب جمع ہوئے اور کہا کہ قریش نے آج
تک قرآن کو بالاعلان نہین سنا ہے۔ اسکو کون سنا سکتا ہے ابن مسعود نے کہا ہم صحابہ نے
کہا ہمکو خوف ہے کہ تم کو ایذا دین ایسا شخص ہونا چاہئے جسکا قوم و قبیلہ ہو کہ اگر وہ ایذا دین
تو وہ روک سکے ابن مسعود نے کہا خدا ہماری مدد کریگا دوسرے روز دوپہر کے وقت
مقام ابراہیم مین آکر جب کہ قریش اپنے اپنے مجمع مین بیٹھے ہوئے تھے ابن مسعود نے

سورہ رحمان کو باواز بلند پڑھنا شروع کیا پہر اون کے مجمع کیطرف رخ کرکے اوسکی تلاوت کی جسپر اون لوگون نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ جو محمد لائے ہین اوسیکی تلاوت کر رہے ہین جسپر اون لوگون نے جاکر کچہہ مارا جسکا نشان اون کے چہرے پر پڑا اور وہ اپنے مجمع مین چلے آئے۔ اصحاب نے کہا ہم کو اسی بات کا خوف تہا۔

جس سے معلوم ہو کہ سب سے پہلے جسنے قرآن کو باواز بلند سنایا وہ حضرت ابن مسعود ہین۔ کاش اہل سنت کو صحابہ کبار سے ایسی عداوت نہو کہ سب واقعات کو ابو بکر و عمر کیطرف لگاتے ہین۔

پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ سے جسمین غالباً ابو بکر بھی داخل ہونگے کسیکو یہ جرات نہ ہوئی کہ جاکر قرآن اون کو سنائے مگر یہ جرات ابن مسعود کی تھی۔

پھر یہ بھی معلوم ہوا کہ نہ ان کے قوم و قبیلے سے کوئی تہا نہ صاحب اقتدار تھے مگر انہون نے اسطرح جاکر سنایا اور کچہہ انکو ایذا نہ دے سکے سوا اسکے کہ دو چار بدمعاشون نے دو چار طمانچہ مارا۔ بخلاف اس کے کہ ابو بکر کی وہ حالت تھی دحملوا الا بابدیہم فی ثوب حتی ادخلوہ بیتہ ص ۲۲۳ خمیس کہ ابو بکر کو اونکے کپڑہ مین لپیٹ کر گہر پہونچایا تو پھر نہ معلوم یہ کہان سے ایجاد کیا گیا کہ ان خلفا کی بدولت اسلام کو قوت ہوئی حالانکہ یہہ امور ان کے باعث ضعف و اضمحلال اسلام ہوتے تھے۔

بہانیہ ابن مسعود کے آخری حالات کو بھی خیال فرمالیجئے کہ اسی قرآن کی بدولت انکی جان گئی کیونکہ وہان کفار قریش نے ایذا دی اور یہان حضرت عثمان نے جو چاہتے تھے کہ اپنا قران وہ دیدین جسے خود انہون نے رسول اللہ سے بلا واسطہ یاد کیا تہا۔ اسی پر عثمان کے حکم سے اسقدر مار پڑی کہ جان بحق ہوئے۔

وطن لکھتا ہے۔ لیکن دشمنونکی دشمنی اس نظارہ سے زیادہ بڑھتی گئی اب ایک معاہدہ کیا گیا کہ تمام شعب بنی ہاشم کے خاندان سے داد و ستد خرید و فروخت رشتہ و ناطہ کے تعلقات قطع کر دئے جائیں یہ معاہدہ لکھا گیا اور کا غذ خانہ کعبہ پر لٹکا یا گیا۔

اصلاح۔ افسوس یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ دشمنی مسلمانون کے بہاڑ مین چھپ رہنے

رجل یقتل محمدا قال عمر بن الخطاب. ص۳۳ ۲ خمیس لوگوں نے کہا کون ایسا ہے جو محمد کو قتل کرے تو عمر نے کہا اس کام کو میں کرونگا۔

پہلے سعد بن ابی وقاص سے ملاقات ہوئی اونے کہا کیا تم محمد کو قتل کروگے اور پھر زندہ بچو گے بنی عبد مناف چھوڑدینگے۔ عمر نے کہا معلوم ہوتا ہے تم بھی دین سے نکل گئے۔ تو آؤ پہلے ہم تمہاری ہی صفائی کریں۔ سعد نے کہا ہاں ہم مسلمان ہوئے اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر کیا تھا عمر صاحب نے تلوار کھینچ لی سعد بھی کچھ کم نہ تھے اونہوں نے تلوار نکالی۔ دونوں تے ماریں کھینچ لیں اور قریب تھا کہ تلوار چل جائے مگر سعد نے ایک دوسرا ٹکا دیا کہا اپنے بہن بہنوئی کی کیوں نہیں خبر لیتے۔

پہلا اثر پڑا ہے عمر پر کہ سعد کی تلوار کی چمک نے آنکھوں کو خیرہ کردیا دل سے قابو جاتا رہا پھر اپنی بہن کے گھر گئے۔ لمز ور یہ تو آپکا ہاتھ ہمیشہ ... ہا بہالی بہن۔ بہنوی میں خوب مار پیٹ ہوئی۔ عمر نے اپنے بہنوی سعید کی داڑھی پکڑلی سعید کو زمین پر پچھاڑا سینہ پر سوار ہوئے۔ عمر کی بہن نے اپنے شوہر کو چھوڑایا۔ عمر نے ایک طمانچہ مارا کہ رخسار خواہر عمر پر خون بہنے۔ انکا سینہ خود نرم ہوئے۔

مگر اسلام نہیں لائے۔ دو بضر سرائے رسول پر گئے۔ وہاں حضرت حمزہ۔ طلحہ اور بہت صحابہ کو دیکھے (جو اس جاتے رہے) رسول اللہ نے کلائی پکڑ کر فشار دیا جس سے عمر گھٹنے کے بل گر پڑے اور ایسی ہیبت عمر پر طاری ہوئی کہ کانپنے لگے حضرت نے فرمایا اے عمر کیا تو باز نہ آئیگا جبتک وہی بلا تجھپر بھی نہ نازل ہو جو ولید بن مغیرہ پر نازل ہوئی تب عمر نے اسلام قبول کیا تاریخ خمیس صفحہ ۲۳۳۔

یہ ہے خلاصہ عمر صاحب کے اسلام کا جو مورخین اہلسنت نے لکھا ہے۔

اسکے بعد انہوں نے بھی مثل ابوبکر اصرار شروع کیا کہ اب ظاہر ہونا چاہئے حضرت فرماتے تھے یا عمر انا قلیل خلقد رایت ۔ ص ۲۳۴ ابھی ہم لوگ بہت کم ہیں ... پہلے ہم جو مصیبت ہم جھیل چکے مگر بہ مصلحت رسول کے کب تابع تھے اسید عمر مجبور ہوا حضرت مسجد میں تشریف لے گئے۔ نتیجہ جو ہوا ہے ایڈیٹر وطن نے لکھا کہ بتگا لیوں کیطرح باغیانہ کلمات

شروع کیا۔ داد ستد لین دین موقوف ہے حضرت جا کر شعب ابوطالب مین محصور ہوئے تین برس تک مصیبت الگ جھیلا کئی۔ اسلام کی ترقی الگ رکی اب ہم ابوبکر نظر دیتے ہین نہ عمر اس واقعہ کی تصویر ایڈیٹر وطن نے خوب کھینچی ہے لکھتے ہین "بنی ہاشم (جس قبیلہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھے) اگرچہ ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے لیکن قرابت کے خیال اور خون کے لحاظ سے انکو اتنا ضرور خیال تھا کہ کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی جان پر حملہ نہ کر سکے۔ اس معاہدہ کا یہی مدعا تھا کہ بنی اور انکی قبیلہ کو سخت اذیت دیجائے نبی مع اپنے قبیلہ کے ایک گھاٹی بنام شعب ابوطالب مین محصور ہو کر رہنے لگے چونکہ خرید و فروخت بازار سے بند کر دی گئی تھی اسلئے تین سال تک محصوری کا زمانہ نہایت ہی تکالیف سے بسر ہوا معصوم بچے بھوک سے چلایا کرتے اور انکی رونیکی آواز آبادی مکہ تک پہونچا کرتی (ایک محلہ کے شدید محاصرہ سے جو عقوبت جسمانی اور روحانی محصورین پر وارد ہو سکتی تھی اوسکا کچھ اندازہ اس سے ہو سکتا ہی کہ لارڈ کرزن کے عہد مین جب سرحدی وزیریونکی صرف انگریزی علاقہ مین آنیکی بندش کیگئی اور صرف نا کے روکے گئے تو حالانکہ کل علاقہ انکے لئے کھلا پڑا تھا اور خود اپنے ہزارہا مربع میل علاقہ مین انکو چلنے پھرنے اور زراعت و تجارت کی کامل آزادی تھی مگر پھر بھی چند ہی روز مین مطیع ہو گئے اور انگریزی شرائط مان لین مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے ہمراہیون نے برابر تین سال تک بلکہ زیادہ مصائب برداشت کئے اور اپنے دعوی سے ایک ذرہ بھر ہٹنا گوارا نہ فرمایا۔ یہ استقلال طاقت بشری سے یقیناً باہر تھا اسلئے دکھایا جا سکا کہ یہ کام انسان کا نہ تھا بلکہ کائنات مالک حقیقی کا اوسی نے یہ صبر و حوصلہ عطا فرمایا" مگر افسوس اسکو نہ لکھا کہ ابوبکر و عمر کے جو حضرت کو اس مصیبت مین ڈالا وہ کس خطاب کے مستحق ہوئے کیونکہ رسول اللہ تو برابر انکو سمجھاتے رہے۔ ابھی مصلحت نہین ہے وقت نہین ہے۔ پھر کیا یہ سچے مسلمان تھے جو اپنی عقل کو زیادہ قوی سمجھتے او حضرت کی مصلحتون پر مطلق خیال نہ کرتے۔ کیا یہی معاملہ انہون نے خلافت مین نہین کیا کہ سارے مصالح خدا اور رسول کو اپنی خواہشون کی غرض سے ذبح کر ڈالا

اہل اسلام جانتے ہین رسول اللہ کا جو فعل ہوتا ہے وہ مطابق حکم خدا ہوتا ہے ہو تو اس مصالح

ولا تخفی ہوتا ہے اگر یہ باتین دیکھا تین بمصلحت رسول پر عمل کرتے تو نہ حضرت اس بلا مین
مبتلا ہوتے نہ اسلام کی ترقی تین برس تک رکتی نہ یہ شور و فساد ہوتا کیونکہ ان کفارین بھی
اکثر رحمدل تھے جو ایکروز ضرور اسلام لاتے چنانچہ تاریخ طبری مین ہے کہ حکیم بن حزام بن
خویلد اپنے غلام کے ساتھ گیہون لیکر حضرت خدیجہ کی ملاقات کو جاتا تھا۔ ابوجہل راہ مین
ملا اوسنے راہ مین روکا اور کہا کہ چلو ہم مکہ مین تمکو فضیحت کرتے ہین کہ بنی ہاشم کے لئے کھانا
لیجاتے ہین چھوڑ دو۔ ابوجہل نے نہ مانا گالی گفتہ کی نوبت آئی ابو البختری نے اونٹ کی
ہڈی لے کر ایسا مارا کہ ابوجہل زخمی ہوگیا صفحہ ۲۲۵۔
یہانتک کہ خود ابولہب ایسا دشمن بھی حضرت کی حمایت پر آمادہ ہوا تاریخ خمیس صفحہ ۳۰۴
مین ہے فقام ابولهب بحمایته دمعینته یعنی ابولہب بھی حضرت کی حمایت و اعانت
پر آمادہ ہوا جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ اگر رسول اللہ اپنی حالت پر چھوڑ دئے جاتے تو
اسلام کسقدر ترقی کرتا اور حضرت ان مصائب مین نہ گرفتار ہوتے۔
جہانتک کتب اہل سنت پر نظر پڑتی ہے خواہ تواریخ ہو یا سیر حدیث ہو یا تفسیر اوس سے
کہین یہ پتہ نہین چلتا کہ اس زمانہ حصار شعب ابو طالب مین جو تین برس رہا کبھی
ابوبکر و عمر صاحب حاضر خدمت رسول ہوئے یا کسی قسم کی خدمت کی ہو۔ بلکہ
حضرت کو اس مصیبت مین ڈالکر وہ لوگ ایسا الگ ہوئے کہ کوئی واسطہ ہی سروکار نہ
رسول اللہ نے جو انلوگونکی خاطر کو قبول کیا اور باوصف انکار راضی ہوئے تو اسی
مصلحت سے کہ حجت خدا کو تمام کرین اور بتائین کہ مخالفت خدا و رسول کا نتیجہ برا ہوتا ہے
چنانچہ پہلے ہی آپ نے عمر سے فرمایا تھا لقد رایت ما لقینا کہ تم دیکھ چکے ہو جس مصیبت مین
ہم مبتلا ہوئے مگر چونکہ آپکو اسلام کی محبت ہی لہذا اس خیال سے کہ کہین یہ لوگ بھی
مرتد نہ ہوجائین اون کے اصرار کو قبول کیا اور بتا دیا کہ دیکھو کیا نتیجہ ہوا کہ شاید آیندہ
کچھ تنبہ ہو مگر وہ اپنی ضد اور ہٹ سے کب باز آنیوالے تھے۔
بیچارے ان لوگونکے حال پر تو چندان تعجب نہین ہوتا کیونکہ بچوں سے اون کا سبب تھا
تھا جسکی طرح مین وہ اسلام لائے مگر تعجب ہے اہل سنت پر جو اونہین باتونکو اطلع ... تزیبی

کے ساتھ بیان کرتے ہین جن مالتو سنے خلفا کی رسول اللہ کو ایذائین پہنچین تکلیفین نو پڑین تھین
کو فضایل عمر و ابو بکر مین فخریہ بیان کرتے ہین حالانکہ دیکھ رہے ہین اس سے رسول اللہ پر کیا مصیبت
تھی ... کا اسلام ... بیان ایسا مبتذ بانسان مانا گیا ہے کہ اسکی تہمت لگگئی کہ معاذ اللہ حضرت نے
فرمایا اللھم اعز الاسلام بابی جھل او عمر اسلام کو عمر سے عزت دو یا ابوجہل سے جسپر حضرت عائشہ
فرماتی ہین ان الاسلام یعز ولا یعز تاریخ خمیس صفحہ ۲۹۴ یعنی اسلام ایسی چیز نہین ہے کہ کسی سے
اسکی عزت ہو بلکہ اسلام سے عزت ہوتی ہے اسیطرح یہ روایت کہ عمر نے وہان جناب سے سورہ
طٰہٰ سنا حالانکہ بخاری مین قبل ہجرت وہان کہان سے پہونچے۔ اب ہم اس تحریر کو یہین تمام کرتے
ہین کہ اہل فہم اسپر قیاس کرلینگے کہ کہان تک دروغگوئی اور اتہام سے کام لیا گیا ہوگا۔

کذاب اعظم

اگرچہ یہ فرایض اسلامی سے ہے کہ کاذب کی تکذیب کردیجائے گو جھکو دینی فرض ہی متر قب ہو تو اور
بھی واجب ہے اسوجہ سے ہمکو اسکا خیال نہین ہوتا کہ فلان شخص قابل خطاب ہے یا نہین کیونکہ جب محمد
رسول اللہ نے مخاطبہ فرمایا ہے اور جناب امیر نے معویہ کو خطوط لکھے ہین تو کیا ایڈیٹر النجم ان دونون
سے کم ... ہین۔ بہرحال ایڈیٹر صاحب اپنے اخبار مورخہ ۲۰ رجب سنہ ۱۳۲۹ھ مین لکھتے ہین
اصلاح ... ۱۔ رسالہ اصلاح بھی ایک عجیب و غریب رسالہ ہے اور اسکے ایڈیٹر شیعون کے
قبلہ ... فخر اعلما نے عجیب ہی دماغ پایا اگلے شیعہ بھی برابر رد اہل سنت مین مشغول رہتے تھے
اور ... آسمان و زمین کے قلابے ملانے اور ردنکورات اور آسمان کو زمین کہنے مین مشتاق مگر
اس ... ان مشاقی ان امور مین عجب سنے طرز کی ہے کہ ایک بچہ بھی دیکھکر سوا ہنسنے کے کسی بات
کے جواب کی طرف ملتفت نہ ہوگا مثلاً صفحہ ۱۱ مین آپ نے ایک روایت ابن قیم کی کتاب
اغاثۃ اللہفان سے جسکا مضمون یہ ہے کہ حضرت ابو الدرداء نے کہا کہ سوا نماز با جماعت کے اور کوئی
بات ... نبی کی باقی نہین ہے اور حضرت انس نے دمشق مین کہا کہ نماز بھی اب بنی
... روایت کو نقل کرکے آپ فرماتے ہین کہ یہ حالات تھے عہد خلفاء کے
... ایڈیٹر صاحب اصلاح اگر سچے ہون تو ثابت کردین کہ یہ قول حضرت ابو الدرداء اور

روایت کو نقل کر کے آپ فرماتے ہین کہ یہ حالات تھے عہد خلفائے ثلثہ کے ،، لہذا ضرور ہوا کہ پہلے سنہ وفات حضرت ابو الدردا بتایا جائے جس سے خود سکا فیصلہ ہو جائیگا کہ اونکی شکایت کس زمانہ سے متعلق تھی۔ استیعاب صفحہ ۶۶۲ مین ہے قیل اسم ابی الدرداء عامر بن مالک وعویمر لقب ہو وکان فقیہا عاقلا عالما حکیما اخی رسول اللہ بینہ و بین سلمان الفارسی ہ قال الواقدی توفی سنة اثنتین وثلاثین بدمشق فی خلافة عثمان وقال غیرہ توفی سنة احدی وثلاثین بالشام وقیل توفی سنة اربع وثلاثین وقیل سنة ثلاث وثلثین وقال اهل الاخبار انه توفی بعد صفین والصحیح انه مات فی خلافة عثمان رض وانما ولی القضاء لمعاویة فی خلافة عثمان ہ قال فان عمر امر ابا الدرداء علی القضاء بدمشق قال وکان القاضی یکون خلیفة اذا غاب والصحیح انه مات فی خلافة عثمان وانما ولی القضاء لمعاویة فی خلافة عثمان ص ۶۶۲ ابو دردا کا نام عامر بن مالک ہے اور عویمر لقب۔ فقیہ عالم۔ عاقل حکیم تھے۔ رسول اللہ نے انہین اور حضرت سلمان فارسی مین مواخات کیا تھا۔ کہا واقدی نے سنہ ۳۲ھ مین عثمان کے عہد مین انتقال کیا دمشق مین بعض سنہ ۳۱ھ کہتے ہین بعض سنہ ۳۴ھ بعض سنہ ۳۳ھ بعضے بعد صفین کہتے ہین اور صحیح یہ ہے کہ خلافت عثمان مین انکی وفات ہوئی اور معاویہ کے زمانہ مین جو وہ قاضی تھے تو خلافت عثمان ہی مین کہا کہ عمر نے ابو دردا کو قاضی دمشق مقرر کیا تھا کہا کہ جو قاضی ہوتا ہے وہ امیر کا خلیفہ ہوتا ہے جب غائب ہو اور صحیح یہی ہے کہ خلافت عثمان مین ابو دردا نے وفات کی اور معاویہ کے جو قاضی تھے تو بعہد عثمان۔

اب ایڈیٹر صاحب بجق ارواح ثلثہ بلکہ بحق تمامی اشیاطین جن و انس فرمائین کہ قول ابو دردا عہد خلفائے ثلثہ متعلق ہوا یا دوسرے کسی عہد کے ساتھ کیونکہ وہ بیچارہ تو عثمان ہی کے آخر خلافت مین رہگرائے ملک عدم ہوئے۔

الارشاد مین علامہ ابن حجر مذکورہ بالا حدیث ام دردا کی تحت مین لکھتے ہین وکان ذلک صدر من ابی الدرداء فی اواخر عمرہ وکان ذلک فی اواخر خلافة عثمان ص ۱۵۱

اب دیکھئے سنیون مین کوئی بھی زندہ ہے جو اڈیٹر صاحب کی تحریر کو حرف بحرف پوچھ کر نیلبش ہوئی الاکر
اصلاح سے یاد ہو اب یہ سنیون صاحب جھوٹ بولکر نامہ اعمال اپنا کس نے سیاہ کیا کیا خوب لکھا ہے اڈیٹر
اہلسنت نے سنہ ... موخر الذکر (اڈیٹر اہل حدیث) نے خواہ مخواہ کی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی مگر
اختتام کسی بات کو نہ پہونچایا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اصلاح میں بعض ایسے جواب کے خلفاء ثلثہ
کی شان میں سخت دل آزار حملہ ہو رہے ہیں مگر یہ جواب تک لکھنا گوارا نہیں کرتے × مگر
اگرچہ داناؤں کے نزدیک یہ بات ہے کہ اڈیٹر اہلحدیث خود چاہتا ہے کہ خلفاء ثلثہ کو گالیاں دی
جائیں مگر چونکہ اہل حدیث کے جیسے ہیں اسلئے خود جرات نہیں کرتا اور اسیطرح سن لیتا ہے
کہ کوئی چھیڑ چھیڑ دی اور شیعوں سے انکے حق میں گالیاں سن لین ۲۲ مورخہ ۱۴
مگر افسوس کہ صرف نام کے حنفی ہونے کے سبب سراج کا نام نہ لیا جو قصداً خلفا کو صرف تبرا
ہی نہیں سنوانا چاہتا بلکہ اون اسراروں کو کھلوانا ہے کہ تمام عالم میں انکی رسوائی ہو۔
دیکھئے جان بوجھ کر اڈیٹر صاحب نے قول ابودرداء کے تعلق سے بعہد خلفائے ثلثہ انکار
کیا حالانکہ وہ یقیناً جانتے تھے کہ ابی الدرداء کی وفات عہد خلافت عثمان ہے ...
کا ترجمہ کر چکے ہیں۔ پھر بعد خلافت عثمان وہ زندہ کہان جو دوسرے عہد کی شکایت کرتے
اب ہم آپکی مزید تسکین کے لئے کچھ اور تحقیقات کا اضافہ کرتے ہین جس سے آپکو معلوم ہو کہ جو
کچھ فساد ہوا وہ عہد خلفائے ثلثہ ہین اور خود انکی بدولت ملاحظہ ہو الارشاد مصنفہ حکیم حافظ
مولوی ابو یحیی سہارنپوری عالم اہلحدیث صفحہ ۱۵۷
عمران بن حصین نے جب بصرہ مین حضرت علی کے پیچھے نماز پڑھی جنہوں نے ان تکبیرات کو
ادا کیا تھا تو کہنے لگے مجھکو انہوں نے وہ نماز دیا دلائی جو ہم رسول اللہ کے ساتھ پڑھتے تھے
حضرت ابوموسی نے بھی حضرت علی کے پیچھے نماز پڑھکر ایسا ہی کہا اور یہ بھی کہا کہ پہلوگ اسکو
بھول گئے یا قصداً چھوڑ دیا۔
کہئے ایڈیٹر صاحب جناب امیر کا عہد خلافت آپکے خلفاء ثلثہ کے قبل کا ہے یا بعد تو یہ سنت
رسول کس وقت مین متروک یا سہوا ترک ہوئی تھی جسکو جناب امیر نے عمران بن حصین و ابوموسی
ایسے صحابیوں کو یاد دلایا۔

نصیب میں ہو دیکھو ہو شعبان میں لکھتے ہیں کہ جناب فخر الحکما دام ظلہ اب بھی خیریت ہے آئندہ پرچہ
اصلاح میں میری وہ عبارت بحوالہ کتاب و صفحہ و سطر نقل کیجئے جس میں میں نے بقول آپکے اہل سنت
کے یہاں روایات تحریف کے وارد ہونے کا اعتراف کیا ہو صفحہ ۱۰ نمبر ۲۹ جلد ۱۰۔

اس فقرہ کے جواب میں پہلے تو آپ اپنا اخبار ۳ جلد ۲ مورخہ ۲۱ جمادی الثانی سنہ ۱۳۲۲ ملاحظہ
فرمائیے جسمیں بجواب اثنا عشری آپ لکھتے ہیں (۱) جو روایتیں بحوالہ کتب اہل سنت ایڈیٹر صاحب
اثنا عشری نے نقل کی ہیں سب تقصار الافحام کے جواب میں آچکی ہیں،، (اس جملہ سے وجود
روایات کتب اہل سنت میں ثابت ہوا، (۲) اول تو وہ روایتیں تحریف پر اصلا دلالت نہیں
کرتیں بلکہ نسخ آیات پر دلالت کرتی ہیں (۳)، ان روایتوں میں غیر معصومین کے اقوال ہیں پس
وہ کیونکر حجت ہو سکتے ہیں چاہیے تھا جسطرح ہمنے شیعوں کے ائمہ معصومین کے اقوال نقل کئے تھے
اسی طرح وہ بھی ہمارے نبی معصوم کے اقوال نقل کرتے ۔ (۴) وہ روایتیں بہت شاذ و نادر
حدیث کے ان ادنے طبقہ کی کتابوں سے منقول ہیں جسمیں صحیح و سقیم ہر قسم کی روایتیں لکھی ہوتی
ہیں (۵) ان روایتوں کی سندیں ایسی نہیں ہیں جنسے صحت کا ظن غالب ہو سکے ۔۔۔ بعض محدثین نے
ان حدیثوں کی صحت کا انکار کر دیا ہو دیکھیا اس تحریر کو دیکھکر اب بھی کسیکو ۔۔۔ کہہ سکتا ہے کہ
اہل سنت کے یہاں اتنی حدیثیں ہیں کہ انکا احصا محال ہے ۔ کیوں صاحب اگر وہ روایتیں تحریف
پر نہیں دلالت کرتیں تو پھر یہ جواب کیوں دیا کہ ان روایتوں میں غیر معصومین کے اقوال
ہیں کیونکہ مطابق مذہب اہل سنت معصوم نبی کے سوا صحابہ کرام ۔۔۔ نہیں یہاں تک کہ رسول اللہ
سے بھی زیادہ غیر معصوم ہیں ۔

کیوا ۔ صاحب خدا کا وجود ۔ رسول کا دعوی رسالت ۔ قرآن کا نزول ۔۔۔
سے معلوم ہو اور تحریف کے لئے احادیث رسول اللہ کی ضرورت ہے حالانکہ اسمیں قرآن
و حدیث سب کو وقوع تحریف مطابق قواعد اہل سنت ثابت ہو چکا ہے ۔

پھر لکھتے ہیں ۔ سلف سے آجتک ہمارے یہاں کوئی شخص عالم سے لیکر جاہل تک تحریف
قرآن کا اعتقاد نہیں رکھتا ۔ قرآن موجودہ کو من جمیع الوجوہ کامل و مکمل جانتا ہے اور اس
میں کسی قسم کا نقصان لگانے والے کو ہم لوگ بے دین اور بے ایمان سمجھتے ہیں ۔۔۔ ایک بہت

کذب سوم اصلاح ۲۵ مین ہمنے ضرورت لعنت کے متعلق کچھ لکھا تھا جسنے ایڈیٹر صاحب کو ایسا شرمندہ کیا کہ بھیگی مرغی بنکر لکھتے ہین یہ تنقید بخاری جو اصلاح مین چھپتی تھی اور النجم مین اوسکا جواب دیا گیا تھا گذشتہ کسی پرچہ مین مینے لکھا تھا کہ میرے جواب کا رد کرنا ایڈیٹر اصلاح کو نصیب نہوا! اصلاح کے تازہ پرچہ مین ایڈیٹر صاحب لکھتے ہین کہ مینے جواب کو رد تو کیا تھا لیکن کیا ایڈیٹر اصلاح اسکو ثابت کرسکتے ہین کہ میری آخری تحریر کا جواب اونہون نے دیا ہے ذرا شرم سے کام لین جھوٹ بولنے سے چاہے شیعہ مذہب مین کتنا ہی ثواب کیون نہ ملے مگر دنیا مین کسی عقلمند آدمی کی نظر مین سوا ذلت و رسوائی کے کچھ نہین حاصل ہو سکتا ؟

الجواب پہلے تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھئے پھر اپنی دو رنگیون کو بیان کیجئے۔ (۱) لکھتے ہین کہ یہ النجم مین جواب دیا گیا تھا، مقتضائے ظاہر کلام تو یہ ہے کہ تنقید بخاری کا مسلسل [illegible] اور پورا جواب دیا گیا تھا حالانکہ آپ شروع [illegible] فرمائیے مین یہ مین ایڈیٹر صاحب اصلاح کو آگاہ [illegible] ہون کہ آپ کے اعتراضات صحیح بخاری پر [illegible] اس قابل نہین کہ مین [illegible] وہ [illegible] اعتراضات قابل توجہ ہی نہین تھے تو معترض نے جواب کی زحمت کیون گوارا کی [illegible] کہ تنقید بخاری نمبر ۵ سے انکا جواب شروع ہوتا ہے وہ بھی بایں لفظ صحیح بخاری کی [illegible] پر تیسرا اعتراض ہے جس سے دکسی کو یہ معلوم ہو کہ حدیث کیا ہے کیسا اعتراض کیا ہے۔ انکا جواب الشمس ۲۵ جلد ۱ مین تفصیلی طور پر ملاحظہ ہو۔ یہ تو آپکا پہلا جھوٹ ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھیے (۲) لکھتے ہین مینے لکھا تھا کہ میرے جواب کا رد کرنا اصلاح کو نصیب ہوا" تو آپکی تکذیب خود اپنی اس قول سے ظاہر ہوتی یا نہین ہے لیکن کیا ایڈیٹر اصلاح اسکو ثابت کرسکتے ہین کہ میری آخری تحریر کا کوئی جواب اونہون نے دیا ہے" جس سے یہ تو بدیہی طور پر معلوم ہوا کہ کل تنقید کا جواب دیدیا گیا صرف بقول آپکے آخری تحریر کا جواب نہین دیا گیا۔ تو کیا ایسی حالت مین یہ جملہ کہا جاسکتا ہے کہ ایڈیٹر اصلاح کو تنقید بخاری پر [illegible] نہ تھا۔ النجم نے (۳) بات کو ایسا خاک مین ملایا کہ پھر پلٹ کر جواب دینے کی جرأت آجتک نہ ہوئی [illegible] کہان [illegible] تھی اور کہان ارشاد ہوتا ہے کہ میری آخری تحریر کا کوئی جواب دیا جائے اب بھی لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا [illegible]
(۳) جھوٹ یہ ہے کہ لکھتے ہین [illegible] لکھا تھا کہ میرے جواب کا رد کرنا ایڈیٹر اصلاح کو نصیب نہین [illegible]

جس سے وہ یہاں خدا پر الزام دیتے ہیں کیونکہ مقدرات وہیلے ہاتھ میں ہے جو لانا چاہیے لکی تھا
پیرا ولٹ کو جواب دینے کی جرأت نہ ہوئی، جس میں ایک نہیں تین تین جھوٹ ہے نہ اجتناب جرأت
نہ ہوئی اور یہاں لکھتے ہیں میری آخری تحریر کا جواب لہذا لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی ضرورت ہے

(۴) اصلاح کے تازہ پرچہ میں ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے آپ کے جواب کو رد تو کیا تھا"
لیا ایڈیٹر صاحب میں اتنی جرأت ہے کہ اس عبارت کو بجنسہ میری تحریر میں نکالدیں ورنہ مستحق لعنت اللہ
علی الکاذبین ہیں کیونکہ اصلاح کی عبارت تو اصلاح ہے دیکھئے اوسپر بجز لعنت اللہ علی الکاذبین کیا
کہا جائے حالانکہ الشمس ۱۲ جلد اول میں نہایت بعنوان النقد للتنقید جواب ہو چکا ہے تو ایسی
حالت میں ایڈیٹر صاحب کا یہ کہنا ... اولٹ کو جواب دینے کی جرأت آج تک نہ ہوئی، کیونکر
نہ لعنت اللہ علی الکاذبین کہنے پر مجبور کرے۔

ایڈیٹر صاحب جب اسطرح جھوٹ بولا کرینگے کہ ابھی پورے دو مہینے بھی اشاعت اصلاح بند کر نہیں
ہوئے اور آپ نے ہیچ افتراء کرنا شروع کیا تو جس تحریر کو چھ سات برس گزر چکے ہیں کیا کچھ نہ
آپ اوسمیں افترا فرماتے ہونگے۔

(۵) فرماتے ہیں "لیکن ایڈیٹر اصلاح اس امر کو ثابت کر سکتے ہیں کہ میری آخری تحریر کا کوئی
جواب انہوں نے دیا ہو" مگر لعنت اللہ علی الکاذبین پڑھ کر فرمائے یہ فرمایش آپکی اوس
تحریر کی نسبت ہے جو بعنوان تنقید بخاری کا جواب ابو محرم ۱۳۲۳ھ نمبر ۱۸ جلد الخ سے
شروع ہوا اور ۱۲ مورخہ ۷ ربیع الاول پر ختم ہوا یا کسی دوسری تحریر کیطرف اشارہ
ہے اگر سلسلہ مذکورہ ہے تو الشمس کی عبارات مندرجہ صفحہ ۱۲ ملاحظہ ہو ایڈیٹر صاحب
کی یہ آخری تحریر تھی جو تنقید بخاری کے جواب میں لکھا آخر حدیث پر جو تنقید بخاری میں دس اعتراض
کئے گئے تھے ... نہایت صفحہ ۹۲ ... نہ اوسکا کچھ جواب دیا نہ ابتدائی حدیثوں پر جو اعتراضات
ہوئے اوسکا کچھ جواب ... الحاصل ایسی تحریر جنکا سر نہ ہو نہ پیر کیسے نزدیک قابل التفات ہو سکتی
ہے اور یہ کونسی ایمانداری کا طریقہ ہے کہ اول و آخر چھوڑ کر درمیان سے چند مضمون کو منتخب
کرے اور اوسپر دو چار جھوٹے اعتراض کر کے جہلا میں مشہور کر دے کہ تنقید بخاری کا جواب آج تک
چھپا نہیں گیا ہے۔"

سکوت کرنے کو کہیں لکھا نہیں ہے تعزیہ بنانا اور شئے ہے اور تعزیہ پرستی دوسری چیز وانی نحو من ذلک حضرات امامیہ تو شرک کے امور سے بالکل پرہیز کرتے ہین البتہ اہل سنت حضرات قبوروں اور جھنڈوں اور مزارات اور نشانات پر سجدہ کرتے ہین اور پرستش کیا کرتے ہین اب رہی مرثیہ خوانی تو اوسمین کیا قباحت ہے۔ بہت صحابہ نے آن حضرات کا مرثیہ کہا ہے اور جناب سیدہ اور حضرت عایشہ سے مراثی منقول ہین مگر مولوی ابو النعیم صاحب کو اتنی وسعت نظر کہان سے ہو سکیگی جو اون پر مطلع ہون افسوس اہل علم اور اہل حدیث ہو کر آزادی کے ساتھ افترا پردازی کرین۔ غلام حلیم انصاری۔

اصلاح جس قسم کے افترا پر یہان توجہ کیگئی ہے اس سے تو شاید کوئی مصنف علمائے اہل سنت سے بچا ہو جنہے شیعون کے مقابلہ مین کبھی کچھ تحریر کیا ہو ابن تیمیہ نے تو ارتکاب مخرب لعف کو بھی شیعون کی طرف منسوب کیا اور اسقدر رافضیہ الکا کہ خود علمائے اہل سنت کو اعتراف [illegible] پڑا اور آجکل تو روٹی کمانے اور عالم کہلانے کا دار و مدار ہی کذب و افترا پر ہے ابو بکر اہلحدیث کی خلافت کا سامان اسی بنیاد پر ہو رہا تھا کہ کذب و افترا [illegible] مین [illegible] خدا بھلا کرے اون علما کا جو وقتاً فوقتاً ان کی کذب کو ظاہر کرتے رہے ہیں و [illegible] عام طور سے تکفیر کے فتوے شائع ہو رہے ہین۔

صدای حقیر ؎ نالۂ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر۔ اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

صاحبان ذیشان مجھے رہ رہ کر آج اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ مین اپنی آنکھون سے [illegible] سے یہ سین حیرت افزا دیکھ رہا ہون کہ فی زمانہ ہمارے ملک مین ان پرچون کی عموماً قدر کیجاتی ہے جن کے ایڈیٹرون کا پیشہ محض کذب نویسی ہے اور پرچون کی یہ حالت کہ [illegible] حالش میرس۔ انکی شان مین [illegible] کہنا بیجا نہ ہوگا۔ برخلاف اسکے اون اخبارات و رسایل کا کوئی پرسان حال نہین جن کے ایڈیٹر شب و روز کی محنت سے اپنے رسایل کو تیار کرتے ہین مجھے یہ کہنے مین کچھ خوف و باک نہین ہے کہ مین اپنی قوم کے بہت سے افراد کو اس قدر دانی کے مرض مین مبتلا دیکھتا ہون اب سوائے اس کے اور کچھ نہین کہا جا سکتا [illegible] ہی تو اسکے سوا اور نتیجہ پر پہونچ سکتا ہون کہ قوم ابھی تک [illegible] ہوئی پڑی ہے

خاموشی اختیار کی تو امید قوی ہے کہ ایڈیٹر صاحب الشمس مخالفین اسلام کی تردید مین اپنے خون اور پسینے کو ایک کر دینگے اور اس طرح سے وہ شمس کے ذریعہ بہت جلدی مسافرکے ہمراہیون کو جو کہ صراط مستقیم سے بہٹک کر کہین سے کہین جا پڑے ہین منزل مقصود تک پہونچنے کا راہ دکھا دیگا والد ایڈیٹر الشمس نے ایسے وقت مین عنان توجہ کو منعطف فرمایا جبکہ قرآن مجید کی عظمت مین فرق آرہا تھا مسلمانون کے خیالات بگڑ رہے تھے یہ نام کے مسلمان جواب نہ دے سکتے تھے قربان جاءین ایڈیٹر الشمس کے جنہون نے اپنے آقا و مولا حضرت امام حسینؑ کے اصلی مقصد شہادت کو زندہ کر دکہا دیا وہ مقصد جسکو پورا کرنے کے لئے اپنی اور اپنے بھانجون۔ بھتیجون بیٹون حتے کہ ایک شیرخوار بچے کے خون سے بھی دریغ نہ فرمایا۔ آہ آہ وہ گلزار اسلام جس کو تروتازہ رکھنے کیلئے ہمارے آقا نے ستر و دو تشنہ لبان دین کے مقدس خون سے سینچا اسیر موسم خزان ہوا جا رہا تھا۔ آندھیان چل رہی تھین مگر الله مولانا مقتدانا سید محمد حیدر صاحب کے وجود ذی جود کو ہمارے سرون پہ قایم رکھے جنہون نے ایسے نازک وقت مین حمایت اسلام میں اپنے آپ کو آمادہ فرمایا۔ بیچارے لالہ ساہوکار جسکو اینڈی بینڈی ان منہ پہٹ کا عتاب دیتے تھے اپنی جان کے لالے پڑ گئے ہین سمجھ گئے ہین کہ طاقت ہو تو جون چرا رہے جاننا ہو کہ یہان زبردستون سے پالا پڑا تیغ آبدار ہاتھ مین ہے جھگڑے تو ہین نہین جو میدان سے بھاگ جائین سبحان الله۔ ایڈیٹر الشمس نے ایسا کرتے ہوئے میری اوس مراد دلی کو جسکا اظہار مین رسالہ تہافت بغلا سفہ مین ایک دفعہ اور دو دفعہ اخبار گوہر بار اثنا عشری دہلی مین کر چکا تھا جو بوجہ نامساعدت روزگار ان دونوں بار آور نہ ہوئی تھی اب پورا کر دیا ناظرین سب سے بڑھ کر یہ خوشی ہو کہ نہیں سے ایڈیٹر الشمس شمس کو چار چاند لگا دینگے۔ وہ کیا وہ یہ کہ بندہ کی کتاب رد الملاحدہ و کشف الظلمات۔ مد السارق۔ تقدیس القرآن ایک ساتھ شائع ہو گئی گویا شمس کی روشنی چہار اطراف عالم مین جا پہونچیگی۔ ایک طرف تو کاذب قادیانی کے مریدون دوسری طرف بہاءالله کے جان نثارون تیسری طرف عبد الشکور اور ثناء الله کے مقلدون اور چوتھی جانب کوشید یا لکھ چلیون کے راستے مین اپنی نورانی کرنین پہنچانیکی کوشش کریگا اور ان کے کذب کو ظاہر کرنے کا اہم ضمن میں متواتر کرتا رہے تحقیقی مذہب کے اوس شیرین چشمے پر پہنچا دیکیا جسکا ایک قطرہ پینا سے انسان ہمیشہ کی حیات کی حاصل کر سکتا ہے لیکن اے بندہ گو اوس صورت مین جبکہ تحفہ

اگر مخالفین اسلام کے جواب مین مہذبانہ اور محققانہ مضامین تحریر فرمائین گے تو اصلاح اور الشمس اشاعت کے لئے حاضر ہین اب مکرر یہ خاکسار ذرہ بمقدار ہندوستان کے علمای دین و انگریزان خوان صحاب سے بصد ادب عرض کرتا ہی کہ ای علماء دین و انگریزی خوان صاحبان آؤ اور دیکھو کہ اسلام کی کیا حالت ہی دیکھو کس جرات سے اسلام پر حملے کئے جارہے ہین مجھے امید ہے کہ علمائے دین تو ضرور متوجہ ہونگے کیونکہ غیبت امام مین وہی نائب ہائے دین خدا ہین مگر مین تعلیمیافتہ پارٹی کی جناب مین بھی خاص طور پر ملتمس ہون کہ برائے خدا اسطرف متوجہ ہوجئے اور ضرور اپنے قیمتی مضامین کو اصلاح اور الشمس کے ذریعہ شائع کرائیے ہمارے دلی مطالب پورے کیجئے خدا کا مبارک نام لیکر مسلمانون کو جو آریہ ہوتے جاتے ہین شر شیطان سے آگاہ کیجئے۔ خدا تمہاری امداد فرمائیگا۔ بروز قیامت ضرور تمکو اجر عظیم ملیگا۔ راستی کا بول بالا اور جھوٹھ کا منہ کالا ہوگا حق کے آنے سے باطل نابود ہوجائیگا بتحقیق باطل گم ہونے والا ہے ضرور خدا حق کو باطل کے اوپر پھینکیگا پس حق باطل کا سر توڑ دیگا اور باطل فنا ہوجائیگا۔ مجرمون (مخالفین اسلام) کو اونکی بد تدبیرون سے اللہ تعالی کیطرف سے ذلت اور عذاب سخت پہنچیگا جس عذاب کے یہ مستحق ہین ضرور آویگا اور عاجز کرے گا پس اے شیعہ بھائیو اوس چشمے سے کہ جس سے تم خود سیراب ہورہے ہو۔ مخالفین اسلام کو بھی شیرین کام بناؤ یہ فیض عام کے واسطے جاری کرو اس کو محدود نہ بناؤ۔ آریہ کو بھی اس سے مستفید کرو۔ یہ ایک فرض ہے دوڑو۔ بڑھو اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دوڑو۔ اسلام پر رحم کرو اور اپنی کلک گہر افشان سے آریہ کی تردید مین مضامین فلسفیانہ لکھ کر اپنے خدا کو خوش کرو اور دیکھو کہ انجام کار حق کس طرح غالب ہوتا ہی اخیر مین یہ امید کرتا ہوا اپنے مضمون کو درجہ اختتام پر پہنچاتا ہون کہ آپسے بزرگوں سے مجھے کامل یقین ہی کہ آپ میری صدا کو خالی نہ جانے دینگے اور ایڈیٹر اصلاح و الشمس بہت ہی خوشی سے آپکا شکریہ ادا کرتے آپ کے مضامین کو اپنے رسالہ مین شائع کر دینگے۔ زیادہ کیا لکھون سوائے نہ آئے رستم تمہین اختیار ہے ؛ مین اپنے دل کا حال مفصل بتا چکا۔ والسلام خیر ختام۔ مرقومہ اقل و اذل المومنین سید شبیر حسین ترمذی اثنا عشری مستقل خریدار اصلاح نمبر ۲۷۹

بن علی ہو من مہ جلد ہاشمی زمانہ رسول اللہؐ انہوں نے بھی پایا تھا او خباب امام حسینؑ کے ساتھ شہید ہوئے۔

(۴) عروہ غفاری بنا سے المودۃ مین ہو وکان شیخا کبیرا شہد بدرا وحنین وصفین صفحہ ۲۸۶
یعنی عروہ غفاری شیخ کبیر تھے بدر و حنین وصفین مین شریک رہ چکے تھے۔

پس اگر آپکو امام حسینؑ سے نہین ہمدردی ہو تو ان صحابہ کے خیال سے تو اسوز غم کیجے کیونکہ چار بزرگوار صحابہ رسول خدا سے اس روز شہید ہوئے ہین۔

ہان اگر صحابہ مین ایمان ہوتا اور سب ایمان دار ہوتے تو امام حسینؑ اس غربت وبیکسی سے کیون شہید ہوتے مگر اونپر محبت دنیا ایسی غالب تھی کہ جو لوگ صاحب وجاہت و اقتدار تھے وہ سب دنیا دار تھے چنانچہ ابن عمرؓ نے تو صاف صاف کہدیا اس سے بڑھکر کیا غدر ہوسکتا ہے کہ ہم یزید کی بیعت کر چکے ہین اور آج وہ معزول کیا جاتا ہے۔

مگر یہ نہ سمجھے کہ خدا نے اون صحابہ سے اسکا انتقام نہ لیا ہو ماخوذ ہو کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ عدہ من قتل من اصحاب النبی وغیرہم قال ذکروا انہ قتل یوم الحرۃ من اصحاب النبی ثمانون رجلا ولم یبق بدری بعد ذلک ومن قریش والانصار سبعمائۃ ومن سائر الناس من الموالی والعرب والتابعین عشرۃ آلاف ص ۲۲۲ یعنی صحابہ رسول جو واقعہ حرہ مین قتل ہوئے ۸۰ بدری تھے جسکے بعد کوئی بدری باقی رہا او قریش و انصار سے سات سو آدمی مارے گئے اور باقی لوگوں سے جس مین موالی وعرب و تابعین سب داخل تھے دس ہزار مارے گئے۔

کہئے ان صحابہ نے جواب ذلت [illegible] مگر یہ [illegible] امام حسینؑ سے [illegible] خیال کر سکتے ہین کہ یزید اس [illegible] اور اگر [illegible] شہادت پاتے اور آج اون کے نام پر بھی [illegible] تو کیا جاتا [illegible] جاتا جس سے قیامت تک او [illegible] رہا۔

غرض حضرات اہل سنت عموما اور اہل حدیث [illegible] اگر [illegible] اس مصیبت عظمی پر [illegible] [illegible]

اور بعد رحلت بھی اس مصیبت پر گریہ کیا ہے۔ کیا آپ نے مشکوۃ شریف مترجمہ مولوی وحید الزمان صاحب جلد ۴ صفحہ ۱۷۱ میں یہ حدیث نہیں ملاحظہ کی ہے صفحہ ۱۳۵ جلد ۴۔

وعن ام الفضل بنت الحارث انها دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله اني رأيت حلما منكرا الليلة قال وما هو قالت انه شديد قال وما هو قالت رأيت كأن قطعة من جسدك قطعت ووضعت في حجري فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم رأيت خيرا تلد فاطمة ان شاء الله غلاما يكون في حجرك فولدت فاطمة الحسين فكان في حجري كما قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فدخلت يوما على رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعته في حجره ثم حانت مني التفاتة فاذا عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم تهريقان الدموع قالت فقلت يا نبي الله بابي انت وامي مالك قال اتاني جبرئيل عليه السلام فاخبرني ان امتي ستقتل ابني هذا فقلت هذا قال نعم واتاني بتربة من تربته حمراء

اور روایت ہے ام فضل بیٹی حارث سے کہ وہ آئیں رسول اللہ ؐ کے پاس پس کہا یا رسول اللہ تحقیق میں نے دیکھا ہے ایک خواب برا آج کی رات فرمایا حضرت نے کیا ہے وہ خواب کہا ام فضل نے تحقیق وہ خواب سخت ہے فرمایا حضرت نے کیا ہے وہ کہا ام فضل نے دیکھا میں نے گویا ایک ٹکڑا آپ کے بدن مبارک سے کاٹا گیا ہے اور رکھا گیا ہے میری گود میں پس فرمایا رسول خدا نے دیکھا تو نے خواب اچھا جنے گی فاطمہ بیٹا اگر چاہا خدا نے ہوگا وہ تیری گود میں پس جنی فاطمہ حسین کو پس تھا وہ میری گود میں جیسے کہ فرمایا تھا رسول اللہ نے پس آئی میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس رکھ دیا میں نے حسین کو ان حضرت کی گود میں پھر میں دیکھنے لگی اور طرف پھر دیکھا میں نے انکی طرف پس ناگہاں آنکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ڈالتی تھیں آنسو کہا ام فضل نے پس کہا میں نے اے نبی اللہ قربان ہوں ماں باپ ہمارے تم پر کیا ہوا آپکو کہ روتے ہو فرمایا حضرت نے آئے میرے پاس جبرئیل اور خبر دی مجھکو کہ تحقیق امت میری نزدیک ہے کہ قتل کرے گی اس بیٹے میرے کو پس کہا میں نے

کہ اس بیٹے کو کہا اونہوں نے ہاں اور دی مجکو جبرئیل نے مٹی اوسکی سرخ۔
تو پھر آپ کیسی مدعی اتباع سنت رسول اللہ ہین کہ امام حسین کے حال پر آپکو رونا نہین آتا کیا اسیکا نام اتباع سنت رسول ہی کہ حضرت تو مصیبت امام حسین کو یاد کرکے روئے اور آپ اس تعزیہ داری کو مذموم بتائین بہرحال یہ دو اور حدیث دیکھئے۔

وعن ابن عباس انه قال رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیما یری النائم ذات یوم بنصف النہار اشعث اغبر بیدہ قارورۃ فیہا دم فقلت بابی انت وامی ما ہذا قال ہذا دم الحسین واصحابہ لم ازل التقطہ منذ الیوم فاحصی ذلک الوقت فاجد قتل ذلک الوقت رواہما البیہقی فی دلائل النبوۃ واحمد الاخیر وعنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احبوا اللہ لما یغذوکم من نعمہ واحبونی لحب اللہ واحبوا اہل بیتی لحبی رواہ الترمذی۔

اور روایت ہے ابن عباس سے کہ تحقیق کہ اونہوں نے کہا کہ دیکھا مین نے نبی کو بیچ اس حالت کے کہ دیکھتا ہے سونے والا ایک روز وقت دوپہر کے پراگندہ بال گردآلود حضرت کے ہاتھ مین ایک شیشہ ہے کہ اسمین خون ہے پس کہا مین نے باپ میرا اور ماں میری فدا ہوں تمہارے کیا ہے یہ شیشہ فرمایا حضرت نے یہ خون حسین کا اور اوسکے یاروں کا ہے ہمیشہ رہا مین چنتا اوسکو ابتدا آج کے روز سے ابن عباس نے کہا پس یاد رکھا مین نے اوس وقت کو پس پایا مینے کہ قتل کئے گئے حسین اوسی وقت۔ روایت کین یہ دونوں حدیثین بیہقی نے دلائل النبوۃ مین اور اوسکی روایت کی احمد نے حدیث اخیر اور ابن عباس سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوست رکھو خدا کو بسبب اوس چیز کے کہ پرورش کرتا ہے تم کو نعمت سے پس دوست رکھو مجکو بسبب دوستی خدا کے اور دوست رکھو اہل بیت کو بسبب میری دوستی کے۔ روایت کی یہ ترمذی نے۔

کیا اس روایت کو دیکھکر کوئی مسلمان ایسا ہو سکتا ہے جو بروز عاشورہ دربیت امام حسین مین گریان نہ ہو کیونکہ ابن عباس کو آنحضرت نے خواب کیوں دکھلایا سیوجہ سے ماتم

مشکوۃ مین ہے۔ ان حدیثون سے یہ بات نکلتی ہے کہ امام حسینؑ کی شہادت کا حال سنکر غم کرنا درست ہے۔ پھر نہ معلوم اس زمانہ کے وہابی کس مذہب کے ہین جو اپنے مذہب کی حدیثون کو بھی نہین مانتے۔ پھر اوسی مشکوۃ مین یہ تیسری حدیث ملاحظہ ہو صفحہ ۵۷۱

وعن سلمى قالت دخلت على ام سلمة وهي تبكي فقلت ما يبكيك قالت رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم تعني في المنام وعلى رأسه ولحيته التراب فقلت مالك يا رسول الله قال شهدت قتل الحسين انفا رواه الترمذي

اور روایت ہے سلمٰی سے کہا داخل ہوئی مین اوپر ام سلمہ کے اور وہ رو رہی تھین پس کہا مین نے کس چیز نے رولایا تمکو کہا دیکھا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب مین اور اون کے سر اور داڑھی مبارک پر مٹی تھی پس کہا مینے کیا ہوا ہے تم کو یا رسول اللہ فرمایا آنحضرت نے کہ حاضر ہوا ابھی مین حسین کی قتلگاہ مین روایت کی اسے ترمذی نے اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

حاشیہ مشکوۃ مین ہے کہ اس حدیث سے امام حسینؑ کی فضیلت ثابت ہوئی کہ حضرتؐ ان کے شہید ہونے کے وقت تشریف لائے اور کمال غمگین ہوئے۔

پھر نہ معلوم وہابی (اہلحدیث) کس مذہب کے آدمی ہین جو امام حسین کے غم مین رونے اور پیٹنے کو منع کرتے ہین۔ حالانکہ ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ یہ ایسا غم ہے کہ خود آنحضرت نے یہ خبر سنکر حالت حیات مین گریہ کیا۔ اور بعد وفات معرکہ کربلا مین شریک ہوئے امام حسین اور آپ کے اصحاب باوفا کا خون شیشہ مین جمع کیا۔ سر و ریش مبارک پر خاک ڈالا حضرت ابن عباس اور اپنی زوجہ محترمہ کو اسطرح خواب دکھایا کہ وہ بھی رونے لگین تو کیا کوئی مسلمان ایسا بھی ہو سکتا ہے جو غم امام حسینؑ مین نہ رونے اور رسول اللہ کی تاسی نہ کرے۔ حاشا و کلا ہرگز نہین۔

ملا علی قاری شرح مشکوۃ مین اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین اخرج احمد فی المناقب عن الربيع بن منذر عن ابيه قال كان حسين بن علي يقول من دمعت عيناه

فینا دمعة او قطرت عیناه فینا قطرة آتاه الله عز وجل الجنة ص ۲۰۰ جلد ۲
یعنی حسن بن علی فرماتے تھے کہ جس شخص کی آنکھ سے ایک قطرہ بھی آنسو کا ہماری مصیبت میں نکلیگا خداوند عالم اوسکو جنت عطا کریگا۔

تو اب کون مسلمان ہو سکتا ہو جو ان احادیث کو دیکھکر بھی ایمان نہ لائیگا اور عزاداری مظلوم کو اپنے نفس پر واجب نہ سمجھیگا کیونکہ اس مصیبت میں رسول اللہ نے اپنی زندگی میں بھی غم کیا ہے اور بعد رحلت بھی غم فرمایا حالانکہ سب مسلمانوں کو معلوم ہے حضرت بعد انتقال نعمات بہشت سے متنعم ہو رہے ہیں مگر یا تو یہ مصیبت ایسی عظیم تھی جنے بعد رحلت بھی چین نہ لینے دیا یا صرف مسلمانوں کے ہدایت و ارشاد کے لئے خدا نے ابن عباس اور حضرت ام سلمہ کو ایسا خواب دکھایا تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو یہ غم کیسا عظیم الشان ہے کہ خود رسول اللہ سر برہنہ نالان و گریان شریک معرکہ کربلا ہوئے۔

آثار غضب خدا الشد الشدید و افسوس کیسا قیامت خیز تھا کہ خداوند عالم نے اپنا غضب کن صورتوں سے ظاہر کیا صواعق محرقہ ابن حجر مکی میں ہے ومما ظہر یوم قتلہ من الآیات ایضاً ان السماء اسودت اسوداداً عظیماً حتی رؤیت النجوم نہاراً ولم یرفع حجر الا وجد تحتہ دم عبیط۔ وان السماء احمرت بقتلہ وانکسفت الشمس حتی بدت الکواکب نصف النہار وظن الناس ان القیامۃ قد قامت۔ ولم یرفع حجر فی الشام الا رؤی تحتہ دم عبیط۔ اخرج عثمان بن ابی شیبۃ ان السماء مکثت بعد قتلہ سبعۃ ایام تری علی الحیطان کانہا ملاحف معصفرۃ من شدۃ حمرتہا وضربت الکواکب بعضہا بعضاً ونقل ابن الجوزی عن ابن سیرین ان الدنیا اظلمت ثلاثۃ ایام ثم ظہرت الحمرۃ فی السماء۔ وقال ابو سعید ما رفع حجر من الدنیا الا وتحتہ دم عبیط ولقد مطرت السماء دماً بقی اثرہ فی الثیاب حتی تقطعت۔ اخرج الثعلبی ان السماء بکت وبکاؤہا حمرتہا وقال غیرہ احمرت آفاق السماء ستۃ اشہر بعد قتلہ ثم لا زالت الحمرۃ تری بعد ذلک وان ابن سیرین قال اخبرنا ان الحمرۃ التی مع الشفق لم تکن قبل قتل الحسین وذکر ابن سعد ان ہذہ الحمرۃ لم تر فی السماء قبل قتلہ قال ابن الجوزی وحکمتہ ان

فضبا یوثر حمرة الوجه والحق تنزه عن الجسمية فاظهر تاثیر غضبه علی من قتل الحسين بحمرة الافق اظهارا لعظم الجناية قال وانين عباس وهو ماثور ببدر منع النبي النوم فكيف بانين الحسين ولما اسلم وحشی قاتل حمزة قال له النبي غيب وجهك عنی فانی لا احب ان اری من قتل الاحبة هذا والاسلام يجب ما قبله فكيف بالقلب ان يری من ذبح الحسين وامر بقتله وحمل اهله علی اقتاب الجمال ص ١٦ یعنے بروز قتل امام حسینؑ آیات الٰہی سے یہ ظاہر ہوا کہ آسمان سیاہ ہو گیا کہ دن کو ستارے نظر آنے لگے۔ اگر زمین سے کوئی پتھر اوٹھایا جاتا تو خون تازہ نیچے اوس کے جوش مارتا۔ آسمان سرخ ہو گیا آفتاب کو گہن لگا یہان تک کہ دن دوپہر ستارے نکل آئے اور لوگون نے گمان کیا کہ قیامت قایم ہوئی۔ عثمان بن ابی شیبا روایت کرتے ہین کہ حضرت کی شہادت کے بعد سات روز تک آسمان سرخ رہا کہ تمام در و دیوار سرخ نظر آتا آسمان سے تازہ خون برستا رہا جسکا اثر کپڑون پر مدتون باقی رہا یہان تک کہ کپڑہ پھٹ گیا مگر نشان خون نہ گیا۔ ثعلبی کی روایت ہے کہ آسمان رویا اور اوسکا رونا یہی ہے کہ سرخی شفق کی ظاہر ہوئی اسکے قبل کسی نے اس سرخی کو نہین دیکھا تھا ابن سیرین کہتے ہین کہ سرخی شفق قبل شہادت امام مظلوم نہ تھی۔ ابن الجوزی کہتے ہیں کہ لوگون کا غصہ تو چہرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرخ ہو جاتا ہے مگر چونکہ خداوند عالم جسمیت سے منزہ ہے لہذا اوسکے غیظ و غضب کے آثار ظاہر ہوئے حمرۃ شفق سے کہ شفق میں سرخی نمودار ہوئی تاکہ خلایق کو معلوم ہو یہ کتنا بڑا جرم ہے۔ کہا ابن الجوزی نے کہ حضرت عباس جنگ بدر مین جو قید ہو کر لشکر اسلام مین آئے تو اونکی آواز گریہ و بکا نے حضرت کو سونے نہ دیا تو امام حسین کی نالہ و زاری سے حضرت کے دل پر کیا گزرا ہوگا۔ وحشی قاتل حمزہ جب اسلام لایا ہے تو حضرت نے فرمایا اپنا منہ مجھ سے چھپا لے کہ ہم اپنے دوستون کے قاتل کا منہ دیکھا نہین چاہتے حالانکہ اسلام نے قبل اسلام کی کل باتون کو مٹا دیا ہے تو پھر کیا حال ہوگا رسول اللہ کے قلب کا اوس شخص سے جس نے امام حسین کو ذبح کیا اور اونکے اہل حرم کو اسیر کرکے اون شترلان بے کجاوہ و عماری پر سوار کرایا۔

یہ ہین آثار غضب خدا اور رسول جو بعد شہادت امام حسین ؑ تمام عالم کے مشاہدہ مین آئے
اور علمائے اہل سنت نے اون کی روایت کی اور کتابون مین لکھا اس کے بعد مسلمانون کو
اختیار ہے کہ جو چاہین کرین اگر امام حسین ؑ قابل ہمدردی ہون تو اونکے اقامت عزا مین کوشش
کرین اور اگر خدا اور رسول کے یہ احکام اس بارے مین کسی طرح قابل تعمیل نہ ہون تو پھر مولوی
ثناء اللہ وغیرہ اشتہار بازونکی متابعت کرین

مگر اس قدر عرض کر دینا ضروری ہے کہ دیکھئے اس طریقہ ناصبیت وخارجیت کا موجد کون ہو
تاکہ معلوم ہو کہ یہ عزاداری ذکر نے مین پیرو خدا اور رسول ہوتے ہین یا پیرو دشمنان خدا و رسول،
مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری مین ہے عن خالد بن معدان قال وفد المقدام بن معدی
کرب وعمرو بن الاسود الی معویہ فقال معویۃ للمقدام اعلمت ان الحسن بن علی
توفی فرجع المقدام فقال له معویۃ اتراها مصیبۃ صفحہ ۵۰ ۶ جلد ۵۔

یعنے مقدام بن معدی کرب وعمرو بن الاسود کا وفد معویہ کے پاس آیا تو معویہ نے کہا کہ کیا تم
کو معلوم ہے کہ حسن بن علی نے انتقال کیا تو مقدام نے یہ سنکر کلمہ انا للہ وانا الیہ راجعون
کہا معویہ نے کہا کیا تو اس کو مصیبت جانتا ہے ؟

اس روایت سے معلوم ہوا کہ خارجیون کا امام معویہ شہادت امام حسن ؑ کو مصیبت نہین
جانتا تھا جسپر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا جا سکے۔ تو پھر پیروان معویہ سے کب اسکی امید
ہو سکتی ہے کہ واقعہ شہادت کربلا کو مصیبت سمجھین اور گریہ وبکا کرین۔

مگر نہین نہین یہ واقعہ ایسا جانکاہ ہے کہ خود یزید پلید کو بھی اسنے رولا دیا ہے تو اس خیال سے
بھی خوارج کو اس غم میں مغموم ہونا مناسب ہے۔ صواعق محرقہ مین ہے

ولما انزل ابن زیاد راس الحسین و
اصحابه جهزها مع سبایا آل الحسین
الی یزید فلما وصلت الیه قیل انه
ترحم علیه وتنکر ابن زیاد وارسل
براسه وبقیة بنیه الی المدینة وقال

یعنے جب ابن زیاد نے سر امام حسین ؑ کو مع
اسیران اہل حرم روانہ شام کیا اور وہ لوگ
داخل شام ہوئے تو یزید نے ترحم کیا اور ابن
زیاد پر اپنا غصہ ظاہر کیا اور حضرت کے
سر مبارک کو اور اہلبیت کو وطن دیکر بلا

سبط ابن الجوزی وغیرہ المشہور انہ جمع اہل الشام وجعل ینکت الرأس بالخیزران وجمع بانہ اظہر الاول واخفی الثانی بقرینۃ انہ بالغ فی رفعۃ ابن زیاد حتی ادخلہ علی نسائہ قال ابن الجوزی ولیس العجب الا من ضرب یزید ثنایا الحسین بالقضیب وحمل آل النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اقتاب الجمال ای موثقۃ فی الحبال والنساء مکشفات الرؤس والوجوہ وذکر اشیاء من قبیح فعلہ وقیل بل کانت الرأس فی خزانۃ الی ان سلیمان بن عبد الملک رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام یلاطفہ ویبشرہ فسئل الحسن البصری عن ذلک فقال لعلک صنعت الی الہ معروفا قال نعم وجدت راس الحسین فی خزانۃ یزید فکسوتہ خمسۃ اثواب وصلیت علیہ مع جماعۃ من اصحابی وقبرتہ فقال الحسن ہو ذلک سبب رضاہ صلی اللہ علیہ وسلم علیک فامر سلیمان للحسن بجائزۃ سنیۃ وممن فعل یزید براس الحسین ما مر ہان عند رسول قیصر فقال متعجبا ان عندنا فی

کیا سبط ابن الجوزی کہتے ہین کہ مشہور یہ ہے کہ یزید نے بعد ورود اسیران کربلا اہل شام کو جمع کیا دندان مبارک کو چوب خیزران سے چھیڑنے لگا ان دونوں روایتوں مین اسطرح جمع کیا گیا ہے کہ اظہار ترحم وغیرہ تو ظاہری طور پر تہا اور خوشی اوسکی شہادت امام سے باطنی طور کیونکہ اوسکے بعد ابن زیاد کو اوس طرح ترقی دینا شروع کیا کہ اپنے گہر کے اندر لیجا کر عورتوں سے سامنا کرا دیا۔

ابن الجوزی کہتے ہین تعجب ہے یزید سے کہ کس طرح اوس نے دندان امام حسین پر چھڑی ماری اور اہلبیت رسالت کو کس طرح شتران بے کجاوہ پر سوار کرایا جو سب بندھے ہوئے تھے رسیون مین اور منہ اونکے کہلے ہوئے تھے یہی طرح بہت سے قبائح اعمال یزید کو ذکر کیا ہے بلکہ کہا گیا ہے کہ امام کا سر مبارک خزانہ یزید مین رہا بزمانہ سلیمان بن عبد الملک کیونکہ سلیمان نے خواب مین رسول اللہ کو دیکھا کہ حضرت اوسپر لطف وحہربانی فرما رہے ہین اس خواب کی تعبیر اس نے حسن بصری سے پوچھا تو حسن بصری نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے نیکی کیا ہے

فی الجزائر فی دیر حافر حمار عیسی
فنحن نحج الیه کل عام من الاقطار
وننذر له النذور ونعظمه کما تعظمون
کعبتکم فاشهد انکم علی باطل و
قال ذمی آخر بینی وبین داود
سبعون ابا وان الیهود تعظمنی
وتحترمنی وانتم قتلتم ابن نبیکم
ولما کانت الحرس علی الراس کلما
نزلوا منزلا وضعوه علی رمح وحرسوه
فراه راهب فی دیر فسال عنه فعرفوه
به فقال بئس القوم انتم هل لکم فی
عشرة الاف دینار ویبیت الراس
عندی هذه اللیلة قالوا نعم فاخذه
وغسله وطیبه ووضعه علی فخذه
الی عنان السماء وقعد یبکی الی الصبح
ثم اسلم لانه رای نورا ساطعا
من الراس الی السماء ثم خرج عن
الدیر وما فیه وصار یخدم اهل البیت
وکان مع اولئک الحرس دنانیر
اخذوها من عسکر الحسین ففتحوا
اکیاسها لیقتسموها فراوها خزفا
علی احد جانبی کل منها ولا تحسبن
الله غافلا عما یعمل الظالمون وعلی

حضرت کے اہل بیت کے ساتھ جس سے وہ حضرت
خوش ہوے ہین تو سلیمان نے کہا ہان میں نے
امام حسینؑ کا سر خزانہ یزید مین پایا تو
اوسکو پنج پارچہ کا کفن دیا اور اپنے دوست
احباب کے ساتھ حضرت نماز پڑھی اور قبر
کھود واکے دفن کیا حسن بصری نے کہا تو
یہی سبب ہے اور یہی فعل تیرا موجب رضاء
رسول اللہ ہوا سلیمان نے اس تعبیر پر بہت
سا انعام دیکر حسن بصری کو رخصت کیا
(شہادت امام حسین سنہ ٦١ سنہ وفات سلیمان
سنہ ٩٩) ابن حجر لکھتے ہین کہ یزید نے جب
اسطرح کی بے حرمتی سر مبارک سے کی تو اس
وقت قیصر روم کا سفیر حاضر دربار تھا از
راہ تعجب کہا کہ ہمارے ملک مین بعض جزائر
ایک دیر حافر ہے جس مین حضرت عیسی کے خر
کا سم ہے جسکی تعظیم مین ہر سال ہم لوگ حج کرتے
ہین اور ہدیہ نذورات چڑھاتے ہین جس طرح
تم لوگ خانہ کعبہ کی تعظیم کرتے ہو تو اب ہم گواہی
دیتے ہین کہ تم لوگ باطل پر ہو - ایک دوسرے
ذمی نے کہا کہ ہم نسل حضرت داود سے ہین ستر
پشت کا فاصلہ ہے اسپر یہود کی یہ حالت ہے
کہ وہ جب ہمکو دیکھتے ہین تو تعظیم کرتے ہین اور
تم لوگ اپنے نبی کے فرزند کو قتل کر ڈالا کتنی

الاشعرو سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ صفحہ ۱۱۹ بری قوم ہو تم لشکر والون کا قاعدہ تھا کہ جب منزل پر پہونچتے تو امام حسین کا سر نیزہ پر رکھ
اور اوسکی حفاظت کیا کرتے ایک دفعہ اگلی منزل ایک راہب کے قریب ہوی اور اسی
طرح اون لوگون نے نیزہ پر سر چڑھایا تو اوس راہب نے حال دریافت کیا جب معلوم ہوا
کہ یہ سر امام حسین کا ہے تو اوسنے دس ہزار اشرفیان اس عوض سے دین کہ ایک شب
یہ سر مبارک ہمارے پاس دیر مین رہے۔ راہب نے اوس سر اقدس کو غسل دیا اور
عطریات سے معطر کرکے اپنے زانو پر رکھا اور تمام شب نوحہ و بکا کرتا رہا اور اسلام لایا
کیونکہ اوسنے حضرت کے سر مبارک سے ایک ایسا نور ساطع دیکھا جو بیت آسمان تک متصل
تھا اوس راہب نے انکو حد معتابل بہشتین داخل کیا اور برابر خدمت کرتا رہا لشکر یزید
نے جو امام حسین سے شکست لوٹا تھا وسمین کیا اشرفیان بھی تھین جب تقسیم کے لئے وہ کھولے والے
گئے تو وہ اشرفیان ٹھیکری نکلین جسپر ایک طرف لکھا ہوا تھا لا تحسبن اللہ غافلا عما
یعمل الظالمون اور دوسری طرف سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔
اس تحریر سے معلوم ہوا کہ یزید نے گو ظاہرداری ہی ظاہر ہو تو از راہ نفاق سے ہے خیر امام
کی عظمت کی اور ترحم کیا فعل ابن زیاد کو ناگوار بتایا۔ تو کیا یہ وہی شناوات صاحب اور اونکے
طرفدارون مین یزید کے برابر بھی اسلام نہین جو اس مصیبت مین غم کرین اور اسکو روز مصیبت
جانین چہ جائیکہ موقوفی عزا کے لئے وہ اشتہار شائع کرین اور مرسیکڑ۔ نعوذ باللہ مین۔
کیا ان لوگونمین سفیر قیصر روم اور راہب دیر کے برابر بھی اسلام نہین ہے جو اس غم جانکاہ مین
محزون ہوکر رسوم عزاداری کو انجام دین چہ جائیکہ اوسمین زعید منانین بہاس نو زیب تن کرین
لگائین جو یزیدیون مین آجتک جاری ہے۔
اب ہم اس مضمون کو یہین ختم کرتے ہین اور اہل اسلام سے امیدوار ہین کہ وہ اس تحریر کو بغور
ملاحظہ فرمائین کیونکہ جو کچھ لکھا گیا ہے احادیث صحیحہ اہلسنت سے نہ یہین کوئی قول ہے کسی عالم
شیعہ کا نہ کوی روایت ہے کتب شیعہ کی بلکہ تمامتر کتب معتمدہ اہل سنت سے نقل ہوا ہے صفوی بیغ
بھی دیر باقی ہے۔ اب جو کچھ بھی غور فرمائینگے تو معلوم ہوگا کہ امام حسین نے محض احیا

اسلام کے لئے اس شہادت کو قبول کیا کہ شرع محمدی قائم ہو کیونکہ رسول اللہ کے زمانہ تک اصول دین کی بنیاد صرف قال اللہ و قال الرسول پر تھی خلافت اول سے اجماع حالانکہ سے قیاس نے بھی دخل پایا۔ جناب امام حسینؓ نے اس اجماع خلافت شریعت کا نتیجہ دکھا دیا کہ یہ وہ چیز ہے دین اسلام کی غارت کرنے والی جب اسنے مداخلت پایا اسلام کا نقشہ بگڑ چلا مگر معمولی عقل والے اسکو نہ سمجھ سکے کہ اجماع سے دین میں کیا خرابی آسکتی ہے لہذا آپنے بدیہی کر دکھایا کہ دیکھو اس اجماع کا یہ نتیجہ ہے کہ ہم اسطرح شہید ہورہے ہیں حالانکہ حضرت ہر حملہ میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ ملاحظہ ہو سیف مصلت فی بیان اشاء و تبدیل صحابہ ص ۱۰۴ -

انا ابن علی الطہر من آل ہاشم	کفانی بہذا مفخرا حین افخر
میں ہوں فرزند علی بہتر ین خاندان بنی ہاشم	کہ یہی فخر ہمارے لئے کافی ہے جب ہم فخر کریں
و جدی رسول اللہ اکرم من مشی	ونحن سراج اللہ فی الناس یزہر
اور میرے جد رسول اللہ ہیں جنسے بہتر آج تک کوئی پیدا	اور ہم خدا کی مشعل ہیں جو آدمیوں کو روشن کرتی
و فاطمۃ امی سلالۃ احمد	وعمی یدعی ذوالجناحین جعفر
اور کرامی ہیں بی بی فاطمہ ہیں ختر رسول اللہ	اور چچا ہمارے جعفر طیار ہیں کہ بازو سے پرواز کرتے ہیں
وفینا کتاب اللہ انزل صادقا	وفینا الہدی والوحی بالخیر یذکر
ہم میں بیان کتاب خدا نازل ہوئی اور تھا	اور ہم ہی میں ہدایت وحی جو بہتر یاد ہے

مطلب ان اشعار کے ظاہر ہیں کہ حضرت نے اپنے حسب و نسب شرافت جلالت کو بیان فرمایا ہے اور تمام عالم کو بتا رہے ہیں کہ کتاب ہمارے گھر نازل ہوئی ہدایت وحی بیرے سامنے ہیں ہے مگر ایک اجماع نے کتاب وسنت سب کو مٹا دیا۔ اسلئے اجماع کے علمدار یعنی قاتل امام حسینؓ خود ابن زیاد کے روبرو کہہ رہا ہے۔ املاء رکابی فضۃ و ذھبا فقد قتلت الملک المحجبا × و من صلی القبلتین فی الصبا۔ وخیرھم اذ یذکرون النسبا × قتلت خیر الناس اما و ابا۔ صواعق محرقہ ص ۱۱ یعنی اے امیر ہمارے جانوروں کو سونا چاندی اور سونے سے بھر دو کہ ہم نے اوس بادشاہ کو قتل کیا جو پوشیدہ رہتا یا اوس

[illegible] یار رہا۔ اور اوس کو مسینے میں ۱۰ دن قضا کیواسطے نماز پڑھی۔ یہ وہ شخص تھا جو از راہ
[illegible] سب سے پہتہ تھا اور جو شرافت پدری و مادری کی رو سے سب سے بدتر تھا۔ ان اشعار
مین بھی اوسکی تصدیق ہے جو حضرت فرماتے تھے کہ اجماع نے نہ شرافت کا خیال کیا نہ بحالت
[illegible] نظمت کا نہ ملکوتیت کا۔

[illegible] اس تحریر کی ابتدا صوم سے ہوئی تھی کہ مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہل حدیث نے اپنی اشتہار
[illegible] مین لکھا تھا۔ ماہ محرم کی ۹ و ۱۰ تاریخ کو روزہ رکھنا سنت ہے لہذا آخری دلیل اور
یہان تحقیق ہوتی ہے جسکے بعد پھر کوئی سنی کو اسکے قبول مین عذر نہ ہوگا اور انشاء اللہ وہ
اس بدعت سے نجات پائینگے کہ روز شہادت امام حسینؑ کو عید بنا کر روزہ رکھین۔ [illegible]
[illegible] عبد الرحمن بن القاسم کان عمر لا یصوم یعنی صوم عاشوراء
یعنی [illegible] عبد الرحمن [illegible] سے روایت کرتے ہین کہ عمر عاشورا کے روزہ روزہ نہین رکھتے
تھے۔ [illegible] کوئی سنی کہہ سکتا ہے کہ عمر صاحب اوس فریضہ یا سنت کے تارک تھے جسے رسول اللہ
نے نہایت [illegible] دیکھا تھا۔ خدا لعنت کرے اون لوگون پر جو رسول اللہ پر ایسی تہمت کرتے ہیں۔
اور بدعت کو سنت کہتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ ماہ محرم خاندان رسالت کے لئے واقعہ کربلا کے بعد سے
ایسے غم کا مہینہ رہا ہے کہ کل حضرات اس مہینے کے دس روز مین ہمیشہ غم اور حزن کرتے رہے
ہنسنا تفریح مذاق سب موقوف رہا بجز آہ و غم کے کوئی شغل نہ رہا لہذا جملہ اہل اسلام پر لازم
ہے کہ وہ تاسی ائمہ ہدی علیہم السلام اس دس روز مین غم امام حسینؑ مین مغموم رہین اور کسی
[illegible] کا کھیل کود تماشا لہو و لعب جائز نہ رکھین شب و روز مجالس اور ذکر فضایل و مناقب
و مصائب کربلا مین مشغول رہین اور جہان تک ہو سکے ہر جگہ عزائے امام مظلوم قایم کرین [illegible]
دنیا [illegible] المصطفی و آلہ البررۃ الاتقیا۔ فقط

نوٹ ضروری۔ جہان جہان امرتسری وہابی کا اشتہار جاتا ہو وہان مومنین پر لازم ہے کہ ایک نسخہ
تحقیق صوم عاشورا کا بلا قیمت طلب فرمائین صرف محصولڈاک کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہئے۔ اگر
زاید نسخے درکار ہون تو اوسی حساب سے ٹکٹ روانہ کرین مگر جو حضرات خریدار اصلاح ہین اونکو یہ رسالہ بھیجا جائیگا
صرف ایسے اشخاص کے لئے بلا قیمت جا سکتا ہے جنکو مخالفین کچھ تردد لاتے ہون ورنہ شائقین کیلئے قیمت ۱؎
مینیجر اصلاح کھجوہ ڈاکخانہ بازار بندی ضلع سارن سے بلا قیمت طلب کرین فقط

اصلاح

نمبر ۱۱ | بابت ماہ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ مطابق نومبر ۱۹۱۱ء | جلد ۳

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۱۱	بابت ماہ ذیقعدۃ الحرام ۱۳۲۶ھ مطابق ماہ نومبر ۱۹۰۸ء	جلد ۱۴

اطلاع ضروری۔ مکرر عرض کیا گیا کہ تبدیل پتہ یا طلب پرچہ یا روانگی منی آڈر میں نمبر خریداری ضروری ہے مگر یہ نمبر وہ ہوتا ہے جو نام کے اوپر چھپا رہتا ہے ۔۔۔ لکھا جاتا ہے نمبر ۔۔۔ کا اسکا نشان علق ہے

اعلان عام

چونکہ اصلاح کا چودھوان سال تمام ہو رہا ہے صرف ایک نمبر باقی ہے جو انشاء اللہ اوائل ماہ دسمبر مین حاضر ہوگا لہذا سال آیندہ کے لئے بصد ادب گذارش ہے۔

(۱) جن حضرات کو سال آیندہ کی خریداری منظور ہو وہ اپنا چندہ سالانہ مع تنقید بخاری ۓ یا بلا تنقید بخاری ۲ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائین۔

(۲) روانگی ویلیو امسال سے موقوف کر دی گئی ہے کیونکہ چودہ سال کے تجربے نے بتا دیا ہے کہ ہر سال کم سے کم پانچسو ویلیو واپس آتے ہیں جسمین اتنے خریدارونکے علحدہ ہوجانیکے علاوہ تقریباً سو روپیہ محصولڈاک کے بابت دفتر کا نقصان ہوتا ہے۔

(۳) دوسرا نقصان جو سب سے زیادہ اہم ہے یہ ہوتا ہے کہ باقی ماندہ جلدین ناقص رہ جاتی ہین کیونکہ کوئی مفت بھی لینا نہین پسند کرتا جسکا تجربہ اشتہار ۔۔۔ سے ہو چکا کہ صرف محصولڈاک ۔۔۔ پر باقی جلدون کی روانگی کا اعلان دیا گیا جسپر کل ۔۔۔ درخواستین آئین اور پانچ چھ ویلیو واپس آئے جسپر ایک ایک روپیہ کا ٹکٹ لگا گیا تھا۔

(۴) لہذا جن لوگون کا چندہ ۔۔۔ تک وصول ہوگا۔ انکے نام چندہ پرچہ جاری ہوگا ورنہ انکا انکار سمجھا جائیگا۔

(۵) ان جن حضرات کو منی آڈر روانہ کرنے مین کسی وجہ سے دقت ہو۔ وہ بذریعہ کارڈ مطلع فرمائین کہ رسالہ اونکے نام ویلو ہو جائے

(۶) جسکا ایک عمدہ نتیجہ یہ بھی ہوگا کہ پرچہ صرف اوسیقدر چھپوایا جائیگا جسقدر خریدار ہونگے۔ اور زیادہ نقصان دفتر کا نہوگا۔

(۷) اصلاح کی چار روپیہ سالانہ قیمت پر نظر کرکے قوم اگر اس استدعا کو قبول کرے کہ ہمکو وی پی کی زحمتون سے بچا دے اور ہر شخص اپنا چندہ سالانہ بذریعہ منی آڈر روانہ کر دے تو ہم قوم کے نہایت شکر گذار ہونگے۔ اور انشاء اللہ اسکے معاوضہ مین امسال ہم بھی کوئی تحفہ حاضر کرینگے۔

(۸) بعض ہمدردان قوم کو اسکا بھی خیال ہوتا ہے کہ خدمات اصلاح زیادہ قابل ہمدردی ہین لہذا استطاعت والوں کو چاہئے کہ زیادہ موقع ملیگا تو چندہ بذریعہ منی آڈر روانہ کرین۔

(۹) ہم ایسے حضرات کا معاوضہ صرف یہ ادا کر سکتے ہین کہ [illegible] اونکو ہمارا اصلاح ہر ایک سے محروم نہ رکھیگا۔

(۱۰) قوم سے ہمیں اصلی امید ہے کہ ہر دو اس رسالہ کو شیعہ اور ضروری سمجھتی ہے تب آپ اعزا و احباب کو اصلاح کی خریداری پر مائل کرین کیونکہ اصلی غرض ترویج دین حق ہے۔ اور آپ دیکھ رہے ہین کہ مخالفین کس طرح نور خدا کے بجھانے مین مصروف ہین کہ کوئی اخبار اونکا خواہ روزانہ ہو یا ہفتہ وار یا دو ہفتہ یا ماہوار ایسا نہین ہے جسمین ظاہری یا باطنی حملہ اس مذہب حق پر نہوتا ہو اور اونکا جواب دینے والا صرف اصلاح ہے جسنے اپنے خواب و خور کا آرام بھی تج دیا ہے۔

مگر ہم اون پرچون سے مجبور ہین جو ہم تک نہین پہونچتے کیونکہ تہذیب الاخلاق۔ الندوہ تو ہمارے بعوض آنے لگا ہے لیکن البشیر الہ آبادی سراج الاخبار کسی طرح نہین آتے لہذا ناظرین اصلاح سے جو حضرات ان اخبارون مین کوئی مضمون خلاف فرقہ شیعہ دیکھین تو دفتر اصلاح مین مطلع کرین مقبول حق۔ افسوس کہ اس طرف مومنین کی بہت کم توجہ ہے جس سے خاطر خواہ ترقی نہین ہوئی تاہم جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر فیروز پور کے مساعی جمیلہ قابل قدر ہین جنکے

امامت سے جناب سید امیر علی صاحب جو سلسلہ پیری مریدی کے ایک بڑے مالک تھے اور
سید بالغ علی صاحب ساکنان مین تحصیل کمتر ضلع فیروزپور نے مذہب حق قبول کیا ثبتہم اللہ
بالقول الثابت

ضرورت تنقید بخاری جناب منشی سید جعفر حسین صاحب سجادی رئیس خویش جناب حکیم منیاہ حسین
صاحب رئیس اعظم ناگپور تحریر فرماتے ہین ۱۵
تنقید بخاری کی نسبت مین قبل شایع ہونے کے لکھ چکا ہون کہ میری دلی آرزو ہے کہ یہ
انمول ذخیرہ ضرور چھپے اسکی ضرورت اظہر من الشمس ہے۔ کوئی مومن ایسی بیش بہا چیز کے لئے
عصمت اضافہ قبول کرنے مین دریغ نہ کریگا مین بشرط اشاعت تنقید بخاری للعہ سالانہ قبول کرتا ہون
جناب سید امجد علی صاحب کربلائی منشی سپرنٹ تحریر کرتے ہین اہمیت ضرورت تنقید
بخاری کو ہر صاحب شخص کو مذہب حق سے دلچسپی ہے اور جسمین تحقیق حق کا کچھ بھی مادہ ہے تو با دانست
اور دیانت سمجھ سکتا ہے اس نادر تصنیف کا شایع ہو کر پورا ہوجانا عطاء الہی سے ایک عمدہ نعمت
ہوگی دعا ہے کہ خدا پاک قوم کو ہمت دے اور اس آواز کو جو حی علی خیر العمل کا حکم رکھتی ہے
سو تو کان نہین اور آنکھ ملتے ہوے لبیک کہتے ہوے دوڑین جو خود صاحب علم ہین وہ شاید
ضرورت نہ سمجھتے۔ امرا اگر صرف مذہبی امداد کے لحاظ سے داخل چندہ ہوجاتے۔ تو اونکو مثل شرکت
چندہ یونیورسٹی وغیرہ جسمین ہوتی مدنظر ہے نہ ثواب آخرت اونکو ضرورت ہی کیا ۹ غربا گر شائقین
بے مادہ رہے متوسط اوسکے نام آپ اونگلیون پر شمار فرما چکے۔ تو وہی مثل صادق آئی نہ نو من تیل
ہوگا نہ رادھا۔ دیکھیے یہ بیل کب منڈھے چڑھے۔ اگر تنقید بخاری شایع ہو سکی اور بخدا کہ ضرور
تو امامیہ اثنا عشریہ لائبریری مین سب سے قابل وقعت اور انمول یہ کتاب ہوگی اور آئے دن
کے نسخے ناظرون سے چھٹکارا ہوجائیگا میرا نام بھی رجسٹر خریداران مین درج کر لیجے۔

جناب عبد الرحمان صاحب نگینوی لکھتے ہین میری رائے مین یہ امر نامناسب ہے
کہ تنقید بخاری سے صرف صاحبان ثروت فائدہ اوٹھائین جو عمدہ دینا قبول کرین بلکہ صرف چند
آدمی بھی ہین اور غربا کو کم استطاعت ہوتے ہین لہذا میری رائے مین مناسب یہ ہے کہ قیمت
جو کم از کم چار ہزار ہوسکے اتنی شخص عمدہ لیا جائے تو صا ہو سکتا ہے

جناب شیخ اللہ وسایا ابو طاہر صاحب
جناب سائین فتح علی شاہ صاحب ۴۴
جناب منشی احمد جان صاحب ۱۵۰۰۴
جناب خلیفہ محمد بخش صاحب ۴۵۲۵
جناب منشی مظفر علی خان صاحب انسپکٹر رجسٹری رامپور
جناب حکیم تجمل حسین صاحب
جناب سید آغا علی حسن صاحب ۴۰۴۴
جناب حاجی حکیم محمد جعفر صاحب
جناب سید ضمیر حسین صاحب ۲۰۲۷
جناب حکیم سید محمد معصوم صاحب ۴۴۲۲
جناب سید اصغر عباس صاحب ۴۹۳۳
جناب منشی سید منتظم حسین صاحب انسپکٹر للت پور
جناب سید شبیر حسین صاحب زیدی میرٹھ ۲۰۲۲

جناب سید فش علی صاحب کرنل نیچرل شاہجہان
جناب سید ناظر حسین صاحب ٹھیکدار ۴۷۹۱
جناب سید نواب علی صاحب ۴۶۳۸
جناب منشی میر جعفر حسین صاحب ناگپور ۲۱۵۶
جناب حکیم منیاد حسین صاحب ۴۵۳۶
جناب سید معجد حسین صاحب کربلائی ۱۵۶۰
جناب سید انعام رسول صاحب انسپکٹر ۱۶۰۰
جناب منشی عبد الرحمان صاحب ۴۶۰۲
جناب میر جعفر حسین صاحب منظر جنگل
جناب میر موسی علی صاحب افسر کارخانجات رامپور
جناب سید بندہ حسن صاحب ۴۲۰۱
جناب منشی عبد العلیم صاحب پشاور ۲۶۱۲
جناب داروغہ سید انور علی صاحب بنشیر

تین مہینے کی فریاد پر اتنے مومنین کی آمادگی کسقدر حسرتناک ہے حالانکہ یہ وہ تنقید بیجا ری ہو جسکے لئے اہلحدیث کانفرنس قائم ہوئی۔ ایک جماعت کا جواب تو آجتک کسی سے نہو سکا۔ اگر تمام وہابی دنیا مین ہلچل پڑی ہوئی ہے اور مومنین بایقین کی یہ بے توجہی!!

تقریر دلپذیر ہز ہائنس مہاراج بنارس بجواب اڈریس شیعہ کانفرنس

معزز پریسیڈنٹ نے مجھے اس جلسہ کی شرکت کی خوشی وقت صاحبون کے اڈریس دینے سے جو حاصل ہوا مین احسان کو مدت تک یاد رکھونگا۔

ہندوستان مین اہل شیعہ کی تعداد دوسرے فرقون کی مناسبت سے ضرور کم ہو۔ مگر ہوسائٹی کی تلافی اون کی لیاقت و حسن اخلاق ہر رنگ منشی سے نہایت اچھی طرح سے ہو جاتی ہو۔

اس قوم مین ابھی تک شیر خدا و فاتح خیبر حیدر کرار کا خون جوش زن ہے۔ اور اس فرقے نے فن سپہگری و امور انتظام و انضباط ممالک و علوم دینی و دنیوی کے مہارت مین ہمیشہ سبقت لیا ہو

زمانہ سلف کی تواریخ کو چھوڑ کر اگر اس زمانہ کے لوگون مین دیکھا جاوے تو بھی شاید یہ قوم کسی دوسرے فرقہ سے کسی قسم کی لیاقت مین کم نپائی جائیگی -

۔ سالار جنگ بہادر و خلیفہ سید محمد حسن صاحب جنکا نام ایسا ہے جن سے کسی ملک کو فخر او کسی کو اون کی شمول کار پر رشک ہوسکتا ہے میرا و میرے خاندان کا تعلق اس فرقہ سے ایک مدت سے چلا آتا ہے میرے مورث اعلیٰ مہاراجہ بلونت سنگہ کے سپہ سالار لال خان صاحب تھے جنکا مزار یہان نظر آتا ہے ان کی خدمت اس ریاست کے قایم ہونے مین ایسے اعلیٰ درجہ کی تہی کہ لوگ اونکا نام ہمیشہ شکر گذاری کیساتھ یاد رکھتے ہین میرے والد کے دیوان مولانا حاجی سید کاشف علی صاحب مرحوم نے ایک مدت دراز تک اپنے حسن انتظام سے ریاست کو فائدہ پہونچایا ہے اور اونکے حقوق خدمت بہت زیادہ ہین اور اب بھی میرے کلکٹر سید محمد حسن و میرے معزز تحصیلدار ان و میرے طبیب خاص سید ظہیر حسن وغیرہ جو کہ موجود ہین و نائب دیوان پنشنر کہ محض دو تین قبل سے پنشن لیا ہے فرقہ شیعہ اثنا عشریہ سے ہین میرے اوستاد فن سپہگری سید علی حسن مرحوم نے جس محنت و وفاداری کیساتھ مجہے تعلیم و تربیت دی مین اوسکا ہمیشہ ممنون رہونگا غرضکہ میرا و میرے خاندان کا ذاتی تعلق اس فرقہ سے ایک مدت سے چلا آتا ہے اور مجہے جو امداد اہالیان قوم شیعہ سے اس ریاست کو ملی اور مل رہی ہے مین اوسکی بابت ہمیشہ تہ دل سے مشکور ہون آج اس مجلس مین شریک ہونے سے اور آپ صاحبونکی طرف سے اڈریس پانیکی عزت حاصل ہونے سے گذشتہ باتین اور بھی مستحکم ہین مین امید کرتا ہون کہ جو تعلقات ہم لوگونکے قائم ہین اون مین ہمیشہ ترقی ہوتی رہیگی - جوش اتحاد و خلوص کا سبق آپ حضرات نے آج اس مجلس کے ذریعہ سے ہندوستان کو دیا ہے - اسکا فائدہ ہر قوم و ملت کو لینا چاہیے - میری یہی دعا ہے کہ خداوند کریم اس قوم کو ترقی بخشے اور اس کانفرنس کے ذریعہ سے اس فرقہ کو علمی و عقلی و دینی و دنیوی دولت حاصل کرادے اور ہم تم مختلف طریقہ و ملت کے لوگ ایک دوسرے کیساتھ حسن اتحاد سے بسر کرین اور ایکدوسرے سے فائدہ اوٹھائین -

ہزہائنس پچھوڑ انہ والی ستارس

اصلاح - ہم نے گذشتہ نمبر مین وعدہ کیا تھا کہ آیندہ نمبر مین اوس تقریر کو شایع کرینگے جو حضور مہاراجہ بنارس نے شیعہ کانفرنس مین بجواب اڈریس فرمایا تہا اور جسکا ساری مضمون جنرل سکرٹری صاحب نے پڑھکر سنایا تہا اور تمام جلسہ آپکی اس عنایت و ہمدردی کا شکر گذار رہا - حق یہ ہے کہ ہندو مذہب مین بہت سے

دیتے شریعت بین جنکے سلوک ہمدردانہ بلکہ نیاورانہ کے ہم شکر گذار ہین - ہز ہائنس کو یہ اعتراف بہ شکر گذاری ہم شیعہ کو نہایت عمدہ سبق دیرہا ہے کہ وفاداری و اخلاص کی بھی کچھ قدر ہوتی ہے -

ہمکو اسکی بھی نہایت مسرت ہے کہ ہز ہائنس کے اختیارات ملنے پر سب سے پہلے اصلاح ہی نے اظہار مسرت کیا تھا - ہم امید کرتے ہین کہ ہز ہائنس مہاراجہ بنارس کی تقریر سے ہمارے دوسرے ہندوستانی سبق لینگے کیونکہ تقاضائے شرافت بھی یہی ہے کہ اپنے پڑوسیونکے ساتھ حسن سلوک رفتار کرین علیہ السلام اور انبیا جنابون سے ملتجی ہین کہ خود ہمارے خدا و رسول و ائمۂ اطہار کا نام با احترام لین اور جو اون سے بیہودگی کرتے ہین اونسے بھی منع کرین -

اڈیٹر

علمی نیاڈوانک شیخ الاسلام نے خزائن و دفائن کربلا ہ معلی و نجف اشرف پر ناجائز قبضہ کرنا چاہا تھا اوسکا یہ بدلہ دیا کہ بیت برکات سید اقصیٰ کے نکل گئے نئی سلطنت البس پر قبضہ کرلیا جس سے تمام محافظین پر سناٹا چھایا ہوا ہے -

اب نیاڈوانک سنئے کہ تہذیب الاخلاق سے دستے مرتکب ہ مسجدون اور خانقاہون سے لیکر کالجون اور بورڈنگ ہاؤسون تک جگہ جگہ بد اخلاقی کا ایک طوفان ہے کہ امڈا چلا آرہا ہے اہل دولت ہین تو صرف شعر گرانمایہ عیش و عشرت کے خمار مین از خود رفتہ ہین - اور تیتیم پسند ہین تو نئے گرمنگے سرمایہ کا خاتمہ کرکے اگلے تن آسانیون کو یاد کرتے ہین اور انجام کار سوچ کر وقف حیرت ہو جاتے ہین کہ تا تا ! نم چہ پیش آید از غم چہ شود - مسلمانان ہند کے زوال تمدن پر ایک جانب دعبل خزاعی کی روح اشک حسرت بہارہی ہے مدارس آیات خلت من تلاوۃ و منزل وحی مقفر العرصات ہ وہ مدرسے جنمین آیات الٰہی کی تلاوت ہوتی تھی اب وہ ویران ہو چکے ہین - اور وہ مقام جہان وحی اترتی تھی علم و فضل کی آبادی سے اب ویران اور بیہڑ میدان بن گیا ہے"

کہئے ایڈیٹر اکو کچھ خبر ہے یہ قصیدہ دعبل خزاعی کا شان مین جناب امام رضا کے ہے جس سے تمامی اہل علم واقف ہین - اڈیٹر صاحب نے ذاکر دیکر اوسکو وقف تمدن عرب کر دیا اور کسیکو خبر بھی نہ ہوئی کہ کیا ہوا -

یہ کہتے ہین شعر قوم کا اور ادو مین خیال تو بتائے خاک اثر ہو - کیا خاندان رسالت نے اب ایسی کمی ہو گئی ہے کہ قصائد بھی جو اونکی شان مین لکھے گئے تھے وہ ہم سب بے پڑھنگے -

شعراکو کلام جناب سید انیس مرحوم و سید احسان مرحومین کی حفاظت کرنی چاہیئے ورنہ وہ بھی جعفر اسی دست برد مین آیا چاہتے ہین۔

محسن اسلام | پہلے زمانہ مین لوگ حضرت پر اسکا احسان رکھتے تھے کہ ہم اسلام لائے تو۔ یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان ان کنتم صادقین۔

وہ احسان رکھتے ہین کہ ہم اسلام لائے۔ کہہ تو اسلام لانیکا ہم پر احسان نہ رکھو۔ خدا تم پر احسان رکھتا ہے کہ ایمان کی ہدایت کی اگر ہو تم صادق۔

مگر زمانہ کا انقلاب دیکھئے کہ اس چودھوین صدی مین ایسے لوگ بھی نکلے جو خود اسلام کو احسان مند غیرونکا بتاتے ہین دیکھو مولوی شبلی صاحب کا مضمون علوم القرآن مندرجہ تہذیب الاخلاق۔

حضرت عمر کے عہد مین زید بن ثابت نے قرآن مجید کا ایک مکمل نسخہ طیار کیا زید بن ثابت کہتے ہین کہ صرف سورہ توبہ کی دو آیتین ایسی ملین جو خزیمہ بن ثابت کے سوا اور کسی کے پاس نہ تھین یہ نسخہ جو طیار ہوا حضرت ابوبکر کے خزانہ مین رہا انکے بعد حضرت عمر کے قبضہ مین آیا۔ حضرت عمر کے بعد ان کی صاحبزادی حضرت حفصہ کے پاس آیا مروان بن الحکم جب مدینہ منورہ کا حاکم مقرر ہو کر آیا تو اوسنے حضرت حفصہ سے یہ نسخہ مانگ بھیجا۔ انہون نے انکار کیا۔ انکے مرنیکے بعد مروان نے عبداللہ بن عمر سے جبر منگوا کر اسکو چاک کر ڈالا چنانچہ فتح الباری جلد ۹ صفحہ ۱۰ مین بسند صحیح یہ واقعہ نقل کیا ہے بنو امیہ کے جو احسانات اسلام پر ہین انمین ایک یہ بھی احسان عظیم ہے۔"

کہیئے اب تو مولوی شبلی صاحب کا اسلام یا ایمان آپکو بخوبی معلوم ہوا کہ حضرت مروان کمبخت تک بھی آج کو اسلام کا محسن مانتے ہین اور قرآن کے جلانیکو تو احسان عظیم جانتے ہین۔

یارون نے اللھم اعز الاسلام بابی جہل او بعمر بن الخطاب بنا لیا تھا کہ خدایا اسلام کو عزت دے ابوجہل سے یا عمر سے۔ تو حضرت عائشہ کو غصہ آیا اور فرمایا ان الاسلام یعز ولا یعز بہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۲

کیا اسلام دوسرونکو عزت دیتا ہے نہ کہ اوسکو کوئی عزت دے مگر یہ ایمان مولوی شبلی ہے کہ وہ بنی امیہ کو محسن اسلام مانتے ہین پھر نہ معلوم دشمن اسلام کون تھا؟

کہ مین تو مقتول ہوجانے کیلئے جا رہا ہون چونکہ اون لوگون کے خیالات محدود
تھے اور حسینؑ کے مقاصد عالیہ پر اونہین اطلاع نہ تھی۔ اس سفر سے

وستم اون مین کوئی نہ کوئی کسی طرح کی تاویل نکال ہی لیتے ہین۔ مگر یہ واقعہ اسیری ایسا
عجیب وغریب ہے کہ اسکی کوئی تاویل ہی نہین ہوسکتی لہذا ابن تیمیہ کو بجز اسکے کوئی
چارہ نہ نظر آیا کہ بالکل انکار کر جائین چنانچہ لکھتے ہین واما ما ذکر من سبی نسائہ
والذریۃ ان یھم فی البلدات وحملھم علی الجمل بغیر اقتاب فھذا کذب
وباطل ماسبی المسلمون وللہ الحمد ھاشمیۃ قط ولا استحلت امۃ محمد سبی
بنی ھاشم قط منہ۲۴۵

یعنی یہ جو ذکر کیا گیا ہے کہ اہل حرم اسیر ہوئے اور در بدر پھرائے گئے غلط ہے کبھی نہ
مسلمانون نے بنی ہاشم کو اسیر کیا نہ امت محمدی نے اسکو حلال جانا۔
مگر کافی ہے ابن تیمیہ کی تکذیب کیلئے خود اونکا کلام جو اسکے چند سطر بعد لکھتے ہین
ولا سبی عیال الحسینؑ بل لما دخلوا دار یزید قامت النیاحۃ فی بیتہ و
اکرمھم وخیرھم بین المقام عندہ والذھاب الی المدینۃ۔
یعنی اسیر نہین کئے گئے اہل حرم امام حسینؑ کے بلکہ جب وہ داخل ہوئے گھر مین یزید کے تو ماتم
و نوحہ قائم ہوا اور یزید نے اون کا احترام کیا اور اختیار دیا کہ دمشق مین قیام کرین یا مدینہ جائین
دیکھئے مقتل ابی مخنف مین ہے جو واقعہ کربلا مین تمامی مورخین کا ماخذ ہے۔ تاریخ
طبری جو امع التواریخ کہلاتی ہے تمامی روایات ابو مخنف سے مملو ہے۔ لکھا ہے
قال ابو مخنف وساقوا بالسبایا وعلی بن الحسینؑ وحسن بن المثنی بن
الحسن علی الجمال بغیر وطاء وترکوا القتلی مطرحین بارض کربلا منہ
یعنی کہا ابو مخنف نے کہ قیدیونکو لیکر فوج اشقیا روانہ کوفہ ہوئی اور علی بن الحسینؑ اور
حسن مثنی اونٹونپر سوار کئے گئے جنپر کوئی فرش نہ تھا۔ وہ لاشہائے کشتونکو یونہی زمین پر
بے غسل وکفن چھوڑ دیا۔
صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین ہے وسیق حرم الحسینؑ الی الکوفۃ کالاساری

ممانعت مین اصرار کرتے تھے جس کا آخری جواب حسینؑ کی طرف سے یہ تھا
کہ خدا کی مشیت یہی ہے اور میرے نانا نے مجھے یہی حکم فرمایا ہے اور جب وہ یہ
اصرار کرتے تھے کہ آپ مقتول ہوجانے کی غرض سے جاتے ہین تو عورتون
اور بچون کو ہمراہ نہ لیجائے تو جواب دیتے تھے کہ خدا کی مشیت یہی ہے کہ ہم
عیال اسیر و مقید ہون اور حسینؑ کے یہ کلمات اسوقت چونکہ روحانی ریاست
کی حیثیت سے تھے لاجواب تھے یعنی کسی کو مجال دم زدن نہ ہوتی تھی۔
اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حسینؑ سوائے اُن عالی خیالات کے جو
اُنکے سر نہین تھے کوئی دوسری غرض خیال مین لاتے ہی نہ تھے۔ اور ظاہر
ہے کہ یہ مصائب انہون نے سلطنت و بادشاہی کیلئے برداشت نہین کئے
اور نہ یہ سمجھے ہوئے اس مہلکۂ عظیم مین انہون نے قدم رکھا ہے جیسا ہمارے
بعض مورخین نے خیال کرلیا ہے اور دلیل اسکی یہ ہے۔ کہ وہ اپنے مخصوص
اصحاب سے جنکا دماغ روشن اور عقل سلیم تھی اس واقعہ سے سالہا سال (۴۰)
پیشتر اپنی مصیبتون سے تسلی دینے کی غرض سے کہا کرتے تھے کہ میرے قتل
ہوجانے کے بعد اور ان جانکاہ مصائب گذرجانے کے بعد خداوند عالم

ملی اهل الكوفة فجعل زين العابدين بن الحسين يقول الا ان هؤلاء
يبكون من اجلنا فمن ذا الذي قتلنا ص۱۱۹ مطبوعہ مصر
یعنی حرم امام حسینؑ کو مانند اسیرون کے لیگئے طرف کوفہ کے اہل کوفہ دیکھکر رونے لگے تو
امام زین العابدینؑ نے فرمایا یہ لوگ ہمارے لئے روتے ہین پھر کسنے ہمکو قتل کیا۔
(۴۰) ممانعت کرنے والون مین ابن عمرؓ کا منع کرنا زیادہ قابل غور ہے صواعق محرقہ
مین ہے وقال له ابن عمر نعوذ للشفاني فبكى ابن عمر وقبل ما بين عينيه
وقال استودعك الله من قتيل ص۱۱۷
یعنی جسطرح ابن عباسؓ نے منع کیا تھا اوسی طرح ابن عمرؓ نے بھی منع کیا۔ مگر امام حسینؑ نے
نہ مانا تو ابن عمرؓ رونے لگے اور حضرت کی پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ وداع ہوتے ہین ہم تجھے

ایک جماعت کو آمادہ کریگا جو حق کو باطل سے جدا کرلیں گے اور ہماری قبروں کی زیارت کرینگے اور ہماری مصیبتوں پر روئیں گے اور دشمنان آل محمد کو اچھی طرح ہلاک کرینگے یہ لوگ خدا کے دین اور میرے نانا کی شریعت کی ترویج کرینگے ۔ اور میں اور میرے جد بزرگوار انہیں دوست رکھیں گے اور وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ محشور ہونگے ۔ (۳۵)

اگر حسین کے کلمات و حرکات میں باریک بین نگاہ سے غور کیا جائے تو معلوم ہو جائیگا کہ بحیثیت سیاست انہوں نے بنی امیہ کے قبایح و شنایع اور بنی ہاشم کے ساتھ انکی قلبی عداوت اور نیز اپنی مظلومیت ظاہر کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا اور یہ بات ان کے لئے حد درجہ کی سیاست اور قوت قلب اور اپنے مقاصد عالی کے پورا کرنے میں خود کشی کو ثابت

ہے تقیہ

جس سے معلوم ہوا کہ ابن عمر کو پہلے سے اس شہادت کی خبر یقینی طور پر معلوم تھی مگر ساتھ نہ لئے حالانکہ جناب امام حسین نے ان سے خاص طور پر کہا تھا کہ میری مدد کرو مگر نہ مانا

(۳۵) اہل سنت کی مخالفت کا راز اصلی یہی ہے کہ وہ جانتے ہیں جسقدر مصائب کربلا بیان ہونگے جسقدر عزاداری کو زیادہ رواج ہوگا اور جسقدر ان کے اسلاف کے کارنامے کھلیں گے اور لوگوں کو اصل حق معلوم ہوگا تو ضرور وہ ان خلفا اور صحابہ سے دشمن ہونگے اور سمجھینگے کہ یہ سب نتیجہ انہیں کے مظالم کا ہے ۔ ورنہ دنیا میں کون شخص ایسا ہو سکتا ہے جسکو مظلوم سے ہمدردی نہ ہو ۔ تو پھر کیونکر ممکن تھا کہ اہلسنت کو ان حضرات سے ہمدردی نہ ہوتی ۔

یہی وجہ ہے کہ جسقدر عوام اہلسنت ہیں ان کو تو ہر طرح شریک عزاداری پاؤ گے ۔ وہ ماتم بھی کرتے ہیں ۔ تعزیہ بھی رکھتے ہیں مگر جو انکے علما ہیں وہ اس نتیجہ سے واقف ہیں کہ آخر میں نتیجہ اسکا ظہور و غلبہ حق ہے لہذا وہ اس میں کوشاں ہیں کہ جس طرح ہو سکے رسوم عزاداری محو ہوں ۔ مگر مصائب الٰہی پر اون کو کیا اختیار ہے جو اصلی پردہ غیب سے

کرہی ہے حسین علیہ السلام نے اپنی زندگی کے آخری وقت مین اپنے طفل شیر
خوار کے باب مین وہ کام کیا کہ زمانہ کے فلاسفہ کے عقول کو متحیر کر دیا
یعنی اسوقت آخر مین ان جانکاہ مصائب کے ہجوم مین ان افکار کثیرہ کے
تراکم مین اس تشنگی مین اس کثرت جراحات مین بھی اپنے مقصد عالی
سے چشم پوشی نہ کی اور باوجودیکہ جانتے تھے کہ انکے فرزند صغیر پر بنی امیہ
رحم نہ کرینگے محض اس غرض سے کہ اپنی مصیبتون کی عظمت بڑھا دین
اور یہ مصائب زیادہ تر عظیم الشان ہوجائین۔ اس بچے کو اپنے ہاتھ
پر بلند کرکے سب سے اس کے لئے پانی کی خواہش کی اور زبان تیر سے
اس کا جواب سنا گویا اس عمل سے حسین کی غرض یہ تھی کہ تمام اہل عالم
واقف ہوجائین کہ بنی امیہ کی عداوت بنی ہاشم کے ساتھ کس حد کی تھی
اور تصور کرلین کہ یزید دفاع کیلئے ایسے ظلم وستم کرنے پر مجبور نہ تھا اسلئے
کہ شیرخوار بچے کا ایسی حالت مین اور ایسے دہشت ناک طریقے سے قتل کر دینا
سوا اسکے وحشیت اور بہیمانہ عداوت کے جو ہر دین ومذہب وقانون وقاعدہ
کے منافی ہے اور کچھ ظاہر نہ کرتا تھا۔ اور یہی ایک نکتہ قابل اتمال اور زینات

سامان کرتا ہے کہ جسقدر مٹانا چاہتے ہین اوسی قدر اور ترقی ہوتی ہے۔
(۲۰۶) حق تو یہ ہے کہ یہ واقعہ ایسا جانکاہ واقعہ ہے کہ نہ کسیکو سننے کی طاقت ہے نہ کوئی اسکے
اسرار ومصالح پر پوری طور سے غور کرسکتا ہے اسیوجہ سے مورخین اہلسنت نے اس واقعہ
کو اسطرح ہلکا کرکے لکھا ہے کہ کسیکو اسپر زیادہ غور کرنے کا موقع نہ ملے۔ تاریخ کامل مین ہے اسے جلد ۴
ودعا الحسین بابنہ عبد اللہ وھو صغیر فاجلسہ فی حجرہ فرماہ رجل
من بنی اسد فذبحہ فاخذ الحسین دمہ فصبہ فی الارض ثم قال رب
ان تکن حبست عنا النصر من السماء فاجعل ذلک لما ہو خیر وانتقم من
ھولاء الظالمین۔
یعنی جناب امام حسین نے اپنے فرزند عبد اللہ کو طلب کیا جو بہت کم سن تھے اور انکو گود مین

فاسدہ اور عناد بنی امیہ کا پردہ فاش اچھی طرح کرسکتا ہے اور تمام اہل عالم علی الخصوص مسلمانون پر ظاہر کر دیا۔ کہ بنی امیہ فقط احکام اسلام کی ہی مخالفت مین ایسی حرکات نہین کرتے بلکہ جاہلانہ تعصبات کیوجہ سے کوشان ہین کہ ایک متنفس بھی بنی ہاشم مین کا خصوصاً عترت محمدؐ کا باقی نہ چھوڑین (ص۳۰) ان خیالات عالیہ کے ساتھ جو حسینؑ کے مد نظر تھے بوجہ اوس عقل عالی اور سیاست کے جو اون کے لئے مسلم تھی۔ جبتک مقتول ہون کوئی کام ایسا نہین کیا جس سے یہ ظاہر ہوسکے کہ بنی امیہ اسکے دو رکرنے مین مجبور ہین یہانتک کہ باوجود اوس اقتدار کے جو مسلم تھا اور باوجود کمال بااثر ہونے کے حسینؑ نے کسی ایک شہر پر بھی بلاد اسلامیہ مین سے قبضہ نہین کیا اور نہ ہی حکومت یا مملکت یزید سے حملہ کیا اور انجام مین قبل اسکے کہ حسینؑ سے کوئی مخالفانہ یا غیر مطیعانہ حرکت یا شورش وبلوہ ظاہر ہونے پائے انہین

جھلایا تو ایک شخص نے بنی اسد سے تیر مارا جس نے وس بچہ کو حضرت کی گود مین شہید کردیا حضرت نے اوس کا خون زمین پر گرادیا اور عرض کیا کہ خداوندا اگر تونے فتح و نصرت کو ہم سے روک لیا ہے تو اس خون کو ذخیرہ کر اوسکے لئے جو بہتر ہو اور انتقام لے ظالمین سے۔

یہ دعا خود بتا رہی ہے کہ حضرت کے قلب مبارک پر اسکا اثر ہوا تھا۔ مگر افسوس مخالفین کو اتنی اہمیت پہ ذرہ غور نہین ہوتا۔

(۲۰) مگر سب سے زیادہ قابل غور حالت اون علماء اہلسنت کی ہے جو بنی امیہ کی اسقدر پاسداری کر رہے ہین اور نہین چاہتے کہ یہ حالات ظاہر ہون حالانکہ اسلام نے ظالموں سے نفرت اور مظلومون سے ہمدردی کا اتنا بڑا سبق دیا ہے کہ شاید کسی مذہب مین یہ تعلیم دی ہو۔ مگر اہلسنت نے اسکے برعکس وہ عمل کیا کہ کوئی ظالم ایسا نہین گذرا جسکی انہون نے حمایت نہ کی ہو۔

(۲۱) جناب امام حسینؑ کا قیام مدینہ منورہ مین تھا جہان ہزارون صحابہ و تابعین مہاجرین و انصار سے موجود تھے۔ یزید کی بیعت کر چکی تھی۔ اگر حضرت چاہتے تو باسانی تمام مدینہ منورہ پر قبضہ

ایک بیابان بے آب وگیاہ میں محاصرہ کر لیا حسینؑ نے ہرگز نہ کہا تھا کہ میں بادشاہ ہونگا۔ یا میں بادشاہی کا طالب ہوں فقط بنی امیہ کے اعمال قبیحہ کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ ان کی وضع وطرز سلوک باعث اختلال اسلام ہے اور اپنے مقتول ہونے کی خبر دی تھی اور اپنی مظلومیت پر خوش ومسرور تھے اور جب انہیں جنگل میں گھیر لیا تھا اسوقت بھی وہ کہتے تھے کہ اگر مجھے چھوڑ دو تو میں آمادہ ہوں کہ میں اپنے عیال واطفال کو لیکر سلطنت یزیدیہ یعنی مملکت اسلامیہ سے باہر چلا جاؤں۔ (آہ) اسی ایک نکتہ نے جس سے حسینؑ کی سلامت نفس واضح ہے مسلمانوں کے دلوں میں برخلاف بنی امیہ کے انتہا درجہ کا اثر کیا۔ حسینؑ سے پہلے بھی بہت سے روسا روحانی و ارباب دیانات بحالت ظلم قتل کئے گئے ہیں اور ان کے قتل بعد ہی (ریولیوشن) ہوا ہے اور ان کے معین نے انکے دشمنوں پر تلوار کھینچی ہے جسکا ظہور بنی اسرائیل میں اکثر اتفاق ہوا ہے اور حضرت یحییٰ کا قصہ تاریخی بڑے بڑے واقعات میں

رہتے

کہ میں جب چاہتی ہے تو عبداللہ بن زبیر لیے رہے ہیں کہ آپ مجھکو اپنا سپہ سالار یا مدار المہام مقرر کیجئے مگر حضرت نے کسی طرح منظور نہ کیا یہانتک کہ طرماح بن عدی بن حاتم نے چاہا کہ آپکو پہاڑ اجا لیجائیں مگر حضرت نے اسکو بھی منظور نہ فرمایا۔ بہت سے قریب راہ میں ملے مگر حضرت یہی فرماتے ہے قد کان بیننا وبین ہولاء القوم قول لسنا نقدر معه علی الانصراف کہ ہمارے انکے قول و قرار ہے جسکے خلاف ہم نہیں کر سکتے۔

(۲۰) حضرت کا یہ کلام دو موقع پر معلوم ہوتا ہے۔ ایک تو جب لشکر حر سے پہلے پہل ملاقات ہوئی تاریخ کامل میں ہے فامر الحسینؑ موذنه بالاذان فاذن وخرج الحسینؑ الیهم فحمد الله واثنی علیه ثم قال ایها الناس انها معذرة الی الله والیکم انی لم اتکم حتی اتتنی کتبکم ورسلکم ان اقدم الینا فلیس لنا امام لعل الله ان یجعلنا بك علی الهدی فقد جئتکم فان تعطونی ما اطمئن الیه من

سے ایک تھا واقعہ ہے اور اسی طرح جو سلوک یہود نے حضرت مسیح سے کیا
اس زمانہ تک نظیر واقع نہ ہوئی تھی مگر حسین کے واقعہ نے تمام وقایع پر فوقیت
پیدا کی تاریخ سے ایسا نہیں معلوم ہوتا کہ روحانیین و ارباب دیانات میں سے
کسی شخص نے بھی خیالات عالیہ متاخرہ کیوجہ سے اپنی ذات کو اپنے علم و ارادہ
سے قتل کرادیا ہو یعنی ارباب دیانات سے جو شخص بھی قتل ہوا اس کے دشمنوں
نے غفلۃً اُس پر حملہ کر کے مظلومیت میں اُسے قتل کردیا اور موافق اُنکی مظلومیت
کے ا ر ر و لیوشن) بھی اُنکے بعد پیش آیا۔ مگر حسین کا واقعہ عالمانہ و حکیمانہ
اور سیاستی حیثیت کا تھا اور دنیا کی تاریخ میں اُسکی نظیر نہیں ہے کتنے برس
تک حسین اپنے مقتول ہونے کا انتظام اور تہیا کرتے رہے اور نہایت بلند اور

من عھود کما قد م مصر کم وان لم تفعلوا ولنتم مبقدمی کارھین انصرفت
عنکم الی المکان الذی اقبلت منہ فسکتوا وقالوا للموذن اقم +

ثم صلی بھم الحسین العصر ثم استقبلھم بوجھہ فحمد اللہ واثنی علیہ (۹۔
ثم قال اما بعد ایھا الناس فانکم ان تتقوا اللہ وتعرفوا الحق لاھلہ یکن
ارضیٰ اللہ ونحن اھل البیت اولی بولایۃ ھذا الامر من ھولاء المدعین
مالیس لھم والسائرین فیکم بالجور والعدوان فان انتم کرھتمونا و
جھلتم حقنا وکان رایکم غیر ما اتتنی بہ کتبکم و رسلکم انصرفت عنکم ملا
یعنی جناب امام حسین نماز ظہر کیلئے باہر تشریف لائے اور یہ خطبہ فرمایا کہ ایہا الناس ہم خدا کے
سامنے اور تملوگون کے سامنے اپنی عذر کو ظاہر کرتے ہین کہ ہم تمھاری طرف اوسوقت آئے
کہ تمھارے خطوط اور نامہ برباس مضمون کے بکثرت آئے کہ ہماری طرف تشریف لائے کہ ہمارا
کوئی امام نہین ہے امید ہے کہ خدا آپکی بدولت ہملوگون کو ہدایت نصیب کرے"
اسلئے ہم آئے تو اگر تملوگ عہد کرو جس سے ہمکو اطمینان ہو تو ہم مطمئن ہون اور اگر ایسا نہ کرو یا ہمارا
آنا تمکو ناگوار ہے تو ہم واپس جائین۔ حضرت نے مصرے فرمایا کیا تو مُر دہ مانا پڑھیگا اوس نے
کہا نہین آپ نماز پڑھائیں ہم سب آپکے ساتھ نماز پڑھینگے۔ تو نماز عصر کے بعد حضرت نے کی

عالی مقصد انکے پیش نظر تھا اور تاریخ مین کہین پتہ نہین ہے کہ کسی نے آئندہ
زمانہ مین اپنے دین کی ترویج کے لئے بعلم و قصد اپنی جان دی ہو سوائے حسینؑ کے
جو مصیبتین کہ حسینؑ نے اپنے نانا کے دین کے زندہ کرنے مین برداشت کین گذشتہ
ارباب دیانات پر فوق رکھتی ہین اور سابقین مین سے کسی پر واقع نہین ہوئین
اور بالفرض اگر کہا جائے کہ اور لوگون نے بھی دین کے لئے اور دین کی راہ
مین جان دی ہے مگر ضرور حسینؑ کے طرز و انداز پر ایسا نہین ہوا حسینؑ
نے اپنی جان شیرین دی۔ اپنے عزیز فرزند اپنے بھائی اپنے بھانجے اپنے دوست
اقربا سب دیدئے۔ مال دیا عیال کی اسیری گوارا کی اور یہ مصیبتین ایکدفعہ
ناگہان اور نادانستہ واقع نہین ہوئین کہ مجموعی حیثیت سے ایک مصیبت
کا کل پر اطلاق ہو سکے بلکہ فاصلہ ہو ہو کر یکے بعد دیگرے یہ مصیبتین پیش آئین
اور روا رکھی گئین۔ دنیا کی تاریخ مین ایسے مصائب کا پے در پے ہجوم کرنا حسینؑ
کے ساتھ خاص ہے یہی سبب تھا کہ حسینؑ کے قتل ہوتے ہی اور ان دردانگیز
واقعات کے پیش آتے ہی اور ان کی عورتون اور بیٹیون کے اسیر ہوتے ہی

(۸۹)

اون کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا
ایہا الناس اگر تم تقویٰ اختیار کرو اور حق کو پہچانو تو خدا تم سے ضرور راضی ہوگا۔ ہم اہلبیت
زیادہ اولی ہین اس امر خلافت کی ولایت کے ساتھ۔ بہ نسبت ان لوگون کے جو اوس امر کے
مدعی ہین جسمین اونکا کوئی حق نہین۔ اور ستمگری کرتے ہین جور و عدوان سے پس اگر تم لوگون
کو ہم سے کراہت ہے یا ہمارے حق کو نہین پہچانتے تمہاری رائے بدل گئی تو ہم یہین سے واپس
جائین۔
دوسرا موقع وہ ہے کہ شہادت سے تین روز قبل حضرت نے عمر بن سعد کو شب کے وقت
بلوا بھیجا ہے فاجتمعا فتحادثا طویلا ثم انصرف کل واحد منہما الی عسکرہ و
تحدث الناس ان الحسین قال لعمر بن سعد اخرج معی الی یزید بن معاویۃ
وندع العسکرین فقال عمر اخشی ان تھدم داری قال ابنیہا لک خیرا منہا

وہابی و آریہ یہ سبکو معلوم ہے کہ جیسے وہابیونکا وجود قائم ہوا اوسکے بعد سے آریون نے بھی جنم لیا۔ وہابی مسلمانون کو کافر مشرک کہنے لگے نئی توحید کے موجد ہوئے۔ آریون نے ہندوؤنکو بت پرست کہنا شروع کیا۔ وہابی توحید کا دم بھرنے لگے مگر اوس خدا کا جسکے کان۔ آنکھ۔ ناک سب ہین آریا اوس خدا کو ماننے لگے جو نہ قادر ہے نہ مختار۔ بلکہ روح۔ مادہ کیساتھ وہ بھی قدیم ہے جو کمہار کی طرح مٹی کا برتن گڑھا کرتا ہے جو بہ نسبت وہابیونکے پھر بھی بہتر ہے۔

اسکے بیچ مین مرزائی پیدا ہوئے کہ نہ اونکو مانو نہ انکو مانو۔ ہم تمھارے پیغمبر ہین۔ ہم مسیح ہین۔ ہم مہدی ہین۔ ادہر چکڑالوی نکلے کہ واہ قرآن کے سامنے تم کون وہ کون حدیث کیسی۔ پیغمبر کیسے۔ سب تو قرآن مین ہے۔

اہل اسلام اس تفریق کو دیکھتے ہین اور کبھی ہنستے ہین کبھی روتے ہین۔ ہنستے تو اسوجہ سے کہ یہ سب کام کرکے تم دنیا مین کیا پاؤگے سلطنت تو گورنمنٹ کے ہاتھ مین جس سے ذرہ ستایا کیا اور توپ کے منہ پر رکھکر اوڑا دیا پھر یہ رئیس ممبری انجمن صادقین سے تمھارا کیا پیٹ بھر جائیگا اور کیا دولت کمالوگے پیری مریدی مین کیا رکھا ہے بہت سے بہت سال مین دو چار ہزار مل جائیگا۔

رونا اسپر ہے کہ سب مدعی اسلام ہین۔ آریہ بھی کھلے بندھے نہین ہوجاتے کہ مسلمانونکو اطمینان ہو سب قال اللہ وقال الرسول ہی کہتے ہین جن سے نہ صرف موجودہ نسل اسلام تباہ ہو رہی ہے بلکہ آیندہ نسلونکی بھی تباہی کا پورا سامان ہے۔

چونکہ ان سب فرقون مین برابر جنگ زرگری ہو رہی ہے لہذا مسلمانونکو ہمین مداخلت کی ضرورت نہ تھی مگر جب دیکھا کہ ہزارون مسلمان آریہ ہوتے جاتے ہین تو دلمین ایک جوش اوٹھی اور چاہا کہ عوام الناس اہل اسلام کی کسی طرح حفاظت کرین یا حفاظت مین کوشش کرین۔ اسلئے اصلاح نمبر ۹ مین ایک اپیل شائع کی ملاحظہ ہو صفحہ ۱۵

جسمین بالخصوص وکیل۔ البشیر۔ وطن جیسے اخبار سراج الاخبار مگر ہین اور اہلحدیث۔ اہلحدیث۔ الحکم قادیانی سے استدعا تھی کہ اپنی خانہ جنگیان موقوف کرکے حمایت اسلام آمادہ ہوجائین کہ یہ آریہ غضب ڈھا رہے ہین ؎

اس استفاضہ پر کسی مدعی اسلام کو غیرت منائی نہ کسی کو اسکی ضرورت محسوس ہوئی کہ قرآن
کی حمایت کرے۔ نہ کسی نے اس مضمون کو نقل کیا نہ کوئی اسکا جواب دیا۔ غصہ آیا تو اڈیٹر اہلحدیث
کو جنہوں نے ۱۸ اپریل کو ایک مضمون اسکے جواب میں شایع کیا جسکا عنوان تھا "شیعہ او قرآن
کا درد" جسکو ہمنے اسوجہ سے ٹال دیا کہ یہ غصہ اسوجہ سے ہے کہ انکے اخبار اہلحدیث و مسلمان کی اشاعت
کم ہو جائیگی۔ پھر آریہ سماجی کو انکو دورہ ہوا کہ "شیعہ اور قرآن کا درد" انکو پیدا ہوا۔ اسدفعہ بھی ہمنے
سکوت سے کام لیا کہ شیعوں نے جو خدمت قرآن کی کی ہے اوسکا نمونہ الشمس ملتا رہا ہے۔
پھر جو جون کو بعنوان "شیعہ او حمایت قرآن" ایک مضمون دھکسیٹا اگر ہمنے اوسپر بھی سکوت
کیا یہ کہاں آپ خیال کر سکتے ہیں۔ ان تحریروں کی غرض یہ اسکے کیا ہے کہ دماغ کو پریشان کریں۔ اور
آریوں کا جواب چھوڑ کر ہم وہابیوں کی طرف متوجہ ہوں جس سے آریونکو قوت ملے اور اسلام
کو تباہ کریں۔

الشمس میں بہی زبان سے صرف اسقدر لکھا گیا تھا کہ مسلمان جو مسافر
کا جواب دیتا ہے تو نہایت بے ترتیبی سے۔ یہ جواب اسلام کو ذلیل کرنیوالا ہے۔ اسپر کچھ جسمیں مسلم
لکھا جو لکھی تھی جسنے اڈیٹر اہلحدیث کو اسطرح تپ محرق میں مبتلا کیا کہ سرسام نہیں تو سرسام
کے قریب پہونچ گئے چنانچہ ۹ موہ شعبان میں بعنوان "شیعہ او ر آریہ" ایک طولانی مضمون لکھا
جسکے فقرات قابل توجہ حسب ذیل ہیں (۱) "اگر ہمارا جواب ناقص ہے تو دوسرا کوئی مسلمان
کامل دیسکتا ہے" ہاں صاحب نقصان کی تلافی ممکن ہے کہ آپکا جواب اچھا نہ تھا تو ہمنے
اوس سے عمدہ لکھا گر سامنے کے اس فقرہ کا کیا جواب ہے "میاں جی نے ہمارے مضامین
کے جواب کا ایسا عجیب و غریب ڈھنگ نکالا ہے۔ کہ شاید وہ طریقہ آپکے اوستاد نے آپ ہی
کیلئے رز رو کیا ہوا تھا آپ لکھا کرتے ہیں کہ اول تو ہم نمبر کا نمبر ہی ہضم کر جاتے ہیں۔ یہانتک
نہیں مستیجھر لکھتے ہیں ہاں نعمیان جی یہ تو بتلائیے کہ آپنے سامنے کا دوسرا جواب تو شروع کردیا۔
کیا پہلے اسکے سب اعتراضات کے جواب آپنے دیدیے تھے۔
کیا سامنے کا یہ اعتراض بیجا اس قسم کا ہے "قرآن سب مسلمانوں کی مشترک کتاب ہے
اگر ہمارا جواب ناقص ہے تو دوسرا کوئی مسلمان جواب کامل دے"؟

کیونکہ مسلمانوں مین جب صرف آپ ہی اوسکے جواب کیلئے کہڑے ہوئے ہین تو جواب چاہے جیسا دیجیے۔ مگر ایسا تو نہ کیجیے کہ وہ کہے آپ نمبر کے نمبر ہضم کر جاتے ہین اور جواب بن نہین پڑتا اسیوجہ سے الشمس نے لکہا تہا۔ "اس قسم کا جواب اڈیٹر مسلمان دیا کرتے ہین جیسے اس قسم کی تحریرین مسافر لکہتا ہے اور سنی ناظرین مسلمان اسلام سے برگشتہ ہوکر مرتد ہوتے ہین"

اڈیٹر صاحب للہ فرمائے یہ تحریر ہمدردانہ تہی بغرض خیرخواہی اسلام۔ یا مخالفانہ جس سے آپ اصلاح گہبرا رہے ہین۔ اے صاحب جب آپنے مسلمان نکالا تہا اور یہ کہکر اسکا چندہ لیا تہا "سماجیون کے اعتراضات کے جواب نہایت دلچسپ دئے جاتے ہین" تو آپکا فرض تہا کہ سلسلہ وار جواب دیتے جاتے جواب کیسا ہی ہوتا۔ یہ کیا کہ ایک نمبر کا جواب دیا اور دو نمبر کا ہضم اس سے مخالفین اسلام کیا نتیجہ نکالینگے سمجہنے کی بات ہے۔

لکہتے ہین "غرض جس سے ہو سکا اوس نے کیا تو کیا اون مین کا کوئی معقول ایسا بہی ہے جو لاٹہی والے یا اینٹ والے کو الزام دیسکے کہ تو نے اچہا کام نہین کیا" اسیطرح ہی الزام دیسکتے ہین اگر نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ باوصف قدرت پورا مار نہ لیا۔ یا اسوجہ سے دشمن نے غصہ مین آکر کارروائی کی کہ لاٹہی کا نکالنا تمام ہوا۔

مگر الشمس کا الزام اس بنیاد پر نہین ہے۔ بلکہ یہ کہ مثل خلیفہ دوم آپ مین موقع پر فرار کر گئے اکثر نمبر ہضم کر گئے اور رسید تک نہین دیتے۔ جنبہہ و ہم صوفیہ یا بہگا

لکہتے ہین "تقدیس القرآن کا عنوان تو رکہا ہے مخالفون کا جواب دینیکو اور رکہتے ہین اخبار مسلمان کی تردید اور آریہ کی تائید چنانچہ نمونہ کے طور پر اوس کے ایک نمبر کی عبارت انہین کے الفاظ مین نقل ہے اڈیٹر صاحب اصلاح الشمس مین لکہتے ہین مسافر و مسلمان چونکہ تقدیس القرآن مین الی آخرہ"

اللہ اللہ یہ جو اسی کیسی نہین سوجہائی دیتا۔ یہ عبارت تقدیس القرآن کی ہے یا کسکی۔ اے صاحب تقدیس القرآن تو بصورت کتاب شائع ہوتی ہے جسمین پہلے مسافر کی عبارت لکہی جاتی ہے پہر مسلمان کی اوسکے بعد پہلے آریہ کا جواب دیا جاتا ہے پہر مسلمان کا اگر خلاف واقع وہ کچہہ کر جاتا ہے تو آپ کشمیری ہو کر ایسی بیہودہ سی نقل اتارین تو نہایت تعجب ہے

عینک لگا کر الشمس بتلا ملاحظہ فرمائے کہ یہ تحریر اڈیٹوریل نوٹ میں ہے نہ تقدیس القرآن میں
اور کہتے ہو ا بچا غرض تو یہ تھا کہ آپ مسافر کی تکذیب کرتے کہ جسنے تمھارا کوئی نمبر ہضم نہیں کیا
سبکا جواب دیا ۔ یہ کیا کہ مسافر کا تو جواب نہ بن پڑا لگے الشمس کو کوسنے ۔

پھر لکھتے ہیں "ہمیں یہ افسوس نہیں کہ ہمارے دوست اور شیعوں کے فخر المحققین دام ظلہ
اسلام اور اہل اسلام کے بخلاف ہو کر آریوں کی تائید کیوں کرتے ہیں جو اونکا جی چاہے کریں
سالبتہ افسوس یہ ہے کہ اونکا ذریعہ علم بجز اخبار مسافر کے کچھ نہیں ۔ دیکھئے کس بیدردی
نے محض مسافر کے بیان کو وحی آسمانی کی طرح آنکھیں بند کرکے سنا اور نقل کر دیا حالانکہ
وہ بیان سراسر غلط ہے بلکہ محض غلط جسکی عدم تسلیم کا خود قرآن مجید نے اعلان کر دیا ہے
ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا " میں تا مخالف اوکو خبر دوست تو تحقیق کر لو ۔"

اسکے مضامین کا جواب مسلمان میں برابر دیا جاتا ہے ۔ مگر مسافر کی وہی عادت ہے جو [illegible]
ایک بات مشہور ہے کہ جو کان پر بیٹھا ہے اور یہ کہے جاتا ہے مار تو سہی لیکن ہمارے
مومن بھائی ۔ ہاں شیعیان علی ہاں سید الشہدا کے مرثیہ خوان اور ماتم زدہ اوسی کی بات
کا اعتبار کرکے مسلمان وہاں بچے مسلمان کو بدنام اور مخالفین اسلام کی تائید کرتے ہیں
بہلا تبائیے اسکا کیا جواب دیا جائے کہ اول اسکو لفظ دوست سے مخاطب کرتے ہیں حالانکہ ہم
دشمن یحادد اللہ ورسولہ ہم کبھی اس کو جائز نہیں جانتے ۔ دوسرا افترا یہ ہے کہ فخر المحققین
دام ظلہ پر افترا کیا تیسرے یہ کہ تائید آریہ کا الزام دیا حالانکہ جو لوگ تو پیروان قاتل الکفار سے
ہیں چوتھے یہ کہ ہمارا ذریعہ علم صرف مسافر کو قرار دیتے ہیں جسپر وہی آیہ ہے لعنۃ اللہ علی
الکاذبین پانچویں کذب مسافر کی کیا اچھی دلیل دی کہ ان جاءکم فاسق قرآن میں ہے
حالانکہ معالم التنزیل میں ہے کہ انہا نزلت فی الولید بن عقبہ بن ابی معیط بعثہ
رسول اللہ مصدقا " کیا یہ ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوا جسکو رسول اللہ صلعم
نے تحصیل صدقہ کیلئے بھیجا تھا تو اس آیت کی مصداق آپکی خبر ہو سکتی ہے جو ولید بن عقبہ
جیسے صحابی ہونیکے اپنا مقتدا اور امام جانتے ہیں ۔ غرض مسافر جو بوجہ مخالف اسلام ہونے کے
اس حکم سے خارج ہے جسکی [illegible] دلیل بیعت تکیے سلف صالح کی ہے چنانچہ [illegible]

میں ہے قال جاء النبیؐ اناس من قریش فقالوا یا محمد انا لجیرانک وحلفاؤک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من ضیاعنا واموالنا فاردد ھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجہ النبی ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا انھم لجیرانک وحلفاؤک فتغیر وجہ النبیؐ ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان فلیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیاً نعلا یخصفھا ملخص مقصد

یعنی کفار قریش سے کچھ لوگ حضرت کے پاس آئے اور کہا یا حضرت ہم آپکے حلیف وہمسایہ ہیں ہمارے کچھ غلام آپکے پاس حبشی وغیرہ بھاگ کر چلے آئے ہیں انکو واپس بھیجئے حضرت نے ابوبکر سے پوچھا تو کہا یہ لوگ سچ کہتے ہیں بیشک یہ لوگ آپکے حلیف وہمسایہ ہیں حضرت کا چہرہ مارے غصہ کے متغیر ہوا پھر عمر سے پوچھا عمر نے بھی کفار کی تصدیق کی اور کہا کہ بیشک یہ لوگ سچ کہتے ہیں کہ یہ سب آپکے خلفا وہمسایہ ہیں حضرت کا چہرہ اسپر بھی متغیر ہوا اور فرمایا اے قریش کیا تم باز نہ آؤگے قسم خدا کی تمپر ایسے شخص کو مبعوث کریگا جسکے دل کا خدا نے ایمان کیلئے امتحان کیا ہے اور وہ تمکو اس دین پر مارے گا ابوبکر نے کہا یا حضرت کیا وہ شخص میں ہوں۔ آپنے فرمایا نہیں۔ پھر عمر نے پوچھا حضرت نے کہا نہیں بلکہ یہ وہ شخص ہے جو نعل کو ٹانک رہا ہے اور رہا تھا حضرت علی کو نعل کو ٹانکنے کیلئے۔

ہماری غرض یہاں صرف اس سے ہے کہ ابوبکر وعمر دونوں نے خود رسول اللہؐ کے مقابلہ میں کفار قریش کی تصدیق کی صدقوا انھم لجیرانک وحلفاؤک تو یہ آپکے سلف صالح کی سیرت ٹھہری۔ تو جناب اگر ساقی کی تصدیق آپکے مقابلہ میں کی تو کیا بیجا کیا جبکہ بنص قرآن آیہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون منافق ہیں وکفی بہ شہیدا۔

اڈیٹر صاحب صرف قول مسافر کی نہین تصدیق کی گئی ہے بلکہ شاہ معاد رجعیہ کی کہ یقیناً آپ بہت سے نمبر مسافر کے ہضم کر جاتے ہین جسکی تفصیل تقدیس بالقرآن مین ہر جگہ کردی گئی ہے اور آپنے خود مسلمان مین اقرار کیا ہے "گذشتہ باب کے بعض نمبر چھوڑے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ ایک شیعہ مہربان نے بھی اپنے رسالہ الشمس مین کچھ مسافر کے بابت لکھنا شروع کیا ہے چونکہ اونھون نے ابتداء سے لکھنا شروع کیا ہے اسلئے بقیہ نمبر اونکے لیے چھوڑ دیتے ہین"۔

اگر مسافر کے مضامین کا جواب برابر دیا جاتا تو مسافر کیون اعتراض کرتا اور آپ کیون یہ فرماتے جس سے بدیہی طور پر مسافر کی تصدیق نمایان ہو رہی ہے اور آپ پر وہی الزام آتا ہے جو اڈیٹر الشمس پر وارد کیا تھا۔

آپکی تعریف ہمارے مومن ہونے پر وہی پرانی تعریف ہے جسکے بارہ مین خداوند عالم فرماتا ہے وما تنقمون منا الا ان امنا یعنی تم کو اسی بات کا ہم پر غصہ ہے کہ ہم ایمان لائے تو اسکا جواب کیا ہے بجز اسکے کہ کہین قل موتوا بغیظکم۔

شیعہ جناب امیر ہونے پر تعریف اور بھی مزہ دار ہے جبکہ تمامی اہل اسلام قبل خلافت ابوبکر کے شیعہ ہی تھے۔

عزاداری امام حسین پر آپکی تعریف تو اور بھی مزہ دار ہے۔ کیونکہ اس سے وہ قصہ یاد پڑتا ہے کہ رحلت رسول اللہ صلعم سے جو جناب امیر محزون ہوئے تو ابوبکر نے کہا جیسا کنز العمال مین ہے عن سعید بن یربوع جاء علی بن ابی طالب یوماً متقنعاً متحاننا فقال له ابوبکر اراک متحازنا فقال له اعنانی مالم یعنک یعنے ایک روز حضرت علی غمگین و محزون تشریف لائے تو ابوبکر نے کہا کیا سبب ہے کہ ہم آپکو غمگین دیکھتے ہین تو حضرت نے کہا مجکو اوس چیز نے غمگین کیا ہے۔ جسنے تجھے نہ غمگین کیا۔

تو جب غم رسول اللہ صلعم سے آپ لوگونکا یہ شیوہ چلا آتا ہے تو پھر مصائب سید الشہدا پر کیون نہ آپ معترض کرین کہ آپکے برادر ہامون زاد یزید نے فتح پائی۔

کرہم یہان عام طور سے اہلسنت اور خصوصًا عاہیون سے سوال کرتے ہین کہ اڈیٹر صاحب سے دریافت کرین کہ ان فقرات کی یہان کیا ضرورت تھی اور کیا بغیر اسکے آپکی تحریکل نہین ہو سکتی تھی۔

پھر لکھتے ہین "ہان ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ ہم بھی مومن صاحب سے پوچھین کہ مسلمان تو مسافر کے جواب دینے مین قاصر ہے۔ مگر آپنے بھی جو عنوان تقدیس القرآن کا قائم کیا تو اسکے متعلق کونسا مضمون لکھا مہربانی کرکے ذرا ہمین بھی تو بتلا دین۔ شاید ماتم سے فرصت نہ ہو گی" یہ ہے انکا لٹریچر۔ اور یہ ہے انکی تہذیب کہ کسی طرح ہو امام حسینؑ کے ماتم پر آپکو ہر جملہ غصہ آرہا ہے۔

رہا آپکا سوال تو اسکا جواب آپ خود مسلمان ۵ مورخہ ۱۰ رجب مین دیکھ چکے ہین گذشتہ باب کے بعض نمبر جو رہ گئے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ نئے مضامین کے جوابات کا تقاضا تھا ہے علاوہ اسکے ہمارے ایک شیعہ مہربان نے بھی اپنے رسالہ الشمس مین مسائل کی بابت کچھ لکھنا شروع کیا ہے چونکہ اونھون نے ابتدا سے لکھنا شروع کیا ہے اسلئے بقیہ نمبر ہم اونکے لئے چھوڑ دیتے ہین اگر وہ اونکا جواب نہ دینگے یا کافی نہ دینگے تو اون بقایا نمبرونکا جواب بھی ہم ہی دینگے"۔

لیجئے آپکے سوال کا جواب آپ ہی کے الفاظ سے ملا یا نہین۔ کہ جسکا جواب آپسے نہ ہو سکا تھا اوسیکا جواب تقدیس القرآن دے رہا ہے یہی طریقہ ہے عزاداران امام حسینؑ کا کہ ایک طرف وہ ماتم کرتے ہین دوسری طرف دشمنان خدا سے جہاد کرتے ہین پھر ہواخواہان انتقام خون امام حسینؑ۔

ہان صاحب مہربانی کرکے اب یہ تو بتلائے کہ اس مضمون سے آپکی غرض حمایت اسلام ہے یا کیا اگر اسکے عوض کسی آیہ کا جواب دیئے ہوتے تو اوسمین ثواب زیادہ ملتا یا اسمین کہ ایک طرف ہمارے ایمان پر حملہ دوسری طرف شیعہ ہونے پر تیسری طرف عزادار امام حسینؑ ہونے پر۔

آپ تو ہمکو نصیحت کرتے تھے مسلمانون کے مذہب پر مخالفون نے حملہ کیا ہماری

سمجھ میں جتلیا ہے اوسکا دفعیہ کیا تمہاری سمجھ میں جوآئے تم کرو"

پھر یہاں اللہ کیا ہوگیا جو آپنے ہمارے جواب بے وجہ شروع کی۔ ہمنے مانا کہ ہمنے برا کیا جو آپکی ترغیبی کی۔ تو آپنے کون اچھا کام کیا جو اوسکے جواب پر تل گئے اور ناحق دو صفحہ اہلحدیث کا اسمین سیاہ کیا اور چار ورق ہمکو لکھنے پر مجبور کیا۔ حالانکہ الشمس نے تو شروع ہی مین لکھا تھا۔

اسی وجہ سے آجتک ہم ساکت رہے کہ اہلسنت کی مخالفت ہمارے ساتھ خود زیادہ ہے اوسپر اور کیون اضافہ کرین "مگر آپ۔ اسانہ ہو سکا کہ چند روز بھی صبر کرتے اور دیکھتے کہ الشمس کیا کرتا ہے۔

ہائے دعوے تو ہو اسلام کا اور حالت یہ ہے کہ الشمس نے جو آریونکا جواب شروع کیا تو اصلاح کی کارروائی کیجاتی ہے کہ اوسمین روڑا اٹکے۔ جو آپکا قدیم شیوہ ہے کیونکہ غزوہ وادی الرمل کے حالات مین لکھا ہے مثنا روضۃ الصفا جلد دوم

کہ بعد از غزوۂ تبوک اعرابی نزد رسول اللہ آمدہ معروض داشت کہ قومی از عرب در وادی الرمل مجتمع شدہ داعیہ آن دارند کہ بر سبیل شبیخون بجانب مدینہ توجہ نمایند و چون برتو این خبر بر پیشگاہ ضمیر انور تافت فرمان داد تا یاران جمع شدند و صورت این حال را با ایشان در میان نہادہ گفت کیست کہ متصدی دفع شر آن جماعت گردد طائفہ از اصحاب صفہ و غیرہم در آن امر رغبت نمودند حضرت خیر البرایا ابو الصدیق را داد و او را بر آن طائفہ امیر گردانیدہ بر سامعہ افرستاد و مقام مخالفان وادی بود کثیر الحجارۃ والاشجار چنانچہ انحدار در آن وادی دشوار مینمود با لجملہ صدیق بموجب فرمان روے باہل عدوان آورد و بعد از قطع منازل قریب بمنزل ایشان رسید خواست کہ پاے در وادی نہادہ دست بردی نماید کہ ناگاہ ارباب نفاق بہیات اجتماعی از وادی بیرون آمدہ دست بشمشیر و تیر بردہ نیران قتال اشتعال یافتہ تمت چشم زخمی بسپاہ اسلام رسید مسلمانان بعز شہادت فائز شدہ و برخی منہزم گشتہ مراجعت نمودند بعد از اطلاع رسول اللہ بر آنکہ اہل اسلام را شکست رو داد بار دگر طائفہ از مسلمانان را بتعاقب

اسباب خلاف وشقاق نامزد فرموده عسر سپاه را سرکرده بجانب مقصد شتافت و در آن
حین که سیل در آمدن وادی کرد مشرکان از پس احجار و اشجار که موضع کمین ایشان
بود بیرون آمده بمسلمانان روآوردند بعد از کشش و کوشش لشکر اسلام بطریق
انهزام معاودت بمدینه کردند و بعد از وقوع این قضیه عمرو بن العاص که بشیوه
مکر و حیل اختصاص داشت التماس نموده گفت یا رسول الله مرا بر سر ایشان
فرست تا بمقتضی کلام الحرب خدعة عمل کرده اعدا را فریب دهم بنابر درخواست
عمرو حضرت مقدس نبوی او را بامارت جمعی از مسلمانان سرافراز ساخته بجانب دشمنان
روان گردانید و او نیز متوجه معاندان شده و با ایشان در مقام مقاتله و مقابله آمده
منهزم باز گشت و بعضی از مسلمانان شهادت یافتند بعد از چند روز از مراجعت
عمرو عاص حضرت مقدس نبوی جهت امیر المومنین علی لوای بسته و دست بجانب
آسمان برداشته در شان او دعاهای نیکو بزبان معجز بیان بگذرانیده تا مسجد احزاب
مشایعت علی مرتضی قدم رنجه فرموده فرمان داد که صدیق و فاروق و عمرو عاص در آن
سفر با علی مرافقت نمایند و از صواب دید او تجاوز ننمایند و مرتضی علی از طریق وادی
الرمل اعراض نموده متوجه عراق عرب گشت بعد از طی چند منازل عزیمت محاربه
مخالفان تصمیم داده از راهی که منتهی بفم وادی میشد بجانب مقصد شتافت و شب
سیری نموده و بروز از راه بیرون رفته بآسایش و استراحت می پرداخت و چون نزدیک
بمساکن اهل خلاف رسید فرمود تا پایها بآهستگی در حرکت آیند و خود پیش لشکر روان
شد و چون از حرکات و سکنات امیر المومنین علی نسیم فتح و ظفر و فیروزی بمشام عمرو
عاص رسید خواست که آن قضیه بانجام نرسد لاجرم با بکر و فاروق گفت که در این
راه از وحوش و سباع وادی خطر است اکنون مصلحت وقت آنست که از اعلی
وادی بر سر دشمنان شبیخون بریم و شیخین در این باب با مرتضی علی سخن گفتند علی
نیفتاد و عمرو عاص گفت ای مسلمانان ما نفوس خود را ضایع نمیتوانیم کرد بیایید تا از
اعلی وادی بر دشمن بریم سپاه اسلام جواب دادند که پیغمبر ما را از مخالفت علی منع فرموده

اکنون چگونه سخن ترا شنیده پیراهون خلافت او گردیم چون ماے عمر را خطا شمرده بچپان میرامتیاز در وقت طلوع فجر بر سر ارباب عدو ان رسید بطریقے کہ خاطر او میخواست از آن قوم بے باک انتقام کشید و مولف کشف الغمہ گویدکہ سورہ والعادیات در این باب نازل گشتہ حضرت اصحاب را بفتح بشارت داد چون علی مراجعت نمودہ نزدیک بمدینہ رسید آن سرور دیامان را باستقبال امیرالمومنین حیدر امر فرمود و خود پیش پیش ایشان روان شدہ در آن زمان کہ چشم مبارک جناب ولایت مآب بر روی فرخندہ حضرت نبوت انتساب افتاد از اسپ پیادہ گشت آن سرور فرمود کہ اے علی سوار شو کہ خدا ے و رسول او از تو راضی اند از غایت فرح امیرالمومنین علی در گریہ شد رسول اللہ گفت ای علی اگر اندیشہ آن نبید اشتم کہ طوائف امت در شان تو گویند آنچہ در بارہ مسیح یعنی عیسیٰ بن مریم گفتہ اند ہرآینہ در حق تو سخنی می گفتم کہ بر ہیچ گروہے نمی گذشتی مگر آنکہ خاک از تحت ہر دو قدم تو بر داشتندے۔ ص۲۹۰ جلد۲

پس جناب آپ سلف صالح کی یہی سیرت رہی ہے ابتدا لکھا صرف اپنی عیب پوشی کیلئے یہ ترکیب کرتے رہے کہ اسلام کی شکست ہو تو پھر آپ کی ان حرکات پر کیا تعجب ہے کیونکہ اس جنگ میں ابوبکر عمر عمرو عاص سب ہی منہ بہ ہو کر آرہے تھے تب حضرت نے جناب امیر کو بھیجا عمرو عاص نے دیکھا کہ حضرت کے اس عنوان سے فتح یقینی ہے تو پہلے شیخین کو بھکانے چلے پھر لشکر کو بہکانا چاہا۔

مگر ہم امید رکھتے ہیں کہ آپ میری نصیحت کو مانینگے اور اسپر عمل کرینگے کیونکہ اسلام تباہ ہو رہا ہے ہماروں سنی تاریخ ہو چلے جس سے آپکی اور آپکے بھائیوں کی وہ آمدنی کم ہو گئی جو سر وعظ بلانا کے بعد کچھ نہ کچھ اون سے وصول کرلیتے۔ اسلئے ہم کوشش کررہے ہیں کہ وہ لوگ پھر اسلام لائیں یا بقیہ مسلمین تو کیو ں اعداسے بچے رہیں کہ آپ ہی کا فائدہ ہے۔

دیکھو حضرت آپنے شعر تراش دیا گر بود دیار غار ہ ارزان بہ کہ جاہل بود غمگسار ما کو لکھا ہم نے اسپر خیال کیا کہ وہ یار غار کون تھا جسپر یہ شعر کہا گیا۔

ممکن تھا کہ جسطرح پہلے دو تحریرون سے ہمنے تعرض نہ کیا اوسی طرح اس پر بھی تعرض
نہ کرتے کیونکہ اسکے رد وقبول سے نہ اسلام کا فائدہ ہے نہ نقصان مگر چونکہ یہ لوگ
مومنین کو بدنام کرتے ہین کہ وہ آریون کی تائید کرتے ہین اسلئے اسقدر لکھنا پڑا
کہ ہم آریون کی تائید نہین کرتے بلکہ اسلام کی حمایت کرتے ہین اور ناظمہ سمجھلے ہین کہ اگر
حمایت اسلام کرنا ہے تو اسطرح حمایت کیجئے کہ صرف قرآن کا خیال کیجئے نہ کہ صحابہ اور قرآن
دونونکی براءت کیجئے جو محال ہے۔ اگر صحابہ کا خیال کیجئے گا تو قرآن سے دست برداری
ضروری ہے اسلئے شیعون نے اون تمام صحابہ سے بیزاری کی جنسے قرآن پر الزام آتا ہے
والسلام علی من اتبع الہدی

ہان اڈیٹر صاحب کا یہ قطعہ بڑا مزہ دار ہے " یہ بتلاؤ ایک شخص ایک کام تو لاے گو
ادھورا کرے، دوسرا اسکو چھوے بھی نہین۔ تو تم ہی کہو کہ اچھا کون ہے"
جس سے یہ تو معلوم ہوا کہ آپکو بھی اپنے نقصان کا اعتراف ہے۔ ہا کون اچھا ہے۔ اس کا
جواب عام مقولہ مین موجود ہے "کردن یک عیب کردن صد عیب"
ادھورا کام یہی ہے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے محمد رسول اللہ کا انکار کرے تو کہیئے
آپ اوسکو مسلمان کہیئے گا یا کیا۔
وہابی۔ آریہ۔ دونو اس ادھورے کام مین ہین کہ توحید کا تو اقرار کرتے ہین رسالت
کا انکار۔ اڈیٹر

ہو سمیکم المسلمین

سنیون مین ایک شخص مولوی حشمت العلی صاحب بھی ہین جنکا نام اصل حشمت علی تھا مگر جوش ناصبیت
سے سمجھا کہ حضرت علی کا اسم مبارک بھی انکے نام کا جزو ہے لہذا اوسکو بدلکر حشمت العلی بنایا جبر
سے پہلے پہل اونھون نے اپنے والدین کا تخطیہ کیا۔
یہان ہمکو اہل سنت کے ایک مقدس صحابی قرشی کا واقعہ یاد آتا ہے جنکا نام حزن تھا مگر جب رسول اللہ
نے اوسکو بدلکر سہل رکھا تو یہ ایسے غضبناک صحابی تھے کہ کہا یہ وہ نام ہے جو ہمارے باپ نے رکھا
جسکا اثر ہوا کہ قال سعید بن المسیب فما زالت الحزونة فینا بعد [illegible]

کتابو نکے ہوتے سعید بن المسیب لکھتے ہین کہ حضرت (علی) آجتک ہمارے خاندان مین باقی ہے جسکو سب پہچانتے ہین۔

غرض انکو اصلاح کے مضمون ثبوت قدامت مذہب سے نہایت غصہ آیا ہے چنانچہ اہلحدیث مورخہ ۱۰ شوال مین اس سرخی سے ایک مضمون لکھا جسکے ناتمام رہنے کو انہین الفاظ میں بیان کرتے ہین "اکثر فرقے اپنے اپنے راہی اپنے اپنے مذہب کی قدامت کے مدعی بنے ہین جسکو ہم کسی دوسری اشاعت مین مع دعوی و دلائل و تردید پیش ناظرین کرینگے"!

لیکن افسوس اہلحدیث کی بیجلد تمام ہوئی اور ابھی تک وہ وعدہ پورا نہوا شاید قیامت کا انتظار ہے۔ ہماری تقریر ناظرین کے پیش نظر ہے کہ چونکہ رسول اللہ صلعم نے جسروز اپنی نبوت کا اعلان کیا ہے اوسیروز خلافت جناب امیر کا بھی اعلان کیا لہذا اسلام اور شیعہ مترادف المعنی ہوئے تو اب جتنے مذاہب ہین وہ اسکے بعد ہوئے۔

اسکے بعد ہمنے لکھا تھا "جسطرح حضرت ابراہیم کے بارے مین خدا فرماتا ہے ھو سمیکم المسلمین کہ اوسنے تمہارا نام مسلمان رکھا ویسے ہی و ان من شیعتہ لابراھیم فرمایا جسکا فرق یہی ظاہر ہے کہ خدا نے تسمیہ مسلمین کو ابراہیم کی ذات منسوب کیا اور خدا نے خود حضرت ابراہیم کو شیعہ فرمایا لہذا مذہب شیعہ ۲۰۰ سال مذہب اہلسنت سے قدیم ہے کیونکہ اس مذہب والا جناب امیر کو خلیفہ بلافصل مانتا ہے اور فریق مخالف ابوبکر کو خلیفہ مانتا ہے"!

چندروز سے مولوی حشمت العلی نے ہو سمیکم المسلمین پر نا جائز قبضہ کیا ہے کیونکہ آپنے رسالہ کا نام یہی رکھا ہے۔ لہذا بہت برہم ہوتے فرماتے ہین "اگر اڈیٹر اصلاح براہ راست شیعہ مذہب کی قدامت کی دلیل دریافت کرتے تو مین انکو مذہب شیعہ کی ایسی دلیل بتلاتا جسکو ہر کوئی شخص ہندی بھی سمجھتا اور سخت متعصب اور غلیظ القلب فوراً سے پہلے مان لیتا۔ چنانچہ فقیر بلا دریافت پیش کرتا ہے کہ مذہب شیعہ تمام مذہب سے قدیم ہے اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے ولقد ارسلنا من قبلک فی شیع الاولین وما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون یعنی نبی جی تم سے پہلے جو لوگ پہلے فرقون سے تعلق رکھتے ہین اور سب و شتم و استہزا کرتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہین ہے بلکہ ہم پہلے شیعون مین جو رسول روانہ کرتے ہے وہ شیعہ ان سے

نہایت بدزبانی اور سب و شتم اور استہزا سے پیش آتے رہے لہذا انکو بھی اپنے شیعوں کی سب و
دشتم ضرور سننی ہونگی"

کیا اوسکے شیعہ بحیثیت ایمان سے کہہ سکتے ہیں آیہ قرآنی کا یہی ترجمہ ہے حالانکہ ترجمہ فتح الحمید میں ہے "اور
ہم نے تجھسے پہلے لوگوں میں بھی پیغمبر بھیجے تھے۔ اور ان کے پاس کوئی پیغمبر نہیں آتا تھا مگر وہ اوسکے
ساتھ استہزا کرتے تھے" مرواہ

ترجمہ مولوی نذیر احمد میں ہے "اے پیغمبر ہم نے تم سے پہلے بھی اگلوں لوگوں کے بہت سی گروہوں میں پیغمبر
بھیجے تھے۔

ترجمہ مرزا حیرت میں ہے "بیشک یقیناً ہم نے تم سے پہلے اگلے گروہوں میں بھی پیغمبر بھیجے تھے"
تو کیا آپ ان لوگوں سے بھی بڑھکر خاطی ہیں جو اسطرح ترجمہ کرتے ہیں "تمہیں جو یہ لوگ برے القابوں
سے نامزد کرتے ہیں اور سب و استہزا کرتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے" کس آیہ کا ترجمہ ہے
"ہم پہلے شیعوں میں" کس کا ترجمہ ہے۔

کیونکہ شیع کے معنی تو باتفاق "تابعین گروہ" ہیں اور شیعہ تو خاص فرقہ کا نام ہے پھر ایسا
ترجمہ کرنا خلاف دیانت نہیں تو کیا ہے پس جس شخص کی یہ حالت ہو کہ محض ناصبیت کے جوش
میں شیعوں کی عداوت میں قرآن میں ایسی تحریف کرے کیا وہ مسلمان کہا جا سکتا ہے؟
خوارج و نواصب کو جو منافقین کا فرقہ ہیں احادیث میں کلاب النار انکا لقب آیا ہے یعنی
وجہ سے کہ دشمن جناب امیر کبھی مسلمان نہیں ہو سکتا جس کا یہ ادنی ثبوت ہے۔

مزہ تو یہ ہے کہ خود لکھتے ہیں اب اگر کوئی شخص اس آیت سے مذہب شیعہ کا قدیم ہونا مانے اور
یہ کہے کہ شیعہ کے معنی مطلق گروہ کے ہیں آپ نے اس سے مذہب شیعہ کس طرح نکالا تو اسکا جواب یہ ہے
وان من شیعتہ لابراھیم میں بھی یہی نام ابراہیم کا شیعہ بتلاتا ہے کس طرح درست ہو سکتا ہے
جس سے یہ یقیناً معلوم ہوا کہ شیعہ کے معنی اصلی گروہ کے ہیں مگر آپ شیعوں کی ضد میں ترجمہ
شیعہ کیا اسکی جزا مندرجہ ذیل یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مصداق ہے

ہر ایک دیکھ تو خدا کے لئے کس نے کہا ابراہیم کا نام مذہبی شیعہ تھا جس کے معنی میں یہ تحریف
کیگئی اور اگر کوئی دوسرا اپنے خیال میں اپنا بیان ترتیب دیگا تو آپ کے اس سے انکا کچھ بھی ناگ

کشتاہاکب درست ہے۔

اصلاح کی عبارت پڑھیے جسطرح حضرت ابراہیم کے بارے مین خدا فرماتا ہے ہو سمیکم المسلمین
کہ اوسنے تمھارا نام مسلمان رکھا اوسی طرح وان من شیعته لابراھیم فرمایا جسکا فرق یہی
ظاہر ہے کہ خدا نے تسمیہ مسلمین کو ابراہیم کی طرف منسوب کیا اور خدا نے خود حضرت ابراہیم کو شیعہ
فرمایا"

اس مین کہان یہ دعوی کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم کا مذہبی نام شیعہ تھا۔ کہیے لعنۃ اللہ علی الکاذبین
کا موقع ہے یا نہین۔

کیون صاحب آپکو آیہ ان فرعون علا فی الارض وجعل اہلہا شیعا تو سوجھا جسکو
اپنے رسالہ کا موثق قرار دیا اور ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم
فی شیء پر بھی نظر پڑی کہ پہلے آیہ مین خدا فرعون کو کہتا ہے کہ اوسنے گروہ گروہ کر دیا اور
دوسرے آیہ مین ہے کہ جن لوگون نے تفریق کیا اور وہ گروہ گروہ ہو گئے۔ کہ دونون آیتون مین تفریق
کی اضافت کفار کی طرف ہے مگر یہ آیتین نہ سوجھین جنمین خداوند عالم اپنے کلام پاک سے اولو العزم
شیعہ کہہ رہا ہے وان من شیعته لابراھیم۔ فوجد فیہا رجلین یقتتلان ھذا من
شیعته وھذا من عدوہ فاستغاثه الذی من شیعته علی الذی من عدوہ
جسمین دو مرتبہ خدا نے پیرو حضرت موسی کو بہ لفظ شیعہ یاد کیا ہے۔

خدا آپ پر رحم کرے جو لکھتے ہین میرے عزیز ناظرین اصلاح ضد اور تعصب کو چھوڑ کر انصافاً بتلاؤ کہ
ان من شیعته لابراھیم مین اگر مذہبی نام شیعہ مراد ہے تو پھر آیات بالا مین مذہب شیعہ مراد لینا
کیسے درست نہین ہے"

اسکے پہلے تو آپکو لازم تھا کہ اصلاح کے کسی جملہ سے یہ ثابت کرتے کہ اوسنے کہین بھی حضرت ابراہیم
کا نام مذہبی شیعہ رکھا ہے۔ تب دریافت کرتے حالانکہ نہ اصلاح کا یہ دعوی ہے نہ اوسکے کوئی لفظ
سے یہ بات پیدا ہے اصلاح تو یہ کہہ رہا ہے کہ خدا نے تسمیہ مسلمین کو ابراہیم کی طرف منسوب کیا اور
خدا نے خود حضرت ابراہیم کو شیعہ فرمایا ہے جسکی غرض صرف اسقدر ہے کہ مسلمان نام سے زیادہ
اچھا نام شیعہ ہے کیونکہ مسلمان نام حضرت ابراہیم کا رکھا ہوا ہے اور شیعہ نام خدا کا رکھا ہوا ہے

جس نے حضرات ابراہیم کو خود شیعہ کہا۔

آپ اگر قرآن پڑھے ہوتے تو آپکو معلوم ہوتا خدا محض اسلام سے خوش نہیں ہوتا بلکہ ایمان پر بھی
پڑھو سورہ حجرات قالت الاعراب امنا قل لم تومنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما یدخل
الایمان فی قلوبکم یعنی اعراب کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے۔ کہدو کہ تم ایمان نہین لائے۔ بلکہ
یون کہو کہ اسلام لائے اور ابھی تک تو ایمان تمہارے دلون مین داخل نہین ہوا۔ پھر فرماتا
ہے یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم
ان ھداکم للایمان یہ لوگ تیرا احسان رکھتے ہین کہ اسلام لائے۔ کہدو کہ اپنے اسلام لانے
کا احسان نہ رکھو۔ بلکہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ ہدایت کی تمکو ایمان کی اگر ہو سچے۔

پس اگر آپ مسلمان ہین تو آپکو اسپر ایمان لانا چاہیے کہ آپ مومن نہین ہین بلکہ مسلمان ہین
جو مذہب حواب تھا اور خدا و نکی مین فرماتا ہے ابھی تک ایمان تو تمہارے دلو مین آیا ہی نہین
آخر مین لکھتے ہین باقی باتون کا جواب پھر آپ سے پھر دریافت کرونگا بالفعل آپسے اسیقدر
دریافت کرتا ہون کہ آپ مذ بلیسیل شیعہ مذہب کے قدامت کی وہ دلیل ہے جو آپنے بیان فرمائی
ہے یا بیان کردہ فقیر حقیقت روشن دلیل ہے؟!

خیر جو کچھ آپ دریافت کیجیگا وہ سنا جواب دیا جائیگا مگر یہ تو فرمایئے آپکی دلیل تو وہی ہے جسمین
قرآن کے معنی مین اتنی تحریف کی۔ کیا اسی کا نام اسلام ہے۔

مولوی صاحب ہماری دلیل تو وہی شان نزول آیہ انذر عشیرتک الاقربین ہے جسمیں
رسول اللہ نے بروز اعلان نبوت۔ اپنے جناب امیر کی خلافت کا اعلان کیا۔ کیا وہ دلیل نہ تھی
کیا اسطرح ہمنے قدامت مذہب شیعہ کو آپکے مسلمات قرآن و حدیث سے ثابت کیا ہے۔ آپ بھی
جرات کرکے مذہب اہلسنت کی قدامت ثابت کرسکتے ہین۔ حالانکہ خدا نے قرآن مین سنت کو
عام طور سے کفار کی طرف منسوب کیا ہے فقد مضت سنۃ الاولین بجاب فی شیع
الاولین۔ وقد خلت سنۃ الاولین بما لاان تاتیھم سنۃ الاولین او یاتیھم
العذاب قبلا فکیف فھل ینتظرون سنۃ الاولین۔ فاطر
تو جتنا اہلسنت و الجماعت نے اپنا نام اہلسنت کھکر کیا ہے کہ سنت کا لقب کفار دیکر

بجوس سب کی طرف منسوب ہوتا ہے۔

ابن عباس شرف شیعوں ہی کو حاصل ہے کہ خود رسول اللہ نے ہمیں خوشنا نام شیعہ رکھا جسکی معتبر صحیح شیعین اسلام کی کتابیں بھری ہوئی ہیں بخلاف لقب اہلسنت والجماعت کے جبکہ سب ہی کی خلافت مسلم ہوئی جیسا کہ صواعق محرقہ میں ہے وسمی ھذا العام عام الجماعۃ لاجتماع الامۃ فیہ علی خلیفۃ واحد ص ۱۳۱

یعنی اس سال کا نام سال جماعت رکھا گیا ہے کیونکہ امت مجتمع ہوئی ایک خلیفہ پر۔

اور خود شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ میں لکھتے ہیں "باید دانست کہ شیعہ اولی کہ فرقہ سنیہ و تفضیلیہ اند و از زمان سابق بشیعہ ملقب بودند و چون غلاۃ و روافض و زیدیان و اسمعیلیہ باین لقب خود را ملقب کردند و مصدر قبایح و شرور اعتقادی و عملی گردیدند خوفاً عن التباس الحق بالباطل فرقہ سنیہ و تفضیلیہ این لقب را برخود نہ پسندیدند و خود را باہل سنت و الجماعت ملقب کردند حالا واضح شد کہ انچہ در کتب تاریخ قدیمہ واقع می شود کہ فلان من الشیعہ او شیعۃ علی حالانکہ او از روساء اہلسنت و جماعت است راست است ص ۹ چاپ کلکتہ

جس سے معلوم ہوا کہ تمامی اہلسنت کا لقب پہلے شیعہ تھا بعد اوسکے اپنا لقب اہلسنت و الجماعت رکھا۔

تو اب نہ معلوم مولوی صاحب اپنے لئے کون لقب پسند کرینگے کیونکہ اگر اہلسنت و الجماعت بنتے ہیں۔ تو پہلے شیعہ ہونا لازم آتا ہے اسلئے اس لقب کو چھوڑ کر ہو سمیکم المسلمین اختیار کرتے ہیں۔ مگر آیہ سورۃ الحجرات نے بتایا کہ مسلمان کا لقب اوسکے لئے ہے جو ایمان سے بے بہرہ ہو اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً بھی بتا رہا ہے کہ اسلام کی دو قسم ہے ایک مطابق مرضی خدا ایک مخالف مرضی خدا۔ تو انکو اپنا اصلی لقب منافق غالباً پسند ہوگا جنکے بارہ میں ایک مستقل سورہ وارد ہے اذا جاءک المنافقون

الکرار یعنی جناب امیر علیہ السلام کی سوانح عمری۔ چونکہ اسکی زیادہ جلدیں باقی نہیں رہیں تو ہم شائقین سے کہتے ہیں کہ جلد منگوائیں کہ مولانا علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی غیر مرقعات زندگی پر غور اور مطالعہ سے کبھی بھی غافل نہ ہوں۔ اگر معلومات حاصل کرنا چاہیں تو جلد الکرار کی کل جلد طلب کریں

الوصواص

(سلسلہ کیلئے دیکھو شمارہ ۱۰)

لاضرم من النار على ملكك ودولتك و
رضاك ولاجعلنها كالرماد عصفت به الريح
لعاصفة فان بدا لك ان ترحم على نفسك
وعائلتك القديمة فاسمع لها لتي
باذن عقلك لكلامي وكلا نظرت فاذا
يكون من قضاء الله سبحانه فيك وفينا
فلما وصلت البعوث الى بغداد وادوا الرسائل
التي اتوا بها من حضرة القان امر الخليفة
شهاب الدين ابن الجوزي وكان رجلا فصيحا
واخر اسمه بدر الدين محمود واخر يقال له
الزنكي النخواني ان يأتوا القاصد في صحبة كلهم
ويقولوا له على لسان الخليفة ايها الشاب
المحدث السالم من الحيوة الا قليلها
ومن استعلى على الدنيا واهلها نظر
الى ما ساعده الجد والمقدور وما
الا ساعده فانية وموافقته اياه غير
باقية فزعم امره كالقضاء المبرم والامر
المحكم ملكك على ان تسألني مالا تناله
مني وكيف تستطيع استاسر النجوم بحرص
وعزمك وتصيد الكواكب برائك وتحيلك
اوما يعلم هذا الشاب ابن الملك انه

اور تیری ملک و دولت و زمین کو آگ لگا کر خاک سیاہ
کر دونگا کہ تیز ہوا اوسے اوڑا دے اگر تجھے اپنے اوپر رحم
کرنا منظور ہو اور اپنے پرانے خاندان پر تجھے رحم آئے
تو میرے کلام کو ہان اور گوش تعقل سے میری باتوں کو
سن لے ورنہ تو دیکھیگا کہ قضائے الٰہی تیرے بارے میں
کیا ہو گی جب یہ ایلچی بغداد پہونچے اور درگاہ قان قراقرم
سے جو پیغام لائے تھے وہ پہونچایا تو خلیفہ نے شرف الدین
ابن الجوزی جو ایک مرد فصیح تھا اور ایک اور شخص
جسکا نام بدر الدین محمود تھا اور ایک اور شخص کو جسکا
نام زنگی نخوانی تھا حکم دیا کہ ان قاصدوں کے ہمراہ
قاآن اعظم کے حضور میں حاضر ہوں اور خلیفہ کی بابت
کہیں کہ اے خلیفہ نو عمر جو اپنی زندگی سے سیر ہو چکا
ہے اور جو اپنی نصیب وری کی وجہ سے دنیا اور
اہل دنیا پر برتری ڈھونڈھتا ہے حالانکہ یہ برتری
بالکل فانی ہے اور اقبالمندی چند روزہ ہے
اور وہ اسے مثل قضائے مبرم کے خیال کرتا ہے
مجھ کیا ہوا ہے جو تو مجھ سے وہ شئے مانگتا ہے
جو مجھسے نہیں پا سکتا اور تو کیونکر ستاروں کو اپنے
لشکر اور اپنی عقل اور اپنے غصہ سے قید کر سکیگا
کیا یہ نوجوان شاہزادہ نہیں جانتا کہ مشرق و مغرب
کے درمیان یہاں کوئی ایسی جان نہیں ہے جو خدا پر

ما من نفس بين المشرق والمغرب تومن
بالله من غنى وفقير وسلطان ووزير و
شيخ هرم ضعاف وشاب وسط وقطينه بكن
البسيطة ويمشي على المعمورة الا وهو
عند نا وعسكرنا وغلام عند نا ومتى ما نو
بطرفي لجمع المنشور وحشر المحشور بدءت
بارض ايران ثم توجهت الى مملكة توران
وملأت الارض شرا وشغبا وفسادا ونهبا
ولكن نفسي لست احب الفساد في الارض
ولا ان اضر بيدي الخلق واهام الناس
[illegible] اريدهم ما بسوء ولا احب ان يذكرني
الناس بسوء [illegible] وملا من جه سوء الصنا
وشديد [illegible] انا على حب
القاآن هلاكو خان و كتبت اليك [illegible] انما
اليك [illegible] حصرني [illegible] و
[illegible] في [illegible] سبل المودة وارجع
الى ارض خراسان [illegible]
الحرب [illegible] ولا تعتذر زمان رجالات
والفرسان [illegible] في الحرب [illegible]
لما يثيرون الجو العثار وينثرون [illegible]
المخضوم [illegible] التراب عنا [illegible] الكرهية فهذا ما
كان من رسالة المليك الى هلاكو و بعث
اليه بشيء من [illegible] ونقد قليل من النقود

ایران لائے ہو غنی ہو فقیر ہو۔ یا بادشاہ
ہو یا وزیر ہو پیر کہن سال ہو یا جوان کم جو اس
زمین پر سکونت رکھتا ہو مگر یہ کہ وہ ہمارا
غلام ہے اور ہمارا لشکر ہے اور ہماری درگاہ
کا بندہ ہے اور میں جس وقت اپنی آنکھ سے
اشارہ کر دون اوسی وقت لوگ جمع ہو جائیں
تو میں ایران سے شروع کرون گا پھر مملکت
توران کی طرف رخ کرون گا اور زمین کو شر
و فساد اور آفت و تباہی سے بھر دون گا
لیکن میں خود فساد کرنا پسند نہیں کرتا اور نہ یہ
چاہتا ہون کہ اپنے ہاتھ سے خلق خدا کو ضرر
پہونچاؤن بلکہ لوگون کے ساتھ بری طرح سے
پیش آؤن اور لوگ مجھے بری طرح سے یاد کرین
اور لشکر کشی وغیرہ کے خصوصا جب [illegible] میں قاآن
اعظم ہلاکو خان کا دوست ہون لیکن گر تو میرے
ساتھ ویسا ہی ہوتا جیسا میں تیرے ساتھ ہون
تو تجھکو برے قلعون اور حصنون اور ظالمون
کا کچھ خیال نہ ہوتا پس تجھے لازم ہے کہ دوستی
کی راہ چل اور خراسان کی طرف لوٹ جا اور
اگر تیری رائے لڑنے کی ہو تو جلدی کر جلدی
اور [illegible] نہ پیش کر کیونکہ ہمارے یہان کے سوار
اور پیادے بڑے کار آزمودہ جنگ کے ہیں
اور سمندر سے دھوان اور غبار دینے والے

ابن الجوزي وبدر الدين والزنجي ادوا
اليه الرسالة فغضب هلاكو وقال قد
علم بما يجري في مشية الله سبحانه و
تعالى في هولاء القوم والا لما خالج
قلوبهم مثل هذه الهواجس الغير الطو
ثم اذن لهم في الانصراف الى الخليفة
في شهر ربيع الاول من شهور سنة خمس
وخمسين وست مائة بموضع معسكره
همدان فقال له وارسل الى الخليفة ان
رب الارباب بعث جنكيز خان وعائلته
حاكما لشرق الارض وغربها فمن اقبل
اليه بقلبه ولسانه حفظه اهله و
ماله وولده ونفسه ومن رأى خلاف
ذلك فقد حرم من السعادة وضربت
عليه الشقوة واخذ يوعده قائلا
قد بلغ من اغترارك
بالدولة الفانية وحبك للمال والحياة
واعجابك بنفسك ومالك انه لا
يعمل فيك نصح ناصح ولا تسمع لمقالة
واعظ شفيق وقد حدت عن سبيل
جدك وابيك وانصرفت عن واضح
الطريق فاحب الحق واستعد للحرب
والقتال فاني متوجه الى بغداد

اور بدر الدین اور زنجی اسکے پاس پہونچے اور خلیفہ
کا پیام پہونچایا اوسوقت ہلاکو خان غضبناک
ہوا اور کہنے لگا کہ ہمین معلوم ہے جو خدا تعالی کی
مشیت ان لوگون کے بارے مین ہے ورنہ انکے
کے دلون مین ایسے مہمل خیالات جاگزین نہوتے اسکے
بعد انہین خلیفہ کے پاس جانے کی اجازت دی یہ
واقعہ ۶۵۵ھ کے ماہ ربیع الاول مین ہلاکو خان کے
کیمپ مین ہوا اور اسنے خلیفہ کے پاس کہلا بھیجا کہ
پروردگار قدیم نے چنگیز خان اور اسکے خاندان کو
پیدا کیا اور مشرق و مغرب کی سلطنت اوسی عطا
کی جو شخص اوسے دل و زبان سے دوست رکھیگا
اسکے جان و مال و اہل و عیال محفوظ رہین گے
اور جو مخالفت کرے گا وہ نیک بختی سے محروم ہوگا
اور بدنصیبی کی آفت اوسپر پڑے گی اور اسکو
دہمکی دینے لگے کہ اب تیری بے وقوفی اور دہوکہ
مین پڑنے کی حد پہونچگئی۔ اور دولت فانی اور مال
کی محبت اور اپنی ذات اور مال پر تیرے غرور
کی یہ حد ہوی ہے کہ ناصح کی نصیحت تجھکو اثر
نہین کرتی اور مہربان واعظ کی بات تو نہین
سنتا اور تو اپنے دادا اور باپ کے راستہ سے
پہر گیا ہے اور کہلے ہوئے راستہ سے منحرف ہوگیا
پس آمادہ لڑائی کے لئے اور تیار ہو جا کارزار
کے واسطے کیونکہ مین بغداد کی طرف ایک ایسے

يعسكر عدد الرمل والجراد فان دار
الفلك على غير ما اشتهيه فان القضا
قضاء الله عز وجل. فلما وصلت الرسل
الى بغداد وعرضوا الرسالة على الوزير عرض
على الخليفة رسالة هلاكو واعلمه بحقيقة
الحال فقال الخليفة كيف رايك في دفع
هذا الخصم الجبار قال رأى ان تقلب
عتبته ببذل الاموال فان ادخار
الخزاين وتكنيز الكنوز ليس الا لوقاية
العرض والسلامة النفس لا غير
فالاولى ان تبعث اليه بحمل الف حمار
من نفائس الاموال والف ابل نجيب
والف من الخيل العربي العتاق بسروجها
وعدتها وعليك ان تبعث بكل واحد
من ابناء الملوك والامراء الذين
في حضرته بالتحف والهدايا على قدر
شئونهم ومراتبهم وحالاتهم ومناصبهم
وان تعتذر اليه عما سلف منك من
التقصير في الاعمال وان تجعل الخطبة باسمه
في بلادك وتضرب النقود برسمه فيها
فاستحسن الخليفة رأى الوزير وامر
بانفاذ جل ما اشار اليه وتنفيذ كل
ما كان عليه رأيه ومشورته. قلت و

لشکر کے ساتھ رخ کرنے والا ہوں جسکی تعداد ریگ
ملخ سے زیادہ ہی پس اگر دور فلکی میری مرضی کے
خلاف چلا تو جو مرضی پروردگار عالم کی ہوگی وہ ہوگا۔
جب یہ ایلچی بغداد پہونچے اور وزیر سے یہ پیام کہا
کیا اسنے ہلاکو خان کا پیغام خلیفہ سے نقل کیا اور
صاف صاف جو بات تھی وہ کہدی خلیفہ نے کہا
تو پھر تمہاری کیا راے ہی اپنے دشمن جبار
ٹالنے میں اسنے کہا کہ میری راے یہ ہی
کہ آپ اسکے امید پانسے روپئے اور مال کے
خرچ سے اولٹ دیجئے کیونکہ خزانوں کا جمع کرنا آبرو
اور جان کی حفاظت کے واسطے ہوتا ہی نہ اور کسی شے
کے لئے بس بہتر یہ ہے کہ آپ اسکے پاس عمدہ قسم
کے مال ایکہزار گدہوں پر بار کرکے اور ایک ہزار
اونٹ اصیل اور ایکہزار عربی گھوڑے معہ ساز
ویراق بطور تحفہ کے بھیجدیجئے اور شاہزادوں کے
واسطے اور امیروں کے لئے اُن کی شان اور
رتبہ کے موافق تحفے اور ہدیے بھیجدیجئے اور جو کچھ
کہ سابق میں آپکی طرف سے کسی قسم کی کمی واقع
ہوئی ہو اسکی معذرت خواہی کیجئے اور خطبہ میں اسکا
نام داخل کر دیجئے اور سکون میں اسکا نقش
با تصویر کندہ کرا دیجئے خلیفہ نے اس راے کو پسند
کیا اور جو کچھ کہ وزیر نے مشورہ دیا تھا اس کے
عملدرآمد کا حکم دیا۔ میں کہتا ہون کہ خلیفہ نے جو

في استحسان الخليفة رأي الوزير قبوله
منه أن يضرب السكة باسم هلاكو
وأن ينوه به في الخطب والأعياد على
رؤوس الأعواد دليل على إسلام هلاكو
وإيمانه وإلا فما كان يحمله على قبول
ذلك واستحسانه وما كان بذلك علم
عند هلاكو ولا أخبره بذلك الوزير فنظن
أن الخليفة إنما قبل ذلك خوفا من
هلاكو على نفسه وملكه أن لم يقبل رأي
الوزير بعد علم هلاكو مشورة الوزير
للخليفة ولكن إنما فعل ذلك على علم
بإسلام هلاكو وإيمانه كما قبل من الوزير
بعد زمان أن ينكح ابنته وكريمته بابن
هلاكو لما أشار عليه الوزير بذلك فيما
أخرج الخبر به الوصاف الشافعي في
تاريخه الكبير وهو من أكبر الدلائل على
إسلام هلاكو وإيمانه وفيه تعضيد لما
اشتهر من أن هلاكو خان قد أسلم قديما
على يد الحكيم الأجل الخواجه نصير
الملة والدين محمد بن الشيخ المحقق
الطوسي وكان هذا الحكيم خصيصا به
بامرأة هلاكو وحسن إليها الإسلام
فأسلمت وحسن إسلامها حتى أنها فيما

جو وزیر کی راے کو پسند و قبول کیا کہ ہلاکو خان
کے نام کا سکہ جاری ہو اور بالاے منبر خطبوں نیز
عیدون مین اسکا نام لیا جائے یہ ایک دلیل
ہی اس بات کی کہ ہلاکو خان مسلمان اور مومن
تھا ورنہ خلیفہ کیون اس راے کو قبول کرتا
حالانکہ ہلاکو خان کو اس بات کی خبر بھی نہ تھی
کہ یہ گمان ہوسکے کہ خلیفہ نے خوف جان سے
اس بات کو منظور کرلیا کہ اگر وزیر کی راے نہ
مانتا اور ہلاکو خان کو یہ معلوم ہو گیا کہ وزیر نے
خلیفہ کو ایسا مشورہ دیا تو اس صورت مین
البتہ خلیفہ کے جان و مال کا خطرہ تھا لیکن اصلی
بات یہ ہی کہ خلیفہ کو معلوم تھا کہ خلیفہ ہلاکو مسلمان
ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ خلیفہ نے اسکے بعد تھوڑے
عرصہ مین وزیر کی یہ راے بھی مان لی تھی کہ خلیفہ
اپنے بیٹی کی شادی ہلاکو خان کے بیٹے کے ساتھ
کردے اور اس واقعہ کو وصاف شافعی نے
اپنی تاریخ مین نقل کیا ہے اور یہ ہلاکو خان کے
اسلام کی بہت بڑی دلیل ہے اور اسی سے اوس
خبر کو بھی قوت ہوتی ہے جو مشہور ہے کہ ہلاکو
خان خواجہ نصیر ابن طوسی علیہ الرحمہ کے ہاتھ پر
مدت سے اسلام لاچکا تھا اور یہ حکیم ہلاکو خان
کی بیگم کے مخصوصین مین سے تھے اور وہ سبب اسلام
کی طرف انہوں نے اوسے رغبت دی تھی

فقال حسنت الاسلام باشارة هذا الحکیم
الی هلاکو حتی اسلم واحتال علی دفع
الحکیم فیما ذکره القاضی الشهید المرتضی
الشوستری فی المجالس رجعنا الی کلام
الوزیر خواجه رشید الدین الطوسی
الشافعی فیمول قال هذا الوزیر وکان
هناک رجل اسمه مجاهد الدین [illegible]
وکان یقال له الدواتدار الصغیر کان
بینه وبین الوزیر وحشة فارسل
الی الخلیفة فی جماعة من الامراء [illegible]
ان الوزیر [illegible]
[illegible]
[illegible] هلاکو [illegible] ذلک [illegible]
انفسنا اهل النجدة [illegible]
والبلاء [illegible] فنحن عازمون
علی ان نحبس المبعوث فی الطریق و
نضیق علیهم السبیل وناخذ منهم
الاموال ونبالغ فی ایذائهم [illegible]
الاموال فلما اتصل الخبر بذلک الی
الخلیفة زجرهم عن عزمهم ونکص علی عقبه
وارسل الی الوزیر ان لا تخف من
مستقبل القضاء ولا تعتبر بالاکاذیب
والاراجیف فقد علمت ما کان بینی

اور وہ مسلمان ہو گئی پھر اس نے ہلاکو خان کو خود مسلمان
کیا انہیں حکیم کے اشارہ سے اور انہوں ہی نے اسکا
ختنہ کیا جیسا کہ شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری
علیہ الرحمۃ نے مجالس المومنین میں ذکر فرمایا اب
یہاں سے پھر وزیر خواجہ رشید الدین طوسی کا کلام
شروع ہوتا ہے ان کا بیان ہے کہ اوس زمانہ میں
ایک شخص تھا جسکا نام مجاہد الدین ایبک تھا اور
اسے دوات دار صغیر کہتے تھے اوس سے اور وزیر کو
ناچاقی تھی اس نے خلیفہ کے پاس چند امیروں اور
اوباشوں کی زبانی کہلا بھیجا کہ اسمیں وزیر نے دنیا
مطلب کا خیال سے اور اسکا اس سے کچھ منشا نہیں
ہے بجز اسکے کہ ہلاکو خان کا تقرب حاصل کر سکے ہم
اہل شجاعت [illegible] اسپر احسان [illegible]
ہم ان ایلچیوں کو روک لیں راستہ میں اور انپر
راستہ تنگ کریں اور انکا مال لے لیں اور انکو
خوب اذیت پہونچائیں اور بہت بری طرح سے
پیش آئیں جب یہ خبر خلیفہ کو پہونچی وہ پھر اپنے ارادہ
سے لوٹ گیا اور وزیر پاس کہلا بھیجا کہ تم آئندہ الٰہی
قضا سے نہ ڈرو اور قصوں اور افسانوں کا اعتبار
مت کرو کیونکہ تم جانتے ہو کہ مجھ سے اور ہلاکو خان سے
اور اسکے بھائی منکو قاآن خان سے بہت دوستی ہے
اور صفائی ہے اور میرے اور اسکے درمیان میں کچھ فساد
اور کینہ نہیں ہے اور چونکہ میں انلوگوں کا دوست ہوں

وبین هلاکو واخیه منکوقاآن من
الاخلاص والمودة وصفاء السریرة و
لیس بینی وبینهما حنة وعداوة و
لما انا من الموالین لهم فهذا یوجب
ان یکونوا هم ایضا من الموالین لنا
والمخلصین الود والصفاء الینا وان
ما قالته البعوث زور وباطل فاما
ما کان فی ضمیرهم الی اخواتی من
الغدر والخلاف فما فیه خطر علی
آل العباس اذا کانت ملوک الارض
بمنزلة العساکر لنا وکلهم منقادون
لامرنا ونهینا ومتی شئت اخرجت
علیهم البلاد فی ارض ایران وتوران
فکن قوی القلب علی کل حال ولا تخف
من وعید المغول وتهدیدهم ومتوهم
وتوعیدهم فانهم وان کانوا قوما اولی
قوة وباس فهم لیس لهم ذا منهم
من آل العباس الا الهوی وفی ابدیهم
الا الریح فلما بلغ الوزیر رسالة الخلیفة
انزعج واستیقن ان قد دنی اجلهم
وحان انقراضهم وانقطعت دولتهم
ولما ان خلاف کان لا یقع فی عهد وزارته
لیار لیتفق فی منتهی السلطان کلا الا

لہذا وہ بھی میرے سچے دوست ہونگے اور جو کچہ
کہ انہون نے میرے بہائیون کے ساتہ بیوفائی
اور پیمانشکنی کی ہے اوس سے بنی عباس کو کچہ
خطرہ نہین ہے ہرگاہ کہ دنیا کے بادشاہ بمنزلہ ہماری
لشکر کے ہین اور سب لوگ ہمارے حکم کے فرمانبردار
ہین اور جب مین چاہون تو ایران اور توران
مین جتنے شہر ہین سب کو انکے اوپر وزعلان کرسکتا
ہون پس تم قوی دل رہو اور مغلون کی دہمکیون
اور مکاریون سے مت ڈرو کیونکہ یہ لوگ اگرچہ
طاقتور ہین مگر پہر بہی انکے دماغ مین سوای بنی
عباس کی محبت کے اور کچہ نہین ہے اور انکی
مٹھی مین سوائے ہوا کے اور کچہ نہین ہے یعنی یہ
ہمارا کچہ بگاڑ نہین سکتے۔ جب وزیر کو خلیفہ کا پیغام
پہونچا تو اس سے سخت رنج ہوا اور یقین ہوگیا
کہ ان کا وقت آپہونچا اور انکی سلطنت کا زمانہ
ختم ہوگیا اور چونکہ اسکو خطرہ تہا کہ یہ میرے ہی
وزارت کے زمانہ مین ہونے والا ہے اسوجہ سے
وہ ماریا کسی طرح پیچ و تاب کہانے لگا اور اب
وہ کوشش کرنے لگا کہ کوئی تدبیر ایسی کرنی چاہیے
کہ یہ مصیبت کسیطرح خاندان بنی عباس سے دور
ہو پہر ایک گروہ امراے بغداد نے وزیر کے یہان
جمع ہوا کہ جنمین سلیمان شاہ ابن برجم اور فتح الدین
ابن کر اور مجاہد الدین دوات دار صغیر بہی

انک لعلیٰ خلق عظیم

جسنے مجھکو یہ حکومت یہ دولت عطا کی ہے تو اوسوقت وہ شخص کبھی اپنے مال و دولت یا حکومت کے خیال سے
تکبر و غرور کا خیال بھی دل مین نہ لاویگا۔ (۳) نیک عادتون کا اختیار کرنا مثلاً حیا۔ بردباری تواضع و
فروتنی۔ صبر۔ معافی۔ شکر گذاری۔ سخاوت وغیرہ۔ (۴) بد عادتون کا ترک کرنا مثلاً۔ جھوٹ۔ ظلم۔ حسد۔
دغابازی۔ بخل۔ غیبت۔ عیب جوئی۔ خود پسندی وغیرہ۔ (۵) صلۂ رحم کرنا اوسکے ساتھ جسنے قطع رحم
کیا ہو۔ (۶) عطا کرنا اوسکو جسنے محروم کیا ہو۔ (۷) نیکی کرنا اوسکے ساتھ جسنے بدی کی ہو۔ (۸) دوستونکے
ساتھ کیا طریقہ اختیار کرنا لازم ہے اور دشمنون سے کسطرح پیش آنا دیا یا مناسب ہے۔ اپنے دوستون کی
ساتھ لطف و مدارات سے پیش آنا کیا لائق تحسین ہے؟ ہر فرد بشر خواہ وہ کسی سوسائٹی کا کیون
نہو اپنے دوست کے ساتھ بقدر امکان اعلیٰ درجہ کی [illegible] اون کے ساتھ پیش آئیگا۔ یہ ایک امر ظاہر و مسلم ہے
لیکن قابل تعریف وہی خلق ہے اور اوسکو ہی اعلیٰ پیمانہ کا خیال کیا جاتا ہے جسکا استعمال حقیقتاً اپنے
دشمنون کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اب ناظرین اپنی اپنی جگہ پر غور فرمالین کہ دوست اور دشمن سے یکسان
برتاؤ ایک کار عظیم اور قابل پیچ و تاب ہے یا نہین۔ وہ عملی طریقہ یہ ہے کہ جو دشمن کو دوست بنا دیتا ہے بلکہ انکا
گرویدہ [illegible] تو کرہی دیتا ہے اور اپنے ہیرو کو دنیا کی تواریخ مین ہمیشہ تک پر جگہ دلواتا ہے۔
ناظرین۔ کمترین اسوقت انہی مثالون کو آپ کے سامنے جناب چہاردہ معصومینؑ کا اخلاق پیش
کرنا چاہتا ہے کہ حضرات کا اخلاق ایسا وسیع ہے کہ ایسا آپ ہی نظیر ہو سکتا ہے جسکی تجلی آپ حضرات کے
ہر ہر قول و ہر ہر حرکات سے ہویدا و ظاہر ہوتی ہے۔ جسقدر اس خلاصہ سے ممکن ہوا ہے اس امر کو نہایت
اس مضمون مین ضرور دکھایا گیا ہے پہلے اقوال حسنی اخلاق کی بابت تحریر کئے گئے ہین۔ اسکے بعد آپ
حضرات کا اخلاق مثالون سے ثابت کیا گیا ہے و نیز بعد اسکے آپ حضرات کا عام اخلاق دکھایا گیا
ہے۔ الراقم۔ برکت حسین خان عفی عنہ ابن جناب آغا شجاعت علی خان مرحوم ابن نازری

کپتان رسالدار میجر سوار بہادر محمد حسین خان مرحوم قزلباش ساکن امروہہ۔ ضلع مرادآباد

اخلاق جناب محمد مصطفےٰ پیغمبر اسلام بن عبد اللہ بن عبد المطلب

سنہ عام الفیل مطابق [illegible]۔ سنہ [illegible] مطابق [illegible]

اقوال حسنی اخلاق وارد ہوا ہے کہ جسکا خلق وسیع ہے اوسکا ایمان بھی وسیع ہے۔

"جسنے ایک مومن کو خوش کیا اوسنے مجھے خوش کیا اور جسنے مجھے خوش کیا اوسنے خدا کو خوش کیا" تہذیب الاسلام صفحہ ۳۳

نصیحت فرماتے ہین کہ مومن کے مومن پر سات حق واجب ہین :-

"مومن کے مومن پر سات حق واجب ہین - اول یہ کہ سامنے اسکی تعظیم کرے دوسرے یہ کہ اوس کی محبت اپنے دل مین رکھے تیسرے یہ کہ اپنا مال اسکے کام مین صرف کرے چوتھے اسکی غیبت کرنا اپنے لئے حرام سمجھے پانچوین وہ بیمار ہو تو عیادت کو جائے چھٹے وہ مر جائے تو اسکے جنازے پر حاضر ہو ساتوین اوسکے مرنے کے بعد اوس کی نیکیان ہی بیان کرے" تہذیب الاسلام صفحہ ۳۴

فرماتے ہین تین گناہ ہین جنکی سزا اسی دنیا میں مل جاتی ہے :

"تین گناہون کی سزا بہت جلد اس دنیا مین مل جاتی ہے اول مان باپ کی نافرمانی دوسرے بندگان خدا پر ظلم تیسرے خدا اور خلق خدا کی ناشکری" تہذیب الاسلام صفحہ ۱۰

ہدایت ہو رہی ہے کہ عادل کے خطاب کے لائق وہی شخص ہے جو دوسرون کے واسطے بھی وہی بات تجویز کرے جو اپنے واسطے :

"سب سے زیادہ عادل وہ شخص ہے کہ دوسرون کے لئے بھی وہی بات تجویز کرے جو اپنے واسطے پسند کرتا ہو اور جسکو اپنے لئے اوسکا نفس گوارا نہ کرے وہ دوسرون کیلئے بھی پسند نہ کرے" تہذیب الاسلام صفحہ ۵۴

فرماتے ہین کہ بہادر کے خطاب کے لائق وہی شخص ہے جو اپنی نفسانی خواہشون کو مغلوب کرے :

"سب سے زیادہ بہادر وہ شخص ہے جو اپنی نفسانی خواہشون پر غالب ہو"

تہذیب الاسلام صفحہ ۵۵

ہدایت ہو رہی ہے کہ امانت مین خیانت نہ کرو - جو امانت کو بغیر ادا کئے مر جائے وہ مسلمان کی موت نہین مرتا جو خیانت کا مال باوجود علم ہونے کے خریدے وہ بھی خیانت کرنیوالے کے گروہ مین ہوگا -

"جو امانت مین خیانت کرے اور بغیر ادا کئے مر جائے وہ میرے مذہب پر نہین مرا - روز قیامت خدا کو اپنے پر غضبناک دیکھیگا - جو کوئی خیانت کا مال باوجود علم ہونے کے

توبہ ایسا ہی گنہگار ہے جیسا کہ خیانت کرنیوالا ، چشمہ نجات ص

منع فرماتے ہیں کہ غیبت کی عادت کو ترک کرو اسوجہ سے غیبت زنا سے بدتر ہے ۔

" غیبت زنا سے بدتر ہے کیونکہ زنا کار جب توبہ کرتا ہے خدا تعالیٰ اوسکی توبہ قبول کر
لیتا ہے اور غیبت کرنیوالے کی توبہ اسوقت تک قبول نہیں ہوتی جبتک کہ معاف
نہ کرے " تہذیب الاسلام ص

پیغمبر اسلام حاضرین سے فرماتے ہیں " کہ تم جانتے ہو کہ تم میں وہ لوگ جو سب سے بدتر ہیں اونھیں بتادوں "
حاضرین عرض کرتے ہیں " یا رسول اللہ فرمائیے " آپ فرماتے ہیں ۔

" سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو چغلخوری کرتے ہیں ۔ دوستوں میں جدائی ڈالتے ہیں
اور بے عیب لوگوں پر عیب لگاتے ہیں " تہذیب الاسلام ص

فرماتے ہیں کہ لالچی سب سے زیادہ محتاج ہے اسوجہ سے کہ وہ لالچ کے اوسکی آرزوئیں کبھی پوری نہیں ہوتیں ۔

" لالچی آدمی سب سے زیادہ محتاج ہوتا ہے " تہذیب الاسلام ص

فرماتے ہیں کہ اوس شخص کے برابر کوئی مالدار بے پروا نہیں جو کہ حرص کا پابند نہو ۔

" جو شخص پابند حرص نہ ہو وہ سب سے زیادہ غنی اور بے پروا ہوگا ۔ تہذیب الاسلام ص

ہدایت ہوتی ہے کہ سب سے زیادہ دانشمند وہ شخص ہے جو جاہلوں کی صحبت سے پرہیز کرے سب سے زیادہ
نیکبخت وہ شخص ہے جو نیک آدمیوں سے میل جول رکھے ۔ سب سے زیادہ عقلمند وہ شخص ہے جو لوگوں خاطر تواضع
کرتا رہے ۔

" جو شخص جاہلوں سے گریز کرے اوسیکا سب سے زیادہ دانشمند ہے ۔ اور جو نیک
لوگوں سے میل جول رکھے وہ سب سے زیادہ سعادتمند ہے ۔ جو لوگوں کی خاطر تواضع سب سے
زیادہ کرتا ہے وہ سب سے زیادہ عقلمند ہے " تہذیب الاسلام ص

سائل کیساتھ اخلاق محمدی

پیغمبر اسلام تشریف لئے جا رہے ہیں ۔ ایک اعرابی کپڑا کھینچ کر آ رہا ہے ۔ ردائے
مبارک اس زور سے کھینچی جاتی ہے کہ آپکی گردن پر نشان پڑ جاتا ہے کہتا ہے

" اے پیغمبر اسلام مجھے دلوائیے ۔ حضرت اوسکی طرف دیکھتے ہیں تبسم فرماتے ہیں ۔ بیت المال سے عطا فرماتے
ہیں ۔ ترجمہ عین الحیات ص

دشمنوں سے نیکی کا برتاؤ

سنہ ۸ ھ میں مکہ فتح ہوگیا۔ کفار قریش قید کئے ہوئے پیغمبر اسلام کے سامنے لائے جا رہے ہیں۔ وہی کفار قریش جنکے ہاتھوں رسالتمآب نے کس قدر سختیاں اٹھائی تھیں۔ اسوقت پیغمبر اسلام خانہ کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے۔ کفار قریش کہہ رہے ہیں کہ اے محمد اب ہمارے ساتھ کیا کروگے؟ آپکا حلم ملاحظہ فرمائیے۔ جواب کی خوبی ملاحظہ کیجئے۔ فرما رہے ہیں۔

"وہی کرونگا جو یوسف نے اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا۔ تمپر کوئی ملامت نہیں۔ اگر تم مسلمان ہوجاؤ خدا تمکو بخشیگا۔"

آپنے سب قیدیوں کو آزاد کردیا (سرچشمہ نجات ص ۴۴ - قانون اخلاق ص ۱۵)

مغلوب قاتل پر رحم

پیغمبر اسلام معہ حضرت ابوبکر غار سے نکلکر مدینہ کی طرف ہجرت فرما رہے ہیں۔ سراقہ نامی سوار تلوار لئے ہوئے سر پر آپہنچا۔ گھوڑا ٹھوکر کھا گیا۔ سراقہ زمین پر گر گیا۔ پیغمبر اسلام انتقام لینے کی طاقت رکھتے ہیں۔ انتقام لے سکتے ہیں۔ سراقہ معافی مانگ رہا ہے۔ "میں آپکی روانگی کی سمت سے کسی اور کو مطلع نہ کرونگا۔" رسول مقبول فرماتے ہیں میں نے تجھکو معاف کیا۔ (الکلام ص ۳۰)

جانی دشمن سے نیکی

ایک یہودیہ عورت زہر میں بجھا ہوا گوشت کسی طریقہ سے رسالتمآب کو کھلانا چاہتی ہے۔ پیغمبر اسلام اس سازش سے آگاہ ہوجاتے ہیں۔ یہودیہ سے دریافت فرماتے ہیں کہ تونے ایسا کیوں کیا۔ یہودیہ کہتی ہے۔

"اس خیال سے میں نے یہ سازش کی تھی کہ اگر آپ پیغمبر برحق ہیں تو یہ گوشت آپکو تکلیف نہ دیگا اگر معمولی بادشاہ ہیں تو ہلاک ہوجائینگے۔ لوگوں کی راحت کا باعث ہوگا۔"

رسالتمآب فرماتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی تجھکو چھوڑا (معاف کیا) (سرچشمہ نجات ص ۴۴)

اخلاق عام

جسوقت جناب پیغمبر اسلام نماز کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو حضرت کا رنگ مبارک خوف الٰہی کی وجہ سے متغیر ہوجاتا تھا۔ اور سینہ مبارک سے بوقت نماز آواز نکلتی تھی۔ آپنے کبھی گیہوں کی روٹی نہیں کھائی۔ جوکی روٹی متواتر سیر ہوکر تین وقت نہیں کھائی۔ غلاموں کے ساتھ زمین پر بیٹھ کر کھانا نوش فرما لیتے تھے۔ غلاموں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے۔ چنانچہ جناب فاطمہ زہرا کے لئے حکم تھا کہ ایک دن گھر کا سب کام بذات خود کریں اور دوسرے دن اپنی لونڈی جناب فضہ سے کام لیں۔ غلاموں کو

وہی کپڑا پہناتے تھے جو آپ پہنتے تھے۔ وہی کھانا کھلاتے تھے جو آپ نوش فرماتے تھے بلکہ اوس کھانے سے نہایت
عمدہ اعلیٰ اور اونکو بھی یہی ہدایت فرماتے تھے۔ چنانچہ فرما رہے ہیں :-

"تم اپنے غلاموں کو وہی کھانا کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور اونکو وہی کپڑا پہناؤ جو خود
پہنتے ہو" تہذیب الاسلام صفحہ ۳۱

آپکا برتاؤ غیر مذاہب کے ساتھ بھی ویسا ہی ہوتا تھا جیسا کہ مسلمانوں کے ساتھ۔ خواہ وہ عیسائی ہو یا یہودی
آپ اپنی رعایا کو ایک نظر سے دیکھتے تھے۔ ہر مذہب والے کو اپنے اعمال مذہبی آزادی کے ساتھ بجا لانے کی
اجازت تھی آپکو لوازمات دنیا سے کچھ تعلق نہ تھا چنانچہ جس عبا کو آپ پہنتے تھے ادسی کا بستر خواب
بنتا تھا۔

آپ سلام میں سبقت فرماتے تھے۔ یعنی پہلے سلام فرماتے تھے تاکہ عمر بھر میں یہی ایک عادات اختیار
کریں جب کسی سے گفتگو فرماتے تھے تو خوش رہتی تھی آپ آواز بلند سے گفتگو فرماتے تھے۔ بیہودہ
بات زبان مبارک سے نہ نکلتی تھی۔ آپ جب کلام فرماتے تو نشست [illegible] ہوتی۔ آپ نہایت
درجہ خوش خلق اور نرم طبیعت تھے [illegible] سمجھتے تھے چھوٹی سے چھوٹی نعمت کو بھی بہت
بڑی جانتے تھے دنیا کے کام میں کسی پر غصہ نہ آتا تھا۔ دین کے معاملات میں دوست و دشمن
کو یکساں جانتے تھے آپ نہایت [illegible] آپکے بیان سے ایسا نہیں کیا بلکہ تبسم ہی ہوا
ہوتا تھا [illegible] تبسم [illegible] ہوتی تھی [illegible] مبارک [illegible] ظاہر ہوجاتے تھے
[illegible] تھا۔ جب آپ مکان پر ہوتے تھے تو اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا تھا
ایک عبادت کیواسطے دوسرا حصہ اہل و عیال کیلئے تیسرا حصہ اپنے لئے مگر اسکے حصہ کو لوگوں کے
کام میں بھی لگا دیتے تھے۔ چنانچہ ہر [illegible] کو اجازت تھی جو صاحب اوس وقت پوچھنا چاہیں مجھسے
پوچھ سکتے ہیں۔ مجلس میں بیٹھا [illegible] جس [illegible] ہوتا تھا [illegible] حاضرین کو بھی
ہدایت فرما دیتے تھے [illegible] حاضرین [illegible] دوسروں کو بھی سنا دیں۔ جو کوئی حاجتمند میرے
پاس نہ آسکے تو اوسکو مجھ تک پہنچا دیں۔ جب باہر تشریف لیجاتے تھے تو ایکدوسرے سے محبت پیش
آنے [illegible] کو بھی ہدایت فرماتے تھے۔ جب کسی مجلس میں تشریف لیجاتے تھے تو جس جگہ آپکو جگہ
ملجاتی تھی وہیں بیٹھ جاتے تھے۔ اہل مجلس سے خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے آپ نہایت رحیم

اصلاح

نمبر ۲ | بابت ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ مطابق ماہ دسمبر ۱۹۱۱ء | جلد

نمبر شمار	فہرست مضامین	مضمون نگاران	صفحہ
۱	عزاداری محرم	اڈیٹر	۱
۲	شہید کربلا	"	۲
۳	تعزیہ داری	"	۳
۴	مجلس عزا بجناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی	"	[illegible]
۵	دوبارہ فتح طرابلس	"	
۶	ایران کا نظارہ	"	۵
۷	آیات قرآنی اور ماتم	"	۶
۸	اخبار محرم	"	۸
۹	فلسفہ شہادت	"	۹
۱۰	سنی کون ہے؟	"	۱۰
۱۱	شعر زمانہ	"	۱۱
۱۲	خرافات الخلیفہ مع جواب مہلوی	"	[illegible]
۱۳	الہوان قادیانی		

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شائع کیا گیا

ہین جو بغرض انذار و دعوت توحید مبعوث ہوئے۔

تو اسیوقت سے انبیا کے مصیبت کا زمانہ شروع سمجھنا چاہیے۔

ابن اسحق کا بیان ہے کہ حضرت نوح کی آپکو یہ آزار دیا کرتی کہ اسقدر گلا دباتے تھے کہ غش آجاتا چٹائی یا بوریا مین انکو لپیٹ کر گھر مین ڈالدیتے۔ بعد افاقہ آپ غسل کرتے اور پھر دعوت حق مین مشغول ہوجاتے جب ہر طرح آپ مایوس ہوئے تو باذن خدا بد دعا فرمائی کہ طوفان آیا اور وہ سب غرق ہو اولاد حضرت نوح سام۔ حام۔ یافث سے نئے سرسے دنیا کی آبادی شروع ہوئی۔

حضرت ابراہیمؑ بارہوین پشت مین ہین حضرت نوح سے۔ دعوت حق مین آپکو کوئی زحمت نہین دیکھی۔ مگر جب نمرود کے بڑے بت کو توڑا تو اوس نے آگ روشن کرائی اور حضرت ابراہیمؑ کو اوس مین ڈالا جس سے بقدرت خدا آپ صحیح و سالم نکلے تو نمرود نے چار ہزار گائے تلوف کر دیا دیا اور حضرت نے وہ ملک چھوڑکر مصر کا قصد کیا۔ اور وہان سے جاکر مقام سبع مین قیام کیا جو ارض فلسطین میں ہے پھر تک شام مین گئے وہان حضرت اسمعیل پیدا ہوئے اور حکم بنائے خانہ کعبہ نازل ہوا۔

حضرت لوط برادر زادہ حضرت ابراہیم تھے جنہین خدا نے نبی کیا تھا اگرچہ آپکی قوم نہایت بد و فاسق تھی مگر حضرت لوط کو کسی قسم کا آزار نہین دیتے یہانتک کہ خدا نے اوس قوم پر عذاب نازل کیا حضرت ایوب کا صبر مشہور ہے مگر قوم سے آپکو بھی کوئی آزار نہین پہونچا حضرت یعقوب کو صدمۂ فراق حضرت یوسف کی مصیبت پیش آئی ورنہ تمام قوم آپکی مطیع و منقاد تھی۔

حضرت شعیب بھی اولاد حضرت ابراہیم سے ہین قوم بھی آپکی نہایت سرکش تھی جبھی وہ ہلاک کیا گئی مگر کسی طرح کی اذیت نہین دیتے۔

حضرت موسیٰ کو بھی جو کچھ اذیت پہونچی فرعون سے کہ آخر وہ غرق ہوا۔

حضرت یحییٰ کا قتل صرف اسوجہ سے ہوا کہ حضرت نے بادشاہ کو اپنی بھتیجی سے عقد کرنے کی ممانعت کی تھی اس سے کہ وہ اپنی زوجہ کی لڑکی سے عقد کرنا چاہتا تھا اسپر اوس عورت نے بادشاہ سے حضرت یحییٰ کو قتل کرڈال۔ چنانچہ حضرت یحییٰ شہید کئے گئے اور سر مبارک طشت مین رکھا دیا

اُسی طرح اُن اردولیوشنس کی عظمت بھی جو بعد واقعۂ حسینؑ کے پیش آئے

لایا گیا۔ خدا نے اسکے انتقام میں بخت نصر کو مسلط کیا بخت نصر کو قتل کیا۔ اور بیت المقدس خراب کیا گیا اور یہودی کئی دفعہ اوس میں ڈالے گئے۔ تاریخ کامل صـ۱۰۲

جناب امام حسینؑ اور حضرت یحییٰؑ میں ایک یہ مشابہت ہے کہ خدا نے اس خون ناحق کے بدلہ بجائے بخت نصر کے مختار کو مسلط کیا جس نے لوگوں کو قتل کیا جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا اور روضۂ رسول اور خانۂ کعبہ دونوں تباہ ہوئے روضہ میں تو گھوڑے باندھے گئے خانہ کعبہ بالکل برباد کیا گیا۔

حضرت زکریا نے جب خبر شہادت اپنے فرزند یحییٰ کی سنی تو آپ ایک درخت میں چھپے اور جب درخت آرے سے چیرا گیا تو وہ درخت چیرا گیا اور حضرت زکریا بھی اوس میں شہید ہوئے۔ حضرت عیسیٰ کو یہود نے صلیب دینا چاہا خدا نے آسمان پر اٹھا لیا اور ایک دوسرا شخص آپکے شبیہ بن کر قتل ہوا

غرضکہ یہ واقعات ہیں انبیاء سابقین کے جنہوں نے خدا کی راہ میں مصائب و شدائد برداشت کئے مگر غور کرو تو واقعات کربلا ان واقعات کو کسی طرح کی نسبت نہیں کیونکہ حضرت یحییٰ کو قتل کرنا چاہا تو یہود نے جو نہ حضرت کی نبوت کے قائل تھے بلکہ معاذ اللہ آپکو حلال زادہ بھی نہ جانتے بخلاف جناب امام حسینؑ کے کہ ہر شخص فوج یزیدی سے آپکو فرزند رسول اور امام برحق جانتا اسپر بھی قتل کیا۔

انہیں وجوہ سے لائق مصنف نے بیان کیا کہ جناب امام حسینؑ کی مصیبت تمامی انبیاء سے اعظم ہے کیونکہ بجز حضرت کے کوئی ایسا نہیں ہوا جس نے محض دین کے لئے بالقصد و الارادہ جان دیا ہو کیونکہ انبیاء سابقین کا قتل خاص خاص اسباب سے ہوا۔ اور امام حسینؑ کی شہادت بالارادہ محض احیاء شریعت مصطفوی کیلئے اسی وجہ سے اسکا اثر بھی سب سے عظیم ہوا جو آجتک باقی ہے۔

تنبیہ۔ مخالفین دین نے اس شہادت عظمیٰ پر جہاں بہت سے حملے کئے ہیں وہاں ایک حملہ یہ بھی ہے کہ حضرت کی شہادت آیۂ قرآنی وَلَا تُلْقُوا بِاَيْدِيكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ کے خلاف ہے کہ جان بوجھ کر اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالو جسکے لئے پہلے تو اونکو قرآن میں تحریف کرنی پڑی کہ اوسے اپنی کو غضب کر دیا جسمے

تمام سابق (ریوولیوشن) سے بڑھ گئے۔

لاتقربوا الصلوٰۃ والی مثل صادق آئی۔ حالانکہ اصل آیہ اس طرح ہے سورہ بقرہ سیقول پ ۲ ع ۸
وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین
خدا کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور احسان کرو کہ خدا احسان کرنے والوں کو
دوست رکھتا ہے۔

جس سے صاف معلوم ہوا کہ اس آیہ کو جہاد سے کسی طرح کا تعلق ہی نہیں ہے بلکہ انفاق سے ہے
کہ خدا کی راہ میں دو مگر نہ اسقدر کہ خود تم ہلاکت میں پڑ جاؤ۔ حکم اول تو چاہتا ہے کہ ہم کل مال راہ خدا
میں دیدیں۔ آخر آیہ کہہ رہا ہے کہ ہلاکت میں نہ پڑو اس سے فی الجملہ بخل کا احتمال پیدا ہوتا ہے
کیونکہ نہیں تو ادنیٰ مال کی بخشش کو بھی موجب ہلاکت جانتا ہے اسلئے آخر میں فرمایا واحسنوا
کہ احسان کرو جس نے اعتدال کی حد قائم کر دی کہ ہمیشہ اسی اصول پر بخشش و احسان ہو
کہ نہ اتنا دیدو کہ تم خود ہلاک ہو جاؤ۔ نہ اتنا روکو کہ غیر محسن کہلا سکو۔

تبائیے اسکو جہاد سے کیا واسطہ۔ تفسیر کبیر میں ہے ص۲۲۵ جلد۲
بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیہ نفس نفقہ سے متعلق ہے اور بعض لوگ دوسرے امور سے متعلق لیتے
ہیں فرق اول کا بیان ہے کہ مہمات جہاد میں کل مال کو نہ خرچ کر دیں کہ دشمن مستولی ہو کر ہلاک
کر دیں تو یہ اس طرح ہے کہ کہا جائے اگر تم مردان دین سے ہو تو خدا کی راہ میں انفاق کرو اور
اوسکی مرضیات کی طلب میں۔ اور اگر رجال دنیا سے ہو تو اپنا مال دفع ہلاک و ضرر میں خرچ کرو۔
دوسرے یہ کہ جب خدا نے حضرت کو انفاق کا حکم دیا تو اس سے منع کیا کہ کل مال خرچ کر دیں جیسا کہ
آیہ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط ہے کہ اپنے ہاتھ کو نہ بندھا
نہ رکھو نہ پوری طور پر کھول دو۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم
یقتروا وکان بین ذلک قواما یعنی جب انفاق کرتے تو نہ اسراف کرتے ہیں نہ تنگی بلکہ
میانہ روی کرتے ہیں۔

دوسرا فریق کہتا ہے کہ مراد اس سے یہ ہے کہ جہاد میں غلو نہ ڈالو حب سے ہلاک ہو جاؤ
اس سے ترغیب جہاد ہے جیسا کہ لیہلک من ھلک عن بینۃ میں ہے دوسرے یہ کہ مراد

بھی۔ ان وجوہ سے محمدؐ کے باقی ماندہ کی مظلومیت

ایسا نہو کہ کافروں سے نہ لڑو کہ اس سے ہلاکت مین پڑوگے بلکہ اگر وہ لڑین تو تم بھی لڑو۔
چوتھی تفسیر یہ کہ خدا کی راہ مین خرچ کرو اور یہ نہ ہو کہ ہمکو خوف فقر ہے کہ اگر خرچ کردین تو ہلاک ہو جائینگے
لہذا وہ لوگ اس طرح کے ہلاک نفس سے منع کئے گئے کہ یہ خیال موجب ہلاکت ہے
پانچوین یہ کہ مراد اس سے یہ ہے کہ رحمت خدا سے مایوس نہو کسی گناہ سے یہ خیال کرے کہ اب کسی
عمل سے اوسکو فائدہ نہوگا تو یہ خیال موجب ہلاکت ہے۔
چھٹے یہ کہ مراد یہ ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کے بعد ایسا عمل نہ کرو جو موجب حبط عمل ہو کہ یہ ہلاکت ہے
تو اب یہ خیال کرنا کہ جناب امام حسینؑ نے معاذ اللہ اس آیت کی مخالفت کی خود دیتی ہے کیونکہ
اولاً آیہ مذکورہ اس بارہ مین وارد ہی نہین ہے تفسیر کبیر مین ہے جیسا کہ سیاق و سباق آیہ سے ظاہر
ہے کہ انفاق کرو خدا کی راہ مین اور اپنے نفس کو ہلاکت مین نہ ڈالو اور احسان کرو۔ جس سے
بداہۃً معلوم ہوا کہ اسکا تعلق اسراف بیجا سے ہے تفسیر ابو سعود مین ہے ولا تلقوا بایدیکم الی
التھلکۃ بالاسراف و تضییع وجہ المعاش او بالکف عن الغزو و الانفاق فیہ ص۲۲۵
اسراف نہ کرو اور وجہ معاش کو نہ ضایع کرو۔ اور جہاد و انفاق سے نہ رکو۔ تو ہم جناب امام حسینؑ
سے بڑھکر کون شخص ایسا ہو سکتا ہے جسنے اس حکم کی پوری تعمیل کی ہو کہ آپنے احیاء شریعت کیلئے
اسوقت جہاد کیا جب تمامی صحابہ نے اس آیت کی مخالفت کرکے اپنے نفس کو ہلاکت مین ڈال دیا تھا
دوسری وجہ بھی ایسی ہے کہ حضرت کا جہاد کل الزامون سے پاک ہے کیونکہ شرط یہ ہے کہ جب نفع
کا احتمال ہو گر ہم مقتول ہی ہو۔ تو اوس صورت مین بھی جہاد واجب ہے۔ اس حیثیت سے بھی
حضرت پر جہاد واجب تھا اور ترک حرام کیونکہ اس جہاد سے جو نفع مین نمایان ہوا اوس سے
سب واقف ہین۔
شاہ عبدالعزیز صاحب اپنے فتاوی عزیزی ص۱۳۴ مین لکھتے ہین حضرت امام حسینؑ ...
خلافت راشدہ چنانچہ بموجب سی سال منقضی گشت بود بلکہ بنابر تخلیص رعایا از دست ظلم
و اعانۃ المظلوم علی الظالم من الواجبات واجب در مشکوۃ ثابت است کہ حضرت از بعض خروج ...
وقت اگرچہ بنا بر مشورۃ فرمودہ اند۔ پس دران وقت است کہ از بادشاہ ظالم ...

(۱۰۸۰)

بخیہ ازسرنو بنی ہاشم مین اور خصوصاً اعقاب حسینی مین مسلم ہو گئی (پوری)۔ کہ مولف کی غرض

حضرات ائمہ اطہار سے ہے) اب تک بھی بنی ہاشم اور خاصکر وہ لوگ جو نسل حسینؑ سے ہین

ایک نظر روحانیت سے تمام مسلمانون مین دیکھے جاتے ہین اور چند سال بھی نہ گذرے

تھے کہ باوجود اس اقتدار اور وسعت کے خاندان آل یزید معاویہ سے سلطنت نکلگئی۔

اور ایک قرن سے بھی کم مین تمام بنی امیہ بادشاہی مغلوب ہو گئی اور اسطرح مضمحل

اور نابود ہوئے کہ [illegible] نام و نشان تک بھی باقی نہین و جب کی کتابون مین

اگرچہ [illegible] حکومت کے خلاف تھا [illegible] اور بھی اس خیال کو [illegible] دیا تھا

جناب سید الشہدا نے شہادت کو قبول فرما کر اور قربانی کو ظاہر کر دیا حقیقۃً دین اسلام بزور شمشیر

نہین پھیلا بلکہ محض روحانیت سے کیونکہ اسلام حقیقی کے مربی اور فرمانبردار تو حضرت ہی تھے۔

اسی لئے تمامی مذاہب بلکہ تمامی دنیا مین مسلم ہے کہ محض مظلومیت سے جس مذہب نے رواج پایا وہ مذہب

شیعہ ہے کہ جسقدر اسکا خون بہایا گیا اوسیقدر اس نے رواج پایا۔

۹)

یہی وجہ ہے کہ اہلسنت چاہتے ہین اس مظلومیت کا اشتہار اور اعلان کم ہو جسمین وہ انواع اور اقسام کے

حیل و تدبیر سے کام لے رہے ہین مگر خدا نے اسکا اعلان کی بھی وہ صورتین نکالی ہین کہ کوئی اوسکو بجھا نہین سکتا

نہ روک سکتا ہے۔

(۲۲) خلافت [illegible] ابتدا سے خلاف [illegible] تھی کہ ان حضرات کا جو کچھ روحانی اقتدار ہو وہ کم ہو

اور حکومت کا رواج ہو [illegible] کیونکہ اگر ان حضرات کا روحانی اقتدار قائم رہیگا تو پھر کسی نہ کسی تبدیل شیعیت

کا پتا ہو نہ چلیگا۔ اگرچہ خلافت انکے ہاتھ مین نہین رہی ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ان حضرات سے طلب بیعت مین

اسطرح تشدد کیا جاتا۔ گھر مین آگ لگائی جائے۔ گرفتاری عمل مین لائی جائے۔ کیونکہ اوس ہنگامہ مین

سعد بن عبادہ بھی تھے جو خلیفہ اول کی خلافت کے قبل خلیفہ بن رہے تھے مگر اونکے ساتھ یہ سلوک

نہین کیا گیا چنانچہ کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین ہے سعد بن عبادہ نے بیعت سے انکار کیا تو عمر نے کہا کہ انکو

زبردستی بیعت لینا چاہیے قیس نے کہا کہ چھوڑ دو اوسکو وہ تنہا ہے اوسکے چھوڑ دینے سے تمھارا کوئی ضرر نہیں

اور اگر اصرار کروگے تو وہ قتل ہو جائیگا مگر بیعت نہ کریگا۔ اور وہ اوسیوقت قتل ہوگا کہ قبیلہ اوس و خزرج

سب مارے جائین ص ۱۰

اُن کا نام آجاتا ہے۔ مسلمان ایک کلمہ شہادت اوسکے ساتھ منضم کردیتے ہین اور یہ سب حسینی سیاست وتدبیر کے نتائج ہین کہ کہا جا سکتا ہے کہ ارباب دیانات و روحانیین ہین سلف سے آجتک ایسا انجام بین عاقبت اندیش مستقل مزاجی سرگذشت کے ساتھ تاریخ نے یادگار نہین چھوڑا ابھی حسینؑ کے قیدی یزید کے پاس تک بھی نہ پہنچنے پائے تھے کہ خون خواہی و انتقام کے علم بلند ہوئے اور (ریوولیوشن) یزید کی مخالفت مین شروع ہو گیا حسینؑ کی مظلومیت نے بنی امیہ کی تمام سربستہ کو کھول دیا۔ انکی نیتون کا پردہ فاش کر دیا۔ (۲۴۰)

جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ چونکہ سعد بن عبادہ مین کسی طرح سے روحانی اقتدار نہ تھا اسلئے وہ چھوڑ دیا گیا۔ اور جناب امیرؑ پر اسی لئے یہ تشدد کیا گیا کہ اسلامی دنیا مین آپکا روحانی اقتدار مسلم تھا۔ اگر یہ زور نہ توڑا جاتا تو ہمارا منصوبہ نہ پورا ہوگا۔

اسی کو مولوی شبلی صاحب الفاروق مین لکھتے ہین حضرت عمرؓ کی سطوت نے بنو ہاشم کے ادعا کو اگرچہ دبا دیا لیکن بالکل مٹا کیونکر سکتی تھی مٹتا یہی سلسلہ تمام خلفا کے زمانہ تک قائم رہا۔

(۲۰۳) اسکی ابتدا کوفہ سے ہوئی جسوقت سرہای شہدائے کربلا اور اسرای کربلا داخل کوفہ ہوئے اور دربار ابن زیاد مین پہونچائے گئے تو ابن زیاد ملعون نے حضرت زینبؑ سے نہایت درشت خوئی سے کلام کیا اور کہا اے زینب دیکھا تم نے کس طرح خدا نے تمھارے بھائی کو قتل کیا اور کس طرح اونکی آرزوؤن سے اونکو محروم کیا کہ وہ خلافت چاہتے تھے خدا نے اونکو محروم کیا حضرت زینبؑ نے فرمایا اے ابن زیاد اگر میرے بھائی طالب خلافت تھے تو یہ اونکا حق تھا جو بطور میراث جد و پدر سے پہونچا اے ابن زیاد تو جواب کیلئے مستعد رہ جبکہ خدا وند فیصلہ کیلئے بیٹھیگا اور روز جزا میرے جد ہونگے اور گواہ ملائکہ۔ اور قید خانہ جہنم ہوگا۔ ابن زیاد نے کہا قتل حسینؑ سے ہمارے قلب کو شفا ہی۔ حضرت زینبؑ نے کہا اگر رسول اللہ کی آنکھین اونکی زندگی سے خنک تھین جو بوسہ دیتے اور اپنے دوش پر سوار کرتے اب تو مستعد رہ اونکے جواب کیلئے حضرت امام زین العابدینؑ نے کہا کب تک تو ہتک حرمت کریگا ہماری پھوپھی کی جو بین ابن زیاد نے پوچھا یہ کون ہے تو کہا علی بن الحسین ابن زیاد نے کہا کیا خدا نے علی بن الحسین کو کربلا مین نہین قتل کیا حضرت نے کہا ہمارے بھائی کا نام بھی علی بن الحسین تھا جنکو تیرے لشکر والون نے قتل کیا ابن زیاد نے کہا نہین خدا نے قتل کیا حضرت نے فرمایا اللہ یتوفی الانفس حین موتہا۔

(۹۱) اسپر ابن زیاد نے حکم دیا کہ انکو بھی لیجا کر قتل کرو۔ جلادون نے پکڑ لیا بالیقین کہ حضرت زینب لپٹ گئیں اور فرمایا

باوجود اسکے کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ حسینؑ اور خاندان علیؑ کا نام زینبؑ کے قریب اور اسکے

محضوص کے سامنے نیز خوبی کے ساتھ لے سکے۔ اس واقعہ کے ہوتے ہی وبا عام اور

یا ابن زیاد مذ رب حل نفسك انك لا تبقی من نسل محمد صغیرا ولا کبیرا۔ اے ابن زیاد کیا تو

اسکی نہ رلیا ہو کہ نسل محمد سے کسی صغیر و کبیر کو نہ چھوڑیگا ہم قسم دیتے ہیں کہ اونکے ساتھ ہمکو بھی قتل کر دے۔ تب ابن

زیاد نے کہا چھوڑ دو۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کیا تو ہمکو قتل سے خوف دلاتا ہے کیا نہیں جانتا کہ قتل ہو جانا

تو ہماری عادت ہے اور درجہ شہادت پر فائز ہوں۔

اسکے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ منادی کرو تمام اہل کوفہ مسجد جامع میں جمع ہوں۔ ابن زیاد منبر پر گیا اور جناب امیر

و اہلبیت طاہرین پر زیادہ جرأت کا بیان بین جو شکر خدا بجالایا کہ خدا نے حق کو ظاہر کیا اور یزید کو فتح دی (معاذ اللہ)

الکذاب ابن الکذاب کو قتل کیا۔

یہ کلمہ سنکر عبد اللہ بن عفیف اسدی کھڑے ہوئے جو نہایت مرد کبیر السن تھے اور آنکھوں سے معذور ہو چکے

تھے اونھوں نے کہا خدا تیرے ہاتھ پیر کو قطع کرے اے الکذاب ابن کذاب اولاد انبیا و مرسلین کو قتل کرتا ہے اور

پھر اس طرح کے کلمات منبر مرسلین پر کہتا ہے۔

ابن زیاد نے کہا کہ کون شخص ہے عبد اللہ نے کہا میں ہوں۔ اے ملعون تو ذریت رسول کو قتل کرتا ہے اور پھر

خیال کرتا ہے کہ تو مسلمان ہے۔ ابن زیاد نے گرفتاری کا حکم دیا مگر اونکے بنی اعمام نے بچا کر اونکے گھر تک پہونچایا۔

ابن زیاد نے پانچسو سوار ساتھ کرکے خولی بن یزید اصبحی کو بھیجا کہ جا کر سر اونکا کاٹ لائے۔ وہاں بھی تمام

قبیلہ اون کی حمایت پر آمادہ ہوا تو ابن زیاد نے پورا لشکر طیار کیا۔ خوب محاربہ ہوا آخر ازدیوں نے شکست

کھائی اور فوج ابن زیاد عبد اللہ بن عفیف کے گھر تک آ گئی۔ اگرچہ وہ آنکھ سے معذور تھے مگر ایک

بیٹی ہمراہ تھی [illegible] اپ کو خبر دی کہ قوم ہجوم کر آئی ہے۔ عبد اللہ بن عفیف نے کہا اے بیٹی تو ہمارے پیچھے کھڑی

ہو اور بتا کہ کس سمت سے حملہ آور ہوتے ہیں۔ چنانچہ لڑکی نے بتانا شروع کیا کہ داہنے اور بائیں سے

عبد اللہ بن عفیف نے دو حملہ میں پچاس آدمیوں کو قتل کیا جب اشقیا نے ہر چہار طرف سے ہجوم کرکے اون کو

گرفتار کر لیا۔ اور ابن زیاد کے پاس لائے۔ ابن زیاد نے قتل کا حکم دیا۔ عبد اللہ بن عفیف نے کہا ہم تو خدا سے دعا

کرتے تھے کہ ہمکو شہادت روزی کرے بدترین خلق کے ہاتھ سے۔ اور ہم جانتے تھے کہ دنیا میں تجھ سے بدتر کوئی نہ ہوگا

اسکے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ سرہائے شہدائے کربلا کو تمام کوفہ میں تشہیر کریں جسکی تعمیل کی گئی۔ نور العین

۹۲۱

خلوت وجلوت میں حسینؑ اور خاندان علیؑ کا نام تقدس وعظمت ومظلومیت کیساتھ
مجبوراً یزید کو سننا پڑتا تھا۔ اور باوجودیکہ ان باتوں کا سننا اوسپر بہت گران تھا سوائے
سکوت کے کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا۔ بلکہ بعض اوقات ان مظالم واعمال سے اپنی برأت

کی۔ شہید انسانیت ص۔ تاریخ کامل جلد ۴

ابن زیاد نے جب سر ہائے شہدا کو یزید کے پاس روانہ کیا۔ اور لشکر وارد تکریت ہوا تو وہاں کا حاکم پیشوائی کو نکلا۔
مگر جب نصاری نے سنا کہ یہ سر امام حسینؑ ہے تو انہوں نے بغرض تعظیم خدا ناقوس بجانا شروع کیا اور کہا خداوندا
لعنت کر اوس قوم پر جسنے اپنے پیغمبر کے نواسہ کو قتل کیا۔ نور العین ص۲۳

جب یہ لشکر قنسرین میں پہونچا تو وہاں کے حاکم نے شہر کا دروازہ بند کر لیا اور کہا کہ یہ لوگ ہمارے شہر میں نہیں
آسکتے۔ تب مدینہ نعمان کی طرف روانہ ہوئے وہاں کے حاکم نے لشکر کی تعظیم کی اور اونٹ وغیرہ نحر کیا۔

جب کفر طاب میں پہونچے۔ تو وہاں کے حاکم نے بھی آنیکی اجازت نہ دی۔ تب یہ لوگ جانب شیراز
روانہ ہوئے۔ وہاں کے لوگ سب لڑنے پر آمادہ ہوئے۔ ہرچند خولی نے فہمایش کی پر نہ مانا۔ آخر جنگ کی
یزیدی لشکر سے ۶۰۰ مارے گئے اور اہل شیراز سے پانچ آدمی شہید ہوئے۔

۹۳۱

حضرت ام کلثوم نے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا شیراز تو حضرت نے یہ دعا کی۔ عذب اللہ ماءھا
وارخص اسعارھا ورفع ید الظالمین عنھا۔ نور العین ص۲۳

خدا اسکے چشمہ کو شیریں کرے۔ اور غلہ میں ارزانی عطا کرے اور ظالمون کے ظلم سے محفوظ رکھے۔

خولی نے حکم دیا کہ شیراز کی راہ چھوڑ کر حماۃ کی طرف چلو۔ وہاں بھی یہی معاملہ پیش آیا تب حمص روانہ ہوئے
وہاں کا حاکم البتہ تعظیم وتکریم سے پیش آیا۔ وہاں سے خندق الطعام کی طرف روانہ ہوئے۔ یہاں بھی دروازہ
بند کر دیا گیا۔ تب جہینہ کی طرف گئے وہاں کے حاکم نے چار ہزار فوج اس غرض سے بھیجا کہ سروں کو اور اسیروں کو
چھین لیں۔ تب خولی نے بعلبک کا رخ کیا وہاں کا حاکم موافقت میں بغرض پیشوائی نکلا

وہاں سے صومعۃ الراہب میں پہونچے۔ راہب نے جب نام وغیرہ دریافت کیا تو غش کھا کر گر پڑا۔ بعد افاقہ کہا
کہ راہبوں کو خبر ملی تھی جنہوں نے کہا تھا کہ اسی مہینہ میں ایک پیغمبر قتل ہوگا یا وصی پیغمبر
اسکے بعد راہب سردار لشکر کے پاس آیا اور کہا کہ ایک شب کیلئے اس سر کو مجھکو دیدو کل واپس کر دینگے۔
سرداروں نے کہا کچھ انعام دو۔ اوس نے پوچھا کیا چاہتے ہو کہا کہ دس ہزار درہم راہب نے دینا منظور کر لیا۔

ظاہر کرتا تھا اور اس الزام کو اپنی سلطنت کے امرا کی گردن پر ڈالتا تھا۔ چونکہ یزید نے اس واقعہ کے بعد حسینؑ کے محامد و فضائل بکثرت سے تو ایک دن کہنے لگا کہ حسینؑ کا

سر مبارک کو لیکر وہ گریا اور بوسہ دیتا تھا اور کہتا تھا خدا لعنت کرے تیرے قاتل پر افسوس کہ ہم آپکے سامنے شہید ہوے۔ مگر جب آپ اپنے جد اقدس سے ملاقات کریں تو یہ اسلام پہونچا دیں اور کہیئے کہ ہم مسلمان ہیں۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشہد ان محمدا رسول اللّٰہ۔

اسکے بعد زینبؑ اوس سر انور کو مشک اور خوشبو سے معطر کیے اونکے حوالہ کیا خولی نے جب ان درہموں کو فوج پر تقسیم کرنا چاہا تو دیکھا وہ سب سنگریزے ہیں جیسے سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ کندہ ہے جسکو اوسنے پھینک دیا اور اشکر والوں سے تاکید کی کہ ہرگز یہ خبر شایع ہونے پاے۔ ص۵۰ نور العین

اگرچہ تفصیلی واقعات اس سفر کے نہایت طولانی ہیں۔ مگر ہمنے صرف کتاب نور العین فی مشہد الحسین سے ان واقعات کو مختصر طور پر لیا ہے جو اہلسنت کے مشہور عالم علامہ ابو اسحق اسفرائنی مطبوعہ مصر کی تصنیف ہے جو علما مشہور سے اہلسنت کے یہاں اوستاد ابو اسحق اسفرائنی کہلاتے ہیں۔

(۹۴) اس تحریر سے پہلے تو یہ معلوم ہوا کہ واقعہ شہادت امام حسینؑ سے ہمدردی صرف مومنین ہی کو نہیں تھی بلکہ یہود و نصاریٰ بھی اسکے ابتداء سے ہمدرد رہے حالانکہ اونکی مخالفت اسلام معلوم ہے مگر اس واقعہ نے بہتونکو مشرف بہ اسلام کیا جسکا اثر آجتک موجود ہے کہ مدعیان اسلام تو اس طرح اس عزاداری سے مخالفت کر رہے ہیں اور مخالفین اسلام یہ ہمدردی دکھا رہے ہیں دوسرے یہ کہ شیراز جو مجوس کا ملک ہے وہ ابتدا سے ہمدرد رہا حالانکہ وہ ملک بھی زیر نگین یزید تھا تیسرے یہ کہ باوصفیکہ تمامی بلاد اسلامیہ پر یزید کا تسلط تہا۔ مگر بہت سے شہروں میں ایسی ہمدردی تھی کہ اونہوں نے قاتلان امام حسینؑ کو اپنے یہاں ٹہرنے نہ دیا۔ تو پھر اسکے بعد جو کچھ نہ اہل اسلام نے اپنا جوش دکھایا ہو وہ کم ہو کیونکہ ہمارے کارنامے کسی سے مخفی نہیں۔

یہاں اسکو بھی خیال کر لینا چاہیے کہ حضرت عثمان کے قتل پر مسلمانوں میں کوئی جوش پیدا ہوا عبداللّٰہ بن زبیر کے مارے جانے سے حالانکہ یہ آٹھ نو برس تک خلیفہ بھی رہ چکے تھے اور خلیفہ اول کے نواسے تھے جب معلوم ہوا کہ وہ کوئی اسلامی مصیبت نہ تھی بلکہ خود اونکا وجود اسلام کیلیے مصیبت تھا۔

(۹۵) اسکی تفصیل بھی نور العین میں قابل دید ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ جب شہدائے کربلا کا قافلہ شہر دمشق میں پہونچا تو حضرت ام کلثومؑ نے شمر سے کہا ایسے راہ سے لیچل کہ تماشائیوں کا ہجوم کم ہو اوس لعین نے

بادشاہ ہوجانا مجھ پر بہت آسان تھا بمقابلہ اس عظمت وتقدس کے کہ جسکے ساتھ آل نبی اور
بنی ہاشم یاد کئے جاتے ہین انجام کار حسینؑ کے تابعین نے پے درپے ان (روولیوشن) سے
فائدہ حاصل کیا۔ اور عظمت وقوت بنی ہاشم کی بھی بڑھتی جاتی تھی۔ اور ایک قرن سے
بھی کم نہ گذرا ہوگا کہ وسیع اسلامی سلطنت بنی ہاشم مین مسلم ہوگئی۔ اور اسطرح بنی امیہ کو
نیست ونابود کردیا کہ اون کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ فقط چند قرن تک چند آدمی انمین کے
یکے بعد دیگرے (اندلس) مین ریاست کرتے رہے اب اوس بزرگ خاندان سے جو سالہاسال
عظیم اور عظیم الشان سلطنت پر متصرف رہا۔ ایک آدمی بھی اگرچہ گمنام ہی ہو نظر نہین آتا۔
اور اگر اتفاقاً کہین نظر بھی آئے تو حد درجہ مطعون ہے (یہانتک) کہ اپنے حسب ونسب کو بھی
مخفی رکھتا ہے چنانچہ مشہور ہے کہ سلاطین قاجاریہ جو اب ایران مین سلطنت رکھتے ہین بنی امیہ
سے ہین مگر وہ خود بھی اب اس شہرت کے منکر ہین اور اس سے اپنی برات ظاہر کرتے ہین
ایک قرن کے بعد بھی جو بنی ہاشم سلطنت کے مالک ہوئے تو وہ حسینؑ کے بنی اعمام تھے نہ اونکی
اولاد اسلئے کہ حسینؑ کی اولاد نے گوشہ نشینی اختیار کرلی تھی۔ اور اسلام کی روحانی ریاست

۹۵۱

اسکے برعکس وہ راہ اختیار کی جو تماشائیون سے بعید ہوتی تھی۔

سہیل صحابی لکھتے ہین کہ ایک کوٹھے پر چند عورتین بیٹھی ہوئی تھین جسمین ایک کبڑی عورت تھی جس نے سر مبارک کو
دیکھکر ایک پتھر مارا حضرت ام کلثوم نے بد دعا کی۔ ابھی دعا تمام بھی نہین ہوئی تھی کہ وہ کوٹھا گرا اور سب ہلاک ہوگئین
جب حضرت زینبؑ نے کہا کسقدر جلد خدا نے دعا کو قبول کیا۔ اوسکے بعد باب جیران پر لیگئے اور روایت ہے شبیہ کرتے ہوئے
باب فرادیس پہلائے جہان سر مبارک نیزہ سے گرا۔ اسکی خوشی مین وہان ایک مسجد بنائی گئی
اسکے بعد تماشائیون کا ہجوم ہوا مخدرات عصمت برہنہ سر تھین۔ اور سرہائے شہدا نیزون پر نصب تھے۔ اہل شام کہتے تھے
قسم بخدا ان سے زیادہ خوبصورت قیدی آجتک نہین دیکھے گئے۔ اسکے بعد باب القصر پہلائے تب یزید ملعون کا حکم ہوا کہ
سر مبارک جناب امام حسینؑ ایک طشت طلا مین رکھکر یزید کے پاس لایا گیا جب حضرت زینبؑ نے اس درد سے دیکھا کہ تمام
حضار مجلس رونے لگے یزید نے ہاتھ بڑھا کر رومال اوٹھایا جو سر مبارک پر رکھا تھا تو اوس سے نور ساطع ہوا کہ تمام
اہل مجلس پر وحشت طاری ہوئی۔ اسکے بعد یزید نے چوب خیزران طلب کیا اور دندان مبارک کو چھیڑنے لگا اور یہ شعر
پڑھتا تھا ؎

دن جہان ہین کہ کوئی مسلمان بھی ہو حسینؑ کی تعزیہ داری وہان عظیم ہو کیساتھ موجود ہے اور
دوسری قومون اور مذہبون میں بھی رفتہ رفتہ اس نے سرایت کی بالخصوص باحیثیت ہنود
ہندوستان میں اور اہل ہنود میں اسکی تاثیر کا اثر ہے سبب یہ ہے کہ انہون نے عزاداری کا طریقہ اپنے
مراسم عزا سے مشابہ قرار دیا ہے حسینؑ کی عزاداری کو ہندوستان میں پورے طور پر رواج پانے اور
سے شائع ہوئے سو برس سے زیادہ نہیں گذرے۔ اس قلیل مدت میں ہندوستان کے اس
سرے سے اوس سرے تک عزاداری پھیل گئی۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہنود نے تعرف پر تو بہادت
موہومہ اس رسم و رواج کی کمیت اور کیفیت سے نا واقفیت کی حالت میں تحریرون کے
طور پر کلام کرگئے ہیں۔ اور یہ لوگ حسینؑ کی ماتم داری کی وضع کو بلفظ جنونانہ کہہ گئے ہیں
اور وہ بالکل ملتفت نہیں ہوئے ہیں اور نہیں سمجھے ہیں کہ اس مسئلہ نے اسلام میں کیا
کیا تغیر و تبدل پیدا کردیا بلکہ احساس جنبش و ہیجان مذہبی کیساتھ جو تعزیہ داری سے اس
قوم میں پیدا ہوا ہے کسی قوم میں نہیں آتا جو شخص پیروان علیؑ کی صد سالہ ترقیون کو
ہندوستان میں غور کرے جنہون نے عزاداری اپنا شعار قرار دیا ہے ضرور تصدیق کریگا کہ
ترقی کے بہت بڑے محرکات کی وہ پیروی کررہے ہیں سو برس پہلے علیؑ و حسینؑ کے پیرو ہندوستان میں
انگلیون پہ گننے کے قابل تھے اور آج ہندوستان میں بحیثیت عدد کے تیسری قوم قرار پائے گئے
اور یہی حال اتحاد و گرمئ دین بھی ہے ہم جس وقت اپنے مشرقی لوگون کا یعنی (دعاۃ مسلمین) کا جو
گروہ دیکھتے ہیں اور اس کا موازنہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہین کہ باوجود تمام اوس ضعف قوت و

(۹۸)

نام ہند بنت عبداللہ بن عامر بن کریز تھا جو اس وقت زوجیت یزید میں داخل تھی مگر بروایت کامل یزید نے
اوسکو قتل نہیں کیا۔ بلکہ گریہ و بکا کی اجازت دی۔
بہر حال اس واقعہ سے یزید کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ یزید کو آخر تک اپنی اس حالت سے انکار کرنا پڑا چنانچہ
نور العین میں ہے کہ جناب امام زین العابدینؑ نے جب خطبہ شروع کیا اور یزید خائف ہوا تو قطع خطبہ کیلئے
موذن کو حکم اذان دیا جب موذن نے اشہد ان محمد رسول اللہ کہا تو حضرت نے یزید سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ محمد
ہمارے جد ہیں یا تیرے۔ اگر کہے کہ ہمارے جد ہیں تو بیشک سچ کہا اور اگر کہے کہ تیرے جد ہیں تو ایک کذب ہے۔

سے مطابق تاریخ الآداب حصہ اول مصر ۔

ثروت کے اس فوقی ترقی کا دسواں حصہ بھی حاصل نہیں کر سکے ۔ اگرچہ ہمارے مذہبی علما بھی حضرت
مسیح کے مصائب کا ذکر کے لوگوں کو بہت متاثر کرتے ہیں مگر یہ ذکر اوس طرح کا مطلوب اور راسخ شکل
پذیر نہیں ہوتا جیسا کہ سوگ حسین میں رواج پذیر ہو گیا اسباب اسکا یہ ہے کہ مسیح کے مصائب حسین کی
کے مصائب کے مقابلہ میں اسقدر پر شور اور دل گداز نہیں ہیں ہمارے خیال میں کچھ ہی ہو لیکن یگانہ حقیقی
کے رسم و رواج کو صاف صاف بجو ان عزاداری حسین راقم کے تعمیک قانون محمدی کی حفاظت اور مسلمانو
کی ترقی اور اسلام کی ترقی سیکھ حسین کے قتل ہو جانے سے اور ان واقعات کے پیدا ہو جانے
سے ہی ہوا سیاسی (پولیٹیکل) ملکی ورائع اور (ریوولیوشن) کا احساس جس سے ظلم و ستم کی طاقت
نہ تھی ہو جو حکما دی سیاست کے نزدیک نہایت عمدہ طریقہ اور نہایت مبارک سعادت ہے اور آزادی
کی صفات جو مومنین میں ہے سب سے اس قوم میں حسین کی عزاداری کی بدولت پیدا ہو گیا ہے
اور بے شک وہ اس عمل کو اپنا کر قرار دے کے پستی اور زبردستی قبول نہ کریں گے ۔ ذرا غور سے
دیکھنا چاہیے اُن مجالس کو جو حسین کی عزاداری میں منعقد ہوتی ہیں کہ کیسے کیسے دقیق اور
جلیل نکتے ایک دوسرے کے کان تک پہنچاتے ہیں اور باطل تعلیم دیتے ہیں ۔
راقم بھی مؤلف چند مرثیہ خواں ہمراہ ذاکرین مصائب ہو کر استنبول میں ایک مترجم خصوص کیساتھ
گیا اور میں سنا کہ وہ کہتے ہیں کہ حسین جو ہمارے پیشوا اور امام تھے اور ان کی اطاعت دینی ہم کو

(۹۹)

یزید نے کہا کہ بیشک نیک صاحب تھے ۔ تو حضرت نے کہا پھر کیوں آپ نے اونکے فرزند کو قتل کیا اور اونکے حرم کو قید کیا ۔ یہ بدل تو
ناکت ہو کر تمامی حضار میں شور گریہ و بکا سے ایک قیامت قائم ہوئی اور سب کہنے لگے یہ اسلام میں سخت عیب ہے
جس سے یزید کو اپنی ہلاکت کا خوف ہوا کہ کہیں قتل نہ ہو جائے ۔
تب یزید نے کہا ایہا الناس کیا تم گمان کرتے ہو کہ میں نے امام حسین کو قتل کیا ۔ خدا لعنت کرے اونکے قاتل پر عبید اللہ
بن زیاد نے اونکو قتل کیا جو ہمارا عامل ہے بصرہ میں پھر طلب کیا ان لوگوں کو جو سر امام حسین لائے تھے وہ حاضر ہوئے
اور پوچھا کس نے حضرت کو قتل کیا ۔ ابن ربعی سے کہا کہ آپ نے مجھ کو حکم قتل امام حسین دیا تھا اور اس نے کہا نہیں
خدا لعنت کرے اونکے قاتل پر ۔ اسی طرح ہر شخص سے سوال کرتا اور سب انکار کرتے یہاں تک کہ حصین بن نمیر
کی نوبت آئی اوس نے بھی پہلے وہی کہا جو اوروں نے کہا تھا پھر کہا کہ اگر کہو تو ہم خبر دیں کہ حضرت کا کون قاتل تھا
یزید نے کہا ہاں حصین بن نمیر تو اس شرط پر بتا سکتے ہو کہ امان ملے ۔ یزید نے کہا تجھے امان ہے ۔

دیکھئے پھر یہ چاہیئے جناب فاطمہ کو عطا کر دیا تھا اور یہ امر ظاہر اور مشہور تھا آنحضرت صلعم کی آل میں سے
سمجھو ہوا اس میں اختلاف نہیں ہے پھر یہ بھی ہے کہ فاطمہ اسپر ہمیشہ دعوی کرتی رہیں میری زندگی
فدک فاطمہ کے وارثوں کو واپس اور حوالہ کر دینا چاہیئے چنانچہ یہی فاطمہ کو دیا گیا۔

فدک سے متعلق ان تمام روایات کا خلاصہ مطلب یہ تھا کہ (۱) فدک خدا کے حکم سے جناب رسالت مآب صلعم نے جناب فاطمہ کے نام لکھ دیا تھا (۲) خلیفہ اول نے ضبط کر لیا (۳) جناب سیدہ نے دعوی کیا (۴) خلیفہ نے اپنی مصنوعی مخالف قرآن حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ پیش کر کے اور سیدہ کے پیش کردہ گواہوں علیؑ - ام ایمن حسن حسین اور ام کلثوم کی شہادت کو غیر معتبر اور ناکافی کہکر دعوی خارج کر دیا (۵) بعد میں سیدہ کے حجج و براہین قاطعہ سے جو انہوں نے کلام اللہ سے پیش کیں معقول ہو کر واگذاشت فدک کی سند لکھ دی۔ اسی وقت عمر آپہونچے اور استحکام سلطنت کے واسطے روپے کی ضرورت ظاہر کر کے وہ سند چھینکر چاک کر ڈالی اور فاطمہ فدک سے محروم کر دی گئیں (۶) جناب فاطمہ تا دم وفات اپنے فدک کے دعوی پر قائم رہیں مگر ان کو نہ دیا گیا (۷) جناب فاطمہ کو اپنے باپ کی وفات سے ایسے صدمات اور ایسی تکلیفیں پہنچی تھیں کہ وہ ان سے ایسی ناراضی اور غضب کی حالت میں رحلت کر گئیں کہ اپنے جنازہ تک پر حاضر ہونے کی ممانعت کر گئیں۔

فدک کی بحث ہمارے نفس مضمون سے بہت کم تعلق رکھتی ہے مگر چونکہ جناب سیدہ کی آخری وصیت میں اس کا ذکر آگیا ہے اس سبب سے ہمنے ضمناً سرسری طور سے اسپر بھی نظر ڈالدی ہے ورنہ علمائے اعلام کی اس مادہ میں بڑی بڑی تصنیفات موجود ہیں اور اب بھی ہمارے اگلے کے کارنامے کے چینگم ٹانکے جو اس نے دہلی کے معمر بساطی کے کچے سوت کو بڑی محنت سے بٹکر اپنی آیات بینات کے جوڑنے میں لگائے تھے کشف الظلمات کے تیز دھار سے بڑی سہولت سے کاٹے اور ادھیڑے جا سکتے ہیں۔

پس اب ہم اپنے اصل مضمون اہلبیت الاحزان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

مولوی عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ مسجد سے
قبلہ کی طرف آل شہر میں ایک مسجد جناب سیدہ کی طرف منسوب ہے بعضوں نے لکھا ہے کہ وہ بیت

۵۰

الحزن کرکے مشہور ہے۔ اسواسطے کہ حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے غم مین آہ ونالہ مین سب سے مشغول ہو کر دنیا سے وفات فرمائی تھی۔ اور یہ بھی لکھتے ہین کہ وہ
مکان جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بقیع مین بنایا تھا۔ محدث مذکور نے اسی روایت کو ہی
اپنی کتاب مدارج النبوۃ مین درج کیا ہے (دیکھو ترجمہ جذب القلوب مطبوعہ لکھنؤ صفحہ [illegible]
اور مدارج النبوۃ اردو ترجمہ مدارج النبوۃ جلد دوم صفحہ [illegible])

سوانح عمری رسول کریم مطبوعہ لاہور صفحہ [illegible] مین لکھا ہے کہ مدینہ کے باب البقیع سے قریب [illegible]
حضرت عباس اور حضرت امام حسن کا مقبرہ ہے اس قبہ کے برابر حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کا
بیت الحزن ہے حضرت رسول کریم کی وفات کے بعد آپ اسی مکان مین رہا کرتی تھین۔

تاریخ آل امجاد صفحہ [illegible] مین مولف نے گورستان بقیع کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سرور عالم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد بسبب کثرت گریہ فاطمہ زہرا سے رات کو سو نہین سکتے تھے اس سبب سے
جناب سیدہ دن بھر ایک درخت کے نیچے بیٹھکر رویا کرتی تھین (اس جگہ) کا نام بیت الحزن
ہو گیا۔ تذکرۃ التواریخ (جلد دوم صفحہ [illegible]) مین لکھا ہے پس جناب فاطمہ کے واسطے ایک گھر بقیع مین
بنایا گیا اور اسکا نام بیت الاحزان رکھا گیا:

اب ہم اپنے تمام مضمون کا خلاصہ ایک نامی سنی مصنف کی لفظون مین لکھتے ہین مصنف
مذکور مولوی صدر الدین احمد صاحب اپنی کتاب روائح المصطفےٰ مین جناب فاطمہ کا حال
لکھتے ہوئے صفحہ [illegible] مین تحریر کرتے ہین "وبعد از وفات پیغمبر واقعات بسیار گذشتہ مثل معاملہ فدک
وسقط شدن حمل او وتہدید نمودن عمر خطاب بنی ہاشم را کہ در خانہ زہرا جمع شدہ بودند و نالہ و
شیون نمودن حضرت زہرا رضی اللہ عنہا در روز و شب تا کردن اہل مدینہ و وصیت نمودن

۱؎ مولوی حافظ حکیم [illegible] صاحب کی اردو تصنیف مطبع [illegible] التسلیم لاہور مین چھپی ہے۔ ۲؎ یہ کتاب مولوی [illegible]
صاحب مرحوم نے اپنے مطبع [illegible] دہلی مین چھپوائی تھی ۳؎ مصنف مولوی صدر الدین احمد [illegible] زبان کے
مطبع اودھ اخبار مین چھپی جو مصنف مذکور نے اپنی کتاب کے صفحہ [illegible] مین [illegible] صاحب [illegible] وقت [illegible]
[illegible] حضرت کے [illegible] مین [illegible] کیا ہے اس سے ثابت
ہے کہ مولوی صاحب [illegible] مولوی [illegible] سے [illegible] ہے۔

نظر نہیں آتا کہ از راہ دیانت دینی حیثیت سے مصائب حسینؑ کا ذکر کرنیکا منکر ہو اور
اوس سے نفرت کرتا ہو بلکہ اس رسم مذہبی کے ادا کرنے میں عموماً طبعی رغبت رکھتے ہیں
اور مختلف العقیدہ مسلمانوں میں سوا ہے اس نکتہ اتحاد کے اور کوئی چیز ایسی معلوم نہیں
ہوتی حسینؑ تمام روحانیت میں زیادہ تر حضرت مسیح سے مشابہ ہیں مگر انکے مصائب شدید
اور سخت تر تھے اور ابتدا سے پیشتر تابعان حسینؑ کے بھی پیروان مسیح کے قرون اولیہ

نہ سمجھیں نہ بحیثیت معاوضہ کام کریں بلکہ اوسکو عطیہ الٰہی سمجھیں۔ اور اسکو خدمت دین سمجھکر خالصاً
لوجہ اللہ عمل کریں۔

(۲) آیات قرآنی کی زیادہ تر تلاوت کریں کیونکہ خدا فرماتا ہے انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ
وجلت قلوبہم واذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا وعلی ربہم یتوکلون
کہ مومن تو وہی ہیں کہ جب خدا کا ذکر کیا جاتا ہے تو اون کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اوسکی آیتیں انکو
پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کا ایمان و یقین زیادہ ہو جاتا ہے اور اپنے خدا پر توکل کرتے ہیں۔
پس پہلا فرض ذاکر یہ ہے کہ آیات قرآنی سنا کر مومنوں کے دل میں ہیبت الٰہی پیدا کریں اور اون کے
ایمان و یقین میں جلا دیں جسکے بعد پھر جو کچھ امر حق بیان کیا جائیگا وہ مقبول ہوگا۔

(۱۰۴)

(۳) تفسیر میں وہ راہ نہ اختیار کریں جن سے آسمان و زمین کا قلابہ ملجائے۔ اور ہر طرف سے صل علی
صل علی کا نعرہ بلند ہو۔ مگر کوئی فائدہ نہو کیونکہ یہ سب مضامین شاعرانہ ہوتے ہیں جو اوسوقت تو
ضرور انقباض و انبساط پیدا کرتے ہیں۔ مگر اوسکا اثر دیرپا نہیں ہوتا۔

(۴) احادیث فضائل و مناقب میں وہ حدیثیں بیان کریں جن پر ہم عمل کر سکیں ورنہ اگر عالم الست یا
گوشوارہ عرش علا کی حدیثیں بیان کی گئیں تو اونکا نتیجہ بجز کرامات کچھ نہیں ہو سکتا کہ ہم سمجھیں
یہ ذوات مقدسہ اس کمال کے تھے۔ مگر ہم نہ کسی طرح اون مدارج پر پہنچ سکتے ہیں نہ اوس کے
مطابق عمل کر سکتے ہیں۔ لہذا زیادہ تر اخلاقی حدیثیں بیان کی جائیں کہ اون کا عمل اپنے
دشمنوں کے ساتھ کیا تھا۔ اون کی بدسلوکیوں کا کس طرح معاوضہ حسنہ ادا فرماتے۔ دشمنوں کے
ساتھ کیا برتاؤ تھا مخالفوں کے ساتھ کس روش پر چلتے جاہلوں کی کسطرح ہدایت فرماتے اون کی
ایذاؤں پر کس طرح تحمل کرتے نعمت خدا کا کسطرح شکر کرتے بلاؤں پر کسطرح صبر کرتے۔

رہ سکتے۔ کیا کوئی ہندو اخبار ہمارے اس بے لاگ اور انصاف پر مبنی فیصلہ کی داد نہین بلکہ اسلامی تعلیم کی
تعریف کریگا؟ جسکے بدولت مجسٹریٹ ہونے اور مخالف کے حق مین ڈگری دینے کو اپنا فرض سمجھا۔"

اب سوال یہ ہے کہ اشمس نے جو حضرت مسافر لکھکر لکھا تھا" اسی قسم کا جواب اڈیٹر مسلمان دیکر دیتے جب ایسی
قسم کی تحریرین مسافر لکھتا ہے (کیونکہ نمبر بہ نمبر چھاپتے ہین اور ریمارک نہین دیتے)
تو آپکو وہان آیہ قرآنی ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا یاد پڑا۔ اور یہان اسلامی ہم صفتان کی تکذیب و تردید مین
اذا قلتم فاعدلوا کہدیا۔ کیا یہی جواب اڈیٹر اشمس کی طرف سے آپ نہین دے سکتے اور ہمارا انصاف بے لاگ
اور انصاف پر مبنی نہین کہہ سکتے تھے جو اسقدر طول باندھا کر اصلاح ۱۱ مین اسکا جواب دینا پڑا۔

ہان ہان یہ تو ہمنے کہا تھا کہ صرف سنی (اہلسنت) کی تعریف جامع و مانع آجتک نہین معلوم ہوئی بلکہ اہلحدیث
کی تعریف کا بھی وہی حال ہے ملاحظہ ہو اہلحدیث ۳۰ مورخہ ۱۰ رجب

میری عرض یہ ہے کہ اہلحدیث جو ایک مذہب زمانہ قدیم سے چلا آیا ہے اسکی جامع مانع تعریف کیا ہے علماء اہلحدیث
میرے سوال کے مخاطب ہین خاصکر حضرات مفصلہ ذیل سے ضروری گذارش ہے مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب
بٹالوی مولانا حافظ عبد المنان صاحب وزیر آبادی مولانا احمد اللہ صاحب اور مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی
مولانا عبد الاحد صاحب غزنوی قاضی عبد الاحد صاحب خانپوری مولانا ابو الوفا صاحب امرتسری وغیرہ صاحبان
تعریف بتلائین وہ ذرہ مطلع اور مزین فرمائین اور اگر اسپر کوئی اعتراض وارد ہو تو اوسکے رفع کرنیکی بھی تکلیف

کیا اڈیٹر اہلحدیث اپنے ان علماء کا جواب اپنے اخبار اہلحدیث جلد ۹ سے دکھا سکتے ہین جنہون نے اہلحدیث کی
تعریف جامع مانع کی ہو پھر جس مذہب کا یہ حال ہو کہ ایسے ایسے علماء وہابی ہوں جو ان مین بھی جواب نہ دے سکین
تو کیا اوسکو حق ہے کہ یہ سوال کرے جسکے دو کون جو اسی اہلحدیث ۳۰ مین پیش کیا گیا ہے۔

ہان اہلحدیث مورخہ ۸ شوال مین مولوی ابو القاسم صاحب نے حسب ذیل جواب دیا ہے "اخبار ہذا بابت
مین مذہب اہلحدیث کی جامع و مانع و تعریف کا سوال کیا گیا ہے گو مین ان بزرگون مین نہین ہون جنسے یہ سوال
پوچھا گیا ہے تاہم اس مذہب کا ایک ادنی پیرو ہونیکی حیثیت سے جو کچھ مین سمجھا ہون عرض کرتا ہون۔ اہلحدیث وہ کہلاتے ہین جو
اصول و فروع مین کتاب و سنت پر ہین اور زیادہ وہ لوگ ہین اعتقادی ہو یا عملی صرف خدا ہی کے کلام پاک اور اسکے
رسول ہی کی حدیث شریف کی پیروی پیش نظر رکھتے ہین اور کسی کے قول و فعل کو جسکی سند قرآن مجید یا حدیث شریف
سے نہ ملتی ہو قابل پیروی نہین سمجھتے ہین اور اصل اہلحدیث کا مسلک یہی ہے جسکا مذہب ایک ہو اعتقادی و

عملی امین دہی اصل طریقہ جسکی اسلام نے تعلیم دی ہے جو کسی وقت مین قابل ترک ہو ہی نہین سکتا جسکی دلیل یہی کلمہ طیبہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے جسکا خلاصہ یہ ہے ع اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن ؛ پس حدیث مصطفی برجان مسلم داشتن ؛؛

چونکہ اڈیٹر صاحب نے اس تعریف کی تصدیق نہین کی اسلئے ہم اسپر کوئی جرح نہین کرتے سنیئے پوچھتے ہین کہ حنفی یا شیعہ بلکہ یزدانی کیونکر اس سے خارج ہوئے مگر کیا کوئی متنفس بھی اہلحدیث مین "ایسا ہے جو اپنے ایک مسئلہ کو بھی مسائل خاصہ سے قرآن سے ثابت کرسکتا ہے جس قدر مسئلہ کا "انعام" عرصہ سے مقرر ہے اور عرصہ سے اڈیٹر اہلحدیث سے اسکا مطالبہ ہے مگر ایسی غفلت ہے کہ گویا مردہ اند۔

ہان اہلحدیث [illegible] جلد [illegible] صفحہ ۷ مین جو یہ تعریف کی گئی ہے۔

"اہلحدیث وہ ہے جو صحیح بخاری کو اصح الکتب مانے اوسکی حدیثون کو صحیح جانے اوسکی حدیثون پر عمل کرے امام بخاری پر جرح جہل ملو با اتہام نہ کرے"

اسکے نسبت ارشاد ہوا یہ تعریف جامع مانع ہے یا نہین۔

ہم امید کرتے ہین کہ اڈیٹر اہلحدیث آیہ ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی پر عمل کرکے غور فرمائینگے اون کی یہ تحریرین بمقابلہ ہندو کسقدر شرمناک ہین۔

شمر زمانہ آپکو اس عنوان سے حیرت ہوگی کہ کیا ہمارے زمانہ کیلئے شمر علحدہ ہے۔ مگر جب آپ اس تحریر کو پڑھینگے جو اہلحدیث مورخہ [illegible] ربیع الاول [illegible] مطابقہ [illegible] مین شایع ہوئی ہے تو یہ حیرت خود بخود جاتی رہیگی لکھتے ہین

"یوم عاشورا اور دربار تاجپوشی ـ روز مملکت خویش خسروان دانند آجکل بعض اخبارون نے بڑی شورش مچائی ہے کہ دربار تاجپوشی یوم عاشورا کو نہ ہونا چاہیئے اسکے وجوہات یہ بیان کئے ہین کہ یہ دن عموماً ہندوستان کے مسلمانون کے مجلس مرثیہ ماتم غم اور سوگ منانیکا ہے اور اس ماتم سوگ مین سوائے خارجیون کے ہندوستان کے تمام مسلمان شریک ہین ۔ اسلئے گورنمنٹ کو تاریخ بدلدینی چاہیئے اور اس طرف گورنمنٹ کو متوجہ کیا ہے کہ غم کے دن اور سوگ کے دن تاجپوشی کی خوشی مناسب نہین۔ لیکن یہ لوگ یوم عاشورا کی حقیقت سے ناواقف ہین حقیقت مین یہ دن ہے کہ اس دن مین حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کو فرعون کے عذاب درد ناک سے نجات ملی ہے اور فرعون کے غرق ہونیکا دن ہے اسیواسطے اہل کتاب اس دن کی خوشی مین روزہ رکھتے ہین [illegible] جسمین وہ پوری وضعی حدیث کا ترجمہ کیا گیا ہے جو کتب صوم عاشورا مین مذکور ہے۔"

تو پھر کسطرح اس روز خوش ہو گا وہی روز وہ دیکھیگا جسکے دلون مین رسول اللہ کی ہمدردی ہو وہ کیونکر روزہ رکھ سکتے ہین۔ الحمد للہ کہ مین نے کلام صاف صاف منقول نہین کیا ورنہ اگر اقوال مین بھی تحقیق کرے ہین جسمین آجتک لکھا ہوا موجود ہے۔ تم ہسو کے بالکل غیر رونا ضروری جو کوئی انسان ہین اس دن مین غمگین نہو جائیگا وہ اپنی قوم سے کٹ جاویگا یعنی تو اہمیت ہمین معلوم آپ کس قوم مین محسوب ہونگے توارت مقدس بھی اپکی ترتیب میں نہین یہی کہ اومین تو صاف طور پر غم کریگا اس روز حکم ہے۔ اور آپ خوشی کرتے ہین۔

ان سب کسقدر دیکھے شیعہ اہلسنت کی تعداد کے مقابل مین کچھ بھی نہیں" گریہ وہی خیال ہے جس پر روز عاشورہ عمل کیا گیا اور خاندان رسالت تباہ کیا گیا۔ اب خاندان کا یون بدلا ہے کہ اسی اصول پر ہندو جنکی تعداد اور ستر کروڑ ہے مسلمانون کو جنکی تعداد ۷ کروڑ ہے پیس سکتے ہین تو پھر یہان کیون روتے ہو۔

بنظر تاریخ کا بھی دیکھا یہ کہ سال بھر ہو گیا گروہ پیدا کیا اسوقت کسیطرح مبدل نہین ہوا چنانچہ اہلحدیث ورونا زحمت لکھتا ہے جسکو علی حرم میں سنگوں کو کہا ہے اللہ تم کو برحق مین اتم نے سیاہ ماتم پیدا کیا یہ کہ شاہ مظفر کی تخت نشینی کا دربار علی محرم میں ماتم کیا تھا کیونکہ مسلمانون نے کہا کہ بچے کیا حرمت ہم کیا اتفاق کہ شاہ مظفر نے محض بخیال ہمدردی اسلام تاریخ تخت نشینی کو بدلا۔ اور ہمدردی اسلام کیا ایمانداری بجا ہے اسکو اعتراض ہو اس سے بڑھکر کونسا کفران نعمت ہو سکتا ہے۔

وہابیو کیا تم اس شرعی شرائط حدیث شیعہ کو بھول گئے کیا انکو نہین معلوم کہ گورنمنٹ کی نگاہ میں تم قدیم الایام سے باغی تعصب مذہب مشہور ہو سے شیعون کو اتنی آزادی دی ہے مگر یاد رکھو جو شخص بلکہ خود مجرم ہوتا ہے وہ ہمیشہ اوروں کو شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

یہ بات ہے کہ آجتک کسی وہابی کی ہمت نہین کہ وہ اپنی بنائی محرم خانہ کو ترک کرے جسکو شاعر نے کس خوبصورتی سے نظم کیا ہے۔

گو وہان نہین ہو وہان کے نکالے ہوئے تو ہین۔ کعبہ سے ان بتون کو بھی نسبت ہے دور کی۔

مسلمانو تمہارا عقیدہ ہے کہ اس پر تم کو روز عاشورا کے لئے ہین مرقاۃ شرح مشکوۃ ملا علی قاری جلد ۵ صفحہ کیسے عن خالد بن معدان قال وفد المقدام بن معدیکرب وعمرو بن الاسود الی معویۃ فقال معویۃ للمقدام اعلمت ان الحسن بن علی توفی فرجع المقدام فقال له معویۃ اتراها مصیبۃ

یعنی مقدام بن معدیکرب اور عمرو بن الاسود کا وفد معویہ کے پاس آیا تو معویہ نے کہا کیا تمکو معلوم ہے کہ حسن بن علی نے وفات پائی۔ تو مقدام نے یہ سنکر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا تو معویہ نے کہا کیا تم اسکو مصیبت جانتے ہو"

پس جس زمانہ کے اہلسنت اور شیعہ کا یہ خیال ہو کہ وہ وفات جناب امام حسن مجتبیٰ کو مصیبت سمجھنے جیسے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا ہو وہ جناب امام حسینؑ کے روز شہادت کو کب یوم مصیبت جان سکتا ہو۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔

میں ہونگی ورنہ اسلام کے بعد خدا نے خود اونکے دلون مین الفت ڈالدی تھی اب ایک راوی یا مورخ لکھتا ہے کہ انہیں لوگوں میں فلان موقع پر عداوت کی آگ بھڑکی تھی کسی نے کسی کے گھر کو جلادیا کسی نے اپنی بیعت لینے واسطے دوسرے کے پانہ زنجیر گھر سے طلب کرکے بر سر اجلاس بیعت لی تھی لیکن جس شخص کا ایمان خدا کے کلام پر ہے وہ لامحالہ قرآن کی خبر کو ترجیح دیگا وہ ایسی روایت کو مہمل خیال کرکے دیوار پر پھینک دیگا۔

تو اب معلوم ہوا کہ خلیفہ صاحب کا بیان بھی اسی رنگ میں ہے کیونکہ قرآن میں صحابہ کی تعریف ہے لہذا واقعہ جمل وصفین غلط ہے۔

ہاں بھیروی کا ایمان تو اس سے ظاہر ہے کہ خدا تو فرماتا ہے کنتم اعداء تم دشمن تھے خدا نے تمھارے دلون میں الفت دی مگر بھیروی صاحب فرماتے ہین "دشمنی کی باتیں اگر صحابہ میں مروج نہیں" جس سے معلوم ہوا کہ ابھی تک اونکو تصدیق کلام الٰہی میں شک ہے کہ بلفظ اگر فرماتے ہین یعنی اسکا یقین نہیں ہے بلکہ عداوت صحابہ قبل اسلام بھی مشکوک ہے تو پھر روایت یا حدیث کے انکار میں اونکو کیا تامل ہوسکتا ہے۔

خلیفہ صاحب کو تو مثل خلیفہ اول قرآن دانی کا ضرور دعوی ہے کیونکہ خدا خود پڑھاتا ہے مگر افسوس اونکو یہ آیہ قرآن کا نہیں یاد رہا کہ افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کہ کیا بعض کتاب پر ایمان لاتے ہو اور بعض سے کفر کیونکہ خدا نے ایک جگہ نہیں بہتیرا آیتوں میں صحابہ کی مذمت ہے منکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الاخرۃ بعض تم سے دنیا کے خواہشمند ہین بعض آخرت کے پھر تطبیق جنگ جمل وصفین میں کیا عذر ہے۔

وما کان لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب۔ (آل عمران)

نہیں چھوڑیگا خدا مومنین کو اس حالت پر جبتک کہ خبیث کو طیب سے جدا نہ کرے اور نہیں ہے اللہ کہ مطلع کرے تمہیں غیب پر۔

جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ مین بہت سے خبیث تھے اور وہ اصحاب سے ملے ہوئے تھے کہ جب تک خدا نہ چھانٹا پہچانے نہیں جاسکتے پھر تطبیق جنگ جمل وصفین میں کیا عذر ہے۔

واذا تولی سعی فی الارض لیفسد فیھا ویھلک الحرث والنسل واللہ لا یحب الفساد
جب حاکم ہوا تو سعی کیا کہ فساد کرے اور ہلاک کرے کھیتی اور نسل کو حالانکہ خدا نہیں پسند کرتا فساد کو
پھر سورہ محمد مین فرماتا ہے فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم
اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم افلا یتدبرون القرآن ام علی
قلوب اقفالھا۔
کسقدر رطبہ ہے کہ تم حاکم ہو جاؤ تو ملک مین فساد کرو اور قطع رحم کرو یہی لوگ مین جنپر خدا نے لعنت
کی ہے اور بہرا اور آنکھونکا اندھا کر دیا ہے۔ کیا قرآن مین غور نہین کرتے یا اونکے دلون پر قفل
لگ رہے ہین۔
کیا ان آیات قرآنی پر غور کرنے کے بعد بھی خلیفہ صاحب کو واقعات جنگ جمل وصفین اور آیہ
اشداء علی الکفار مین تطبیق نہ معلوم ہوئی کہ ایک فریق مصداق منکم من یرید الدنیا
تھا دوسرا مصداق منکم من یرید الآخرۃ ایک خبیث تھا دوسرا طیب ایک مصداق اذا
تولی سعی فی الفساد تھا دوسرا مصداق انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین
یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون۔
ایک مصداق فھل عسیتم ان تولیتم تھا دوسرا مصداق افمن کان علی بینۃ من
ربہ۔ پھر تطبیق آیت مین کیا عذر ہے۔
اگر آپ قرآن پر ایمان رکھتے تو سمجھتے ان منافقون کا تسلط اور خلیفہ بننا ضروری تھا۔ کیونکہ آیہ
فھل عسیتم مین استفہام انکاری ہے یعنی خدا نہ جانتا ہوا وسکو شک ہو کیونکہ پیشتر فرمایکا
ہے اذا تولی سعی جس سے اونکا خلیفہ ہونا نہایت ضروری تھا اوسکے بعد۔۔ ذکر آیہ لازمی تھا
جیسا کہ آیہ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افائن مات او قتل انقلبتم
علی اعقابکم مین فرمایا کہ محمد تو ایک رسول تھے جنکے پہلے بہت سے رسول گذر چکے تو کیا اگر وہ
مرے یا قتل ہو تو تم مرتد ہو جاؤ گے جسکے مطابق واقع بھی ہوا کہ حضرت کے قتل کی خبر شہرہ ہوئی
اور اونکے بہت سے صحابہ بشمول عمر کانا ہا لخصوص مذکور جے بھاگے۔ اسی طرح جب رسول نے
انتقال تو اونکے ہزارون صحابہ مرتد ہو گئے جسکو سورہ محمد مین بہی فرماتا ہے ان الذین ارتدوا

ہان جب آپ آیہ وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کے رہتے ہوئے مرزا صاحب کو نبی۔ رسول بنا دیا تو پھر مولوی شبلی صاحب کی حمایت جہانگیر و عالمگیر پر اہلحدیثوں تعجب ہوتا ہے

ہمارے مہروی صاحب جنہوں نے توضیح مرام لکھکر اپنی توضیح فرمائی تو پہلے تو اونکو اصلاح ۸ جلد ۱ کے مضمون پر نظر کرنا چاہئے "بدر قادیانی اور شیعہ" جو آجتک انکے ذمے قرض ہے جسکا جواب نہ دیسکے پھر "الوان قادیانی" کا بار بھی اونپر لدا ہوا ہے جس سے وہ قیامت تک نہ اٹھ سکینگے۔

البتہ تو ایہ ہوا یہ غصہ آیا ہے کہ رسول کریم کی تجہیز و تکفین و جنازہ مین حضرات شیخین کی عدم شرکت کا اعتراض ہی شیعہ صاحبان سے مخصوص ہے اور اکثر ہم لیا کرتے ہین"

مرزا ونکو نہین معلوم کہ اس اعتراض کا حق تو اوسکو ہے جو رسول کی رسالت پر ایمان لایا ہو یعنی جو لوگ حضرت کی رسالت کے باطنی منکر ہون وہ کیون اعتراض کرنے لگے کیونکہ وہ تو اس موقع کے منتظر تھے اسلئے خدا فرماتا ہے امحسب الذین فی قلوبہم مرض ان لن یخرج اللہ اضغانہم کیا جنکے دلون مین مرض ہے وہ خیال کرتے ہین کہ خدا اون کے کینون کو ظاہر نہین کریگا نہین نہ ظاہر کیا بلکہ کر دیا کہ سب نے دیکھ لیا رسول کا جنازہ بے غسل و کفن چھوڑکر شیخین سقیفہ مین چلے گئے۔

آگے فرماتے ہین کوئی شیعہ اس تعجب کی بیان کے بعد ہمکو تمام جنازہ پڑھنے والون کی فہرست دکھا دے ورنہ یہ تصحیح غلط ہوگی اور پھر اس مین شیخین کا نام نہ نکلے تو ہم ذمہ دار ہ"

یہ طرفہ فرمایش ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والون کی فہرست مانگتے ہین حالانکہ بحث اسقدر ہے کہ آپکے شیخین تدفین مین شریک نہین ہوئے جسکی تصحیح آپکے بیان موجود ہے ملاحظہ ہو اصلاح ۸ جلد ۱۴

تاریخ صغیر بخاری میں ہے صفحہ ۱۱ ان رسول اللہ مات و ابو بکر بالسنح یعنی حضرت نے انتقال کیا او رابو بکر اسوقت محلہ سنح مین تھے جس سے معلوم ہوا وقت وفات خلیفہ موجود ہی نہ تھے کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ حیدر آباد دکن مین ہے۔

عن عروہ ان ابابکر و عمر لم یشہدا دفن النبی وکانا فی الانصار فدفن قبل ان یرجعا تو وہ بیان کرتے ہین کہ ابو بکر و عمر۔ دفن رسول اللہ مین نہین شریک ہوئے وہ دونو قبیلہ انصار

انصاف انصار ہین ؟

مگر یہ معلوم اس سے آپنے کون فائدہ سمجھا کیونکہ پہلے مورد الزام صرف مہاجرین تھے ۔ اب انصار بھی ہو گئے تو وہ جو خیال آپلوگونکا تھا کہ خدا نے مہاجرین وانصار کی مدح کی ہے پھ کیونکر ایسے امور ہو سکتے ہین ۔ ہوا ہو لیا ۔ کیونکہ خود آپکی تحریر سے معلوم ہوا کہ پہلے انصار نے مجمع کیا تھا ۔ اونسے چھینکو مہاجرین آئے رہیہ روایات شیعہ تو اون مین مدح مہاجرین والانصار دونو ہے مسطور قرآن مین ہے مگر یہ مدح اوس ہے جو پیرو رسول ہین مطالب یہ وہ مال کہ ہونکی مذمت قرآن وحدیث دونون مین ہے ؟

پھر شیعہ یہی تو جواب دیتے ہین کہ انصار کی یہ کارروائی اسوجہ سے تھی کہ وہ جانتے تھے کہ شیخین وغیرہ اس منصوبہ مین ہین لہذا اونہون نے چاہا ہوگا کہ اسکی کاٹ کرلین کیونکہ اونکو یقین تھا مہاجرین بھی قبل از دفن رسول نہین ملتے لہذا قبل اسکے وہ لوگ فارغ ہوسکین اس کام کو کرلینا چاہیے مگر بیلا سمجھین ایسے ایماندار کہان تھے جو دفن رسول مین مشغول ہو کر خلافت کو چھوڑ دیتے ۔

ہان ہان یہ بھی تو ارشاد ہو کہ جب رسول اللہ نے خلافت کا فیصلہ کیا نہ تھا ۔ رعایا پر چھوڑ تھا کہ مسلمان جسکو چاہین خلیفہ بنالین تو پھر انصار سے اگر کوئی خلیفہ ہوجاتا تو شیخین کا کیا بگڑتا تھا جو جنازہ رسول کو چھوڑ کر چلے گئے جس سے آجتک وہ مورد الزام ہین ۔

ہان اگر مہاجرین وانصار سے ایمان کا آپکو تصفیہ کرنا ہو تو عبارت ذیل ملاحظہ فرمائیے جو کتاب الامامۃ والسیاسۃ امام ابن قتیبہ میں ہے اخذتم ھذا الامر من الانصار واحتججتم علیھم بالقرابۃ من النبی وتاخذونہ منا اھل البیت غصبا الستم زعمتم للانصار انکم اولی بھذا الامر منھم لما کان محمد فاعطوکم المقادۃ وسلموا الیکم الامارۃ فاذ احتج علیکم بمثل ما احتججتم علی الانصار نحن اولی برسول اللہ حیا ومیتا فانصفونا ان کنتم مومنون والا فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون ۔

جسمین علیہ السلام فرماتے ہین انصار سے تمنے جس دلیل سے خلافت کو لیا اور جسکو انصار نے رسول سے قرابت کی وجہ سے اونہون نے تسلیم کیا اور اب جب ہم اہلبیت اوس حق کا اوسی دلیل سے مطالبہ کرتے ہین تو تم انکار کرتے ہو بس اگر ایمان رکھتے ہو تو انصاف کرو ورنہ اپنے ظلم کا مزہ چکھو گے ۔

تو اب بتائیے کون ظالم ہوا مہاجرین یا انصار جنہوں نے انصاف پسندی کو کام میں لاکر دعوی
خلافت سے دست برداری کی۔

لکھتے ہیں "دوم احراق خانہ بتول کیلیے حضرت عمر کا تشریف لیجانا یہ روایت اور اسقاط
حمل حضرت سیدہ اور حضرت علی کے گلوے مبارک میں رسی ڈالکر مسجد تک کھینچے لیے جانا اور
زبردستی بیعت کرانا منجملہ ان روایات کے ہیں جو متعصب شیعوں نے بلا لحاظ حرمت و شجاعت
خاندان اہلبیت کرام برخلاف حضرات شیخین ایجاد کی ہیں خداوند کریم صحابہ کرام کے حق میں فرماتا
ہے کنتم اعداء فالف بین قلوبکم جس سے ثابت ہے کہ دشمنی کی باتیں اگر صحابہ میں تھیں
تو زمانہ قبل اسلام میں ہونگی"

مگر افسوس یہاں بھی آپنے اپنے ایمان کا پورا ثبوت دیدیا کہ آیہ کنتم اعداء کو قول خدا بھی
فرماتے ہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ دشمنی کی باتیں اگر صحابہ میں تھیں تو زمانہ قبل اسلام ہونگی
جب لفظ اگر اور ہونگی سے معلوم ہوا ابھی تک آپکا پورا ایمان نہیں ہے کہ ان میں عداوت
تھی کیونکہ خدا فرماتا ہے تم سب باہم دشمن تھے. خدا نے تمہارے دلوں میں الفت کو ڈالدیا
پس جس شخص کا یہ ایمان ہو کہ وہ قول خدا پر بھی ایمان نہیں لاتا تو اوس سے کب امید ہو سکتی ہے کہ
وہ اسکو مانے گا۔

آپکے حضرت ابو بکر یا عمر نے جو ظلم کیا جس جس طرح خانہ جناب سیدہ کو جلایا اور اسقاط کے باعث
ہوے اوسکا ثبوت تو آپ رسالہ الکنز الموقد میں دیکھ چکے ہیں جو دفتر اصلاح سے شائع ہوا اور
مفت تقسیم ہوا. اب آپکو اختیار ہے کہ اپنے مورخین و محدثین کو کذاب کہیے یا دروغ باف
کیونکہ اوس میں شاہ ولی اللہ صاحب بھی داخل ہیں جنہوں نے بڑی تصریح سے اس روایت کو
لکھا تو کیا وہ بھی متعصب شیعہ ہیں جنہوں نے بلا لحاظ حرمت و شجاعت خاندان اہلبیت کرام
برخلاف شیخین ایجاد کی. اگر یہی آپکا ایمان ہے تو ہمکو بھی عذر نہیں۔

رہا آیہ کریمہ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم سے استدلال تو یہ طرفہ استدلال ہے کیونکہ جس قرآن
میں یہ آیہ ہے اوسی میں ہے ومنکم من یرید الدنیا ومنکم من یرید الآخرۃ بھی ہے پھر
جو ایمان نہیں لائے آیہ کریمہ ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الآخر

سو ایمان نہیں لاتے۔

تفسیر کبیر میں ہے وراٰمعہا ان یکون المعنی لترکبن سنۃ الاولین ممن کان قبلکم فی التکذیب بالنبوۃ والقیامۃ صفحہ ۵۰۰ جلد ۸

یعنی معنی اسکے یہ ہیں کہ تم لوگ پہلے لوگوں کے طریقہ پر چلوگے تکذیب نبوت اور تکذیب قیامت میں۔

تفسیر نیشا پوری میں ہے وقیل کرکبن سنۃ الاولین من المکذبین الهالکین صفحہ جلد ۳

تفسیر خازن میں ہے جلد ۴ صفحہ ۳۶۳ عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ قال لتتبعن سنن من کان قبلکم والحوالهم شبرا بشبر وذراعا بذراع حتی لو دخلوا حجر ضب لتبعتموھم قلنا یا رسول اللہ الیہود والنصاری قال فمن

تفسیر مدارک بر حاشیہ خازن پر صفحہ ۳۶۳ واللہ اعلم بما یوعون بما یجمعون فی صدورھم ویضمرون من الکفر وتکذیب النبی۔

تفسیر معالم التنزیل میں ہے عن ابی سعید الخدری عن النبی لتتبعن سنن من کان قبلکم شبرا بشبر الخ صفحہ ۹۶

تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی میں ہے خطاب بامت حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم است ومراد توبیخ وتشنیع ست یعنی شما نیز مرتکب خواہید شد طبقہ را از گناہان بعد از طبقہ یعنی بر مثال امتہای پیشین انچہ از مکروہات صغائر وکبائر وانواع الحاد وبدعت کہ پیشینیان کردہ بودند شما ہم خواہید کرد چنانچہ در حدیث صحیح وارد ست کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم امت خود را فرمودند کہ شما متابعت پیشینیان خواہید کرد باشت بالشت وگز با گز یعنی اگر پیشینیان یک گز از راہ حق دور افتادہ بودند از شما نیز برخے بہمان مقدار از حق دور خواہند افتاد واگر پیشینیان بقدر یک بالشت دور افتادہ بودند از شما نیز طائفہ ہمین مقدار دور خواہند افتاد تا آنکہ اگر از پیشینیان کسی بودہ است کہ بامادر خود آشکارا فعل بد کردہ باشد از شما نیز بعضے اشخاص خواہند کرد واگر از پیشینیان در سوراخ سوسمار در آمدہ است از شما نیز کسے در آں سوراخ خواہد در آمد ونیز در حدیث صحیح ست حال شما در شکستن حق خدا وحق خلق وتکذیب پیغمبر وکتاب وعیات ودیگر گناہان بعینہ مطابق وموافق امتان سابق ست چنانچہ یک کفش مطابق کفش دیگر میشود وکہیچ تفاوت نیست

ام کلثوم دوسرے انہین معلوم ہوا کہ اہلسنت نے مشہور کردیا حضرت کا عقد ہے ہو اجو بالکل غلط و خلاف واقع ہے۔ اور یہ اک تہمت جسکی تفصیل رسالہ ام کلثوم دفع الوثوق مین مذکور ہے اور اس حدیث سے وہان بھی استدلال کیا گیا ہے۔

جسطرح حضرت مریم کیلئے قرینہ تہمت یہ تھا کہ بلا شوہر حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اوسی طرح قرینہ تہمت یہان بھی موجود ہے کہ عمر نے خلافت مین نکاح جب داب سے بقول شبلی سطوت بنی ہاشم کو دبا رکھا تھا۔

تو پھر ایکو اسمین شبہہ ہوسکتا ہے کہ انہون نے یہ عقد کر لیا ہو۔

مگر خود روایات صحاح ستہ و احادیث اہلسنت اپنی بے زبانی کے ساتھ بتا رہی ہین کہ یہ واقعہ بالکل غلط ہے کیونکہ جو مشکوٰۃ شریف مین ہے خطب ابو بکر و عمر فاطمہ رض فقال رسول اللہ صلعم انہا صغیرۃ ثم خطبہا علی فزوجہا منہ مشکوٰۃ جلد

یعنی ابوبکر و عمر نے خواستگاری کی تو حضرت نے فرمایا وہ کمسن ہے پھر حضرت علی نے خواستگاری کیا تو حضرت نے اون سے عقد کیا۔

حدیث تو کہہ رہی ہے کہ یہ سب واقعہ ایک وقت کا ہے کہ حضرت نے شیخین کے عقد جناب سیدہ مین کمسنی کا عذر کیا اور جناب امیر سے عقد کرنے مین کوئی عذر نہو۔ تو اب دو ہی احتمال ہے یا تو معاذ اللہ رسول اللہ نے غلط کہا یا یہ کہ حضرت اونکو کسی طرح اس قابل نہین سمجھتے تھے۔

قرینہ غالب تو یہی ہے کہ حضرت اونکو اس قابل ہی نہین جانتے تھے۔ کیونکہ حضرت نے جب جناب امیر سے جناب سیدہ کا عقد کیا تو اوس وقت بالخصوص ابوبکر و عمر کو بلایا چنانچہ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری مین ہے صفحہ ۵ جلد ۵

فقال لی یا انس اخرج وادع لی ابا بکر الصدیق و عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان و عبد الرحمان بن عوف و سعد بن ابی وقاص و طلحہ و الزبیر و عدۃ من الانصار

جس سے معلوم ہوا کہ ان لوگون کو بخاص طور سے بلایا جسکی غرض بجز اسکے کیا ہوسکتی ہے کہ حضرت اونپر ثابت کرین کہ تم لوگ اسکے لائق نہین ہو۔ کیونکہ ان سب نے خواستگاری کی تھی۔

اونہون نے نہ صحاح ستہ لکہا اور اس واقعہ کو کسی طرح اس قابل نہ جانا کہ وہ صحاح کرین یہی سبب بڑی دلیل اسکی ہے کہ محض بے بنیاد واقعہ ہے جسکو اونہون نے اس قابل نہ سمجہا کہ صحاح کرسکین علاوہ تو یہ ہے کہ بخاری مین ایک خاص باب اسکا ہے کہ باکرہ یا ثیبہ کا نکاح بغیر اونکے اذن یا اجازت کے نہ ہونا چاہیے ۷۷۱ جلد ۳

بخاری مین یہ بھی ہے کہ ایسا نکاح مردود ہے یعنی باطل ہے مگر اس واقعہ مین اوسکو قبول کرتے ہین بخاری مین ایک باب یہ بھی ہے کہ جب ایک شخص سے نسبت مقرر ہو تو دوسرے کو حق نہین ہے کہ اوسکی خواستگاری کرے ۷۷۱ ص ۱۵۵

مگر یہ لوگ بخلاف شریعت چاہتے ہین کہ جناب امیرؑ کے اس عقد کو کہ نسبت اسکی فرزند جعفر سے مقرر تہی نامنظور کردین۔

بہرحال چونکہ بحث کامل طور پر کنز مکتوم ۔ رفع الوثوق ۔ اصلاح ص ۷-۹ مین طے ہو چکی ہے کہ نہ عمر نے کبھی اسکا قصد کیا نہ کبھی واقع ہوا نہ کوئی اسکی اصلیت ہے لہذا زیادہ لکہنے کی ضرورت نہین کیونکہ یہ ساری خرابی صرف اسوجہ سے پڑی کہ عمر نے ابوبکر کی بیٹی چار سالہ ام کلثوم سے عقد کرنا چاہا۔ عائشہ نے منظور کیا۔ مگر خود ام کلثوم نے انکار کیا۔ اسوجہ سے مدینہ مین ایک تہلکہ پڑ گیا عمرو عاص مکار بلایا گیا کہ اپنے مکر و حیلہ سے کام نکالے مگر خود عمر ایسے نہ تہے جنپر اوسکا جادو چل سکے لہذا جناب امیرؑ کو بد اخلاقی پیش ہوگی کہ خود ام کلثوم بنت ابوبکر کو عمر کے پاس بہیجا کہ دیکہ لین یہ چار برس کی لڑکی قابل عقد نہین۔ یہ اصل واقعہ تہا جو راویونکی غلطی اور اشتباہ سے کچہ کا کچہ ہو گیا اور سارا واقعہ حضرت ام کلثوم بنت علیؑ کی طرف منسوب ہو احالانکہ عقد حضرت ام کلثوم اسکے قبل محمد بن جعفر طیار سے ہو چکا تہا پہر کیونکر ممکن ہے کہ عمر اون سے خواستگاری کرین۔

غرض اس واقعہ کا ذیکی شہرت بہی ادسی آیہ لترکبن طبقا عن طبق مین نہان ہے کہ جس طرح حضرت مریمؑ پر تہمت لگائی گئی تہی پہر آخر تک یہود اوسی طرح یقین کئے ہوئے ہین جیسا کہ پہلے اونکو یقین تہا اور یہ غلط واقعہ بہی ہے کہ حضرت ام کلثومؑ پر یہ تہمت لگائی گئی کہ اونکا عقد معاذ اللہ عمر سے ہوا۔ جسکے ثبوت کوئی سند نہین رہتے اور قرآن اونکی تردید کر رہا ہے اصلیت یہ ہے کہ یہ نسبت بہی غلط ہے بلاد اسکے کہ صحاح ستہ مین بہی ایک روایت اسکی نہین صحیح ہو سکی اور اہلسنت کا اسپر خود مشاہدہ ہے

اوس دعوی کے جو یہ و پیش کرتے ہین ۔

رہا فروع کافی کتاب الطلاق باب المتوفی عنہا زوجہا کی یہ حدیث ان علیاً توفی عمر اتی ام کلثوم فانطلق الی بیتہ کہ جب عمر نے انتقال کیا تو حضرت علی ام کلثوم کو لیکر گھر گئے ۔

تو اس سے کیا نفع ہوا کیونکہ یہ ایک مسئلہ شرعی ہے کہ زوجہ کو کہان عدہ رکھنا چاہیے شوہر کے گھر یا جہان جی چاہے اوسی پر اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے۔ مگر اس سے یہ کہان معلوم ہوا کہ وہ ام کلثوم بنت جناب امیر تھین جسکے لئے کہ تمہارا منتبہ ہونا ضروری تھا کہ حضرت اپنی بیٹی کو لیگئے حالانکہ یہان محض نام ہے ام کلثوم کا ۔

انتہار مکتوم مین ثابت کردیا گیا ہے کہ عمر کی دو تین زوجہ کا ام کلثوم ہی نام تھا جسمین سے ایک ام کلثوم کا بیٹا زید بن عمر تھا جو دونو بیٹا ماں ایک ساتھ مرے اور دونوں کے نماز جنازہ اور ترکہ مین لڑائی جھگڑا بھی ہوا یہ واقعہ بھی اسی ام کلثوم کے حال میں ہوا جسکی وجہ غالباً یہ تھی کہ عبداللہ بن عمر اور حفصہ وغیرہ اپنی سوتیلی ماں کو تکلیف دیا کرتے تھے ۔ سو جب حضرت نے اگر رفع فساد کی غرض سے وہان سے ہٹا دیا ہو کیونکہ اگر یہ ام کلثوم بنت جناب امیر ہوتین تو ابنتہ کا لفظ ضرور ہوتا ۔

کیون صاحب جب عراق خود جناب سید حسین کی تجویز قابل تحمل ہے پھر بفرض محال اگر حضرت عمر نے الیسا فرمایا بھی ہو تو اسکا ثبوت سب روایات فریقین و تواریخ کہ خلافت کا قیامت تک غیر سلسلہ چلا ہوا تھا القضا اپنی جگہ کو ۔ان تھے بن ۔تم حضرت مرتضی کو مجبور کررہے تھے عبداللہ بن زبیر ہاشمی کے علاوہ یا ابو سفیان ہی یا ابن منعف وپیری معروف کہ ۔تھے یہ

تو یہ اتنی سی بات کیون نہین مان لیتے کہ وہ منافق تھے جس سے سب جھگڑا طے ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن کی آیت لترکبن طبقاً عن طبق آپکے پیش نظر ہے جس سے اس امت مین بھی ایک شخص کا نمرود ثانی ہونا ضروری ہے جیسا کہ جناب امیر کا خلیل اللہ ثانی ہونا مسلم ہے ۔

ہان صاحب تاریخ پیدا فرما لیے کہ عبداللہ بن زبیر کو بھی آپ مرکز بنا سمجھین اور اوسکو ہاشمی کا لقب عطا کر سمجھین کیون نہو آخر خلیفہ اول کے نواسے تھے ۔ جو اس کی دوا لیجیے عبداللہ بن زبیر تو اوس وقت نو دس برس کا تھا سعد بن زبیر تھے جو جناب امیر کے ساتھ تھے وہ ہاشمی نہ تھے بلکہ بنو کلاب بن مرہ

ابوسفیان کو بابا بنایا اچھا کیا معویہ کے بھائی ہوئے۔ مگر وہ خود اپنی خلافت مین بہر کا منہ تہا۔ بلکہ اسلام مین فساد کرنا چاہتا تہا جاجب کہتا خلافت کیلئے ہاتہ بڑھاؤ ہم بیعت کرین۔ مگر چونکہ اوسکی نیت فاسد تھی اسلام مین فساد کرنا چاہتا تھا اسلئے جناب امیرؑ نے اوسکو ڈانٹ دیا لیکن خلیفہ اول و دوم نے ایسا رعب چھایا کہ ڈر کر ادسکو ملا لیا اوسکے بیٹون کو لشکر کی سرداری دی۔

اگر شریعت اسلام نام ہے خلاف حکم خدا و رسول چلنے کا تو بیشک آپکا دعوی صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ ابوبکر و عمر تو باتفاق فریقین بلا حکم رسول خلیفہ بنائے گئے۔

جناب امیرؑ کے سکوت ہی نے تو بتا دیا کہ آپ ہی خلیفہ رسول تھے کیونکہ خلیفہ رسول کا کام حفاظت اسلام ہے نہ کہ اپنے ذاتی اغراض کیلئے جنگ کرنا چونکہ جناب امیرؑ خلیفہ رسول تھے اسلئے آپنے حفاظت اسلام کیلئے سب مصائب کو برداشت کیا ورنہ آج آپ رہتے نہ اسلام کا نام۔

جس مصلحت سے جناب امیرؑ نے اوسوقت کام لیا یہ وہی مصلحت ہے جس سے رسول اللہ ۱۳ برس تک مکہ مین خاموش رہے مگر آپکے خلیفہ اول نے اسلام لاتے ہی وہ فساد کیا کہ خود جوتے کھائے اور عمر کے اظہار اسلام نے رسول اللہ کو تین برس تک شعب ابوطالب مین محصور رکھا۔ ملاحظہ ہو اصلاح نمبر ۔۔

ہان صاحب وہان تو آپ احراق خانہ جناب سیدہ کو خلاف آیہ قرآنی کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فرماتے تھے۔ یہہ یہان کیونکر موافق قرآن ہو گیا جو فرماتے ہین یہہ حضرت عمر نے تو بطور نمایش صرف زبان سے خانہ بتول کو جلانے کی دہمکی دی ہوگی۔ حالانکہ وہ تین پکار پکار کر کہہ رہی ہین کہ عمر نے گھر جلایا اسقاط حضرت محسن کی باعث ہوئی۔

ما یہ کہ شیعون نے کربلائے معلی مین اہل بیت کے خیمون کو جلا کر راکھ کر دیا تو اسکا تصفیہ آسان ہے آئیے اون ظالمون پر لعنت کیجیے جنہون نے اہلبیت پر ظلم کیا یا کسی طرح کے ظلم کے بادی ہوئے۔ جس سے معلوم ہو جائیگا وہ شیعہ تھے یا سنی۔ اسلئے شیعہ اس طرح لعنت کرتے ہین اللھم العن اول ظالم ظلم حق آل محمد۔

ہان صاحب فرمائیے تو یزید کس کا جانشین تہا جسنے قتل کا حکم دیا۔ ابن زیاد کسکا آدمی تہا اور وہ قتل کرنے والا عمر بن سعد کون تہا سعد بن ابی وقاص کا بیٹا جو آپکے یہان سادس الاسلام کہا جاتا ہے اور عشرہ

الوانِ قادیانی

(سلسلہ کیلئے ... ملاحظہ ہو)

گر حوالات کے خوف سے نقل نہ کئے اہل انصاف اور طالبان حق کیلئے امید ہے کہ یہ کافی ہونگے۔

سید الانبیاء سے برابری

اوپر کی عبارت میں سے باقوال مرزا غلام احمد اس بات کا ثبوت دیا گیا ہے کہ وہ وحی اور نبوت کے کھلے کھلے مدعی تھے۔ اب ذیل میں اس بات کو بقول مرزا غلام احمد اُن کی کتابوں سے اصل عبارت مع پتہ صفحہ ذیل درج کرونگا جس سے کھلے طور پر ہر ایک طالب حق پر آفتاب نیم روز کی طرح ظاہر ہو جاویگا کہ مرزا غلام احمد کو سید الانبیاء محمد مصطفےٰ خاتم المرسلین و رحمۃ للعالمین کی خاص خاص صفات میں بھی برابری کا دعویٰ کھلے طور پر تھا۔

(۱) دیکھو اربعین نمبر ۲ کے صفحہ [illegible] میں مرزا غلام احمد لکھتے ہیں "داعی الی اللہ و سراج منیر" یہ دو نام اور دو خطاب ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن شریف میں دئے گئے تھے جو الہام میں مجھے دئے گئے۔

(۲) اور دیکھو اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۳۴ میں لکھتے ہیں "سو اس امت میں وہ ایک شخص میں ہی ہوں جسکو اپنے نبی کریم کے نمونہ پر وحی اللہ پانے میں تئیس برس کی مدت دی گئی ہے اور تئیس برس تک برابر یہ سلسلہ وحی کا جاری رکھا گیا۔"

(۳) اور دیکھو اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۴ میں "وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین" ترجمہ اور ہم نے تجھے تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

(۴) اور دیکھو اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۳۶ میں لکھتے ہیں "وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحیٰ دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ" اور یہ اپنی طرف سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ تم سنتے ہو یہ خدا کی وحی ہے۔ یہ خدا کے قریب ہوا یعنی اوپر کی طرف گیا اور پھر نیچے کی طرف تبلیغ حق کے لئے جھکا اس لئے یہ دو قوسوں کے وسط میں آگیا اوپر خدا اور نیچے مخلوق۔

(۵) اور دیکھو اربعین نمبر ۳ کے صفحہ ۳۱ میں لکھتے ہیں "انا اعطیناک الکوثر فصل لربک وانحر"۔
خاکسار۔ مرزائیو خدا سے ڈر کر بتا سکتے ہو کہ تمہارا کوثر کتنا بڑا ہے۔

سے ہونگے۔
پس اگر بالفرض تین سو برس کے قبل کی کسی کتاب میں بھی حدیث نہ ہو تو قرآن میں تو ہے۔
اب ہم نہیں جانتے کہ قرآن وحدیث سے بڑھکر کونسی دلیل ہو سکتی ہے جو آپکے سامنے پیش کی جاوے اور
آپ اوسپر ایمان لائیں کیونکہ آپکو بعلم الیقین معلوم ہے مرزا صاحب نے دیدہ و دانستہ یہ غلط دعوے
کیا اور آپ لوگوں نے بہ اتباع خلفا صرف طمع دنیا میں اونکا اتباع کیا ورنہ ایسا شخص جو بہات میں
کاذب و دروغ گو ہو یہانتک کہ مرکر بھی اپنی کذابیت ثابت کرجائے۔ کب اس قابل ہو سکتا ہے
کہ وہ مہدی ہو حالانکہ بنص رسول وہ دجال وکذاب تھا۔
(۱۲) آپ لکھتے ہیں اگر یہ سب روایات درست اور فرمودہ رسول اور علی مرتضیٰ کے منہ سے نکل
ہوئی ہوتیں تو کیوں شیعیان علی حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد ہی امام زین العابدین
علیہ السلام کی امامت سے برگشتہ ہوکر محمد بن علی مشہور حنفیہ کو امام بناتے اور انہی کو مہدی آخرالزمان
مانتے۔ یہ تو پہلی نظیر ہے۔ اسی طرح پھر امام زین العابدین کے بیٹے زید نے اپنے بہائی امام محمد باقر کی
امامت سے انکار کیا ہے اور ہزارہا شیعیان کو فہ زیدیہ بن گئے۔ دیکھو اثنا عشریہ شیعہ نیلاکرشنے
صدر اول کے شیعوں کو بھی بدنام کیا۔ اچھے وارث ہوے ہو!!
اسکا جواب تو بہت اچھی طرح پہلے مذکور اکہ جب اتنے انبیا اور اتنی کتابوں کے نازل ہونے پر لوگ
منکر ہی رہے تو پھر اونکو یہ کیوں تعجب ہوتا ہے جنہوں نے احادیث رسول اللہ وامیرالمومنین
سنکر بھی اپنی خواہش نفسانی سے محمد حنفیہ وغیرہ کی امامت کا دعوی کیا۔ کیونکہ آپکے خلفا اور
صحابہ تو نزول قرآن کا مشاہدہ کرچکے تھے ہزاروں معجزات مثل شق القمر وغیرہ دیکھ چکے تھے۔ اوسپر
بھی اونہوں نے حکم خدا اور رسول کو نہ مانا تو اونہیں کے ایسے یہ بھی انسان اور مسلمان تھے جنہوں
نے امر حق کی مخالفت کی۔
(۱۳) پھر لکھتے ہیں لیکن دیکھو۔ الحمدللہ اہل سنت وجماعت کو ان مشکلات کا سامنا نہیں ہوا ان کے
ہاں امامت مجددین مخصوص نہیں ہے بلکہ انکے ہاں ہر صدی کے آخر پر ایک مجدد دین کی بعثت کی
بشارت ہے اور سیکڑوں مثل بھی ہے مسلسل یہی تیرہ سو برس سے ہوتا آیا ہے اور انشاءاللہ اسی طرح دنیا
تک ہوتا جائیگا۔ اور کبھی ان کو امام وقت کی تلاش میں کنوئیں جھانکنے نہ پڑینگے بلکہ امام وقت خود

مؤید من اللہ ہو کر مخلوق خدا کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرے اپنے وجود برکت آمود کو اپنی مبارک تعلیم اور روحانی کشش سے آفتاب کی طرح جلوہ نما کرتا ہے جیسا کہ اس زمانہ میں اس چودھویں صدی کے راس پر حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ و علی آلہ و اصحابہ بتائید الٰہی مبعوث ہوئے اور ۳۰ برس تک بڑے زور و شور سے تبلیغ فرماتے رہے اور تمام روئے زمین میں اپنا مشن ظاہر کر کے ہزاران ہزار بندگان خدا کو سچے اسلام کا نورانی چہرہ دکھلا گئے۔ اس وجہ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اصل امامیہ اہل سنت ہیں کیونکہ وہ بعد وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آج تک ہمیشہ ہر زمانہ میں ایک نہ ایک امام کے معتقد ہوتے آئے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہینگے برخلاف اثنا عشریہ کے کہ امامت جو بارہ پر محدود و مخصوص کر دیا ہے اور آخری امام کو ابتک نام زندہ رکھنے کے لئے کہیں کنوئیں میں بٹھا رکھا ہے۔

الجواب ہاں یہ بڑی مزہ دار تقریر ہے جسکے لکھتے ہوئے خود شرماتے ہونگے کیونکہ جب آپ نے مخالفت خدا و رسول پکڑ رکھی ہے تو یہ کیا مشکل ہے۔ حکم خدا و رسول کو بالاستحقاق رکھکر اپنے دل سے امام تراشا خلفائے ثلثہ کے بعد معاویہ پھر یزید کو پھر مرزا صاحب کو مرتبہ نبوت بھی دیا گیا یہ کون سی مشکل ہے۔

مگر یہ تو ارشاد ہو کہ ہر صدی پر شاہ صاحب نے کون مجدد بنایا گیا۔ کیونکہ یزید کو تمامی ممالک اسلامیہ پر تسلط تھا تو اسکو اگر بنایا تو ایک بات تھی مرزا صاحب کہاں کے بادشاہ یا حاکم تھے جو انکو بنایا ہاں صاحب حضرت یہی فرما گئے ہیں کہ تیس ۳۰ دجال ہونگے تو آپکے یہ فرمانے سے اسی طرح تیار ہوتا جائیگا بہت درست ہے مگر یہ تو فرمائے کہ آپکا امام وقت تو صرف ایک شخص موجود ہے۔ کیا تمامی فرقہ ہائے اہلسنت کا وہی امام ہے یا انکے لئے کوئی دوسرا امام ہے کیونکہ تمامی اہلسنت خصوصاً الندوہ اور اہلحدیث پر تو شاق ہے کہ ایک مدت ہو چکا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ابھی تک کوئی انکا امام نہیں ہے تو حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ میتۃ جاہلیۃ ہوگی۔

زیادہ غضب تو یہ ہے کہ آپکے شاہ صاحب نے لقب شیعہ پر قبضہ کرنا چاہا اتنا دعویٰ کیا شیعہ اولیٰ اہل سنت ہیں۔ آپنے ان سے بھی آگے قدم بڑھایا کہ فرماتے ہیں ہم کہہ سکتے ہیں اصل امامیہ اہلسنت ہیں تو کیا شیعوں کیلئے کوئی لقب بھی نہ رہنے دیجئے گا۔

امامت کے بارہ میں تو رسول اللہ نے مخصوص کیا تھا حتی یکون اثنا عشر امیرا او خلیفۃ تو پھر اس میں شیعوں کو کیوں قصوروار بناتے ہیں۔

۵ وہ بہت افسوس ہے کہ یہ شخص نہ معلوم سنی ہے یا مرزائی کیونکہ اگر سنی ہوتا تو مرزا کی نبوت امامت سے نہ بحث کرتا اگر مرزائی ہوتا تو مرزا کی صداقت ثابت کرتا جیسے کس طرح ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب کے مقابلہ میں منہ کی کھائی ہے۔ اسمائی منکوحہ اڑ ہی گئی۔ عبد اللہ آتھم کے مقابلہ میں زک ہی اٹھایا۔ تو ایکسو ہو کر گفتگو کرنا چاہئے مگر آپ تو ماشاء اللہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے ہیں پھر کیونکر گفتگو ہو سکے۔

آپ اگر سچے مرزائی ہوتے تو کبھی سنی نہ ہوتے کیونکہ خود آپکے مسیح کا فیصلہ ناطق موجود ہے۔ ملاحظہ ہو الحکم ۔۔۔ جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۔

یہ سچ ہے کہ اسلام نے تفریق ذات اور امتیاز قوم کو اٹھا دیا ہے مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ اس کے مامور اور ان کے مخلص نائب ہمیشہ ایسا شرف رکھتے ہیں کہ دوسروں کو کراہت نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں صفحہ ۔۔ پر اس کی مفصل بحث کی ہے۔ یہ مضمون حد سے زیادہ بڑھ رہا ہے ورنہ میں اس جگہ اس مضمون کو تمام وکمال نقل کرتا۔

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ جو لوگ دوسروں کی اصلاح کے لئے مامور ہوتے ہیں۔ وہ ان معروف ادنی اقوام سے کبھی نہیں ہو سکتے۔ جو دوسری قوموں کی خادم اور نیچ قومیں سمجھی جاتی ہیں۔ ماموریں کیلئے ضروری ہے کہ ان میں علو نسب اور شرافت اور نجابت ہو۔ پھر ان قوموں کی تفصیل دیتے ہوئے جن میں سے کوئی مامور نہیں ہو سکتا، بتایا ہے کہ جولاہے بھی ان میں سے ہیں ؎

جس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ذلیل پیشہ یا شرافت و نجابت سے گرے ہوئے لوگوں کو اپنا امام یا خلیفہ بتلاتے ہیں وہ راہ حق سے منحرف اور برگشتہ ہیں۔

اب دیکھئے آپکے خلفاء ثلثہ کا نسب اور پیشہ کیا تھا حیوٰۃ الحیوان علامہ دمیری شافعی میں ہے صفحہ ۔۔ جلد اول۔

وکونه جزارا جزم به ابن قتیبه فی المعارف وقاله ابن درید فی کتاب	یعنی عمرو عاص کا قصائی ہونا تو ابن قتیبہ کے نزدیک یقینی ہے اور ابن درید نے وشاح میں

تو مین سمجھی جاتی ہین کیونکہ برابر ہین ۔ دلائل حیاتہ کے ادنی قوم ہونے مین توکسیکو شبہ نہین ہوسکتا ۔
اسکے بعد آپنے کچھ حالات فرقہ ہای شیعہ کا لکھا ہے جو تمامتر تحفہ شاہ صاحب سے ماخوذ ہے جسکا جواب بارہا مرتبہ
اور اوس سے فرقہ حقہ پر کوئی اعتراض ہی نہین وارد ہوسکتا کیونکہ حدیث رسول اللہ متفق علیہ فریقین
ہے کہ تہتر فرقے سے ایک ہی ناجی ہوگا تو جو حشر اون لوگونکا ہوگا وہی حشر سواد کلیسانیہ کا بھی سمجھ لیجیے
کیونکہ خود قرآن مین ہے وقلیل من عبادی الشکور ۔ ہمارے شکر اللہ اربعہ مسلم ہین ۔
(۱۴) آخر مین فرماتے ہین ساتھ ہم اصحاب ثلثہ کے عیب جوئی اور ذکر مطاعن جمع کرنے پر صرف کردیا
اگر اسلامی سلطنت ہوتی اسلامی ملامت ہوتی ہیرونی مخالفین اسلام سے حملوں سے محفوظ ہوتے تو تمہاری لوگ
بھی ناپروائی کرتے مگر چونکہ ہندوستان مین تو عام طور پر دیگر لوگون بھی چلا ہے مخالفین نے صرف مذہب
مذہب بلکہ جان و مال سے بھی دشمن ہورہے ہین پس ایسے نازک اوقات مین تمہارا یہ فرض ہے کہ اپنے
سے بعض دلمنون کو اپنے سینوں سے نکال کر اپنے برادران ملت سے محبت و صلح پیدا کرو ورنہ یاد رکھو کہ تم
باطل عقیدہ و نکاحیہ ہونی کی وجہ سے قلع و قمع کیا جاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور آخر تم کو طوعاً و کرہاً حق کے
سامنے تسلیم خم کرنا پڑیگا ۔ والسلام علی من اتبع الہدی ۔
جسکے مطلب یہ ہین کہ اگر اسلامی سلطنت ہوتی تو پھر شیعے ذبح کئے جاتے جسطرح زمانہ بنی امیہ و بنی عباس میں
ذبح کیا گھر و نمین آگ لگائی جاتی جسطرح عمر نے خانہ جناب سیدہ کو جلایا تو اسی طرح ہمین بھی جلاتے
اب ہم کو ایسی گورنمنٹ عطا کی ہے جسکے سایہ عاطفت مین آگیا ہے وہ نہین چل سکتا ۔
اس گورنمنٹ کے بقاء وجود کیلئے آپ بھی دعا کیجئے کہ اس گورنمنٹ کی برکات سے آپکے مرزائی محفوظ ہین
ورنہ کابل مین جو سلوک آپ لوگون کے ساتھ ہوچکا ہے یاد ہوگا ۔
ہم نہین جانتے کہ آخر آپ کیونکر تسلیم کرین جنازہ رسول کو چھوڑ کر طلب خلافت مین مشغول ہوئے ہمنے سہہ لیا
خانہ جناب سیدہ کو جلایا صبر کیا جناب امیر ۲۵ برس تک خلافت سے محروم رکھا صبر کیا چار سال خلافت ظاہری مین
ایک طرف عائشہ کو اوبھارا دوسری طرف اونکے دونو بہنوئین طلحہ زبیر کو تیسری طرف معاویہ کو چوتھی طرف
اشعث بن قیس کو جو خلیفہ اول کا بہنوئی تھا آخر حضرت کو شہید کیا جنہے صبر کیا جناب امام حسن کو زہر دیا
صبر کیا جناب امام حسین کو دشت کربلا مین اسطرح گرسنہ و تشنہ شہید کیا صبر کیا قرآن کو جلایا تیر باران کیا ۔
خانہ کعبہ کو جلایا روضہ رسول کی بے حرمتی کیا [illegible]
[illegible] غلام احمد قادیانی کو [illegible] تم [illegible] ہو [illegible] آخر [illegible]